إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا

وعظ سکھانے والی واعظ بنانے والی نہایت موثر اور دل نشین کتاب

وعظ سعید



جس میں

تمام امراض روحانی کا بے نظیر علاج۔ اسلامی تعلیمات کا موثر تذکرہ صلحاء و اکابرین ملت کے فیض۔ اولیائے عظام کی دل میں اتر جانے والی نصائح۔ وعظ کے طور سے جمع کی گئی ہیں جن سے قلوب انسانی کا تزکیہ ہوتا ہے۔

مؤلفہ

حضرت مولینا مولوی حاجی احمد سعید صاحب وظیفہ یاب سرکار دولت مدار آصفیہ

باخذ اجازت مولانا ممدوح

خالد بن حمید پبلشر نے

نصیب نہیں ہوسکتا

توجہ کرتے ہیں۔ اور

اسلامی کو نہیں سمجھ پایا سمجھ کر اس کو جمیعۃ پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

تقریظ

محبی و مشفقی منشی سعید الدین صاحب تسکین دہلوی

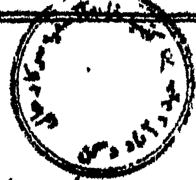
حامداً و مصلیاً

نکی دو حالتیں ہیں۔ اندرونی و بیرونی حالت کو جسمانی اور اندرونی حالت کو روحانی کہتے ہیں۔ بیرونی حالت
لق احکام ظاہری سے ہے جس کو عرف عام میں شریعت کہا جاتا ہے۔ روحانی حالت کا تعلق صفائی
ن سے ہے جبتک خیالات رذیلہ خواہشات نفسانی۔ اور اخلاق ذمیمہ سے دل صاف نہ ہو
مانی حالت درست نہیں ہوسکتی۔ اور جب تک روحانی حالت درست نہ ہو محض ظاہری درستی
مد نہیں ہے بلکہ ایک قسم کی ریاکاری ہے۔ مثلاً ایک شخص زبان سے کلمۂ توحید پڑھتا ہے رسالت
قر ہے مگر دل سے اس کی تصدیق نہیں کرتا علماء ظاہر کے نزدیک وہ مسلمان ہے۔ تمام
م شریعت اس پر نافذ ہوں گے مگر علماء باطن اس کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ اسی طرح ایک شخص
پڑھتا ہے۔ طہارت جسم۔ صفائی لباس۔ ظاہری ارکان نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرتا
م و قعود۔ رکوع و سجود سب درست ہیں مگر دل متوجہ الی اللہ نہیں ہے۔ اور ساتھ ہی بغض و
کینہ و تکبر۔ آزار رسانی خلق خدا سے پاک نہیں ہے۔ ایسی نماز اہل باطن کے نزدیک
حقیقت نماز نہیں ہے گو علماء ظاہر اس سے معترض نہ ہوں کیونکہ ان کے احکامات
ذات ظاہر سے متعلق ہیں۔

شخص روزہ رکھتا ہے۔ مگر بات بات پر لوگوں سے جھگڑتا ہے۔ دل میں طرح طرح کے خیالات
ملہ آرہے ہیں بغض و عناد۔ کینہ و فساد سے دل صاف نہیں ہے۔ مزاج میں چڑچڑا پن ہے
اسی کسی کی حرکت خلاف طبیعت دیکھی اور اس سے دست و گریبان ہوا۔ ظاہری صورت
زہ داروں کی بنا رکھی ہے۔ اور شاید یہی بات ظاہر کرنے کے لئے کہ میں روزہ دار ہوں ہر ایک
سے لڑتا جھگڑتا ہے ایسا روزہ درحقیقت روزہ نہیں ہے۔ اسی طرح اور تمام باتوں کو سمجھ
لینا چاہیئے۔ جب تک انسان کی ظاہری اور باطنی دونوں حالتیں درست نہ ہوں ارتقا
صیب نہیں ہوسکتا۔ اور ارتقا ہی مذہب اسلام کا ماحصل ہے۔ جو لوگ ظاہری حالت پر زیادہ
توجہ کرتے ہیں۔ اور باطنی حالت سے بے خبر رہتے ہیں وہ حقیقت میں ماحصل شریعت
اسلامی کو نہیں سمجھے یا سمجھ کر اس پر کاربند نہیں ہیں۔

انسانی زندگی کا مقصد اصلی اتصال بذات واجب ہی اور یہ درجہ بدرجہ روحانی ترقی سے حاصل ہوتا ہے۔
یاایھا الانسان انک کادح الی ربک کدحا فملقیہ (اے انسان تو اپنے رب کی طرف کشاں کشاں چلا جا رہا ہے یہانتک کہ اس سے جا ملیگا) اس آیت شریف میں بالوضاحت اسی کا بیان ہے۔
جبتک افعال رذیلہ و خیالات ذمیمہ سے تصفیہ باطن نہ ہوگا روح مکدر رہیگی۔ اور یہ تکدر اسکے عروج و مدارج میں مانع ہوگا اور اسکی درجہ بدرجہ ترقی رک جائیگی یہانتک کہ وہ فملقیہ کے درجہ پر فائز نہ ہو سکے گی اور اس سے انسان کا ماحصل زندگی فوت ہو جائے گا۔
ظاہری درستی یعنی احکام شریعت کی پابندی کے ساتھ روحانی ترقی کرنا اصول اسلام ہے۔ اسلام دونوں حالتوں کی درستی کے ساتھ وصول الی اللہ کی رہبری کرتا ہے اور فملقیہ کے درجے پر فائز المرام کر دیتا ہے۔ وہ دنیا میں معزز اور موقر بناتا ہے۔ اور مقصود زندگی یعنی اتصال بالواجب (نجات) تک انسان کو بآسانی پہنچا دینے کا وسیلہ بن جاتا ہے۔ بخلاف دوسرے مذاہب کے کہ انکی تعلیم اس مرحلہ میں بہت کچھ قاصر ہے۔
میرے محب بے ریا۔ صادق الوداد مولوی احمد سعید صاحب ہمشیرہ زادہ مولوی حمیم الدین صاحب مرحوم یوسہ دار سرکار عالی نظام نے اسی موضوع کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب تحریر کی ہے۔ اور وہ ایک حد تک اس میں کامیاب ہوئے ہیں۔
اسمیں غیبت جھوٹ وغیرہ تمام عیوب روحانی تکبر بخل۔ ریا حسد و حرص اور تمام صفات حسنہ۔ احسان۔ اخلاص۔ اکل حلال وغیرہ وغیرہ کو شرح بیان کیا ہے۔ اور ایسے طریقے سے تحریر کیا ہے کہ دل پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ افعال ذمیمہ سے نفرت اخلاق حسنہ سے رغبت پیدا ہوتی ہے۔ ہر بیان نشتر زن دل ہے تمثیلوں اور مختصر اخلاقی حکایتوں نے کتاب کو اور بھی چار چاند لگا دئے ہیں۔ اور اس کی دلچسپی کو بیحد بڑھا دیا ہے۔ ممکن نہیں کہ آپ کسی بیان کو شروع کریں اور بے ختم کئے کتاب ہاتھ سے رکھدیں۔ عبارت صاف نہایت آسان کہ معمولی لیاقت کا آدمی جو صرف اردو پڑھ سکتا ہو اسکو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ بیان شیریں و دلچسپ کہ منقبض طبیعت بھی شگفتہ ہو جاتی ہے اور تفریح کا سامان ہاتھ آتا ہے غرض ہر پہلو سے کتاب لاجواب ہے تصفیہ قلب کا آلہ ہے۔ رہروان منزل مقصود کی رہبر گم گشتگان بادیہ ضلالت کو راہ راست پر لانیوالی ہے۔
بڑی خوبی یہ ہے کہ انسان کی ظاہری و باطنی دونوں حالتوں کی اصلاح ساتھ ساتھ کی گئی ہے جہاں تصفیہ قلب کا بیان ہے وہاں ضروری مسائل شرعیہ کو بھی بالتفصیل بیان کر دیا ہے اور جو باتیں روزمرہ پیش آتی ہیں انکے متعلق تمام مسئلے اور جواب درج کر دئے ہیں۔ ہر مسلمان کے پاس اسکا ہونا ضروری ہے مولنا ایک نہایت پاک طینت نیک نفس آدمی ہیں اور انکی صفائی طبیعت اور پاکیزہ دلی کی کیفیت اس کتاب کے فقرے فقرے اور لفظ لفظ سے عیاں ہو رہی ہے۔ یہ تالیف تا قیامت انکی یادگار باقی رہیگی اور اسکا ثواب انکے نامہ اعمال میں درج ہوتا رہیگا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ مولنا اسکا دوسرا حصہ بھی جو زیر تجویز ہے عنقریب طبع کرا کر شائع کرینگے اور اس کا مکمل نمونہ ہوں۔

العبد المذنب
سعید الدین عفی عنہ
۱۲ فروری [illegible]



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بیشمار ہے اس پاک پروردگار کے لئے کہ ہمکو توفیق دی اپنے ذکر کی اور راہ بتائی اپنے فکر کی یاالٰہی درود وسلام بھیج نازل کر خاتم النبیین شفیع المذنبین رسول امین پر اور انکے اصحاب ابرار اور آل اطہار اور سب پر اور اس عاجز کو دنیا میں اتباع انکا نصیب کر اور حشر میں انکے خادموں میں منسوب کر آمین آمین آمین یا الٰہ العالمین۔

اتفاق

یاایہا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ اے ایمان والو صبر کرو اور آپس میں ایک دوسرے کو صبر دلاؤ اور باہم ملے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو شاید تم اپنی مراد کو پہنچو۔

انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون۔ سوا اسکے نہیں کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے بھائیوں میں صلح کروا دو اور اللہ کے غضب سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

یاایہا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ان اللہ علیم خبیر۔ اے لوگوں ہم نے تم کو نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہارے کنبے اور قبائل بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو تم میں سے سب سے بزرگ اللہ کے نزدیک وہی ہے۔ جو سب سے زیادہ متقی ہو بیشک اللہ جاننے اور خبردار ہے۔

قال رسول اللہ صلعم المؤمنون کل واحد ان اشتکی عینہ اشتکی کلہ۔ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ تمام مسلمان شکل شخص واحد کے ہیں۔ اگر اسکی آنکھ میں درد ہوتا تو تمام جسم بے چین ہو جاوے اگر اسکے سر میں شکایت ہو تو کل بدن بیکل ہو جائے۔

فرمایا نبی کریم نے المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضا ثم شبک بین اصابعہ یعنی رسول اللہ صلعم نے فرمایا مسلمان مسلمان کے لئے مثل بنیاد ہے۔ کہ اسکا دوسرا حصہ دوسرے کے ساتھ بوجھ اٹھانے میں مدد کرتا ہے پھر ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈالکر بتایا اسطرح سے

دولت ہمہ از اتفاق خیزد بے دولتی از نفاق خیزد

فرمایا رسول اللہ صلعم نے جو شخص بقدر ایک بالشت کے بھی گروہ سے الگ ہوا تو گویا رسن اسلام اسنے اپنی گردن سے نکالدی۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابیوں نے کہا کہ ہم کھاتے ہیں مگر پیٹ نہیں بھرتا آپ نے فرمایا شاید تم الگ الگ کھاتے ہو گے کہا ہاں آپ نے فرمایا اکٹھے ہو کر اور خدا کا نام لیکر کھاؤ اس سے برکت ہوگی اور سیری۔ اور فرمایا اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے جو شخص گروہ سے الگ ہوا آگ دوزخ میں گیا۔

فرمایا کہ گروہ کی پیروی کرو جو شخص گروہ سے علیحدہ ہوا دوزخ میں گیا۔

شاورہم فی الامر۔ اور لوگوں سے مشورہ کر۔ اللہ تعالے کیطرف سے حضرت کو حکم ہوا یہی اصول اسلام ہے کہ اتفاق رکھو وامرہم شوریٰ بینہم انکا کام مشورہ سے آپس کے ہوتا ہے۔ یہ مومنین کی شان میں آیت ہے کہ مومن سب اتفاق سے کام کرتے ہیں۔

لاتدخلون الجنۃ حتیٰ تومنوا ولاتومنوا حتیٰ تحابوا بہشت میں تمہیں جاؤ گے جبتک ایمان نہ لاؤ اور ایمان لانا اسوقت سمجھا جائیگا جب آپسمیں محبت اور دوستی رکھو گے۔

وارکعوا مع الراکعین۔ رکوع کرو ساتھ رکوع کرنیوالوں کے اسکا یہی مطلب ہے سب ملکر ایک کام کو کرو۔ یہ ہمکو اسلام سبق دیتا ہے کہ نماز میں پنجگانہ ہم محلہ کی مسجد میں جمع ہوں اور ہمکو سب کا دکھ درد معلوم ہو پھر ہفتہ میں ایک روز جمعہ کو ہم سب شہر والے ایک جگہ جمع ہوں تاکہ شہر بھر میں جو کوئی نئی بات ہو اسکی واقفیت ہو جائے اور سب ملکر اسکا تدارک کریں اسی طرح سال میں دو دفعہ عیدگاہ میں جمع ہوں اور سب اہل شہر اور پاس پاس کے گاؤں اور قصبہ کے لوگ جمع ہوں اور دین کے امورات شہر والوں سے گانوں والوں کو پہنچے اور وہ اپنے مقام پر جاکر تبلیغ کریں اسی طرح عمر بھر میں حج ایک دفعہ فرض کیا کہ شہر شہر ولایت ولایت سب جگہ کے باشندے جمع ہوں۔ اور آپسمیں اتحاد بڑھے اور جو مسائل وغیرہ ہمکو معلوم ہوں وہاں سے اپنی جگہ آکر انکا ذکر کریں تاکہ تبلیغ اسلام ہوتی رہے۔ اور آپس کا اتحاد بڑھتا جائے۔ اور اسلام کا بول بالا ہو اور جو کام اسلام کے لئے مضر ہوں۔ اس سے بچیں اور جو کام اسلام کیلئے مفید ہوں اسپر عمل درآمد ہوں۔

(حکایت چند جانوروں کی)

حکایت ایک مرتبہ چند جانور کسی کے جال میں آپھنسے سبکو فکر ہوئی کہ کیا کرنا چاہیئے اور کونسا حیلہ کریں جسسے ہم سب کے سب شکاری کے ہاتھ سے بچ جائینگے الگ الگ ہر ایک انہیں سے بھاگنے کی غرض سے اڑتے مگر کامیاب نہیں ہوتی تھی سب نے یہ ارادہ کیا سب متفق ہوکر اڑنا چاہیئے شاید اکٹھی قوت سے جال ہلکا ہوجا یہانتک کہ سب کے سب ایک ہی ساتھ اڑیں اور سب کی اکٹھی قوت سے جال ہلکا ہوگیا اور سب کے سب اڑ گئے اور اپنے مطلب میں کامیاب ہونگا۔ حاصل یہ کہ اتفاق ایک ایسی زبردست چیز ہے جس سے ناممکن کام بھی امکان میں آجاتا ہے۔

(حکایت اکبر بادشاہ کی)

حکایت اکبر شاہ جب ضعیف ہوگیا اور اسنے جانا کہ میں اب نہیں جیونگا سب امیروں کو جمع کیا اور ریشمی ڈوری سے تیروں کا بڑا گٹھا ایک جگہ کرکے باندھا اور باری باری سب کو دیا کہ اسکو توڑو اور سب نے لیا اور اپنی ساری طاقت انکے توڑنے میں صرف کی مگر وہ ایسا مضبوط تھا کہ کوئی بھی اسکو توڑ نہ سکا سب کی کوشش کارگر نہوئی۔ اسکے بعد بادشاہ نے اسکی ریشمی ڈوری کو جس سے وہ تیر ونکا گٹھا بندھا ہوا تھا چاقو سے کاٹکر علیحدہ علیحدہ کردیا اور سبکو ایک ایک تقسیم کرکے حکم کیا انہیں توڑ ڈالو امیروں نے بات کی بات میں سب تیر وںکو توڑ ڈالا ایک بھی باقی نہ چھوڑا یہ دیکھکر بادشاہ ذرا سنبھلکر بیٹھے اور سبکو اپنی طرف متوجہ کرکے فرمانے لگے میرے معزز امیروں اتفاق کی طاقت تمنے دیکھی جبتک یہ تیریں ایک دوسرے سے اکٹھی بندھی ہوئیں تھیں تم میں سے کوئی بھی نہ توڑ سکا جب ور

توڑ دی گئی نیز جدا جدا ہو گئیں تو تم نے انمیں سے ایک بھی نہ چھوڑا سب تیر توڑ ڈالے اسیطرح تم بھی اتفاق کی ڈوری سے بندھے رہو گے تو کسی دشمن کو یہ طاقت نہوگی کہ تمپر غالب آسکے اور سلطنت کو نقصان پہونچا سکے لیکن جب الگ الگ ہوجاؤ گے تو سلطنت تباہ ہوجائیگی پھر پچھتائے کیا ہوئے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت پہنچ مل کیجئے کاج تاکہ نہ دینے آئے لاج۔ ای سعید اتفاق کی صورت بغیر ایکطرف متوجہ ہونیکے نہیں ہوتی لہذا نماز میں یگانگت کی صورت میں لانیکیلئے جہت کعبہ کو لازم کیا ہے اور گھر میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک حصہ ہے اور مسجد میں محلہ کی دس اور جامع مسجد میں پانچ سو اور خانہ کعبہ میں ہزار۔

نظم جناب مولوی محمد عبد الرحمن صاحب راسخ دہلوی مرحوم و مغفور۔

رسی سے یہ میں نے سبب کو پوچھا
تو صرف کبھی ہو الگنی میں
ہر گھوڑے کی باگ ہو تر و ہاتھ
بہننے لگی اتحاد سے ہے

تو بوجہ سہارتی ہی کیا کیا
ادسواں بھی کبھی ہو جھیکا
اونٹوں کیلئے ہے تیا ہیا
تھی ورنہ کہاں کی ہیں توانا

بندھے ہیں ہزار تجھہ سے بندھن
بلوں میں کہیں بندھی ہوئی ہے
دولاب میں تو ہو ڈول ہیں تو
سو تاروں سے ملکے تن گئی ہیں

ہے لاکھہ جگہ ترا سہارا
امرلیوں میں تو کہیں ہے جھولا
یہ بات ہے کیا یہ زور کیا ہے
رشتے وجہ ہے کہ بن گئی ہیں

(احسان)

احسان

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اللہ تعالےٰ انصاف کا اور احسان کرنیکا اور رشتہ وارو نکو دینے کا حکم کرتا ہے اور بےحیائی اور برے کاموں سے اور سرکشی سے تمکو ممانعت کرتا ہے اور تمکو نصیحت کرتا ہے شاید کہ تم یاد رکھو۔

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کے ساتھہ ہے جو اتقا اختیار کرتے ہیں اور نیز ان لوگوں کے ساتھہ ہے جو بھلائی کرنیوالے ہیں۔

ہل جزاء الاحسان الا الاحسان یعنی کیا بدلا ہے نیکی کرنیکا سوا نیکی کرنے کے۔

لا یدخل الجنۃ منان ولا عاق ولا مدمن خمر یعنی داخل ہوگا جنت میں احسان جتانیوالا اور والدین کی نافرمانی کرنیوالا اور ہمیشہ شراب پینے والا۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ایسی کیا چیز ہے جس سے انکار کرنا جائز نہیں آپ نے فرمایا کہ پانی اور نمک اور آگ انہوں نے پوچھا کہ پانی کو تو ہم جانتے ہیں مگر نمک اور آگ کی کیا وجہ ہے رسول اللہؐ نے فرمایا اے حمیرا جس نے آگ کسی کو دی گویا وہ تمام چیز صدقہ کی جو اس آگ نے پکائی اور جسنے کسی شخص کو نمک دیا گویا وہ تمام چیزیں تصدق کیں جنمیں نمک ڈالا گیا اور جسنے کسی مسلمان کو پانی پلایا جہاں پانی کمیاب نہیں تو گویا غلام آزاد کیا اور جس نے مسلمان کو ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی نہ ملتا ہو گویا زندہ کیا اسنے اسکو۔

ایضاً اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ شخص اچھا ہے جو اپنے احباب کیساتھہ اچھا ہو اور پڑوسیوں میں اچھا وہ شخص ہے جو پڑوسی کے ساتھہ اچھا ہو یعنی اس سے اچھا برتاؤ کرے۔

ایضاً ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ مجھے کسطرح معلوم ہو کہ میں اچھا کرتا ہوں یا برا آپ نے فرمایا جب اپنے

ہمسایوں سے سنو کہ وہ کہتے ہیں تو نے بھلا کیا تو بیشک تو نے بھلائی کی اور جب ہمسایوں سے سنو کہ وہ کہتے ہیں بُرا کیا تو بُرا ہو۔

حکایت کسی زمیدار نے اپنی سیر کرنے کیلئے ایک چمن بنایا تھا جہاں اسکی دل لگی تھی ہمیشہ پھولوں کی سیر اور جانوروں کے چہچہے سے جی بہلایا کرتا تھا ایک روز اسنے جال میں ایک بلبل کو پکڑا اور پنجرے میں بند کر کے چمن میں رکھا بلبل نے کہا مجھے تو نے کس لئے پنجرے میں قید کیا اگر میری خوش آوازی کے سبب یہ قید ہے تو میرا گھونسلا خود باغ میں رکھا ہے اور جو کوئی اور باعث ہے تو مجھے اس سے آگاہ کر زمیندار نے کہا تیرے اچھلنے کودنے اور چوں چوں کرنے کے صدموں سے اوراق گل منتشر ہوتے تھے اور میں انکے صدمے سہتا تھا اسلئے میں نے تجھکو گرفتار کیا ہے بلبل نے کہا کہ غور تو کر مجھے تو نے اسقدر گناہ پر کہ ایک گل کو پریشان کیا ہے قید کیا تو نے میرے دلکو ستایا اور پریشان کیا تو تیرا کیا حال ہوگا زمیندار کے دلمیں اس بات نے کمال اثر کیا اور اسکو فوراً چھوڑ دیا بلبل نے اسکی شکرگذاری میں کہا کہ اس درخت کی جڑ میں ایک آفتابہ اشرفیوں کا بھرا ہوا ہے نکال لے یہ بدلا تیرے احسان کا ہے زمیندار نے اسکو کھود کر نکال لیا اور کہا تعجب ہے کہ آفتابہ تہ زمین زیر خاک دیکھا اور زمین کے اوپر کا جال نظر نہ آیا بلبل نے کہا کہ جب تقدیر برخواستہ ہوتی ہے تو نہ آنکھ روشنی دیتی ہے نہ عقل فائدہ دیتی ہے حکم الٰہی سے کسی کو سرتابی نہیں اور انسان ہو کر احسان کا بدلا نہ کرے وہ سخت مذموم ہے۔

اور احسان کر کے جتانا یہ بہت بُرا فعل ہے نہایت مذموم ہے کوئی سلیم الطبع اسکو پسند نہیں کرتا جیسے کہ اس حکایت سے مفہوم ہوتا ہے

حکایت۔ ایک بیانوشہ نائی کے ہمراہ اپنی سسرال کو چلا راہ میں اسکو خیال ہوا کہ نائی کے پاس چادر اچھی ہے یہ اس سے مانگ لیلوں اسنے نائی سے کہا کہ اگر مانو تو ایک بات کہوں نائی نے جواب دیا ہاں میاں حکم کرو آپکی بات نہ مانونگا تو کسکی مانونگا ہو غریب نوشہ نے کہا اتنے سسرال میں ٹھیریں تم اپنی چادر مجھے دیدو پھر رستے میں یا گھر پر آ کر واپس لے لینا نائی نے اس بات کو منظور کر لیا اور اپنی چادر اتار کر دولہا کو دیدی جب سسرال کے گھر پہنچے اور وہاں جا کر بیٹھ گئے تو کچھ نوجوان آدمیوں نے دولہا میاں کی بابت نائی سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں نائی نے بڑی پھرتی سے جواب دیا کہ دولہا میاں ہی تو ہیں مگر انکے پاس چادر میری ہے سب آدمی اس بات کو سنکر مسکرائے مگر دولہا میاں کو بہت غصہ آیا جب وہ لوگ اٹھکر چلے گئے تو انہوں نے نائی سے کہا کہ تو بڑا بیوقوف آدمی ہے چار آدمیوں میں بیعزتی کرتا ہے چادر کی بابت تجھ سے کس نے پوچھا تھا خبردار پھر چادر کا ہرگز ذکر نہ کرنا۔ نائی نے کہا میاں میری یہ خطا معاف ہو پھر ایسا قصور نہ ہوگا دوسری دفعہ کچھ آدمی پھر آئے اور انہوں نے بھی وہی بات پوچھی نائی نے کہا دولہا میاں یہی ہیں مگر انکے پاس جو چادر ہے اچھا میں اسکا ذکر نہیں کرتا دولہا میاں ایکی دفعہ بہت ہی بگڑ گئے اور کچھ دیر تک خاموش ہو کے سے گھونٹ پیتے رہے جب یہ سب آدمی چلے گئے تو نائی سے کہا کہ آخر تو کمینہ ہے اپنی بدی سے باز نہیں آیا ہر سے پھر سے چادر کا ذکر ضرور کر دینا ہے اتنے ہم یہاں ہیں یہ سمجھ لے کہ چادر میری نہیں انہیں کی ہے اب کے کوئی پوچھے تو چادر کا ہرگز ذکر نہ کرنا اور میری اس بات کو یاد رکھنا دولہا میاں اپنے دلمیں خوش تھے کہ نائی کو اچھی طرح تاکید کر دی ہے یہ اب چادر کا ذکر نہ کریگا مگر تھوڑی دیر کے بعد جب کچھ اور آدمی آ کر بیٹھ گئے اور انہوں نے بھی وہی بات پوچھی تو نائی نے پھر بھی کہہ دیا

کہ جناب وہ لہا میاں تو یہی ہیں (دنائی اتنی بات کہ کر رک گیا) اور پھر سوچ کر کہا خیر جاو یہی انہیں کی سہی ۔
اے سعید او چھا پن اسی کو کہتے ہیں اسیطرح احسان کرکے جتانا ایسا ہو کہ کیا کرایا برباد جاتا ہو اسی طرح جو لوگ احسان کرکے یا قرض حسنہ دیکر بہت ترش روئی سے تقاضا کرتے ہیں انکو بھی ثواب میں کمی ہو جاتی ہو جہانتک ہو ملائمیت برتنی چاہیئے ۔

اخلاق نیک

انک لعلی خلق عظیم حسنو اخلاقکم اچھے اخلاق حاصل کرو۔ والذین عقدت ایمانکم فاتوہم نصیبہم۔ جن لوگوں سے تمہاری عہد بندی ہوئے ہیں انکو انکا حصہ دیدو
ان من خیارکم احسنکم اخلاقا۔ تم میں بہتر وہ ہو جسکے اخلاق بہت اچھے ہیں۔
لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس۔ اللہ رحم نہیں کرتا جو آدمیوں پر رحم نہ کرے۔

ترجمہ۔ حدیث رحم کرنیوالوں پر رحمان مہربانی کرتا ہو رحم کرو اسپر جو زمین میں رحم کریگا تمپر جو آسمانوں میں ہے
اے سعید حقتعالے نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا اخلاق نیک ہی کی ہو اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہو انک لعلی خلق عظیم اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھے اسواسطے بھیجا ہو تا محاسن اخلاق کو پورا کر دوں اور فرمایا ہو بھاری چیز ترازو اعمال میں جو رکھی جاوے خلق نیک ہو ایک شخص حضرت کے پاس آیا داہنی جانب سے پوچھا دین کیا شے ہو فرمایا خلق نیک بائیں جانب سے آکے یہی بات پوچھی آپ اسکو اسیطرح فرماتے تھے آخر بولے کہا تجھے معلوم نہیں کہ یہ ہی کہ تو غصے میں نہ آوے کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا سب اعمال میں بہتر کیا ہو فرمایا خلق نیک ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مجھے نصیحت کیجیے فرمایا کہ جہاں کہیں تو رہے خدا سے ڈر عرض کیا اور کیا ہو سر ایک برائی کے بعد بھلائی کرنا اسکو مٹا دے پھر کہا اور کیا ہو فرمایا لوگوں کے ساتھ خوش خلقی سے ملا کر اور فرمایا کہ جسکو حق تعالی احسن سیرت و صورت دیوے اسکو دوزخ سے بچا دیگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ایک عورت صائم الدہر اور قائم اللیل ہے پر بدخوئی سے پڑوسیونکو ستاتی ہو فرمانے لگے اسکی جگہ دوزخ میں ہو اور فرمایا کہ خوئی بد عبادت کو یوں تباہ کرتی ہو جیسا سرکہ شہد کو بگاڑتا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں مناجات کرتے تھے یا الٰہی میری صورت اچھی بنا اور میری سیرت بھی بھلی کر اور دعا مانگتے یا الٰہی تندرستی اور عافیت اور نیک خوئی مجھے دے کسی نے حضرت سے پوچھا حق تعالی جو بندہ کو دیتا ہو کیا چیز بہتر ہو فرمایا خلق نیک اور فرمایا خلق نیک گناہ کو یوں نیست کرتا ہو جیسا آفتاب برف کو۔ عبدالرحمن سمرہ نے کہا ہو میں حضرت کے پاس حاضر تہا فرمانے لگے کل کی رات میں نے ایک نادر تماشا دیکھا ایک شخص کو دیکھا میری امت کا زانو پر پڑا تہا اسکے خدا کے درمیان ایک حجاب تہا خلق نیک آیا اور اس پردے کو اٹھا دیا اور خدا کی درگاہ میں پہنچا دیا اور فرمایا ہو کہ بندہ خلق نیک کے سبب سے درجہ قائم اللیل و صائم الدہر کا پاویگا اور آخرت میں اسکا مرتبہ بڑا ہوگا اگرچہ عبادت کم کی ہو اور حضرت کے اخلاق کے سبب سے بہتر تھے۔

نقل ہے کہ ایک دن عورتیں آپکے نزدیک شور کرتی تھیں جب امیر المومنین عمرؓ آئے بھاگ گئیں حضرت عمر بولے اے

عورتوں تم مجھ سے ڈرتی ہو اور حضرت سے نہیں ڈرتی ہو۔ بولیں تم حضرت کی نسبت تند خوئی رکھتے ہو بت حضرت فرمانے لگے ای ابن الخطاب قسم ہے اس خدا کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جب شیطان تجھے ایک راستے میں دیکھتا ہے راہ چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے تیری ہیبت سے۔

ابن معاذ نے کہا ہے کہ بد خوئی ایسی معصیت ہے کہ اسکے ساتھ کوئی عبادت نفع نہ دیگی اور نیک خوئی ایسی عبادت ہے کہ اسکے ساتھ کوئی معصیت ضرر نہ دے گی۔

نقل ہے جب حاتم طائی کے قبیلے کے لوگ قید ہو کر حضرت کی خدمت میں آئے عرض کی آپ مناسب سمجھیں تو ہمیں رہا کردیں اور عرب کے قبیلوں کو ہم پر نہ ہنسائیں میں اپنی قوم کی معزز کی بیٹی ہوں میرا باپ اپنی قوم کی حمایت کرتا تھا قیدیوں کو چھوڑ دیا کرتا تھا بھوکوں کا پیٹ بھرتا تھا ننگوں کو کپڑے پہناتا تھا مسافروں کی خدمت کیا کرتا تھا جو حاجت مند شخص اسکے پاس آتا تھا مقدور کے موافق اسکی حاجت روا کرتا تھا اسکا نام حاتم طائی تھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایماندار کی صفتیں ہیں تیرا باپ ایسا تھا اسلئے ہمنے تجھپر رحم کیا تیری قوم کو چھوڑا کیونکہ اللہ تعالی اچھے اخلاق کو دوست رکھتا ہے یہ سنکر آپکے ایک صحابی نے عرض کی کہ کیا اللہ نیک اخلاق کو دوست رکھتا ہے آپ نے فرمایا بخدا کہ بہشت میں وہی داخل ہوگا جو نیک اخلاق ہوگا۔

نقل ہے کہ ایک یہودی نے حضرت کو ایکدفعہ السلام علیک کیجگہ السام علیک کہا جسکے معنی ہیں تم پر موت آئے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو آپکی بیوی تھیں انہوں نے غصہ ہو کر کہا جسکے معنی یہ ہوتے ہیں تمہیں پر موت اور لعنت ہو آپنے انکو اس سخت کلامی سے منع کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالی کا ایک نام رفیق ہے وہ رفق یعنی نرمی کو پسند کرتا ہے۔ ایک روایت ہے فرمایا ای عائشہ نرمی اختیار کرو اور بد گوئی سے بچ آپ ہمیشہ نرمی سے کلام کرتے تھے کسی کو سخت سست نہ کہتے تھے ہر حال قابل لحاظ سیرت انسانی ہے۔

(حکایت یہودی)

حکایت حضرت رسول کریم پر ایک یہودی کا کچھ قرضہ آتا تھا ایکدن اسنے آکر سخت تقاضا کیا آپ نے نرمی اور اخلاق سے جواب دیا کہ اب جلد آپکا روپیہ دیدیا جائیگا مگر وہ غضبناک ہو کے بیہودہ گوئی کرنے لگا اور کہا کہ تمہارا تو خاندان کا خاندان ہی نادہند ہے یہ سنکر صحابہ کرام کو سخت غصہ آیا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھے مجلس نبوی کا احترام نہوتا تو میں اس یہودی کو تہ تیغ کرتا۔ یہ سنکر حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو روکا اور حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اس معاملہ میں قصور تو میرا ہے کہ میں نے قرض ادا نہیں کیا مگر آپ الٹا اسے دھمکاتے ہیں اچھا اب تم ہی اسکا قرض ادا کردو چونکہ تمہارے الفاظ سے اسے رنج پہنچا لہذا اسے کچھ زیادہ رقم دیدو۔ یہ سنتے ہی یہودی ایمان لے آیا اور کہا کہ میں نے اپنی کتاب میں نبی موعود کی یہی علامت پڑھی ہے کہ اس سے جوں جوں سختی کیجائیگی وہ نرمی سے پیش آئیگا۔

استخارہ چہارشنبہ پنجشنبہ جمعہ کی شبکو نماز عشا اور دنیاوی امور سے فراغت پالینے کے بعد تین دفعہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور الم نشرح مع بسم اللہ ستر بار پڑھکر اپنے منہ اور سینے پر دم کرے اور جناب باری میں دعا کرے کہ خداوند تعالے فلاں امر میں جو ہوتا ہے مجھے خواب میں یا بیداری میں یا بذریعہ ہاتف مجھے معلوم کرا دے اسکے بعد

درود شریف پڑھے اللھم صلی علی سیدنا محمد بعدد کل معلوم ایک سو بار انشاء اللہ تعالے معلوم ہو جائیگا۔

دیگر - استخارہ دو رکعت پڑھے اسطرح کہ اول رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ قل ہو اللہ احد۔ اور جب نماز سے فارغ ہو یہ دعا پڑھے اللھم انی استخیرک بعلمک و استقدرک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان ہذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبت امری او عاجل امری واجلہ فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم ان ہذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری او عاجل امری واجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ۔

طریق دیگر استخارہ مشائخ چشتیہ کا فرمایا ہوا ہی بعد نماز عشاء دوگانہ نفل بہ نیت استخارہ ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سہ بار سورہ اخلاص سہ بار پڑھے بعد سلام اول و آخر درود شریف سہ سہ بار اور یہ اسم مبارک یا سلیم سلمنی تین سو ستر بار پڑھے اور بعد اسکے یہ چار اسم سو سو بار یعنے یا علیم علمنی یا بشیر بشرنی یا خبیر اخبرنی یا مبین بین لی بعد اسکے رو بقبلہ و سر بطرف قطب کرکے اور پاؤں بجانب شمال کرکے سوئے اگر سعد رہی تو اخفنا ہے لیکن کسی سے بات نہ کہے اور درود شریف پڑھتے ہوئے اور بہتر یہ اس عمل کو شب پنجشنبہ یا دوشنبہ بجالاوے اور اگر ایک شب میں معلوم نہ ہوئے یا تین شب یا سات روز کرے انشاء اللہ جو مقصود ہوگا معلوم ہوگا۔

دیگر - سورہ فاتحہ ایک بار سورہ ناس سہ بار سورہ فلق سہ بار سورہ اخلاص سہ بار سورہ کافرون سہ بار سورہ اذا جاء نصر اللہ پچیس ۲۵ بار بعدہ جسقدر ہو سکے درود شریف پڑھے یہانتک درود شریف پڑھتا ہوا سو جاوے اور سوتے وقت سیدھے ہاتھ کی کونی کے نیچے کلمہ لکھکر رکھے اور سو جاوے۔

اسلام واسلام میں ثابت قدمی ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وہو فی الآخرۃ من الخاسرین جو کوئی چاہے سوا اسلام کے دین ہرگز نہ قبول کیا جاویگا اس سے اور بیچ آخرت کے ٹوٹا پانیوالوں سے ہے حقتعالٰے نے انعام و اکرام سے فرمایا ہے۔ رضیت لکم الاسلام دینا۔ پسند کیا میں نے تمہارے لئے دین اسلام ان الدین عند اللہ الاسلام تحقیق دین نزدیک اللہ کے دین اسلام ہے۔

و اذ اخذنا من النبیین میثاقہم ومنک ومن نوح وابراہیم وموسٰی وعیسٰی ابن مریم۔ ہمنے تمام پیغمبروں سے اور اے پیغمبر تجھ سے اور نوح اور ابراہیم و موسٰی اور عیسٰی سے اس بات کا اقرار لیا کہ خدا کو ایک جانو اور اپنی اپنی امتوں کو توحید کی طرف بلاؤ۔

ہمارا لقب قدیم سے حضرت خلیل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مسلمان ہے اور مسلمان وہی ہے جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیروی کرے اور عمل موافق سنت کرے اور جو کام خلفاء راشدین نے کئے ہیں وہ کرے۔

نجات آخرت کی منحصر ہے دین اسلام پر۔ سوائے اس دین حق کے کسی اور دین والے کی ہرگز نجات نہ ہوگی۔ آدم علیہ السلام سے خاتم الانبیاء تک جتنے رسول و نبی آئے سب یہی دین اسلام لائے سب سے پہلے جس نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے حضرت

ابراہیم علیہ السلام ہیں ہو سماکم المسلمین۔
اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں ایک گواہی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ دوسرے نماز تیسرے روزہ رمضان۔ چوتھے زکوٰۃ۔ پانچویں حج۔ ہر ایک کا الگ الگ ذکر کیا ہے اور جو کوئی کسی ایک امر کو انمیں سے بلا عذر ترک کرتا ہے وہ مسلمان نہیں رہتا مسلمان بننا ہی مشکل امر ہے۔ ؎ ای دل تو دمی مطیع رحمان نشدی ❊ وز کردہ خویش پشیمان نشدی صوفی شدی و شیخ شدی و دانشمند ❊ زاین جملہ شدی ولی مسلمان نشدی۔ دین اسلام ایسا دین ہے کہ یہ قیامت تک قائم رہیگا اور اسلام ہمیشہ غالب رہیگا اسلام تمام نیکیونکی اصل ہے جو دین اسلام میں داخل ہوا وہ حقتعالے کے ظلِ عافیت میں آگیا پس اس سے اعمال حسنہ اور معاملہ اسکا نزد خدا کے غفاز یہ ہے کہ نیکی قبول گناہ معاف اور کفر تمام بدیوں کی جڑ ہے اس سے زیادہ کوئی گناہ نہیں۔
اور اسلام میں رہبانیت نہیں کہ دنیا میں جد وجہد نہ کرے ہاتھ پاؤں سمیٹ لے اور دوسرونپر اپنا بار ڈالے خدا کا حکم ہے کہ دنیا کی زندگی کیلئے زبردست جد وجہد کرنی چاہیئے کسی کا دست نگر رہنا ہے دوسرونکی خدمتکو اپنا فرض سمجھے۔ آپ کمائے اور دونکو کھلائے اور معمول مقررہ پر خدا کی عبادت بھی کرے اسلام رہبانیت کا دشمن ہے اور اس خلاف فطرت کام کو کبھی جائز نہیں رکھتا اسمیں شک نہیں کہ یکسوئی حاصل کرنیکیلئے خلوت اور عزلت نشینی بھی ضروری ہے مگر ہر شخص اسکا اہل نہیں ہو سکتا رہبانیت خدائی قانون کے خلاف ہے کیونکہ اسکو انسانسے صرف عبادت ہی خالی منظور نہیں کہ فرشتونکی طرح تسبیح و تحلیل میں مصروف ہو سکے جیسے اپنے آنحضرت صلعم عبادت کرتے تھے اور بیویاں وغیرہ بھی آپ کی تہیں اسطرح پر اسلام میں عبادت کرنیکا حکم ہے انسانی نسل کے بڑھنے پھولنے میں کمی نہ ہو جیسا کہ ترغیب نکاح سے معلوم ہوتا ہے بیان سنت میں دیکھو۔
اسلام میں توحید و رسالت کا بڑا درجہ ہے توحید اسلامی قالب کی روح رواں ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ خدا کون و مکان کا خالق ہے ذات صفات میں اپنی مثال نہیں رکھتا انسان اور کائنات کے ذرہ ذرہ میں کوئی نہ کوئی نقص اور عیب ہے مگر اسکی ذات ان باتوں سے مبرا ہے وہی پاک ذات اپنے علم اور ارادہ کے لحاظ سے کونین کی تمام چیزونپر قابض ہے اور اسکو بنانے اور بگاڑنے کا اختیار ہے خدا ازلی و ابدی ہے مگر نہ کوئی اس کی ابدیت کی انتہا پاتا ہے نہ اولیت کی تہاہ پا سکتا ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا وہ تمام ظاہری لے ازل کا جاننے والا ہے اسکی بہت سی مخلوق ایسی ہے جو ہماری نگاہوں سے چھپی ہوئی ہے اور ہمکو اکثر باتونکا علم نہیں دیا گیا ہے یہ وہی عقیدہ ہے جسپر عمل کرنیسے مومن کامل بنجاتا ہے جو خدا کیساتھ شریک ٹھہراتا ہے اسکو راہ راست ہاتھ نہیں آتی۔
رسالت خدا نے لگا ہونکی کثرت بدیونکا انبار دیکھکر تاریک جہالت کے زمانونمیں کسی نہ کسی نبی کی اصلاح کیلئے بھیجا ہے اور انپر کتابیں نازل ہوئی ہیں چنانچہ انجیل زبور توریت قرآن یہ سب آسمانی کتابیں ہیں توحید و رسالت باہم انکو مستحکم کرتی ہے رسول کی نبوت خدا وحدانیت اسلامی احکام کی تعمیل پر انسانکو رغبت دلاتی ہے ہر ایک کام شروع کر دینا آسان ہے مگر ثابت قدمی سے اسے پورا کر دکہانا ذرا مشکل ہے ہر کام کے آغاز میں صدہا قسم

کی مصیبتیں سدّ راہ ہوتی ہیں مگر جو ثابت قدم ہیں سب پر فتح پاکر کامیابی کا منہ دیکھتے ہیں۔
اسلام ہنسی کھیل نہیں ہے بہت لوہے کے چنے ہیں اگرچہ ہم جیسے بدنام کنندہ بہت ہیں مگر نیکو نام چند مسلمانوں کی اللہ تعالے نے ہمیشہ آزمایش کی ہے اسلام میں مصائب اٹھا کر ثابت قدم رہنے والوں کے دفتر کے دفتر لبریز ہیں ای سعید اگر تجھکو شوق ہے تو قصص الانبیاء و تذکرۃ الاولیا دیکھ مرد تو مرد عورتیں جنکو کہتے ہیں کہ عورت کی بساط ہی کیا انہوں نے وہ کارنامے دکھائے ہیں کہ اسوقت کے مرد انکے ناک کان کاٹتے ہیں اگرچہ اسطرح کی بہت سی حکایات ہیں مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتا ہوں۔

نقل ہے کہ ایک مشاطہ فرعون کی بیٹی کے سر میں کنگھی کر رہی تھی اتفاقاً کنگھی اسکے ہاتھ سے گر گئی اسنے بسم اللہ کہہ کر اٹھالی لڑکی نے کہا یہ نام تو میرے باپ کا ہے مشاطہ نے کہا یہ نام اس خدا کا ہے جو پروردگار تیرا اور تیرے باپ کا ہے نہ دیکھی کیا قدرت ہے کہ یہ نام رکھا جائے لڑکی نے یہ حال اپنے باپ سے کہا فرعون نے مشاطہ کو بلا کر کہا کہ تو اس عقیدہ سے باز آ اور میری خدائی پر اقرار کر مشاطہ نے کہا استغفر اللہ یہ کیا بات ہے میں نے ابتک اس کلام حق کو چھپایا تھا اب جو ظاہر ہو گیا اس سے انکار کرنا دین کو دنیا کے عوض بیچنا ہے یہ مجھ سے ہرگز نہ ہوگا اپنے دین حق کو چھوڑ دوں۔ پھر فرعون نے کہا ای مشاطہ تیرے حقوق خدمت مجھپر ہیں میں یہ نہیں چاہتا کہ تو ہلاک ہو تو اپنے کو خراب و بدنام نکر کنگھی کرنیوالی حق آگاہ نے کہا جان کا تلف ہونا قبول ہے اور اس عقیدے سے پھرنا گوارا نہیں۔ اس مردود نے حکم کیا کہ اسکے ہاتھ پاؤں باندھکر طوق و زنجیر گلے میں ڈالکر اس صورت سے قیدخانہ میں ڈالو تب اسکے دلمیں جوش آیا اور روئی اور کہا الٰہی تجھکو میں دوست رکھوں اور دشمن کی قید میں پڑوں ہاتف نے آواز دی کہ اے مشاطہ آدم نے میری دوستی کا دعوٰی کیا میں نے اسکو رنج و محنت میں مبتلا کیا اور اسیطرح نوح کو بلائے طوفان میں ایوب کو آلام جسمانی میں اور ذکریا کو مصیبت آرا میں اور ابراہیم کو تکلف آتش نمرود میں گرفتار کیا ای مشاطہ مخلوق دوست رکھتی ہے راحت پہنچاتی ہے اور جسکو میں دوست رکھتا ہوں محنت و بلا میں گرفتار کرتا ہوں لوگ اپنے دوستوں کو کھانا اور کپڑے اور مکان اور عیش دیتے ہیں اور میں اپنے دوستوں کو بھوکا اور ننگا اور اہل و عیال سے جدا رکھتا ہوں اسنے زبان شوق سے عرض کیا **مصرعہ** جان جائے بلا سے پر قرار دل یار نہ جائے۔ دوسرے دن فرعون نے اس بیچاری کو بلا کر کہا ای مشاطہ دیکھ اب بھی اس کلام سے باز آ اپنی ضعیفی پر رحم کر نہیں تو ہاتھ کٹا کر تیری آنکھیں نکلوا دونگا وہ نیکبخت سر اٹھا کر بولی ای ملعون یہ ہاتھ تیری خدمت بجا لائے ہیں اسی قابل ہیں کہ کاٹے جائیں اور آنکھوں نے تیری صورت ہمیشہ دیکھی ہے لائق نکالنے کے ہیں تب اس ملعون نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ ایک دیگ میں تیل بھر کر آگ پر رکھو جب وہ دیگ خوب جوش میں آئی تب ملعون نے ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں اسکی بلوائیں اور ایک کے بال پکڑ کر اس دیگ میں ڈلوا دیا دوسری بیٹی رو کر لپٹ گئی اور کہا ای ماں مجھکو بچالے اسنے کہا ای بیٹی بے صبری نکر اللہ تعالے دیکھتا ہے الغرض اسیطرح ایک ایک کو دیگ میں ڈلوانا شروع کیا ایک لڑکی اسکی دو برس کی اسکی گود میں تھی۔

جب اسکو بھی چھین کر بہا کر دیگ میں ڈالدیں تب اسکی محبت مادری جوش میں آئی اور رونے لگی یہانتک کہ فرشتے بھی اسکے ساتھ روتے تھے اور دعا کرتے تھے کہ الٰہی اس بندی پر رحم کر اور ہمکو حکم دے کہ اسوقت اسکی مدد کریں حکم ہوا اے فرشتو چپ رہو تم ہمارے اسرار سے کیا واقف ہو انی اعلم مالا تعلمون فرشتے خاموش ہوئے جب اس لڑکی کو بھی دیگ میں ڈالدیا تب وہ لڑکی دیگ میں زبان فصیح سے کہنے لگی کہ اے ماں میری بھائی بہنوں نے اپنے دوست کیملاقات حاصل کی اب تو بھی جلدی آ۔ کہتے ہیں کہ جب اسکی چھوٹی لڑکی شیر خوار کو دیگ میں ڈالا تو خوشبو مشک اس سے نکلی کہ تمام مکان معطر ہوگیا پھر جب نوبت اس مشاطہ کی آئی وہ ملعون کہنے لگا اے مشاطہ اب بھی میرا کہنا مان لے اور اقرار کرلے اور اپنے عقیدے سے باز آ دیکھ اسی سبب سے تیری اولاد کا یہ حال ہوا اگر تو میری خدائی کا اقرار کرلے کہ تیری جان بھی بچے اور تجھکو خلعت اور جاگیر اسکے عوض میں عنایت کروں وہ بولی کہ اے ملعون یہ وقت میرے دوست کی ملاقات کا ہے اور اسکا سلام اسوقت میرے واسطے سنتی ہوں تیری خلعت اور جاگیر کی میرے سامنے کیا حقیقت ہے اور اسنے نگاہ کی تو حجاب آسمانوں کے اسکے آگے سے اٹھ گئے تھے کیا دیکھتی ہے کہ ساق عرش معلی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم بخط نور لکھا ہے اسکو دیکھتے ہی بیخود ہوگئی اور از خود رفتہ ہوئی اور اشتیاق دیدار الٰہی کا اسکے دلمیں اور بھی زیادہ ہوا الغرض اس ملعون نے پہلے ہاتھ پاؤں اسکے کٹوائے پھر آنکھیں نکلوائیں پھر اسکے بند بند جدا کرکے دیگ میں ڈلوا دیا جبتک جان تھی اللہ اللہ ہی کرتی تھی لکھا ہو نہیں لکھا ہے کہ قیامت کے دن حقتعالیٰ فرشتوں سے فرمایگا کہ کہو ان لوگوں سے جنہوں نے جان و مال ہماری راہ میں نثار کیا ہے اگر باغ دلکش چاہتے ہو تو یہ جنت مع حوروں و غلمان کے موجود ہے اور تخت مرصع حاضر ہے اور لباس پر تکلف اور عطریات اور سامان راحت اور آسایش کے مہیا ہیں اور سب طرح کی نعمتیں اور دیدار الٰہی بھی نصیب ہوگا۔

ان مشاطہ قبر میں سے جنت کی خوشبو آتی ہے جب صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں تشریف لیجاتے تھے تو آپکو خوشبو خوشگوار آئی آپ نے کہا اے اخی جبرئیل کیا جنت آگئی حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ فرعون کی مشاطہ کی قبر سے یہ جنت کی خوشبو کی لپٹیں آرہی ہیں۔

اور قیامت کے دن سب مخلوقات صف در صف حاضر ہونگے جو لوگ خدائے برتر کو واحد اور بے مانند جانتے تھے اور احکام خدا اور انبیاء پر عمل کرتے تھے وہ لوگ سایۂ ابر عنایت الٰہی میں آرام سے بیٹھے ہونگے اور ہر ایک کو محلے بہشت کے تقسیم کیجائیں گے بقدر انکی لیاقت اور مرتبے کے یہ انکا مرتبہ ہے جو اسلام میں ثابت قدمی سے مصائب برداشت کرتے ہیں اور اسلام پر ثابت قدم ہیں والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا و ان اللہ لمع المحسنین یعنی جو لوگ ہمارے رستہ میں کوشش کرینگے ہم ضرور راستہ دکھاوینگے اور بیشک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

نقل ہے کہ نمرود کی ایک بیٹی تھی نہایت بدصورت باوجود اس جاہ و حشم کے کوئی اسکو اپنی زوجیت نکاح میں قبول نہیں کرتا تھا جسوقت ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا وہ لڑکی کوٹھے پر چڑھی ہوئی دیکھتی تھی جبرئیل کو حکم ہوا دروازے بہشتوں اور آسمانوں کے کھولدو اور طبق نور کے طیار رکھو نمرود کی بیٹی ہمارے دوست کو دیکھنے کو آتی ہے میں نے اس سے صلح کی جا کر اسکے منہ پر اپنا ایک پر پھیر دو کہ صورت اسکی بدلجائے اور نہایت خوبصورت ہو جائے جبرئیل علیہ السلام

نے جاکر اسکے منہ پر اپنا ایک پر پھیر دیا کہ وہ حسن و جمال میں بیمثال ہو گئی کیا دیکھتی ہے کہ آگ گلزار ہے اور ایک تخت مرصع پر حضرت ابراہیمؑ بیٹھے ہیں اور مرغان خوش آواز ہر طرف چہچہے کر رہے ہیں۔ یہ دیکھکر کہنے لگی کہ لایق عبادت اور پرستش کے وہ خدا ہے کہ جسنے اپنے دوست پر آگ گلزار کر دی اور یہ باپ میرا سخت گمراہ ہو گیا ہے کہ دعویٰ خدائی کرتا ہے اور تمام خلق کو گمراہ کر رہا ہے بے شبہ سزاوار آتش جہنم ہے بعد اسکے منہ سے بے اختیار لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ نکلا یہ کہکر کھڑی ہو گئی نمرود مردود نے اسکو با این حسن و جمال دیکھا حیران ہو کر پوچھنے لگا تو کون ہے وہ بولی کہ خاک بر سر کہ دعویٰ خدائی کرتا ہے اور اپنی بیٹی کو نہیں پہچانتا خدا عز و جل بیٹا بیٹی نہیں رکھتا وہ لوازم بشریت سے پاک ہے نمرود نے کہا کہ میری لڑکی نہایت بد شکل تھی تو میری لڑکی نہیں اسنے کہا کہ تو میرا باپ ہے نہیں بحکم خدا کے کبھی کچھ اذیت نہیں پہنچا سکتا اس راہ سے مارے غصہ ناک ہو کر حکم دیا اسکو بھی آگ میں ڈالدو جب اسکو آگ کے نزدیک لیگئے وہ کہنے لگی تم میرے پاس سے دور ہو میں خود آگ میں چلی جاؤنگی جس شوق سے کہ حاجی لوگ طواف کعبہ کو جاتے ہیں وہ بھی لبیک کہتی ہوئی آگ میں چلی گئی اور جبرئیلؑ اور میکائیلؑ آگے آگے جاتے تھے جب حضرت ابراہیمؑ کے پاس گئی آپ نے پوچھا کہ یہ کون ہے فرشتوں نے کہا نمرود کی بیٹی ہے اپنے باپ سے منکر ہوئی اور اللہ کی توحید کی قایل ہو کر ایمان لائی سبحان اللہ جو اللہ کی آزمایش میں پورا ہوتا ہے انکو عزت اور حرمت اور اسکے دوستوں سے دوستی یعنی اسکے پیغمبروں پر ایمان لاتا ہے عذاب آخرت سے نجات پاتا ہے اور نمرود کی لڑکی کی زبان سے جو لفظ مچھر کا نکلا تھا اللہ تعالے نے مچھر کے ذریعہ نمرود کو ہلاک کیا اور جہنم میں پہنچایا۔

(حکایت بی بی آسیہ زوجہ فرعون)

مشاطہ کے قتل کا واقعہ سارا بی بی آسیہ دیکھ رہی تھیں اور بوقت شہادت اس خدا کی بی بی کے ملائک کا آسمان سے نازل ہونا اور روح مبارک کو جنت کے کفنوں میں لپیٹکر لیجانا سب نظر آرہا تھا محبوب کے گھر کے۔ زمین نظر آگئے (فرشتہ) اور حجاب آسیہ کے درمیان سے اٹھ گیا جوش محبت الہی کا پیدا کیا بقول شخصے عشق و مشک چھپائے نہیں چھپتا بی بی آسیہ بیچاری کی کیا تاب و طاقت تھی کہ وہ چھپا سکتیں اتنے میں فرعون گھر میں آسیہ کے پاس بیٹھا بے ساختہ حضرت آسیہ نے باآواز بلند فرمایا ای خبیث تو نے ایسی نیک عورت کو قتل کر دیا فرعون نے کہا کہ شاید تجھے بھی ویسا ہی جنون ہوا ہے حضرت آسیہ نے کہا اے فرعون مجھے جنون نہیں ہے میں اس خدا کو ماننے والی ہوں جسے مشاطہ مانتی تھی اور وہ ایسا ویسا خدا نہیں ہے بلکہ وہ زمین و آسمان اور تیرا بھی ہے جب فرعون نے یہ سنا تو اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور آسیہ کے متعلقین رشتہ دار ونکو بلایا اور یہ کہا کہ اسے سمجھاؤ کہ یہ کیوں اپنی جان کی دشمن ہوئی ہے متعلقین نے بی بی آسیہ کو سمجھایا کہ ایسا مکرو فرعون خدا ہے اسکی نافرمانی ٹھیک نہیں ہے آسیہ نے فرمایا کہ اگر فرعون مجھے ایک تاج ایسا بنا دے کہ سورج اسکے آگے ہو اور چاند پیچھے ہو اور ستارے بیچ میں ہوں جب بھی میں خدائے حقیقی کو نہ چھوڑونگی فرعون نے حکم دیا کہ جاؤ آسیہ کو چو میخہ کر دو بی بی کو زمین پر لٹایا ہاتھوں پیروں میں میخیں جڑیں اور چھاتی پر آگ کا طبق پھر رکھدیا اور یہ کہا اور بھی زیادہ عذاب کرونگا ورنہ اس خدا کو چھوڑ دے آسیہ نے کہا اے فرعون اگر تو عذاب کریگا میرے جسم کو لیکن خدا کی محبت میرے دل سے کم نہ ہو گی اے فرعون

اگر تو میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کروا لے گا ہر خون کے قطرے کے بدلے میں عشق الٰہی اور زیادہ ہوگا ہر پارہ جگر کے عوض محبت الٰہی بڑہتی رہیگی برا کہنا ملامت کرنا لوگونکا اوپر اوپر ہے اور محبوب کی محبت دل کی تہ میں ہے اب حالت یہ ہے کہ خون میں نہاتی ہوں طبق آگ کا سینہ پر رکھا ہے مگر عشق مولیٰ کی آگ اور زیادہ بھڑکتی جاتی ہے اتنے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر لگی کہ آج آسیہ کے عشق کا امتحان ہے گھبرائی ہوئی آئی آسیہ نے پکارا اے موسیٰ میں نے اسکے عشق میں یہ ارغوانی جوڑا پہنا ہے یہ حالت بنائی ہے تو بتا وہ محبوب (خدائے تعالیٰ) اب بھی مجھ سے راضی ہوا یا نہیں حضرت موسیٰ نے فرمایا اے آسیہ یہ ساتوں آسمانکے ملائک تیرے انتظار میں ہیں اور رب العزت ملائک سے فرمارہا ہے کہ دیکھو ہماری عاشق بندی ایسی ہوتی ہیں اور کیا کیا تکلیفیں اٹھارہی ہیں مگر ہماری محبت زیادہ ہوتی جاتی ہے اے آسیہ مانگ لے جو تیرا جی چاہے آسیہ نے مانگا تو یہ مانگا کہ مولا اپنے پاس بلالے اپنے سایہ رحمت میں رہنے کی جگہ دے اپنے دیدار سے مشرف کر دے حکم ہوا جبرئیلؑ کو اے جبرئیل جاؤ ہماری بندی کو جنت میں اٹھالاؤ حضرت جبرئیلؑ آئے اور آسیہ کو سب طرح کے فرعونی عذابوں سے الگ کر کے اٹھا کر آسمانپر لے گئے یہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام میں ثابت قدمی کر دکھائی ہے۔

نقل ہے کہ جب کہ اسلام کا شروع زمانہ تھا اور لوگ مشرف باسلام ہوتے جاتے تھے اور جو اسلام سے مشرف ہوتے تو کافر مسلمان پر قابو پا کر سخت تکلیف دیتے تھے اس ہی زمانہ میں ابوجہل کی خادمہ جنکا نام (رشاید) گرامی سیمبہ تھا ابوجہل کے وہ قابو میں تھیں ابوجہل یہ چاہتا تھا کہ انکے اوپر سختی کر کے انکو اسلام کی دولت سے محروم کر دے اس مقصد کیلئے اسنے یہ معمول کر رکھا تھا ایک سل خوب گرم کر کے انکے سینہ پر رکھتا تھا اور کہتا تھا کہ خیر تمہاری اس ہی میں ہے کہ اس نئے دین کو چھوڑ دو مگر وہ اسلام میں ایسی ثابت قدم تھیں کہ گرم پتھر سینہ پر رکھتے تھے اور وہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کہے جاتی تھیں وہ اس عذاب کو سہتی تھیں اور اسلام سے نہیں پھرتی تھیں انکا ایک شیرخوار لڑکا تھا اسکی دھمکی دیگئی کہ اس دین کو چھوڑ دو ورنہ اس بچے سے ہاتھ دھو بیٹھو وہ عورت ہو کے اس مصیبت پر صبر کرتی تھیں اور یہ دکھ سہتی تھیں ایک روز انکے بچے کو گرم پتھر جو کہ انکے سینہ پر تھا اسکو اس زور سے دے پٹکا کہ وہ جان شیریں کو توڑ کر رہ گیا وہ صبر ہی کرتی رہیں اسلام سے ہرگز نہیں پھریں اسیطرح کی تکلیفیں سہ سہ کر شہید ہوگئیں مگر اسلام سے نہیں پھریں

نقل ہے کہ ایک یہودی کی عورت بڑی حق پرست تھی اور خاوند اسکا سیاہ دل سرگرم کنیہ تھا ایکدفعہ اسنے اپنے یاروں سے یہ قصہ کہا سب کے مشورے سے ایک بڑا گڑہا کہودا اسمیں تین دن آگ روشن کی بعد اسکے سب اپنے یاروں کو جمع کر کے اس عورت نیک سیرت کو بلا کر کہا تو ہر دم خدا خدا کہتی ہے اس گڑہے میں گھس جا اگر تو سچی ہوگی تو بچ جائیگی اور جھوٹی ہوگی تو جل جائیگی وہ سچے خدا پر سچا بھروسہ رکھتی تھی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ کے اسمیں کود پڑی اسوقت جلتی آگ اسکی آب و تاب پانی سے بجھ گئی یہودیوں نے آتش حسد اور عداوت سے جلکر پھر اسکے اوپر تین دن آگ جلائی اور منہ گڑہے کا بند کر دیا تین دنکے بعد کہولکر دیکھا تو وہ بخوبی نماز پڑہتی ملی پھر سب حیران ہوگئے اور توبہ کر کے ایمان لائے کہ بیشک اس سچی عورت کا دین سچا ہے۔

باب استغفار کا بیان فسبح بحمد ربک و استغفر پس تسبیح کر ساتھ حمد رب کے اور مغفرت چاہ اس سے یہ خطا

اللہ تعالے نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہے تو امتیونکو اور زیادہ ہوا کیونکہ آپ تو معصوم تھے باوجود معصوم ہونے آپکو مخاطب کرکے ہماری تنبیہ مقصود ہے اور حضرت نے فرمایا ہے کہ میں ستربار استغفار پڑھتا ہوں۔

والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسہم ذکر اللہ فاستغفروا لذنوبہم جن لوگوں نے کام بُرے کئے اور ستم کئے نفسوں اپنے پر یاد کریں اللہ کو پھر بخشش چاہیں اس سے اپنے گناہوں کی۔

ومن یعمل سوءً او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفوراً رحیماً جس نے عمل کیا برا ظلم کیا نفس پر اپنے پھر مغفرت چاہی خدا سے تو پاویگا اللہ کو بخشنے والا رحم کرنیوالا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے قرآن شریف میں دو آیتیں ہیں جو شخص گناہ ہوئے بعد دونوں کو پڑھیگا اور استغفار کریگا اسکا گناہ بخشا جاویگا جیسے ایک دوکا سند سہ ہے۔

(ح) لکل داءٍ دواءٌ دواءُ الذنوب الاستغفار۔ ہر درد کی دوا ہے اور درد گناہ کی دوا استغفار ہے۔

〃 لکل شیءٍ حیلۃ وحیلۃ الذنوب الاستغفار۔ ہر چیز کا حیلہ ہے اور گناہوں کا حیلہ استغفار کا پڑھنا ہے۔

〃 الاستغفار یاکل الخطایا کما تاکل النار الحطب۔ استغفار کھا جاتا ہے گناہوں کو اسطرح جیسے آگ لکڑی کو۔

〃 کثرۃ الاستغفار یجر الرزق کثرت استغفار کی زیادہ کرتی ہے روزی۔

〃 الاستغفار محاءُ الذنوب خدا سے گناہ کی بخشش چاہنا گناہ کو مٹا دیتا ہے۔

〃 استغفروا فان لم تستغفروا فلن یغفر اللہ۔ ترجمہ استغفار کرو اور اگر استغفار نکروگے تو ہرگز بخشے نجاوگے

ترجمہ۔ جو استغفار کریگا اسکا ہر غم رفع ہوگا اور ہر ایک تنگی سے وہ نجات پاویگا اور رزق اسکو ایسی جگہ سے پہنچیگا جہاں سے سان وگمان نہ ہوگا۔ اور فرمایا آنحضرت نے خوشحال اسکا جو گناہ کرے اور بشوق دل استغفار کرے۔

اے سعید استغفار کے معنی خدا سے آمرزش طلب کرنے کے ہیں۔

اور حضرت نے فرمایا جو سوتے وقت تین بار کہے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم اسکے سارے گناہ ہم بخشدینگے اگرچہ بہتایت میں کف دریا اور ریگ رواں اور برگ درختاں کے برابر ہوں اور یوں بھی ارشاد ہوا ہے کہ جس سے خواہش نفسانی سے کوئی گناہ صادر ہوگیا تو بعد طہارت کے دو رکعت نماز ادا کرے اور استغفار کرے اللہ تعالے اسکا گناہ بخشدیگا اور یہی استغفار ہے جو اوپر لکھا ہے تین دفعہ پڑھے۔

روایت ہے کہ ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس آیا اور بولا کہ دنیا نے مجھ تنگدست کر دیا درویش عاجز ہوگیا ہوں میری تدبیر کیا ہے حضرت فرمانے لگے تجھ خبر نہیں صلوٰۃ ملایکہ اور تسبیح خلق جس سے وہ روزی پاتے ہیں بولا وہ کیا ہے یا رسول اللہ فرمایا سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ سو بار پڑھا کر ہر روز نماز صبح کے آگے اور نماز صبح کے بعد تا دنیا تیری طرف متوجہ ہو اگر تو چاہے یا نہ چاہے اور حق تعالے ہر کلمے سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک تسبیح کریگا اور اسکا ثواب تجھے حاصل ہوگا۔

حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ استغفار کیونکر پڑھا کریں تو آپنے فرمایا استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واتوب الیہ اور اس استغفار کا بہت ثواب ہے استغفر اللہ الذی ذالجلال والاکرام من جمیع الذنوب

والانام یا ور نیز اسکا بھی بہت ثواب ہی استغفر اللہ من ذنوبی کلہا سرہا وجہرہا وکبیرہا وصغیرہا وقدیمہا وجدیدہا واتوب الیہ اللہم اغفرلی برحمتک یا ارحم الراحمین رسول خدا نے فرمایا ہی جب خدا نے چاہا کہ آدم کی توبہ قبول ہو اسیوقت آدم نے خانہ کعبہ کا سات دفعہ طواف کیا پھر دو رکعت نماز پڑھی اور خانہ کعبہ کے مقابل ہوکے یہ دعا مانگی اور حکم ہوا کہ تمہاری اولاد میں سی جو کوئی یہ دعا پڑھے اسکے بھی گناہ معاف ہونگے وہ دعا یہ ہی اللہم انک تعلم سری وعلانیتی فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی سوالی تعلم ما فی نفسی فاغفرلی ذنوبی اللہم انی اسالک ایمانا و ایمانا یباشر قلبی واسالک یقیناً صادقاً حتیٰ اعلم انہ لن یصیبنی الا ماکتب لی ورضاہ بما قسمت لی۔

نقل ہی کہ آدم علیہ السلام کو اپنے ید قدرت سی پیدا کیا اور سب فرشتوں سے سجدہ کرایا اور اپنے جوار رحمت میں رہنے کا حکم کیا انہوں نے صرف ایک گستاخی کی (اغوائی شیطانی سی) کہ ایک کھانیکی چیز بلا اجازت کھالی تو یہ آواز آئی کہ جو کوئی نافرمان ہو ہمارے ہمسائے میں نہ رہی اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ ایک آسمان سے دوسرے تک اپنی اپنی حد سے باہر نکالدو یہانتک کہ فرشتوں نے ارشاد کے موافق زمین پر گرادیا اور دو سو برس تک روتے رہے تو یہ استغفار کی ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین یعنی ای ہمارے پروردگار ہمنے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہمکو نہ بخشیگا اور رحم نہ فرمادیگا تو ضرور ہم ٹوٹا پانیوالوں میں ہوجائینگے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آدم سے یہ گناہ سرزد ہوا تو آپ پریشان تھی بسبب نازل ہونے عتاب الہی کے انکو یاد آگیا کہ مجھکو جسوقت خدا تعالی نے پیدا کیا تھا اور روح خاص میرے اندر ہونکی تھی اسوقت میں نے اپنے سر کو عرش کیطرف اٹھایا تھا اور وہاں یہ لکھا دیکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس آپنے دعا میں کہا اسئلک بحق محمد ان غفرت لی حق تعالی نے انکی بخشش کی اور وحی بھیجی کہ محمد کو کہا سے جانا تو نے تو انہوں نے تمام ماجرا عرض کیا اللہ نے فرمایا اے آدم محمد سب پیغمبروں سے پچھلا پیغمبر ہی اور تیری اولاد میں سے ہی اور اگر وہ نہوتا تجکو پیدا نکرتا استغفار سی آدم کا گناہ معاف ہوا۔

نقل ہی کہ حضرت نوح نے اپنی رسالت میں بہت کچھ تحمل کیا کہتے ہیں حضرت نوح جب اپنی امت کو نصیحت فرماتے تھے تو وہ بے ایمان آپکو اتنا پتھروں سے مارتے تھے کہ آپکی بدن مبارک پر اتنا ڈھیر پتھروں کا ہوجاتا تھا کہ انمیں چھپ جاتے اسیطرح ساڑھے نو برس تک مشقت اٹھائی فقط ایک کلمہ بیوجہ عرض کیا تھا یعنی انکا بیٹا بھی کافر تھا جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں اور وہ بیٹا نہیں سوار ہوا ڈوبنے لگا اسکے لئے آپنے دعا کی اسپر حکم ہوا کہ جس کا حال تمکو معلوم نہوا اسکا بھید ہم سے مت پوچھو ہم تمکو نصیحت کرتے ہیں کہ جاہلوں میں شامل مت ہو روایت ہی کہ اس بات کی شرم سے حضرت نوح نے چالیس برس تک آسمانوں کو شرم سی نہ دیکھا پشیمان ہوتے رہے یہی پشیمانی تو بہ و استغفار ہی اور حضرت نوح نے اپنی قوم کو کہا استغفروا ربکم انہ کان غفارا۔

اور حضرت ابراہیمؑ سے باوجود خلت اور نبوت کے ایک[1] لغزش ہوئی اسپر اتنا گریہ اور عاجزی کی اور کہا

---

[1] جب قوم اپنی عید کرنے باہر شہر کو گئی تھی تو بتوں کو آپنے توڑا اور بڑے بت کے کندھے پر تبر رکھدیا اور قوم چونکہ آپسے بدگمان تھی پوچھا اسنے تو کہا اس بڑے بت نے توڑا ہوگا یا جب قوم نے کہا چلو ہمارے ہمراہ آپنے کہا کہ میں بیمار ہوں یا اپنی بیوی سارا کو ایک ظالم کافر نے طلب کیا تو آپنے فرمایا کہ میری بہن ہی غرض کہ یہ دو رہے مصلحت آمیز آپنے کہا ہی اس خطا اور لغزش سے آپ زاری کرتے ہیں

والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین یعنی میں رب سے طمع رکھتا ہوں کہ قیامت میں میری خطا سے درگذرے کہتے ہیں کہ کئی دن تک روتے رہے تب خداتیعالے نے حضرت جبرئیلؑ کو انکے پاس بھیجا اور فرمایا کہ لئے ابراہیم تونے کبھی دوست کو دیکھا کہ اسنے اپنے دوست کو آگ کا عذاب دیا ہو حضرت ابراہیمؑ نے حضرت جبرئیلؑ سے کہا کہ جب میں اپنے گناہ یاد کرتا ہوں اسوقت اسکی دوستی بھول جاتا ہوں۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے رب العزت سے دریافت کیا خداوندا تو کسی گنہگار کو دوست رکھتا ہے فرمان ہوا اے میرے خلیل میں بخشش چاہنے والے گنہگار کو دوست رکھتا ہوں۔

حضرت موسیٰؑ کہ انسے عمر بھر میں ایک گھونسا مارنیکے سوا کوئی خطا صادر نہیں ہوئی یعنی بنی اسرائیل کا ایک آدمی فرعون کی قوم میں سے ایک شخص آپکے روبرو پکڑے ہوا تھا آپنے فرعونی کو ایک گھونسا مارا تھا وہ مرگیا اسپر اتنا روئے کہ استغفار کیا اور خداتیعالے کی درگاہ میں عرض کیا رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی اے رب میں نے اپنی نفس پر ظلم کیا مجکو معاف کر۔

حضرت یونسؑ کو اللہ تعالے نے شہر نینوا کیطرف نبی کرکے بھیجا وہاں کے لوگوں نے نہ مانا آپ انسے وعدہ عذاب الہٰی کا کرکے چلے گئے اگرچہ اس وعدہ پر عذاب آیا مگر آپ پر عتاب ہوا کہ بلا اجازت ہمارے تمنے وعدہ کیوں کیا آپ اس شرم سے کہ شاید عذاب نہ آوے اور میں شرمندہ ہوں وہاں سے بھاگے رہ میں دریا آیا جہاز پر چڑھے جہاز ڈوبنے لگا لوگوں نے کہا کوئی غلام اپنے مالک سے بھاگا ہے اور اسمیں سوار ہے آپنے کہا وہ میں ہوں لوگوں کو اعتبار نہ آیا تب قرعہ ڈالا آپ ہی کے نام نکلا تب آپکو باندھکر دریا میں ڈالدیا مچھلی نے نگل لیا تین دن اسکے پیٹ میں رہے اور وہیں آپنے عرض کیا لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظٰلمین نہیں ہے کوئی معبود مگر تو ہی ہے تو پاک ہے اور میں ظالموں میں سے ہوں فرشتوں نے انکی آواز سنتے ہی عرض کی کہ یا الٰہی کسی خدا آگاہ کی آواز ان جان جگہ سے آتی ہے اللہ تعالے نے ارشاد کیا کہ یہ آواز میرے بندہ یونسؑ کی ہے پھر فرشتوں نے انکی شفاعت کی باوجود اسکے نام انکا بدلدیا اور بعد اسکے ذوالنون مچھلی والا پکارا حضرت یونسؑ کا یہ استغفار ہے لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظٰلمین اور اس آیت کی فضیلتیں دعاکے بیانمیں ناظرین ملاحظہ فرماویں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عزیزترین خلقت ہیں انکو ارشاد فرمایا ہے فسبح بحمد ربک واستغفرہ ان سب عنوان سے یہ ظاہر ہے کہ استغفار بہت کثرت سے کرنا چاہیئے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم راتکو اتنا قیام کرتے تھے کہ پائے مبارک ورم کرآتے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ خداتیعالے نے آپکے پچھلے اگلے گناہ معاف کردئے ہیں پھر اسکا کیا سبب ہے جواب دیا کیا میں شکرگزار بندہ نہ ہوں۔

اے سعید نیکو کاروں کیلئے لغزش بھی ایک کرم ہے کیونکہ خطا ذنب پر نگاہ کرنیسے دلمیں خوف الٰہی پیدا ہوتا ہے اور خوف الٰہی کا نتیجہ یہ ہے ان المتقین فی جنٰت ونہر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر یعنی خدا سے ڈرنیوالے استغفار کرنیوالے باغوں نہروں میں اس بادشاہ کے پاس بیٹھینگے جو زور آور مقدور والا ہے اور جو دلمیں خوف الٰہی رکھتے ہیں وہ گناہوں سے متنبہ ہوکر تائب ہوجاتے ہیں اور جو خوف نہیں رکھتے ہیں وہ گمراہ رہتے ہیں۔

حضرتؐ نے فرمایا عائشہؓ اگر تو کسی گناہ سے ملامت زدہ ہو تو خدا سے آمرزش طلب کر کے بندہ گناہ کر لیتا ہے اور پھر خدا سے آمرزش چاہتا ہے خداتعالیٰ اسکو بخشدیتا ہے اور آپ نے فرمایا ہے جو گناہ زیادہ کرے آمرزش بھی زیادہ چاہیئے یعنی استغفار بہت پڑھا کرو قسم ہے مجکو اس خدائے پاک کی کہ محمدؐ کی جان اسکے قبضہ میں ہے استغفار گناہوں کو ایسا جلا دیتا ہے جیسے سوکھے لکڑی کو آگ جلا دیتی ہے۔

نقل ہے کہ شیطان نے اسی ہزار برس تک عبادت کی یہانتک کہ زمین پر ایک قدم کی جگہ باقی نہ رہی کہ جسپر اسنے سجدہ نہ کیا ہو مگر صرف ایک حکم خداتعالےٰ کا نہ مانا اسپر اپنے دروازے سے بھی نکالدیا اور اسی ہزار برس کی عبادت اسکے منہ پر ماری اور قیامت تک اسکو لعنت کی اور ہمیشہ کا عذاب اسکیلئے تیار کیا اور اسکا خوف اور فرشتوں کو اتنا ہوا کہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ مینے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ خانہ کعبہ کا پردہ ہاتھ میں لئے ہوئے عرض کرتے تھے الٰہی میرا نام مت بدلنا اور میرا جسم متغیر نکرنا آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی اسنے اس خطا کا اقرار کر کے استغفار کیا گناہ معاف ہوئے اور شیطان نے گناہ کی معافی نہ کرائی اور استغفار نکی مردود رہا۔ ناکردہ گناہ درجہاں کیست بگو ؛ آنکس کہ گناہ نکرد چون زیست بگو ؛ من بد کنم و تو بد مکافات دہی پس فرق میان من و تو چیست بگو۔

اے سعید گناہ سے معصوم پیغمبر ہیں اور وہ اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں اور شیطان نے استغفار نہیں کی اسیطرح جو کوئی استغفار کریگا اللہ تعالےٰ اسکا گناہ معاف فرمادیگا۔

اے سعید لغزش انبیاؤں کی اگرچہ ظاہر میں گناہ کی شکل میں ہوتی ہے لیکن اسکے اندر بھید اور حکمتیں ہوتی ہیں اور جو انپر طعن کرے وہ ان اسرار اور حکمتوں سے واقف نہیں مصرع خطائے بزرگان گرفتن خطاست۔ اور فرمایا نبی کریمؐ نے جو کوئی صبح کی نماز سے پہلے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العلی العظیم وبحمدہ استغفر اللہ واتوب الیہ پڑھے گا حقتعالیٰ ہر کلمہ کی عوض ایک ایک درخت بہشت میں لگائیگا اور اسکے ہر پتہ پر ایک فرشتہ پیدا کریگا وہ تسبیح کریگا اور اسکا ثواب اس بندہ کے نامۂ اعمال میں لکھا جاویگا اور فرمایا جو کوئی سوتے وقت تین بار استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ہو الحی القیوم و اتوب الیہ پڑھیگا سارے گناہ اسکے بخشے جاوینگے اگرچہ کتنے ہی ہوں اور فرمایا کہ اٹھتے بیٹھتے پھرتے چلتے کھاتے پیتے بازار میں جاتے استغفار ضرور پڑھتے رہو کہ خدا کی رحمت تمسے دور نہ ہو جاوے۔

اور فرمایا کہ جو کوئی ہر نماز کے بعد اللھم اغفرلنا ذنوب اللیل والنہار و ذنوب السر والجہر پڑھیگا حقتعالیٰ اسکو بخشدیگا اگرچہ صف قتال (جہاد) سے بھاگا ہو اور فرمایا کہ جسکو غم بہت ہو اسکو لازم ہے کہ استغفار بہت پڑھے۔ اور فرمایا آنحضرتؐ نے بتادوں تمہارے درد کو اور اسکی دوا کہا ہاں حضرت بتا دیجیے آپنے فرمایا درد تمہارا گناہ ہے اور دوا تمہاری استغفار ہے اور فرمایا کہ جو ہر نماز کے بعد ستر بار استغفار پڑھے حقتعالےٰ سارے گناہ بخشدے اور اسکے مرنے سے پہلے جنت میں اسکا ٹھکانا بھی دکھادے فرمایا جو گناہ کرتا ہے اور استغفار کر لیتا ہے وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے اسنے کوئی گناہ نہیں کیا اور فرمایا استغفار رزق کو بڑھاتا ہے ملا قاری علی رحمۃ اللہ

(شیطان کا استغفار نہ کرنا)

(فضائل استغفار)

نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ مومن کا رزق استغفار پڑھنے سے بڑھ جاتا ہے تو اسکی وجہ یہ لکھی ہے کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے اور اسکے لئے کوئی کفارہ نہیں کرتا اسکا رزق اسکے کفارہ میں آجاتا ہے جسکے اسکی وجہ سے معاش میں تنگی ہو جاتی ہے تو استغفار کرنے لگتا ہے اور گناہ کی معافی چاہنے لگتا ہے تو اسوقت یہ استغفار اُسکے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور رزق کشادہ ہو جاتا ہے۔

اور فرمایا کہ جو کوئی استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم غفار الذنوب اتوب الیہ پڑھنے سے تمام گناہ اسکے بخشدیجاویں اور فرمایا کہ جو کوئی استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم غفار الذنوب اتوب الیہ وہو معاذی وہو حسبی ونعم الوکیل پڑھے تمام گناہ اسکے بخشدیجاویں اگرچہ کف دریا سے زیادہ ہوں اور فرمایا کہ جو کوئی استغفر اللہ من کل ذنبی سبحان اللہ وبحمدہ ہر صبح کو دس بار پڑھے گا حقتعالے اسکا حشر متقیوں کے ساتھ کریگا۔ یہ استغفار آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہؓ کو سکھایا تھا تاکہ وہ ہر روز پڑھا کریں استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واستعصمہ واستغفرہ واتوب الیہ انہ ہو التواب الرحیم جو کوئی تین مرتبہ اس استغفار کو پڑھیگا وہ اور اسکی ماں باپ بخشے جائیں گے۔

اور سید الاستغفار یہ ہے اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عہدک ووعدک ما استطعت واعوذ بک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی وابوء لک بذنبی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت اسکو پڑھے گا اور مرجائے گا بہشتی ہوگا۔

اخلاص

وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء اور نہیں حکم ہوا انکو مگر اسکا کہ عبادت کریں اللہ تعالے کی خالص کرنیوالے ہوں دین کو۔

ان اللہ عزوجل لا یقبل من الاعمال الا ما کان خالصا وابتغی بہ وجہ اللہ تعالے ان اعمال کو قبول کرتا ہے جو خاص اللہ تعالے کیلئے ہوں اور انسے صرف اللہ ہی کی رضامندی مطلوب ہو۔

ان العبد اذا صلّی فی العلانیۃ فاحسن وصلے فی السر فاحسن قال اللہ تعالے ہذا عبدی۔ جو آدمی سب کے سامنے بھی نماز اچھی طرح پڑھتا ہے اور تنہائی میں بھی تو اللہ تعالے فرماتا ہے یہ میرا بندہ ہے ٹھیک ٹھیک۔

قل انما امرت ان اعبد اللہ مخلصا لہ الدین۔ تم کہدو اے محمد کہ مجکو حکم دیا گیا ہے کہ خالص اللہ ہی کی بندگی کروں۔

رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ یعنی خالص بندے وہ ہیں جو اللہ سے عہد کرتے ہیں اسکو صدق سے پورا کرتے ہیں

لیسئل الصادقین عن صدقہم۔ آدمیوں سے صدق کی بابت سوال کیا جائیگا۔

اپنی طاعت میں صرف اللہ تعالے کے تقرب و رضا کا قصد کرے اور مخلوق کی خوشنودی رضامندی یا اپنی کسی نفسانی خواہش کے قصد کو نہ ملنے دینا یہی اخلاص ہے اے سعید اخلاص کے معنی یہ ہیں کہ نیت میں کسی شے کی آمیزش نہیں ہو محض حقتعالے کی ذات مقصود ہو حقتعالے نے اپنے بندوں کو فرمایا ہے کہ میری بھید وں سے ایک بھید ہے اور اس بھید کو اپنے دوست بندے کے دلمیں رکھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ

کو مخاطب کرکے فرمایا ہی ای معاذ اخلاص کیساتھ تہوڑا عمل بھی تجھکو کفایت کریگا معروف کرخی اپنی کو کوڑے سی مارتا تہا اور کہتا ای نفس اخلاص کیا کر تا خلاصی پائے اور ابو سلیمان نے کہا ہی وہ شخص غنیمت ہی جو تمام عمر میں ایک بار قدم اخلاص سے چلا اور اسمیں رضائے الہی کے سوا اور کچھ نہیں چاہا اور ابو ایوب سجستانی نے کہا ہی نیت میں اخلاص اصل نیت سی زیادہ دشوار ہی۔ اور آدمی کے اعمال دل کی صفت لیتے ہیں اور دل جدہر رغبت ہو اسیطرف ڈہلتے ہیں اور بزرگان دین نے کہا ہی کہ کوئی کام اخلاص سی زیادہ مشکل نہیں اگر ساری عمر میں ایک عمل بھی اخلاص سی ہو تو نجات کی امید ہے۔

(اخلاص حضرت علیؓ)

نقل ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی کافر کو زیر کرکے اور اسکے سینہ پر بیٹھکر چاہتے تھی کہ شربت موت کا چکھاویں سو اسنے چہرہ مبارک پر تہوکدیا آپ اسکے سینہ پر سے اتر آئے تو اسنے متعجب ہوکر کہا کہ جب آپکے قابو میں آگیا تہا پہر میرے قتل سے کیوں باز رہے کہا پہلے خالص للہ تجھے واصل جہنم کا قصد تہا جب تو نے میرے چہرے پر تہوکدیا اس سبب سے نفس کا معاملہ آگیا اخلاص نرہا اس سبب سے میں نے تیرے قتل سے ہاتھ روک لیا یہ سنکر وہ مسلمان ہوگیا ہر کام میں اخلاص شرط ہی۔

(اخلاص حضرت عثمانؓ)

روایت ہی کہ حضرت عثمان جب مسلمان ہوئے تو انکے چچا ابن العاص نے انکو رسی سے باندہ دیا اور انکو تکلیف پہنچائی اور کہا کہ چہوڑا تو نے اپنے دین اپنے باپ دادا کا اور اختیار کیا نیا دین نہ چہوڑونگا میں تجھکو جبتک نہ پہریگا تو اس دین سے پس کہا حضرت عثمانؓ نے نہیں چہوڑونگا میں یہ دین جب دیکہا انکا اخلاص اسمیں ثابت قدم اور مضبوط انکو چہوڑدیا انکو آپ کی دو صاحبزادیاں ایک کے بعد دوسری بیاہی گئیں اور اپکا لقب ذو النورین ہی۔ یہ لوگ ہیں خالص اخلاص والے۔

(حضرت عمرؓ کا اخلاص)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں یونہی اتفاق سے بطور خوشطبعی کے خلیفہ ثانی سے پوچہا تہا کہ اللہ و رسول کو کتنا چاہتے ہو کہا ماں باپ سی زیادہ کہا اپنی جان اسمیں ذرا توقف کیا تہا تو جبتک جیتے رہی اللہ کی راہ میں شہید ہونیکی دعا ہی کرتے رہی اور اللہ نے انکی دعا قبول کی اور جو کہا تہا وہ کر دکہایا یعنی شہید ہونے اور اپنے بیٹے کی شریعت پر بیٹے کی بہینٹ دی اور اسلام پر باپ کو فدا کیا یہی لوگ تہی خالص اخلاص والے۔

(حضرت ابوبکرؓ کا اخلاص)

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچہا کہ کوئی کام ایسا تو نہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہوں اور میں کرتا ہوں عائشہ نے کہا کہ حضرت صلعم آٹہویں دن میٹہا لیکر اسطرف جایا کرتے تھی آپنے کہا اچہا حلوا لیاؤ میں بھی جاونگا غرض اسطرف تشریف لیگئے تو غار میں ایک آدمی کو دیکہا کہ نہایت ضعیف ہی اور آنکہوں سے معذور ہی اور بدن پر کوڑہ ہی جب کوڑہی نے پاؤں کی آہٹ سنی فوراً منہ پہیلا دیا یہ دیکہکر خلیفہ اول کا گمان درجۂ یقین کو پہنچا اسی وقت انگلی سے تہوڑا سا حلوا نکالکر کوڑہی کے منہ میں رکہا یا حلوا پاتے ہی وہ ایکمرتبہ سر سے پاؤں تک کانپ گیا پہر منہ بناکر شکل سے کرخت آواز میں بولا کیا محمد مرگیا حضرت صدیق نے سکوت کے بعد جواب دیا کہ ہاں اس شفیق امت نے وفات پائی کوڑہی نے پوچہا تم کون ہو خلیفہ نے کہا میرا نام ابوبکر (رضی اللہ عنہ)

ہی مجکو مسلمانوں نے اپنا امام اور خلیفہ رسولؐ بنایا ہی یہ جواب سنکر حضرت ابوبکرؓ نے کوڑہی سے پوچھا کہ میں سمجھتا تہا کہ رسولؐ آپ ہی کے کہانیکو ملوالاتے تھے اور اسی بنا پر تقلید الرسولؐ میں نے بھی ایسا ہی کیا اب متحیر ہوں کہ میرا خیال غلط تو نہ تہا کوڑہی نے کہا تمہارا خیال بہت صحیح ہی لیکن واقفیت نہونیکی وجہ سے کہلانے میں غلطی کی وہ طریقہ تمنے نہیں برتا ہاں ای محمدؐ کے جانشین میں جب منہ پہیلاتا تہا تو تمہارا نبی اپنی زبان پر رکہکر میرے منہ میں گرادیتا تہا اور جسیم سی جسیم نہیں ملتا تہا تمنے جوانگلی سی اور انگلی کے لیجانیسے مجکو اذیت دی اور میں سمجھ گیا کہ محمدؐ کو اللہ نے دنیا سے اٹہا لیا میں مسلمان نہیں ہوں نہ مجکو محمدؐ کی نبوت پر کچھ ایسا یقین تہا لیکن آج یہ دیکھکر اسکے جانشین اور اسکے اصحاب کس استقلال اور خلوص کیساتھ اپنے رسولؐ کے قدم بقدم چلتے ہیں شریعت محمدؐ یہ کی اشاعت میں للہیت کیساتھ سرگرم ہیں انکی نبوت کا پورا یقین آگیا جسکے ساتھی ایسے ہوں وہ ضرور اچہا ہی وہ ضرور پیغمبر تہا یہ کہکر کوڑہی نے باواز بلند کلمہ طیبہ پڑہا۔ اور حضرت صدیقؓ کے ہاتھ پر ایمان لایا یہ انکے اخلاص کی دلیل ہی۔

نقل ہی کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تہا اسنے سن پایا کہ فلانی جگہ ایک درخت ہی لوگ اسکی پرستش کرتے ہیں عابد غصے میں آیا اور تبر کاندہے پر رکہی اور چلا تا اس درخت کو کاٹ ڈالے اثنا راہ میں ابلیس ایک بوڑہے آدمی کی صورت سے ملا اور پوچہا تو کہاں جاتا ہی اسنے کہا فلانے درخت کو کاٹنے جاتا ہوں ابلیس بولا تو جا خدا کی عبادت کر کہ وہ تیرے واسطے اس کام سے بہتر ہی عابد بولا میں ہرگز نہ جاؤنگا ہی میری عبادت ہی ابلیس نے کہا تجہے جانے نہ دونگا اور عابد سے لڑنے لگا اسنے ابلیس کو زمین پر پچہاڑا اور اسکی چہاتی پر سوار ہوا تب ابلیس بولا ٹہر میں ایک بات کہتا ہوں عابد نے توقف کیا تب ابلیس نے کہا ای عابد خدا کے ہزاروں پیغمبر ہوئے ہیں اگر خدا کو اس درخت کو اکہیڑنا منظور ہوتا تو ان پیغمبروں کو حکم کرتا اور تجکو بہی حکم نہ کیا یہ کام مت کر عابد کہا البتہ میں کرونگا تب ابلیس نے کہا جانے نہ دونگا پہر دونوں لڑنے لگے دوسرے بار بہی عابد نے ابلیس کو پچہاڑا ابلیس نے کہا تہوڑے سے میں ایک اور بات کہتا ہوں اگر پسند نہ آئے تو اسوقت جو تیرا جی چاہی سو کر عابد نے ہاتھ کہینچ لیا ابلیس نے کہا ای عابد تو درویش ہی اور لوگوں سے تیری معاش ملتی ہی اور اگر تجہہ پاس پیسے ہوں اور تو اسکو اپنے کام میں خرچے اور دوسرے عابدوں پر نفقہ کرے درخت کو کاٹنے سے کہیں بہتر ہی کیونکہ جو بت پرست ہیں وہ دوسرا درخت لگا دینگے اور انکو کچھ نقصان نہوگا اس خیال سے باز آ اور میں ہر صبح تیرے بچہونے کے نیچے دو دینار رکہا کرونگا عابد نے خیال کیا کہ ابلیس سچ کہتا ہی کہ ان دیناروں سے ایک دینار اپنے کام میں اور دوسرا اور وں کے دیتے درخت اکہیڑنے سے بہتر ہی کیونکہ مجہے حکم نہیں ہوا اور پیغمبر نہیں ہوں کہ مجہپر یہ کام واجب ہو غرض ابلیس کی بات مان لی اپنے گہر آیا دوسرے دن [illegible] دوسرے دن اسکو ملے لیکے بولا خوب ہوا جو میں نے درخت کو قطع نہ کیا چوتھی دن کچھ نہ پایا غصے میں آکر تبر اٹہا کر چلا ابلیس نے سامنے آکر پوچہا تو کہاں جاتا ہی کہا درخت کو کاٹنے جاتا ہوں بولا جہوٹ کہتا ہی واللہ تو درخت نہیں کاٹ سکیگا تب دونوں لڑنے لگے ابلیس نے عابد کو

زمین پر پچھاڑا اور وہ اسکے سامنے پڑا پاسا تہا ابلیس نے کہا چلا جا نہیں تو ابہی تیرا سر کا ٹونگا عابد غریب نے کہا مجھے چہوڑدے تا چلا جاؤں بہلا اتنا کہدے کہ کس لئے پہلے دو بار میں تجہپر غالب ہوا تہا اور اب تو مجہپر غالب ہوا ابلیس نے کہا اول تو خدا واسطے غصے میں آیا تہا تب خدا نے مجکو تیرا مغلوب کیا اور جو کوئی کچہ کام اخلاص سے خدا کیواسطے کرتا ہے اسپر ہمارا زور نہیں چلتا اور اس دفعہ تمنے دنیا کیواسطے غضب کیا اور جو شخص ہوا و ہوس کا تابع ہو وہ ہم پر غلبہ نہ کرسکے گا۔

نقل ہے کہ ایک لونڈی بدصورت کالی حبشن ہارون رشید کی مصاحبہ تہی ہارون رشید اس سے محبت زیادہ رکھتا تہا ایکدن ہارون رشید کے بیتے تکلف مصاحبوں نے عرض کیا کہ حضور کو ایسی بکروہ صورت کی لونڈی سے کیوں محبت ہوئی ہارون رشید یہ بات سنکر اسوقت تو خاموش ہورہا مگر موقعہ کا منتظر رہا ایکدن اتفاق کر وہ سارے مصاحب عورت مرد ہارون رشید کی محلسرائے میں جمع تہے بیساختہ ہارون رشید نے فرمایا کہ آج ہم نہایت خوشی سے کہتے ہیں کہ جو چیز میرے محل میں جسکے پسند ہو وہ اسپر ہاتہ رکہدے وہ چیز اسے دیدونگا یہ حکم سنکر ہر ایک نے اپنی اپنی پسندیدہ چیز پر ہاتہ رکہلایا کسی نے یاقوت کے جام پر ہاتہ رکہا کسی نے رومی لونڈی پر ہاتہ رکہا کسی نے آرائشی شئے کو لیا غرض ہر ایک نے کچہ نہ کچہ پسند کرلیا مگر وہ کالی حبشن ہارون رشید کی محبوبہ کہڑی رہی کسی شئے پر نہ ہاتہ رکہا اور نہ کوئی شئے پسند کی ہارون رشید نے کہا کہ تم بہی اپنی طبیعت کے موافق پسند کرلو یہ سنکر اس لونڈی نے خلیفہ ہارون رشید کی پشت پر ہاتہ رکہدیا اور یہ کہا کہ مجہے تو جہان بہر میں آپ پسند ہیں اور کوئی چیز پسند نہیں مجہے یہ میری پسندیدہ شئے حسب وعدہ ملنی چاہیئے سب لوگ یہ بات دیکہکر حیران ہوئے ہارون رشید نے فرمایا کہ لوگو تم نے دیکہا کہ کالی لونڈی کا باطن کس قدر اچہا ہے تمنے کیا پسند کیا اور اسنے کیا پسند بس یہی وجہ ہے کہ میں اس لونڈی حبشن کو اپنی ساری قلمرو میں پسند کرتا ہوں جسطرح دنیا کے بادشاہ کو کالی لونڈی پسند آئی کیونکہ شاہ کی سچی طالب عاشق بہی اسکے مقابل بڑی بڑی حسین ناپسند تہیں اسیطرح حقتعالے جل شانہ شہنشاہ دو جہانکو اپنے سچے طالب پسند آتے ہیں بلال حبشی مولیٰ نے پسند کیا تہا نہایت حسین خوبصورت ابولہب کو پسند کیا کیونکہ بلال حبشی مولیٰ کے طالب تہے ابولہب دنیا کا طالب جو مولیٰ کا طالب ہوگا مولیٰ بہی اسکا حامی ہوجائیگا۔

الہیٰ سعید کو خاص اخلاص والا کردے اور حبیب کی محبت جو تیرے ہی لئے ذریعہ محبت کا ہے عطا فرما یا الہا میرا باطن میرے ظاہر سے بہتر بنادے اور ظاہر حالت کو بہی صلاحیت عطا فرما اور مطیع شریعت کا بنا کر خدایا سچی محبت عطا فرما۔ اور خلوص عطا فرما کر اخلاص والا کردے اور مجہے متوکلین میں کرلے اور میرا خاتمہ بالخیر کر آمین۔

نقل ہے کہ ایکمرتبہ کسی شہر کے بازار میں آگ لگی اور سب مال اسباب لونڈی غلام جو اسمیں تہے جل گئے مگر دو غلام رومی جو نہایت حسین بہت قیمتی تہے اتفاقاً قدرت خدا سے بچگئے تہے قریب تہا کہ جلجاویں لال

دست ملال ملتے تھے اور کہتے تھے جو کوئی انکو سلامت نکالدے ہزار دینار سرخ مجھ سے لیگا ناگاہ ابو الحسن نوری اس طرف سے گذرے ان دونوں غلاموں کو جلتی آگ میں کھڑا دیکھکر جی میں آیا اگر میں جلجاؤں بلا سے مگر یہ دونوں اس بلا سے نجات پاویں چنانچہ بسم اللہ کہکر جلتی آگ میں کود پڑے اور دونوں کو صاف نکال لائے سبکو اچنبا ہوا تمام شہر میں شہرہ ہوا پھر دلال آپکے قدم چومنے لگا اور درہم و دینار نذر گذرانے آپنے فرمایا میں نے دینا کے لالچ کیواسطے یہ کام نہیں کیا بلکہ خدا کی مرضی چاہنے کو کیا اگر دینار کی لالچ کیواسطے کرتا تو خود نہ بچتا اور دیکی طرح میں بھی جلجاتا۔

حدیث میں آیا ہے بھلائی کا موں کی نیت کی بھلائی سے ہے بلا شک خالص نیت کے کام میں بالکل سلامتی ہے۔

اعتقاد حق تعالی اللہ الملک الحق ٭ لا الہ الا ہو۔ رب العرش الکریم یعنی پھر بہت بلند اور بڑا ہے خدا تعالی تمہار سچا اور بوجھ سے اور وہ شاہی کے لائق جیسا کہ چاہیئے اور کوئی نہیں پوجنے اور بندگی کرنے کے لائق مگر وحدہ لا شریک جو پیدا کرنیوالا اور مالک ہے عرش بزرگ کا۔ قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ کہ اللہ اپنی ذات اور صفات کے لحاظ سے ایک ہے یعنی ذات اور صفات میں کوئی اسکا نظیر نہیں اللہ بے نیاز ہے نہ اسنے کسیکو جنا اور نہ کسی سے جنا گیا لیس کمثلہ شئی وہو السمیع العلیم کیونکہ اسکی جنس کا کوئی بھی نہیں جو اسکی مثال کوئی شئی نہیں ہے اور وہ سننے والا ہے اور جاننیوالا ہے۔

اے سعید تو مخلوق ہے اور خالق وہ ہے جسنے ہژدہ ہزار عالم کو پیدا کیا وہ ایک ہے کوئی اسکا شریک نہیں یگانہ ہے کوئی ہمسر اسکا نہیں وہ ہمیشہ ہے کیونکہ اسکی ہستی کو ابتدا نہیں اور ہمیشہ رہیگا کیونکہ اسکی ہستی کو انتہا نہیں اور اسکی ہستی ازل و ابد میں ضروری ہے نیستی کو اسکی طرف راہ نہیں اور اسکی ہستی اپنی ذات سے ہے کیونکہ وہ کسی سبب کا محتاج نہیں اور کوئی شئی اس سے بے نیاز نہیں بلکہ اسکا قیام اپنی ذات سے ہے اور سب چیزوں کا قیام اس سے ہے نہ کسی جگہ ہے نہ کسی جگہ میں بلکہ خود جائے پذیر نہیں اور جو کچھ عالم میں ہے سب عرش کے نیچے ہے اور عرش اسکی قدرت کا مسخر اور وہ عرش کے اوپر ہے نہ ایسا کہ ایک جسم دوسرے جسم کے اوپر ہو کیونکہ وہ جسم نہیں اور عرش اسکا حامل نہیں بلکہ عرش اور حاملان عرش سب اسکے لطف و قدرت کے سہارے سے ہیں آج بھی اسی صفت پر ہے جو ازل میں تھا کیونکہ اسکی ذات اور صفات تغیر سے پاک ہے۔ باوجود اسکے کہ حقتعالے کسی چیز کے مانند نہیں سب چیزوں پر قادر ہے اور اس کی قدرت کاملہ ہے۔ جو کچھ چاہا وہ کیا جو چاہیگا کریگا اور جو کچھ موجود ہے سب اسکی قدرت میں مسخر ہے اور دوسرے کا کچھ اختیار نہیں۔ اور پیدا کرنے میں کوئی اسکا مددگار اور شریک نہیں۔

وہ دانا ہے ہر چیز کی اسکو خبر ہے سب چیز اسکے حکم سے حرکت کرتی ہے اور اسکی قدرت سے پیدا ہوتی ہیں ہر شے کو جانتا ہے ہر شے کو دیکھتا ہے بغیر آنکھ کے دیکھتا ہے بغیر کان کے سنتا ہے۔ اسکی بات حلق و زبان و لب و دہان سے نہیں ہے۔

اور اسنے اپنی مہربانی اور رحمت سی پیغمبرونکو پیدا کیا اور قرآن شریف و توریت و انجیل و زبور اور کتابیں جو انبیا پر نازل ہوئیں اسکا کلام ہی اور پیغمبرونکو پیغام دیکے خلایق کیطرف بھیجا تاکہ مخلوق کو سعادت اور شقاوت کی راہ بتلا دیں تاکہ کسی کو حقتعالے پر حجت باقی نرہی ہیں سبکے آخر ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور انکے نبوت ایسے درجہ کمال کو پہنچی کہ اسپر زیادتی ممکن نہیں اور سب جن وانس کو فرمایا کہ آپکی متابعت کریں اور محمد کو سب پیغمبرونکا سردار بنایا صلواۃ اللہ علی نبینا وعلیہم اجمعین اور انکے اصحاب رضی اللہ عنہم اور یارونکو دوسرے پیغمبرونکے اصحاب اور یاروں سے بہتر ہے۔

اکل حلال

یاایہا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحاً یعنی ای رسولو جو کچھ کہاتے ہو حلال و پاک سے کہاؤ اور بندگی جو کرتے ہو درستی سے کرو۔

(ح) طلب الحلال فریضۃ علی کل مسلم۔ حلال کی طلب فرض ہے تمام مسلمانوں پر۔

اور ارشاد ہی ہے کہ جسنے چالیس دن ایسی حلال روزی جسمیں کچھ حرام نہ ملا ہو کھائی حقتعالے اسکی دلکو نور سی بھر دیگا اور حکمت کے چشمے اسکے دلسے جاری کرتا ہی اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا کی محبت اسکے دلسے نکال دیتا ہے اور فرمایا ہی کہ حلال کی روزی کہانیوالے کی دعا قبول ہوتی ہی اور یہ بھی فرمایا ہی کہ جو حرام سی کہاتا ہی اسکی فرض نماز قبول ہی نہ سنت اور فرمایا ہی جسنے ایک کپڑا دس درہم دیکر لیا اسمیں ایک درم حرام ہی جبتک وہ کپڑا بدن پر رہیگا اسکی نماز قبول نہوگی اور فرمایا ہی کہ جو گوشت بدنپر حرام روزی سی پیدا ہوا ہوگا دوزخ کی آگ میں جلیگا اور فرمایاہے کہ جسنے پروانہ کی اسبات کی کہ مال کہاں سے پیدا کیا ہی حقتعالے پروانہ کریگا اسبات کی کہ اسکو کہاں سے دوزخ میں ڈالے اور فرمایا ہی کہ جو طلب حلال میں تہککر گھر جاتا ہی اور سو جاتا ہی اسکے سب گناہ بخشدیجاتے ہیں اور صبح کو جب وہ سو کر اٹھتا ہے خدا اس سی خوش ہوتا ہے اور فرمایا ہی حضرت نے کہ حقتعالے فرماتا ہی کہ جو حرام سے پرہیز کرتا ہی مجھے شرم آتی ہی کہ اس سے حساب لوں اور فرمایا نبی کریم نے بہت لوگ ایسے ہیں کہ کھانا کپڑا انکا حرام ہی پھر ہاتھہ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں ایسی دعا کب قبول ہوگی۔

نقل ہی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کے ہاتھہ سے تھوڑا سا دودھ پیا من بعد ظاہر ہوا کہ وہ وجہ حلال سے نہیں ہی انگلی حلق میں ڈالکے قے کی اور یہ خوف تہا کہ اسکی سختی سی روح آپکے تن سی نکلے اور یوں کہا بارِ خدایا میں تجھہ سی پناہ مانگتا ہوں اس مقدار سی جو میری رگوں میں رہ گیا اور باہر نہیں نکلا اور جو حلال روزی کہاویگا اسکے اعضا اطاعت میں ہیں اور توفیق خیر اسکے ساتھہ رہتی ہے۔

ایک بزرگ کسی بیمار کے سرہانے بیٹھا تہا جب وہ مرگیا چراغ کو خاموش کردیا اور کہا کہ تیل ورثا کا حق ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غنیمت کا مشک گھر میں اپنی اہلیہ کو دیا کہ اسکے چھوٹے چھوٹے حصے کردو آپکے گھر میں اس کے چھوٹے حصے کرنے اور ہاتھہ کو چوڈ و پہ چہرا اسمیں خوشبو مشک کی آنے لگی

الیحدن آپنے پوچھا کہ تمہارا مقنع خوشبو کیوں دیتا ہے۔
نقل ہے کہ عمر ابن عبد العزیز کے سامنے لوٹ کا مشک لائے آپنے اپنی ناک دبا کے پکڑلی اور کہا کہ بو اسکی منفعت ہے اور یہ سارے مسلمانوں کا حق ہے۔
حسن ابن علیؓ رضی اللہ عنہ نے صدقہ کے مال سے ایک خرما لیکے منہ میں ڈالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ اصحابہ وسلم نے فرمایا کخ کخ القہا یعنی اسکو پھینک دے۔
یحیٰی بن معاذ نے کہا ہے کہ طاعت خزانہ الٰہی ہے اور اسکی کنجی دعا اور اسکی دندانہ لقمہ حلال ہیں۔ اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو چالیس دن شبہ کا مال کہاویگا اسکا دل سیاہ ہو جائیگا۔

امانت

ان اللہ یامرکم ان تودوا الامنت الی اہلہا۔ واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ۔ خدا تعالےٰ تمکو حکم دیتا ہے کہ امانت رکھنے والونکی امانتیں ادا کرو اور یہی حکم دیتا ہے کہ جب تم لوگونمیں فیصلہ کرو تو عدل و انصاف سے فیصلہ کرو بیشک اللہ تمکو بہتر نصیحت کرتا ہے۔
واما تخافن من قوم خیانۃ فانبذ الیہم علی سواء ان اللہ لایحب الخائنین۔ اگر تم کو کسی قوم سے خیانت کرنیکا خوف ہو تو انکے معاہدہ انکو مساویانہ طور سے انکی طرف ڈالدو اللہ دغاباز دنسے محبت نہیں کرتا۔
فان امن بعضکم بعضا فلیود الذی اوتمن امانتہ ولیتق اللہ ربہ۔ کوئی کسیکو امانت سپرد کرے تو جسکے پاس امانت دی گئی ہے اسکو امانت واپس دینا چاہیئے اور اللہ سے ڈرنا چاہیئے۔
ذالک لیعلم انی لم اخنہ بالغیب و اللہ لایہدی کید الخائنین حضرت یوسف نے کہا یہ اسلیئے تہا کہ اسکو معلوم ہو کہ میں نے غائبانہ خیانت نہیں کی اور اللہ خیانت کرنیوالونکا فریب نہیں چلاتا۔
(ح) الامانۃ الی من ائتمنک ولا تخن من خانک۔ جو تمہارے پاس امانت رکھے اسکی امانت ادا کرو اور جو تم سے خیانت کرے تو اس سے خیانت نہ کرو۔
لاایمان لمن لاامانت لہ جو امین نہیں وہ ایماندار نہیں۔
العاریۃ موداۃ والمنحۃ مردودۃ والدین مقضی والزعیم غارم۔ جو چیز کسی سے مانگ کر لیوے حفاظت کے ساتھ واپس دیدے اور جو جانور دودہ پینے کیلئے لیا جاوے واپس کرے اور جس کسی سے قرض لیوے اسے ادا کردے اور جس کسی کا ضامن ہو تو اپنے پاس سے مال ضمانت ادا کر دے۔
من اوی ضالہ فہو ضال مالم یعرفہا جس کسی کی گم ہوئی چیز کوئی پاوے اور اسے اٹھا کر اپنے گھر لے آوے وہ آدمی گمراہ ہے اگر وہ چیز لوگونکو شناخت کرادے اور کہدے کہ جسکی ہو میرے یہاں رکھی ہے لیجاوے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر بہتر ہے کہ وہیں رہنے دے۔
ترجمہ حدیث چار خصلتیں ہیں اگر وہ تجھہ میں ہوں تو دنیا کے کسی چیز کے کم ہونے میں کچھ حرج نہیں حسن خلق اکل حلال صدق مقال حفاظت امانت۔ اور امانت کچھہ روپیہ پیسہ ہی

منحصر نہیں ہے جو صاحب سلطنت ہیں وہ بھی امین ہیں اور حق امانت داریکا حضرت فاروق رضؓ
نے خوب ادا کیا ہے۔

نقل ہے کہ ایک قافلہ مدینہ منورہ میں آیا اور شہر کے باہر اترا اسکی خبر گیری اور حفاظت کیلئے خود تشریف
لائے پہرہ دیتے پھرتے تھے کہ ایکطرف سے رونیکی آواز آئی ادہر متوجہ ہوئے دیکھا ایک شیر خوار بچہ ماںکی
گود میں رو رہا ہے ماں کو تاکید کی کہ بچہ کو بہلائے تھوڑی دیر کے بعد پھر ادہر سے گذرے تو بھی روتا پایا غیظ
میں آکر فرمایا کہ بڑی تو بیرحم ماں ہے اسنے کہا کہ تمکو اصل حقیقت معلوم نہیں خواہ مخواہ مجھکو دق کرتے ہو
بات یہ ہے کہ حضرت فاروق رضؓ نے حکم دیا ہے کہ بچہ جبتک دودہ نہ چھوڑے بیت المال سے انکا وظیفہ مقرر
نہ کیا جائے میں اس غرض سے اسکا دودہ چھڑاتی ہوں اور یہ اسوجہ سے روتا ہے حضرت عمر فاروق رضؓ کو رقت
ہوئی اور کہا ہائے عمر تو نے کتنے بچونکو رولایا ہوگا اسی دن منادی کرادی کہ بچے جسدن پیدا ہوں
اسی تاریخ سے انکے روزینے مقرر کردیجائیں۔

نقل ہے کہ فاروق اعظم ایک رات کو حسب معمول گشت کررہے تھے ایک خیمہ کے اندر سے رونیکی آواز آئی
دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ ایک بدو کی بیوی دردزہ میں مبتلا ہے حضرت عمر رضؓ اپنی بیوی کو ساتھ لیکر
وہاں پہنچے اور بدو سے اجازت لیکر اندر بھیجا بچہ پیدا ہوا تو ام کلثوم نے پکار کر کہا امیر المومنین اپنے دوست
کو مبارکباد دیجئے امیر المومنین کا لفظ سنکر بدو چونک پڑا اور ڈر کر مودب بیٹھ گیا فاروق اعظم نے
فرمایا کچھ خیال نکرو صبح کو میرے پاس آنا اس بچہ کی تنخواہ مقرر کرونگا یہ آئین تھے۔

حکایت عجیبہ۔ ایک شخص آیا کہ اسکے ساتھ ایک بیٹا تھا نہایت مشابہ ساتھ اسکے امیر المومنین
عمر رضؓ نے پوچھا کہ یہ کون ہے اور تجھہ سے کیا قرابت رکھتا ہے کہ میں نے کسی کو کسی کیساتھ ایسا مشابہ نہیں دیکھا
ہے اسنے کہا اے امیر المومنین یہ بیٹا میرا ہے مجکو ایک سفر درپیش آیا تھا اور اس لڑکے کی ماں حمل سے تھی
اسنے کہا تو جاتا ہے۔ اور مجکو اسحال میں چھوڑتا ہے میں نے کہا کہ جو کچھ تیرے پیٹ میں ہے اسکو خدا تعالے کے
سپرد کرتا ہوں پس یہ کہکر چلا گیا میں جب سفر سے پھر کر آیا تو اسکی ماں مر گئی تھی ایکروز بیٹھا تھا اور لوگو
نسے باتیں کررہا تھا کہ ناگاہ اسکی قبر پر ایک روشنی دیکھی میں نے لوگونسے کہا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے کہا یہ
گور ہے تیری بیوی کی ہر شب ایسی ہی روشنی دیکھتے ہیں ہم کہا میں نے کہ واللہ وہ صایم الدہر اور قائم اللیل
تھی یعنی یہ روشنی اسیکے سبب سے ہے پھر اسکی گور پر گئے میں نے دیکھا کہ وہ ایک روشنی ایک چراغ کی ہے کہ اسکی گور پر
روشن ہے اور یہ بیٹا ہاتھہ پاؤں ماررہا ہے ایک ہاتف غیبی نے آواز دی کہ یہ امانت تیری ہے سپرد خدا کی کی تھی
تو اگر اسکی ماں کو سپرد کرتا تو اسکی ماں کو بھی پاتا کہ جو کوئی خدا کو امانت سپرد کرتا ہے سلامت پاتا ہے

نقل ہے کہ ایک عورت امام اعظمؒ صاحب کی خدمتمیں ریشمی کپڑے کے تھان فروخت کرنے آئی اور سو
روپیہ قیمت مانگی امام صاحب نے فرمایا یہ کم ہے اسنے کہا اچھا دوسو ہی امام صاحب نے فرمایا کہ یہ کم از کم پانسو

بکے ہیں عورت سمجھی کہ شاید ہنسی کرتے ہیں لیکن امام صاحب نے فوراً پانسو روپیہ نکالکر حوالہ کر دئیے۔

نقل ہے کہ مولانا شاہ عبد العزیز رح کے زمانے میں ایک شخص جب حج کو تشریف لیگئے تو اپنے ایک دوست کے یہاں ایک صندوقچہ سپرد کر گئے اتفاق سے وہیں انکا وعدہ معہود پورا ہوگیا (یعنی انتقال ہوگیا) جب اس امین نے یہ بات معلوم کی تو اس صندوقچہ کو سربند جیسا کہ اسکا دوست رکھ گیا تھا بجنسہ اسکے ورثا کو دیدیا ان ورثا نے جب اسکو کھولا تو اسمیں جواہر بھی ملے اور اسکی تعداد میں کنکر بھی ملے اب اس امین دوست پر اس دوست کے ورثا نے یہ کہنا شروع کیا امین صاحب نے جوہر تو نکال لئے اور بجائے اسکے پتھر رکھدیئے ہیں اور امین صاحب نے یہ کہا کہ جیسا سربند وہ رکھ گئے تھے ویسا ہی سربند رکھا رہا ہے مجھے اسکی خبر نہیں لوگوں نے کہا کہ تم دونوں فریق مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے پاس چلے جاؤ وہ تمہارا فیصلہ کر دینگے دونوں فریق شاہ صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور سب حال بیان کیا آپنے کہا وہ صندوقچہ میرے پاس لے آؤ میں غور کرونگا جب صندوقچہ آپکے پاس آیا تو آپنے سب جواہر کی تعداد کی اور بعد میں ان کنکروں کی تعداد کی وہ دونوں برابر نہیں اور پھر غور کرکے آپنے ہر جواہر اور کنکر کا وزن کیا ہر کنکر کو موافق جواہر کے وزن میں برابر پایا تو انہوں نے یہ کہا کہ وہ مرحوم نے ہر جوہر کا وزن کرکے ساتھ ہی وزن رکھدیا ہے تاکہ کسی طرح کا شبہ نہو اور امین پہ بدگمانی کا موقع نہ ملے اس رائے سے مولانا صاحب کی دونوں فریق نے اتفاق کرلیا اور وہ قضیہ جاتا رہا اور امین صاحب کی ایمانداری پر حرف نہ آیا۔

اور امانت کچھ روپیہ پیسہ اور سلطنت پر منحصر نہیں ہے بلکہ کسی کی بات کسی سے کہدینا یہ بھی خیانت میں داخل ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے اذا حدث الرجل لحدیث ثم التفت فہی امانۃ جب کوئی شخص بات کہکر چلا جاوے تو وہ بات امانت ہے۔ انکو ظاہر نہ کرنا چاہیئے۔

ان لوگوں کے راز کو ظاہر کرنے میں خیانت نہیں یعنی جو خونریزی کرے و حرام کاری کرے یا بغیر حق کے کسی کا مال لے لے۔

نبی کریمؐ نے فرمایا ہے جسمیں امانت نہیں اسکا ایمان نہیں ہے اور جسکا عہد مضبوط نہیں اسکا دین نہیں ہے قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے کسی شخص کا دین ٹھیک نہیں ہوتا جبتک اسکی زبان ٹھیک نہیں ہوتی جبتک اسکا دل ٹھیک نہیں ہوتا وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جسکا ہمسایہ اس سے خوش نہو اور اسکے شر سے محفوظ نہ ہو۔

اور فرمایا ہے نبی کریمؐ نے کسی کے زیادہ نماز پڑھنے یا زیادہ روزہ رکھنے کیطرف نظر نہ کرو بلکہ یہ دیکھو جب بات کرتا ہے تو سچ بولتا ہے اور اگر اسکے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو ادا بھی کرتا ہے اور جب مشقت میں مبتلا ہوتا ہے تو پرہیزگاری کرتا ہے ؎ شرع کہ بنیاد خیانت نہاد ؛ قاعدۂ دین بدیانت نہاد ؛ در دولت از سیل امانت بود ؛ از شر ردوزخ امانت بود ؛

امر بالمعروف ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر ط واولئک ہم
والنہی عن المنکر المفلحون۔ لازم ہے کہ ایک گروہ تم میں ایسا ہو جو کہ لوگوں کو بھلائی کی رغبت دلائے
اور اچھے کاموں کا حکم دے اور برائیوں سے منع کرے یہی لوگ مراد کو پانیوالے ہیں کنتم خیر امۃ اخرجت للناس
تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔ جو امتیں دنیا میں پیدا کیگئی ہیں تم مسلمان ان سب سے بہتر ہو
کہ حکم کرتے ہو بھلائی کا اور روکتے ہو برائی کو اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔ لیسوا سواء ط من اہل الکتب امۃ قائمۃ
یتلون آیات اللہ آناء الیل وہم یسجدون یؤمنون باللہ والیوم الآخر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر
ویسارعون فی الخیرات واولئک من الصلحین۔ وہ سب برابر نہیں اہل کتاب میں سے بعض راہ راست پر ہیں
کہ راتوں کو اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اللہ کو اور روز قیامت پر یقین رکھتے ہیں اور بھلائی کا
حکم کرتے ہیں برائی سے منع کرتے ہیں اور اچھے کاموں میں سبقت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں صالحین میں سے۔
(ح) کنت عند النبی صلعم فسمعتہ یقول اہل المعروف فی الدنیا ہم اہل المعروف فی الآخرۃ واہل المنکر فی الدنیا ہم
اہل المنکر فی الآخرۃ۔ قبیہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا میں نے سنا کہ آپ فرماتے
تھے جو لوگ دنیا میں اہل خیر ہیں وہ آخرت میں بھی اہل خیر ہیں اور جو دنیا میں بھی اہل شر ہیں وہ آخرت
میں بھی اہل شر ہیں۔

ترجمہ حدیث۔ حرملہ (اپنے گھر سے) چلے رسول اللہ کے پاس آئے اور رات کا قیام کیا کہ رسول اللہ
انکو پہچاننے لگے جب روانگی کا قصد ہوا اپنے دل میں خیال کیا کہ چلتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
اسلئے آیا ہوں کہ علم میں کچھ اضافہ ہو پس میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سامنے کھڑے ہو کر میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کیا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اے حرملہ نیک کام کرو اور برائی سے پرہیز کرو۔ میں واپس
قافلہ میں چلا آیا پھر رسول اللہ کے پاس آیا اور پہلے کی بہ نسبت قریب تر کھڑا ہوا عرض کیا یا رسول اللہ
آپ کیا کام کرنیکا حکم دیتے ہیں فرمایا کہ اے حرملہ بھلائی کر اور برائی سے پرہیز کر اور تامل کر کہ جو کام ایسا ہو کہ
اسکے کرنے پر تیرے بعد میں جو کچھ کہے وہ تیرے کانوں کو بھلا معلوم ہو اسکو کر اور جو کام ایسا ہو کہ اسپر تیرے
پیچھے جو کچھ کہا جائے وہ تجھکو برا معلوم ہو اس سے پرہیز کر پس جب میں واپس آیا اور سوچا ان دو کلموں نے
کوئی چیز باقی نہ رہی۔ **ترجمہ** ہر برائی صدقہ ہے جو نیک کام کیا جائے مثل صدقہ کے ثواب اسکا ہوتا ہے
ترجمہ فرمایا نبی کریم نے ہر مسلمان کو صدقہ دینا لازم ہے لوگوں نے کہا کہ اگر اسکے پاس کچھ بھی نہ ہو فرمایا
کہ اسے لازم ہے کہ اپنے ہاتھ سے کام کرے خود بھی نفع اٹھائے اور صدقہ دے لوگوں نے کہا اگر یہ بھی نکر سکے یا کچھ
فرمایا کہ حاجتمند مظلوم کی مدد کرے لوگوں نے کہا اگر یہ بھی نکرے کہا کہ بھلائی کی ترغیب دے تو انہوں نے کہا
اگر یہ بھی نہ کرے فرمایا کہ شر سے بچے کہ یہ بھی اسکے لئے صدقہ ہے۔
ترجمہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا عمل سب سے اچھا ہے فرمایا کہ خدا پر

ایمان لانا اور اسکی راہ میں جہاد کرنا پوچھا کونسا غلام آزاد کرنا سب سے بہتر ہے فرمایا جو قیمت میں زیادہ ہو اور
مالکونکے نزدیک محبوب تر ہو۔ پوچھا میں یہ نکروں فرمایا کہ کسی کام کرنیوالے کی مدد کریا خود ایسا کام کر جسمیں
کذب اور لغو نہ پایا جائے پوچھا اگر میں یہ نکروں فرمایا کہ لوگونکے ساتھ بدی کرنا چھوڑ دے یہ صدقہ ہے
کہ تجکو اپنی ذات سے کرنا چاہئے۔ ترجمہ جو شخص تمسے کوئی برائی دیکھے اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے اسکی درستی کردے
اگر قدرت نہو تو زبان سے اسکی ہی اگر قدرت نہو تو دل سے اور یہ ضعیف ترین ایمان ہے۔ ترجمہ نبی کریمؐ نے
قسمیہ فرمایا کہ نیکی کا کام کرو اور برائی سے منع کرو ورنہ عنقریب اللہ تعالے اپنے پاس سے تمپر عذاب نازل
کریگا پھر تم دعا مانگوگے تو بھی قبول نہوگی۔ ترجمہ نبی کریمؐ کا فرمان ہے اگر کسی قوم کا کوئی آدمی گناہ کرے
اور قوم اسکے روکنے کی قدرت رکھتی ہو مگر نہ روکے تو اس قوم پر اسکے سبب سے عذاب الہی نازل ہوگا پہلے
اس سے کہ وہ مریں۔ ترجمہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ بھلائی اور برائی دونوں مخلوق ہیں قیامت کے روز دونوں
کھڑے ہونگے بھلائی اہل خیر کو خوشخبری دیگی اور انسے اچھے اچھے وعدے کریگی اور برائی کہیگی میں آتی ہوں
میں آتی ہوں اور بدکردار لوگ اس سے بچ نہ سکینگے۔

حکایت نقل ہے کہ ایکمرتبہ کسی بادشاہ کافر نے اپنا ایک وکیل شہر بغداد شریف میں بھیجا اور تین باتیں
اسکو تعلیم کردیں کہ جو کوئی انکا جواب دے اپنے دین پر رہے ورنہ ہمارا دین قبول کرے اول یہ کہ خدا کیا کرتا ہے
دوسرا یہ کہ خدا کیا کھاتا پیتا ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ کیا چیز ہے اور منہ اسکا کسطرف ہے جب وہ وہاں پہنچا
تو اسنے سب لوگونکو جمع کرکے یہ تینوں باتیں باواز بلند کہیں اتفاقاً کسی سے اس حاکم ظالم کے ڈر سے اسوقت
جواب نہ آیا اتفاقاً بمقتضاء عالم بشریت ایسی ہیبت حکومت سب پر چھا گئی سب لاجواب ہوگئے اور زار زار
رونے لگے اتفاقاً امام ابوحنیفہؒ بھی اس مجمع میں موجود تھے اور پندرہ برس کی انکی عمر تھی حرارت دین سے تاب نہ لاکے
بیتاب ہوگئے پھر اسکے پاس جاکر کہنے لگے تو منبر سے اتر ہم منبر پر بیٹھکر جواب دینگے کہ جواب دینے والیکا درجہ پوچھنے
والے سے زیادہ ہے وہ یہ بات سنتے ہی ہیبت حق سے ڈر کر فوراً اتر کھڑا ہوا ؎ ہیبت حق ست ایں
از خلق نیست ؎ ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست ؎ ہر کہ ترسید از حق و تقوی گزید ؎
ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید ؎ آپنے منبر پر بیٹھکر فرمایا کہ اللہ یہی کرتا ہے کہ تجھے منبر پر سے اتار دیا
اور مجھے چڑھا دیا تجھے ذلت دی مجھے عزت دی حسب الحکم اپنے وتعز من تشاء وتذل من تشاء الخ
ایسے ہی کسی کو عزت دیتا ہے کسی کو ذلت کسی کو مارتا ہے کسیکو جلاتا ہے کہ اسکی یہی شان عالی شان ہے
کل یوم ہو فی شان ۔ دوسرے یہ کہ وہ ذات پاک کھانے پینے سے پاک ہے کسی چیز کی حاجت نہیں رکھتا
بلکہ وہ سب کی حاجت روا کرتا ہے تیسرے یہ کہ شمع جو شب کو روشن ہوتی ہے اسکا منہ بتاؤ کسطرف کو
ہے جب ہم اس شمع شبستان دارین روشن کرنیوالے کا منہ بتادینگے کہ فلاں طرف ہے تب ہم بھی بتادینگے کہ
خدا کا منہ کسطرف ہے وہ کافر یہ جواب سنکر کافور ہوگیا فی الحقیقت جاہل جو کہ مقابل ہوتے ہیں ہلاک ہوتے ہیں جیسے تاریکی روشنی کے آتے

ختم ہو جاتی ہے چنانچہ اس مدعا پر حکم خدا کا کما حقہ گواہ ہے کہ قل جاء الحق و زہق الباطل کان زہوقا۔
یعنے حق کے آتے ہی باطل مٹ جاتا ہے اسواسطے باطل میں ہرگز لیاقت مقابل ہونے حق کی نہیں
ایسی حضرت امام حنیفہ کا جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے آپکی عمر پندرہ سال کی تھی مگر اللہ تعالے نے بفحوائے
اس آیت کے افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ پس کیا وہ شخص کہ کھولا ہے اللہ نے
سینہ اسکا واسطے اسلام کے پس وہ اوپر نور پروردگار اپنے کے ہے یہ تھے جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر
کی صلاحیت رکھنے والے اور سب مسلمانوں کا دل نور ایمان سے منور کردیا۔

روایت ہے کہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ کہ ایک بار ایک موقع پر جا رہے تھے چلتے چلتے دجلہ کے کنارہ
پہنچے دیکھا کہ شراب کے مٹکے کشتیوں سے اتر رہے تھے پوچھا کہ ان میں کیا ہے کشتی والے نے کہا کہ شراب
خلیفہ وقت معتصم باللہ کیلئے آئی ہے وہ دس مٹکے تھے شیخ کو غصہ آیا اور کشتی والے کی لکڑی مانگکر انہوں
نے نو مٹکے یکے بعد دیگرے توڑ ڈالے اور ایک مٹکا چھوڑ دیا چونکہ یہ شراب خلیفہ کیلئے لائی گئی تھی اسلئے
انکا براہ راست خلیفہ کے ہاں چالان کردیا گیا معتصم نہایت ہیبتناک صورت میں بیٹھکر اجلاس کیا کرتا
تھا لوہے کی ٹوپی اوڑھتا اور لوہے کا زرہ اور لوہے کا گرز ہاتھ میں ہوتا تھا اور لوہے کی کرسی پر بیٹھتا تھا
معتصم نے نہایت کڑک کر بولنا کہ آواز سے پوچھا کہ تم نے یہ کیا کیا حضرت شیخ نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے
کیا آپکو بھی معلوم ہے دریافت کرنیکی ضرورت نہیں ورنہ میں یہانتک نہ لایا جاتا معتصم یہ جواب
سنکر مبہم ہوا اور پوچھا کہ تمنے یہ حرکت کی کیا تم محتسب ہو شیخ نے فرمایا کہ ہاں محتسب ہوں خلیفہ نے کہا
کہ تمکو کسنے محتسب بنایا فرمایا کہ جس نے تمکو خلیفہ بنایا ہے خلیفہ نے کہا کہ کوئی دلیل ہے فرمایا کہ یا بنی اقم الصلوٰۃ و
امر بالمعروف وانہ عن المنکر واصبر علی ما اصابک معتصم یہ بیباکی کی باتیں سنکر متاثر ہوا اور کہا ہم نے
آپ سے محتسب بنایا مگر یہ بات بتاؤ کہ ایک مٹکا تم نے کیوں چھوڑ دیا فرمایا کہ جب میں نے نو مٹکے توڑ ڈالے تو نفس
میں خیال آیا کہ ای ابوالحسن تو نے بڑی ہمت کا کام کیا کہ خلیفہ وقت سے بھی نہیں ڈرا میں نے اسیوقت ہاتھ
روک لیا کیونکہ اس سے پہلے تو اللہ کی رضامندی کیلئے توڑے تھے اگر یہ توڑونگا تو نفس کیلئے ہوگا اسلئے دسواں
مٹکا چھوڑ دیا اگر مولوی صاحبان امرا کے پاس جا کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرسکیں تو خیر انسے ملنیکا ڈر
نہیں اور اگر انکی ہاں میں ہاں ملانا پڑے اور حق گوئی نہ کرسکیں تو اجتناب ہی بہتر ہے اور علماء دین امانتدار
ہیں جبتک کہ امراء و حکام سے میل جول نہ کریں اور اگر وہ میل جول کرنے لگیں تو وہ رہزن ہیں۔

آنکھ قل للمومنین من ابصارہم و یحفظو فروجہم ذالک ازکٰی لہم ان اللہ خبیرا یعنے اللہ تعالے
فرماتا ہے کہ ای محمدؐ خاص مومنوں کو کہدو کہ آنکھیں نیچی رکھیں (یہ ادب کی تعلیم کر کے اب آگے
حکم ہوتا ہے) اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔
قل للمومنات یغضضن من ابصارہن یعنی عورتوں ایماندار سے کہدو کہ اپنی آنکھوں کو بند کریں۔

لحم ہو جاتی ہے چنانچہ اس مدعا پر حکم خدا کا کما حقہ گواہ ہے کہ قل جاء الحق وزہق الباطل کان زہوقاہ
یعنے حق کے آتے ہی باطل مٹ جاتا ہے اسواسطے باطل میں ہرگز لیاقت مقابل ہونے حق کی نہیں
یہی حضرت امام حنیفہ کا جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے آپکی عمر پندرہ سال کی تھی مگر اللہ تعالے نے بمقتضائے
اس آیت کے افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ پس کہا وہ شخص کہ کھولا ہے اللہ نے
سینہ اسکا واسطے اسلام کے پس وہ اوپر نور پروردگار اپنے کے ہے یہ تھے جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر
کی صلاحیت رکھنے والے اور سب مسلمانوں کا دل نور ایمان سے منور کر دیا۔

روایت ہے کہ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ کہ ایک بار ایک موقع پر جا رہے تھے چلتے چلتے دجلہ کے کنارہ
پہنچے دیکھا کہ شراب کے مٹکے کشتیوں سے اتر رہے تھے پوچھا کہ ان میں کیا ہے کشتی والے نے کہا کہ شراب
خلیفہ وقت معتصم باللہ کیلئے آئی ہے وہ دس مٹکے تھے شیخ کو غصہ آیا اور کشتی والے کی لکڑی مانگکر انہوں
نے نو مٹکے یکے بعد دیگرے توڑ ڈالے اور ایک مٹکا چھوڑ دیا چونکہ یہ شراب خلیفہ کیلئے لائی گئی تھی اسلئے
انکا براہ راست خلیفہ کے ہاں چالان کر دیا گیا معتصم نہایت ہیبتناک صورت میں بیٹھکر اجلاس کیا کرتا
تھا لوہے کی ٹوپی اوڑھنا اور لوہے کا ذرہ اور لوہے کا گرز ہاتھ میں ہوتا تھا اور لوہے کی کرسی پر بیٹھتا تھا
معتصم نے نہایت کڑک کر ہولناک آواز سے پوچھا کہ تمنے یہ کیا کیا حضرت شیخ نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے
کیا آپکو بھی معلوم ہے دریافت کرنیکی ضرورت نہیں ورنہ میں یہاں تک نہ لایا جاتا معتصم یہ جواب
سنکر برہم ہوا اور پوچھا کہ تمنے یہ حرکت کی کیا تم محتسب ہو شیخ نے فرمایا کہ ہاں محتسب ہوں خلیفہ نے کہا
کہ تمکو کسنے محتسب بنایا فرمایا کہ جسنے تمکو خلیفہ بنایا ہے خلیفہ نے کہا کہ کوئی دلیل ہے فرمایا کہ یا بنی اقم الصلوٰۃ و
امر بالمعروف وانہ عن عن المنکر واصبر علی ما اصابک معتصم یہ بہادری کی باتیں سنکر متاثر ہوا اور کہا ہم نے
آپ جیسے محتسب بنایا مگر یہ بات بتاؤ کہ ایک مٹکا تم نے کیوں چھوڑ دیا فرمایا کہ جب میں نے نو مٹکے توڑ ڈالے تو نفس
میں خیال آیا کہ ای ابو الحسن تونے بڑی ہمت کا کام کیا کہ خلیفہ وقت سے بھی نہیں ڈرا بس میں نے اسیوقت ہاتھ
روک لیا کیونکہ اس سے پہلے تو اللہ کی رضامندی کیلئے توڑے تھے اگر یہ توڑونگا تو نفس کیلئے ہوگا اسلئے دسواں
مٹکا چھوڑ دیا اگر مولوی صاحبان امرا کے پاس جاکر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کر سکیں تو خیر انسے ملنیکا ڈر
نہیں اور اگر انکی ہاں میں ہاں ملانا پڑے اور حق گوئی نہ کرسکے تو اجتناب ہی بہتر ہے اور علماء دین امانتدار
ہیں جبتک کہ امراء و حکام سے میل جول نہ کریں اور اگر وہ میل جول کرنے لگیں تو وہ رہزن ہیں۔

آنکھ قل للمومنین من ابصارہم ویحفظو فروجہم ذالک ازکے لہم ان اللہ خبیرا یعنے اللہ تعالے نے
فرماتا ہے کہ ای محمد خاص مومنوں کو کہدو کہ آنکھیں نیچی رکھیں (یہ ادب کی تعلیم کرکے آپکا
حکم ہوتا ہے) اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

قل للمومنات لغیغضن من ابصارہن یعنی عورتوں ایماندار سے کہدو کہ اپنی آنکھوں کو بند کریں۔

نہیں بچاتے اگر وہ حاصل ہوا تو (یعنی زنا) اور موجب عذاب ہوا اور نہ ہوسکا تو پھر وسوسہ شیطانی دلکو خراش کرتے رہتی ہیں اور کیا کیا مصائب کا سامنا نہیں پیش آتا اگر اس بارے میں حکایات لکھیں جائیں تو زمانہ بھر کے ناول اس زمرہ میں آسکتے ہیں اور مشہور مشہور سچے واقعے جیسے ادہم بلخی ۔ فرہاد شیریں ۔ و لیلے مجنوں یہ سب تباہی نافرمانی حق کا سبب ہے جو انکو نظر کے سبب مصائب پیش آئے پھر اتنے مصائبوں کا سامنا بہتر اسکیلئے کہا جائے نور اسکا ظہور اسکا جو نہ دیکھے قصور اسکا بس حضرات یہ کہنے والونکو بس سلام ہی معاف فرمادیں آپ گمراہ ہیں اور ونکو گمراہ نہ کریں اور یہ کہیں کہ اللہ کی قدرت کے نظارہ سے روکا جاتا ہے اسکی قدرت کو ہر شجر و شجر میں دیکھ سکتے ہیں کیا الشیجو مرد ہو یا خشوہ عورات ہوں گر نظر میں ہی خاص دیکھنا ہے تو کسی اللہ اللہ کرنیوالونکی جو تیاں سیدھی کریں نہ کہ غیر محرم ! اور دوسری حدیث کا مضمون یہ ہے کہ عورت کی خوبیونکا دیکھنا (جوبن وغیرہ) شیطان کے تیر دشمیں سے ایک زہر کا بجھا ہوا تیر ہے جو کوئی اسکو ترک کرے اللہ تعالے اسکو عبادت کا مزہ چکھا دیتا ہے اسکو عبادت میں لطف حاصل ہونے لگتا ہے اور اسکو عبادت کا حظ آنے لگتا ہے اور عبادت کا مزہ اور مناجات کی لذت اور حلاوت اور دلکی صفائی پیدا کرتا ہے۔ مصرع ؎ ہیںلے اچھے ہیں جو نہ ہو حیا آنکھو نمیں ۔ ؎ حیا شیوہ عورتونکا ہے کیسے سے کیسی خراب عورت ہوگی اسمیں حیا ہوگی اور مرد ہو کہ نہ گناہ سے حیا کرے جائے شرم ہے اور جو مرد ہو کے حیا کرے اللہ اسکو جانتا ہے اور حیا نصف ایمان ہے اور بس اگر غیر محرم ہونکے دیکھنے سے آنکھ نہ چراؤ گے اور سب طرف دیکھو گے پس ہر طرف دیکھنے سے کبھی نظر حرام پر جائیگی پھر اگر قصداً نظر حرام پر ڈالو گے یہ کبیرہ گناہ ہے اور اگر مباح پر بھی آنکھ پڑی تو اکثر دل اسمیں مشغول ہوگا اور دلمیں وسوسے پیدا ہونگے اور اگر وہ ہاتھ نہ آیا تو پریشان ہوگے اور بھلائی سے باز رہو گے لیکن آنکھ بند کرلوگے تو ان بلاؤں سے آرام میں رہو گے چنانچہ حضرت عیسے علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نظر بد سے ڈرا و بچ کیونکہ بد نظر شہوت کو دلمیں بوتی ہے یہ سخت بلا ہے اور ذوالنون رحمۃ نے فرمایا ہے آنکھ بند کرلینا اچھا پردہ ہے پس جبکہ آنکھ بند کرلو اور بیفائدہ دیکھنے سے بچ جاؤ تو سب وسوسوں سے آرام میں فارغ دل رہوگے اور اللہ جانتا ہے جو کام کرتے ہو اللہ کی ہیبتی سے ڈرو اور جو ڈرا سکو بچنے کیلئے یہ بات کافی ہے۔

ہر عضو ہر کام کیلئے پیدا کیا ہے تو دنیا میں آنکھ کو سمجھ قرآن شریف پڑھنے کیلئے پیدا کیا ہے اور آخرت میں آنکھ پروردگار کے دیکھنے کیلئے پیدا کی ہے اور دونوں جہانمیں دیدار الٰہی سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہیں شعر آدمی دید است باقی پوست است ؎ دید آن دیدہ کہ دید دوست است۔

پس اپنی آنکھ کا بچانا ایسی بزرگی حاصل کرنے میں بہت ضرور ہے اور اچھی آنکھ وہ ہے جو اسکی یاد میں روئے اور اچھی آنکھ وہ ہے جو اسکے خوف سے نہ سوئے ورنہ کسی کا یہ قول صادق آئیگا العین عن المعاصی یعنی آنکھ چشمہ ہے گناہ کا جیسے چشمہ آب سے گھاس اگتی ہے ایسی ہی چشمہ آنکھ سے گناہ پیدا

ہوتے ہیں۔ اور فرمایا نبی کریمؐ نے النظر اساس الذنوب نظر گناہ کی جڑ ہے اور فرمایا جو آنکھ جو منہیات
سے روکیگا وہ آنکھ دوزخ میں نہیں جلیگی اور خوف سے روئیگی وہ آنکھ دوزخ میں نہیں جلیگی اور جو یاد میں اسکے نہ
سوئیگی وہ ہرگز دوزخ میں نہ جلیگی اور ادہم بلخی کو آنکھ نہ روکنے کے سبب سے کیا کیا نہ دکھ اٹھانا پڑا جسکا مختصر
حال پیش ناظرین ہے **حکایت** ادہم بلخی کی نظر جو شاہ بلخ کی دختر پر پڑی ہزار جان سے عاشق شیدائی ہوئے
اپنی لیاقت اور بادشاہ کی حقیقت کو نہ تولا فوراً شاہ سے عقد کی درخواست کردی وزیر نے انکے ٹالنے کی
تدبیر کی کہ بادشاہی خزانہ سے ایک بڑا موتی نکالا اور ادہم کو دیکر کہا کہ تم ایسے موتی لادو ہم تمہاری شادی
بلخ کی دختر سے کردیں گے جوش عشق میں نکلکر سمندر پر پہنچے اور وہ کچکول نکالکر سمندر کی پیمائی کرنے لگے چالیس
روز برابر یہی کرتے رہے سمندر دریائے ناپید اکنار وہاں ادہم کا کیا شمار لیکن اللہ رے عشق میں ثابت قدم ہو تو
ایسا ہو ادہم کی جانثاری پر خدا نے رحم کیا اور اپنے فضل سے سمندر کو حکم دیا کہ بہت سے موتی ہیرے پیدا ادہم کے
کے پاس پھینک دے بموجب حکم الٰہی سمندر نے بہت سیپ ادہم کی نذر کئے بڑی خوشی خوشی موتی اٹھا کر لائے ایسے
ایسے نادر موتی تھے کہ جنکے برابر کے موتی بڑی بڑی بادشاہوں کے خزانوں میں نہونگے جب بادشاہ کے دربار میں پہنچے
موتی پیش کئے اور مطلوب کے ملنے کی درخواست کی ہر شخص موتی دیکھکر حیران تھا مگر وزیر نے تدبیر سے موتی
رکھ لئے اور ادہم کو بری طرح سے باہر نکلوا دیا قصہ مختصر بادشاہ کی بیٹی مرض سکتہ میں مبتلا ہوئی اور شاہی حکیموں
کی عقل پر پردے پڑگئے مرض کو نہ پہچان سکے سبکی رائے یہی ہوئی کہ شاہزادی مرگئی غرض دفن کرنیکے بعد
ادہم لاش کو نکال کر لیگئے اور انجام کار ادہم سے نکاح ہوکر وصال نصیب ہوا لیکن یہ سب کچھ ہیچ وہ محبوبہ
بھی ہیچ یعنی فانی وہ محب بھی فانی کاش اگر ادہم انکی طرف نہ دیکھتا یا اپنی لگن خالق شاہزادی سے لگاتے تو بڑے
اولیاء اللہ ہوتے اس قسم کے ہزاروں عشق کے کارنامے دنیا میں ہوئے اور ہونگے لیکن بالآخر سبکو دریائے
فنا میں غرق ہونا اور وجود سے عدم میں جانا پڑا اگر باقی رہنا چاہتے ہو تو اس باقی کی محبت میں فنا ہو جاؤ جسطرح
انبیاء اور اولیاء اسکی محبت میں فنا ہوئے اول سب سے محبت الٰہی میں حضرت ابراہیمؑ نے قدم رکھا خلیل اللہ
نام رکھوایا محبت کے بیان میں انکا مختصر حال دیکھو۔

شیخ نجم الدین کبریٰ اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ سونے چاندی اور متاع دنیاوی کو ہوس کی نظر سے دیکھنا
حرام ہے اے ایمان والو آنکھ کی محافظت کرو کہ جس کسی نے آنکھ کی حفاظت کی اسنے نجات پائی ایک شخص
نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ نجات کیا چیز ہے تو آپنے فرمایا احفظ عینک اپنی آنکھ کی حفاظت کر ایک شخص رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ رسول اللہ میں اپنی بیوی پر اطمینان نہیں
رکھتا ہوں آپنے فرمایا کہ اپنی آنکھ کو دوسروں کی بیویوں سے بند کر۔ جاننا چاہیئے کہ عورت کو درست نہیں کہ
اپنی لونڈی کو ناف سے زانو تک دکھاوے اور مالک کو بھی چاہیئے کہ ناف سے زانو تک اس لونڈی کو نہ دیکھے
جسکا نکاح کردیا ہو۔ کسی نے شبلیؒ سے پوچھا کہ بیوی لونڈی کی شرمگاہ کیطرف دیکھنا کیسا ہے انہوں نے کہا شہوت

سی اپنی شرمگاہ ہونکا دیکھنا حرام ہی حدیث میں ہے من نظر نظرۃ واحدۃ الی ما نہی اللہ عنہ فی النار اربعین خریفا جو کوئی ایک نظر بھی اسطرف دیکھیگا جسکو خدا نے منع کر دیا ہی تو چالیس برس عذاب دیا جائیگا۔

ترجمہ اور فرمایا رسول اللہ نے جو کوئی ضمانت کریگا اپنے دو جبڑوں کے بیچ یعنی زبان اور دونوں اپنی ٹانگوں کے بیچ یعنی شرمگاہ اسکی ضمانت کرونگا جنت کی۔

حدیث میں ہی من غض بصرہ عما حرام اللہ علیہ اثار۔ جو کوئی اپنی آنکھہ بند کیے اس سے جو اللہ نے اسپر حرام کی ہی تو اللہ اسپر حرام کریگا اسپر دوزخ کو (ح) احفظ عینک اپنی آنکھہ کی حفاظت کر۔

حکایت ایک روز کعب احبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پہلی امت میں ایک مرد خوبصورت تہا ایک عورت اسکو دیکھکر عاشق ہو گئی کسی کام کے بہانہ سی اسکو گہر میں بلایا اور اسکو لپٹ کر اس مرد نے کہا میں تو خود یہ چاہتا تہا مگر میرا بدن صاف نہیں ہی مجھے چھوڑدے کہ میں غسل کرونگا اور عورت خوش ہوئی اور پانی لاکر اسکو دیا اور کہا کہ کوٹھے پر جاؤ وہ مرد کوٹھے پر گیا تو بالاخانہ اونچا تہا جی میں کہا کہ اس کوٹھے سی گرنا اور ہلاک ہونا اس کام سی بہتر ہی کوٹھے کے نیچے گر پڑا ابھی زمین پر نہیں گرا تہا کہ خدا تعالے نے فرشتہ کو حکم دیا کہ میرے بندے کو جا کر تہام لے اور اسکو زمین پر سلامت اتار دے اسیوقت فرشتہ پہنچا اور اسکو اٹہا کر زمین پر سلامت کہڑا کر دیا اور ایک آواز سنی کہ اے بندے چونکہ تو نے ڈر کر اپنی جان فدا کی ہم نے بھی تیری حفاظت کی اور آتش دوزخ سی تجھکو آزاد کیا۔

دیگر ایک عورت ایک باغ میں انگور خریدنے کیلئے گئی قحط کا زمانہ تہا باغبان نے کہا کہ میری مراد پوری کر دے تو تجھکو غلہ اور کپڑا اور انگور دوں عورت نے قبول کیا باغبان نے کہا جاؤ دیوار باغ کے دروازے بند کر آؤ عورت گئی اور دروازہ بند کر کے آئی باغبان نے کہا کہ دروازے بند کر دئے کہا ہاں بند کر دئے مگر ایک دروازہ کو بند نہ کر سکی باغبان نے کہا وہ کونسا ہی عورت نے کہا کہ خداوند تعالے کا دروازہ اگر لاکہہ دروازوں کو بند کروگے تب وہ بھی دیکھیگا باغبان نے ایک چیخ ماری اور توبہ کی اور کچھہ مال اور غلہ اور کپڑا دیکر رخصت کیا ہاتف نے آواز دی کہ ہمنے دونوں کو بخشا اور دونوں سے خوش ہوئے اور حدیث میں ہی کہ بہشت عدن الیسوں کو ملیگی کہ ایک معصیت کا خیال آوے تو میری عظمت کو خیال کرکے شرماویں۔ اور جب زلیخاں نے یوسف علیہ السلام کو خلوت میں حظ نفس کے لئے بلایا پہلے اپنے اس بت پر پردہ چھوڑ دیا یوسف علیہ السلام نے کہا تو ایک پتھر سی شرماتی ہی کیا میں خالق آسمان و زمین سی جو دانا بینا ہی شرم نہ رکھونگا ہر ایک نے اپنی سمجھہ کے موافق حیا سی کام لیا۔ حدیث ہی الحیاء خیر کلہ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت حیا بہتر ہی ہر قسم کی جب تو حیا نہیں کرتا تو چاہئے سو کر۔

اور آنکھیں ایک وہ ہیں جو اسکی یاد میں روتی ہیں انکا بیان گریہ میں لکھا گیا جو احسن کام ہی وہ ایک آنکھہ وہ ہی جو اسکے خوف سی جاگتی ہیں انکا حال تہجد و کم خفتن میں لکھا گیا ہی اور ایک آنکھہ وہ ہے

جو شرم سے نامحرم کے دیکھنے سے بند ہو لیس یہی حیا ہے پس جاننا چاہیے کہ آنکھہ کا بند کرنا یعنی نہ دیکھنا ان لوگوں کیطرف جنکو خدا نے حرام کر دیا ہے فرض ہے عورت اجنبیہ سے مراد یہ ہے کہ اس سے نکاح نہ ہوا ہو اور آنحضرتؐ نے فرمایا النظر بالشہوۃ سہم مسموم من سہام الابلیس یعنی شہوت کی نظر سے دیکھنا ایک تیر ہے زہر کا بجھا ہوا شیطان کی تیروں میں سے یہاں نظر کو مقید شہوت کے ساتھہ کیا ہے اگر بدون شہوت کے دیکھیگا تو کوئی گناہ نہیں ہے یعنی جو کوئی اپنی آنکھہ کو بند کریگا اسپر خدا نے اسکو حرام کیا تو خداوند تعالے حرام کر دیگا اسپر دوزخ کو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی رب کی نافرمانی کی اور بہک گیا تہے الحاصل جنکو خدا نے حرام کیا ہے انکی کئی قسمیں ہیں ایک عورت اجنبی ہے کہ اسکا تمام بدن دیکھنا حرام اور ایک اپنی قرابت والی جیسے ماں بہن وغیرہ انکے نیچے ناف سے زانو تک دیکھنا حرام ہے رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص نیچے ناف سے زانو تک دیکھے یا کسیکو دکہاوے تو خدا تعالے حکم دیگا کہ اسکی جگہ آتش دوزخ سے کاٹو اور نابالغوں کی طرف شہوت سے دیکھنا حرام ہے حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ کسی نامحرم کیطرف دیکھتا ہے تو خداوند تعالے فرماتا ہے کہ اے میرے بندے میں تیری طرف دیکھتا ہوں اور تو کسطرف دیکھتا ہے۔

حکایت صفی اللہ نامی ایک متوسط الحال نوجوان تہا ماں باپ اسکے مر چکے تہے کوئی اولاد بہی نہ تہی اور گہر میں اسکی خوبصورت بی بی ستارہ عمر میں سولہ یا سترہ کا سن تہا بیحد محبت رکہتا تہا اسکی بیوی ستارہ نے کہا کہ باپ دادا کی کمائی کبتک ساتھہ دیگی اگر یہی خانہ نشینی رہی یہی رات دن رہا تو فلاکت آکر رہیگی شوہر نے کہا کہ تمہاری محبت اور گہر کی تنہائی باہر جانیکی اجازت نہیں دیتی ستارہ نے ذرا چین بجبین ہو کر کہا کہ زمانہ کا یہی رنگ ہے جو گہر کے اکیلے رہتے ہیں وہ کیونکر تلاش معیشت میں خاک چہانتے پہرتے ہیں تمہارا جیسا خیال سب کا ہو تو دنیا کا کاروبار بند ہو جائے ہر چند گہر چہوڑنیکو جو انکا دل نہیں چاہتا تہا لیکن بی بی کی عاقلانہ گفتگو پوری طرح اثر کر چکی تہی یار و آشنا اور بی بی سے رخصت ہو کر اسٹیشن پہنچا پہر نہیں معلوم جوان کہاں پہنچا پورے ایک سال ستارہ شوہر کی جدائی میں جلتی رہی اور صبر اور تحمل سے کام لیا لیکن کبتک عورت نوجوان تہی اور نفس امارہ تعاقب میں ایک روز اسنے ایک ہمراز خادمہ کو بہیجکر ایک قحبہ بڑہیا جو کہ ایک دوسرے سے ملانے میں دور دور مشہور تہی بلوایا اور ایک خلوت میں لیجاکر دیر تک کچہہ سرگوشی کرتی رہی قحبہ نے ایک نوجوان کو دلمیں تجویز کر لیا براہ مستقیم ایک دروازہ پر کنڈی کہٹکہٹائی اور منتظر کہڑی رہی دیر کے بعد ایک نوجوان دروازہ کہولکر باہر آیا پوچہا کون ہے بڑہیا قحبہ نے کہا میں ہوں آپکی لونڈی جوان نے غور سے بڑہیا کی صورت دیکہی پہر کہا آخر تو ہے کون میں نہیں پہچانتا قحبہ نے کہا صاحبزادے ذرا اندر چلیے تنہائی میں عرض کرونگی جوان بڑہیا کو لئے ہوئے اندر آیا بڑہیا نے پہلے بہت اسکی تعریف کی

اور بہت دعائیں دیں اور بعدازاں ستارہ کے حسن و جمال کی بیحد تعریف اور ثنا کے گیت گاتی رہی دیکھا جب کہ سحر بیانی نے اپنا اثر کر لیا ہے تب اصل مقصد کو پیش کیا جوان تھوڑا سکوت کر کے بولا کہ بوڑھی بی ضرور تمہارے ساتھ چلونگا تمہاری باتوں نے خوشی سے بیہوش کر دیا بھلا ایسے موقع کو ہاتھ سے دینا کونسی دانشمندی ہے بڑھیا جوان کو مستعد پاکر اپنی کامیابی پر خوشی سے پھولنے لگی جوان اسیوقت کمرہ کے اندر گیا مٹی کا ایک پرانا لوٹا ہاتھ میں لیا اور چل کھڑا ہوا بڑھیا بھی مثل سایہ کے ساتھ ساتھ ہو لی کچھ دور جا کر جوان نے بڑھیا سے کہا مجکو استنجا کی ضرورت معلوم ہوتی ہے تم پانچ منٹ توقف کرو۔ فارغ ہو کر پھر آکر سجگہ ملجاؤں بڑھیا وہیں تھم گئی اور جوان لوٹے میں پانی لیکر قریب ہی کسی کھیت میں رفع حاجت کو چلا گیا جب طہارت سے فارغ ہو کر واپس چلا اتفاق جلدی میں ٹھوکر لگی اور لوٹا ہاتھ سے چھٹکر زمین پر گر پڑا مٹی کا لوٹا تھا پتھریلی زمین پر گر کر چکنا چور ہو گیا۔ جوان نے لوٹے کو ٹوٹا دیکھکر زار و قطار رونا شروع کیا بڑھیا نے جو نوجوان کے رونیکی آواز سنی بدحواس ہو کر دوڑی نزدیک آکر رونیکا سبب پوچھا تو نوجوان نے کہا میرا لوٹا ٹوٹ گیا ہے یہ سنکر بڑھیا قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا کہ میاں یہ رونیکی کونسی بات ہے مٹی ہی کا لوٹا تھا اگر پھوٹ گیا تو کیا ایسا بڑا نقصان آگیا۔ تم میری جان کی خیر مناؤ تمہیں چلو عمدہ عمدہ لوٹے جسقدر چاہو گے دلوا دونگی جوان غضبناک ہو کر بولا کہ احمق بڑھیا کیا میں نقصان کا خیال کر کے روتا ہوں؟ بڑھیا نے کہا پھر نہیں تو اور کیا باعث ہے؟ جوان نے ایک دردناک چیخ ماری پھر بولا کہ آج بارہ برس سے یہ لوٹا میرا ہمراز تھا پاخانہ اور پیشاب کے بعد اسی لوٹے سے طہارت کرتا تھا آجتک سوائے اس لوٹے کے کسی ذی روح نے میرے ستر کو نہیں دیکھا یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ بازار میں اچھے سے اچھا لوٹا مل سکتا ہے مجھ میں بھی خریدنیکی استطاعت ہے لیکن افسوس رونا تو اس امر کا ہے کہ بارہ برس کے بعد آج دوسرا لوٹا میرے ستر کو دیکھیگا اتنا کہکر جوان نے پہلے سے زیادہ رونا شروع کیا بڑھیا کبھی تو جوان کی صورت دیکھتی اور کبھی اپنی ناکامیابی پر نظر کر کے غمگین ہوتی تھی جوان کی حالت پر تو اسکو ترس آتا اور اسکے رونیکے سبب پر ہنسی آتی تھی دیر کے بعد جوان کو ہوش آیا طبیعت کو سکون ہوا۔ تو وہ بولا کہ بوڑھی اسوقت مجکو اپنی بیگم کی خدمت میں حاضر ہونیسے معاف رکھو کل کسیوقت ممکن ہوا تو حاضر ہونگا اتنا کہکر ایک طرف کو چلدیا اور بڑھیا غم و غصہ کھاتی ہوئی گھر کو واپس چلی جب مکان پر پہنچی ستارہ منتظر بیٹھی ہوئی تھی بڑھیا کو دیکھکر خوشی کے مارے بستر پر اچھل پڑی کیونکہ وہ سمجھی تھی بڑھیا حسب وعدہ اپنا شکار کر کے لائی ہوگی بڑھیا نے کہا بیوی صبر کیساتھ اطمینان رکھو کل اسیوقت تمہارا مطلوب تمہارے پہلو میں ہوگا آج تو میں کامیاب ہو چکی تھی لیکن کیا کروں تقدیر نے رہنمائی نکی ستارہ نے پوچھا کیا ہوا بڑھیا نے شروع سے آخر تک سارا قصہ کہ سنایا یہ عجیب قصہ اور عبرتناک کہانی سنکر ستارہ کا دل بھر آیا اور ایسا پھوٹ پھوٹ کر روئی کہ بڑھیا جوان کا رونا بھول گئی اسنے ایسا تماشہ کبھی کاہیکو دیکھا تھا ہکا بکا ہو کر ہر طرف دیکھنے لگی جب ستارہ کا زور رونا کم ہوا بڑھیا نے بلا گردان ہو کر کہا کہ بیوی آپکے

رونیکا سبب مجکو نہیں معلوم ہوتا ستارہ نے جواب دیا کہ بوڑہی میں اپنی قابل نفرت زندگی پر روتی ہوں مجکو نفس امارہ نے مبتلائے گناہ کیا بیحیائی کی شہوت نے میرے دلکو سیاہ کردیا آہ اس بیحیائی کی زندگی سے مرجانا بہتر تہا افسوس نوجوان مرد نے مٹی کے لوٹے کو اپنا ستر دکہانا ناپسند کیا اور لعنت ہو مجہپر کہ میں غیر مرد کو اپنا ستر دکہانے پر اس خوشی سے راضی ہو گئی۔خاوند کا بہی خیال نہ آیا اور اسکی سالہا سال کی صحبت اور محبت کو ایکدم میں الیسا محو کردیا۔غرض کہ مرد کی حیا سے ستارہ کو بہی اپنے خیال پر شرم آئی اور تائب ہوئی۔بڑہیا ستارہ کی گفتگو سنکر دم بخود رہگئی اس پر اثر تقریر نے اسکو مدہوش کردیا اسیوقت بڑہیا نے ستارہ کے ہاتہہ پر دلالی اور قحبہ گری سے توبہ کری بڑہیا تو پاک وصاف ہو کر اور نصوحی توبہ کرکے گہر کو روانہ ہو گئی ستارہ بہی صدق دلسے توبہ واستغفار کرکے نماز و تسبیح میں مشغول ہوئی اور رات بہر دربار الہی میں گڑگڑا کر دعا والتجا کرتی رہی۔ایک ہفتہ کے بعد شہر میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ مشہور قحبہ نے توبہ کرلی اور بستر چوپی کہا کر لی حج کو چلی۔اللہ کو بہی ان دونوں پر رحم آگیا پس واقعہ کے پورے ایک مہینہ بعد ستارہ کا شوہر صفی اللہ بہت کچہہ مال و دولت لیکر سفر سے واپس آیا اور پاک باز میاں بی بی ہنسی خوشی بسر کرنے لگے بڑہیا کی روزی اسی دلالی پر تہی جب ادہر سے اسنے توبہ کرلی اللہ کریم نے دوسری پاک راہ نکالدی صفی اللہ کما کر آیا تہا اور اسکا شمار شہر کے امیروں میں ہو گیا گہر کا چلن دوسرا ہو گیا اسلئے ایک تمیز دار عورت کی ضرورت ہوئی جو امور خانہ داری میں ستارہ کی مدد کرے اور اسکا ہاتہہ بٹائے بڑہیا سے اچہی اب کون عورت ستارہ کو ملتی اسنے غنیمت جانکر بڑہیا کو بلالیا اور بڑہیا نے مغتنم جانکر اپنی ساری عمر نہایت عزت اور خیر خواہی اور دینداری کیساتہہ یہیں گذاردی نتیجہ حکایت اس نوجوان نے فرشتہ کا کام کیا خود بہی زنا سے بچا ایک نوجوان عورت کو گناہ عظیم سے بچالیا اور تیسرے ایسی قحبہ عورت کو جسنے اپنی عمر قحبہ گری میں گذاری ہمیشہ کیلئے تائب کردیا۔اے سعید ستارہ تنبیہ اور گناہ سے باز آنیکا سبب نوجوان تہا اور ستارہ کے سبب سے قحبہ بڑہیا نے توبہ کی التائب من الذنب کمن لاذنب لہ جو شخص گناہ سے توبہ کرلے وہ ایسا ہو جاتا ہے گویا گناہ ہی نہیں کیا اچہی بات کی راہ بتانیوالیکیلیے بہی یعنی جتنا ثواب کرنیوالیکو ہے اتنا ہی بتانے والیکے لئے ہے یہ امر بالتحقیق ہے کہ رسول اللہ کنواری لڑکی سے بہی زیادہ حیا دار تہے الیکن یہ حیا مرضی الہی کے موافق ہے انسانی کاروبار میں خلل نہ ڈالے حضرت عثمان رض ذوالنورین فرماتے کہ میں نے کبہی اپنا ستر آپ نہیں دیکہا۔یہ شرم وحیا کی حد ہے۔الحیاء من الایمان۔اور حیا قبیح اور برے کاموں سے بچنے کو کہتے ہیں جن کے کرگزرنے سے انسان نادم ہوا اور آخر میں پشیمانی اٹہائے حضرت عمر رض سے منقول ہے کہ حیا سے جب سرزد ہوگا عمدہ کام اور حیا جس کی ہو ممدوح ہے سبب اسکا یہ ہے کہ حیا ہمیشہ خلاف شرع کاموں سے انسان کو روکتی ہے اور اسی وجہ سے رسول اللہ نے حیا کو ایمان کا ایک جز قرار دیا کیونکہ ایمان کی دو ہی قسم ہے حکم الہی کو

بجالانا اور ان باتوں سے جو اللہ تعالےٰ نے منع فرمائی ہیں باز آنا۔
حدیث شریف میں وارد ہے کہ پہلوان وہ شخص نہیں ہے جو جسمانی طاقت میں کسی آدمی پر غالب آجائے اصل پہلوان وہ ہے جو اپنی شہوت کو عقل و شریعت کے مطابق رکھے نفس امارہ سے مغلوب نہ ہو۔
نقل ہے کہ ایک مرتبہ ذوالنون رح رفع حاجت کو شہر کے باہر کنارے نہر کے گئے جب فارغ ہوکر لوٹے دیکھا کہ کنارے شہر کے بلند مکان پر ایک لڑکی ازبس حسینہ اور جمیلہ کھڑی ہے امتحاناً اسکی عقل دریافت کرنیکو پوچھا تو کون ہے کہا اے ذوالنون رح جبتک تمنے طہارت نکی تھی تو میں تمکو مجنوں تصور کیا تھا جب طہارت کی تو عالم جانا بعد اسکے عارف سمجھی اب معلوم ہوا کہ نہ تم مجنوں ہو نہ عالم نہ عارف کہا کیونکر اگر مجنوں ہوتے تو طہارت نکرتے اور اگر عالم ہوتے تو نامحرم عورت سے کلام نکرتے اور جو عارف ہوتے سوائے خدائے برحق کے کسیطرف نظر نہ کرتے۔

ایمان کل امن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ۔ ایمان لائے اللہ پر اور اسکے سب فرشتوں اور اسکی سب کتابوں اور اسکے سب رسولوں پر اور دوسری جگہ ارشاد ہے ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ والبعثۃ بعد الموت۔ اور آدمیوں میں سے وہ آدمی ہیں کہ کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ خدا کے اور دن آخرت کے اور آخرت کے دن پر اور تقدیر کی بھلائی برائی پر۔ الایمان سر والصدر و الاسلام علانیۃ۔ مومن کے سینہ میں ایمان ایک سر ہے اسلام اس سر کا اعلان کرتا ہے واللہ ولی الذین آمنو یعنی اللہ دوست ہے انکا جو ایمان لائے یعنی دیکھو نہ اللہ انکو دوست رکھتا ہے وہ اسکو دوست رکھتے ہیں وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین عزت اللہ ورسول کے لئے ہے اور مومن کیلئے۔
ان الذین آمنو وعملوا الصلحت کانت لہم جنت الفردوس نزلا خلدین فیہا۔ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے انکے لئے جنت الفردوس ہے مہمانی میں ہمیشہ اسمیں رہینگے۔
لا یتم الایمان الا بقبول الفرائض ولا یفسد حدود الفرائض فمن نقص منہ فریضۃ بغیرۃ قحود وعقوبۃ ومن تمت لہ الفرائض وجبت لہ الجنۃ۔ جب اہل جنت جنت میں اور اہل دوزخ دوزخ میں چلے جا دیں گے اللہ تعالےٰ فرماویگا باہر نکالیں ان شخصوں کو جنکے قلب میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو۔
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت صلے اللہ علیہ السلام سے دریافت کیا تھا ایمان کیا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ یقین لائے اللہ پر اور اسکے فرشتوں پر اور اسکی کتابوں پر اور آخرت کے دن پر اور تقدیر کی برائی بھلائی پر۔
اسلام میں اخلاص شرط ہے اور اخلاص ایمان و اسلام دونوں سے تعلق رکھتا ہے بے اسکے نہ اسلام صحیح ہوسکتا ہے اور نہ ایمان درست۔ ایمان میں افضل کہنا لا الہ الا اللہ ہے۔ دل کے ساتھ کمال ایمان

کا یہ ہے کہ حضرت سب سے زیادہ اسکو محبوب ہوں باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے (بلکہ اپنی جان سے بھی) زیادہ
عزیز ہوں لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ والدہ والناس اجمعین مطلب یہ ہے کہ حق حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا باپ بیٹے سب آدمیوں کے حق سے زیادہ ہے اللہ و رسول ماسوا سے زیادہ محبوب
ہوں اور دوستی و دشمنی اللہ ہی کے واسطے ہو جس نے دوست رکھا کسیکو اللہ کیلئے اور دشمن رکھا اللہ
کیلئے اور دیا اللہ کیلئے اور تبلیغ کیا اللہ کے لئے اور منع کیا اللہ کیلئے اسنے اپنا ایمان کامل کیا۔ ایمان
کے ساتھ استقامت بھی ہونا چاہئے اور استقامت یہ ہے کہ شرک نکرے۔ اور نماز پڑھے زکوٰۃ دے
روزہ رمضان کا رکھے۔ خانہ کعبہ کا حج کرے اگر مالدار ہے۔ ایمان قرآن شریف کیساتھ ہر مکلف کے
لیئے فرض ہے ایسے ہی ایمان لانا پہلی کتابوں پر بھی فرض ہے۔

نقل ہے کہ امت موسیٰؑ کے فساق جب عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئے اور وہ ہزار ہا تھے موسیٰؑ کو انکے
مرنیکا بیحد رنج اس کثرت کیساتھ سے افسوس ہوا اللہ تعالے نے فرمایا لا تاس علی القوم الفاسقین
تو ان فاسقوں کے مرنیکا رنج نکر کیونکہ یہ نزدیک اللہ کے بیقدر ہیں انکا ایمان کامل نہیں اگر انکو اللہ
رسول سے محبت صادق ہوتی تو ہرگز خلاف انکے حکم کے عمداً کوئی کام نکرتے خصوصاً معاصی کبائر سے
ضرور بچتے انکے دل پر محبت غیر اللہ کا تسلط ہے اسلئے انکے ایمان ضعیف ہیں بئس الاثم الفسوق بعد
الایمان یعنے بڑا گناہ ہے فسق بعد ایمان کے۔

مسلمان کامل ایمان وہ ہے کہ جسکی زبان و ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں اور مومن ایمان دار وہ ہے
جس سے لوگ اپنی جان و مال پر امن میں ہوں۔ امام احمد نے حدیث روایت کی ہے کہ اپنا ایمان تازہ
کر لیا کرو عرض کیا گیا یا رسول اللہ ایمان کسطرح تازہ کیا کریں آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ کثرت سے
کہا کرو۔

نقل ہے کہ وہب بن منبہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی نہیں ہے کہا بیشک کنجی ہے
اور کنجی کے دانت ہوتے ہیں اگر تو ایسی کنجی لائیگا جو دانت والی ہے تو تیری کنجی قفل جنت میں لگیگی
ورنہ نہیں یعنی کنجی کے دندان عمل صالح ہیں بغیر عمل کے صرف لا الہ الا اللہ کہنا چنداں نفع نہیں دیگا
اور جس شخص کو گناہ برا نہیں لگتا اس شخص کے ایمان میں خلل ہے کسی نے کہا یا رسول اللہ ابن مسعود
مسجد کو نہیں چھوڑتا فرمایا کہ اسکا ایمان کامل ہے۔

نقل ہے کہ قوم ابوجہل نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے
مردے زندہ ہوتے تھے اگر تمہاری دعا سے بھی کوئی مردہ زندہ ہو جائے تو ہم تمہیں ایمان لائیں انحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم انکو گورستان میں لیگئے ایک قبر نظر پڑی کہ بسبب پرانی ہونیکے کچھ نشان باقی نہیں
رہا تھا کہا اس قوم نے کہ دعا کرو کہ مردہ اس قبر کا زندہ ہو جائے آپنے دعا کی حکم خدا سے وہ مردہ زندہ ہو گیا

اس سے پوچھا کہ تو کتنی مدت سے مرا ہے اور تجھپر کیا حال گذرا اسنے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیوقت میں مرا تہا اور پیغمبر وقت پر ایمان نہ لایا تہا اس باعث سے بے ایمان دنیا سے گیا اور اب تک عذاب سخت میں گرفتار ہوں یا رسول اللہ مجھے کلمہ پڑہائیے کہ با ایمان ہوں آپنے اسکو کلمہ پڑہایا جب وہ مسلمان ہوا تب عرض کی آپ دعا کیجیے کہ پہر اسی مقام پر جاؤں ایسا نہو کہ بعد ایمان لانیکے کوئی گناہ مجھ سے سرزد ہو پہر عذاب میں مبتلا ہوں آپکی دعا سے پہر اللہ تعالیٰ نے اسکو مردہ کیا تب وہ کفار کہنے لگے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) بڑے جادوگر ہیں پہر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب کبریا میں عرض کی کہ خدایا یہ شخص کافر مرا اور اتنی مدت عذاب میں رہا اور میری دعا سے تونے اسکو زندہ کیا اور نعمت ایمان کی عنایت کی اور یہ قوم ہدایت نہیں پاتی اسکا کیا بھید ہے حکم ہوا کہ یہ شخص ایماندار عالموں کو دوست رکہتا تہا اور جہاں علماء ربانی کو دیکھتا تہا تعظیم سے و تکریم سے پیش آتا تہا اسواسطے ہم نے ایمان عطا کیا اور عذاب سے نجات دی اور اس قوم کو بسبب بغض و عداوت کے کہ تجھ سے رکھتے ہیں میں نہیں چاہتا کہ ایمان سے مشرف ہو کر مستحق عفو اور رحمت کے ہوں۔

نقل ہے کہ ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں صبح کو اٹھے اور فرمایا کہ پانی ہے کہ وضو کریں آدمیوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس جگہ پانی نہیں فرمایا کہ کسی پاس پانی پینے کا بھی ہے آدمیوں نے ایک کوزہ آنحضرت کے پاس حاضر کیا آنحضرت نے انگلیوں مبارک کو اس کوزہ میں رکہہ کر بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ لشکر میں آواز دیں تاکہ آدمی آویں اور وضو کریں آدمی آتے تہے اور درمیان انگلیوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وضو کرتے تہے اور پانی فوارہ کے مانند انگلیوں سے جوش مارتا تہا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کے درمیان سے پانی پینے میں مشغول تہے بار بار اس پانی کو نوش فرماتے تہے تمام لشکر وضو سے فارغ ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اٹہے اور نماز صبح کی ادا کی آدمیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے آدمیوں مخلوقات کے درمیان میں کونسا فرقہ ہے کہ ایمان اسکا عجائبات سے ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فرشتے آنحضرت نے فرمایا کہ فرشتہ امر و نہی کو پہنچاتے ہیں آپ کسواسطے اسپر ایمان نہ لاویں ایمان لانا اسکے کیا عجیب ہے عرض کیا صحابہ نے کہ رسول اللہ ایمان پیغمبروں کا فرمایا کہ اوپر پیغمبروں کے وحی آسمان سے نازل ہوتی ہے پیغمبر کسواسطے ایمان نہ لاویں عرض کیا یا رسول اللہ ایمان یاروں تمہارے کا فرمایا کہ یاروں کو کیا ہے کہ ایمان نہ لاویں اور حال یہ ہے کہ میں انکے درمیان ہوں اور ہر دم اور ہر لحظہ دیکھتے ہیں جو کچھ کہ دیکھتے (معجزہ) ایمان اس گروہ کا عجیب ہے کہ بعد میرے آوینگے اور بن دیکھے میرے اوپر ایمان لاوینگے اور تصدیق میری کرینگے اور یہی لوگ ہیں بھائی میرے اور تم یار میرے ہو اور فرمایا کہ خوشحالی ہے واسطے اس شخص کے کہ بن دیکھے میرے پر ایمان لایا۔

نقل ہے کہ ایکدن امام احمد نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ ہم بہت حسرت کرتے ہیں اوپر اس چیز کے کہ ہم سے فوت ہوئی اور تمکو حاصل ہوئی اے یار و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے (دیدار محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا) عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ ہم بھی افسوس اور حسرت کرتے ہیں اوپر اس چیز کے ہمسے فوت ہوئی اور تمکو حاصل ہوئی کہ بے دیکھے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

جس شخص نے کلمہ اسلام کا زبان پر جاری کیا اور پیغمبر خدا کو نائب خدا کا تصور کیا پس اس شخص نے خدا کے ساتھ عہد باندہا کہ جو حکم اور احکام اسکے بواسطہ اس پیغمبر کے میری طرف پہنچے سب قبول کئے اور حقانیت انکی سے مطلع ہوا اور معجزے پیغمبر اور کرامتیں اولیا امت کی دیکھیں اسنے اس عہد کو پورا کیا بعد اس حالت کے پناہ اللہ کی شبہ اسلام میں اسکے دلمیں آوے اور اس شبہ کیوجہ سے طعن بیچ احکام شرعیہ کے شروع کرے بیقین ہے کہ یہ شخص حد عقل اور شرع سے خارج ہوا پس یہ حالت علامت ظاہری ہے اوپر اسبات کے یہ شخص حد کفر سے خارج ہوا اور طرف اعلی حد کفر کے پہنچے۔

ایمان لانا حضرت عمرؓ کا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ مشرف باسلام ہوئے انکے اسلام کا یہ واقعہ ہے کہ ایکدن ابوجہل لعین نے ایک مجمع میں کہ عمر رضہ بن الخطاب بھی تھے متصل خانہ کعبہ کے کہا کہ جو کوئی محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا سر کاٹ لاوے اسکو سو اونٹ اور چالیس ہزار درم دوں حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں یہ کام کر سکتا ہوں ابوجہل نے قسم کھائی لات وعزیٰ کی کہ سو اونٹ دینے کیلئے بشرط مذکور قسم کھائی اور کعبہ میں جاکے ہبل کو گواہ کیا عمر بن خطاب باین مقصد روانہ ہوئے راہ میں ایک شخص سے کہ نعیم بن عبداللہ نام تہا ملاقات ہوئی وہ مشرف باسلام ہو چکے تھے انہوں نے پوچھا کہاں جاتے ہو کہا محمدؐ کے قتل کو انہوں نے کہا بنی ہاشم کے انتقام سے کیسے بچوگے عمرؓ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تمنے بھی دین بدلا ہے اگر ایسا ہو تو پہلے تمہیں ہی قتل کروں اسنے کہا کہ میں اباکے دین پر ہوں نیت یہ رکھی حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کے دین پر ہوں اور ظاہر میں یہ معلوم ہوا کہ اباے مشرکین کے دین پر ہے پھر اس شخص نے کہا کہ تمہاری بہن اور بہنوئی بھی مسلمان ہو گئے ہیں پہلے اپنے گھر سے قتل شروع کرو عمر رضہ نے کہا کہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہوئے ہیں کہ تمہاری ہاتھہ کا ذبیحہ نہ کہا تھے یہ بات سنکر عمرؓ طیش کہا کر اپنی بہن کے گھر کو پھرے اسوقت انکے گھر میں جناب صحابی تھے کہ اور سورہ طٰہٰ کہ انہیں دنوں نازل ہوئی تھی عمرؓ کی بہن اور بہنوئی کو پڑہا رہے تھے اور کواڑ دروازے کے بند تھے عمر رضہ نے کواڑ کہلوائے جناب چھپ رہے اور جس صحیفے میں سورہ طٰہٰ لکہی تھی اسے چھپا دیا اور عمر رضہ نے آکر پوچھا کہ کیا پڑہتے تھے انہوں نے کہا باتیں کرتے تھے پھر عمرؓ نے ایک بکری ذبح کی اور گوشت سوہت سکا ہو نکی بہن بہنوئی کو کہا نیکو کہا انہوں نے عذر کیا عمر رضہ نے کہا اسلام کا یقین ہے اور انکو مارنا شروع کیا یہانتک کہ انکی بہن کا

سر اور منہ خون آلودہ ہوگیا انہوں نے بیتاب ہو کر کہا چاہو مارو چاہو چھوڑو ہم تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں اور وہ پیغمبر برحق ہیں عمرؓ نے دین اسلام میں انکی ثابت قدمی دیکھی اور بہن کے سر اور خون کو دیکھ کر رحم کہا یا الگ ہو کر ایک گوشہ میں جا بیٹھے تھوڑی دیر کے بعد کہا جو تم پڑھتے تھے میرے پاس لاؤ تب اس صحیفہ کو جسمیں سورہ طٰہٰ تھی نکالا عمرؓ نے چاہا کہ ہاتھ میں لیکر پڑھیں انکی بہن نے کہا کہ تم نجاست شرک سے آلودہ ہو اسکو نہیں چھوتے ہیں مگر یہ پاکیزہ لوگ تب عمرؓ نے غسل کیا پھر سورہ طٰہٰ کو ہاتھ میں لیکر پڑھا جب اس آیت پہنچے اللہ لاالہ الا ہو لہ الاسماء الحسنیٰ عمرؓ نے اس کلام معجز نظام سے متاثر ہو کے کہا (جسکے معنی یہ ہیں اللہ کے سوا کوئی لائق پوجنے کے نہیں اسکے اچھے نام ہیں) کیا اچھا کلام ہے اور کیا پاکیزہ بیان ہے جناب عمرؓ کا حال تاثر سمجھ کے نکل آئے اور کہا کہ کل رسول اللہ علیہ وسلم نے تمہارے اور ابوجہل کے اسلام کیلئے دعا فرمائی تھی سو میں جانتا ہوں تمہارے دعا قبول ہوئی بعد اسکے عمر رضی اللہ عنہ جناب کے ہمراہ ارقم کے گھر جہاں آپ تشریف رکھتے تھے گئے آپ خبر پا کے دروازہ پر نکل آئے اور عمرؓ سے بغلگیر ہو کر انہیں خوب ہلایا کہ بند بند عمرؓ کا ہل گیا اور فرمایا کب لگ عمرؓ مسلمان ہو جا عمرؓ نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلی الہ وسلم نے اللہ اکبر باواز بلند فرمایا سب کے سب مسلمانوں نے جو گھر میں تھے آواز تکبیر کی بلند کی اور بہت خوش ہوگئے تب عمرؓ نے پوچھا کہ سب کتنے آدمی مسلمان ہو چکے ہیں آپنے فرمایا کہ تمسے چالیس کا عدد پورا ہوا ہے حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ مشرکین عبادت لات وعزیٰ کی علانیہ کرتے ہیں ہم لوگ خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کیوں پوشیدہ کریں اور اسیوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ہو کے سب مسلمانوں کو ساتھ لیکے مسجد حرام میں آئے اور برملا بجماعت نماز ادا کی اور اسی دن سے مسلمانوں کو بہت قوت وعزت ہوئی۔

حکایت نقل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حذیفہ رضؓ یمانی کو کسی شہر کا حاکم کر کے بھیجا اور اس اہل شہر کو حکمنامہ اور فرمان لکھدیا کہ یہ عدل مدل کرینگے تم سب انکی تابعداری بدل وجان بجالانا جب قریب دار الحکومت کے پہنچے سب سردار پیشوائی کو آئے دیکھا تو خچر پر سوار ہیں اور اونٹ کی بالوں کا لباس پہنے ہوئے ہیں پھر شہر میں لا کر بہت تکلف کے مکان دکھائے اور ہر قسم کے تحفے پیش کش کئے اور زر وجواہر نذر گذرانے انہوں نے ہرگز قبول نہیں کیا فرمایا اس خچر کے دانہ چارے کی اٹکل حلال سے خبر رکھنا کہ بے زبان ہے اور مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں تھوڑی مدت کے بعد وہاں سے واپس آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ خبر پا کر چھپے سے راہ میں آبیٹھے کہ دیکھیں حذیفہ رضؓ دار الحکومت سے کس ترک وشان سے آتے ہیں دیکھا تو جس انداز سے گئے تھے اس ہی انداز سے آتے ہیں پھر امیر المومنین حضرت عمرؓ بہت خوش ہو کر ان سے لپٹ گئے اور کہا کہ ہم تمہارے بھائی ہیں اور تم ہمارے فی الحقیقت ایمانداری

اس ہی کا نام ہی کہ دنیا کی حکومت اور حشمت جو دور ہونیوالی ہی اسپر فریفتہ نہیں ہوتے ہیں۔
حضرت بلال۔ بلال رضی اللہ عنہ حبشی تھے امیہ بن خلف کے غلام تھے جب اسکو معلوم ہوا کہ بلال
مسلمان ہوگئے ہیں گوناگوں تکالیف انکو دینی شروع کیں۔ گردنمیں رسی ڈالکر لڑکوں کے ہاتھ میں دیجاتی
کہ وہ مکہ کے پہاڑوں میں گھسیٹے پہرتے وادی مکہ کی گرم ریت پر انکو لٹایا جاتا اور گرم پتھر چھاتی پر
رکھدیا جاتا مشکیں باندھکر لکڑیوں سے پیٹا جاتا دھوپ میں بٹھلا دیتے بھوکا رکھتے مگر ایمان کا وہ اثر کہ
حضرت بلال کو ان تکالیف کی کچھہ پروانہ تھی وہ احد احد کے مستانہ نعرہ لگاتے تھے اور خوش تھے
آخر یہ حالت دیکھکر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے انکو خریدلیا اور آزاد کردیا۔

بخل

ومن یوق شح نفسہ فاولئک ہم المفلحون۔ جسکو حقتعالے بخل سے بچاوے وہ نیک نصیب ہے
الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اٰتٰہم اللہ من فضلہ واعتدنا للکٰفرین
عذاباً مہینا۔ وہ لوگ جو بخیلی کرتے ہیں اور حکم کرتے ہیں لوگوں کو ساتھہ بخیلی کے اور چھپاتے ہیں کہ
دیا ہے انکو اللہ نے اپنے فضل سے اور تیار کیا ہے ہمنے واسطے کافروں کے عذاب ذلیل کرنیوا۔
ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ۔ جو بخل کرتا ہے وہ نہیں بخل کرتا مگر اپنے نفس سے۔
ولا یحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰہم اللہ من فضلہ ہو خیرا لہم بل ہو شر لہم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیٰمۃ
جن لوگونکو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے مقدور دے رکھا ہے اور وہ بخل کرتے ہیں انکو یہ نہ سمجھنا
چاہیئے کہ یہ انکے حق میں اچھا ہے بلکہ انکے حق میں برا ہے عنقریب قیامت کے دن جن چیزوں کے
دینے میں بخل کرتے ہیں انکا طوق انکے گلے میں ڈالا جاویگا۔
بخیل بعید من الجنۃ بعید من الناس۔ بخیل اللہ سے دور ہے اور جنت سے دور آدمیوں سے وہ آگ
سے نزدیک ہے فرمایا ہے آنحضرتؐ نے دو فرشتے ہر روز ندا کرتے ہیں کہ الٰہی جو شخص کہ خرچ کرے
اسے اور دے اور جو جمع کرکے رکھے اسکا مال ضائع کر۔
اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے موسیٰ تجھپر لازم ہے کہ سخاوت کرے اور بخل سے بچے یعنے
ہمیشہ اپنا یہی شیوہ رکھنا سخاوت کرنا اور بخل کے پاس نہ پھٹکنا اور فرمایا ہے نبی کریم نے دوزخ
میں ایک درخت ہے کہ جو شخص بخیل ہوتا ہے اسکا ہاتھہ اسمیں پیوست ہوتا ہے جبتک وہ درخت دوزخ
میں نہ گھسیٹ لیگا ہاتھہ نہ چھوڑیگا۔ اور فرمایا ہے کہ بخل اور ایمان ایک دلمیں جمع نہیں ہوتا اگر ایمان
غالب ہوتا ہے بخل جاتا رہتا ہے اگر بخل غالب ہوتا ہے ایمان جاتا رہتا ہے جو شخص اپنے اوپر بخل
کا دروازہ کھولتا ہے یعنی بخل اختیار کرتا ہے اللہ تعالےٰ اپنی رحمت کا دروازہ اسپر بند کرلیتا ہے
اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے بدترین بخیلوں کا وہ شخص ہے جو باوجود مقدرت قربانی نکرے۔
اور بخیل وہ ہے کہ جو شرع فرماوے اسکے خلاف کرے مثلاً زکوٰۃ نہ دے قربانی نکرے صدقہ نہ دے

اپنی عورت اور اولاد ماں باپ کے نان نفقہ میں بخل کرے۔ ولیمہ عقیقہ ختنہ وغیرہ کا کھانا نہ کھلائے نوکروں کو بھوکا رکھے وہ شخص بالاتفاق بخیل ہے اور بخیلوں کا سا عذاب پائیگا اور دوزخ میں جائیگا اور جو شخص مہمان کو کھانا نہ کھلائے سائل کو لقمہ نہ دے اسکا سوال پورا نہ کرے کتے بلی کو ٹکڑا نہ ڈالے وہ بھی بخیل ہے اور جو ہمسایہ کو بھوکا دیکھے اور اسکو کھانا نہ کھلائے وہ بھی بخیل ہے اور جو کوئی جمعہ یا عیدین کو باوجود مقدرت کے کپڑے نئے اور صاف نہ پہنے یا اہل وعیال پر نفقہ میں بخل کرے اور فقیر کو پرانا پہنائے یعنی اللہ کی راہ پر پرانا کپڑا دے وہ بھی بخیل ہے ہاں اپنے پرانے کپڑے میں اپنی اولاد کا کپڑا بنائے تو کچھ حرج نہیں۔

کسی کا قول ہے کہ جو شخص بخیل ہوتا ہے گویا وہ اپنے آپ وارث کو دشمن بناتا ہے پس جاننا چاہیئے بھلائی کا بدلہ بھلائی ہے اور برائی کا بدلہ برائی جیسا کریگا ویسا پاویگا۔

فرمایا رسول کریم ؐ نے دو عادتیں مسلمانوں میں جمع نہیں ہوتیں بدخلقی اور بخل۔

رسول اکرم ؐ خدا تعالےٰ سے پناہ مانگتے تھے ان الفاظ سے اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بڑھاپے سے اور پناہ مانگتا ہوں سستی سے اور پناہ مانگتا ہوں بخل سے۔

اور فرمایا رسول کریم ؐ نے کہ جنت میں داخل نہوگا احسان جتانیوالا اور مکار اور بخیل۔

اے سعید بخیل وہ ہے جو چیز شرع میں واجب ہوئی ہے نہ دیوے (زکوٰۃ)

حضرتؐ نے جو فرمایا کہ قربانی سے یہ مطلب نہیں کہ ایک گوسپند کا خون ہو بلکہ غرض اس سے یہ ہے کہ بخل کی نجاست تیرے دلسے دور ہو اور جانور پر شفقت کرنی تیری طبیعت کا مقتضے نہیں بلکہ خدا کے حکم سے انپر شفقت کرتا ہے جبکہ حکم کیا کہ جانور ذبح کر تو ایسا مت کہہ بیچارہ نے کیا کیا کیوں اسے حلال کروں چاہیئے کہ اپنا اختیار چھوڑدے اور اسکے حکم کے تابع ہو۔

اے سعید ممسک وہ ہے کہ کچھ بھی نہ دے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے خیال کر کہ جو لوگ خدا کی دی ہوئی نعمت میں بخل کرتے ہیں وہ انکے حق میں کیا بھلا ہے۔ بلکہ انکے لئے برا ہے وہ عنقریب جس چیز میں کہ بخیلی کرتے ہیں قیامت کے دن اسکا طوق انکے گلے میں پہنایا جاویگا۔ اور حضرتؐ نے بخل سے بچنے کو فرمایا ہے کہ تمسے پہلے بخل ہی سے لوگ ہلاک ہوئے اور بخیل سے اللہ پاک خفا ہوتا ہے۔ حق تعالےٰ نے اپنی عزت وعظمت کی قسم کھا کے فرمایا ہے کہ کسی بخیل کو جنت میں جانے نہ دونگا اور فرشتے منادی کرتے ہیں کہ جو بخیل ہو اسکا مال تلف کر اور جو سخی ہو اسکے مال میں ترقی ہوئے اے سعید یاد رکھ مال کی محبت خدا کے ذکر سے غافل بنادیتی ہے۔

نقل ہے کہ قارون سے زیادہ کوئی مالدار بخیل نہ تھا اور مالدار وہ اس سبب سے ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ توراۃ کو زینت سے رکھو موسیٰ ؑ نے عرض کی میرے پاس زر نہیں ہے جب انکو

کیمیا بتائی گئی وہ کیمیا قارون نے جو کہ پہلے توریت کا حافظ تہا کسی عملی طور سی سیکہہ لی اور بہت
صاحب گنج ہوگیا مروی ہے کہ ایک ایک کنجی سی ستر خزانہ کہلتے تھے اور وہ کنجیاں اتنی تہیں کہ سات
زور آور مردسے اٹہتی تہیں پس اسپر زکوٰۃ مقرر ہوئی ہزار دینار پر ایک دینار جب اسکا حساب کیا
قارون نے بہت روپیہ ہوا نہ مانا تب اس سے کہا گیا کہ جو ظروف سونے اور چاندی کے بنتے میں انکا
جو ریزہ گرتا ہے وہی مساکین کو دے اسکو بہی نہ مانا اور دشمنی سی تب حضرت موسیٰؑ پر زنا کی تہمت
لگانی چاہی قارون نے اسطرح ایک عورت کو پہلے ورغلا کے آمادہ کیا اس بات کے کہنے پر کہ
موسیٰؑ نے میرے ساتہہ زنا کی ہے جب ایک وعظ کے جلسہ میں یہ کہلانا چاہتا تہا اسکا دل اللہ نے
پہیر دیا تب کہا اسنے موسیٰ عم پاک ہیں زنا سی یہ بہتان ہے موسیٰ علیہ السلام پر میں ڈرتی ہوں جہوٹ
بولنے سی موسیٰؑ اس بات کے سننے سی متعجب ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور بشارت
لائے کہ زمین کو تابع کیا تیرے حکم کے قارون کو سزا دو تب موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے قارون
ڈر خدا سی تب اس مردود نے موسیٰؑ کو جواب نامعقول دیا جب موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے حکم سے
زمین پر عصا مارا تب زمین نے مع اسکے تابعدار ونکے دبا لیا۔ تب آپنے زمین کو کہا کہ اسکو زانو تک دبا لے
یہ منقول ہے کہ قارون معافی مانگتا تہا مگر موسیٰ علیہ السلام نے غصے سی کہا زمین اسکو دبا لے زمین نے
گردن تک دبا لیا قارون نے کہا اے موسیٰ تو ہماری دولت پر طمع رکہتا ہے خدا کے حکم سی جبرئیل
علیہ السلام نے تمام مال و گنج اسکے سامنے لا رکہا موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے زمین اسکا سب مال
غارت کر دے تب زمین سب کہا گئی مال و گنج و مکان جو کچہہ اسکا تہا اسمیں سے کچہہ اثر باقی نہ رہا بنی
اسرائیل نے قارونکا حال دیکہکر خدا کی ثنا بجا لائے پس جو برائی کرے برائی پاوے جو بہلائی کرے
بہلائی پاوے مال دنیا ہی میں چہوڑ جاتا ہے ساتہہ نہیں جاتا ہے بخیلونکو مال سی اسقدر محبت ہو جاتی
ہے کہ وہ مال کو اپنے اوپر اور آل و اطفال پر بہی خرچ نہیں کرتے ہیں انکو زر اولاد سی زیادہ پیارا
ہوتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ زر سی زر پیدا ہوتا ہے اور بعض ہنود خاص کر دیوالی پر زر کی پرستش
کرتے ہیں۔

نقل ہے کہ یحییٰ علیہ السلام نے ابلیس کو دیکہا اور پوچہا کہ تیرا دشمن کون ہے اور دوست کون ہے
کہا زاہد بخیل میرا دوست ہے اور سخی فاسق میرا دشمن کیونکہ وہ اچہا کہاتا ہے اور پہنتا ہے اور مجہے
خوف ہے کہ سخاوت کے سبب سے اللہ اسپر رحم کرے۔

لطیفہ ایک بقال یعنی بنیا ہر ایک اپنے متعلقین کو ایک ایک سیکہہ بہر گہی دیتا تہا جب وہ مر گیا
تو اسکے لڑکے نے یہ انتظام کیا کہ ایک شیشی میں گہی بہر لیا اور کہا جب روٹی کہانے لگو تو
اسکو دیکہکر کہاؤ کیونکہ سیکہہ سپاٹے وہ تو گئے باپوجی کے راج اسکو دیکہو اور جیو۔ جو لوگ آپ

بھی نہیں کہاتے باوجود مقدرت کے وہ ممسک ہیں جیسا کہ اس لطیفہ سے واضح ہوتا ہے۔ بخیل باپ بیٹے تھے وہ آم کے اچار کے مرتبان کے آگے رکہکر اسکی خوشبو سے روٹی چٹخارے مار مار کر کہاتے تھے اتفاق سے باپ کہیں جانے لگا تو روٹی باہر کہیں رکھکر چلا گیا اور حجرہ میں قفل لگا گیا لڑکا آیا اسنے روٹی باہر دیکھی اور مرتبان اندر حجرہ میں تہا دروازہ کے قفل سے روٹی کے نوالے لگاکر اور اچار کا تصور کرکے کہانے لگا چٹخارے مار مار کر اتنے میں باپ آگیا تو کہنے لگا او نالائق تجھ سے ایک دن بھی بغیر اچار کے (روٹی) کہائی نہیں گئی یہی امساک ہے یعنی بخل ہے۔

نقل ہے کہ ابو الحسن طہارت خانہ میں تھے مرید کو پکارے میرا پیراہن فلاں درویش کو دیدو مرید نے کہا باہر آنے تک آپ نے کیوں صبر نہیں کیا بولے مجھے ڈر ہے کہ دوسرا خیال آوے اور اس خیر سے باز رہیے۔

بخل کا سبب خواہش نفس کی محبت ہے اور یہ خیال کرے کہ میری عمر زیادہ باقی نہیں ہے تو مال خرچ کرنا بہت آسان ہوگا اور خیال کرے میں مرجاونگا اور دشمنوں کے قبضے میں یہ جائیگا اور سمجھے تو انکا خیال کرے کہ میرے مانند وہ بھی عاقل تھے اچانک مرگئے اور حسرت لیگئے اور اولاد کی غریبی کا خیال نکرے جس خالق نے انکو پیدا کیا ہے رزق بھی پیدا کیا ہوگا اگر انکے نصیب میں درویشی ہے تو میری بخیلی سے تونگر نہونگے۔

نقل ہے پیغمبر خدا نے ایک آدمی کو دیکھا دروازہ کعبہ کی زنجیر پکڑے ہوئے کہتا ہے الہی اس کعبہ کی برکت سے میرے گناہ معاف کردے آپنے فرمایا کہ تونے کیا گناہ کیا ہے کہا میرا گناہ بہت بڑا ہے آپ نے فرمایا لوح وقلم عرش وکرسی سے بھی بڑا ہے اسنے کہا ہاں ان سب سے بھی زیادہ ہے تب آپنے فرمایا اللہ بڑا ہے یا تیرا گناہ کہا اللہ سب سے بڑا ہے کہا بیان کر کہا یا رسول اللہ میں تونگر ہوں اور بہت مال رکھتا ہوں جب محتاج مجھ سے سوال کرتا ہے میرے بدن میں آگ لگجاتی ہے اور جی جلجاتا ہے کہا اے کمبخت دور ہو کہ تیرے اعمال کی شامت سے ایسا نہو کہ تمام مخلوق جلجائے بخل بمنزلہ کفر ہے اور کفر کا بدلہ آتش جہنم۔ سعدی رح نے کہا ہے بخیل ار بود زاہد بحر و بر ۔ بہشتی نباشد بحکم خبر۔

نقل ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک عورت نے سوال کیا آپنے کچھ دیا اسنے بائیں ہاتھ سے لیا آپنے فرمایا دائیں ہاتھ سے کیوں نہ لیا وہ بولی کہ ای بی بی میری ماں بہت بخیل تھی اور باپ بڑا سخی جب دونوں مرگئے میں نے ایکبار خواب میں دیکھا کہ قیامت ہوئی ہے میری ماں شدت سے چلاتی ہے اور باپ حوض کوثر پر کھڑا ہوا پیاسوں کو پانی پلاتا ہے میں نے بسبب محبت کے ایک پیالہ پانی کا باپ سے مانگکر ماں کو دیا اتنے میں ایک آواز آئی کہ جسنے اس عورت کو پانی دیا ہاتھ اس کا خشک ہو جب نیند سے چونکی ہاتھ خشک تہا۔

بدگمانی ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً۔ تحقیق بعض گمان گناہ ہے اور مت جاسوسی کرو اور نہ غیبت کریں بعض تمہارے بعض کی۔

یا ایہا الذین آمنو اجتنبو کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم۔ مسلمانوں لوگوں کی نسبت بہت شک کرنے سے بچتے رہو کیونکہ بعض شک گناہ ہیں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ ظاہری باتوں اور ظاہری چال ڈھال پر قیاس کر کے بدگمانی کرنے لگتے ہیں بدگمانی کرتے کرتے نفرت اور نفرت سے آخر دشمنی ہو جاتی ہے حالانکہ در اصل بات کچھ نہیں ہوتی مثلاً ایک شخص نے اپنے ملاقاتی کو اپنے دشمن سے بات کرتے دیکھا بس خواہ مخواہ اسے بدگمان ہو جائیگا کہ یہ دشمن سے ساز و باز میل جول رکھتا ہے حالانکہ ممکن ہے کہ ایسا نہ ہو اور در حقیقت ایسا ہی ہوتا ہے یا مثلاً ایک شخص شراب خانہ سے باہر نکلا تو دیکھنے والوں کو فوراً یہ گمان نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ شراب پینے کی غرض سے وہاں گیا ہوگا علیٰ ہذا القیاس ابو داؤد میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اچھا گمان کرنا عبادت میں داخل ہے۔ مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہر قسم کے گمانوں سے دور رہنا اسلئے کہ گمان کر لینا جھوٹ بات بولنے سے بھی بُرا ہے اور چوری سے بات نہ سنا کرو اور ایک دوسرے کی بات کے ٹٹول میں نہ رہا کرو ایک دوسرے پہ حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو ایک دوسرے کیساتھ بھائی بنکر رہو۔

(ح) من ظن بالمومنین سوءً حرم اللہ علیہ الجنۃ یوم القیٰمۃ۔ جو شخص مومنین کے ساتھ بدگمانی کرتا ہے تو خداوند تعالےٰ قیامت کے دن اسپر جنت کی خوشبو حرام کریگا بدگمانی حرام ہے کیونکہ رسول اللہؐ کا یوں حکم ہے ظنو بالمومنین حسنا ایمان والوں کے ساتھ نیک گمان کرو۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ فلاں شخص خائن ہے آپ نے فرمایا کہ خائن ہونا تو تجھکو میری اس گفتگو سے ثابت ہو گیا۔

حضرت امیر المومنین عمرؓ کیخدمت میں خالد جہنی بیٹھے تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا اور آپسے کوئی چیز مانگی آپنے اسکو وہ چیز دلوادی جب وہ اٹھ گیا تو خالد جہنیؓ نے کہا اے امیر المومنین یہ شخص باوجود مقدرت کے مانگتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ توبہ کرو یہ بدگمانی ہے کیونکہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ جو شخص مومنین کے ساتھ بدگمانی کرتا ہے تو خداوند قیامت کے روز اسپر جنت کی خوشبو حرام کریگا اور رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس کے دل میں مومن کی بدگمانی نہو وہ خداوند تعالےٰ کے نزدیک جہاد کرنے والوں میں سے ہے کہ دن رات کافروں سے لڑیں اور ایک گھڑی کو آرام نہ کریں اگرچہ وہ اپنی بی بی کیساتھ نرم بستر پر سو تا رہا ہو اور خداوند تعالےٰ نے بدگمانی کیلئے عذاب اور غضب و لعنت کا وعدہ کیا ہے۔

اور یہ ترجمہ ہے آیت قرآن شریف کا یعنی خداوند تعالےٰ عذاب کریگا منافق مردوں اور عورتوں کو اور مشرک مردوں اور عورتوں کو اللہ کیساتھ گمان بد کرتے ہیں انپر لوٹنے والی ہے بدگمانی کی بُرائی خداوند تعالےٰ انپر غصہ ہوا اور لعنت کی انکو اور انکے لئے تیار کر رکھی ہے جہنم اور وہ بری جگہ ہے

اور مشرکین کو دنیا میں بھی اور گور میں بھی اور قیامت اور دوزخ میں بھی عذاب ہے انسے قتال کرنا انکا غلام بنانا اور جزیہ لینا اور خوار رکھنا یہ عذاب دینا ہے اور جو مذکور اوپر ہوا۔ اور گور میں یہ عذاب ہے انکو بھینا ایسی طرح کہ انکی ہڈیاں چور چور ہو جاویں اور ہیبت منکر نکیر کی دیکھنا اور سوال میں عاجز رہنا اور عذاب گو رچکھنا اور صبح و شام اپنا ٹھکانا دوزخ اور میدان حشر میں یہ کہ حساب کی سختی اور آفتاب کی گرمی اور زمین کی تپش اور ڈوبنا گرم پانی کی ندی میں جو پسینے سے ہوگی اور بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال پانا اور پلصراط کی ہیبت اور ہمیشہ دوزخ میں رہنا اور طرح طرح کا عذاب چکھنا اور خداوند تعالےٰ کے دیدار سے اور جنت کی نعمتوں سے محروم رہنا۔

اور نقل ہے کہ ذات میں بدگمانی یہ ہے کہ کسیکے عیب پر تمہارا گمان جیسی حضرت موسیٰؑ کی قوم نے آپکے ساتھ گمان کیا کہ آپکے بدن پر داغ برص کے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نہایت شرم کی وجہ سے کپڑا انہیں اتارتے تھے جب غسل کرتے اور بدن کو دہوتے تو نظر ولنسے غائب ہوجاتے یہاں تک کہ ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کنارے دریا کے ایک پتھر پر کپڑے رکھکر خود پانی میں گھس گئے خداوند تعالےٰ نے واسطے دفع گمان انکی قوم کے اس پتھر کو چلایا چنانچہ وہ اسیوقت چلا اور جلدی جلدی دوڑا حضرت موسیٰ علیہ السلام اسکے پیچھے ننگے دوڑے اور ہر بار یہ فرماتے تھے کہ لے پتھر میرے کپڑے ہیں چنانچہ آپکی قوم کی نظر آپ پر پڑی تو انہوں نے کوئی داغ آپکے بدن پر نہ دیکھا اور سب کے سب استغفار کرنے لگے ہیں اگر کسی پر دلمیں گمان کریں تو اسکو ظن کہتے ہیں اور اگر زبان سے کہیں تو گمان اور غیبت دونوں اکٹھے ہو جاوینگے اور اس سے مستحق وہ عذاب کا ہوگا جس قدر کہ گناہ ہوگا اسیقدر اسکا عذاب ہوگا اگر بے توبہ کے مرا ہے اور اگر بدگمانی جھوٹ بات کی ہوگی تو یہ بہتان ہے اور یہ سب سے زیادہ تر گناہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگونے بہتان کرنیوالے کے عذاب کا حال دریافت کیا تو آپنے فرمایا کہ اسکو سخت عذاب ہوگا اور بدترین درد والم دیکھیگا اور مومن کے صفات میں بدگمانی یہ ہے کہ یہ گمان کرے کہ فلانا شخص خائن ہے یا چور ہے یا زانی ہے یا ہمیشہ شراب پیتا ہے یا جھوٹا ہے یا بخیل ہے یہ سب کے سب حرام ہیں۔

ایکروز آنحضرت ایک بیوی کے ساتھ باتیں کرتے تھے اور ایک آدمی وہاں سے گذرا پس حضرت نے اسکو بلایا اور فرمایا کہ اے فلانے یہ بیوی میری ہے صفیہ اسنے عرض کیا یا رسول اللہ آپکے حق میں کسیکو گمان بد ہے کہ آپ ایسا فرماتے ہیں فرمایا کہ وسواس شیطانی سے نڈر نہونا چاہیئے۔
اور حقوق مسلمانی یہ ہے کہ تہمت کے جگہوں کے جانیسے پرہیز کرے تاکہ لوگ بدگمانی میں نہ پڑیں اور غیبت نکریں اسمیں ضرر انکی دین کا ہے اور چونکہ یہ سبب اسکا ہوگا یہ بھی گناہ میں شریک ہوگا کیونکہ جو کوئی سبب گناہ کا ہوتا ہے وہ بھی اسمیں شریک ہوتا ہے۔

جس شخص کو خوش آوے کہ تصویر کیطرح لوگ کھڑے رہیں اسکے روبرو پس ٹھہرا لیوے وہ ٹھکانا دوزخ میں حضرت علی نے کہا ہے جو شخص چاہتا ہے کہ دوزخی کو دیکھے اسکو کہو کہ ایسے کو دیکھے جو آپ بیٹھا ہوا ہو دوسرے اسکے حاشیے کھڑے ہوں۔ اے سعید تکبر کے معنی اوروں سے آپکو اچھا سمجھنا اور دوسروں کو اپنے سے کمتر سمجھنا اوروں کو چشم حقارت سے دیکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تکبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور حضرت نے فرمایا ہے کہ تکبر وہ ہے کہ خدا کیواسطے گردن نہ جھکائے اور زبان غیبت سے روک نہ سکے اور غصہ کو فرد نہ کر سکے ؎ تکبر بود عادت جاہلان ۔ تکبر نیاید ز صاحبدلان ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن غرور کرنیوالا عاجز جیونٹی کیطرح اٹھیگا اسکو پاؤں میں کچلیں گے اور ارشاد ہے کہ جسکے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی تکبر ہوگا۔ وہ بہشت میں نہ جائیگا اور جو امیر کبیر اپنے کو سلام کی بھی اجازت نہیں دیتے وہ بجا اللہ کی اپنے خیال میں کیا سمجھے ہیں وہ اپنے خیال میں اللہ سے بھی بڑھ گئے ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو بندگی کی اجازت دیتا ہے اور انکی بندگی قبول کرتا ہے اور سلام جو دراصل ایک قسم کی دعا ہے وہ اس سے بھی عار سمجھتے ہیں من تکبر حقرۃ اللہ۔ یعنی جو غرور کرے اللہ اسکو حقیر کرتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا ہے کہ تکبر ایسا گناہ ہے کہ تکبر کرنیوالے کی اسکی عبادت بھی نفع نہ دیگی ؎ تکبر عزازیل را خوار کرد ۔ **نقل** ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے پاس دو لاکھ جنات جمع ہوکر تخت سلیمان کو آسمان کے پاس لیگئے تھے کہ تسبیح ملائک کی سنتے تھے اور وہانسے زمین میں اترے کہ قعر دریا میں پہنچے تب اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ سلیمان کو تکبر ہوتا تو اڑنیکے ارادہ کرنیسے پہلے اسکو غرق کر دیتا ؎ تکبر ز دانا بود ناپسند ۔ غریب آید از مرد ہوشمند ۔ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی ہے اے بیٹے زمین پر اکڑ کر نہ چل جو تکبر کرتا ہے اللہ بغض رکھتا ہے حضرت انسان نے تکبر کو حد سے زیادہ کیا ہے جیسے نمرود و فرعون وغیرہ۔ شیطان سے بھی بڑھ گئے ہیں کیونکہ انسان نے خدائی دعویٰ کیا ہے اسلئے ایک کو اللہ نے مچھر و نسے ہلاک کرایا (نمرود) اور ایک کو پانی میں غرق کیا (فرعون) ؎ موت نے کر دیا ناچار و گرنہ انسان ۔ ہے خود بین کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا۔

نقل ہے کہ نمرود خدائی دعویٰ کرتا تھا ہر چند حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کو فرمایا کہ برے کاموں سے ہاتھ کوتاہ کر اور درگاہ خداوندی میں عجز و انکساری سے توبہ استغفار کر وہ غفور الرحیم ہے تیرے گناہ سے درگذر کر کے تجکو بخش دیگا اور جنت عطا کریگا تجکو دنیا میں چار سو برس سے بادشاہی نہیں دی اور میرے معجزوں سے دین حق پر گواہی دے حال یہ ہے کہ تو اپنے کفر سے باز نہیں آتا ہے اور اپنی نادانی و تکبر سے دعویٰ خدائی کا کئے جاتا ہے اور اسکا لشکر اور سپاہ اندازے قیاس سے باہر ہے اور تیرے تکبر کو توڑنیکیلئے ایک ادنیٰ لشکر اسکا کافی ہے نمرود نے کہا میں گمان نہیں کرتا کہ روئے زمین پر سوائے میرے دوسرا بادشاہ ہے اور میری درگاہ کے سوا دوسری کوئی درگاہ ہے اگر آسمان کی بادشاہ کی فوج ہے تو کہو کہ بھیجے اور میری لڑائی اور حشمت کا تماشا دیکھے حضرت جبرئیل بعد دعائے حضرت ابراہیم کے نازل ہوئے کہ نمرود سے کہو کہ ہماری فوج آتی ہے

تو تیار ہوا اور اپنی فوج کو جمع کرکے ایک میدان میں مستعد پیکار ہو نمرود نے تین روز کی مہلت میں لاکہوں
فوج بلائی اور ایک میدان میں سب کے سب جمع کرائی چوتہے روز حضرت ابراہیم ؑ تن تنہا نمرود کی فوج کے
مقابل ہوئے وہ لوگ انکو اکیلا دیکھکر اسطرح سائل ہوئے کہ ابراہیم ؑ کہاں ہے وہ فوج آسمانی فرمایا کہ کوئی
دم میں تجہپر پہنچتی ہی بلائی ناگہانی کیطرح اس گفتگو میں تہے کہ ناگاہ مچہروں کی فوج نے نمرود کی کہ روشنی آفتاب
کی چہپ گئی اور انکی عقل جاتی رہی کہ یکایک بادل سیاہ آسمان پر چہا گیا نمرود کی لشکر کی آنکہوں میں مارے ہیبت کے
اندہیرا آگیا نمرود نے کہا کہ نقارہ جنگ بجاویں اور فوج آسمان کو نقارہ اپنی دشمنی سے ڈراویں جب مچہروں کی آواز نمرود
کی لشکر کے کانوں میں آئی ہوش سب کے جاتے رہے تمام فوج گہبرائی اور انکی بہن بہناہٹ کا شور تمام عالم میں بہر گیا
چہوٹا بڑا ہیبت الٰہی سے ڈر گیا ایک ایک آدمی پر لاکہوں مچہر لپٹ گئے سر سے پاؤں تک ما نند کالی بلا کے چمٹ گئے گوشت
کی بوٹی اور لہو کی بوند انکے بدن پر نہ چہوڑی ہزاروں آدمی اور حیوان مر گئے گہوڑا رہا نہ گہوڑی نمرود بہاگ کر اپنے
محل میں بیٹہا اور عورتوں میں چہپکر آ بیٹہا اسی عرصہ میں ایک لنگڑا مچہر آیا نمرود نے اپنی عورتوں کو دکہایا فی الفور
مچہر نے دوڑکر ناک کی راہ سے دماغ میں قرار پایا اور اپنی سونڈ کو اسکے بہیجے میں جماکر وار پار کیا اسی گہڑی سے آرام نمرود
اڑ گیا سونا اور کہانا شب روز سے بیٹہے سے اسی رہا کار جبتک اسکے سر کو کوٹتے تہے تو کچہ درد کم ہوتا تہا اور بغیر کوٹنے کے
بیقرار دمبدم ہوتا تہا جو کوئی اسکی مجلس میں آتا تہا تو بعوض زمین بوسی کے اسکے سر مغز پر دہول لگاتا تہا اسیطرح
نمرود غضب الٰہی میں گرفتار رہا بعد چالیس دن کے اسی درد سے مر گیا نتیجہ تکبر کا دیکہہ لیا جو تکبر کرے گا
اس کا نتیجہ یہی ہوگا۔

نقل ہے کہ فرعون سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ عبادت کر اس خدا کی سوا اسکے دوسرا خدا نہیں ہے
فرعون نے اپنی وزیر ہامان کے کہنے سے موسیٰ علیہ السلام کی فرمانبرداری سے انکار کیا اور از راہ تکبر کے فرعون نے
ہامان سے کہا کہ کچی اینٹوں کے پکانے کیلئے آگ سلگوا اور بہٹی لگوا اور اینٹیں پکوا پہر بنوا میرے واسطے ایک محل
بہت بلند (یعنی منارہ بلند) کہ دنیا و دوسرا منارہ میں نہوا اور آسمان تک پہنچے شاید معلوم کروں اور دیکہوں
میں موسیٰ کے خدا کیطرف جو مجہے گمان ہے کہ موسیٰ جہوٹ بولنے والوں سے ہے یعنی مجہے موسیٰ کے کہنے کا اعتبار نہیں
اپنی آنکہہ سے دیکہوں کہ سچ ہے یا نہیں فرعون نے جانا کہ حضرت موسیٰ کے خدا تعالیٰ کی بہی شکل اور صورت
اور بدن ہوگا اور یہ سمجہا تہا کہ آسمان نزدیک ہوگا کہ عمارت بلند بنائی تو جا پہنچے یہ سمجہکر محل بنوانے لگے کہتے ہیں
کہ فرعون نے وزیر ہامان سے پچاس ہزار کاریگر سوائے مزدوروں کے جمع کئے اور کہا کہ چونا اور اینٹیں پکاؤ اور ایک
محل بہت اونچا تیار کرو جب کتنے برسوں میں تیار ہوا کہتے ہیں کہ ایک برس کی راہ بلندی تہی اس محل کی
فرعون اس محل پر چڑہنے لگا اور دل میں سمجہتا تہا کہ آسمان تک پہنچا ہوگا جب وہ پر جاکر آسمان کو دیکہا تو ویسا
ہی دکہائی دیا جیسا زمین سے نظر آتا تہا یہ دیکہکر شرمندہ ہوا اور ایک تیر آسمان کی طرف پہینکا خدا تعالیٰ کی
قدرت سے وہ تیر اسکا لہو سے بہر کر نیچے گرا فرعون احمق و متکبر نے کہا کہ میں نے موسیٰ کے خدا کو مارا پہر خدا تعالیٰ نے

(تکبر فرعون)

بندرگاہ پر جہاز نے لنگر کیا لوگ جہاز سے اتر اتر کر ادھر ادھر سیر کر رہے تھے کہ بادشاہ شہر کیطرف سے چند لوگ انار
تلاش کرتے ہوئے آئے عجب اتفاق اور کرنا خدا کا ایسا ہوا کہ سوائے اس سوداگر کے کسی کے پاس انار نہیں
تھے بادشاہی ملازمین نے سوداگر سے پوچھا کہ انار بیچو گے سوداگر نے کہا ماجرا کیا ہے اور آپ لوگ پریشان کیوں
نظر آتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہمارے شاہ کا بیٹا سخت بیمار ہے طبیبوں نے انار کا نچوڑا ہوا پانی علاج تجویز
کیا ہے ہمارے شہر میں انار موسم میں بھی انار نہیں ملتا اور آجکل تو موسم بھی گذر گیا ہے سوداگر نے کہا کتنے انار
درکار ہیں؟ انہوں نے کہا ایک ہی مل جائے تو غنیمت ہے۔ سوداگر نے کہا شہزادہ بیمار ہے ایک انار آپ لیجائے
مگر میں بیچونگا نہیں بادشاہی ملازمین انار لیکر جلدی جلدی واپس ہوئے شاہزادہ کو عرق دیا گیا اور اسنے فی الفور
آنکھیں کھولدیں بادشاہ کو جو یہ سارا حال معلوم ہوا فوراً وزیر کو حکم دیا کہ جہاز پر جاکر جسقدر انار ہوں سب
خرید لاؤ اور سوداگر جو قیمت مانگے خزانہ عامرہ سے دلوادو۔ وزیر حکم پاکر جہاز پر آیا سوداگر سے مول کی باتیں کرنے
لگا اسنے کہا یہ انار بیچنے کے نہیں ہیں میں تحفہ لیجا رہا ہوں۔ لیکن اگر میں بیچنا ہی چاہوں تو آپ قیمت دے نہیں سکیں
گے وزیر نے کہا جو قیمت مانگو گے پاؤ گے اسلئے کہ انار ونکا خریدنا ضروری ہے سوداگر نے کہا اگر ایسا ہے تو فی
انار ہزار روپیہ قیمت لونگا اسوقت کل ننانوے انار سوداگر کے پاس موجود تھے اور ایک پہلے دے چکا تھا۔ سو انار
کے روپیہ دیکر وزیر نے کل کے کل خرید لئے۔ سوداگر نے گھر پہنچکر وہ سب لاکھ روپیہ کا خزانہ شیخ طاہر
کی بی بی کے سپرد کر دیا۔ طاہر کی بی بی نے متعجب ہوکر پوچھا میرا شوہر تو ایسی نوکری نہیں کرتا تھا
خزانہ کہاں سے ملا سوداگر نے سارا قصہ بیان کرکے کہا کہ دراصل تمہارے شوہر نے چار ٹکے پیسے دئے تھے
اور اس سے یہ نفع حاصل کیا گیا۔ جائز نفع ہے اسکے لینے سے انکار نہ کرو کیونکہ تجارت میں جو نفع ہو وہ
طیب مال کہا جاتا ہے۔

امانت میں خیانت نکرنی اعلیٰ درجہ کی جوانمردی ہے اگر سوداگر سارا روپیہ لے لیتا اور دوست شیخ
طاہر کی بی بی کو صرف چار ہی ٹکے پیسے دیتا جو اسکے شیخ طاہر شوہر نے دئے تھے تو کسی کو کیا پتہ چلتا مگر
نہیں ایماندار سوداگر نے خیال کیا کہ یہ سب خزانہ انہیں چند پیسوں کی دولت ہے جو سوائے شیخ طاہر کے
اہل عیال کے دوسرے کا حق ہو ہی نہیں سکتا یہ ایماندار سوداگر تھا دوسرا امر یہ قابل غور ہے کہ کسب
حلال میں بے انتہا برکت ہے اور اگر خدا پر توکل کرے تو کوئی دینی و دنیاوی کام نہیں بگڑ سکتا کسب
حلال کا حال ناظرین نے پیشہ کے حال میں ملاحظہ فرمایا ہوگا۔

تحمل ان اللہ غفور حلیم۔ تحقیق اللہ غفور اور تحمل والا ہے۔
ولو یعجل اللہ للناس الشر استعجالہم بالخیر لقضی الیہم اجلہم فنذر الذین۔ اور اگر اللہ تعالیٰ
لوگو پر انکی جلدی مانگنے کیموافق جلدی سے نقصان واقع کر دیتا تاکہ وہ جسطرح فائدہ کیلئے جلدی
چاہتے ہیں تو انکا وعدہ عذاب کبھی کا پورا ہو چکا ہوتا اللہ تعالیٰ نے تحمل ہی کام فرمایا ہے۔

پیتا تہا تو آب صاف تہا اور قبطی کیطرف خون ناب تہا۔ نقل ہے کہ ایک قبطن نے بنی اسرائیل کی عورت سے منت کہا کہ ای بہن میں پیاسی ہوں تو اپنے منہ میں کلی لیکر میرے منہ میں ڈالدے جب اُس نے کلی اس کے منہ میں ڈالی فی الفور خون خالص ہوگیا پناہ الله کی الله کے غضب سے۔ بعد اس بلا کے دفع ہو نیکے پھر سرکشی کی تو الله تعالے نے چھوٹے مینڈکونکا لشکر دریائے نیل سے بہیجا کہ فرش اور کپڑے اور کچا پکا کہانا اور خوابگاہ میں سب مینڈک ہی مینڈک ہو گئے غرضکہ یہ سب آفتیں دیکھتے تھے اور تکبر سے ایمان نہ لاتے تہے بلکہ زیادہ ایذا پر مستعد ہوتے تھے تب وحی الٰہی حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی کہ تم اپنی تمام قوم کو مصر سے باہر لیجاؤ اور دریائے نیل پر قیام کرو وہ بموجب حکم الٰہی کے آدہی رات کیوقت مصر سے باہر نکلے تمام مال و اسباب اور اہل و عیال ہمراہ لیا اور ایک منزل پر قیام کیا صبح کو قبطی خواب سے اٹہے تو ایک بہی بنی اسرائیل کا اثر نہ پایا اور فرعون سے جاکر عرض کیا فرعون نے تمام لشکر کو جمع کرنیکا حکم دیا چاہا کہ اس ہی روز تعاقب بنی اسرائیل کا کرے لیکن اس روز قدرت خدا سے سب قبطیونکے گہر ایک ایک لڑکا بمرگ مفاجات مر گئے اسواسطے توقف ہوا دوسرے دن دسویں رات محرم کی فرعون لشکر جرار لیکر حضرت موسیٰ ع کے پیچھے روانہ ہوا اور چہ سات گھنٹے دن چڑہے لشکر فرعونکا لشکر موسیٰ ع کے نزدیک پہنچا بنی اسرائیل نے نہایت بیقراری سے عرض کی یا نبی الله دشمن آ پہنچا ہم بیشک گرفتار ہونگے اسواسطے کہ پیچھے سے شمشیر آبدار ہے اور آگے دریائے مواج حضرت موسیٰ ع نے فرمایا کہ الله تعالے نے ہمکو نصرت کا وعدہ اسکا سچا ہے تم غمگین مت ہو جبرئیل وحی لیکر نازل ہوئے اضرب لعصاک البحر یعنی مارو تم اپنی لاٹہی دریا کو موسیٰ نے حق تعالے سے دعا مانگی اور بعد اسکے عصا سے دریا کو مارا اس قادر ذوالجلال کے حکم سے فی الفور دریا ٹہرگیا اور بارہ راستے بشمار اسکے قبیلہ بنی اسرائیل کے نکلگئے اور بارہ دریکے درمیان دریائے نیل کے قایم ہوئے اور ہوا نسیم عنایت الٰہی سے چلنیلگی اور آفتاب لطف نے دریا کی گہرائی کو فی الفور سکہا دیا بنی اسرائیل کی ہر ایک قبیلے ایک ایک جہروکے سے ہر ایک کو دیکہتے تہے اور نہایت صفائی بلور کیطرح ہر ایک قبیلہ ہر ایک کو بلکہ ہر فرد بشر ہر ایک دوسرے کو دیکہتے تہے اور انکا حال مشاہدہ کرتے تہے اور حضرت موسیٰ کنارہ دریا پر اتنا کہڑے رہے کہ تمام صغیر و کبیر دریا کے اندر آ پہنچا۔ بعد اسکے حضرت موسیٰ بہی روانہ ہوئے۔ فرعون جب وہاں پہنچا دریا کو اس حالمیں دیکہکر مارے ہیبت کے کانپنے لگا اور الله تعالے کی قدرت سے معجزہ موسیٰ کا دیکہکر فکر کے دریا میں ڈوبا اور چاہا کہ مصر کو پہر جاؤں یا متابعت موسیٰ کی کروں ہامان سے جب مشورت کی تو اس ملعون نے اسکو اس نیت سے باز رکہکر کہا کہ اتنی مدت بادشاہی کی اور مرتبہ خدائی کو پہنچا اب شرم نہیں آتی کہ بنی اسرائیل جو اپنے جادو سے دریا کے پار گئے ہیں انکا دین قبول کرے یا مصر کو پہر جائے اور یہ دریا تو تیری ہی ہیبت سے ایسا قائم ہو رہا ہے بقول آنکہ آدمی کا شیطان آدمی ہی ہے اسکو تکبر میں مبتلا کیا اور کہا جلد اپنی کو بنی اسرائیل تک پہنچا اور اپنا بدلہ لے فرعون

از راہ تکبر ہامان کے لغویات اور ہذیان سنکر راہ راست سے بیزار ہوا اور گہوڑا دریا میں ڈالا تمام لشکر اسکی متابعت سے دریا میں داخل ہوا جب ادنیٰ و اعلےٰ امیر و غریب دریا میں داخل ہوئے لشکر قبطیونکا کنارے سے قریب پہنچا تب خدا کے حکم سے اجزا پانی کے ملنے لگے اور دریا اصلی حالت میں جیسا تہا ملگیا اور سب کو یکبارگی ہلاک کرکے پانی کی راہ سے آگ میں پہنچایا نعوذ باللہ من غضب العجب بنی اسرائیل نے خلاصی پائی اور شکر خدا کا کیا سعیدی نے کہا ہے ؎

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن ❊ کہ جاہا سپر باید انداختن ❊ تکبر سے یگہ کرنا نہیں چاہیے اور بنا صکر اللہ کے ساتہ جسنے انسانکو ایک قطرہ منی سے پیدا کیا اور پہر پری پیکر کیا اور کیا کچھہ نہ اپنی مہربانی سے پالا اور پرورش کیا۔ شیطان نے کہا کہ مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور انسان کو مٹی سے میں بہتر ہوں انسان سے اس سبب سے ملعون ابدی کردیا۔ تکبر عزازیل را خوار کرد ❊ بزندان لعنت گرفتار کرد ❊

نقل ہے کہ آدم سے پہلے زمین پہ جن بستے تہے اور فساد جہگڑا کرکے لڑتے رہتے تہے انکے فتنہ فساد کے رفع کے لئے آسمان سے فرشتے اترے ابلیس بہی ان ہی میں کا تہا اور بسبب کمال اختلاط کے جو فرشتوں سے ملتا تہا فرشتوںمیں داخل ہوا اور اسکا نام عزازیل تہا اور باعث کثرت علم اور عبادت کے سبب جنوں میں ممتاز تہا ہمراہ فرشتوں کے آسمان دنیا پر گیا اور یہ عذر کیا کہ میں دنیا پر جو اور جن خونریزی اور فساد برپا کرتے رہی ہیں میں انسے الگ تہا اور میں انکے شریک نہیں ہوا حقتعالےٰ نے اسکو بسبب شفاعت آسمانکے فرشتونکے نکالنے اور مارنے اور ہکانے آسمان سے محفوظ رکہا اور اب ابلیس نے یہ طمع کی کہ جب تمام جنونکو نکالدیا گیا ہے پس فقط میں انکی جگہ کل زمین پر قابض اور متصرف رہونگا اور زیادہ کوشش عبادت میں شروع کی اور جس وقت آسمانسے دنیا کے فرشتوں کو کوئی حکم جنات الٰہی کیطرفسے پہنچتا تہا کہ فلانی جہم میں ایسا اور ایسا کام کرو یہ لعین سب سے آگے اور زیادہ سب سے ڈرتا تہا۔ اور اس کام کو سر انجام دیتا تہا یہانتک کہ آسمان دنیا کے فرشتوںمیں اسکو قدر و منزلت حاصل ہوئی اور اپنے دلمیں امیدوار منصب خلافت کا رہتا تہا کہ حکم الٰہی فرشتوں نکو پہنچا کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ اسوقت سے اسنے جانا کہ یہ منصب مجکو نہ دینگے اور وہ سب بندگی اور عبادت ریا سے کرتا تہا برباد گئی اسواسطے رگ حسد اور رشک اسکی نے جوش مارا اور درپے توڑنے قدر اس خلیفہ کے رہتا تہا جب حکم سجدہ کا سنا بے پردہ مخالفت کی یہانتک کہ ابیٰ یعنی ہٹ رہا سجدہ کرنیسے واسطے تعظیم آدم علیہ السلام کے اور یہ انکار اس سبب سے نہ تہا کہ طلب حکمت کرے یا شاگرد بنے بلکہ از راہ تکبر اپکو آدم سے بہتر جانتا تہا و استکبر تکبر قبول کیا اور آپکو بڑا سمجہا میں آگ روشن سے پیدا ہوں اور سالہا سال عبادت اور بندگی میں رہا ہوں اور ایسی مخلوق سے کہ اسکو میلی مٹی سڑی سے بنایا ہے اور کوئی کار شایستہ بہی ابہی اس سے ظہور میں نہیں آیا ہے اور میرے سامنے اسکا پتلا بنا ہے یہ صریح خلاف حکمت اور قدردانی ہے اور رضا کرنا حق خدمت میرا ہے اس تکبر نے رفتہ رفتہ اس حد کو پہنچایا کہ حکم الٰہی سے انکار کر بیٹہا غرض تکبر سے ابلیس

زید بخشش

تسبیح

فسبح بحمد ربک و کن من الساجدین۔ یعنی پس تسبیح کر ساتھ حمد رب اپنے کے اور ہو تو سجدہ کرنیوالوں سے یہ ارشاد اپنے پیغمبر صاحب کو حق تعالیٰ نے کیا ہے۔

فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس و قبل غروبہا۔ یعنی پس تسبیح کر اپنے رب کی آفتاب کے نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے۔ لہ بالغدو والاصال یعنی سب چیزیں صبح و شام اسکی تسبیح کرتی ہیں۔

و سبحوہ بکرۃ و اصیلا۔ یعنی ساکنان زمین و آسمان بھی اسکی تسبیح کرتی ہیں۔

سبح للہ ما فی السموات و ما فی الارض۔ یعنی جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اسکی تسبیح کرتے ہیں۔

بعض کی تسبیح سبحان الحی الذی لا یموت۔ اسلئے فرشتوں نے کہا ہے نحن نسبح بحمدک و نقدس لک ہم تیری تسبیح کرتے ہیں حمد کے ساتھ و پاکی کے ساتھ۔

(ح) کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمٰن سبحان اللہ و بحمدہ و سبحان اللہ العلی العظیم و بحمدہ۔ دو کلمہ ہیں کہ آسان ہے زبان پر اور گران ہیں میزان میں دوست ہے نزدیک رحمٰن کے وہ یہ ہے۔ جو اوپر لکھے گئے جو کوئی ہر روز سو بار پڑھیگا حق تعالیٰ سارے گناہ اسکے معاف کریگا۔

کثیرۃ التسبیح تجر الرزق۔ بہت تسبیح کا پڑھنا آسمان سے روزی کو اتارتا ہے۔

من قال سبحان ربی الاعلیٰ غفر اللہ لہ و ادخلہ الجنۃ۔ جس شخص نے کہا سبحان ربی الاعلیٰ خاص اسکو بخشیگا اور داخل کریگا جنت میں۔ من قال سبحان ربی العظیم غرست لہ شجرۃ فی الجنۃ۔ جو شخص کہے سبحان ربی العظیم بوئینگے اسکیلئے جنت میں درخت۔ حدیث میں آیا ہے جو کوئی سبحان اللہ و الحمد للہ الیٰ آخر ستور یہ کلمہ پورا نہیں کرنے پاتا ہے خدائے عزوجل طرف اس بندے کے نظر رحمت سے دیکھیگا اور جسکی طرف نظر رحمت سے دیکھیگا اسکو داخل کریگا جنت میں اور جو کوئی ایک بار کہیگا سبحان اللہ و بحمدہ تا آخر خداوند تعالیٰ خاص اس بندے کو اس کہنے کے سبب سو ہزار نیکی دیگا اور پاک کریگا اس سے سو ہزار بدی اور بلند کریگا اسیطرح بلند مرتبہ۔

جو شخص کہ کہوے سبحان اللہ و الحمد للہ تا آخر سو بار بہتر ہوئے اسکیلئے دس غلام آزاد کرنے اور شتر اونٹ ذبح کرنے فی سبیل اللہ۔

آنحضرت نے فرمایا کہ جو کوئی سبحان اللہ و بحمدہ کہیگا خدا اسکیلئے دس لاکھ نیکیاں اسکو دیگا اور دس لاکھ برائیاں دور کریگا۔ اور دس لاکھ درجہ بلند کریگا۔ جب بندہ کہوے سبحان اللہ نصف ترازو نیکی سے پر ہوئے اور جب اسپر اور زیادہ کرتا ہے الحمد للہ تمام ترازو نیکی سے پر ہو جاتی ہے اور جب آگے اور پڑھتا ہے لا الہ الا اللہ آسمان و زمین اسکی نیکی سے پر ہو جاتی ہیں اور جب کہتا ہے و اللہ اکبر نہیں باقی رہتا اسکے لئے پردہ حجاب کا یہانتک کہ منہ اسکا ہوتا ہے طرف پروردگار اپنے کے اور جو کوئی کہتا ہے سبحان اللہ

(بقیہ)

کر سکتا اللہ کا فضل درکار ہے آدمی سمجھ کہ تکبر خدا ہی کو سزاوار ہے جو کوئی اسباب میں جھگڑیگا خدا اس سے ناخوش ہوگا۔
اور حسن زیبا پر بھی تکبر زیبا نہیں شاید کوئی بیماری بگاڑ دے جیسے سیتلا وغیرہ بنانیوالے نے جیسا چاہا بنایا اسمیں تونے کیا کیا۔ تونگری اور سرداری پر بھی تکبر زیبا نہیں شاید مال چوری جائے۔ سرداری سی برطرف ہو۔ مثل مشہور ہے اترا شخنہ مروک کہلائے۔
ای سعید حاتم اصم نے کہا ہی اچھی جگہ سی متکبر نہ ہو کہ کوئی جگہ بہشت سی اچھی نہوگی دیکھ آدم کا کیا حال ہوا۔
ای سعید نیکو نکی ملاقات سی تکبر نکر کہ حضرت علیہ السلام کے قرابتی بار بار آپ کو دیکھتے اور آپسے ملتے آخر اسلام سے بے نصیب رہے۔
نقل ہے کہ ایک شخص امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اپنا حال کہنا شروع کیا آپنے اسیوقت اسکا سوال پورا کردیا لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے حال کیوں نہیں سنا فرمایا کہ ایسا ہو کہ اسکے دیر تک کھڑے رہنے سی میرے دلمیں غرور آجائے۔ ولا یغرنکم باللہ الغرور اور نہ دہوکا دیوے تمکو اللہ کی باتوں میں شیطان اور فرمایا رسول اللہ نے التجافی عن دار الغرور الگ رہنا ہوکے کی ٹٹی یعنی دنیا سے کسی نے یہ نظم منظوم کی ہے ؎ خواہی کہ شوے بمنزل تقریب مقیم ؛ نہ چیز بنفس خویش فرما تعلیم۔
صبر و شکر و قناعت و علم و یقین ؛ تفویض و توکل و رضا و تسلیم ؛۔
خواہی کہ شود دل تو چوں آئینہ ؛ دہ چیز بیرون بکن ز درون ؛ حرص و امل و غضب و دروغ و غیبت بخل و حسد و کبر و ریا و کینہ ؛
ای سعید جو قیدخانہ میں ہو اور اسکو اندیشہ ہو کہ اب میں پھانسی پر کھینچا گیا بھلا وہ فخر و تکبر کریگا اسیطرح سب بندے دنیا میں بادشاہ عالم کے زندان میں ہیں اور بہت سے گناہ لئے ہیں اور انجام عاقبت سی بیخبر ہیں تو ایسے محل میں فخر و تکبر کی گنجایش ہے اے سعید ہرگز نہیں ؎ مدتوں پتھر رہا ہے زشت خو ؛ امتحاناً ایکدم کو خاک ہو ؛ منہ سی ہو سکتا نہیں سرسبز سنگ ؛ خاک سی اگتے ہیں گل ہفتاد رنگ ؛ ماحاصل تکبر برا ہی خاکساری انکساری اچھی ہے ؛ کسی نے کہا ہے ؎

نا توانی بگیر دکبر دمگرد ؛ ؛ ؛ متکبر بہ نے زکبر و نخوزرد ؛
گر توی کبرو بے ریا باشی ؛ ؛ ؛ خاص درگاہ کبریا باشی ؛

تواضع واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین۔ یعنی اور مسلمانوں سے رگو کیسے ہی غریب ہوں جہک کر ملنا۔ ولا تمش فی الارض مرحا انک لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا۔ اور زمین میں اکڑ کر نہ چلا کر کیونکہ (اس دہماکے کے ساتھہ چلنے سے) تو زمین کو تو نہیں پھاڑ سکیگا اور نہ (تنکر چلنے سی) پہاڑ کی لمبائی کو پہنچ سکے گا۔

تلک الدار الآخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علواً فی الارض و لا فساداً (یعنی دنیا کی نعمتیں تو ہر کس و ناکس کو ملجاتی ہیں مگر) یہ آخرت کا گھر ہے جو دنیا میں کسیطرح کی شیخی نہیں چاہتے ہیں اور نہ فساد کے خواہان ہیں۔
التواضع من اخلاق الانبیاء التکبر من اخلاق الکفار الفرعنہ۔ تواضع خوئے پیغمبران ہے اور تکبر کرنا خو کافران و فرعونہ۔ من تواضع رفعہ اللہ و من تکبر۔ اللہ جسنے فروتنی کی خدا تعالےٰ اسکا درجہ بلند کرتا ہے اور جو تکبر کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے درجہ کو گرا دیتا ہے۔
اے سعید تواضع کے معنی یہ ہیں کہ جو کوئی دنیا داری میں تجھ سے کم ہو تو اس سے جھکے رہو اور حق بات کو قبول کرو جس کسی سے ہو اگرچہ بچہ ہی ہو اور حسن بصری نے کہا ہے تواضع اسکو کہتے ہیں کہ جب تو باہر جاوے اور جس کسیکو دیکھے اسکو اپنے سے بہتر سمجھے جسکو اللہ تعالےٰ تواضع عطا کرتا ہے وہ پہلے سلام کرتا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ تواضع یہ ہے کہ جس مسلمان سے ملے پہلے سلام کرے اور جس مجلس میں جائے صدر کی تلاش نکرے اور کمتر جگہ میں مجلس کے بیٹھے اور تواضع کرنا ہمیشہ دلیل بزرگی و سرداری کی ہے اور ہر ذی جاہ و مرتبہ والے پر حاسد حسد کرتا ہے مگر اہل تواضع پر نہیں اور فرمایا ہے حضرت نے نیک بخت وہ شخص ہے کہ بغیر دباؤ کے تواضع کرے۔ تواضع ز گردن فرازان نکوست　　گدا گر تواضع کند خوئی اوست

جو شخص خدا کیواسطے تواضع کرے حق تعالےٰ اسکو سربلندی دیگا۔
نقل ہے کہ ایکبار درویش جذامی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر سوال کیا آپ کہانا کہا رہے تھے اسکو بلایا اور سب لوگ اس سے کنارہ کش ہوئے حضرت نے اسکو اپنی ران پر بیٹھایا اور بولے کہانا کہا ایک شخص کراہت کی نظر سے دیکھنے لگا آخر وہ بہی اس ہی مرض میں مبتلا ہوکر مرا۔
اور حضرت نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے مجھے دو چیز کا اختیار دیا کہ چاہوں تو رسول اور بندہ رہوں یا بادشاہ ہوں نبوت والا اسباب میں توقف کیا اور اپنے دوست جبرائیل کو دیکھنے لگا اس نے کہا اللہ کی تواضع اختیار کر میں نے عرض کی چاہتا ہوں کہ رسول و بندہ رہوں۔
حق تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بہیجی کہ میں ایسی کی نماز قبول کرونگا جو میری بزرگی کیواسطے تواضع کرے اور میرے بندوں کے ساتھ تکبر نکرے۔ اور عیسےٰ علیہ السلام نے کہا ہے نیکبخت ہیں اہل تواضع دنیا میں اور قیامت میں صاحب منبر رہیں گے اور جسکو تواضع کی توفیق دی وہ خدا کے مقبولوں میں ہے کسی نے سوال کیا عبادت کی حلاوت کیا چیز ہے فرمایا تواضع۔ عائشہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو تم اس عبادت سے جو سب سے بہتر ہے غافل ہو وہ تواضع ہے۔
کسی بزرگ نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکہا اور کہا ایک نصیحت فرمائی کہا تواضع درویشوں و تونگروں کے آگے آخرت کیواسطے پسندیدہ ہے۔
نقل ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چند مہمان آئے آپنے یہ تجویز کی ایک ایک مہمانکو پسند

حکایت نقل ہے کہ عبد اللہ بن مالک ابدال ... کہ میں نے محمد بن احمد عابد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ائمہ کرام سے ہیں سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار روز جمعہ کو بعد نماز عصر کے بیت المقدس میں باب سلیمان پر بیٹھا تھا کہ ناگاہ دو شخص ڈراونی صورت کے آئے ایک تو میرے پاس آبیٹھے اور دوسرے ذرا دور بیٹھے مجکو بہت ڈر معلوم ہوا مگر ڈرتے ڈرتے پوچھا کہ آپ کون ہیں کہا میں خضر ہوں اور وہ الیاس پھر مجکو کہا کہ تم کچھ خطرہ نکرو تمکو میں ایک دعا بتاتا ہوں اسپر عمل کروگے تو بہت فائدہ اٹھاؤگے یعنی جمعہ کے دن بعد نماز عصر رو بقبلہ بیٹھکر نماز مغرب تک فقط یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم پڑھنا خدا تعالیٰ تیرے مراد دلی پوری کریگا تب تو میں بہت خوش ہوا اور جھجک اور ڈر سب جاتا رہا۔

جوا یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ ای لوگو جو ایمان لائے ہو سوا اسکے نہیں کہ شراب وجوا بتوں کے اوپر نا پاک ہیں کام شیطان کیطرف سی ہیں پس انسے توبہ کرو کہ فلاح پاؤ۔

یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر ومنافع للناس واثمہما اکبر من نفعہما۔ سوال کرتے ہیں (ای محمد) آپ سی شراب سی اور جوے سی کہدیجئے ان دونوں کے گناہ بڑا اور فائدے ہیں واسطے لوگوں کے اور گناہ ان دونوں کا بہت بڑا ہی شراب کا ذکر شراب میں ہوگا یہاں صرف جوے کے بابت ذکر کرتا ہی۔

جوئے کا نفع مال بآسانی ہاتھ آتا ہی مگر چونکہ اسنے عقل کو نقصان پہنچتا ہی اور بد معاملگی اور بدمعاشی پھیلتی ہی اس لئے منع فرماتا ہے۔

انما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فہل انتم منتہون سوا اسکے نہیں چاہتے کہ ڈالے شیطان درمیان تمہارے عداوت اور بغض بیچ شراب اور جوئے کے اور روکے تمکو یاد خدا سی اور نماز سی پس کیا ہو تم باز رہنے والے۔

واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واحذروا۔ اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور کہا مانو رسول کا اور ڈرو۔ اور شرط مقرر کرنا کسی چیز پر جسمیں جیت اور ہار ہو حرام ہی اور ایک طرف کی شرط حرام نہیں باقی جو کہیں کہ انمیں شرط مقرر نہیں وہ بھی منع ہیں مثلاً شطرنج تاش چوسر گنجفہ بارہ کٹی وغیرہ یہ سب منع ہیں اور پھر انمیں دل اسقدر لگتا ہی کہ کھیلنے والوں کو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ کتنا وقت ہمارا اسمیں ضائع گیا۔ اور کئے وقت کی نماز فوت ہوگئی بسا اوقات کھیلنے والوں کو دیکھا ہوگا کہ گھر سی کسی کام کو نکلتے ہیں اور راہ میں شطرنج دیکھنے کھڑے ہوگئے تو سب بھول گئے اور پھر اسمیں دل اسقدر لگتا ہی کہ وہ اور کام کے نہیں رہتے اور ایسے آدمیوں کو بہت کاموں میں خلل پڑتا ہی اور جو کام ایسا ہو وہ برا کیوں نہ ہوگا کیونکہ شیطان اس بہانے سی روکتا ہی اللہ کی یاد سی اور نماز سی حدیث المصائب کثیرۃ واعظم المصائب ذہاب الوقت بلا فائدہ وقت بے سود جاتا ہی معصیت ہی افسوس ہی کہ عمر بے بہا کا ایک ایک سانس جو ہزار

روپیہ خرچ کرنے پر واپس نہ آسکتا ہوا اور وہ اسطرح کے کھیل میں ضایع ہو. کاش سعید یہ وقت درود شریف پڑھنے میں صرف ہوتا تو کیسی بہبودی حاصل ہوتی ہے۔
دنیا میں بہت سی بازیاں ہیں انمیں ہار جیت ہو تو حرام مطلق ہیں اور ویسی ہی حرام ہیں بغیر ہار جیت کے جس کا درجہ کم ہی انمیں اسقدر نحوست ہی (تاش شطرنج بارہ گٹی گنجفہ وغیرہ) جس مکان میں کھیلا جاتا ہی وہ جگہ برباد ہو جاتی ہی وہ آدمی مفلس ہو جاتے ہیں انکا وقار کم ہو جاتا ہی انکی شان و شوکت نہیں رہتی وہ بڑے ہوں تو بزرگی کی نگاہ سی دیکھے نہیں جاتے وہ آدمی چند عرصہ میں مفلس ہو جاتے ہیں غالبا وہاں فرشتے جنکے آنیسے ہر طرح کی انوار رحمت اترتی ہو وہ نہیں نازل ہوتی ہیں جس دوکاندار کہاں یہ کھیل ہوتے ہیں وہ دوکاندار کا دیوالہ نکلجاتا ہے اکثر آدمی کہتے ہیں کہ برکت نہیں مگر وہ ان لغویات کو چھوڑ دیں گے تو انشاء اللہ انکے یہاں بہت برکت ہوگی اور اکثر کھیلنے والے یہ کہتے ہیں کہ یہ بے شغلی کا شغل ہی حضرت میں شغل تمکو ایک بتاتا ہوں کہ نماز پڑھا کرو اور تین چار سیر ٹھونکی کالی گولیاں رفوگروں سے مانگ لو اور ان گولیوں پر سب ملکر درود شریف پڑھو ایسا کرو تو ہم خرما و ہم ثواب یعنی دلکا بہلاوا بھی ہوگا اور تمہارے یہاں برکت بھی ہوگی اور دین و دنیا دونوں درست ہونگی اگر میرے ناظرین ایسا کرینگے تو مجھے یقین ہی کہ میری اور انکی مغفرت ہوگی۔
حدیث میں آیا ہی کہ قیامت کو ہر بندے کے آگے رات دن کے ۲۴ صندوق رکھے جائینگے اور انکے کھولنیکا حکم ہوگا جب کھولے جائینگے تو نور سی پر ہونگے اور بعض آگ سی اور بعض خالی ہونگے فرمان ہوگا جس ساعت میں تونے نیک کام کیا ہی اس ساعت کا صندوق تو نور سے بھرا ہوا ہی اور جس ساعت میں تونے بد کام کئے اسکا صندوق آگ سی پر کیا گیا ہی اور جس ساعت کو تونے بیکار گذارا ہی اسکو ہمنے خالی رکھا ہی۔
اے سعید جب رات آتی ہی تو ایک فرشتہ ندا کرتا ہی کہ ای ساکنان زمین تمپر رات آتی اسکو غنیمت جانو اور آخرت کیلئے کچھ حصہ لو ایسا ہی جب دن نکلتا ہے ندا دیتا ہے۔
اے سعید عمر گذشتہ پھر نہیں آتی اور نہ پھر آنیکی امید جو اس ساعت میں نیک کام کریگا وہی تیری عمر کا خلاصہ ہی فرمان نبی صلعم ہے الدنیا ساعۃ فجعلها طاعۃ ایک ساعت ہی دنیا اور ہم اسے گذاریں طاعت میں۔
ای سعید تو اپنی عمر ضائع نہ کر اور اپنی اوقات کو معمور رکھ اللہ کی طاعت میں فکر اللہ میں غفلت میں نہ گذار

ف۔ غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش　　شاید ہمیں نفس نفس واپسین بود

چوری والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیهما جزاء بما کسبا نکالا من اللہ اور چور اور چورنی ہیں کاٹو ہاتھ ان دونوں کے سزا ہے اسکے جو کمایا انہوں نے عبرت خدا کیطرف سے۔
لا یقبل صدقۃ من غلول. نہیں قبول کیا جاتا صدقہ چوری کی چیز سے۔ اس سے چوری کی مذمت نکلتی ہی حدیث شریف میں ہے جو شخص کوئی چیز چرا دی قیامت کے دن گردن میں آگ کا طوق پہنے ہوئے

آویگا جو شخص کوئی چیز حرام کی کھائیگا اسکے شکم میں آتش جلائی جاویگی اور اسکی آواز ہوگی اور اسکی آواز سے تمام خلق اللہ لرزیگی خدا نبعانے کے تمام بندوں میں احکام جاری ہو چکنے تک وہ قید میں رہیگا اور اللہ غالب حکمت والا ہے کوئی تعجب نہ کرے کہ چور کو تہوڑی خطا پر بڑی سزا فرمائی یہ عین سیاست ہے تاکہ چوری نہو۔

حکایت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوقت میں ایک بڑی شریف عورت نے چوری کی جنکا نام مخزمیہ تہا موافق کلام ربانی السارق والسارقۃ کے ہاتہ کاٹنا لازم آیا اب سبکو تشویش ہوئی کسیطرح رسول اللہ سے سفارش کرکے بچ جاویں تو کسیکا حوصلہ نہ تہا کہ وہ اس معاملہ کو روبرو آنحضرت صلعم کے پیش کرکے اسے بچالیویں بعد مشورہ کے یہ بات قرار پائی کہ اسامہ زید کے پیارے ہیں رسول اللہ کے وہ سفارش کریں مگر انہیں جرأت نہ پڑتی تہی بڑی دقت سے انہوں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت خفگی سے کہا اے اسامہ سفارش کرتا ہے تو بیچ حد کے اللہ کی حدوں سے پھر کھڑے ہوئے رسول اللہ صلعم اور فرمایا کہ نہیں ہلاک کیا ان لوگونکو کہ تہے تمسے پہلے جسوقت چراتا انمیں سے شریف چہوڑ دیتے اور جسوقت چراتا انمیں کوئی غریب تو جاری کرتے اسپر حد اور قسم ہے اللہ کی اگر فاطمہ بیٹی محمد کی چراوے کاٹونگا میں ہاتہ اسکا۔

حکایت ایک شخص نے بیت المال سے کچھ چرایا چور کو حضرت عمر رضہ کی خدمت میں پیش کیا گیا آپنے سزا نہیں دی اور چھوڑ دیا کسی نے دریافت کیا تو فرمایا کہ بیت المال میں اسکا کچھ حق تہا اگر چور کا حق مال مسروقہ میں نہو وہ چوری سمجھی جائے گی۔

بسا اوقات چور کی چوری ظاہر ہو جاتی ہے۔ **حکایت** ایک شخص کو نوال کا مہمان ہوا کہانے کا وقت آیا اور دسترخوان بچھایا گیا اتفاقاً دسترخوان پر دو تیتر کا کباب تہا مہمان کی نگاہ تیتر کے گوشت پر جو پڑی بے اختیار ہنس پڑا کوتوال نے ہنسی کا سبب پوچھا مہمان نے کہا کہ میری ہنسی ایک عجیب واقعہ پر مبنی ہے کئی سال کا عرصہ گذرا کہ راہزنی اور چوری کا پیشہ کرتا تہا ایکروز میدان میں تاجر ملا میں نے اسکا کل مال و اسباب لیکر اسکو قتل کرنا چاہا ہر چند بیچارہ نے خوشامد سے جان بچانی چاہی مجہپر کچھ اثر نہوا جب اسکو اپنے مارے جانیکا یقین ہوگیا ہر طرف مایوسی سے نظر ڈالی دامن کوہ میں دو تیتر اڑتے نظر آئے بیچارہ نے یاس کی حالت میں ان تیتروں سے چلا کر کہا اے تیترو تم گواہ رہنا یہ ظالم میرا مال چہین کر ناحق مجھکو قتل کرتا ہے اسوقت جب جو آپکے دسترخوان پر یہاں تیتر دیکھے اس سوداگر کی حماقت یاد آئی کہ بیوقوف ان تیتروں سے کیا فریاد کرنے اٹہا کوتوال نے جو مہمان کی زبانی یہ واقعہ سنا کہا کہ شاید یہی وہ تیتر ہیں جنکو سوداگر نے گواہ کیا تہا فی الحال مہمان کو حوالات کیا جرم کا اقرار کرہی چکا تہا قصاص میں قتل کیا گیا۔

اور کم سے کم درجہ حد جسمیں چور کا ہاتہ کاٹنا جانا درست ہوتا ہے وہ سات مثقال ہے یا دس درم ہے اور ایک درم ایک پیسہ چار آنہ کا ہوتا ہے تو ہندی حساب سے ۲؎ ہوئے اور اگر اس سے کم چورائی گا تو گنہگار ہوگا مگر ہاتہ کا کاٹنا لازم نہیں آئیگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چور کو لائے پس فرمایا سا تہہ ہا تہہ کاٹنے اسکے جیسا کہ حکم شریعت کا ہے چور و نکلیئے اور چہرہ مبارک حضرت کا متغیر ہوا پوچھا لوگوں نے کہا کہ کیا مکروہ جانا آپنے یا رسول اللہ اسکے ہا تہہ کاٹنے کو فرمایا کہ مجکو قایم کرنے حدود شرع کے چارہ نہیں ہے لیکن تم ہیچ حق بہائی کے مددگار شیطان کے نہوا ور عفوا ور پردہ پوشی کیا کرو واللہ غفور الرحیم تحقیق اللہ بہت بخشنیوالا مہربان ہی ایکروز آنحضرت صلعم نے کہا اے گروہ کہ ایمان لائے ہو تم زبان سے اور نہیں داخل ہوا ہی تمہارے دلوں میں ایمان غیبت نکیا کرو لوگو نکی اور نہ پڑو درپے گناہوں انکے کے تا خدا تعالے درپے تمہارے گناہوں نکے نہ ہو وے اور جسکے گناہوں نکے درپے خدا ہیجا نے پڑیگا فضیحت کریگا اسکو اگرچہ سو پردوں میں ہوگا۔

منقول ہی کہ امیر المومنین عمر رض کے کانمیں ایک شب ایک شخص کے گہر میں سے آواز گانیکی آئی آپ دیوار پر سی کودکے اس گہر میں گئے ایک شخص کو دیکہا کہ شراب پی رہا ہی اور ایک عورت اسکے سامنے بیٹھی ہی پس فرمایا حضرت عمر نے اے دشمن خدا یہ کیا گناہ ہی کہا اسنے اے امیر المومنین میں نے ایک گناہ کیا تو آپنے تین چیزیں کیں ہیں ایک تو جاسوسی کی آپنے حالانکہ قرآن شریف میں ہے ولا تجسسوا اور دوسرے کہ آپ گہر کے پچہواڑے سے آئے حالانکہ قرآن میں ہے لیس البر ان تاتوا البیوت من ظہورہا اور تیسرے یہ کہ بے اذن بے سلام گہر بیگانہ میں آپ چلے آئے حالانکہ قرآن شریف میں ہے لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی۔ پس حضرت عمر ساکت ہوئے پہر فرمایا کہ تو بہ کریگا تو تو معاف کرونگا میں تجکو کہا اسنے قسم ہی اللہ کی معاف کروگے تو پہر میں گرد اس گناہ کے نہیں پہرونگا پس آپنے معاف کیا اور پہر باہر نکل آئے۔

تفسیر عزیزی میں ہے کہ جو کوئی رات میں یہ آیتیں تینتیس پڑہے اسکو اس رات میں کوئی درندہ اور چور ایذا نہ پہنچا دیگا لیکن گہر کا چور نہو چار آیتیں سورہ بقر سے مفلحون تک اور تین آیتیں آیۃ الکرسی سے خالدون تک اور تین آیتیں سورہ بقر کی للہ ما فی السموات سی آخر سورۃ تک اور تین آیتیں اعراف سی ان ربکم اللہ سے محسنین تک اور دو آیتیں بنی اسرائیل سی قل ہو اللہ ادعوا الرحمن آخر سورۃ تک اور دس آیتیں اول صافات سی لازب تک اور دو آیتیں سورہ رحمن کی معشر الجن والانس سے تنتصران تک اور آخر حشر لو انزلنا ہذا القرآن علی جبل سی آخر سورۃ تک اور دو آیتیں سورۃ قل اوحی سی وانہ تعالے جد ربنا سے سلططا تک (صفحہ ۱۵۴ تفسیر عزیزی۔

جس شخص کی کوئی چیز کہوئی جائے تو چاہیئے کہ اول ایک سو انیس ۱۱۹ بار یا حفیظ پڑہے پہر ایکسو انیس بار اس آیت کو یٰبنی انہا ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموات او فی الارض یات بہا اللہ پڑہے انشاء اللہ کہوئی ہوئی چیز پا جائیگی مگر شمار میں کمی زیادتی نہوی پائے۔

حکایت نقل ہی طاوس ایمانی سی کہ میں نے ایکمرتبہ حرم محترم میں حاضر تہا ناگاہ ایک اعرابی اونٹ پر سوار آیا پہر اونٹ بٹہا کر ہا تہہ پیر باندہ کر کہا خدایا یہ اونٹ مع سامان تیرے سپرد ہے میں تیری

حضور میں بی جان سے تیرے گھر میں حاضر رہتا ہوں جب حرم محترم میں جا کر نماز ادا کر کے باہر آیا اونٹ نہ پایا معلوم ہوا کہ چور لے گیا تب جناب باری میں عرض کیا خداوند تیرا اونٹ چوری گیا ہے میرا نہیں گیا کیونکہ میں تیرے سپرد کر گیا تھا پس جسکی نگہبانی سے گیا وہ ڈھونڈھے کیا دیکھتا ہے ایک آدمی پہاڑ کی قبیس سے اترتا ہے بائیں ہاتھ میں اونٹ کی نکیل ہے اور سیدھا ہاتھ کٹا ہوا گلے میں پڑا ہوا ہے اعرابی سے کہا کہ اپنا اونٹ مع اسباب کے لے اعرابی نے تحیر ہو کر اس کا یہ حال دیکھ کر کہا یہ کیا واردات ہے کہا جسوقت میں اونٹ چرا کر اس پہاڑ پر چڑھا ایک سوار ہوا کیطرح گھوڑا دوڑتا ہوا آیا اور میرا ہاتھ کاٹ کے گلے میں ڈالکے کہا جلد اونٹ مع سامان اس مالک صاحب ایمان کو پہنچا یہ کہ کر وہ سوار پھر ہوا ہو گیا۔

حب دنیا و حب دنیا کا نقصان و تارک الدنیا کا ذکر

ما الحیوٰۃ الدنیا الا متاع الغرور۔ نہیں ہے زندگانی دنیا کی لیکن دھوکے کی ٹٹی اور فرمایا ہے اللہ نے لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاولئک ہم الخاسرون۔ یعنی جسکو مال اور اولاد خدا کی یاد سے غافل کرے وہ خسران اور وہ نقصان میں داخل ہے۔

تعس عبد الدینار وتعس عبد الدرہم۔ درم و دینار کا بندہ اوندھے نصیب کا ہے یعنی اس سے محبت کرنیوالا برا ہے۔

الدنیا ساعۃ فاجعلوہا طاعۃ۔ دنیا ایک ساعت ہے اس ساعت کو طاعت میں گذار دے۔

حب الدنیا راس کل خطیئۃ۔ دنیا کی محبت سارے گناہوں کی سردار ہے۔

الدنیا سجن المومن۔ دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے اے سعید قید خانہ کو چھوڑ یعنی دنیا کو چھوڑ اور طلب عقبیٰ میں سعی کر۔

ما الہاک عن اللہ فہو دنیاک۔ جو تجھے خدا سے غافل کر دے۔ وہ تیری دنیا ہے۔

اے سعید حب دنیا ساری گناہوں کی جڑ ہے۔ بزرگوں نے اسکو خدا کا دشمن اس معنی کر کے کہا ہے کہ خدا کے نیک بندوں کو راہ الٰہی سے روکتی ہے اور مکر و حیلہ سے اپنی طرف مائل کرتی ہے اور جو مائل ہوا اُنسے دور بھاگتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہاروت و ماروت سے زیادہ جادوگر ہے اسلیئے ہی پیغمبروں کو خدا تعالےٰ نے رسالت سے سرفراز کر کے بھیجا ہے کہ آخرت کیطرف بلائیں اور یہ اپنی طرف مائل کرتی ہے چنانچہ حدیث کا مضمون ہے دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اسمیں ہے ملعون اور جو کوئی اس ملعون کو دوست رکھے آخرت اسکی ضایع ہو۔ اور یہ سراسر نادانی ہے کہ پائدار کو چھوڑ کر ناپائدار کو اختیار کرنا چاہیئے کہ دلکو دنیا کی یاد میں نہ لگائے کیا اچھا عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہے کہ صاحبو نہ دو کہ وہ تمکو غلام بنائے اور دنیا کا گنج آفت سے خالی نہیں ہے دنیا و دین آپس میں ضد ہیں جبتک آدمی اسکو ترک نکرے گنج آخرت کو نہ پہنچے امام غزالی نے کیا اچھی مثال دی ہے آگ پانی ایک جگہ مل نہیں سکتے دنیا کو دشمن سمجھنے سے خدا تعالےٰ دوست رکھتا ہے۔

حدیث کا ترجمہ ہے اگر دنیا کی اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی قدر ہوتی کسی کافر کو ایک گھونٹ ٹھنڈے پانی کا نہ دیتا۔

نقل ہے کہ سلیمان علیہ السلام تخت ہُوا پر چلے جاتے تھے انکا گذر ایک بنی اسرائیل کے عابد پر ہوا عابد نے کہا اے ابن داؤد حق تعالیٰ نے تمکو بڑی شادی ہی جواب دیا کہ بندہ مومن کی ایک تسبیح کا ثواب سلیمان کی شاہی سے بہتر ہی کیونکہ اسکے ثواب کو بقا ہی اور اسکو فنا ہے ؎

تھے سلیمان بادشاہ ملک کو　　کہتے تھے مسکین اپنے آپکو

نقل ہے کہ جب آدم علیہ السلام نے بہشت میں دانہ گندم کھالیا رفع حاجت کیلیئے جگہ ڈہونڈنے لگے ایک فرشتے نے آکر کہا کہ یہ تاثیر گیہوں کی ہی اب کیا رفع حاجت عرش پر کروگے یا جنت کی نہر و تخت یا درختوں کے نیچے یہ جہانشت تو دنیا ہی میں ہوگی۔ دل دنیا میں مت لگا دنیا میں تیرا حصہ طعام صبح و شام کے سوا نہیں اسکے کیلئے اپنی کو تباہ مت کر کہ جو شخص چاہتا ہو۔ کہ موت حق ہی اور اسکا خوش ہونا عجب ہے۔

علاج دنیا کے ترک کا یہ ہی کہ موت کو کثرت سے یاد کرے اور بڑے بڑے منصوبے نکرے۔

نقل ہے یحییٰ بن معاذ سے کہ تین کام کرے دنیا کو ترک کرے اسکے قبل دنیا کو چھوڑے قبر کو یاد کرے قبر میں جانے سے پہلے اللہ کو خوش کرے اسکے دیکھنے سے پہلے۔ دنیا قلیل ہی آخرت بہتر ہی واسطے اُسکے جو پرہیزگاری کرتا ہی۔

نقل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگوں نے کہا کہ آپکا حکم ہو تو آپکے واسطے ایک عبادت خانہ ہم بنادیں عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جاؤ پانی پر گھر بناؤ لوگوں نے پوچھا پانی پر کسطرح گھر کی تعمیر ہوگی آپنے فرمایا دنیا کی دوستی اور یہ دونوں کس طرح جمع ہو سکیں گی۔

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تجھکو دوست رکھے تو دنیا سے ہاتھ اٹھا اور چاہتا ہے کہ لوگ تجھے دوست رکھیں تو انکے مال و دولت کو ہاتھ نہ لگا۔ اور جو مال کی محبت دل سے نکال ڈالتے ہیں وہ اپنی زندگی میں مال اور جائداد کی تقسیم کردیتے ہیں اور اسکا اچھا نتیجہ انکو ملتا ہی جیسا کہ اس حکایت سے ظاہر ہوگا وہ حکایت یہ ہے۔

حکایت حضرت مولانا قطب الدینؒ محدث دہلوی نے اپنی تصنیفات میں ایک حکایت لکھی ہی کہ میرے پاس ایک جوڑا چکور کا تہا اسکی مادہ کی آنکھہ میں موتیا کا پانی اتر آیا تہا اسلیئے اسکی نظر جاتی رہی تہی لیکن آنکھہ بدستور قائم تہی ایکروز میں نے چاہا کہ اللہ واسطے انکو آزادی دوں پنجرہ کا دروازہ کہولدیا اسمیں سے نر اسکا پرواز کرگیا مادہ پرواز نہیں کر سکی تہوڑی دیر کے بعد نر اسکا آیا اور ایک لکڑی نیلگوں بمقدار دو جو کے چونچ میں لایا اور میرے روبرو اسنے اس لکڑی کو اپنی مادہ کی آنکھوں میں پھیرا ایک دو قطرہ نیلگوں پانی کے نکلے چکور نے لکڑی کو میری طرف پھینکدیا اور دونوں پرواز کرگئے مینے اس خیال سے کہ اللہ نے اس لکڑی میں کیا تاثیر رکھی ہی اٹھا کر اپنے عمامہ میں رکہہ لی چونکہ اسوقت مجکو کوئی کام فتحپوری کا تہا گھر سے سیدہا فتحپوری کو ہولیا جسوقت قاضی کے حوض کے قریب پہنچا تو سامنے ایک جنازہ دیکھا کہ لوگ لئے چلے آتے ہیں اور اس جنازہ کے سامنے دو آدمی ایک تو نہایت خوبصورت اور لباس عمدہ سے آراستہ دوسرا شخص نہایت بدشکل سیاہ فام دونوں

جنازہ کے آگے کشتی لڑتے ہوئے چلے جاتے ہیں خوبصورت آدمی بد روح کو ہر بار پچھاڑ دیتا ہے میں نے لوگوں سے پوچھا کہ تم کچھ دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں آگے جنازہ کے لوگوں نے کہا کہ مولنا ہم کچھ نہیں دیکھتے ہیں میں نے خیال کیا اور سمجھا کہ اس لکڑی کی تاثیر ہے لیکن دل میں کہا الٰہی یہ کیا معاملہ ہے اس کشمکش میں قبرستان میں پہنچے قبر تیار تھی میں نے اس میت کو قبر میں اتارا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی خوبرو اس میت کے ساتھ ایسے لیٹ گیا جیسے ماں بچے کیساتھ۔ بعد دفن کے فاتحہ پڑھکر واپس آنے لگے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بد شکل آدمی ہمارے آگے آگے چلا آتا ہے میں نے جلد دوڑ کر پکڑ لیا اور دریافت کیا تو اُسنے عرض کیا مولنا آپ کیوں دریافت کرتے ہیں کہا کہ ہمارا کام ہی تحقیق کرنیکا ہے کہا کہ میں اسکا اعمال بد ہوں میں نے کہا کہ وہ کون تھا جو قبر میں اسکے ساتھ لیٹ گیا کہا کہ وہ اس کا اعمال نیک تھا ہمیشہ اسکیساتھ رہیگا میں نے دریافت کیا کہ اصل معاملہ یہ کیا تھا کہا کہ اس شخص نے مرنیسے پہلے اپنے مال کو اللہ واسطے تقسیم کر دیا اسلئے یہ عمل نیک اسکو ملا۔ ورنہ میں اسکے ساتھ رہتا اور ہمیشہ ہمیشہ اسکو تکلیف دیتا۔

حکایت بزرگان دین بقدر ضرورت دنیا پر بس کئے تھے جیسے اویس قرنی رح۔ اسقدر دنیا سے دست بردار تھے کہ لوگ سمجھتے کہ دیوانہ ہے کھجور کی گٹھلیاں کھاتے اور کوڑے پر کے لتے دھو کر پہنتے لڑکے دیوانہ سمجھکر پتھر مارتے تو فرماتے چھوٹے پتھروں سے مارو کہ میری طہارت و نماز میں خلل نہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اسکے کہ آپکو نہیں دیکھا عمر رضہ سے وصیت کی تھی کہا تھا کہ خدا کے بندے کہ جنکا حساب ممکن نہیں اویس کی شفاعت سے بہشت میں جاوینگے۔

اے سعید جو دنیا کی خرابی پہچانے انکا رویہ ایسا ہوا کرتا ہے انبیاء اولیاء کا طریق یہی ہے اور وہ ایک آن موت کی یاد سے غافل نہیں رہتے تھے گرچہ اس مقام کو نہ پہنچے بھلا اتنا ہو کہ قدر حاجت پر بس کرے اور ناز و نعمت دنیا سے روگرداں ہوئے۔

خلیفہ اول خلافت کا ہی کام کرتے تھے اور معاش کیلئے پارچہ فروشی کرتے تھے اس سبب سے کام خلافت میں دیر ہو باصرار مسلمانان آٹھ آنے یومیہ بیت المال سے قبول کیا اسمیں اتنی گنجائش نہ تھی کہ کسی قدر میٹھا کھا سکیں تو آپکے گھر میں سولہ روز ایک ایک پیسہ کم کرکے مٹھاس پکائی تو آپنے کہا کہ یہ کیونکر تم نے انتظام کیا یہ معلوم کرکے اس روز سے بیت المال سے پونے آٹھ آنے مقرر رکھے یہ لوگ تھے تارک الدنیا۔

نقل ہے کہ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کے فیضان فیض سے ہزارہا آدمی کو فیض حاصل تھا آپکے یہاں ایک مجمع رہتا تھا اور سب فیضیاب ہوتے تھے تغلق شاہ کو اپنے دنیاوی خیال سے یہ خیال تھا کہ میری سلطنت پر نہ قابض ہو جاویں بادشاہ کے یہ خیال دفع کرنیکو شان ایزدی سے بادشاہ کا پیشاب بند ہوگیا اور حکیم کے علاج سے جب فائدہ نہ ہوا تو انکی والدہ نے محبوب الٰہی کی والدہ سے جاکر کہا کہ میری لڑکے کیلئے ایک تعویذ لکھوا دو اپنے بیٹے محبوب الٰہی سے تاکہ اس کا پیشاب آئے اور آرام ہو جاوے جب محبوب الٰہی کو

والدہ نے محبوب الٰہی سے کہا کہ تو محبوب الٰہی نے کہا کہ اپنی تمام سلطنت میری نام لکھدو تو تعویذ لکھونگا تب تغلق شاہ کی والدہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ مجھے تیری جان چاہیئے اور کچھ نہیں چاہیئے غرض کہ کاغذ لکھدیا کہ تمام سلطنت محبوب الٰہی کو دی اور وہ کاغذ لکھکر لادیا محبوب الٰہی نے کہا کہ اسکو طشت میں رکھو اور پیشاب آجاویگا۔ اسکو طشت میں رکھا پیشاب آگیا پس جو تارک الدنیا ہیں وہ دنیا کی کچھ ہستی نہیں سمجھتے ہیں۔

نقل ہے کہ حضرت سماک بن حرب خلیفہ ہارون رشید کے پاس بیٹھے تھے اتفاق سے خلیفہ کو پیاس لگی پانی مانگا غلام نے پانی حاضر کیا خلیفہ نے پانی ہاتھ میں لیا اور ہاتھ منہ کے پاس گیا تو سماک نے فرمایا اے خلیفہ میری سن لیجئے پھر شوق سے پانی نوش کیجئے اگر یہ گلاس پانی کا آپ کو قیمت سے ملتا ہوتا تو کہا تک آپ خرید لیتے فرمایا ایک نہائی سلطنت دیکر گلاس پانی لیلیتا پھر کہا اگر یہ پانی پی لینے کے بعد پیٹ سے نہ نکلے اور پیٹ میں تکلیف دے تو پھر کسقدر قیمت دیکر اسے نکلواؤ گے فرمایا ساری بادشاہت حضرت سماک نے ہاتھ آسمان کیطرف اٹھائے اور یہ فرمایا الحمد اللہ اے خدا دنیا کی یہ حقیقت ہے کہ پیشاب کے دو قطرہ پر ساری دنیا نثار ہوتی ہے سچ ہے دنیا کا طالب ملعون ہے کیونکہ ملعون کا طالب ملعون ہے۔ اہل بصیرت کیلئے دنیا کی یہ ہستی ہے۔

اے سعید اگر دنیا کو درخت تصور کرو تو اسکی ڈالیاں مال ہے اور جاہ ہے اور حشمت اور مال سے زیادہ کوئی خطرناک نہیں کیونکہ آدمی کو اس سے گریز نہیں اسلیئے کہ اپنا رازقہ اور لباس اور مکان انسان کو درکار ہے چیزیں مال سے حاصل ہونگی۔ مال ہوا تو معصیت سے بچنا دشوار ہوتا ہے کیونکہ یہ غرور اور تکبر کیطرف مائل کرتا ہے اور انکی ساری ہمت طلب دنیا میں مصروف ہوجاتی ہے اسلیئے حضرت صلعم نے فرمایا ہے میرے بعد ایسے لوگ پیدا ہونگے کہ لذیذ کہانے کہائینگے طرح طرح کے کپڑے پہنینگے اور خوبصورت عورتیں اور قیمتی گہوڑے رکہیں گے اور بہت مال پر بھی قناعت نہ کرینگے اور دنیا کے غلام بن جاوینگے اور فرمایا کہ دنیا کو اہل دنیا کے ساتھ چھوڑ دو جو حاجت سے زیادہ لیگا ہلاکت کا سبب ہوگا پس ارشاد ہے کہ ایسے لوگو سلام نکرو اور انکی بیماری کی عیادت نکرو اور جو کریگا وہ مسلمانی کی تباہ کرنے میں انکا مددگار ہوگا ان لوگوں کی شان میں قرآن شریف ناطق ہے اولئک ہم الخاسرون۔ انسانکے مددگار تین طور کے ہیں ایک موت تک ایک گور تک ایک قیامت تک جو موت تک وہ مال ہے جو گور تک وہ قرابتدار ہیں جو قیامت تک وہ عمل ہے۔ مالدار کو مرتے وقت دو مصیبتیں ہیں ایک کہ مال اس سے لیتے ہیں دوسرے اس کی پرسش تا قیامت باقی ہے۔

قول یحییٰ بن معاذ ہے درم دینار بچھو کا سا ہے جبتک اسکا منتر نہ سیکھے ہاتھ نہ لگائے وہ منتر یہ ہے کمائی حلال ہو اور خرچ بجا ہو۔

محمد ابن کعب نے بہت سامان پایا لوگوں نے کہا کہ بچوں کیلئے رکھیا اسکو اپنے خدا کی پاس کہتا ہوں لیتے خیرات کرتا ہوں اللہ کو بیٹوں

ابو درداؓ کو کسی نے ستایا اسکو بد دعا دی تندرستی و عمر دراز و بسیار مال جب یہ چیزیں ملتی ہیں اسکو غفلات و تکبر پیدا ہوتا ہے جو خسارہ آخرت ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک درہم ہاتھہ میں لیکر کہنے لگے تو وہ شی ہے جبتک تو میرے پاس سے مجھے کچھ نفع ندے۔ حسن بصری نے کہا کہ بخدا جس آدمی نے مال کو عزیز رکھا حقتعالے اسکو خوار و ذلیل کریگا

ب۔ عمر مت کہو رائیگاں بناسی کر بہلوتہی — اس بیوفا سے ایک دن بہت پچتائیگا

کسی نے حضرت صلعم سے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ توشہ آخرت نہیں رکہتا کہا کہ تیرے پاس مال ہے کہا ہے ارشاد ہوا آگے بہیجدے یعنی خیرات کر آدمی کا دل مال کے ساتہہ لگا رہتا ہے اور خیرات کرتا ہے تو چاہتا ہے کہ خدا کے پاس جاوں۔ حضرت عیسے علیہ السلام سے انکے حواریوں نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ آپ پانی پہ چلتے ہیں اور ہم نہیں کہا کہ مال تمہاری نظر میں کیسا ہے کہا اچہا۔ کہا مجھے زر و خاک یکساں ہیں یہی سبب ہے میرے پانی پہ چلنے کا۔ مالدار کی دنیا بہشت ہوجاتی ہے اس سبب سے وہ موت سے نفرت کرتا ہے اور دیدار الہی جبتک جان ندے میسر نہیں۔ ساری عبادتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ذکر کا لگا رہے۔ مالدار ہوکے دلجمعی چاہے اسکی مثال ایسی ہے کہ پانی میں ہے اور چاہے کہ بھیگو نہیں۔ اے سعید عمر تہوڑی اور اجل قریب سفر آخرت درپیش ہر ایک دم کو غنیمت جان۔

(بیان حضرت عیسیٰ)

مال بقدر ضرورت رہنا تریاق کا حکم رکہتا ہے اور ضرورت سے زیادہ ہو زہر کا مال سے فایدہ یہ ہے کہ عبادت کے سامان میں صرف کرے جیسا حج و جہاد اور سامان عبادت میں داخل طعام و لباس ضروری اور مکان جس سے عبادت کی تقویت ہو مال بقدر ضرورت توشہ آخرت ہے۔ مالدار کو بہت اچہا وہ ہے کہ صدقہ دے (زکوۃ سے علاوہ) فقیر دل حاجتمند و نکی خوشنودی اور انکی دعا کی برکت باعث بہبودی دارین ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ بہی ایسی شی ہے کہ جس سے لوگونکی زبان کو غیبت اور بدگوئی سے بچا سکتے ہیں اور نیز اپنی آبرو کو۔ دنیا اور مال کی محبت دل میں نہونی چاہئے۔ اور اگر قلب میں ہے تو ہلاک کردیگا اور ضروری کام میں صرف کیا تو باعث نجات ہے۔ ارشاد آنحضرت صلعم ایسا ہے کہ ایک شخص کو قیامت میں لا دینگے جو مال حرام کمایا اور حرام میں صرف کیا اسکو دوزخ میں بہیجیں گے بعد ازاں دوسرے کو لا دینگے جو مال حلال کسب کیا ہو حرام میں خرچ کیا اسکو بہی دوزخ میں بہیجیں گے تیسرے کو لا دینگے جو مال حرام جمع کیا اور حلال میں صرف کیا ہو اسکو بہی دوزخ میں بہیجیں گے۔ چوتہے کو لاویں گے جو حلال سے کسب کیا ہو اور نیک کام میں صرف کیا تب محتاج لوگ کہینگے کہ خدایا اس سے ہمارے حق کا سوال کر تب ہر چیز کا سوال کرینگے گر کچھ تقصیر نکیا ہو تو کہینگے کہ گذارہ اس نعمت کا شکر تیرا ہر ہر لقمہ و پوشاک کا حساب ہوگا اسواسطے بزرگان دین میں کسی کو تونگری کا شوق نہ تہا اور ہمارے رسول کریمؐ نے بہی درویشی کو اختیار کیا ہے یہی بہتر چیز ہے۔

(بیان زکوٰۃ)

نقل ہے خلیفہ ہارون رشید کا ایک بیٹا تہا جو عین شباب میں دنیا کو لات مارکر ولیعہدی اور تخت سے بیطرف ہوکر عبادت الہی میں اسطرح مصروف ہوا تہا جیسے ابوبکر صدیقؓ نے سب اپنا مال لٹا کر ایک کمبل باندھ لیا تہا اسیطرح وہ جوان صالح بہی کمبل پوش ہوئے تہے جب انکا گذر قبرستان میں ہوتا

تو کہتے ای اہل قبور تم ہی ہمسے پہلے دنیا میں تھے میں نہیں کہہ سکتا کہ دنیا نے تمکو نجات دی ہو دنیا ہی میں چھوڑ کر تم یہاں آئے ہو خدا ہی جانے تمہارے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ اور اسی طرف سے تمکو کیا کہا گیا یہ فرما کر بہت روتے ایکدن یہ کمبل پوش ہارون رشید اپنے باپ کے دربار میں تشریف لیگئے جبکہ دربار کے سب وزیر امراء حاضر تھے اہل درباریوں کی آرائش و زیبائش کا کیا کہنا تھا صاحبزادہ کے بدن پر تا کمبل کا اور سر پر ٹوپی کمبل کی دیکھکر کہنے لگے کہ امیر المومنین کی عزت انہوں نے کر کری کر دی ہے کیا خوب ہوتا کہ امیر المومنین اس لڑکی کو تنبیہ کرتے اور یہ لڑکا اپنی حالت پر آتا یہ سنکر ہارون رشید نے کہا ای صاحبزادے تو نے مجھے دنیا میں انگشت نما کر دیا یعنی رسوا یہ سنکر سوا خاموشی کے کچھ لب نہ ہلایا اور ادھر ادھر نظر کو دوڑایا تو صاحبزادہ کو ایک جنگلی پرند دربار کے محل کے کنگرہ پر بیٹھا نظر آیا جانور کو فرمایا کہ اے جانور تجھے اپنے پیدا کرنیوالے کی قسم ہے تو میرے ہاتھ پر آن بیٹھ یہ سنکر وہ پرندہ وحشی فوراً صاحبزادہ کے ہاتھ پر آیا **بقول سعدی۔**

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ	که گردن نہ پیچید ز حکم تو ہیچ

پھر فرمایا کہ اے جانور تو اپنی جگہ پر جا وہیں محل کے کنگرہ پر چلا گیا پھر دوبارہ صاحبزادہ نے فرمایا تجھے خدا کی قسم ذرا امیر المومنین کے ہاتھ پر بھی آ جا مگر وہ جانور نہیں آیا اپنی جا سے حرکت نہیں کی شاہزادہ نے خلیفہ ہارون رشید سے کہا کہ اے خلیفہ آج تو نے مجھے اولیاء کی جماعت میں رسوا کر دیا یعنی حب دنیا کی وجہ سے درجہ سے گر گیا کہ پرند بھی تجھسے نفرت کرتے ہیں مجھے تجھسے ایسی عار لاحق ہوئی جیسے کسی مسلمان کا باپ بے دین ہوتا ہے اب مجھے تمکو شکل دکھانیکے لائق نہیں رہی اب میں تم سے علیحدہ ہو جاؤں اسیوقت دربار سے نکلے صرف ایک قرآن شریف اور ایک انگوٹھی لی پھر اسی دن بغداد سے بصرہ کو روانہ ہوئے بصرہ پہنچکر مزدور کیطرح کام شروع کیا ہفتہ بھر میں صرف ایکدن مزدوری کیا کرتے اسی کمائی سے آٹھ یوم گذارتے اور ایکدن کی مزدوری کا اندازہ چار آنہ تھا ایکدن کیلئے دو پیسے گذر اوقات کرتے۔ جائے غور ہے کہ تمامی دنیا کا وارث پتھر ڈھونے کا کام کرتا ہے اور جو شاہزادہ کی حیثیت سے اور بھی دشوار امر ہے کہ صرف دو پیسہ یومیہ میں گذر کرتے تھے اور خدائے ذوالجلال والاکرام کی طلب میں کہتے تھے اے رب مجھے اپنا دیدار دکھا دے اور ادھر سے ارشاد ہوتا تم ابھی نہیں دیکھ سکتے۔ ولکن انظر الی الجبل فان استقرہ مکانہ فسوف ترانی یعنی پہاڑ کو دیکھ اسقدر مضبوط ہونیکے بعد بھی نہیں دیکھ سکتا جب تو پہاڑ سے زیادہ مضبوط ہو جاویگا جب دیکھ سکیگا۔

ابو عامر بصری کہتے ہیں کہ میرے مکان کی ایک دیوار شکستہ ہو کر گر پڑی تھی اسکے بنانیکیلئے مزدور لینے بازار گیا مجمع مزدوران میں پہنچا میں نے ایک لڑکے نوجوان جنکا سن سال سولہ برس کا ہوگا مزدوروں کے مجمع میں تلاوت قرآن شریف کرتے دیکھا انکے پاس جا کر دریافت کیا آپ کچھ کام کرینگے سنکر فرمایا ہم تو کام ہی کرنیکیلئے پیدا ہوئے (یہ ارشارہ ہے صانع نے عبث پیدا نہیں کیا) انسان ضرور کسی کام کے لئے پیدا ہوا ہی اور یہی شرط انسانیت ہی اصلی کام کو مدنظر رکھے اسکا بھولنا اصلی مطلب کا بھول جانا ہے

بعد شرط نماز اور مقرر کر لینے مزدوری کام کرنے لگے۔ ابو عامر کہتے ہیں کہ شام کو میں نے آکر دیکھا تو دس مزدوروں کے برابر کام بنا ہوا ہے مجھے نہایت خوشی ہوئی اور مقررہ ایک درہم کیجائے دو درہم دینے چاہئے اس شہزادہ نے زیادہ مزدوری لینے سے انکار کیا اور یہ فرمایا کہ میں اس سے زیادہ کیا کرونگا۔ مزدوری لیکر اپنے گھر چلے گئے دوسرے دن ابو عامر پھر انہیں دیکھنے مزدوروں کی بیٹھنے کیجگہ گئے مگر انہیں نہیں پایا لوگوں سے پوچھا کہ کیا وہ آج نہیں آئے کہا کہ وہ تو صرف ہفتہ میں ایک دن آتے ہیں باقی دنوں میں کچھ کام نہیں کرتے۔ پھر اگلے ہفتہ کے دن آپکو ملیں گے۔

اے سعید ہم بھی کیا مسلمان ہیں بر سونکا مال و دولت جمع ہے اور پھر بھی نماز وقت اور بیوقت بھی نہیں ادا کرتے اور قناعت کو ہم جانتے ہیں ابو عامر کہتے ہیں کہ پھر میں نے اگلے ہفتہ تک کام کو موقوف رکھا پھر ہفتہ کے دن انکی تلاش میں نکلا وہ برگزیدہ اسیطرح تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھے میں نے سلام کیا اور مزدوری پر چلنے کی درخواست کی جواب میں وہی فرمایا جو پہلے کہا تھا ایک نماز کیوقت نماز پڑھنے جاؤنگا اور آٹھ ٹکے مزدوری لونگا ابو عامر کہتے ہیں انکو ساتھ لیکر مکان پر آیا دیوار جہاں بنوائی تھی چھپ پوشیدہ ہوکر انکے کام کو دیکھنے لگا دیکھا انہوں نے گارا اٹھا کر دیوار پر رکھا اور اسے پھیلایا اور پتھروں کو ہاتھ کا اشارہ کیا پتھر خود بخود اٹھکر دیوار پر قایم ہونے لگے یعنی چنے جانے لگے مجھے خیال آیا اللہ اپنے اولیاء کی اسیطرح مدد کرتا ہے اور شام ہوتی کام ختم کیا۔ ابو عامر کہتے ہیں کہ میں نے تین درہم انکے سامنے مزدوری کے پیش کئے اس بزرگ نے انکار کیا اور وہی مقرر ہوئی مزدوری لی۔

اے سعید اگر زیادہ لینے کی خواہش ہوتی تو ہارون رشید کی سلطنت چھوڑکر کیوں آتے کہتے ہیں ابو عامر کہ پھر تیسرے ہفتہ کو جا مذکور پر گیا مگر نہ پایا آخرکار وہاں بیٹھنے والوں سے انکا سال پوچھا لوگوں نے کہا کہ آج تین دن سے وہ بزرگ بیمار ہیں اور فلاں کھنڈر میں تنہا پڑے ہیں اور نزع کی حالت میں ہیں یہ سنکر ابو عامر آبدیدہ ہوئے اور ایک مزدور کو اجرت دیکر ساتھ لیا کہتے ہیں ابو عامر ایک کھنڈر میں پہنچے دیکھا کہ انکے سرہانے ایک اینٹ رکھی ہے اور انکو بیہوشی لاحق ہے ابو عامر نے سلام کیا اور انکا سر اینٹ سے اٹھا کر اپنی گود میں رکھا آنکھ کھولکر منع کیا اور کہا کہ میرا سر اسیطرح اینٹ پر رکھدو یہ اشعار پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے اے میرے دوست دنیا کی لذتوں پر دھوکا نہ کہا عمر فنا ہوتی ہے اور نعمتیں زائل اور جب تو کسی جنازہ کو قبرستان کیطرف لیجائے۔ تو یہی خیال کرے کہ اسکے بعد ایکدن اسیطرح قبرستان میں لیجایا جائیگا تو وہ مردہ ہوگا۔

اے سعید جائے غور ہے کہ ایک تہائی زمین کا مالک بادشاہ کا فرزند ہے اور تنہا ایک کھنڈر میں زمین پر پڑا ہوا جان دے رہا ہے نہ نیچے فرش ہے نہ سرہانے تکیہ کچی اینٹ ہے کچھ ہوش ہوا تو فرمایا کہ اے ابو عامر جب میری روح تن سے جدا ہو جائے تم مجھکو غسل دینا اور میرے اس پرانے کرتے میں کفن دے کر

دفن کردینا۔ ابوعامر نے عرض کیا کہ میاں نئے کپڑونمیں کفن آپکو کیوں نہ دیا جائے فرمایا نہیں میت کو نئے کی کیا ضرورت ہے۔ نئے کپڑے کی زندہ کو ضرورت ہے اے ابوعامر کپڑا اگر نیا ہی ہوگا تو گل جائیگا وہاں صرف عمل باقی رہیں گے۔

اے سعید کیا مبارک نصیحت ہواس شاہزادہ کی جو بادشاہت چھوڑ کر کسنڈر کی زمین پر پڑا جان دے رہا ہے اور باآواز بلند کہتا ہے۔ لوگوں کفن کو پرتکلف بنانیکو چھوڑ کر عمل کو پاک بناؤ کیونکہ کفن خواہ کتنا ہی قیمتی ہو گل جائیگا۔ اگر عمل ذرہ کے برابر ہی ہوگا تو وہی باقی رہیگا ہائے کفن کے پرتکلف کرنیوالوں امیروں کب تم سنوگے اور کونسا وقت تمہارے نصیحت سننے کا آئیگا۔ اور کونسے پاک منہ سے سنوگے اور عمل کروگے۔

ای ابوعامر یہ زنبیل اور میرا تہبند قبر کھودنیوالے کو دینا اور قرآن شریف اور انگوٹھی لیکر تم خلیفہ ہارون رشید کے پاس جانا اور کہنا کہ یہ ایک نوجوان مسافر کی امانت ہے جو آپکو دونگا پھر جب خلیفہ سے ملاقات ہو تو یہ دونوں چیزیں اسے دیکر کہنا کہ وہ جوان یہ کہہ گیا کہ دیکھ اے خلیفہ اس غفلت کی حالت میں نہ مرنا یہ سب وصیتیں فرماکر انتقال کرگئے آپ کہتے ہیں ابوعامر اسوقت مجکو معلوم ہوا کہ یہ کوئی مزدور پتھر ڈھونیوالا نہیں تھا بڑا شہزادہ ہے خلیفہ ہارون رشید کا پیارا فرزند ہے پھر کچھ جناب وصیتیں کرگئے تھے اسیطرح عمل کیا۔ ابوعامر قرآن مجید اور انگشتری ساتھ لیکر بغداد شریف پہنچے اور خلیفہ سے ملنے کا ارادہ کیا معلوم ہوا کہ خلیفہ کی سواری چلی آتی ہے یکایک ہزار سوار ونکا رسالہ گذرا پھر دوسرا دستہ سواروں کا گذرا پھر تیسرا اسیطرح نو دستہ ہزار ہزار سوار ونکا خلیفہ ہارون کی سواری کے آگے آئے اب دسویں دستہ میں خلیفہ کی سواری تھی جب ابوعامر کی نظر خلیفہ پر پڑی تو بلند آواز سے عرض کیا اے خلیفہ تجکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں اور یہ عرض کرتا ہوں کہ میرے پاس ایک مسافر غریب الوطن کی امانت ہے یہ لے لیجئے یہ سنکر خلیفہ نے سواری کے روکنے کا حکم دیا اور قرآن مجید اور انگشتری کو ابوعامر سے اپنے ہاتھ میں لیکر دیکھا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے بعض مصاحبوں سے کہا کہ اس شخص کو ساتھ لیلو جب ہم طلب کریں اسوقت حاضر کرنا جب سواری خلیفہ کی محلسرائے کے قریب پہنچی اور خلیفہ محل میں داخل ہوا حکم ہوا کہ وہ شخص کہاں ہے لاؤ حاضر کرو جب ابوعامر خلیفہ کے پاس حاضر ہوئے فرمایا کہ اے ابوعامر میرے قریب آجا جب ابوعامر بہت ہی قریب پہنچے خلیفہ نے فرمایا کہ اے ابوعامر تو میرے فرزند کو جانتا ہے فرمایا کہ وہ کیا کرتا تھا عرض کیا کہ مزدوری کرتے تھے فرمایا کس قسم کی مزدوری کرتا تھا عرض کی کہ مٹی اور پتھر ونکا کام کرتے تھے فرمایا کیا ابوعامر تم نے بھی انسے کچھ مزدوری کرائی تھی عرض کیا کہ ہاں میرے ہی دیوار بنوائی تھی سنکر فرمایا کہ کس لیے تونے ایسے شخص سے ایسی سخت محنت کا کام لیا جسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی قریب کی قرابت تھی کہ آپکے حقیقی چچا کی اولاد میں سے ہیں یعنی خلیفہ ہارون کا حقیقی فرزند ابوعامر نے سنکر عرض کیا کہ اللہ تعالے کی جناب میں معذرت نامہ پیش کرتا ہوں مجھے اسکا علم انکی وفات کیوقت ہوا ہی اس سے پہلے کچھ معلوم نہ تھا خلیفہ نے فرمایا غسل دینیوالے ہاتھ اپنے مجھے دو ابوعامر کے ہاتھوں کو خلیفہ ہارون نے اپنے سینہ

لگایا اور فرمایا کہ ان ہی ہاتھوں نے میرے لخت جگر مسافر کو تو نے کفن پہنایا ہے خلیفہ پھر روتا تھا اور جو شعر پڑھتا تھا اسکا ترجمہ یہ ہے۔

اے مسافر غریب الوطن جسکے غم میں میرا قلب پگھلا جاتا ہے اور میری آنکھیں اسکی غم میں آنسو بہاتی ہیں۔
اے وہ شخص جسکی قبر مجھسے دور ہے مگر غم دل کے قریب ہے اسکی ساری زندگانی کے مزے کو موت نے مکدر کر دیا اسکی بعد خلیفہ نے حکم دیا کہ سامان سفر درست کیا جائے اور دوسرے دن بغداد سے بصرہ کیطرف روانہ ہوا اپنی فرزند کی قبر پر پہنچا قبر کو دیکھکر بیہوش ہو کر زمین پر گرا ہوش میں آکر یہ شعر بطور مرثیہ کے پڑھے۔
ترجمہ۔ اے غائب ہو جانیوالے جو اپنے سفر سے واپس نہ آئیگا۔ جلدی کی موت نے اور آگئی اسے موت کم سنی میں اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو میرے لئے انس کا باعث تھا تجھے راتوں کو پہلاتا تھا بس پی لیا تو موت کا وہ پیالہ جسکو تیرا باپ خلیفہ بھی پینے والا ہے جس کا پینا نہایت ضروری امر ہے سارا جہان اسکو پئے گا اے سعید خدا وحدہٗ کا شکر ہے جسنے سب کے لئے موت کا دروازہ یکساں دا کیا ہے غرض ہارون رشید بہت کچھ رو دھو کر واپس بغداد کو ہوا ابو عامر کہتے ہیں کہ جب رات ہوئی اور میں اپنے وظیفہ سے فارغ ہو کر ذرا سو یا تھا مجھے ایک نور کا قبہ نظر آیا جسپر ایک نور ابر کیطرح چھایا ہوا تھا یک بیک وہ ابر کھل گیا اور وہی شاہزادہ ہارون رشید مجھے پکار کے کہتا ہے کہ اے ابو عامر اللہ تجھے جزا دے ابو عامر نے کہا کہ میاں آپکا حال بعد وفات کیا ہوا فرمایا کہ بڑے کریم رحیم خوش ہونیوالے رب کے سامنے پہنچایا گیا اس رب کریم نے مجھے وہ دیا جو کبھی آنکھ نے دیکھا تھا نہ کسی کان نے سنا تھا نہ کسی کے خیال میں آیا تھا اس مولا نے اپنی ذات پر لازم کر لیا ہے کہ جو شخص دنیا کو چھوڑ کر اسطرح آئیگا کہ جسطرح میں آیا اسکی بھی ایسی ہی قدر کیجائیگی جو میری قدر ہوئی۔
ابو عامر یہ خواب دیکھکر خوشی سے جاگے۔

اے سعید ہم مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسے بزرگوں کی پیروی کریں۔ اللہ توفیق کو رفیق کرے۔
حکایت حسن بصری ابتدا میں جوہری تھے کچھ جواہرات ہرقل بادشاہ روم کے پاس لیکر آئے پہلے وزیر سے ملے اور اپنے تحفہ لانیکا بیان کیا وزیر نے کہا کل شاہ ہرقل کے شہزادہ کا عرس ہے اور وہ قابل دید ہے پس حسن بصری کو جو سنا ہزادہ ہرقل کے قبر پر خیمہ نصب ہوا تھا اسکی چلمن کی اوٹ میں خفیہ جگہ پر کھڑا کر دیا حسن بصری نے دیکھا کہ پہلے ایک جماعت مقدس عیسائیوں کی آئی اور قبر پر کھڑی ہو کر کچھ پڑھکر روتی ہوئی نکلکر چلی گئی اسکے بعد ایک جماعت طبیبوں کی اور بڑے بڑے ذی عقل لوگوں کی۔ بعد فوج کے افسروں کی ننگی تلواریں لیکر بعد ازاں پری پیکر حسین عورتوں کا مجمع جنکے سر کے بال کھلے تھے جنکی تھالیوں میں موتی اور جواہرات تھے بعد خود بادشاہ خیمہ کے اندر آیا اور قبر کے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا اے فرزند تو مجھے دنیا میں سب سے پیارا تھا مگر افسوس کہ تو مر گیا اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جسنے تیری جان لی ہے وہ راہبوں اور عابدوں کی شفارش سے انکی دعا کی برکت سے تیری جان کو واپس کر دیگا تو یہ بڑے بڑے راہب اس کام کیلئے تیری پاس حاضر ہیں

مگر یہ جانتا ہوں کہ انکی دعا سے کچھ نہ ہوگا۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ عقلمندوں اور طبیبوں کی تدبیر سے تیری جان تجھے بخشدینگا تو یہ بہت بڑی جماعت طبیبوں کی اور دنیا بھر کے عقلمندوں کی تیری قبر کے پاس کھڑی ہے اور تیری رہائی کی تدبیر کو انکو موجود ہے مگر میں جانتا ہوں کہ تجھے ایسے زبردست نے مارا ہے کہ اسکے سامنے کیسی کی تدبیر کارگر نہیں ہوئی۔ اے فرزند اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جس نے تیری جان نکالی ہے وہ کسی بڑی فوج سے ڈر کر تجھے چھوڑ دیگا تو یہ شیر فوج اور فوج کے افسر تجھے قید سے چھڑانیکو تیری قبر کے پاس موجود ہیں لیکن جس نے تجھے لیا ہے وہ ایسا زبردست خدا ہے کہ کوئی قوم اسکے سامنے کوئی ہستی نہیں رکھتی ہے اے فرزند مجھے معلوم ہے جسنے تجھے مارا ہے وہ نہ حسین عورتوں کا طالب ہے نہ وہ مال جواہر کا خواستگار اور وہ اب تجھے چھوڑیگا اسلئے میں اب تجھ سے بھرا لجسال کیلئے رخصت ہوتا ہوں یہ کہہ قیصر غیبہ سے باہر نکل آیا اور سب لوگ قبر کے پاس سے رخصت ہوئے حسن بصری کہتے ہیں کہ یہ واقعہ دیکھکر دنیا سے بیزار ہو گیا اور آئندہ میں نے دنیا کے جواہرات پیچھے چھوڑ کر آخرت کے جواہرات خریدنے شروع کر دئیے یعنی نیک عمل کرنے لگا۔

نقل حضرت ابراہیم ادہم علیہ الرحمۃ ایک رات اپنی محلسرائے میں سوتے تھے یکدیک آدھی رات کو مکانکی چھت پر آدمی کے چلنے کی آہٹ معلوم ہوئی آپنے پکارا کہ ہیں اسوقت کون ہے جوابدیا کہ ایک دوست ہوں آج شام جنگل میں میرا اونٹ کھو گیا تھا اپنے کھوئے ہوئے اونٹ کو یہاں ڈھونڈنے آیا ہوں آپنے فرمایا کہ اونٹ جنگل میں گم ہوا اور تم شاہی مکانوں کی چھت پر تلاش کرتے ہو یہ کیا قرین عقل ہے جوابدیا کہ جناب جسطرح جنگل کا گم ہوا اونٹ بادشاہی مکانکی چھت پر تلاش کرنا عقل کیخلاف ہے اسیطرح بادشاہی محلوں میں رہکر خدا کی تلاش کرنا بھی عقل کیخلاف ہے یہ کہکر وہ ہاتف غیبی غائب ہو حضرت ابراہیم رح کے قلب میں عشق الٰہی کا گہرا تیر لگ گیا جسکا زخم کبھی نہ بھرا آپ اسیدن تخت وتاج واہل وعیال کو چھوڑ کر صحرا نوردی کیلئے نکل گئے پھر دنیا کی بادشاہت چھوڑکر جو کچھ مرتبہ پایا وہ اہل جہاں کو معلوم ہے ایک وقت دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور اپنی پرانی گدڑی سی رہے تھے کہیں اسطرف سے ایک امیر جو کبھی آپکا ملازم تھا نکلا آپکو دیکھکر حیرت میں گیا اور عرض کیا جسکو مولانا روم فرماتے ہیں ؎

ترک کردہ ملک ہفت اقلیم را میزند بر دلق سوزن چوں گدا

کہا اے ابراہیم تم بادشاہت چھوڑکر فقیروں کیطرح گدڑی سیتے ہو اسکے جواب میں ابراہیم نے پہلے کچھ نہیں کہا بلکہ وہ سوئی جس سے گدڑی سی رہے تھے فوراً دریا میں پھینکدی اور بلند آواز سے کہا کہ میری سوئی لاؤ ہزاروں مچھلیاں آپکی آواز سنتے ہی اپنے موہوں میں سنہری سوئیاں لیکر آئیں اور باہر گردن نکالکر کہا کہ حضرت سوئی لیجئے تب آپنے اس امیر سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اب بتاؤ کہ یہ روحانی حقانی بادشاہت اچھی ہے یا وہ ذلیل اور فانی بادشاہت۔

اے سعید یہ دولت لازوال تارک الدنیا یا خدا کو ملتی ہے۔ اہل دنیا ہمیشہ زر وجواہر کے غم میں

رہتے ہیں دنیا کے مزے اور مولا کی خواہش ایک قلب میں جمع نہیں ہو سکتی۔
نقل ہے کہ ایک بزرگ لکڑیاں خریدنے جاتے تھے رستہ میں مسجد آئی مسجد میں آذان ہوئی فوراً مسجد کیطرف روانہ ہو گئے مسجد کے رستہ میں ایک تھیلی اشرفیونکی پڑی ہوئی دکھائی دی اس بزرگ نے کہا اسکی طرف توجہ کرنیسے نماز میں حرج ہو گا تکبیر اولی رہجائیگی یہ شیطانی روک ہے اسی ذریعہ سے لوگوں کو روکتا ہے جلد جلد قدم اٹھاتے مسجد میں چلے گئے نماز پڑہی بعد نماز کے بازار میں لکڑیاں خرید کر گھر کی راہ لی آتے جاتے اس مال کا کچھ خیال نہ کیا جب مکان میں پہنچے اور لکڑیاں کہولڈالیں تو وہ تھیلی لکڑیونکے اندر سے برآمد ہوئی حیرت میں آکر بولے الٰہی یہ تھیلی کہانسے آئی آواز آئی تونے ہمارے لئے دنیا کو چھوڑا ہم نے تیرے لئے تھیلی کو تیری لکڑیوں میں باندھ دیا سبحان اللہ۔
نقل ہے کہ بی بی رالعہ بصریہ ایک رات تہجد کی نماز پڑہکر سوئیں خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا عظیم الشان درخت ہے جسکی صورت نہایت عمدہ تہی جسکی خوشبو نہایت پاکیزہ جسکے پہل سورج اور چاند کیطرح چمکتے تہے حیرت میں آکر پوچھا کہ یہ کسکا درخت ہے جواب ملا آپ ہی کا اور یہ آپکی تہجد کی نماز کا ثواب ہے یہ سنکر بی بی رالعہ نہایت خوش ہو کر اس درخت کے نیچے تشریف لیگئیں یک بیک جو نظر اٹہا کر دیکہا تو سارے درخت کے پہل نیچے گرے ہوئے پائے جو سونیکی طرح زمین پر پڑے ہوئے چمکتے تہے افسردہ خاطر ہو کر فرمایا کیا اچہا ہوتا کہ یہ پہل اس درخت پر لگے رہتے جواب ملا یہ پھل درخت پر لگے ہوئے تہے لیکن تمہاری وجہ سے یہ نیچے گرے ہیں اور وجہ یہ ہے کہ رات کو آپنے تہجد کی نماز پڑہتے ہوئے عین نماز کے اندر یہ خیال کیا تہا کہ وہ جو میں نے آٹا گوندہ کر رکہا ہے خدا جانے ابہی تک وہ خمیر ہو گیا یا نہیں اس خیال کے آتے ہی سارے پہل درخت سے نیچے گر گئے۔ ذرا سے خیال دنیا کا آنے سے انکو متنبہ کیا گیا کہ دنیا کے امور کا خیال ہی فکر و سیع ہے جنکا رتبہ سوا ہے انسے گرفت بہی سوا ہے۔
دنیا کے تمام جہگڑے اور مخلوقات اور موجودہ چیزوں کے ساتھ تعلق رکہنے کا نام دنیا کی محبت ہے البتہ علم و معرفت الٰہی اور نیک کام جنکا ثمرہ مرنیکے بعد ملنے والا ہے انکا وقوع اگرچہ دنیا میں ہوتا ہے مگر درحقیقت وہ دنیا سے مستثنے ہیں اور انکی محبت دنیا کی محبت نہیں بلکہ آخرت کی محبت ہے حق تعالے فرماتا ہے کہ ہمنے دنیا کی تمام چیزوں کو زمین کی زینت کا سامان بنایا ہے تاکہ لوگونکو آزمائیں کون اُن پر فریفتہ ہو کر آخرت کو ضایع کرتا ہے س

(چیست دنیا از خدا غافل بدن) اور کون بقدر ضرورت سفر کا توشہ سمجھکر اپنی آخرت سنوارتا ہے یاد رکہو آدمی کو جاہ و مال کے علاوہ زمین و مکان کی بہی محبت ہوا کرتی ہے مثلاً مکان بنائے یا کھیتی کرے نباتات کی بہی محبت ہوتی ہے مثلاً جڑی بوٹی کے اسکو دوا دونیں استعمال کرے یا ترکاری پہل پہول کہ اسکو کہائے اور مزا اڑائے معدنیات کی بہی محبت ہوتی ہے مثلاً برتن اور اوزار بنائے یا زیور بناکر

پہنے یا نقد جمع کرے اور حیوانات کی بہی محبت ہوتی ہے مثلاً شکار کرے اور کہائی اور سواری لے اور اپنی زینت بڑہائے اور آدمیونکی بہی محبت ہوتی ہے مثلاً یہ کہ عورتونکو منکوحہ اور خادمہ بنائی یا مردوں کو غلام اور نوکر و خدمتگار بنائی انہیں چیزونکا نام جو ضرورت سے زیادہ ہوں ہوائے نفس ہے اسلئے حقتعالے نے فرمایا ہے جسنے اپنے نفس کو خواہش بیجا سے روک لیا اسکا ٹھکانا جنت ہے۔ دنیا کی محبت محض کھیل اور تماشہ ہے اور اس سے اکثر امراض باطنی مثلاً غرور۔ حسد۔ ریا۔ حرص پیدا ہوتی ہیں جس نے انکو چھوڑ دیا وہی تارک الدنیا ہے جیسے ہمنے حکایت خلیفہ ہارون رشید کی نقل کی یاد رکھو جسطرح آگ و پانی کا جمع ہونا ناممکن ہے اسیطرح معرفت الہی اور توشہ آخرت اور حب دنیا کا جمع ہونا ناممکن ہے جبتک ہر لحظہ فکر و ذکر الہی میں مشغول نہو نگے اسوقت تک حق تعالے کی محبت پیدا نہوگی جنہوں نے سرکشی کی اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دی تھی جہنمی ہے۔

حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تعجب ہے ان بندوں پر جو عالم بقا کو سچا سمجھیں اور پہر اس ناپایدار پر فریفتہ ہوں ایکمرتبہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ہریرہؓ کا ہاتھ پکڑا اور کوڑی پر لا کھڑا کیا جہاں مردونکی کہوپڑیاں اور نجاست و غلاظت کے ڈھیر اور بوسیدہ ہڈیاں اور پہٹے پرانے کپڑے پڑے ہوئے تھے فرمایا کہ دیکھو ابو ہریرہؓ دنیا کی یہ حقیقت ہے ایکوقت وہ تہا کہ ان کہوپڑیوں میں بہی تمہاری طرح آرزوئیں جوش مارتی اور حرص و ہوا لبریز تہیں آج کس بری طرح ننگی پڑی ہیں اور چند روز میں انہیں خاک کہا لیگی اور انکا پتہ و نشان بہی نرہیگا غلاظت جو نظر آرہی ہے وہی تمہاری غذا ہے جسکو پیٹ کے اندر بہر لیتے حلال و حرام کا امتیاز نہیں ہوتا ایکدن وہ تہا کہ تمہارا زینت سے آراستہ تہا اور تمہاری محبت سے وہ خراب ہوگیا اور آج یہاں کوڑے پر گندی حالت میں پڑا ہے اسکی بو سے لوگ بہاگتے اور گھینا تے ہیں اور یہ پہٹے پرانے کپڑے کسیوقت تمہاری چمک دمک والے لباس تہے اور تم انپر مغرور تہے اور اب کوئی انکا پرسان حال نہیں یہ حالت دنیا کی ہے اچھے وہی لوگ ہیں جنہوں نے انہیں ترک کیا اور ضرورت سے زیادہ نہ استعمال کیا۔

روایت ہے۔ کہ جب مصر میں یوسف علیہ السلام کو مالک فروخت کر رہا تہا اور آپکے دیکھنے والے کوئی حیران ششدر رہ گئے بالکل مجنوں ہوگئے اور کوئی صانع کی کاریگری مصنوع سے دیکھنے پر کرنے لگے یعنے یوسف علیہ السلام کے پیدا کرنیوالے کی تعریف ہے کہ جسنے ایسا حسین پیدا کیا گر یہ سبکا پیدا کرنیوالا وہی ہے چنانچہ مصر میں ایک عورت اولاد شداد بن عاد سے تہی اور نام انکا بازعہ تہا اور بیٹی طاغوت کی تہی اور شاہی خاندان سے تہی سنی آنسنے یوسفؑ کی جب یہ خبر سنی مضطرب و بیقرار تمام مال و سامان لیکر وہ بہی حاضر ہوئی اور آئی پاس یوسف علیہ السلام کے بے اختیار ہو

ہوئی سامنے جب کہ یوسفؑ کے آ | رہے ہوش اس کے نہ اصلا بجا
کہا پھر یہ یوسفؑ کو ہے کون تو | نہ اس طرح کی شکل دیکھی کبھو
فرشتہ ہے یا حور ہے یا پری | یہ کی اس طرح کس نے صنعت گری
کہا مجکو خالق نے پیدا کیا | بشر کر کے مجکو ہویدا کیا
یہ صورت ہے اسکی عطا کی ہوئی | خزانوں میں اسکے نہیں کچھ کمی
کہا اس نے میں تو مسلمان ہوئی | تری فیض سے صاحب ایمان ہوئی

غرض کے سبکو ترک کر کے کہتی تھی ؎

اسی کی عبادت مجھے ہے ضرور | نہ تجھ سے علاقہ کہ ہے یہ قصور

سب مال خدا کی راہ میں لٹا دیا اور ایک عبادت خانہ بنا وہیں عبادت میں مصروف ہوئی۔
نقل ہے کہ مسلمان فارسی بزمانہ شہزادگی ایک روز شکار کو گئے تھے راستہ میں ایک قافلہ پڑا ہوا تھا جو مدینہ سے آیا ہوا تھا کیا دیکھتے ہیں کہ انمیں ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اسکے قیام اور رکوع و سجود کرنے سے انکا دل نرم ہوا اور اچھا معلوم ہوا اس شخص کے پاس گئے پاس جا کر سنا تو وہ یہ پڑھ رہا ہے ہو الذی لا الہ الا ہو عالم الغیب و الشہادۃ ہو الرحمٰن الرحیم کلام ربانی کی لذت نے کفر سے جی پھیر دیا اور اسلام کے ذائقہ کا مزا انکے دل میں آیا اس سے پوچھا اے شخص تو یہ کیا کر رہا ہے اسنے کہا کہ خدا کی نماز پڑھ رہا ہوں اور کلام مجید خدا کا کلام ہے اسکو پڑھتا ہوں کہا یہ خدا کا کلام کس پر نازل ہوا ہے اسنے کہا مدینہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں انپر نازل ہوا ہے کہا وہ کیسے شخص ہیں اسنے آنحضرت کی صفات بیان کیں حضرت سلمان نادیدہ مشتاق ہو گئے اور یہانتک اشتیاق ہوا کہ شہزادگی چھوڑ کر کمبل اوڑھ لیا اور خفیہ مدینہ میں پہنچے جب یہ مدینہ میں آئے حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سارا ماجرا بیان کیا اور کہا رسول اللہ آپ انکا استقبال کیجئے کہ وہ آپکا نہایت مشتاق ہے چنانچہ حضرتؐ نے مع صحابہ انکا استقبال کیا دیکھا کہ کمبل بغل میں ہے نمدے کی ٹوپی سر پر ہے اشتیاق جمال رسول اکرمؐ میں مست و سرشار چلے آتے ہیں جب انہوں نے آپکو دیکھا بیتاب ہو کر کہنے لگے انی اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد انک رسولہ بالحق۔ آپنے انکو بغل میں لیا اور مدینہ میں لے آئے اور فرمایا من احب سلمان فقد احبنی یعنی جس نے سلمان کو دوست رکھا اسنے مجکو دوست رکھا جب سلمان مدینہ میں رہنے لگے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ انکی زبان فارسی ہے ہم لوگ بالکل نہیں سمجھ سکتے آپنے سلمانکو بلایا اور کہا اے سلمان اپنا منہ کھول آپنے اپنا لعاب دہن انکے منہ میں ڈالدیا فی الحال حضرت سلمان عربی بولنے لگے۔ یہ لوگ تھے جنہوں نے سلطنت دنیا کو ترک کردیا سلطنت ہی کو ترک نہیں کیا بلکہ دنیا کی محبت ترک کر دی۔ اور مولی کی محبت میں غرق ہو گئے۔
روایت ہے کہ قیامت کے دن زمین اگل دیگی بڑے بڑے شہتیر اور ستون سونے چاندی کے پس وہ

لوگ جنہوں نے مال مارا یا مال والونکو مارا یا مال چورایا بطور دغا و فریب کے اور دو نکا مال کہایا وہ کف افسوس ملیں گے اور آتش حسرت میں جلیں گے بعدہٗ آتش دوزخ کا مزہ چکہیں گے اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو اس آفت سی بچاوے۔ آمین۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ معاذ بن جبل سی روایت کرتے ہیں کہ میں ایکدن زار و نزار روتا ہوا خدمت جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا فرمایا کہ اے معاذ کس چیز نے تجھے رلایا عرض کیا یا رسول اللہ ڈرتا ہوں کہیں آفات لذات دنیا میں گرفتار ہو کر دولت آخرت سی محروم نہو جاؤں اور متاع ایمانکو اس مقام گمنامی میں گم نہ کر جاؤں کچھ نصیحت فرمائیے کہ حب دنیا جی سے جاوے اور حب عقبیٰ جی میں سماوے ارشاد کیا اے معاذ ذات پروردگار بلا شک بے نیاز ہے ہر دم گناہ سی بچیارہ اور لذات گناہ سی بہاگتا رہ کہ کہیں تجھکو مغرور کرکے نعمت جنت سی محروم نہ رکہے اور مستحق عذاب آخرت کا کرے اور عذاب آخرت کا ایسا ہی کہ ایک ساعت بلکہ ایک پل بھی کوئی اسکی تاب نہ لا سکے گا اور پس جو کوئی مصائب برائیوں اور صحبت بدوں سے بچے اور رفاقت بہلائی اور بہلوئی کرکے احکام خدا تعالےٰ بدل و جان ملنے اور اچہوں کی پیروی کرے اور ہر دم حکم خدا اور رسول پر مرے تو عالی درجات پاوے اور کوئی چیز مفید زیادہ صحبت علمائے اہل شریعت عرفائے صاحب طریقت سی نہیں پس جو کوئی سعادت سرمدی اور دولت ابدی سے محروم رہا بلاشک اسنے دین و دنیا کو تباہ کیا اسواسطے لکہا ہی کہ جو کوئی ہر روز تلاوت کلام اللہ و کلمہ اللہ سے مشرف نہوگا سیاہ دل اور گمکردہ منزل ہو جاویگا اور زندہ ہو کر راندہ گنہگاری اور نافرمانی جناب باری میں گرفتار رہیگا اسواسطے میں نے اس کتاب میں حدیثوں اور احوال صحابیوں اور افعال صدیقیوں اور زاہدوں اور حق پرستوں کا لکہا ہی تا کہ ہر خاص و عام کو ہدایت کی راہ دکہاوے۔ اور عمل خیر کی اللہ پاک توفیق دے آمین ثم آمین۔

نقل ہی کہ حضرت غوث اعظم رح کی پاس شاہ سنجر نے لکہا تہا کہ ملک نیمروز کا ایک حصہ آپکی خانقاہ کے خرچ کے لئے نذر کرنا چاہتا ہوں قبول فرمائیے آپنے جواب میں دو شعر لکہے ؎

چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد — در دل اگر بود ہوس ملک سنجرم
زاں گہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب — من ملک نیمروز بیک جو نمی خرم

یہ لوگ تہے جنہوں نے دنیا و دون سی دل نہیں لگایا تہا اللہ اللہ کرکے اللہ کو پایا تہا۔

از سلک مروارید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اقوال۔ آخرت کا غم دلمیں ایک نور ہی دنیا کا غم دلمیں ایک اندہیر ہے جس نے دنیا کو چہوڑا خدا کا محبوب ہوا۔ جس نے طمع کو چہوڑا وہ دنیا کا محبوب ہوا اور آپنے فرمایا ہی میں نے چار باتوں میں عبادت کا مزا پایا۔

(۱) فرائض الٰہی کے ادا کرنے میں (۲) خدا کی حرام کی ہوئی چیز و نسے بچنے میں (۳) تہدا سے ثواب

کی امید پر نیک کام بتاتے ہیں (۴) غضب الٰہی سے ڈر کر برے کام سے رکتے ہیں۔

حج و عمرہ قصہ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ و ماہ ذی الحجہ و قربانی و زیارت مدینہ منورہ

اذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا و علی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق۔ یعنی پکار دے لوگوں میں حج کیواسطے کہ آویں تیری طرف پیادے اور سوار۔

فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بہما و من تطوع خیراً فان اللہ شاکر علیم۔ یعنے پس جو کوئی حج کرے گھر کا یا عمرہ کرے گھر کا پس نہیں گناہ اوپر اسکے یہ کہ طواف کرے بیچ ان دونوں کے اور جو کوئی بھلائی کرے پس اللہ قدر دان ہے جاننے والا ہے۔

واتموا الحج والعمرۃ للہ عمرہ و حج واسطے اللہ کے پورا کرو۔ جو شخص خانہ کعبہ کا اشتیاق رکھتا ہو اس شوق میں اسکی آنکھوں سے آنسو نکلے تو خدا تعالےٰ فرشتوں کو پکار کر فرماتا ہے کہ دیکھو میرے بندہ کو کیسی اسکی آنکھیں میرے گھر کے اشتیاق میں رو رہی ہیں تم گواہ رہو کہ میں نے گناہ بخشدئے اور اسکے عیبوں کی پردہ پوشی کی۔

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب حاجی احرام باندھتے ہیں اور تکبیر کہتے ہیں تو حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتوں میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے گھر کے اشتیاق میں بڑا لمبا سفر کیا اور اپنا گھر چھوڑ دیا انکی تکبیر و تہلیل سے زمین پر ہوگئی گواہ رہو کہ میں انسے خوش ہوں اور انکی توبہ قبول کی اور انکے گناہ بخشدئے اور بہشت انکو حلال کردی اور دوزخ انپر حرام یہ میرے دوست ہیں اور انکا دوست میں ہوں یہ میری ملک ہیں اور میں انکا مالک ہوں اور انپر حساب کا دفتر نہ کھولونگا اور انکے لئے میزان نہ رکھونگا۔ اور حضرت نے فرمایا ہے کہ اپنے گھر سے جو شخص حج کرنیکیلئے باہر آوے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوجاتا ہے کہ گویا ابھی اپنی ماں سے پیدا ہوا ہے اور اسکیلئے ہر قدم کے بدلے جبتک گھر لوٹ کے آوے ستر برس کی عبادت کا ثواب ہے اور چالیس روز تک اسکی دعا قبول ہے اور چار سو آدمیوں کی شفاعت اسکے گھر والوں سے مقبول ہوگئی۔ اے سعید حج عمر بھر میں ایکبار ضرور کرنیکی عبادت ہے۔ اسکے تارک کا باوجود استطاعت کے وہی حکم تارک نماز و روزہ و زکوٰۃ ہے عمداً ہے بلا تفاوت کے۔ فرضیت حج کی قرآن شریف و حدیث دونوں سے ثابت ہے۔

حدیث ہے راوی ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو شخص مالک ہو زاد راہ کا جو کہ پہنچاوے اسکو بیت اللہ تک پھر اسنے حج نہ کیا اب وہ یہودی مرے یا نصرانی۔ حج ادا کرنیوالے کے سب گناہ معاف ہوتے ہیں جیسے کہ ماں نے اسے ابھی جنا مگر بشرطیکہ اسنے کہ فسق کیا ہو یا زبان سے ناشائستہ کہا ہو اور ارشاد نبی ہے بہت سے گناہ ایسے ہیں کہ کوئی چیز اس کا کفارہ نہیں ہوسکتی مگر عرفات میں کھڑا رہنا۔

اور ارشاد نبی ہے کہ شیطان کسی دن اس سے زیادہ خوار ذلیل و زرد رو عرفے سے زیادہ نہیں ہوتا کیونکہ اس روز حق تعالےٰ خلایق پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور گناہ کبیرہ بخشتا ہے۔

اور ارشاد ہے جو حج کے خیال سے گھر سے نکلا اور راہ میں مرگیا قیامت تک ہر ایک سال اسکے واسطے حج عمرہ لکھتے ہیں۔ جو شخص مکہ میں یا مدینہ میں مرجاوے وہ حساب سے بیفکر رہیگا حج مرور دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے اور اس کا بدلہ بہشت ہے۔

روایت ہے خانہ کعبہ کو فرشتے عروس کیطرح آراستہ کرینگے اور میدان حشر میں لیکے چلیں گے اثنا راہ میں وہ میری قبر کیطرف سے ہو کر گذریگا اور بزبان فصیح مجھ سے کہیگا السلام علیک یا محمد رسول اللہ اور میں اسکے جواب میں کہونگا وعلیکم السلام یا بیت اللہ تو میری امت کے ساتھ کیا سلوک کریگا تو کعبہ کہیگا کہ اے محمد تیری امت سے جو میری زیارت کو آگیا ہے تم اسکی طرف سے خاطر جمع رکھو باقی کی شفارش آپ کیجئے گا۔

اور آپنے فرمایا ہے کہ حج قبولی کی نشانی یہ ہے کہ حاجی کا حال اس حال سے بہتر ہو جائے جو حج کرنے سے پیشتر تھا۔ ایک بزرگ نے عرفی کی شب خواب میں دو فرشتوں کو دیکھا ایک فرشتے نے دوسری فرشتے سے پوچھا کہ تو جانتا ہے امسال کتنے حاجی تھے کہا نہیں کہا چھ لاکھ آدمی تھے پھر پوچھا کہ کتنوں کا حج قبول ہوا کہا نہیں کہا چھ آدمیوں کا حج قبول ہوا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ہیبت کے مارے نیند سے اٹھا اور نہایت غمگین ہوا اور کہا کہ ہر گز میں ان چھ میں نہونگا اس اندیشہ وغم سے مشعر الحرام کو پہنچا اور سوگیا پھر وہی دو فرشتے میرے خواب میں آئے پھر ایک اسمیں کا بولا کہ تو جانتا ہے کہ حقتعالے نے خلائق میں کیا حکم کیا ہے بولا نہیں جانتا کہا ایک ایک کی خاطر ایک ایک لاکھ بخشدیا پھر میں شاد ہو کر خواب سے بیدار ہوا اور شکر حق ادا کیا۔

اور حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ حقتعالے نے وعدہ کیا ہے کہ ہر سال چھ لاکھ بندے حج میں بیت اللہ کی زیارت کریں جب اس سے کم ہوں تو عدد کے پورا کرنیکیلئے ملائک کو بھیجا جاتا ہے۔ اور عمرے کا وقت تمام سال ہے اور حج کے نو دن ذی الحجہ ہیں۔

اور حج واجب ہونیکی شرطیں پانچ ہیں ایک اسلام[۱]۔ اور بلوغ[۲]۔ اور عقل[۳]۔ اور آزادی[۴]۔ استطاعت[۵] استطاعت کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ قدرت ہو کہ اپنے تن سے حج کرے اسکیواسطے تین چیزیں ضروری ہیں۔ ایک تندرستی دوسرے بیفکری راہ کہ جسمیں دریا خطرناک یا ایسا دشمن جس سے جان و مال کا اندیشہ ہو نہووے۔ تیسرے یہ کہ اتنا مال رکھتا ہو کہ آنے جانے کے خرچ کو اور پھر آنے تک زن و فرزند کے نفقہ کیواسطے کفایت کرے بعد اسکے یہ کہ سارا قرض ادا کیا ہوا اور سواری کا کرایہ رکھتا ہوا ور پیدل نہ چلنا پڑے اگر مال رکھتا ہے مگر تندرستی نہیں تو وہ حج بدل کرائے حج کے ارکان پانچ ہیں۔ احرام۔ اور طواف۔ اسکے بعد سعی اور عرفات میں کھڑا رہنا اور بال مونڈنا۔

• واجبات حج جن کے ترک کرنے سے حج باطل نہیں ہوتا پر ایک بکرا ذبح کرنا لازم ہوتا ہے چھ چیزیں ہیں ایک احرام باندھنا میقات سے اگر وہاں بغیر احرام کے گذریگا تو ایک گوسفند واجب ہوگی کنکریاں پھینکنا غروب آفتاب تک۔ عرفات میں ٹھیرنا۔ اور رات کو مزدلفہ میں مقام کرنا اور منا میں مقام

کرنا اور طواف سے۔

حج میں چھ چیزیں منع ہیں۔ ایک لباس سلا ہوا پہننا کیونکہ احرام میں پیراہن اور شلوار اور دستار اور موزہ پہننا درست نہیں بلکہ لنگ باندھے اور چادر اوڑھے اور نعلین پہنے اگر نعلین میسر نہوں تو کفش درست ہے اگر لنگ نہو تو شلوار درست ہے اور سنت امام کو لنگ سے ڈھانپنا۔ واسطے پر سر کھلا رکھے اور عورت کو چاہیے کہ عادت موافق لباس پہنے پر منہ کو نہ چھپاوے اگر عورتیں محمل یعنی عماری میں رہیں تو درست ہے اور دوسرے یہ کہ خوشبو نہ لگاوے اگر عطر لگا یا ہوا یا بسا ہوا کپڑا پہنا تو گوسفند واجب ہوگی تیسرے یہ کہ بال نہ مونڈے اور ناخن نہ تراشے اگر بال مونڈے اور ناخن تراشے تو گوسفند واجب ہوگی سر سے لگا نا حمام میں جانا فصد و حجامت کرنا اور بالوں کو کنگھی کرنا تا جوئیں نہ پڑیں درست ہے چوتھے جماع کریگا تو ایک اونٹ یا گائے یا سات گوسفند واجب ہونگے اور حج باطل ہوگا اور قضا واجب ہوگی لیکن حج فاسد ہوگا پانچویں عورت کو چھونا اور بوسہ دینا درست نہیں اور جو چیزیں ناقص طہارت ہو چھونیسے اور عورت سے مزہ لینے میں گوسفند واجب ہوگا چھٹے یہ کہ شکار درست ہے اور اگر صید کو مارے گا تو اسکی مانند واجب ہوگا۔ اونٹ یا گائے یا گوسفند۔ چاہیئے کہ حج کے جانیسے پہلے توبہ کرے تا صغیرہ اور کبیرہ بخشے اور فحش سے اور فسق سے اور جو کسی کا کچھ دینا ہو وہ دیوے جو بے انصافی اس سے ہوئی ہو مطابق شرع شریف کے کرے اور زن و فرزند کا نفقہ دیوے اور وصیت نامہ لکھے اور مال حلال سے زاد راہ لیوے اور شبہ کی چیز سے حذر کرے کیونکہ مال شبہ خرچ کر کے حج کریگا تو اسکے حج قبول ہونے میں تامل ہے اور اتنا زاد راہ ساتھ رکھے کہ فقیر اور محتاج سے سلوک کر سکے اور گھر سے نکلنے کے آگے سلامتی راہ کے لئے کچھ خیرات کرے ہمراہی میں ایسے رفیق صالح کو پیدا کرے جو سفر کردہ ہو اور راہ کے امورات میں اسکا غمخوار رہے اور وطن کے دوستوں سے ملکے رخصت لیوے مگر ریا کا خیال نہو اور گھر سے نکلنے کے پہلے دو رکعت نفل پڑھے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے قل یا ایہا الکفرون اور دوسری میں بعد فاتحہ قل ہو اللہ اور آخر میں یوں کہے اللہم انت الصاحب فی السفر و انت الخلیفۃ فی الارض الاہل و المال احفظنا و ایاہم من کل آفۃ اللہم انا نسئلک فی مسیرنا ہذا البر و التقوی و من العمل ما ترضی۔ جب میقات کو پہنچا جہاں سے قافلے والے احرام باندھتے ہیں اول غسل کرے بال مونڈے اور ناخن تراشے اور سیا ہوا لباس اتار ڈالے سپید لنگ باندھے اور سفید چادر اوڑھے اور احرام کے آگے خوشبو لگا دے جب چلنے لگے تو زبان سے کہے لبیک اللہم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد و النعمۃ لک و الملک لا شریک لک اور انہیں کلمات کو بار بار کہا کرے جب کوئی بار آئے یا کوئی نشیب آئے جب بھی تلبیہ کہے ان قافلوں اور نکے دائیں بائیں جتنے حجر و شجر ہوتے ہیں سب یہی کہتے ہیں جو کہ اوپر مذکور ہوا ہے۔ انتہائے زمین تک شرق و غرب سب تلبیہ کہتے ہیں اسکے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعائے مغفرت کرتے اور استغفار من النار فرماتے۔ اور حج میں نو سبب سے غسل کرنا سنت ہے

احرام۔ اور دخول مکہ اور طواف زیارت اور وقوف عرفات اور مقام مزدلفہ اور تین پتھر پھینکنے کے خاطر تین دن میں اور طواف وداع لیکن جمرۃ العقبہ میں سنگ اندازی کی خاطر غسل درکار نہیں اور جب کا مکرمہ میں گیا تو بیت اللہ نظر پڑتے ہی یوں کہے لا الہ الا اللہ اکبر اللہم انت السلام ومنک السلام و الیک یرجع السلام فحینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تبارکت یاذا الجلال والاکرام اللہم ہذا بیتک عظمتہ وشرفتہ وکرمتہ اللہم فزدہ تعظیما وزدہ الشریفا وتکریما وزدہ مہابتہ وزدمن حجتہ برا وکرامتہ اللہم افتح لی ابواب رحمتک وادخلنی جنتک واعذنی من الشیطان الرجیم۔ من بعد بنی شیبہ کے دروازے سے مسجد میں جاوے اور حجر اسود کے نزدیک جاکے اسکو بوسہ دے اگر ازدہام کے سبب سے پاس نہیں جاسکتا ہی ہاتھ اسکی طرف لمبا کر کے یوں کہے اللہم امانتی ادیتہا ومیثاقی تعاہدت اشہد لی بالموافاۃ پس طواف کیطرف مشغول ہوئے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حجر اسود زمین پر خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہی اسکی وجہ سے اپنے بندوں سے مصافحہ کرتا ہے جیسے تم اپنے آپس میں مصافحہ کرتے ہو اور حجر اسود دنیا پر بہشت کی چیز و لسے ہی۔

معلوم کیجیئے کہ طواف کیلئے نماز کے مانند بدن اور کپڑے کی طہارت اور ستر عورت شرط ہی لیکن طواف کی حالت میں بات کرنی مباح ہی پہلے سنت اضطباع اسکو کہتے ہیں کہ لنگ کے بیچ سیدھی ہاتھ کے نیچے کرے اور اسکے دونوں کنارے بائیں کاندھے پر ڈالے اور بیت اللہ کو پہلو کیطرف کر کے حجر اسود سے طواف آغاز کرے اسطور پر اور بیت اللہ میں تین قدم سے کم نہو پاؤں شادروان پر نر کھے کہ وہ بیت اللہ کی حائیں داخل ہے۔ اور طواف کی ابتدا میں یوں کہے اللہم ایمانا بک وتصدیقا بکتابک ووفاء بعہدک واتباعا لسنتہ نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جب دروازے پہ پہنچے یوں کہے اللہم ہذا البیت بیتک وہذا الحرم حرمک و ہذا الامن امنک وہذا مقام العائذ بک من النار اور جب رکن عراقی کو پہنچے یوں کہے اللہم انی اعوذبک من الشک والشرک والکفر والنفاق وسوء الاخلاق وسوء المنظر فی الاہل والمال والولد جب ناودان کے نیچے پہنچے یوں کہے اللہم اظلنی تحت عرشک یوم لاظل الاظل عرشک اللہم اسقنی بکاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم شربا لا اظماء بعدہ ابدا اور جب رکن شامی کو پہنچے یوں کہے اللہم اجعلہ حجا مبرورا وسعیا مشکورا وذنبا مغفورا وتجارۃ لن تبور یا عزیز یا غفور اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم انک انت الاعز الاکرم۔ اور جب رکن یمانی کو پہنچے یوں کہے اللہم انی اعوذبک من الفقر ومن عذاب القبر ومن فتنۃ المحیا والممات واعوذبک من الخزی فی الدنیا والاخرۃ اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یوں کہے اللہم ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار وقنا برحمتک عذاب القبر وعذاب النار سات بار اسطرح طواف کرے اور ہر بار دعائیں مذکورہ کو پڑھے ہر گردش کو ایک شوط کہتے ہیں تین شوط جلدی اور نشاط سے جاوے اور اگر بیت اللہ کے نزدیک ازدہام ہو تو دور جا کے جلد جلد طواف کرے آخر چار شوط میں آہستہ چلے اور ہر ایک بار حجر اسود کو بوسہ دیوے اور رکن یمانی پہ ہاتھ پھیرے اور

اگر ازدحام کے سبب سے ہاتھ پھیر نہیں سکتا تو ہاتھ سے اشارہ کرے جب ساتھ شوط تمام ہوں تو بیت اللہ اور سنگ اسود کے درمیان کھڑا ہووے پیٹ اور چھاتی اور رخسار کعبہ کی دیوار سے لگا دے اور دونوں کف دست دیوار پر رکھ کے اسپر سر رکھے یا کعبہ کے آستان پر رکھے اسجگہ کو ملتزم کہتے ہیں اور اس مقام کی دعا مستجاب ہوتی ہے یوں دعا مانگے اللھم یارب البیت العتیق اعتق رقبتی من النار واعذنی من کل سوء ارزقتنی بما رزقتنی وبارک لی فیما اتیتنی من بعد درود شریف پڑھے اور استغفار کرے اور مراد مانگے من بعد مقام کے سامنے کھڑا رہ کے دو رکعت نماز گذارنے اسکو دوگانہ طواف کہتے ہیں طواف کی تمامیت اس سے ہے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یایہا الکافرون دوسری میں الحمد و قل ہو اللہ احد پڑھے نماز کے بعد دعا مانگے اور جبتک سات شوط نہوں ایک طواف تمام نہیں ہوتا ہر دفعہ دوگانہ گذارے من بعد حجر اسود کے پاس جاکے بوسہ دیوے ختم اسی پر کرے اور سعی کیطرف مشغول ہووے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کعبہ شریف کے گرد ستر ہزار فرشتے ہیں طواف کرنیوالونکی مغفرت چاہتے ہیں۔

خانہ کعبہ کومثل ایک دلہن کے جلوہ دینگے جس کسی نے حج کیا ہی وہ اسکے گرد ہونگے اور اسکے پردونمیں ہاتھ مارینگے یہانتک کہ بہشت میں جاویں۔ اور اسطرح ہی حدیث میں آیا ہی جو شخص مکہ کے راستہ میں مرجاوے مکہ سے آتے ہوئے یا مکہ کو جاتے ہوئے تو اللہ تعالےٰ ہر سال اسکیلئے ستر حج اور ستر عمرہ لکھیگا۔

پس چاہیئے کہ کوہ صفا کیطرف جاوے اور اتنی سیڑہی پر چڑھے کہ کعبہ شریف نظر آوے پھر کعبے کیطرف متوجہ ہوکے کہے لاالہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو حی لایموت بیدہ الخیر وہو علےٰ کل شیء قدیر لاالہ الا اللہ وحدہٗ صدق وعدہ ونصر عبدہ واعز جندہ وہزم الاحزاب وحدہ لاالہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون۔ دعا کرے اور مراد مانگے ابعدہٗ وہاں سے اترے اور سعی شروع کرے کوہ مروہ تک پہلے آہستہ چلے اور کہے رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم انک انت الاعز الاکرم اللھم ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وقنا عذاب النار اور میل سبز جو مسجد کے کونے پر ہے پہنچے تک آہستہ چلے اسکے آگے چند گز کی مقدار جلد جلد چلے تا دوسرے میل کو پہنچے پھر آہستہ چلنا شروع کرے تا کوہ مروہ تک پہنچے اسپر چڑہکر صفا کیطرف منہ کرے وہی وہی دعا مذکورہ پڑھے یہ ایک بار ہوا جب صفا کو جاویگا دو بار ہونگے اسیطرح سات بار اسطور سے کرے جب اس سے فراغت ہوئے تو طواف قدوم اور طواف سعی بجالاوے اور حج میں یہ سنت ہی لیکن وہ طواف جو رکن ہے وقوف عرفات کے بعد ہوگا اور سعی کی حالت میں طہارت سنت ہی اور طواف میں واجب ہے اور سعی اس سے کافی ہے کہ وقوف کے بعد بھی کرنی شرط نہیں لیکن چاہیئے کہ طواف کے بعد ہو اگرچہ وہ طواف سنت ہو۔

معلوم کیجئے اگر عرفی کے دن اہل قافلہ عرفات کو پہنچیں تو طواف قدوم بجانہ لاویں اگر عرفے کے آگے

پہنچتے ہیں۔ تو طواف قدوم بجا لاوے اور ترویہ کے دن مکے سے نکل کر اس راتکو منا میں رہیں دوسرے دن
عرفات کو جاویں اور وقوف کا وقت بعد از زوال کے ہوتا ہے عرفے کے دن اسوقت تک کہ روز
عید الضحیٰ کے بعد پہونچیگا حج فوت ہوگا اور چاہیئے کہ عرفے کے روز غسل کرے اور عصر کی نماز ظہر کی نماز
کیساتھ ملاکے پڑھے دعامیں مشغول ہوئے اور عرفے کے دن روزہ نہ رکھے تا قوت سے دعا مانگ سکے۔
حج سے اصل غرض یہی ہے کہ اسوقت شریف میں عزیز ولگے دل اکٹھے اور انکی دعائیں قبول ہوئی ہیں اس
وقت بہترین ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور چاہیئے کہ اسوقت زوال سے لیکر شام تک تضرع وزاری اور استغفار
اور توبہ نصوح کرے اور گناہ گذشتہ کی معافی چاہے اسوقتمیں پڑھنے کی دعائیں بہت سی ہیں جنکا لکھنا
طوالت کا موجب ہوگا۔ جسے جو کچھ یاد ہو اسوقت پڑھے کہ سب ادعیہ ماثورہ اسوقتمیں پڑھنا بہتر ہے
اگر یاد نہیں کرسکتا ہے لکھی ہوئی دیکھکر پڑھے یا دوسرے سے پڑھوا کے آپ آمین کہے اور آفتاب ڈوبنے
سے پہلے حدود عرفات سے نہ نکلے۔
عرفات کے بعد مزدلفہ کو جاوے اور غسل کرے کہ مزدلفہ حرم میں داخل ہے اور مغرب کی نماز میں تاخیر کرکے
عشا کیساتھ ملاکر پڑھے ایک اذان اور اقامت سے اگر ہوسکتا ہے تو اس راتکو مزدلفہ میں شب بیداری
کرے کیونکہ یہ رات بڑی فضیلت کی ہے اور یہاں مقام کرنا از حیا عبادت ہے اور جو کوئی مقام نکرے
ایک گوسفند ذبح کرنا ضرور ہوگا اور منیٰ میں پھینکنے کیواسطے یہاں سے سات کنکریاں پتھر کی اٹھالے
کہ ایسے پتھر وہاں اکثر ملتے رہتے ہیں دوپہر راتکو جاوے اور صبح کی نماز اندھیرے سے ادا کرے اور جب مزدلفہ
کے آخر میں جسکو مشعر الحرام کہتے ہیں پہنچے اجالا ہوئے تک ٹھہرے وہاں سے ایسی جگہ میں پہنچیگا جسکو وادی
محشر کہتے ہیں جانور ونکو جلدی چلاوے اگر پیادہ ہے آپ جلدی چلے تاکہ اس وادی کا میدان طے ہو کہ
سنت یہی ہے پس عید الضحیٰ کو کبھی تکبیر کہا کرے اور کبھی تلبیہ جبتک اس بلندی کو پہنچے جسے جمرات کہتے
ہیں اور اس سے گذرے تا اس بلندی کو پہنچے جو راستے کی سیدھی طرف واقع مغرب اور منہ قبلہ کیطرف ہو
اسکو جمرۃ العقبہ کہتے ہیں جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو سات پتھر اس جمرے میں پھینکے اور منہ قبلہ
کیطرف رکھنا اولے ہے اور یہاں تلبیہ کے عوض تکبیر کہے اور ہر ایک پتھر پھینکنے کیوقت یوں کہے اللھم
تصدیقاً بکتابک واتباعاً لسنۃ نبیک اور جب فراغت حاصل ہو تلبیہ و تکبیر موقوف کردے مگر نماز
فرائض کے بعد کہا کرے ایام تشریق کے آخر روز کی صبح تک اور وہ عید کے دن سے چوتھا دن ہے پھر اپنے
قیامگاہ کو جاوے اور دعامیں مشغول ہوئے پس قربانی کرے۔ من بعد سر کے بال مونڈے اب
صرف جماع اور شکار کے سب ممنوع چیزیں حلال ہو گئیں پھر مکے کو جاوے طواف رکن بجا لاوے
جب شب عید سے آدھا حصہ گذرتا ہے اس طواف کا وقت آتا ہے پر اولیٰ یہ ہے کہ عید کے دن یہ طواف
کرے اسکا آخری وقت معین نہیں لیکن دوسرا تحلل حاصل نہوگا اور جماع کرنا حرام رہے گا اور عید کو نا

حلال ہوگا اور احرام سے نکلے گا۔
جب عمرے کا بجالانا چاہتا ہے تو غسل کرے احرام کا لباس جیسے حج میں پہنتے ہیں پہنے اور مکہ سے نکلکر میقات عمرہ تک جاوے اور تنعیم و جعرانہ و حدیبیہ ہے اور عمرے کی نیت کرے اور کہے لبیک بعمرۃ اور مسجد عائشہ رض کو جاوے دو رکعت نماز گذارے پھر مکہ کو آوے راہ میں لبیک کہے اور مسجد میں پہنچنے کے بعد سر مونڈے عمرہ اسی سے تمام ہوگا اور یہ عمل تمام سال کر سکتے ہیں اور جو شخص وہاں رہتا ہے چاہیئے جتنے بار ہوسکے عمرہ بجالاوے نہیں تو طواف کرے اور یہ بھی نہیں ہوسکتا تو بیت اللہ کو دیکھے اور نماز گذارے تعظیماً ننگے پاؤں جاوے اور آب زمزم پیٹ بھر کے پیوے اور جس نیت سے پیویگا شفا حاصل ہوگی۔
حدیث میں آیا ہے کہ ایک شب ابراہیم خلیل اللہ نے خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ اے ابراہیمؑ اٹھ قربانی کر لہذا حضرت ابراہیمؑ نے صبح کو اٹھکر دو سو اونٹ ذبح کیا اسیطرح تین دن تک خواب دیکھا اور تینوں دن دو سو اونٹ قربانی کئے پھر چوتھی شب کو خواب میں دیکھا کہ اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کو قربانی کر سچ ہے پیغمبروں کا خواب بمنزلہ وحی کے ہے۔ فجر کو نیند سے اٹھکر حضرت سارہ خاتون رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجکو خواب میں حکم ہوا ہے کہ اپنے فرزند کو قربان کر اسمٰعیلؑ کے سوا کوئی فرزند میرا نہیں تم کہو تو میں اللہ کی راہ میں اسمٰعیلؑ کو قربان کروں اور رضائے الٰہی حاصل کروں۔ حضرت سارہؓ نے کہا کہ بہت مناسب ہے اللہ کی راہ پر فدا کرو اسکے بعد حضرت خلیل اللہ سوار ہو کر ہاجرہ رض کے پاس آپہنچے اسوقت اسمٰعیلؑ کی عمر نو برس کی تھی حضرت نے ہاجرہ رض کو فرمایا کہ اسمٰعیل ع کے سر کو کنگھی کر کے بال اسکے مشک و عنبر سے خوشبودار کرا و آنکھوں میں سرمہ لگا کر اور پاکیزہ کپڑے سے سنوار دو کیونکہ میرے ساتھ دعوت میں جائیگا تب ہاجرہ رض نے انکو نہلا دھلا کر کپڑے پہنا کر کہا کہ تم اپنے باپ کے ساتھ ضیافت میں جاؤ حضرت چھری اور رسی آستین کے نیچے چھپا کر حضرت ہاجرہ رض کے سامنے سے نکل آئے اور حضرت اسمٰعیلؑ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کے پیچھے چلے اتنے میں شیطان لعین آکر حضرت ہاجرہ رض سے بولا کہ اسمٰعیل ع تمہارا کہاں ہے حضرت ہاجرہ رض نے کہا کہ اپنے باپ کے ساتھ ضیافت میں گیا ہے شیطان نے کہا کہ افسوس اس بیچارہ کو ذبح کرنے لیگیا ہے حضرت ہاجرہ رض نے کہا معاذ اللہ تم نے سنا ہے کہ کبھی باپ نے بیٹے کو بے گناہ مارا ہے ابلیس نے کہا کہ خدا نے حکم کیا ہے ہاجرہ رض نے فرمایا اگر خدا کا حکم ہے تو میں بھی اسکی رضا پر راضی ہوں پس ابلیس حضرت اسمٰعیل ع کے پاس آیا اور ورغلایا کہ شاید لڑکا ہے راہ سے البتہ بہکا سکونگا تب کہا اے اسمٰعیل ع تو کہاں جاتا ہے اسنے کہا باپ کے ساتھ ضیافت میں جاتا ہوں شیطان نے کہا کہ نہیں تمکو ذبح کرنے کو لئے جاتے ہیں حضرت ذبیح اللہ نے شیطان کو جواب دیا کہ کہیں باپ نے بیٹے کو بیگناہ مارا ہے تمنے سنا ہے ابلیس نے کہا انکو خدا تعالےٰ نے حکم کیا ہے اسپر اسمٰعیلؑ نے اسے کہا اگر خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے تو ہزار جان میری اسکی راہ پر فدا ہے شیطان اپنا منہ

لیکر وہ گیا اور حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسمٰعیل ؑ اور آگے قدم بڑہائے جاتے ہے تب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا اے باپ میرے مجھے آپ کہاں لیجاتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا قولہ تعالےٰ فلما بلغ معہ السعی قال یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری پھر اسکے ساتھ دوڑتے پہنچے کہا اے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجکو ذبح کرتا ہوں پس دیکھ کیا دیکھتا ہے تو یعنی اس امر میں تم کیا کہتے ہو آپنے کہا اے باپ خدا کے دوست آپ تو نہیں سوتے ہیں آپ ہی اگر نہ سوتے تو یہ سعادت دارین کیونکر حاصل ہوتی حالانکہ آپ خدا کے دوست کہلاتے ہیں آپکو سونے سے کیا کام یہ بڑی سعادت ہے جب آپ سوئے تب بات پائی قولہ تعالےٰ قال یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین حضرت اسمٰعیل ؑ نے کہا اے باپ کر ڈال جو تجکو حکم ہوتا ہے اگر اللہ نے چاہا ہے سو پائیگا مجکو صبر کرنیوالوں سے منقول ہے کہ ذی الحجہ کی آٹھویں شبکو خواب میں دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کرتا ہوں صبح کو فکر میں رہے کہ اسکی تعبیر کیا پھر نویں شبکو دیکھا ذبح کرتے تو جانا کہ ذبح ہی کرنا ہے پھر تدبیر میں رہے پھر دسویں شب وہی خواب دیکھا تب بیٹے سے کہا اور انہوں نے بھی قبول کر لیا ایسے باپ بیٹے پر ہزار رحمت ہے۔ اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا اے باپ جلدی کرو جو اللہ نے فرمایا ہے انشاء اللہ مجکو صابروں سے پاؤگے میں اسکا مطیع ہوں نافرمان نہیں ہوں اے باپ جلدی کیجئے کہ شیطان وسوسہ میں نہ ڈالے کیونکہ وہ چاہتا ہے مجھے راہ سے بہکاوے حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا کہ اس ملعون پر پتھر مار تب باپ بیٹے دونوں نے اسپر پتھر پھینکے اب حاجیوں پر سنت ہے کہ سات مرتبہ حج کے دن اسطرف پتھر پھینکیں بعدہ ابراہیم ؑ اور اسمٰعیل علیہما السلام اسجگہ پر پہنچے اب جسکو منا کا بازار کہتے ہیں حاجی وہاں قربانی کرتے ہیں پھر ابراہیم ؑ نے بیٹے سے کہا اب کیا صلاح ہے وہ بولے ہزار جان میری خدا کی راہ پر تصدق ہے عین شکر ہے آپنے جو خواب میں دیکھا ہے وہ شتابی کیجئے امر الٰہی بجالائیے قولہ تعالےٰ فلما اسلما وتلہ للجبین۔ ترجمہ پھر جب دونوں نے حکم مانا اور لٹایا یعنی پچھاڑا اسمٰعیل ؑ کو ماتھے کے بل تا بیٹے کا منہ سامنے نظر نہ آوے کہ محبت جوش کرے کہتے ہیں کہ یہ بات بیٹے نے سمجھائی آگے اللہ نے نہیں فرمایا کیا گذرا یعنی کہنے میں نہیں آتا جگر پارہ پارہ ہوتا ہے جو حال گذرا انکے دلپر اور فرشتوں پر اسمٰعیل ؑ نے فرمایا اے باپ میرے تین وصیتیں ہیں پہلے ہاتھ پاؤں میرے مضبوط باندھیئے کہ جان نازک ہے چھری کے زخم سے مارے درد کے جنبش میں آجاؤں خدا نخواستہ اگر ایک قطرہ خونکا آپکے کپڑے میں لگجائے تو میں قیامت کے دن گناہ میں گرفتار ہوجاؤں عذاب خدا کا برداشت نکر سکونگا دوسرے یہ کہ منہ میرا زمین کیطرف کر دیجیگا تاکہ منہ میرا آپکو نظر نہ آئے اور میں بھی تمہاری طرف نظر نکروں تاکہ آپس کی محبت جوش نکرے اور ہمارے تمہارے قصور کا سبب نہووے اور تیسرے یہ کہ جب آپ گھر کیطرف تشریف لیجائینگے میری والدہ دل جلی کیتئیں سلام کہدینا اور یہ کپڑا آلودہ خون انکو دیجیگا کہ یہ نشان تسلی کا ہے اسلئے دوسرا فرزند نہیں ہے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آستین میں سے رسی نکال کر ہاتھ پاؤں انکے مضبوط باندہے اور منہ زمین کیطرف کر لیا پھر حضرت اسمٰعیل ؑ نے کہا اے باپ ہاتھ میرے کھولدو در چہ بندہ کہ بھاگنے والا ہوتا ہے اسکی مشکیں باندھتے ہیں لیکن حضرت ابراہیم ؑ نے نہ کھولا گلے پر

چھری چلائی اور زور کیا مگر کچھ نہ کٹا حضرت اسمٰعیل عؑ نے کہا اے باپ کیا چھری کی پشت سے ذبح کرتے ہو جو کاٹتی نہیں تب حضرت ابراہیم نے چھری پر خوب زور کیا پھر بھی حلق پر چھری نہ چلی پھر اسمٰعیل ذبیح اللہ نے فرمایا اے باپ چھری کی نوک گلے میں دباکر زور کرو کہ گلا کٹے حضرت خلیل اللہ نے تمام اپنا زور کیا تب بھی گلا نہ کٹا چھری دستہ کے اندر اور دستہ حلق پر رہگیا حلق نہ کٹا تب آپنے جھنجلا کر غصہ میں آکر چھری کو زمین پر ٹیک دیا چھری نے کہا اے خلیل اللہ خدا تو کہتا ہے کہ کاٹ مجھ کو خدا کہتا ہے کہ مت کاٹ وہ تمہیں ایکدفعہ فرماتا ہے مجھکو وہ ستر دفع منع کرتا ہے اور حکم اللہ کا بہتر ہے آپکے حکم سے اس گفتگو میں تھے کہ اتنے میں پیچھے سے ایک تکبیر کی آواز آئی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد اور جبرئیل عؑ کو دیکھا کہ آواز دیتے ہوئے آئے قولہ تعالےٰ ونادینٰہ ان یا ابراہیم قد صدقت الرویا الخ ترجمہ اور پکارا ہمنے اسکو یوں کہ اے ابراہیم سچ کیا تو نے خواب کو تحقیق اسیطرح جزا دیتے ہیں۔ احسان کرنیوالونکو یعنے ایسے مشکل حکم کرکے آزماتے ہیں پھر انکو قائم رکھتے ہیں تب درجہ بلند دیتے ہیں بیشک یہی ہے صریح آزمانا اور چھڑا لیا ہم نے اسکو بدلے قربانی بڑ یعنے بڑے درجہ کا بہشت سے ایک دنبہ آیا حضرت ابراہیم نے اپنی آنکھیں پٹی سے باندھکر چھری زور سے چلائی اللہ کے حکم سے گلا نہ کٹا حضرت جبرئیل عؑ نے بیٹے دوسرکا دیا اور ایک دنبہ رکھدیا آنکھیں کھولیں تو اسکے بدلے میں دنبہ ذبح ہوا پڑا تھا اور باقی رکھا ہمنے اسپر پچھلی خلقت میں کہ سلام ہے ابراہیم پر یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنیوالونکو وہ ہے ہمارے بندوں میں ایمان والا۔

جو کوئی قربانی کے دن تکبیر کہے ہر تکبیر پر ایک شہید کا ثواب پاوے اور جو خطبہ سنے ہر کلمہ کے عوض ایک غلام آزاد کرنیکا ثواب پاوے جب گھر لوٹ کر آوے بخشا جاوے۔ اور جو کوئی عید الضحٰے کے خطبہ کے بعد چار رکعتیں پڑھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اعلیٰ دوسری میں والشمس تیسری میں والضحٰے چوتھی میں سورہ اخلاص پڑھے اتنا ثواب پاوے گویا کہ اسنے تمام کتب آسمانی کی تلاوت کی اور اسکے ستر برس کے گناہ پچھلے بخشے جاویں۔

اور جو کوئی اول روز ذی الحجہ کے لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہٗ الملک ولہٗ الحمد یحیی ویمیت وھو الحی لا یموت بیدہ الخیر وھو علےٰ کل شیءٍ قدیر پڑھے۔ حق تعالےٰ اسکو دوزخ سے یعنی دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیتا ہے اور دوسرے روز بھی اسیطرح پڑھنا آیا ہے۔۔

اور جو کوئی ذی الحجہ کی تیسری تاریخ سو مرتبہ اشہدان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ احداً صمداً لم یلد ولم یولد ولم یکن لہٗ کفواً احد پڑھے حق تعالےٰ اسکے نامہ اعمال میں دو ہزار نیکیاں لکھے اور دو ہزار برائیاں دور کرے۔

اور جو کوئی چوتھے روز ذی الحجہ پڑھے اشہدان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ ولہٗ الحمد یحیی ویمیت وھو الحی لا یموت بیدہ الخیر وھو علےٰ کل شیءٍ قدیر سو بار تلاوت کرے حق تعالےٰ دو ہزار نیکیاں

عطا کرے اور دو ہزار برائیاں دور کرے۔
اور جو کوئی پانچویں ذی الحجہ کو حسبی اللہ وکفیٰ سمع اللہ لمن دعا لیس وراء اللہ المنتہیٰ سبحان لم یزل ربّا رحیما سو بار پڑھے حق تعالٰے اسکے نامہ اعمال میں تین ہزار نیکیاں لکھے اور اسی ہزار بدیاں دور کرے۔
اسیطرح چھٹے روز پڑھے دو چند ثواب پاوے اور عید کے دن ایک فرشتہ ندا کرتا ہے اے اللہ کے ولی خدا نے تجکو بخشا اور تیرے ہر رونگٹے کے بدلے تیری ہزار نیکیاں لکھے اور بدیاں دور کریں۔
نویں تاریخ ذی الحجہ یہ رات بڑی برکت والی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا ہے جو کوئی نویں تاریخ ذی الحجہ کو شب بیداری کریگا اسکیلئے جنت واجب ہوجاویگی اور نیز جو کوئی سولہ رکعتیں نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص پندرہ بار پڑھے ہر رکعت کے بدلے ایک شہید کا ثواب پاوے کہ جسنے دنکو روزہ رکھا اور رات کو قیام کیا ہو اور جو کوئی اس رات میں دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص سو بار قسمیہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے وہ گناہ سے پاک ہوجاویگا اور ہر اخلاص کے ثواب میں حج و عمرہ اور بردہ آزاد کرنے اور مجاہد اور شہید کا پاوے اور اسکی ہر آیت کے بدلے ایک قصر بہشت میں بنایا جاوے جسکے ہر قصر میں پانچسو خانہ ہوں اور ہر خانہ میں ایک ایک تخت ہو اور ہر تخت پر ایک حور ہو۔
اور جو کوئی نویں ذی الحجہ کو چار چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پچیس بار اور سلام کے بعد ستر بار استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ہو الحی القیوم واتوب الیہ اور ستر بار درود شریف اور ستر بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور اسی بار سورہ اخلاص پڑھے ابھی اپنی جگہ سے نہ اٹھے کہ بخشا جاوے اور مرتے ہی بہشت میں پہنچے اور لاکھ برس کی عبادت کا ثواب پاوے اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے جس نے زندہ رکھا اپنے آپکو اس روز وہ آزادگان خدا تعالےٰ کے ہے۔ جو حاجت اللہ سے چاہے وہ پوری ہو اور فرمایا اس راتکی دعا رد نہیں ہوتی اس رات ستر دروازے رحمت کے کھولے جاتے ہیں ساتھ حاجیونکے لئے اور مومنوں کیلئے اس راتکی ایک رکعت خدا کے نزدیک ہزار رکعت سے زیادہ محبوب ہے۔
اور جو کوئی اس شب ۱۰۰ رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ایک بار حقتعالےٰ سب گناہ اسکے بخشدے اور قصر اسکیلئے جنت میں بناوے۔ اور سات آدمی کی شفاعت کا منصب اسکو عطا کریگا اور دنیا میں اپنے مرنیسے پہلے جنت دیکھ لیگا۔ اور جنت میں اسکو سو باغ ملینگے اور فرمایا ہے کہ اس شب کو دس رکعت پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد لایلاف ۵ مرتبہ وہ دوزخ سے آزاد کیا جاوے۔
اور جو کوئی عرفہ کی شب میں بیس رکعت نماز پڑھے بعد آیت الکرسی تین بار اور سورہ اخلاص

پچیس بار سلام کے بعد سبحان اللہ والحمد للہ تا آخر سو بار پڑھے حق تعالےٰ اُسکے نامۂ اعمال میں ایک حج کا ثواب لکھے اور اسکی طرف سے فرشتہ بھیجکر تمام مناسب حج ادا کرا وے یہ امام اعظم فرماتے ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اول ماہ ذیحجہ کے یقینی ایک روزہ رکھنا اسمیں سال بھر کے روزے رکھنے کے برابر ہے اور قیام کرنا ایک رات کا برابر قیام شب قدر کے پس کثرت کرو ان ایام میں تسبیح و تہلیل و تکبیر کی اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ جس نے اول روزہ ذیحجہ کا رکھا گویا اُسنے ہزار برس عبادت کی اور جس نے دوسرا روزہ رکھا گویا اسنے دو ہزار برس اللہ کی راہ میں ایسا جہاد کیا کہ ایک ساعت اسنے دم نہ لیا۔ اور جس نے تیسرا روزہ رکھا گویا اُسنے تین ہزار بردے آزاد کئے۔

اور جس نے چوتھا روزہ رکھا گویا اسنے چار ہزار بردے کئے۔

اور جس نے پانچواں روزہ رکھا گویا پانچ ہزار ننگو نکو کپڑا پہنایا۔

اور جس نے چھٹا روزہ رکھا گویا چھ ہزار شہیدوں کا ثواب حاصل کیا۔

اور جس نے ساتواں رکھا دوزخ کے ساتوں دروازے اپنے اوپر بند کر دئے۔

اور جس نے آٹھواں روزہ رکھا آٹھوں دروازے بہشت کے اپنے اوپر وا کر لئے۔

جو کوئی نویں ذیحجہ کو روزہ رکھے اور کوئی کلمہ زبان سے بیجا نہ نکالے بہشت اسکیلئے واجب ہوئی اور آپنے فرمایا کہ نوی ذیحجہ کا روزہ رکھا کرو روزہ رکھنے والے پر دوزخ حرام ہو جاتی ہے دس ذیحجہ کا روزہ رکھنا حرام ہے۔

حدیث میں ہے من صام عشر ذیحجہ اعطاہ اللہ ثواب من حج السنتہ۔ یعنی جس نے ذی حجہ کے دس روزے رکھے عطا کریگا اسکو اللہ تعالےٰ ثواب اس شخص کا جس نے حج و عمرہ ادا کیا اور ایک روایت ہے کہ جس نے شبہائے عشر ذی حجہ بیداری کی گویا اُسنے شب قدر کو بیداری کی اور پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ جو کوئی اسکی تعظیم کے سبب گناہ سے ہاتھ روکے اسکی ہر ساعت میں سو شہید کا اجر پاوے۔

اور جس نے ذیحجہ میں شب بیداری کی گویا کہ اُسنے عبادت کی مانند اس شخص کے جسنے ایکسال ادای حج کیا ہے۔ اور جو کوئی ذیحجہ میں دسوں راتوں میں وتر کے بعد دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورہ کوثر ایک ایک بار اور سورہ اخلاص تین تین بار خدا تعالےٰ اسکے ہر رونگٹے کے عوض دو ہزار نیکیاں اسکے نامہ اعمال میں لکھے گویا اُسنے ہزار دینار صدقہ کئے ساٹھ بردے آزاد کئے۔

جو کوئی عرفہ کو غسل کرے بخشا جاوے جو قطرہ اس پانی سے گریگا ایک ماہ کی عبادت کا ثواب اسکے نامہ اعمال میں لکھا جاوے۔

جو کوئی عرفہ کے دن سورہ اخلاص ہزار بار پڑھے جو مراد چاہے پوری ہو اور تمام گناہو نسے پاک ہو۔

ترجمہ حدیث فرمایا آنحضرت نے عرفہ کے روزہ میں میں یقین کرتا ہوں اس بات کا کفارہ ہوا ایک سال گذشتہ کا اور ایک سال آئندہ کا۔ فرمایا کہ جو کوئی عید کے دن غسل کرے ایسا ہی جیسے اُسنے دریائے رحمت میں غوطہ لگایا۔ فرمایا صاحب نصاب پر واجب ہے جو شخص باوجود وسعت یعنے باون روپیہ کی ملکیت ہوتیکے قربانی نہیں کرتا جناب سردار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہماری عیدگاہ تک نہ آئے اور نصاب صرف چاندی و سونے کے نصاب پر نہیں ہے بلکہ اسمیں تین جوڑے کپڑوں سے علاوہ جو کپڑا ہو اور خانہ داری کے سامان علاوہ ضروری کے جو زاید ہو وہ بھی شامل ہے یعنے وہ سامان بھی جنپر زکوٰۃ نہیں ہے مگر قربانی کے نصاب میں داخل ہیں۔

قربانی کرنے میں بڑے ثواب ہیں اور فرمایا کہ پلصراط جو دوزخ پر بچھایا جائیگا بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز اسپر یہ تمہاری سواریاں ہونگی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جسنے قربانی کی گویا اسنے اپنے نفس کو دوزخ سے آزاد کردیا اور نیز فرمایا ہے قربانی کا جانور پلصراط سے ایسا گذریگا جیسے بجلی چمک گئی اور گائے بھینس اور اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اس سے زاید نہیں مگر ہر شخص کی نیت قربانی کی ہو اور اگر ایک بھی سوا قربانی کی نیت سے شریک ہوا تو سبکی قربانی درست نہ ہوگی۔ قربانی کا جانور فربہ ہو اونٹ پانچ برس کا۔ گائے بھینس دو برس کی بکری ایک برس کی دنبہ بھیڑ چھ مہینے کا جو سال بھر کے بھیڑ و تیس فربہی کے سبب سے پہچانا نہ جائے کافی ہے ورنہ سال بھر کا بھیڑا ہی ہونا چاہیئے اس سے کم عمر کے جانور کی قربانی نہیں ہو سکتی اور انتیس تاریخ ذیقعد میں حجامت وغیرہ سے فارغ ہو جائیں جو صاحب قربانی کا ارادہ رکھتے ہیں یعنے ذیحجہ کی دس تاریخ کے اندر ناخن اور بال وغیرہ منڈوانے کٹوانے نہیں۔

نویں تاریخ عرفہ کی فجر صبح سے تیرہویں عصر تک ہر نماز باجماعت و نماز کے بعد سب ایکدفعہ بآواز تکبیر تشریق پڑھیں وہ یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد اور یوم عرفہ میں چہارم کلمہ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہٗ الملک ولہٗ الحمد یحیے ویمیت بیدہ الخیر وہو علے کل شئی قدیر بکثرت پڑھنا چاہیئے۔

اور جہاں شہر اگر عید الضحےٰ کی نماز سے پہلی قربانی کرینگے تو وہ قربانی نہ ہوگی ہاں جہاں گاؤں میں نماز عید نہیں ہوتی وہ اگر صبح چاشت سے پہلے قربانی کرلیں تو مضایقہ نہیں۔ عید الضحےٰ میں عیدگاہ جاتے وقت ذرا آواز سے تکبیر تشریق پڑھتے ہوئے جائیں جس راستہ سے جائیں اس راستہ سے واپس نہ ہو۔

نماز عیدین واجب نہیں ہے۔ نابینا۔ بیمار۔ مسافر و مستورات پر۔ اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کریں بعد نماز خطبہ سنکر قربانی کی تیاری کرنی چاہیئے اول جانور کو پانی

وغیرہ وکہلالیں پھر قبلہ رخ لٹاکر ذبح کرنا چاہیئے ذبح کرنیوالا اور جسکا ہاتھ امداد قربانی کیلئے رکھا ہو ہر دو شخص بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہوئے ذبح کریں اور ہر قربانی کرنیوالے کو یہ دعا پڑہنی چاہیئے اگرچہ بغیر یہ دعا پڑھے بھی قربانی ہوجائیگی دعا یہ ہے۔ انی وجہت وجہی للذی فطرت السموٰت والارض حنیفاً وما انا من المشرکین۔ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین اللہم تقبل منی وکما تقبلت من سیدنا ابراہیم خلیلک علی نبینا وعلیہ السلام وسیدنا ومولانا محمد حبیبک صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور ذبح کرنیکے بعد یہ دعا پڑھے اور عقیقہ میں یہی دعا پڑھتے ہیں اللہم ہذا فدائی لحمہا بلحمی ودمہا بدمی وعظمہا بعظمی اللہم تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ اللہم تقبل منا کما تقبلت من حبیبک ابراہیم وحبیبک محمدن المصطفےٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام۔

بعد ذبح پانی وغیرہ ڈالکر ٹھنڈا کریں جب خود ٹھنڈا ہو جائے تب گوشت کھال سے نکالا جاوے اور گائے کی قربانی کے ساتوں حصہ دار گوشت اندازہ سے تقسیم نکریں۔ بلکہ تولکر تقسیم کریں بہتر ہے کہ ہر شخص اپنے قربانی کے تین حصے کرے ایک حصہ فقرا کیلئے دوسرا حصہ دوستوں رشتہ داروں کیلئے تیسرا حصہ اپنے لئے اور کثیر العیال ہو تو تمام خود ہی رکھ سکتا ہے اور سب قربانی کا گوشت تقسیم بھی فقرا کو اور دوست احباب کو کرسکتا ہے ہاں اجرت قصاب وغیرہ لحم قربانی سے نہیں بلکہ علیحدہ دیجائے چرم قربانی کا اگر خود استعمال کریں جائز ہے مگر فروخت کرکے اپنے صرف میں لاسکتے کسی محتاج فقیر وغیرہ کو اور جو مصارف صدقات ہیں دیدین چاہیئے کہ اوپر مذکور ہوا کہ عشرہ اولیٰ ذیحجہ کی احادیث سے ایک روزہ کا ثواب سال بھر کے روزوں کے برابر اور ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ایام میں بکثرت نماز روزہ وزکوٰۃ وحج وقربانی کرکے اے سعید اپنے کو مستحق ثواب بنا۔

اور روایت ہے عائشہ رض سے کہ کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں ابن آدم کا کوئی عمل دن نحر کے کہ محبوب تر ہو نزدیک اللہ تعالےٰ کے خون جاری کرنیسے اور تحقیق وہ جانور ذبح کیا ہوا آویگا دن قیامت کے ساتھ سینگوں اور بالوں اور کھروں اپنے کے اور تحقیق خون قربانی کا البتہ قبول ہوتا ہے جناب باری میں پہلے اس سے کہ گرے زمین پر یعنی قصد کرنے ذبح کے پس خوش کرو ساتھ اسکے نفس اپنے کو اور افضل روز عشرہ ذی الحجہ کے عبادتوں میں قربانی کا کرنا ہے اور وہ آویگی دن قیامت کے جیساکہ تھی دنیا میں بغیر نقصان کے کسی چیز کے تاکہ بدلہ ہو اسکے ہر عضو کا اور سواری ہو پلصراط پر چاہیئے کہ نفس تمہارے قربانی سے خوش ہوں۔ نہ کہ کراہت کرنیوالے۔

اگر کوئی شخص ارادہ قربانی رکھتا تھا مگر کسی سخت مجبوری سے نہ کرسکا ایام قربانی میں قربانی۔ اور تیرہویں آگئی اسکو چاہیئے کہ بقدر قیمت قربانی خفرا کو دیدے۔ اور بعض ائمہ کے یہاں قربانی ماہ ذیحجہ کے آخر ماہ تک کرسکتا ہے یہ مسئلہ مفتیان سے حل کرے۔

حکایت نقل ہے کہ فتح الموصلی سے کہ ایکمرتبہ مجکو تنہا موسم شدت گرمی میں سفر کا اتفاق ہوا ناگاہ ایک لڑکا تنہا بے سر و پا پیادہ پا دیکہا میں نے پوچہا کہاں جاتا ہی کہا میں نے سنا ہے کہ میرے مالک کریم و رحیم کا ایک گھر زمین پر بہی ہے اسکی زیارت کو جاتا ہوں میں نے کہا کچھ زاد راہ بہی ہی کہا کیا رب کریم کے در و دولت پر جانیوالے غلام روٹی بہی بجاتے ہیں کیا خداوند کریم کی عنایت میں نہیں ہی جیسا کہ ارشاد فرماتا ہی الیس اللہ بکاف عبدہ میں نے کہا یہ درست ہی مگر بخیال تمہارے اس حال کے کہ آہستہ چلتے اور سفر دور و دراز ہے موسم حج میں پہنچنا پس محال ہے کہا چلنا میرا کام ہے اور پہنچانا خدا کا کام ہے بعدہٗ واللہ اعلم وہ اہل نظر کہاں نظر سے گم ہوگیا جو پہر نظر نہ آیا۔

جب میں فضل الٰہی سے مشرف زیارت بیت اللہ ہوکر مقام منا پر تہا وہ اہل نظر نظر آیا کہ جناب پروردگار میں زار زار روتا چلاتا ہی کہ اے رحیم رب کریم سب حاجی قربانی کرکے تیری قرب و دولت حاصل کرچکے ہیں کمال حسرت سے منہ تکتا ہوں اور زندہ درگور ہوں کہ اصلا طاقت قربانی کی نہیں رکہتا وہ تجہے روشن ہے اگر جان نثاری شرعاً منع نہو تو جان قربان کروں پہر انگلی گردن پر مثل چہری کے رکہی اور محبت خدا میں جان نثار کی۔

ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما یعنی اگر کوئی برے کام کرکے تیرے پاس آوے اور خدا سے بخشایش چاہیے اور اسکو رسول بخشواوے تو اللہ اسکی طرف متوجہ ہوا اور اسپر رحم کرے شیخ ابن حجر مکی اس آیت سے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے اپنے بندوں کو اپنے رسول مقبول کے پاس حاضر ہونے اور اس سے طلب بخشش کرنیکیلئے طمع اور رغبت دلاتا ہے اور یہ مرتبہ عظیم آپکا آپکی وفات سے جاتا نہیں رہا بلکہ جسطرح زندگانی میں تہا اسیطرح اب بہی باقی ہے اور شیخ الہند عبدالحق دہلوی نے جذب القلوب میں اس آیتہ سے قبر شریف کی زیارت واجب ثابت کرکے فرمایا ہے کہ حافظ عبداللہ نے مصباح الظلام امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے تین دنکے بعد ایک اعرابی آیا اور مزار مبارک پر گرکر وہاں کی خاک اپنے سر پر ڈالنے لگا اور کہا یارسول اللہ جو کچھ آپنے خدا سے سنا ہمنے آپسے سنا اور جو کچھ آپنے خدا سے سیکہا ہمنے آپسے سیکہا۔ اور وہ آیتیں جو خدا نے آپپر اتاریں انمیں سے ایک یہ ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم الآیۃ اور میں اپنے اوپر ظلم کرکے آپکے پاس آیا ہوں کہ آپ مجکو بخشوائیے اسیوقت قبر مبارک سے آواز آئی کہ جا اللہ نے تجکو بخشا اور انہی آیتوں میں سے دوسری یہ آیت ہے کہ فرمایا اللہ تعالے نے جو کوئی اپنے گہر سے اللہ اور اسکے رسول کیطرف چلے پہر راہ میں مرجاوے تو اللہ تعالے بیشک اسکو ثواب دیگا اور اللہ تعالے بڑا بخشنے والا مہربان ہے اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ آپکی زیارت زندگی اور موت میں برابر ہے اور آپ بعد وفات کے بہی زندہ ہیں

چند حدیثیں اے سعید لکھی جاتی ہیں از کتاب شفاء السقام فی زیارت خیر الانام۔ من زار قبری وجبت له شفاعتی۔ جو شخص میری قبر کی زیارت کریگا اسکیلئے شفاعت کرنا مجھپر واجب ہوگی۔

من زار قبری حلت له شفاعتی۔ جو شخص میری قبر کی زیارت کریگا اسکیلئے میری شفاعت حلال ہوگی من جاء فی زائرا لا تعلمه لحاجة الا زیارتی کان حقا علی ان کان له شفیعا یوم القیمة۔ جو شخص میری زیارت کی کوئی اور غرض اسکی نہو تو اسکا حق مجھپر واجب اور ثابت ہوگا کہ قیامت کو میں اسکی شفاعت کرونگا من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی۔ جو کوئی کعبہ کا حج کرے اور میری زیارتکو نہ آوے پس بے شک اسنے مجھ پر ظلم کیا۔

من زار قبری کنت له شفیعا و شهیدا و فی روایة عن من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیمة ومن مات فی احدی الحرمین بعثه الله من الآمنین یوم القیمة۔ جو شخص میری قبر کی زیارت کریگا میں اسکی شفاعت کرونگا اور گواہی دونگا اور جو کوئی میری زیارت کرے وہ قیامت کو میرے پاس ہوگا اور جو کوئی مکے یا مدینہ میں مریگا اللہ تعالےٰ اسکو قیامت کیدن عذاب اور حساب سے محفوظ اٹھائے گا۔

ما من احد من امتی له سعة ثم لم یزرنی فلیس له عذر۔ جو کوئی میری امت سے مالدار ہوا اور میری زیارت نکرے پس اس تقصیر کا عذر ہرگز نہ سنا جاویگا۔

اے سعید مسلمانونکو زیارت جناب سید المرسلین خاتم النبیین کی بڑی عبادت ہے اور مرادیں حاصل ہونیکے لئے بہت اچھا وسیلہ ہے اور قریب واجب کے ہے اور آپکی زیارت اس شخص پر واجب ہے جو زاد راہ اور چلنے کی طاقت رکھے اور جو باوجود قدرت اور طاقت کے اتنے بڑی سعادت اور عبادت سے محروم رہے وہ بڑا غافل ہے اور علماؤں نے مسنون کہا ہے۔

ترجمہ کہ جسنے حج کیا اور میری قبر کی زیارت نہ کی اُسنے مجھپر ظلم کیا اور جو شخص کہ میری قبر کی زیارت کرے اسکیلئے قیامت میں میری شفاعت واجب ہے۔ اور حضرت عثمان رضہ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مرض موت میں حاضر ہوا اور اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی نہ تھا میں نے سلام کیا آپنے جواب دیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے ہوئے دیکھا میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپکے رونے کا کیا سبب ہے آپنے فرمایا کہ میں امت کے سبب روتا ہوں کہ میں انکو چھوڑتا ہوں میرے سامنے جو گناہ کرتے تھے میں انکی شفاعت کرتا تھا یہ بات کرتے ہی آپ خوش ہوئے میں نے عرض کیا آپ خوش کیوں ہوئے فرمایا کہ حضرت جبرئیل ع میرے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ حقتعالےٰ فرماتا ہے کہ آپکے انتقال کے بعد جو آپکی قبر کی زیارت کرے میں اسکو بخشش دونگا اگر وہ خود آمرزش نہ چاہے۔

من حج وزار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی۔ جو کوئی حج کرے بعد اسکے میری قبر کی
زیارت کرے میری موت کے بعد گویا کی اُسنے زیارت میری حالت حیات میں کی او بحالت حیات
کی زیارت کیلئے آیا ہو۔ لا یدخل النار من رانی۔ دوزخ میں نہیں جائیگا جسنے مجھے دیکھا پس وہ دونوں
حدیثوں کے ملانیسے یہ بات ثابت ہوئی کہ جو کوئی زیارت قبر شریف کرے وہ دوزخ میں نہیں جاویگا
اور زیارت قبر آنحضرت بڑے ثواب کی بات ہے سلف سے خلف تک یہ عادت رہی ہے کہ جب حج
کو جاتے ہیں اس سعادت کو بھی حاصل کرتے ہیں خدایا اپنے فضل عمیم سے بطفیل جناب رسول اللہ اس
گناہ گار رتباہ روزنار کو جلد یہ سعادت نصیب کر آمین ثم آمین ؎

حق العباد و تقسیم خانہ داری

من احب ان یبسط له فی الرزق وینسا له فی اثره فلیصل رحمه۔ جو چاہے کہ میری
روزی میں فراخی ہو اور عمر میں ترقی اُسے چاہیئے کہ رشتہ داروں سے سلوک کرے
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ عمر اسکی دراز ہو اور روزی کشادہ
اسکو کہو کہ خویشوں کے ساتھ بھلائی کرے اور فرمایا ہے کہ کسی طاعت کا ثواب صلہ رحم سے زیادہ
نہیں بعضے لوگ فسق و فجور میں مشغول رہتے ہیں جب صلہ رحم کرتے ہیں تو اسکی برکت سے انکے مال اور
اولاد میں افزائش ہوتی ہے اور فرمایا ہے صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی صدقہ اس سے بہتر نہ ہوگا جو جھگڑنیوالے
قرابتوں کو دیں اور صلہ رحم کے معنے یہ ہیں جب اہل قرابت تجھ سے قطع کریں تو صلہ رحم کرے اور جو
تجھ سے قطع کرتا ہے تو اس سے ملے اور تجھے محروم کرے تو عطیہ کرے اور جو تجھ پر ظلم کرتا ہے تو اسکو معاف کرے
اور والدین سے احسان کرنا نماز حج و عمرہ جہاد سے افضل ہے اور حدیث میں آیا ہے بہشت کی بو پانچ
سو برس کے راستے سے سونگھیں گے پر نافرمان برادر و ماں باپ اور صلہ رحم کو کاٹنے والا نہ سونگھے گا
وحی۔ موسیٰ پیغمبر پر ہوئی ہے کہ ماں باپ کی طاعت نہ کرنیوالا نافرمان ہے اگر اطاعت کی اُسنے اللہ کی۔
ان اللہ کتب الاحسان علی کل شیء۔ سب ہو پر احسان کرنا اللہ نے فرض کیا ہے۔ مسلمانوں کو رنج دینے
کے عذاب کے بیان میں (حدیث) فرمان رسول اللہ میری شریعت میں ضرر نہیں ضرر دینا بھی
جائز نہیں خیانت کرنا مول تول میں کم کرنا یتیم کا مال ناحق کھاجانا قرض ادا کرنیکی طاقت ہوتے
ادا نہ کرنا اپنی اہلیہ کا مہر اور نفقہ اور لباس نہ دینا یہ سب ظلم و ضرر ہے فرشتے خلق کے روبرو پکارینگے
فلانیکا بیٹا فلانا فلانے کی بیٹی فلانی جورو کا حق اپنے مرد اور بیٹا بھائی جسکا حق جسپر ہو وہ اور مظلوم
اپنا حق ظالم سے لیوے وہ آکر گھیر لینگے ظالم کہیں گے اے پروردگار ہم تو دنیا سے چھوٹ گئے ہیں
انکا حق کہاں سے دیں حکم ہوگا اپنا حق میں بخشدونگا مگر لوگوں کا حق بخشنا میرا کام نہیں تم اسکے عوض
اپنے نیک اعمال کو دو فرشتے سب لا دینگے تو انمیں ایک ذرہ برابر بھی نیک عمل باقی رہیگا تو حق تعالیٰ
اسکا اجر انکو دیگا اگر ان بدبختوں میں ذرہ بھر بھی نیکی باقی نہ رہی تو بُری عقوبت اور مصیبت سے دوزخ

میں داخل کرینگے ۔ مومن مسلمان کا خون اور مال اور آبرو لینا حق تعالےٰ نے حرام کیا ہی یعنی کسی مومن کا خون کرنا شرع کے سوا اور مال چہین لینا ظلم سے حرام ہے اور مومن کی آبرو ریزی کرنا اور گمان بد مومن سے کرنا اور مزدور کا حق نہ دینا ظلم ہے حدیث میں آیا ہے مزدور کی مزدوری اسکے پسینہ خشک ہونیسے پہلے دیدو ۔ قیامت میں تین شخصوں پر عذاب ہے پہلا وہ جو کسی کو ہبہ کرکے پہیر لیوے ۔ دوسرا جو بیچکر اسکا مال کہاجاوے ۔ تیسرے جو کسی سے محنت لیوے اور اسکی مزدوری موافق شرط کے نہ دیوے اور کافر مطیع اسلام سے زبردستی کرکے مال چہین لینا بہی ایک ظلم ہے ذمی پر ظلم کرنا جہوٹی قسم کہاکر کسی کا حق دبانا بہی ایک ظلم ہے ۔

حدیث جو کہ مسلمان کے حق کو قسم کہاکر تلف کریگا اسکا حق جنت سے الله جائیگا اور الله اس پر دوزخ کو واجب کریگا لوگوں نے پوچہا یا رسول الله کوئی ادنی چیز ہو تو بہی یہی حکم ہے فرمایا کہ خواہ اراک یعنے پیلو کے درخت کی ایک ڈالی ہی ہو ۔

حدیث صحیح میں ہے ۔ اے مسلمانو ظلم و زبردستی سے پرہیز کرو اور مظلوم کی بددعا سے خوف کرو ۔

حکایت حضرت سلیمان علیہ السلام کے دامن پر ایک چیونٹی تہی حضرت نے اسے جہٹکر زمین پر پہینکا چیونٹی کو بہت درد ہوا کہا اے سلیمان یہ کیا وبدیہ ہے تم جس کے بندے ہو اسیکی میں بندی ہوں تم اس بات سے درگذر کرو میری کمزوری پر اپنی قوت ظاہر کرتے ہو حق تعالےٰ تمہارے ظاہر و باطن کا حال جانتا ہے تم مجہے حقیر جانتے ہو قیامت میں اس ظلم کا سوال ہوگا بیشک رمت ہوا اسیوقت جبرئیل نے آکر کہا اے نبی الله تمکو حق تعالےٰ نے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے میری عزت و جلال کی قسم ہے اگر تم چیونٹی سے تقصیر معاف نہ کراؤگے تو قیامت میں تمکو اسکیواسطے دار العدالت میں بلواؤنگا ۔

حکایت ایک بادشاہ نے ایک شاندار عمارت تیار کی اسکے نزدیک ایک بڑہیا کی جہونپڑی تہی اس سے عمارت نازیبا نظر آتی تہی بڑہیا کو سمجہایا اور اس سے وہ جہونپڑی مانگی وہ نہیں راضی ہوئی ایکدن ایکروز بڑہیا باہر گئی ہتی اسوقت بادشاہ نے اس جہونپڑی کو توڑوا دیا جب بڑہیا آئی تو اپنی جہونپڑی کو ویران دیکہا تب آسمان کیطرف منہ کرکے کہا کہ اے میرے الله تو کہاں تہا اسنے میری گہر کو توڑا مجہے ویران و جلاوطن کیا یا رب تعالےٰ تو اس عمارت کو توڑانیوالو نکو غارت کرتا نصیحت ہو غرض اتنا روئی جس کے رونیسے فرشتے بہی روئے حق تعالےٰ نے اس محل اور اسمیں رہنیوالونکو ہلاک کر دیا ظلم کیا ان نے ذٰلک لعبرۃ من یخشٰے بیشک اسمیں عبرت ہے ڈرنیوالونکو ۔

حضرت صلی الله علیہ واٰلہ وسلم نے دو برادر کی مثال دو ہاتہہ کے مانند بتائی ہے کہ ایک دوسرے کو دہوتا ہے اور حضرت صلی الله علیہ وسلم نے کسی جنگل میں جاکر دو مسواک کہودی ایک ٹیڑہی تہی اور ایک سیدہی ایک صحابی آپکے ساتہہ تہے سیدہی مسواک اسکو دی اور ٹیڑہی آپ کی صحابی نے کہا یا رسول الله

یہ مسواک بہتر ہے اسکو آپ لیں فرمایا جب کوئی کسیکے ساتھ ایک گھڑی صحبت رکھے تو قیامت کے دن اس سے سوال ہوگا حق صحبت بجالایا یا ضایع کیا یہ دلیل ہے اسبات کی کہ صحبت یہ ہے کہ آدمی اپنے کام کی چیز دوسرے کو دیوے۔ المومن مراۃ المومن۔ مومن آئینہ ہے مومن کا اس سے مراد ہے کہ اپنے عیب ونقصان کو ایک دوسرے سے معلوم کرے اور جب وہ تیرا عیب تجھ سے کہے اس کا ممنون ہووے اسپر غصہ نہ کرے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے ہمسائے کی تکریم کرے اور فرمایا ہے جس کے شر سے پڑوسی بے فکر نہ ہو وہ مومن نہیں۔

حضرت صلعم کا ارشاد ہے مری ہوئی ماں کیلئے مغفرت چاہو اور انکے واسطے نماز پڑھو یعنی نوافل پڑھکر ایصال ثواب کرو اور دوستونسے تکریم کرو اور خوشیو نسے احسان اور والدہ کا حق والد سے دو چند ہے۔ اور بعد ماں باپ کے احسان فرزند پر آیا ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے ایک بیٹی ہو اور وہ اسکی پرورش کرے اور اسکا بوجہ اٹھاوے اور جب وہ بالغ ہوجائے اسکا نکاح کردے اللہ تعالے اس کی مغفرت کرے گا۔ اور جو شخص کہ کسی کی بیٹی کو کام میں اعانت کریگا وہ میرے ساتھ جنت میں جائیگا۔

اور جو اپنے خردسال لڑکے کو خوش کرتا ہے اور کچھ دیتا ہے اللہ تعالے اسکو آتش دوزخ سے بچاتا ہے۔

اور حدیث میں آیا ہے کہ اپنی عورتوں کو اچھی طرح رکھو اور خوش اخلاقی سے پیش آیا کرو کہ یہ تمہاری قید ہی میں اور امانت خدا کی تمہارے سپرد ہے جس شخص نے اپنی عورت کو تھوڑے قصور پر مارا یا بے سبب اسکو رنج دیا قیامت کے دن اسکا مدعی اللہ تعالے ہوگا کہ حقیقت میں یہ سب عورتیں اللہ کی لونڈیاں ہیں کہ اپنے غلاموں کا نکاح ان سے کردیا ہر وقت غصہ اور بدخوئی اور اذیت رسانی انپر نہ کیا چاہیئے۔ اور جس مرد نے اپنی عورت فرمانبردار کو گالی دی گویا اسنے مدد کی فرعون کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں آکر۔ اگر کوئی عورت نافرمانی کرے اول انکو نرمی سے اور آہستگی سے نصیحت کرے اگر نہ مانے تو کنارہ کرے اسپر بھی اگر سیدھی نہو تو مارے اگر اسپر بھی نہ سمجھے اور یہ تدبیر بھی کارگر نہو تو سمجھے کہ خدا جانے میں نے کیا نافرمانی اللہ تعالے کی کی ہے اس بلا میں گرفتار ہوں تو بہ استغفار کرے اور خلاصۃ الاحکام میں لکھا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ مرد اپنی بیوی کی بدخوئی پر صبر کرے اور امید ثواب کی اللہ سے رکھے اللہ تعالے اسکو صبر ایوب کا ثواب دیتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایکدن پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو روتے ہوئے دیکھا آپنے پوچھا کہ اے فاطمہ آج کیوں روتی ہو عرض کیا کہ یارسول اللہ علی مجھ سے خفا ہوگئے ہیں حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند جو عورت اپنے خاوند کو راضی اور خوش رکھتی ہے

اللہ تعالےٰ اس عورت سے بہت راضی ہوتا ہے تمکو مناسب ہے کہ جب علی آئیں تو انسے بہت عذر خواہی کرنا ورنہ تمہارے جنازہ پر نماز نہ پڑھونگا اے فاطمہ خاوند کے منہ کو شگفتہ روئی سے دیکھنا درجہ عالی کو پہنچتا ہے جسوقت مرد اپنی عورت سے کہے کہ میں تجھ سے بہت خوش ہوں اس عورت سے گناہ ایسے ساقط ہوتے ہیں جیسے خزاں میں درختوں کا پت جھاڑ ہوتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت کو چاہیئے کہ اپنے آپکو طہارت اور نماز اور عبادت سے معطر رکھے اور خوشبو اگر اپنے بدن میں لگائے اس صورت سے کہ کسی نامحرم کے دماغ میں خوشبو نہ پہنچے ورنہ گناہ زنا کا اسکے نامہ اعمال میں لکھا جائیگا اللہ تعالےٰ کو خوش آتا ہے جو شخص ہمیشہ طاہر اور پاک رہتا ہے ستر ہزار فرشتے بھیجتا ہے اور فرشتے اسکے واسطے مغفرت چاہتے ہیں۔ اے فاطمہ میں امورات خانہ داری تم میں اور علی میں تقسیم کئے دیتا ہوں اپنے جو کام کہ گھر میں کرنیکا وہ تم کیا کرو اور جو کام باہر کا ہے وہ علی کیا کریں اے فاطمہ جو عورت اس نیت سے چرخہ کاتے کہ کپڑا بنواکر اپنے شوہر کے کپڑے بنائے اسکو اللہ تعالےٰ حلہ بہشت سے آراستہ کریگا اور اسکے نامہ اعمال میں سات سو حسنات لکھے جائینگے جو عورت کپڑے دہوئے یا روٹی پکائے یا چرخہ کاتے اور خاوند اسکا کہائے اللہ تعالےٰ اسکے عوض میں اس عورت کو ثواب عظیم عنایت کریگا اے فاطمہ اگر شوہر عورت کا بیمار ہو اور وہ عورت اپنا جگر اسکی دوا میں صرف کرے تو اپنے خاوند کے حق سے ادا نہو۔ اے فاطمہ اگر کوئی عورت تمام زمانہ کی عورت سے خوبصورت ہو اور روئے زمین کا خزانہ اس کے پاس ہو اور اپنے خاوند کو دیدے بعد اسکے حرف احسان کا اپنی زبان پر لائے اور منت رکھے تمام اعمال صالح اسکے باطل ہو جائیں اور ثواب اس درم دینار کا کچھ نہ ملے۔

حدیث میں آیا ہے کہ ایک ضعیفہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئی اور بہت روئی اور کہا کہ میری ایک بیٹی تھی اسکا نکاح کر دیا تھا چند روز کے بعد وہ مر گئی رات کو میں نے اسکو خواب میں دیکھا کہ سولی پر چڑھی ہے اور زار زار روتی ہے میں نے کہا کہ اے جان مادر کیا حال ہے وہ بولی نماز میں کاہلی کرتی تھی اور کیا دیکھتی ہوں کہ دونوں لٹو نسے سر کی شعلے آگ کے اٹھتے ہیں اور فرشتے کہتے ہیں کہ اپنے بال نامحرموں سے کیوں نہیں چھپاتی تھی اور دو شخص سیخیں آگ کے ہاتھ میں لئے آئے اور کان میں اس کے مارتے ہیں کہ دوسرے کان میں باہر نکلتا ہے اور کہتے ہیں کہ ایسی باتیں کیوں کیا کرتی تھی کہ گھر کے لوگوں میں عداوت پڑجاتی تھی پھر یہ دیکھا کہ ایک ببول کے کانٹو نکا گٹھا اسکی دونوں آنکھوں میں ڈالکر گھسیٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اپنی آنکھیں نامحرموں سے کیوں نہیں چھپاتی تھی اور انکو کیوں دیکھتی تھی پھر زبان اسکی منہ سے نکالکر کاٹی اور کہتے ہیں کہ اپنے خاوند کو جواب تلخ کیوں دیا کرتی تھی اور کیوں سخت کلام کرتی تھی یہ اسکی سزا ہے پھر دیکھا کہ دو شخص سیاہ پوش موجود ہوئے اسکے بدن پر بال مانند سیخ کے کھڑے تھے ان دونوں نے بہت بھاری بیڑیاں لاکر اسکو پہنائیں کہ جگہ سے

نہ ہل سکے اور دونوں نے آگ کے گرز مارنا شروع کئے کہ بے حکم خاوند کے گھر سے کیوں باہر نکلتی تھی
یارسول اللہ اسکی فریاد رسی کیجئے کہ وہ سخت عذاب میں گرفتار ہے آگ کے۔ آپؐ گورستان میں تشریف
لیگئے اور بلالؓ کو حکم دیا کہ واسطے حاضر ہونے تمام اہل شہر کے لوگوں میں منادی کردے سارا شہر جمع ہو کر
اپنے اپنے مردو نکی قبر پر کہڑا ہوا حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اے بڑھیا دیکھ کہ انمیں تیرا داماد بہی آیا ہے
یا نہیں اس بڑہیا نے اِدہر اُدہر دیکھ کر ایک شخص کیطرف اشارہ کیا یا حبیب اللہؐ داماد میرا وہ ہے
سرور عالمؐ نے اسکو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ تیری عورت بڑے عذاب میں گرفتار ہے اسنے عرض
کیا کہ یارسول اللہؐ وہ اسی قابل ہے مجکو نہایت رنج دیتی تہی اور میں اس سے نہایت ناخوش تہا
آپنے فرمایا کہ اس سے راضی ہو اور قصور اسکا معاف کر اسکے عوض میں اللہ تجہپر رحم کریگا وہ ہرگز راضی
نہ ہوتا تہا تب آپنےؐ دعا کی کہ بار خدایا اس شخص کو دکہا دے اللہ تعالے نے حجاب قبر اس مرد کی
آنکہوں سے اٹہا دیا۔ اسنے دیکہا کہ قبر اس کی آگ سے بہری ہے یہ دیکہکر رویا اور کہا کہ یارسول اللہؐ میں اس
سے راضی ہوا اور اس کا قصور معاف کیا جب اس مرد نے یہ کہا حقتعالے نے اسکا عذاب موقوف
کیا اور مغفرت کی دوسری رات اسکی ماں نے اسکو خواب میں دیکہا کہ بہشت میں یاقوت سرخ کے تخت
پر بیٹھی ہے کہ پائے اس تخت کے موتیوں سے جڑے ہیں جب ماں کو دیکہا اسکو لپٹ گئی کہ اے مادر
مہربان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا کی برکت سے میں اس عذاب الیم سے نجات پائی سلام
میرا سرور عالمؐ کی حضور میں عرض کرنا کہ آپنے کمال شفقت اور عنایت فرمائی کہ میری قبر پر تشریف
لائے اور میرے مدعی کو راضی کیا اور میں نعیم جنت سے کامیاب ہوئی۔
خداوند صدقہ اپنے حبیبؐ پاک کا ہم گنہگار و نکے حال پر بہی ایسی ہی رحمت فرما اور اطاعت اور شفاعت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت کر آمین —

حکایت نقل ہے کہ احمد بن اسکاب دمشقی رح بہت بڑے متقی پرہیزگار آدمی تہے اور یہ نیت
حج کے انہوں نے کمال جانفشانی اور حیرانی سے بہت مال جمع کیا تہا ایک مرتبہ ہمسایہ کے گہر لڑکا
کسی کام کو بہیجا ناگاہ روتا آیا کہا خیر ہے کیوں روتا ہے کہا گہر والے گوشت کہاتے تہے اور میں منہ دیکہتا
روتا رہا مجکو ذرا سا بہی نہ دیا احمد بن اسکاف دمشقی رح ناخوش ہو کر ہمسائے کے گہر گئے کہا سبحان اللہ
حق ہمسایہ کا یہی تہا جو تمنے ادا کیا کہ میرا لڑکا منہ تکتا روتا رہا اور آپ گوشت کہاتے رہے اور اسکو کچہہ
نہ دیا یہ سنتے ہی وہ پڑوسی زار زار رونے لگا کہ ہائے افسوس اب پردہ ہمارا فاش ہوا گویم مشکل
کہا واللہ پانچ دن سے کسی گہر والے کے منہ میں ایک دانہ نہیں گیا جب نوبت ہلاکت کی پہنچی ناچار ہو کر میں
جنگل میں گیا دیکہا تو ایک بکری موئی پڑی ہے اس کا گوشت بقدر ضرورت سد رمق کے لاکر
ذرا کچا پکا کرکے ذرا ذرا سب نے کہایا اس لڑکے کو نہ دیا کہ بفضلہ تعالے اس کو درست نہ تہا اور نہ یہ

کب ہو سکتا تھا کہ سب کہاتے رہتے اور وہ منہ تکتا رہتا پس احمد بن اسکاف دمشقی رح بدریا فت اس حال کے متحیر ہوئے اور اپنے جی میں کہا حقیقت میں عنداللہ ایسے شخص کا دینا حج کے جانیسے بہتر ہے پھر جاکر سب درم اور دینار جو مدت سے بہ نیت حج جمع کیے تھے چپکے لاکر اسکو دیدیے پھر اپنے گھر بیٹھکر یاد الٰہی میں مصروف ہوئے جب سب حاجی حج کرکے لوٹے حضرت ذوالنون مصری رح نے جبل عرفات پر سنا کہ کوئی کہتا ہے اے ذوالنون مصری اس مرتبہ کسیکا حج قبول نہیں ہوا وہ کہتے ہیں کہ مجکو بڑا تعجب ہوا کہ حج میں نولاکھ نو ہزار نوسو آدمی آتے ہیں کیا سبب جو کسی کا حج قبول نہیں ہوا میں اسی فکر میں تھا کہ پھر آواز آئی کہ احمد بن اسکاف دمشقی رح کے سبب سے سبکا حج قبول ہوا کہ اسنے آج کی نیت کی تھی اور نہ آیا واللہ علم کیا بعید ہے کہ اللہ تعالے نے اسکے سبب سے سب کا حج قبول فرمایا حضرت ذوالنون مصری رح بعد ادا حج کے دمشق میں گئے اور احمد بن اسکاف دمشقی رح سے ملاقات کرکے پوچھا کہ تم اب کے سال کس وجہ سے حج کو نہیں گئے تمہارا ارادہ مصمم حج کو جانیکا تھا اسوقت احمد بن اسکاف دمشقی رح نے تمام حال گذشتہ اپنا ذوالنون مصری کے روبرو بیان کیا ذوالنون مصری نے کہا مبارک ہو تمہارا حج خدا تعالے نے ایکی دفعہ قبول فرمایا میں نے اسطرح جبل عرفات پر سنا اسی وجہ سے میں تمسے تمہارا حال پوچھنے آیا تھا کہ ایسا کیا کام کیا جسکے سبب سے تمہارا حج قبول ہوا اور تمہارے سبب سے اور سبکا حج قبول ہوا۔

حسد ومن شر حاسد اذا حسد حسد کرنیوالے کی برائی سے جسوقت حسد کرے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا ہے۔

الحاسد کالمجاہد مع اللہ۔ کہ حسد کرنیوالا مثل اللہ کے ساتھ لڑنیوالے کے ہے۔

الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب۔ یعنے حسد حسنات کو ایسا جلاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو جلاتی ہے۔

المحسود لایسود۔ حاسد کو فائدہ نہیں ہوتا۔

لاتحسد الناس تکن آمنا۔ یعنی کے تو لوگو نسے حسد نہ کر تاکہ آگ سی بیخوف ہو۔

لاتحاسد۔ آپس میں حسد نہ کرو۔

حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی حسد کرتا ہے اسکو جان کنی کی تلخی زیادہ ہوتی ہے اور سوال قبر میں عاجز ہوتا ہے۔ اے سعید حسد اسکو کہتے ہیں کہ کسی کی خوبی اور نعمت پسند نہ آئے اور اس کا زوال چاہیے۔

حدیث شریف کی رو سے ایسا ارادہ حرام ہے کیونکہ اس سے تقدیر الٰہی سے نا رضامندی پائی جاتی ہے اور صاحب جاہ کا زوال چاہتا ہے خبث باطنی کی نشانی ہے حضرت نے فرمایا ہے حسد نیکیوں کو اسطرح جلا دیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو ہاں کسی ظالم کی جو کہ مالدار ہو اور فسق و فجور میں وہ مال

صرف کرتا ہوا ور لوگونکو اس سے تکلیف پہنچے اسکا زوال چاہنا روا ہے اگر مالدار جو کہ نیک کاموں میں صرف کرتا ہی اسکو دیکھ کر کہے کہ مجھے مال ہوتا تو میں بھی نیک کاموں میں صرف کرتا باعث ثواب ہوگا اور اسطرح کسی عالم کا وعظ سنکر کہے کہ مجھے بھی علم ہوتا تو میں بھی وعظ کہتا باعث ثواب کا ہوگا یہ غبطہ کہلاتا ہے۔

اگر کسی عیش پسند آدمی کا عیش دیکھکر کہے کہ مجھے اللہ مال دیتا تو میں بھی ایسا کرتا یہ کہنا باعث گناہ ہوگا۔

حاسد ہمیشہ غم اور دکھہ میں رہیگا کیونکہ کوئی زمانہ ایسا نہوگا کہ خدا کا فضل کسی پر نہو حسد کا سبب تکبر اور عداوت اور دوستی مال وجاہ وغیرہ سے ہوتا ہے ایسے خیال کو دل سے دور کرے حسد میں دو جہانکی خرابی ہے پس حسد تو حاسد کا نقصان ہی اور آخرت کا ضرر کیونکہ حاسد کو نارضامندی ہوتی ہے۔ خداوند تعالے سے اور وہ خواہش میں ابلیس کا شریک ہوا۔ نیک مرد وہ ہے کہ جو عالم ہو یا متعلم یا انکا دوست ہو حاسد ان تینوں سے محروم ہے حاسد کی مثال ایسے شخص کی سی ہے کہ اسنے ایک پتھر اپنے کمان میں دشمن پر پھینکا اور وہ لوٹکر اس ہی پر لگا۔

حسد ایسی بری عادت ہے کہ اس کو اپنی بہبودی کی فکر نہیں ہوتی جتنی دوسرونکے بگڑنیکی آرزو ہوتی ہے اور ونکے گلے شکوے اور بدگوئی میں مصروف رہتا ہے سے

حاسد کو ایکدم نہیں راحت جہانمیں ؛ رنج حسد ہے جانمیں جبتک کہ جان ہے

حکایت تین شخص راستے میں ہمراہ ہوئے ان میں سے ایک نے پوچھا کہ تمہارے وطن چھوڑنے اور سفر کرنیکا کیا سبب ہے دونوں نے بیان کیا کہ ہمسے دوسرونکا احسان کرنا نہیں دیکھا جاتا ہے اسلیئے وطن چھوڑکر چلے آئے کہ نہ یہاں رہینگے نہ طبیعت کے خلاف باتیں دیکھنے میں آئینگیں تیسرے نے کہا کہ میں بھی اس ہی دکھہ میں مبتلا ہوں غرض کہ تینوں بالاتفاق روانہ ہوئے راستے میں انکو ایک لوٹا اشرفیوں سے بھرا ہوا ملا آپس میں کہنے لگے کہ اسکو بانٹ لیں آخر حسد کے جوش نے بانٹنے نہیں دیا ہر شخص چاہتا تھا کہ میں نوں غرض کہ ایک رات انکو بغیر کہائے پئے اس جھگڑے میں گذری دوسرے دن اس ملک کا بادشاہ وہاں آنکلا سال دریافت کیا سب نے سچ سچ بیان کر دیا بادشاہ نے کہا ہر ایک اندازہ حسد کا بیان کرے کہ موافق اسکے ہر شخص کے یہ چیز بانٹ دیجائے ایک نے کہا کہ حسد میرا اس درجہ ہے کہ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ کسی کے حق میں احسان کروں کہ جس سے وہ خوش اور دوسرے نے کہا کہ حسد میرا اس درجہ ہے کہ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ کسی کے ساتھہ نیکی کرے تیسرے نے کہا مجکو حسد اس قدر ہے کہ کوئی مجھ سے بھی نیکی کرے بادشاہ یہ سنکر حیران ہوا اور کہا کہ تمہارے قول سے یہ زر تمکو نہ دیا جائے ہر ایک کو موافق انکے حسد کے سزا دی نتیجہ یہ ہوا

کہ حسد کے سبب سے سب اشرفیوں سے محروم ہوئے۔
حکایت ایک شخص کسی بادشاہ کے پاس رہتا تھا ہر روز سامنے کھڑا ہو کے کہتا کہ محسن کے احسان کا بدلہ کر اور برے سے برائی نہ کر کیونکہ بدخوئی آدمی کو اسکی خوئے بد کافی ہے۔
ابوالدردا رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جو موت کو بہت یاد کریگا وہ خوشی کے موقع کی نہ خوشی کریگا نہ حسد۔
ذکریا علیہ السلام نے کہا ہے حق تعالٰے نے فرمایا ہے کہ حاسد میری نعمت کا دشمن ہے کہ میری قضا پر خفا ہوتا ہے اور میری تقسیم کو جو بندوں کے درمیان میں نے کہا ہے پسند نہیں کرتا حسد سے دور رہ کہ پہلے خون ناحق ہوا ہے وہ حسد سے تھا کہ آدم کے بیٹے نے اپنے برادر کو مار ڈالا یعنے ہابیل کو قابیل نے مار ڈالا۔
حکایت نقل ہے کہ حضرت حوا ہر بار جو حاملہ ہوتیں تو ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوتی اور قابیل اور اسکی بہن اقلیما پیدا ہوئی پھر ہابیل اسکی بہن لبودہ پیدا ہوئی اور حضرت آدم کی شریعت کے بموجب حکم خدا سے یوں مقرر تھا ایک پیٹ کی بیٹی اور دوسرے پیٹ کا بیٹا آپسمیں بیاہی جاتی تھے اسواسطے آدم نے فرمایا کہ میں یہ نکاح بموجب حکم خدا کے کرتا ہوں اور فرمانبرداری خدا کی بندوں پر لازم ہے قابیل نے حکم باپ کا قبول نکیا جب آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم دونوں قربانی کرو جسکی قربانی مقبول ہو اقلیما اسکے نکاح میں آئے اور اس زمانہ میں قربانی کا دستور یہ تھا کہ دو شخص آپس میں جھگڑتے تھے تو وہ دونوں اپنی اپنی قربانی پہاڑ پر رکھتے تھے اور ایک آتش سفید بے دودہ (نور) آسمان سے آتی تھی اور حق جسکے جانب ہوتا تھا اسکی قربانی کو نابود کرتی تھی جب دونوں بھائی راضی ہوئے تو ہابیل نے ایک مینڈھا موٹا تازہ اپنے گلے میں سے جدا کیا اور قابیل نے ٹوکرا گیہوں کا لیجا کر رکھہ آئے تو خدا کی قدرت ایک آگ آسمان کیطرف سے آئی ہابیل کی قربانی کو لیگئی اور کچھ نشان باقی نچھوڑا اور قابیل کی قربانی پر کچھ اثر نکیا اس سبب سے حسد کینہ اور بغض قابیل کے دل میں پیدا ہوا اور ہابیل کو ڈرایا کہ میں تجھکو قتل کرونگا اور ہابیل نے کہا خدا تعالٰے پرہیزگاروں کی قربانی کو قبول کرتا ہے اگر تو مجھکو ماریگا تو میں تجھکو نہیں مارونگا قابیل سنگدل نے وقت فرصت کا پاکر ہابیل مظلوم کے سر پر شیطان کی تعلیم سے ایسا پتھر مارا کہ ہابیل جان بحق تسلیم ہو کر شہید اکبر ہوا اور قابیل کی گردن پر یہ گناہ کبیرہ تا قیامت باقی رہا۔
نقل ہے کہ ایک شخص جہاز پر سوار تھا ناگاہ قدرت خدا سے ایسی ہوا چلی کہ دریا میں طوفان آگیا اور وہ جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تباہ ہو گیا سب آدمی ڈوب کر مر گئے مگر ایک شخص فضل الٰہی سے بچگیا اور تختے پر رہ گیا زندگی سے ہاتھ دھو چکا تھا کہ اتفاقاً قدرت خدا سے وہ تختہ بہتا بہتا کسی ٹاپو میں جالگا یہ جھٹ کنارے پر اتر گیا اور شکر خدا تعالٰے بجالایا آگے جا کے دیکھا ایک مکان میں ایک آدمی بیٹھا ہے اس سے سلام علیک ہوئی اسنے کہا تو کون ہے کہاں سے آیا ہے اس شخص نے سب سرگذشت اپنی بیان کی اسنے پوچھا کس کی امت ہے کہا کہ میں امت محمدؐ سے ہوں پھر وہ شخص کہتا ہے میں نے پوچھا تو کس کی امت ہے کہا امت

موسیٰ سے ہوں اور ہم دو بھائی تھے رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے اتفاقاً قضائے الٰہی سے وہ قضا کر گیا میں تنہا رہ گیا تیرا جی چاہے تو بھی یہاں رہ کہ ہم تم دونوں باقی عمر عبادت الٰہی میں بسر کریں اسنے کہا بہت بہتر ہے چنانچہ مدت تک وہ وہیں رہا ایک مرتبہ تفریحاً جنگل میں وہ پھرتا تھا ناگاہ ایک چشمہ نظر آیا اسکے کنارے کنارے چلا گیا اتفاقاً ایک مقام پر جا پہنچا کیا دیکھتا ہے ایک شخص کنارے پر زنجیروں سے جکڑا ہوا ہوا میں معلق کھڑا ہے اور شدت پیاس سے واویلا کرتا ہے اسے دیکھ کر کہنے لگا للہ مجھکو ذرا سا پانی پلا جب وہ اسکے منہ تک پانی لیگیا زنجیریں اوپر کو کھنچ گئیں تین مرتبہ یہی معاملہ گذرا پھر اسنے یہ ماجرہ دیکھ کر کہا میں قابیل ہوں بھائی ہابیل کو ناحق قتل کیا تھا اسکے بدلے اس عذاب میں گرفتار ہوں اور روز حشر تک گرفتار رہونگا اور جو کوئی کسیکو ناحق قتل کریگا اس کا عذاب بھی میرے ہی اعمالنامہ میں لکھا جاتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی نیک بات کی بنا کریگا تا قیامت تک اسکی بھلائی اسکے نامہ اعمال میں مرقوم ہوگی۔

اے سعید حسد سے قابیل آجتک عذاب میں گرفتار ہے اللہ سبکو حسد کرنیسے بچاوے یعنی ایک دوسرے کا عیب تلاش کرو نہ ایک دوسرے پر حسد کرو اور نہ ایک دوسرے سے قطع تعلق کرو نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو اور سب اللہ کے بندے بھائی بنجاؤ اور فرمایا حسد کرنیوالے پر پانچ عذاب ہیں۔ اول غم میں مبتلا ہونا۔ دوم مصیبت بھا اجر نہ ملنا سوم مذمت کی بلا میں گرفتار رہنا چہارم اللہ تعالےٰ کا اسپر غصہ ہونا۔ پنجم اسپر رزق اور توفیق اور خیر کے دروازے بند ہونا۔ اور ابلیس نے آدم علیہ السلام پر حسد کرکے اپنی کو تباہ کیا کہ نافرمانی اللہ کے حکم کی کی اور ملعون ہوا اور لعنت کا طوق گلے میں ڈالا۔

نقل ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو عرش کے سایہ تلے دیکھا اور اسکے اعمال پوچھے حکم ہوا کہ اسنے کسی حسد نہیں کیا اور ماں باپ کا نافرمان نہ تھا اور نہ کسی کی چغلخوری کی۔

ایک روز ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک عجیب ماجرا دیکھا کہ فلاں قبیلہ میں ایک شخص کا انتقال ہوا جب ہمنے اسکا جنازہ اٹھایا تو اسکا جنازہ ہمارے کندھوں سے علیحدہ ہوکر خود چلتا تھا آپنے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں دو چیزیں ہونگی ایک غرور دوسرا حسد اور اسکا جنازہ فرشتے اٹھائے ہونگے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یاروں میں سے ایک نے انتقال کیا تمام فرشتوں کو حکم ہوا کہ اسکی روح کا استقبال کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مناجات کی اسکو کس وجہ سے اس مرتبہ پر پہنچایا حکم ہوا کہ پانچ کاموں کی وجہ سے۔ ایک یہ کہ کینہ نہیں رکھتا تھا۔ دوم سخی تھا سوم یہ کہ کسی کی غیبت نہیں کرتا تھا

چہارم یہ کہ طمع نہیں رکھتا تھا پانچویں یہ کہ حسد نہیں رکھتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ بہشت میں تمہارا درجہ مثل پیغمبروں کے درجہ کے ہو تو حسد کسی سے مت کرو۔

حاسد کا علاج یہ ہے۔ حاسد کیساتھ تواضع سے پیش آئیے اور اسکی تعریف کریے اور سلوک کریے اسکے قلب میں تمہاری محبت پیدا ہوگی پھر وہ اسیطرح پیش نہیں آئیگا یعنی نہ حسد کریگا۔

زبدۃ الواعظین میں لکھا ہے کہ حاسد کیلئے آٹھ طرح کی آفتیں ہیں۔ (۱) عبادت کا ضایع ہونا کیونکہ حسد اسطرح نیکیوں کو کھا جاتا ہے جیسا شعلہ آگ خشک لکڑی کو اور حاسد کو کفر تک پہنچا دیتا ہے (۲) گناہ کا مرتکب ہونا کیونکہ حاسد غیبت اور گالی اور دوسری بہت برائی اور چغلخوری سے بس نہیں کرتا (۳) شفاعت پیغمبری سے محروم ہے کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ حاسد چغلخور کاہن مجھ سے کسیطرح کا علاقہ نہیں رکھتا اور نہ میں اس سے کچھ سروکار رکھوں (۴) علما حسد کے باعث دوزخ میں جائینگے گنوار جہل کے باعث تاجر خیانت کیوجہ سے زمیندار تکبر کیوجہ سے عرب اپنی قوم کی بیجا حمایت کیوجہ سے حاکم ظلم کے سبب سے (۵) اللہ تعالےٰ نے جسطرح شیطان کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم کیا ہے اسطرح حاسد کے حسد سے ومن شر حاسد اذا حسد (۶) بلا فائدہ رنج وغم اور گناہ کا بوجھ لینا ابن سماک کا قول ہے کہ میں نے حاسد سے زیادہ کسی کو نہ دیکھا جو ظالم ہوکر ذلیل و خوار ہوا ہو (۷) دل کا اندھا ہوتا حتیٰ کہ خدا کے احکام میں کسی حکم کو نہیں پہچان سکتا (۸) سفیان رض کا قول ہے اگر تجھے سریع الفہم بننا منظور ہے تو حاسد نہ بن حاسد کسی قوم کا سردار نہیں بنا کرتا اور نہ دشمن پر فتح پاتا ہے۔

نقل ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے شیطان کو دیکھا کہ چار گدہے لدے ہوئے لیجارہا ہے آپنے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے شیطان نے کہا مال تجارت ہے ایک ظلم ہے آپنے فرمایا کہ اسے کون خریدیگا کہا کہ سلاطین شیطان نے کہا کہ دوسرا خیانت ہے آپنے پوچھا اسے کون خریدیگا جواب دیا تجار تیسرے مکر ہے پوچھا کہ اسکا خریدار کون ہے جواب ملا عورتیں۔ چوتھا حسد ہے اور اسکے خریدار جاننا علماء ہیں پس حسد ایسی بلا ہے جو علماء کو بھی نہیں چھوڑتی ہے

از حسد اول تو دل را پاک دار　　خویشتن را بعد ازاں مومن شمار

معلوم ہوا کہ حسد ایمان کو بھی تباہ کرتا ہے۔

اے سعید آسمان میں سب سے پہلا حاسد شیطان تھا اور زمین میں قابیل ان دونوں کا جو کچھ حال ہوا وہ ظاہر۔ پس ان باتوں سے حاسد کا دین و دنیا نقصان پذیر ہوا اور محسود کا دنیا میں یہ فائدہ ہے محسود چاہتا ہے کہ میرا حاسد ہمیشہ عذاب و رنج اور تکلیف میں رہے سو اس کا مدعا حاصل ہے کیونکہ محسود کے کسی کے ارتکاب کے بغیر حاسد خود بخود جلتا بھنتا ہے

توانم آنکہ نیازارم اندرون کسے — حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست

اور آخرت میں محسود کا یہ فائدہ ہی کہ وہ حاسد کے حسد کیوجہ سے مظلوم ہی اور حاسد کیوجہ سی جو کچھ محسود کی غیبت بہتان جہوٹے الزام اور تکلیف اور ظلم و ایذا وغیرہ کیجاتی ہی اسوجہ سی حاسد کی نیکیاں محسود کے نامہ اعمال میں درج کیجاتی ہیں اور محسود کے گناہ حاسد کی گردن پر رکہے جاتے ہیں پس حسد نے تو چاہا تہا کہ محسود کی نعمت جاتی رہی مگر حاسد کے چاہنے سے وہ نہ گئی بلکہ آخرت کا درجہ اور ثواب بڑہ گیا اور حاسد کو اس سے بڑہکر اور کیا نقصان اور خسارہ ہوگا کہ اسکی نیکیاں ہی محسود کے پاس چلی گئیں اور محسود کے گناہ اسپر پڑے حاسد نے خیال کیا تہا کہ وہ اپنا بہلا کرتا ہی اور اپنے دشمن کا نقصان یہاں معاملہ الٹا ہوگیا اپنا نقصان اور دشمن کا بہلا ہوگیا۔

حرص

والاتمدن عینیک الے ما متعنا بہ ازواجا منہم زہرۃ الحیوۃ الدنیا۔ ہرگز نہ بڑہاؤ اپنی آنکہیں اس چیز کیطرف جس سے ہمنے نفع دیا انکا فرقے مختلف گروہونکو آرایش زندگانی دنیا سے۔

(ح) یہرم ابن آدم ویشب منہ اثنان الحرص علی المال والحرص علی العمر۔ آدمی بوڑہا ہوتا رہتا ہی اور اسکی دو چیزیں بڑہتی رہتی ہیں حرص کرنا مال پر اور حرص کرنا عمر پر۔ کسی شاعر نے کہا ہی جبتک قانع نہو حرص نہیں جاتی ؎

کوزہ چشم حریصاں پر نشد — تا صدف قانع نشد پر در نشد

اے سعید لمبی لمبی امید ونکو حرص کہتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا ہی مجہے ڈر ہی کہ جینی کی زیادہ امید نکہیں ہونگی اس سے نیک عمل نہونگے آدمی لمبی حیات اپنے دلمیں دو سبب سے ٹہہرا رہا ہی ایک نادانی دوسرے محبت دنیا اور حال یہ ہے کہ موت گہات میں ہے حیات کو یکایک چہین لیگی آدمی بالطبع موت سی راضی نہیں اور یہ امر سب کی طبیعت کے خلاف ہی پس ہمیشہ حیات اور مال زن فرزند اور دنیا کے سامان کو سمجہتا ہی کہ یہ سب قایم رہینگے اور موت جو اس کی تمنا کے خلاف ہی بہول جاتا ہی اور اپنے منصوبہ میں یہی خیال کرتا ہی کہ کیا جلدی ہی ابہی بہت دن باقی ہی آئندہ موت کا توشہ پیدا کرونگا بڑہاپے تک صبر کر اور بوڑہا ہوگیا ہے تو خیال کرتا ہی اگر یہ کام کرلوں تو توشہ آخرت کرونگا یہ نہیں سمجہتا کہ کار دنیا کسے تمام کردیں یکایک موت آتی ہی اور حرص وحسرت باقی رہجاتی ہی اور دوزخیونکی فریاد و شیون بانی اکثر تاخیر عمل کے سبب سے ہوگی یا محبت دنیا اور غفلت اور یہ خیال نہیں کہ بڑہاپے کے پہلے ہی مرجاؤنگا۔ دیدہ و دانستہ دیکہتا ہی کہ ہزارہا اطفال وجوان دیکہتے دیکہتے چل بسے اور اچانک مرجاتے ہیں اور بیمار بہی نہوئے ؎

غافل زاحتیاط نفس یک نفس مباش — شاید ہمیں نفس نفس واپسیں بود

پس عاقل کو چاہیے کہ موت کا نقشہ پیش نظر رکہے۔ مصرعہ دنیا ہیچ است و کار دنیا ہمہ ہیچ
حضرت عیسے علیہ السلام نے کہا ہی کل کی روزی آج جمع نکر اگر حیات باقی ہی رزق بہی باقی ہی الغرض

جو دنیا کی بے ثباتی معلوم کرے ہرگز حرص نکرے۔ اور تمام لذتیں چند روزہ ہیں آخر جاتی رہینگی حرص سے وہی اپنے کو بچا سکیگا کہ اپنی ایک ایک سانس کو غنیمت جانکر کار خیر میں جلدی کرے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے پانچ کو آگے پانچ چیز کے غنیمت سمجھ جوانی بڑھاپے کے آگے تندرستی بیماری کے آگے تونگری درویشی کے آگے خاطر جمعی تشویس کے آگے زندگی موت کے آگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو یہ کہکہ ہوشیار کرتے تھے موت آئی موت آئی سعادت لائی یا شقاوت لائی ؎

انبیا کار عقبیٰ کرد اختیار کافران کار دنیا اختیار

ابو موسیٰ اصغری بڑھاپے میں زیادہ ریاضت کرتے اور کہتے کہ میری عمر کا آخری وقت ہے۔
اور حذیفہ رضہ نے کہا ہے کہ ہر صبح کو منادی ندا کرتا ہے الرحیل الرحیل اے لوگوں دنیا سے کوچ کر دموتو قبل ان تموتو مرجاؤ مرنیسے پہلے۔

حکایت ایک درویش حلوائی کی دوکان پر بیٹھا ہوا کچھ نصیحت کی باتیں کر رہا تھا اتنے میں شہد کی طشت میں مکھیوں کا ہجوم ہوا حلوائی نے موافق عادت کے پنکھے سے انہیں اڑایا جو کنارے پر تھیں وہ اڑ گئیں اور جو کہ شہد میں لگی ہوئی تھیں وہ وہیں پھنس رہیں اس درویش کو اس مشاہدہ سے ایک حالت طاری ہوگئی کہ (حال آگیا) جب ہوش میں آئے حلوائی نے بیہوشی کا سبب پوچھا بزرگ نے کہا کہ اے بھائی طشت دنیا ہے اور شہد اسکی نعمتیں اور مکھیاں دنیا والے جو کنارہ پر بیٹھی تھیں وہ فقیر خدا دوست ہیں کہ تھوڑی سے دنیا پر قناعت کرتے ہیں حرص میں نہیں پھنسے ہوے جو شہد کے اندر ہیں وہ حریص لالچی ہیں جب موت کا پنکھا ہلا وہ جو کنارے ہیں بہت آسایش سے بے الایش دنیا سے طرف مولی کے آجاوینگے اور جو بیچ اندر ہیں وہ مثال اہل دنیا حریص کے ہیں کہ انکو مشکل کا سامنا ہے۔ کسی حکیم نے کہا ہے کہ حریص اور طامع سب سے زیادہ غمگین رہیگا اور قانع ہمیشہ شاد رہیگا اور اسد کے غم کی انتہا نہیں اور تارک الدنیا ہمیشہ سبکدوش رہتا ہے۔

حکایت۔ ایک شکاری چڑی مار نے ایک چڑیا کو پکڑا چڑیا نے پوچھا تیرا کیا ارادہ ہے چڑی مار بولا کہ تجھے ذبح کر کے کھانا چاہتا ہوں بولی وہ چڑیا مجھ سے تیرا پیٹ نہیں بھریگا تین باتیں میں تجھے سکھاؤں وہ میرے کھانے سے زیادہ نفع دیونگیں ایک بات تیرے ہاتھ میں رہتے ہوے کہونگی اور دوسری بات جب تو مجھے چھوڑ دے تا میں درخت پر بیٹھوں اور تیسری اسدم کہونگی کہ درخت سے اڑ کر پہاڑ پر بیٹھوں اسنے پوچھا پہلی بات کیا ہے بولی جو ہاتھ سے جائے غم نہ کہا پس یہ بات سنکر موافق اسکے کہنے کے چھوڑ دیا اور وہ چڑیا درخت پر جا بیٹھی بولا دوسری بات کیا ہے بولی محال بات باور نکرو ہانسے اڑ کر پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھکر بولی اے بدبخت اگر تو مجھے ذبح کرتا تو غنی ہو جاتا کیونکہ میرے پیٹ میں دو لعل ہیں ہر ایک وزن میں بیس مثقال کا وہ شخص یہ بات سنکر افسوس کرنے لگا پوچھا کہ تیسری بات کیا ہے بولی تو ان دو پہلی باتوں کو بھول گیا تیسری بات کیا کرینگا میں نے تجھ سے کہا تھا گذری بات کا غم نہ کہا اور محال کو باور نکریں تیرے ہاتھ میں سب گوشت پوست اور بال و پر سمیت

وزن میں دس مثقال کے نہ تھی تو میرے پیٹ میں دو لعل جو وزن میں بیس مثقال کے ہوں کیونکر ہونگے۔ القصہ یہ بات کہکر اڑ گئی اس حکایت سے غرض یہ ہے تا معلوم ہو کہ جب حرص و طمع میں مبتلا ہوتا ہے تو آدمی سب محالات کو باور کرتا ہے حرص عقل کو ضایع کرتی ہے۔

حکایت سعید بن مازی رح سے نقل ہے کہ میں دو برس حاتم اصم کی رفاقت میں رہا کبھی انکو غصہ ہوتے نہیں دیکھا مگر ایک مرتبہ بازار میں جاتے تھے کہ کوئی شخص انکی آشنا سے قرض مانگتا تھا اور جھگڑا کرتا تھا اصم رح نے کہا جھگڑا نہ کر اپنا قرض آسانی سے وصول کر ہر چند انہوں نے فرمایا اُسنے نہ مانا ناچار ہو کر غصے سے چادر زمین پر ماری اس سے بہت دینار سرخ بکھر پڑے کہا بقدر اپنے قرض کے لینا زیادہ ہرگز نہ لینا اس حریص ناعاقبت اندیش نے بہت دینار دیکھکر زیادہ لے لئے اسیوقت اسکا ہاتھ خشک ہو گیا۔

خلق نیک و بدخلق

اے سعید معلوم کر کہ خوئی نیک کی علامت یہ ہے کہ حقتعالے قرآن مجید میں فرماتا ہے قد افلح المومنون۔ یعنے تحقیق فلاح پائی مومنین نے اور کچھ منافقوں کی نشانیاں کہیں ہیں وہ بدخلقی کی علامت ہے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کا مقصود نماز روزہ و عبادت ہے اور منافقوں کا مطلب کھانا پینا جانوروں کے مانند۔ حاتم اصم نے کہا ہے کہ مومن فکر و عسرت میں رہا کرتا ہے اور منافق حرص و آرزو میں۔ مومن سب لوگوں سے نڈر رہتا ہے مگر خدا تعالے سے نہیں اور منافق سب اشخاص سے ہراساں رہتا ہے مگر خدا سے نہیں اور مومن تمام سے مایوس رہتا ہے مگر خدا سے امیدوار اور منافق سب سے امیدوار رہتا ہے اور خدا سے مایوس اور مومن اپنا مال دین پر فدا کرتا ہے اور منافق دین کو مال پر فدا کرتا ہے اور مومن بندگی کرتا ہے اور روتا ہے اور منافق معصیت کرتا ہے اور ہنستا ہے اور مومن خلوت کو دوست رکھتا ہے اور منافق لوگوں کی صحبت اور مومن تخم بوتا ہے اور ڈرتا ہے کہ شاید ثمر نیا دے اور منافق نہیں بوتا اور امید ثمر کی رکھتا ہے اور بزرگوں نے کہا ہے کہ نیک خو وہ شخص ہے کہ شرم والا اور کم گو کسیکو ستانا نہیں اور سچ گو اور صلاح جو اور مستعد بہ بندگی رہتا ہے اور اپنے حق سے زیادتی نہیں کرتا اور خیر خواہ عالم رہتا ہے اور سب سے ملنسار اور باوفا مشفق اور صابر اور قانع اور شاکر اور بردبار اور نرم دل اور کم لینے والا اور کوتاہ طمع کسی کو گالی نہ دیوے اور لعنت نکرے اور غمازی نکرے اور بدگوئی نکرے اور فحش نہ لیوے اور شتاب زدگی نکرے حسد و غصہ نرکھے کشادہ پیشانی اور شیریں زبان رہے اسکی دوستی و دشمنی یا عداوت غصہ بلہ رضامندی خدا کیلئے ہو چنانچہ حضرت صلعم اللہ علیہ وسلم کو کفار نے بہت ستایا اور آپ کا دندان مبارک توڑا اور آپ دعا فرماتے یا الٰہی ان پر رحمت کر یہ نادان ہیں۔

نقل ہے کہ ابراہیم ادہم رح صحرا میں چلے جاتے تھے ایک سپاہی ادہر آنکلا پوچھا کہ کیا تو غلام ہے کہا ہاں اس نے پوچھا کہ آبادی کدہر ہے آپنے گورستان کیطرف اشارہ کیا سپاہی بولا آبادی چاہتا ہوں کہا وہیں ہے لشکری نے انکے سر پر ایسا مارا لہولہان ہو گئے انکو پکڑ کے شہر میں لایا جب آپکے یاران طریقت نے دیکھا

تو سپاہی سے کہا اے احمق یہ تو ابراہیم ادہم ہیں بڑے پارسا کیوں تو نے انکو مارا لشکری یہ بات سنکر گہوڑے پرسے اترا اور معافی مانگ کر قدموں پر بوسہ دیکر کہا کہ آپ کسواسطے بولے کہ میں غلام ہوں ابراہیم نے کہا ہاں بیشک خدا کا بندہ ہوں بولا میری خطا بخش دیجئے کہا میں نے بخشا اور جب تو نے میرا سر پہوڑا تیرے حق میں دعا کی پوچھا کیا سبب جواب دیا کہ میں نے معلوم کیا کہ اسکے سبب سے مجھے ثواب حاصل ہوگا میں نے نہیں چاہا کہ جس کے سبب سے میرا بہلا ہوا اور میرے سبب سے اس کا برا ہو ؎

روک لو گر غلط چلے کوئی بخش دو گر خطا کرے کوئی

نقل ہے کہ عبداللہ ایک درزی تہا ایک آتش پرست اس سے کپڑا سلاتا اور سلوائی کپڑے میں کہوٹا روپیہ وہ اسکو دیتا وہ اسکو لے لیتا ایکبار وہ کہیں گئے تہے شاگرد نے کہوٹا روپیہ نہ لیا جب وہ پہر کے آئے کہنے لگا انکا شاگرد کہ وہ آتش پرست کہوٹا روپیہ لایا تہا میں نے نہیں لیا کہا تو نے کیوں نہ لیا کئی سال سے وہ مجھے کہوٹا روپیہ دیتا ہی میں منہ پر نہ لاکر لیا کرتا تہا تاکہ دوسرے مسلمان کو فریب دے۔

اے سعید ہے کہوٹا سکہ جو دن میں نہیں چلتا تو رات کو چلا دیتے ہیں۔ یہ حالت ہے ہماری۔

تفاوت راہ کجاست تا بکجا۔ احنف بن قیس کو کوئی گالیاں دیتا ہوا اسکے ساتہہ جاتا تہا وہ خاموش رہا جب اپنے محلے کے قریب پہنچا کہڑا رہا اور بولا اگر کوئی گالی باقی ہے تو دے لے کیونکہ میرے لوگ سنینگے تو تجہے ایذا دیویں گے ؎

شنیدم کہ مردان راہ خدا دل دشمنان ہم نکردند تنگ

ترا کے میسر شود این مقام کہ با دوستانت خلافست جنگ

مالک بن دینار کو ایک عورت نے کہا اے ریاکار بولے اے عورت بصرہ کے لوگ میرا نام بہولے تہے تو اسکو ڈہونڈ کر نکال لائی۔ کمال حسن خلق کی یہ علامت ہی جو بزرگان دین رکہتے تہے اور یہ صفت انبیوں کی ہے کہ رضا مندی سے اپنے کو صفات بشریت سی پاک کردیں اور حق تعالے کے سوائے دوسرے کو نہ دیکہیں اور ہر فعل کو خدا کیطرف منسوب کریں اور چاہیئے کہ آپ کو نیک خوئی کا گمان نہ کرے اپنے سے بدگمان رہے۔

خوف

واخشونی۔ ڈرو مجھ سے۔ یہ فرمایا اللہ تعالے نے۔

ولمن خاف مقام ربہ جنتان۔ اور واسطے اس کے جو ڈرے رب اپنے سے دو جنتیں ہیں۔

واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی فان الجنۃ ہی الماوی۔ یعنے جو ڈرا اپنے رب کے پاس کہڑے ہونیسے اور روکا جی کو اسکی خواہش سے سو بیشک اسکا گہر بہشت ہی ٹہرا ہے۔

(ح) راس الحکمۃ مخافۃ اللہ تعالے۔ یعنی خدا ترسی حکمت کا سر ہے اور خوف کے نتائج پاکدامنی ہے۔

لاہ تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ۔ یعنے رونگٹے کہڑے ہوتے ہیں

کہاں پر ان لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے پھر نرم ہوتے ہیں انکی کھالیں اور انکے دل اللہ کی یاد کیطرف۔
حدیث کا ترجمہ فرمایا رسول اللہ نے جو ڈرتا ہی رات ہی سے چلتا ہی اور جو رات سے چلتا ہی منزل پر پہنچ جاتا ہی۔
اے سعید معلوم کر کہ خوف دل کی حالت ہی اور وہ ایک آگ ہی جو دلمیں سلگتی خوف کا سبب علم و معرفت ہی کہ جب آدمی آخرت کی شکل کا دہیان کریگا اور اپنی ہلاکت کا اسباب مہیا سمجھیگا البتہ یہ آگ اسکے درمیان پیدا ہوگی۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی خدا ترسی حکمت کا سر ہے اور خوف کا نتائج پاکدامنی اور زہد و تقوی ہے کیونکہ یہ سب باتیں سعادت ابدی کے بیج ہیں شہوت نفسانی کو جبتک ترک نکریگا خدا طلبی اس سے نہوسکیگی اور شہوت کو دور کرنیکے باب میں کوئی چیز خوف کے برابر نہیں۔
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ حقتعالے نے کہا ہی مجھے قسم ہی عزت کی دو خوف اور دو امن ایک بندے میں جمع نکرونگا یعنی اگر کوئی شخص دنیا میں مجھسے ڈریگا آخرت میں اسے بیفکر کرونگا اور اگر دنیا میں بیفکر رہیگا تو قیامت کے دن اسے خوف میں رکھونگا اور فرمایا ہی جو کوئی خدا سے ڈرے سب مخلوقات اس سے ڈرینگے اور جو کوئی خدا سے نڈرے حقتعالے سب مخلوقات کا ڈر اسکے دلمیں ڈالیگا سعدی رح لکھتے ہیں کہ رودبار کے جنگل میں مینے ایک شخص کو دیکھا شیر پر سوار ہی کہتے ہیں کہ میں دیکھکر حیران و ششدر رہگیا مجھ میں طاقت حس و حرکت نرہی میری یہ حالت دیکھکر اس مرد خدا نے کہا اے سعدی تعجب نکر تو بھی اگر خدا کے حکم سے گردن نہ پھیریگا اور کوئی تیرے حکم سے منہ نہ موڑیگا یعنے تو خدا کا مطیع ہو سب تیرے مطیع ہو جائینگے۔
پس عاقل وہ ہی جو خدا سے ڈرے اور روایت ہی کہ بندہ مومن خوف الٰہی سے روئے اور سر مگس کے برابر آنسو اسکی آنکھ سے نکلے تو دوزخ کی آگ اسکے منہ کو نہیں جلاویگی اور جس کسی کے خدا کے خوف سے رونگٹے کھڑے ہو جائیں تو اس کے گناہ اسطرح جھڑ جائیں کہ جیسے خزاں میں درخت کے پتے۔ اور جو خدا کے خوف سے روئیگا وہ دوزخ میں نہ جائیگا۔ اسکی مثال ایسی ہی جیسا کہ دودہ پستان سے نکلکر پھر پستان میں نہیں جاتا پس جو آنکھ خوف خدا سے روئیگی وہ دوزخ میں نہیں جلیگی اور جو شخص اپنا گناہ یاد کرکے روئیگا اسکے واسطے ارشاد نبی کریم ہے بے حساب جنت میں جاویگا۔
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کوئی قطرۂ اشک سے عزیز تر نہیں جو خوف الٰہی سے نکلا ہو۔
شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہی کہ کوئی روز ایسا نہ تہا جسمیں خوف مجھپر غالب ہوا ہو اور اس دن حکمت و عبرت کا دروازہ مجھ پر نہ کہلا ہو۔ محمد بن المکندر رحمتہ اللہ علیہ جب روتے تو اشک کو اپنے چہرے پر ملتے اور کہتے کہ آنسو کا پانی جہاں پہنچے گا وہ دوزخ کی آگ میں نہ جلے گا۔
کعب الاحبار نے کہا ہی قسم ہی حق تعالے کی البیار و تاحیں سے منہ بھیگ جاوے وہ بہتر ہے کہ ہزار دینار سے جو فقرا کو دوں۔
حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی مجھ سے اسطرح ڈر جیسے شیر سے ڈرا کرتا ہی خوف کا اثر دلمیں

ہوتا ہی۔ دلمیں خوف ہونیکی نشانی یہ ہی کہ دنیوی لذتوں سے دل بیزار ہی اور خاکساری و فروتنی پائی جاوے عاقبت کا اندیشہ اور دنیا کا محاسبہ اور مواخذہ دلمیں سماوے اور تکبر حسد حرص دنیا باقی نرہے اور مانند اسکے ہوجاویگا جیسے شیر پکڑا ہو کہا نیکی سدہ رہی اور نہ لذت مجامعت باقی رہے اور خوف والیکے بدنکی علامت زردی ہی۔ اور لاغری معصیت کی خواہش نہ رہے جو شہوت سی باز رہے اسکو صاحب عفت کہتے ہیں اور حرام سے آپکو باز رکہے تو صاحب ورع کہتے ہیں اگر شبہات سی یا ایسے حلال ہی جسمیں اندیشہ حرام کا ہو اس سے بچے اسکو متقی کہتے ہیں۔

ذوالنون مصری سی لوگوں نے دریافت کیا کہ خایف کون ہی کہا جو اپنے آپکو مثل اس بیمار کے بنائے جو موت کے ڈر سے پرہیز کرتا ہے۔

روایت ہے کہ داؤد علیہ السلام جب اپنے گناہ پر نوحہ کرنا چاہتے سات دن بہوکے رہتے اور عورتوں سے صحبت نکرتے پس جنگل میں آگے سلیمان علیہ السلام کو فرماتے تا ندا کریں کہ اے لوگوں تم میں سے جو کوئی چاہتا ہو کہ داؤد کا نوحہ سنے آوے پس آدمی شہروں سے پرندے گہونسلوں سے اور درندے چرندے جنگلوں پہاڑوں سے اسجگہ میں آتے داؤد علیہ السلام حقتعالے کی ثنا شروع کرتے اور لوگ فریاد کرتے تہے من بعد اپنے گناہ پر ایسا نوحہ دلسوز کرتے کہ ہزارہا عالم مارے خوف کے مرجاتے تب سلیمان علیہ السلام التماس کرتے اے بابا بس کر بہت لوگ ہلاک ہوئے ہیں تب جنازوں اپنا اپنا کو ہر شخص لیجاتا ہی۔

داؤد علیہ السلام کی دو بیٹیاں تہیں جو خوف کیوقت آپکو پکڑتی تہیں تا کہ آپکے اعضا لرزیکے وقت ٹوٹ نہ جاتیں۔

نقل ہی کہ امام زین العابدین رحب وضو کرتے رنگ چہرہ مبارک کا متغیر ہوجاتا لوگوں نے سبب پوچہا فرمایا کہ بادشاہ دو عالم کے روبرو جاتا ہوں بسبب رعب و ہراس ہوش بجا نہیں۔

ایکدن زکریا علیہ السلام اپنے بیٹے کے پیچھے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ پانی میں کہڑے ہوئے پیاس سے بیتاب ہیں اور خدا سے التجا کرتے ہیں قسم ہی تیری عزت کی جبتک معلوم نہو کہ تیرے پاس میرا درجہ کیا ہی ہرگز پانی نہ پیوں آپ اتنے روتے تہے کہ آپکے چہرہ پر گوشت باقی نہیں رہا تہا اور آپکے دانت نظر آتے تہے اور آپکی والدہ نمد کے ٹکڑے باندہتی تہیں تا لوگ نہ دیکہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرآن شریف کی آیت سنکے زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہوگئے کئی روز لوگ آپکی عیادت کی خاطر آتے رہے۔

مسور ابن مخرمہ قرآن شریف سنکر بیتاب ہوتا ایکدن کوئی اجنبی انکے حال سی جو واقف نہ تہا اس آیت کو پڑہا یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا ونسوق المجرمین اے جہنم وردا۔ بولے میں مجرموں میں داخل ہوں متقیوں میں نہیں کہا پہر اسکو پڑہ انہوں نے پڑہا ایک نعرہ مار کر جان بحق تسلیم ہوا۔

اے سعید جبکی موت قریب ہو سزاوار یہ ہی کہ رجا اسکی دلپر غالب رہی کہ یہ بات محبت کو بڑھاتی ہی اور جو کوئی اس جہان سی جاتا ہی چاہیئے کہ خدا سے محبت رکھی تاکہ اسکے دیدار کی سعادت حاصل ہو۔ کیونکہ محبوب کے دیدار میں لذت رہا کرتی ہی لیکن دوسری اوقات میں جب آدمی غفلت میں ہو تو چاہیئے کہ خوف اسپر غالب ہو کیونکہ بغیر عمل امید کا غلبہ اسکے حق میں زہر قاتل کا حکم رکھتا ہی اور اگر اہل تقوی سی ہی اور اسکے اخلاق اچھے ہیں تو سزاوار یہ ہی کہ خوف و رجا دونوں برابر ہوں سچ ہی کہ ایمان خوف و رجا کے درمیان ہی لیکن معصیت کیوقت خوف غالب ہو اور مباح جو کام کرتا ہے اسوقت میں بھی خوف رکھا کرے۔

نقل ہی کہ احمد ابن حنبل نے ایک مرتبہ دعا کی کہ الہی تیرا خوف مجھے زیادہ ہو پھر ڈرے کہ ایسا نہو کہ عقل زائل ہو جائے پھر دعا کی بار خدایا موافق اپنی طاقت کے چاہتا ہوں۔

حکایت نقل ہی کہ ایکمرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ادب دینے کیواسطے غلام کے کان ملے کوئی قصور ہو گیا تھا غلام نے درد سے آہ کی فوراً چھوڑ دیا فرمایا تیری آہ تیرسی جی میں جالگی تو بھی اسیطور میرے کان ملتا بدلہ ہو جاوے اور صدمہ دل سے مٹ جائے اس نے عرض کیا کہ غلام سے ایسی بے ادبی نہو گی مجکو معاف کیجئے فرمایا تابعدار کو تابعداری حکم آقا کی واجب ہے پس تجکو ہمارے حکم کی متابعت ضرور ہی اور ہماری خوشی اسی بات میں ہے آخر غلام نے مجبور کر بحکم الامر فوق الادب کے کمال تعظیم اور تکریم سے گوش سراپا ہوش کو ہاتھ لگایا اور حکم بجالایا فرمایا زور سے مل عرض کیا آقا جیسے آپ زیادتی سے خوف کرتے ہیں میں بھی ڈرتا ہوں کہ مبادا روز قیامت اس مواخذے میں گرفتار ہو جاؤں یہ سنکر حضرت بہت روئے اور اسکو آزاد کر دیا فرمایا میں تجھ سی بہت راضی رہا پھر دعا کی اے خدا تو بھی اس سے راضی ہو اور اپنے فضل و کرم سے بخشدے۔

خودپسندی تواضعو حتی لا یفخر احداً علی احد ولا یبغی احد علی احد یعنے آپسمیں عاجزی اور فروتنی

وخوشامد یہانتک کرو کہ کوئی کسی پر بڑائی نہ جتاوے اور کسی پر زیادتی نکرے۔

اذا عجبتکم کثرتکم۔ اتبک یعنی جبکہ بھلا معلوم ہوا تمکو تمہارا زیادہ ہونا۔

واما المہلکات فھوی متبع وشح واعجاب المرء بنفسہ وہی اشد من۔ مہلکات سو وہ خواہش ہی جسکی پیروی کیجاوے اور بخل ہی جسکی موافق عملدرآمد ہو اور اچھا سمجھنا آدمی آپنے آپکو اور یہ ان سب سے بڑھ ہے اپنی طرف نسبت کرنا اور اسکا خوف نہو کہ شاید سلب ہو جاوے۔

اے سعید معلوم کر جسکو حقتعالے نے نعمت اور توفیق عبادت اور خیرات کی دی ہو اور اسکو اپنی صفت سمجھکر خوشی کرے اور حقتعالے کی نعمت نہ سمجھے اور اسکے زوال کا ڈر دلمیں نہ کہے اور اپنی عبادت کو اچھی خدمت خیال کرے اور جب کسیکو کچھ دیوے اور دلمیں سمجھے بڑا کام کیا

یہی علامتیں خودپسندی کی ہیں اور اگر اس بخشش کے بعد اس سے خدمت اور بدلے کی امید رکھے تو اسکو ناز کہتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی نماز ایسے کی جو اس سے ناز کرتا ہی وہ اسکے سر سے تجاوز نہیں کریگی (اسکے منہ پر ماری جاویگی) اور فرمایا ہی کہ تو ہنسے اور اپنی تقصیر پر قایل ہوئے تو بہتر ہی اس سے کہ روئے۔ اور اسکو بڑا کام سمجھے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ تین چیزیں مہلک ہیں ایک بخیلی دوسرے حرص تیسرے خودپسندی۔ عایشہ رضہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آدمی کب گناہگار ہوتا ہی کہا اپکو نیک کار سمجھے یہی خودپسندی ہی۔

ابن مسعود نے کہا ہی دو چیزیں آدمی کی ہلاکت کا سبب ہوتی ہیں ایک خودپسندی دوسری ناامیدی اسواسطے بزرگوں نے کہا ہی کہ ناامیدی ایک چیز کی طلب سے سستی کرتا ہی اور خودپسندی طلب سے مستغنے اور بے نیاز سمجھتا ہی اور مطرب نے کہا ہی کہ اگر میں ساری رات سو جاؤں اور صبح کو ہراساں پریشان اٹھوں تو یہ بات پسندیدہ تر ہے اس سے کہ ساری رات نماز پڑہوں اور صبح کو اس عبادت سے مغرور ہوں۔

اے سعید معلوم کر خودپسندی سے کئی آفتیں پیدا ہوتی ہیں ایک انمیں سے تکبر ہی اور یہ کہ گناہونکو یاد نکرے اور جو یاد کرے اسکے علاج میں مشغول نہوئے۔ اور سمجھے کہ میری مغفرت ہو چکی اور عبادتمیں ادائے شکر نکرے اور دلمیں خوف نرہے اور خدا کے غصہ سے بیخوف ہو۔ اور اپنی تعریف آپ کرے اور اپنے علم پر نازاں ہو اور کسی سے کوئی بات دریافت نکرے خواہ اسکو علم نہوا اور اگر کوئی بات اسکی رائے کے برخلاف ہو تو ہرگز نہ مانے اور کسیکی نصیحت نہ سنے حقتعالے نے فرمایا ہی کہ اپنے نفس کو پاک صاف اور اچھا نہ سمجھا کرا اچھا اپنے نفس کو سمجھنا یہ کافروں کا شیوہ ہے۔

حکایت نقل ہی کہ شداد کو خدا نے مسند حکومت تک پہنچایا اور حضرت ہودؑ نے واسطے ایمان لانیکے فرمایا وہ بولا جو تمہارا دین قبول کرونگا تو کیا فائدہ حاصل کرونگا حضرت ہودؑ نے فرمایا کہ خدا تعالے تجکو اس کے عوض میں بہشت جاودانی عنایت کریگا اور ہمیشہ ہمیشہ اپنا فضل اور مہربانی مرحمت کریگا خودپسندی سے شداد بولا اس جہان میں بہشت بناونگا اور دن رات وہاں عیش مناونگا خودی اور خودپسندی میں ایسا مبتلا ہوا کہ مرنے جینے سبکو بھول گیا۔ اور خالق و مخلوق کا تعلق بھی سلطنت کے نشہ نے فراموش کر دیا اور خدائی دعوی کرنے لگا پھر شداد نے بہشت بنانیکا عزم کیا اور اپنے باج گذارونکے پاس قاصد بھیجے اور انہوں نے بموجب حکم کے سونا چاندی جواہرات مشک اور عنبر اور مروارید بھیجے بعد حاصل کرنے سب اسباب ایک جگہ دلکشا مقرر کی اور روئے زمین کے استاد چابکدست معمار طلب کئے اور جماعت محکم اساس کی بنیاد ڈالی طول و طویل جسکی خبر قرآن شریف میں ہے لم یخلق مثلہا فی البلاد۔ دیوار اسکی سونے اور چاندی کی اور چھت اسکی سونیکی تیر ونسے مرصع اور ستون بلور سے اور اسکی نہروںمیں سنگریزونکی جگہ موتی انمول بچھوائے اور اسکے درختوں کو طلائی احمر سے مجوف یعنے کھوکھلا کر کے مشک عنبر سے بھروائے جسوقت ہوا نے خوش ان درختونپر چلتی تھی تو اسطرف کے رہنے والونکے دماغ معطر کرتی تھی اسکی زبان پر بعوض خاک کے مشک

اور عنبر بچھوایا اور بارہ ہزار کنگورے نکو زر سرخ سے ترتیب دیکر مرصع کیا اور معشوقان دلکش ورنگاہ پرورش کو ملک ملک سے تلاش کرکے وہاں مقیم کیا اور اُن غیرت حور و رشک پری کو ایک جا ندیم کیا اور تاریخ والوں نے لکھا ہی کہ پانچسو برس کے عرصہ میں وہ مکان دلکش تمام ہوا اور تمام عالم کے جواہرات صرف کیے جب اس کا انصرام ہوا تب اس کی تیاری کی خبر شداد کو پہنچی کہ وہ قصر رشک بہشت اپنی مراد کو پہنچا شداد نامرد نے نہایت فوج لیکر ایک فرسنگ پر آکر مقام کیا اور اسکے دیکھنے کیواسطے بہت اہتمام کیا اس منزل میں ایک ہرن اسکی نظر میں آیا کہ پاؤں اسکے چاندی کے اور سینگ زر کے اور آنکھیں یاقوت کی تہیں شداد اسکی زیبائش دیکھکر حیران ہوا اور اکیلا گھوڑا دوڑاکر اسکے پیچھے رواں ہوا جب لشکر سے علیحدہ ہوا ناگاہ ایک سوار مہیب پیدا ہوا اور شداد سے کہا کہ اس عمارت بنانیسے تجکو امان ہوگی یا اسکے رہنے سے تجکو عیش جاودانی ہوگی شداد کانپ گیا اور پوچھا کہ تو کون ہی بولا کہ میں ملک الموت ہوں شداد نے نہایت زاری و بیقراری سی کہا مجکو ایک نظر دیکھنے کی امان دے بعد اسکے میری جان لے ملک الموت بولا حکم رب الارباب نہیں اور ایک آن مہلت دینیکی مجکو تاب نہیں اسیوقت اسکی جان ناپاک ملک الموت نے نکالی اور اس کے بدن کو روح سے خالی کیا اے سعید انسان کس برتے پر خودی اور خودپسندی کرے۔ اور وہ مکان رفیع لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوگیا۔

اور نقل تواریخ کی کتاب میں لکھی ہی کہ جناب الہٰی نے ایک دن عزرائیل سے پوچھا کہ تو ایک مدت سے قبض ارواح میں مشغول ہی اور ابتدائی آفرینش سی تیرا یہی معمول ہی کبھی تو نے کسی پر رحم کیا ہی بولا خداوند میں تو سب ہی پر رحم کرتا ہوں لیکن ہر وقت تیرا حکم سب پر مقدم جانتا ہوں لیکن ایکروز کا ذکر ہی کہ ایک کشتی جو دریا میں رواں تہی موج دریا سے وہ کشتی پاش پاش ہوکر غرق ہوگئی اور ایک عورت حاملہ تختہ پر بیٹھی رہ گئی اور اسی حالت میں ایک بچہ اسکے ہوا اور وہ تختہ بہتا ہوا ایک جزیرے میں پہنچا تو مجکو حکم ملا اسکی ماں کی جان نکال لو اور اس لڑکے کو رہنے دو اسوقت میں رویا کہ اس لڑکے کا کیا حال ہوگا دوسرے شداد پر مجھے رحم آیا کہ اُسنے پانچسو برس میں ایک عمارت بنائی اور وہ ایک نظر دیکھنے سی بھی محروم رہا اللہ کا حکم آیا یہ شداد وہی لڑکا ہی کہ جس پر تو نے رحم کیا تہا میں نے اسکی ماں کے مرنیکے بعد دریا سے امان دیکر ساحل پہنچایا اور لوگوں کو اسپر مہربان کیا اور بتدریج سلطنت پر پہونچایا اسنے اس نعمت کے شکریہ پر دعویٰ خدائی کیا اس سبب سے ہمارے قہر میں مبتلا ہوا نتیجہ خودپسندی کا اسنے پایا نعوذ باللہ۔

جب ہم کوئی کام کسی حد تک کرنے لگتے ہیں خواہ لکھنا ہو خواہ شاعری خواہ پہلوانی یا اور قسم کا کام اور ہمکو اس بات کا چسکا لگ جاوے کہ ہم اپنی داد چاہنے لگیں اور شروع میں یہ ہوتا ہی کہ ہم اپنی تعریف آپ کرنے لگتے ہیں اپنے منہ میاں مٹھو۔ اور لبا اوقات اپنے ہمعصروں سے مقابلہ کرکے اپنی آپ تعریف کرتے ہیں یہی اپنی آپ خودپسندی ہی پھر آہستہ آہستہ یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنے ہر کام کو خواہ اچھا ہو یا نہیں

تعریف کے خواہاں ہوتے ہیں اور جو ہماری خواہ مخواہ خوشامد سے تعریف کرنے لگتا ہی اسکی ہمارے دلمیں محبت ہوجاتی ہی پھر رفتہ رفتہ ہم اس امر کے خوگر ہوکر اسکو پسند کرنے لگتے ہیں پھر اس مرض کا یہانتک اثر ہوتا ہی کہ اپنی تعریف کرنیوالے خوشامدیوں سے خوش ہونے لگتے ہیں سچ گو اور ناصح کو بُرا جاننے لگتے ہیں ہمارا نفس ہمکو یہ بتاتا ہی کہ ان تعریف کرنیوالوں پر مہربانی کرنا نہایت حق اور انصاف ہی اگر اسمیں قرابت داری کا حق مارا جاتا ہو جبکہ ہمارا دل بناوٹی خوشامدیونکی خوشامد سے ایسا نرم ہوجائیگا کہ اور خوشامدیونکے پھسلانیسے خوش ہونے لگیں ہماری عقل خوشامدیونکے مکر و فریب ہماری طبیعت پر بالکل غالب آجانے اور ہم اندھے ہوکر انکے فریب کے پنجے میں پھنس جائیں تو یہ ہماری کتنی نادانی اور حماقت ہی اور ہمکو اپنے میں دیکھنا چاہیئے کہ خوشامدی جو کہتا ہی وہ ہمیں ہیں یہی اوصاف ہیں یا نہیں جو نہیں ہیں تو جان لینا چاہیئے یہ ہمپر جھوٹ اور افترا باندہ رہا ہی جو لباس ہمارے بدنپر ٹھیک نہیں ہی وہ ہمکو پہنا رہا ہی یہ ذرا غور و فکر سے معلوم ہوسکتا ہی اگر ہم خوشامدیونکے پنجے سے بچ سکتے ہیں۔

اے سعید مدح بھی ہجو کیطرح اثر سے خالی نہیں بلکہ مداح کا اثر تکبر اور نخوت پیدا کرکے ممدوح کو گمراہ کردیتا ہی ؎

مدّ لوں رہتا ہے مدحت کا اثر کبر کا ہوتا ہے باعث سربسر

افسوس اس زمانہ میں خوشامد کا رواج بہت ہی خصوصًا امرا کے درباروں میں سینکڑوں خوشامدی لالچ کے سبب امر بالمعروف نہیں کرسکتے اور قرآن و حدیث کیمطابق احکام نہیں بتاتے بلکہ خدا کی آیتوں کو تھوڑی قیمت پر بیچڈالتے اور خدا کا غضب مول لیتے ہیں اور دو طرح کے ضرر ممدوح کو پہنچتے ہیں اول تکبر دوم فتور عمل بسبب فرحت مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مدح کرنیوالے سے فرمایا تھا اے شخص تو نے گویا ممدوح کی گردن کاٹ ڈالی۔ کیونکہ ممدوح اپنی مدح سنتے سنتے متکبر ہوجاتا ہی اور ممدوح اپنے کو عالی مرتبہ اور عالیشان سمجھنے لگتا ہی۔

اے سعید تو مدح کے سُننے سے پرہیز کر اور مدح سے متنفر رہ۔ اور مداحین کی صحبت سے اجتناب کر۔ اور احسن تعریف کرنا غائبانہ ہی اور سامنے تعریف کرنیسے آنحضرت صلعم نے منع فرمایا ہی ایک شخص نے کسیکی تعریف اسکے منہ پر کی حضرتؐ نے فرمایا اے شخص تجھکو کاٹی تو نے گردن بھائی اپنے کی تین بار فرمایا اور یہ منع اسلیئے ہی کہ باعث عجب و تکبر کا ہوتا ہی اور جامع فتاوی عالمگیری میں ہے کہ تعریف کرنی آدمی کی تین طرح پر ہی ایک تو یہ ہی کہ تعریف کرے اسکی اسکے منہ پر یہ قسم تو وہ ہی کہ منع کیا گیا ہی اس سے۔ اور دوسری یہ ہی کہ تعریف کرے اسکی غائبانہ لیکن جانتا ہو کہ خبر تعریف کی اسکو پہونچیگی یہ بھی ممنوع ہی اور تیسری یہ ہی کہ تعریف کرے اسکی غائبانہ اس حالمیں کہ پروا ہو اسے پہنچنے نہ پہنچنے کی اور تعریف کرے اسکی ساتھ اس چیز کی کہ اسمیں ہے پس اس تعریف کا مضائقہ نہیں۔ پس اے سعید تعریف کرنیسے تعریف کرنی تیسری قسم کی ہی اگرچہ وہ سُن لے اور خوش ہو لیکن اسوقت یعنی وقت تعریف کرنیکے یہ خیال نہو کہ وہ سُن لے گا۔

حکیم فیثاغورس کا قول ہے جو شخص تجھکو تیرے عیب سے آگاہ کرے اسکی عزت اس سے زیادہ کر جس نے تجھکو خوشامد کرکے مغرور رکھا ہے۔

دروغ انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون۔ سوا اسکے نہیں کہ جھوٹ باندھتے ہیں وہ لوگ جو ایمان نہیں رکھتے۔

قل الحق وان کان مرا۔ سچ بات کہہ خواہ کسی کو کیسے ہی کڑوی معلوم ہو۔

من شہد بالزور مسخ فی قبرہ خنزیرا جو کوئی جھوٹی گواہی دیگا اسکی شکل قبر میں صورت سور کی ہو جاویگی۔ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جسکی جھوٹی گواہی سے ایک درم جاتا رہیگا تو دوزخ میں اس گواہ کو ہزار برس تک عذاب کرینگے۔ اور کوئی کسی پر جھوٹی گواہی دیگا چالیس برس تک گور کا عذاب اسکو دینگے۔

اور جو کام جھوٹی گواہی دینے سے نقصان کسیکا سرزد کرائیں گے اسکا وبال گواہ ہو نیپر ہوگا۔

اے سعید دروغ اسکو کہتے ہیں کہ باطن کچھ اور ظاہر کچھ کرے جو ضد سچ کی ہے۔ دروغ گو کا دل نور سے خالی ہوتا ہے اور دروغ اسواسطے حرام ہوا کہ دلمیں تاثیر کرتا ہے اور جو آدمی مال کی طمع سے یا جاہ کے پانیکے لئے یا خودستائی کے یا شیخی مارنیکے لئے یا کسی کو دھوکا دینے کیلئے کہے یہ حرام میں داخل ہے۔

اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو عمداً میری طرف سے دروغ کہے گا اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

بچہ کے مکتب جانیکے واسطے اس سے وعدہ کرنا روا ہے اگرچہ دروغ ہو۔ ہاں کسی مصلحت کیواسطے دروغ کہنا ہے اور اس سے خود بیزار ہے تو روا ہے۔ اور جب خیر کے ارادہ سے دروغ کہیگا تو دل سیاہ نہوگا مثلاً کوئی مسلمان ظالم کے ظلم سے بھاگتا ہے تو اسکا پتہ نہ بتاوے اور دروغ کہنا روا ہوگا۔ جو اپنی بیوی کی خوشنودی کیلئے کہ جس سے کسیکو مضرت نہ پہنچے تو مضائقہ نہیں۔ گر کسی کی دو بیویاں ہیں اور ہر ایک سے کہے تجھے زیادہ چاہتا ہوں مصلحت میں داخل ہے۔ مصرع۔ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔

اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جب بندہ دروغ کہتا ہے فرشتے دروغ گو خدا کے نزدیک لکھتے ہیں۔ دروغ سے رزق میں کمی ہوتی ہے۔ اور دروغ بولنا کبیرہ گناہ ہے۔ اور کسی کی جھوٹی روایت کو بیان کرتا ہے جھوٹ بولنے کے مانند ہے بات کو بلا تحقیق کئے نہ بولے۔ کسی کا قول ہے۔ دروغ گوئی را حافظہ نباشد۔

سب سے پہلے جھوٹ شیطان نے بولا کہ آدم کو جھوٹ بولکر گندم کھلا دیا۔

حدیث میں آیا ہے جو جھوٹ بولنا چھوڑدے اسکے ضمن میں سب گناہ کی باتیں چھوٹ جائینگی۔ اور حضرت نے فرمایا ہے کہ مسلمان جھوٹ نہیں بولیگا۔ صحابہ نے فرمایا کہ شراب پئے گا آپنے فرمایا پی لیگا۔ صحابہ نے کہا چوری کریگا آپنے فرمایا کر لیگا صحابہ نے کہا زنا کریگا آپنے فرمایا کریگا پس اس بات سے یہ ظاہر ہے کہ جھوٹ بولنا ان سب گناہ سے زیادہ گناہ ہے۔

معراج کی شب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ کو دیکھا کہ زبان گدی کیطرف کھینچکر نکالی ہے اور شکل اس گروہ کی مانند سور کی ہے عذاب آگ میں وہ گروہ گرفتار ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حال جھوٹی گواہی دینے کے سبب سے ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہی جو بات اپنے لئے پسند نہیں دوسرے کیلئے بھی پسند نکرے جیسے کہ جھوٹ کا سننا اپنے لئے پسند نہیں کرتا اسیطرح دوسروں سے بھی جھوٹ کہنے کو پسند نہیں کرے نہ جھوٹ بولے نہ بلائے۔ اور جھوٹے مذاق نکرے اور جو فرمایا ہی جو گو نکے ہنسانیکی خاطر جھوٹ بولے افسوس ہے افسوس ہے افسوس۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ایک دروغ گو کی قبر میں اسطرح عذاب ہو رہا تھا کہ ایک فرشتہ بڑھا سینچا گلے میں ڈالکر کھینچتا تھا کہ کندہے تک لٹکجاتا تھا پھر دوسرا فرشتہ کھینچا کہ اپنی جگہ پھر اپنی جگہ آجاتا تھا۔ اگرچہ دروغ کہنے کے لائق نہیں جب سچ بولنے سے بھی ایک قباحت پیدا ہو تو چاہیئے کہ دونوں کو عدل کی ترازو میں تولے اگر سچ بولنا دروغ کی نسبت زیادہ قباحت کا موجب ہی جیسے دو آدمی میں لڑائی کا سبب ہو سچ۔ اور سچ سے زیادہ فتنہ و فساد بڑہے اور جھوٹ بولنے سے فتنہ جاتا رہی تو مضایقہ نہیں۔ مثلاً میاں بیوی میں لڑائی ہی اور سچ بولنے سے اور زیادہ لڑائی ہو یا کسیکا مال ضایع ہوتا ہو اور کسی بعید معصیت کا آشکار ہو تو دروغ مباح ہوگا اور جس سچ کی قباحت زیادہ دروغ سی ہو مرجانیکا اندیشہ ہو مثلاً مرد ارکا کہانا جانکی حفاظت کیلئے جائز ہے ایسے ہی دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز ہے۔

بعض اوقات جھوٹ کا بہت بڑا اثر اور وبال جھوٹ بولنے والیکو اٹھانا پڑجاتا ہی۔ جیسے کہ رستم کو سہراب سے یہ جھوٹ کہنے سے کہ میں رستم کا غلام ہوں اور تہا خود ہی رستم اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو خود مارنا پڑگیا باپ نے بیٹے کو مار ڈالا لیعض اوقات کذب کا بہت بڑا اثر پڑتا ہی جیساکہ نادر شاہ محمد شاہ دہلی کے قلعے میں ضیافت کے جشن میں مصروف تہے دہلی کے کسی بھنگڑ خانہ سے یہ جھوٹ اٹھا کہ محمد شاہ بڑا عاقل ہے کہ اسنے نادر شاہ کو قلعہ میں عورتونسے مروا ڈالا اور اس بیہودہ بکنے پر ہی اکتفا نکرکے نادر شاہ کی سپاہ کو بے شاہ کی سمجھکر مارنا شروع کیا جب یہ خبر نادر شاہ کو ملی وہ غصہ میں آگ بگولہ ہوکر دہلی کی سنہری مسجد میں آکر اپنے سپاہ کو خون بہانیں اتنے آدمیونکو قتل کیا دریبہ تک خون کی ندی بہ نکلی جب سی دریبہ کے دروازہ کا نام خونی دروازہ ہی ایک کے جھوٹ افواہ اڑنے سی ہزاروں کی جان گئی اور برابر دو ماہ تک نادر شاہ کی لوٹ جاری رہی جس سے کیا کچھ تباہی دہلی والونکی نہیں ہوئی اب بھی دہلی والے اس جھوٹ سے باز نہیں آتے بڑے شرم کی بات ہے۔

اے سعید جب دل کی توجہ دنیا کیطرف ہی تو اس قولمیں کاذب ہی جو کہ تو نماز میں کہتا ہی ایاک نعبد یعنی میں تیرا بندہ ہوں اور تیری ہی بندگی کرتا ہوں اور باوجود اسکے دنیا پرستی کرتا ہی نفس تیرا مغلوب نہیں ہوا ہے بلکہ خود دنیا کی ہوا ہوس میں مبتلا ہے تو تو اس صورت میں جھوٹا ہوگا کیونکہ خود اس چیز کا غلام ہی جسکی خواہش میں پڑا ہوا ہے تو بندہ درم دینار ہی جبتک ساری دنیا سے آزاد نہو خدا کا بندہ نہوگا بندۂ خدا وہی ہے جو قضا الٰہی پر راضی ہے۔

دل

واللہ یعلم ما فی قلوبکم - یعنی خدا تمہارے دل کی بات جانتا ہے۔
یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور - یعنی جانتا ہے آنکھوں کی چوری اور جو کچھ سینوں میں پوشیدہ ہے۔
تخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار - یعنی اسدن سے ڈرتے ہیں جسمیں آنکھیں اور دل بدلجاویں۔
ہو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین - یعنی وہ اللہ ایسا ہے کہ اتارا تسکین اور اطمینان کو مومنین کے دلوں میں۔
افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ - کیا وہ شخص کہ کھولا ہے اللہ نے سینہ اس کا واسطے اسلام کے پس وہ اوپر نور کے ہے پروردگار اپنے کے نزد۔
اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا یقعد قوم یذکرون اللہ الا حفتہم الملائکۃ وغشیتہم الرحمۃ ونزلت علیہم السکینۃ وذکرہم اللہ فیمن عندہ - بیٹھتے ہیں لوگ ذکر کرتے ہیں انکو ملائکہ رحمت اور چھپا لیتے ہیں انکو رحمت خداوندی اور اترتی ہے انکے دلونپر تسکین اور اطمینان اور یاد کرتا ہے انکو اللہ انہیں جو اسکے پاس ہیں یعنی ملائکہ کی جماعت میں کسی حکیم کا قول ہے بدنکے مرنیسے نہ ڈر دل کے مرنیسے ڈر۔
اے سعید دل کہتے کو ایک گوشت کا لوتھڑا ہے مگر اسمیں ہزار عالم سمائے ہوئے ہیں۔ دل کی اصل سکونت عالم ملکوت ہے مگر عصیان کی سیاہی اور بد اخلاقی کے غبار سے زنگ آلودہ ہوجاتا ہے مثلاً شراب خواری زنا کاری قمار بازی حسد بے ایمانی وغیرہ۔ دل کے جلا کرنیسے دل روشن ہوتا ہے وہ یہ عمل ہیں عبادت ریاضت کرنا اور شریعت وطریقت کو اپناراہ نما بنانا ایک مرشد کامل کے تہ دامن ہاتھ دینے سے نفس کی سرکشی پامال ہو جاتی ہے۔ انسانی اعضا کا بادشاہ دل ہے جو سب پر حکمرانی کرتا ہے۔
اے سعید اگر انصاف سے دیکھے تو یہی ایک بات کہ خدا کا علم و اطلاع ہونا امور دل پر حفاظت دل کیلئے کافی ہے اسواسطے کہ معاملہ خدا تعالے کیساتھ ہے اور خدا تعالے چھپی باتیں جانتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالے عملوں اور صورتوں پر نظر نہیں کرتا بلکہ نیتوں اور دلکو دیکھتا ہے پس جبکہ دل نظرگاہ خدا تعالے ہے پس تعجب ہے کہ ظاہری اشیا کی تو صفائی کریں یعنی منہ وغیرہ کو تو صابون لگا کر صاف کریں جو نظرگاہ مخلوق ہے اور دل جو نظرگاہ خالق ہے اسکو بد اخلاقیوں سے صاف نکریں جیسے حرص حسد و کینہ وغصہ سے ناپاک رکھیں اور دل بادشاہ ہے اور سب عضو اسکے تابع ہیں جب بادشاہ نیک ہوگا تو رعیت بھی نیک ہوگی۔ دل نفیس جوہر کا خزانہ ہے اور اسمیں قیمتی گوہر معرفت حق ہے اور نہایت آبدار موتی عقل ہے ؎

ارض و سما کہاں تیری وسعت کو پاسکے ؛ میرا ہی دل ہے کہ جہاں تو سما سکے

اور نیت خالص عبادت میں جسپر ہمیشہ کا ثواب موقوف ہے یہ بھی دلمیں ہے ان آبدار گوہروں کے سبب سے بیند کا شرف ہے سب دلمیں بھرے ہیں پس ضرور ہوا کہ ایسے خزانیکو چوروں اور رہزنوں سے بچاوے یعنی شیطانی وسوسوں سے اور رحمانی خیالونکو اسمیں جگہہ دے۔ طرفہ ماجرہ ہے دل ہی کا اسپر خدا کیطرف سے الہام ہوتا ہے

کسی حکیم کا قول ہی کہ جس طرح ملاح ہر ہوا میں کشتی نہیں چلا سکتا عقلمند کو چاہیئے کہ جو خیال دل پر گذرے اسکی پیروی نکرے خوب سوچے اور سمجھے۔ اور اس خزانہ یعنے دل کی حفاظت کیلئے مثل آنکھہ کے نہ پلکیں ہیں کہ جب چاہیں بند کر لیں اور نہ زبان کیطرح دو ہونٹوں کے درمیان ہی کہ جب چاہیں بند کر لیں اور نفس جلدی کرنیوالا ہے وہ اپنی طرف کھینچتا ہی اور اسکی روک کیلئے عقل رہنما ہی وہ اپنی طرف مائل کرتی ہی اسلئے دل بدلجانے میں بہت تیز ہے یعنے بھلائی سے برائی کیطرف ایمان سے کفر کیطرف پھرتا ہی کسی نے کہا ہی کہ دل دودہ کی اُبال کیطرح بہت جلدی کرنیوالا ہے۔ یہی وجہ ہی کہ خدا کے خاص بندے دل سے ڈرتے رہتے ہیں اسکی اصلاح کی باتیں بہت ہیں اس مختصر رسالہ میں کچھ کلمہ شریعت میں اور کچھ ذکر کے بیان میں لکھی جائینگی اور زیادہ اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں ہم سبکو خدا تعالٰے نیک کاموں کی توفیق دے اور اپنے فضل سے بیڑا پار لگائے ورنہ اس انسان ضعیف البنیان کی کیا طاقت ہی اور اسکے بگاڑ بہت ہیں۔ مثلاً تکبر حسد۔ طمع حب دنیا وغیرہ وغیرہ اور اصلاح کے بہی بہت سے امور ہیں۔ خُلق۔ نیک اخلاق صدق وغیرہ۔

اے سعید اعتقاد اور یقین ایسی چیز ہی جو دل سے متعلق ہی اسلئے کوئی شخص کسیکے دل میں یقین جبر اور زبردستی سے پیدا نہیں کر سکتا اس بنا پر مذہب میں جبر کرنا بالکل بے فائدہ ہی کیونکہ حکم باریتعالے ہی لا اکراہ فی الدین۔ دین میں سختی نہیں ہی یعنے مذہب زبردستی کی چیز نہیں ہے۔

نقل ہے کہ خواجہ ابراہیم نے مرشد سے کہا کہ مجکو نصیحت فرمایئے مرشد نے کہا بستہ بکشادہ بہ نہد۔ خواجہ ابراہیم ادہم کی سمجھہ میں نہیں آیا آپنے فرمایا کہ سینہ بستہ بکشاد و زبان کشادہ بہ بند۔ یعنی دل کے کہولنے کی فکر کر کہ دل روشن ہو جائے اور زبان بند کر لینے دنیا کیطرف سے خاموش ہو کر گوشہ نشینی کرے۔

روایت ہی ابن مسعود سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قول اللہ تعالے کا افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ۔ کہا یا رسول اللہ کس طرح کہل جاتا ہی دل اسکا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت داخل ہوتا ہی نور دلمیں کہل جاتا ہی اور فراخ ہو جاتا ہی پھر کہا میں نے نشانی اسکی کیا ہی یا رسول اللہ (ترجمہ) کہا رجوع کرنا طرف گھر ہمیشگی کے اور دور ہونا گھر فریب سے یعنی دنیا سے اور تیار ہونا واسطے مرنیکے پہلے آنے موت سے۔

نقل ہے امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حالمیں کہ ایک روز ایک سانپ چھت سے گرا جتنے آدمی وہاں موجود تھے بسبب خوف کے بہاگ گئے اور امام صاحب نماز میں مشغول تھے انکو اسکے گرنیکی خبر بہی نہ ہوئی۔ یہ تھے صدر صدور والے۔

اور نقل ہی حضرت عبداللہ بن زبیر کے حالمیں لکہا ہی کہ انکے کسی عضو میں ایک زخم تہا اور حاجت اسکے کاٹنے کی پڑی تہی جسوقت نماز پڑہنی انہوں نے شروع کی اس عضو کو کاٹ لیا اور انکو بسبب کمال استغراق کے معلوم بہی نہ ہوا۔

آنحضرت جسوقت نماز شروع فرماتے تہے پس سینہ مبارک سے لوگ ایسی آواز سنتے تھے کہ ہانڈی

پہنچی ہوئی خوب جوشش کر رہی ہے۔

درود شریف

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ اللہ پاک اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی کریم صلے اللہ علیہ والہ وسلم پر پس اے ایمان والو تم بھی درود اور سلام بھیجا کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم اس آیت میں لفظ صلوٰۃ وسلام دونوں کو لایا اور صلوۃ کے معنے لغت میں مطلق دعا کے ہیں اور سلام اس دعا کو کہتے ہیں جس دعا میں داعی کی غرض خاص آسمانی بلیات سے جس کے لئے دعا کرتا ہے محفوظ رکھنا ہی ہوتی ہے یہاں ہی دونوں لفظوں کو لاکر یہ بات بتلاتا ہے کہ رحمت خداوندی اور استغفار ملائکہ سے غرض فقط حضور کی رفعت مکان اور عظمت شاہی نہیں بلکہ علاوہ بریں دنیاوی اور آسمانی دونو بلاؤں سے محفوظ رکھنا ہی مطلوب ہے۔ قاعدہ کی بات ہے مثلاً بادشاہوں کے پاس اگر کوئی انکا دوست آجائے تو بادشاہ اسکی تعظیم کیلئے رعایا کو حکم دیتے اور رعایا ہی پر ختم کر دیتے ہیں اور اگر کوئی اس سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہو تو اسکی تعظیم کیلئے علاوہ رعایا کے ارکان دولت کو بھی حکم دیتے ہیں کہ تم سب ہی اسکی تعظیم کرو اور کوئی خاص دوست آجائے تو اسکی تعظیم کیلئے علاوہ رعایا و ارکان دولت کے خود بھی تعظیم کیلئے کھڑے ہوجاتے ہیں اور یہ یعنی بادشاہ کا قیام تعظیم کیلئے انتہا درجہ کہلایا جاتا ہے کیونکہ اس سے زیادہ کوئی صورت بن نہیں سکتی جب یہ تمہید خیال میں آگئی تو سمجھئے کہ احکم الحاکمین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کیلئے انسان جو بمنزلہ رعایا کے ہیں اور ملائکہ جو بمنزلہ ارکان دولت کے ہیں وہ دونو کی تعظیم پر کفایت نہیں کی خود ہی شریک حال ہو کے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کمال رفعت شان اور عظمت مکان ثابت کی مسلمانوں اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے آقا تاجدار ہی ایسے ہیں کہ جو خوبیاں انبیا علیہ السلام کے اندر فرداً فرداً پائی جاتی ہیں وہ سب کی سب اکٹھی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر پائی جاتی ہیں دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزہ عصا عنایت فرمایا جو پتھر پر مارنے سے پانی نکلتا تھا اور عصا سانپ کی شکل قبول کرکے سانپ کا کام دیتا تھا اور جو ساحروں کے بنائے ہوئے جادو کے سانپوں کو نگل جاتا تھا۔ مگر ہمارے آقا کو وہ معجزہ عطا فرمایا کہ جس سے انگلیوں سے پانی کا فوارہ جاری کر کے دکھایا۔

روایت ہے کہ حدیبیہ میں لوگ بہت پیاسے تھے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لوٹا پانی کا تھا آپ نے اس پانی سے وضو کیا اور تھوڑا سا پانی اس برتن میں بچ رہا تھا تمام مجاہدین نے آپکے پاس آکر عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے لشکر میں نہ پینے کیلئے پانی ہے اور نہ وضو کیواسطے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو لوٹے میں رکھا اور پانی آپکی انگلیوں سے فوارہ کے مانند جوش مارنے لگا ہم سب کے سب نے پیا اور وضو کیا حضرت جابر سے پوچھا گیا کہ تم سب کتنے آدمی تھے انہوں نے جوابدیا کہ ہم صرف پندرہ سو آدمی تھے اگر لاکھ آدمی بھی ہوتے تو وہ پانی بخوبی سبکو کافی ہو جاتا۔ لے سعید پتھر سے پانی نکلنا عقل سے بعید نہیں جس قدر کہ

انگلیو نسے پانی کا نکلنا عقل سے بعید ہے اور معجزہ بہی زیادہ قوی وہی سمجہا جاتا ہے جو زیادہ بعید از قیاس ہو۔ صاحبو کیا کوئی عاقل کہ سکتا ہے کہ دونوں معجزہ برابر ہیں ہرگز نہیں بلکہ دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ اور دیکہو کہ اللہ پاک نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو وہ معجزہ عطا فرمایا تہا جس سے وہ مردہ کو زندہ کر دیتے تہے اور ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ معجزہ عنایت کیا لکڑی کو عام جلسہ میں زندہ کر کے دکہایا یعنی ستون حنانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جدائی سے انسان کیطرح مجلس وعظ میں السیا روتا تہا کہ اسکے رونیکی سب پیر وجوان کو خبر ہو گئی یعنی سب نے اسکا رونا سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین حیرت میں رہ گئے کہ یہ ستون عرض سے ہی اور طول سے ہی بیتے ہرچیز وسے کس لئے روتا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا اے ستون تو کیوں روتا ہے اور کیا چاہتا ہے عرض کیا کہ میری جان آپکے فراق سے خون ہو گئی جب میری جان آپکے فراق سے سوختہ ہو گئی تو میں کیسے نہ روؤں کیونکہ پہلے جبتک ممبر پر آپ مجہسے لگے۔ خیر قصہ بہت طول ہے اس ستون کو زمین میں دفن کر دیا گیا۔ اور قیامت کیدن انسان کیطرح اسکا بہی حشر ہوگا اب دونوں معجزوں کو ملاحظہ فرمائیے کہ مردہ کو زندہ کرنا اسقدر عقل سے بعید نہیں جسقدر لکڑی کو زندہ کرنا کیونکہ مردہ تو وہ چیز ہے جس میں ایک مدت دراز تک روح رہ چکی ہے اور ایک قسم کی انسیت ہو چکی ہے بخلاف لکڑی کے کہ اسکو زندہ کرنا نہایت عجیب ہے اس معجزہ اور ہمارے آقا کے معجزہ کے درمیان بہت بڑا فرق ہے اول تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سانپ بنانیکا ارادہ کرتے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ارادہ بہی نہیں کیا فعل ارادہ غیر ارادہ میں فرق عظیم ہے حضرت موسیٰ کا عصا سانپ کا کام انجام دیتا تہا بخلاف انکے کہ لکڑی رہی پہر انسان کا کام دے یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔

مَن صلی علی واحدۃً صلے اللہ علیہ عشراً۔ جو مجہپر ایکبار درود بہیجے اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے اسپر دس رحمت بہیجتا ہے۔
انّ اولے الناس بی اکثرہم علی صلوٰۃ۔ مجہ سے بہت نزدیک از روئے قرب و شفاعت پانیکے وہ لوگ ہیں جو مجہپر بکثرت درود شریف پڑہتے ہیں۔

من صلی علی عشراً فی الاول النہار و عشراً فی آخر النہار نالتہ شفاعتی یوم القیٰمۃ۔ جو شخص درود بہیجتا ہے مجہ پر صبح و شام دس دس مرتبہ قیامت کے روز میری شفاعت پائیگا۔

جو شخص مجہپر درود شریف بہیجتا ہے درود شریف بہت جلدی سے اسکے منہ سے نکلکر دریاؤں اور جنگلوں اور مشرق اور مغرب سے گذرتا ہوا کہتا جاتا ہے کہ میں فلاں بن فلاں کا درود ہوں کہ اُسنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بہیجا ہے پس یہ بات سنتے ہی تمام مخلوق اسپر درود بہیجتا اور اسکے لئے رحمت کا طلب کرنا شروع کر دیتا ہے اور حضرت نے فرمایا ہے تحقیق جنت ہو رہی ہے پانچ قوموں کیلئے (۱) قرآن شریف تلاوت کرنیوالا (۲) اپنے زبان کو فضولیات سے روکنے والا (۳) بہوکو کو کہانا کہانیوالا۔ (۴) ننگو کو کپڑا پہنانیوالا۔ (۵) خدا کے محبوب پر بہیجنے والا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو مومن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے وہ چشم زدن میں رسول اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پہنچاتا ہے اور یہ آپ سنکر کمال خوشی سے فرماتے ہیں تو میری طرف سے اسکو درود پہنچا دے پھر فرشتہ جناب الٰہی میں عرض کرتا ہے کہ فلاں بندے نے تیرے حبیب پاک درود بھیجا ہے اللہ پاک کہتا ہے اسکو دس رحمت پہنچا مسلمانوں یہ کس قدر ہماری خوش قسمتی ہے کہ بطفیل درود شریف ہم رسول اللہ علیہ السلام کے حضور میں یاد کئے جائیں اور اس بارگاہ عالی میں ہمارا نام پیش کیا جائے اور خدائے عزوجل اور اسکے حبیب کی رضامندی حاصل کرنیکی علاوہ گلہائے مراد سے دامن بھریں۔

حکایت زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص دریا کے کنارے درود شریف پڑھ رہا تھا کہ ایک مچھلی وہ سنتی رہی اتفاقاً ایک مچھیرا آیا اور جال میں وہی مچھلی پھنسی جب اسکو پکایا تو وہ ہرگز نہیں گلی تو حیرت زدہ ہوکر حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ ماجرا بیان کیا آپنے مچھلی کا حال معلوم کرکے فرمایا کہ دنیا کی آگ کیا دوزخ کی بھی آگ اسکو نہیں جلاسکتی سبحان اللہ درود شریف پڑھنے والونکو خوش نصیبی کا مقام ہے۔

روایت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ جیسے آگ میں لوہا ڈالنے سے اسکا میل دور ہوجاتا ہے اسیطرح درود شریف پڑھنے والے کے گناہ نیست ونابود ہوجاتے ہیں اور جسوقت حضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا امتی درود شریف پڑھتا ہے ملائکہ آسمان سے کشتی مرصع اس امتی کے سامنے لاتے ہیں اور اس درود شریف کو کشتی میں رکھکر مدینہ منورہ جہاں آپ تشریف رکھتے ہیں آپکے سامنے لیجاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور کے اس امتی نے حضور پر درود شریف بھیجا ہے یہ سنکر آپ نہایت خوش ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ لاؤ اس امتی کے اعمالنامہ تو فرشتے فوراً بحکم رب العالمین اسکے اعمالنامہ کو سامنے لیجاتے ہیں اور اس کے نامہ اعمال پر نیکیاں لکھتے ہیں سبحان اللہ کیا خوش نصیبی انکی جو آپکی امت میں پیدا ہوں اور ورد درود شریف کا رکھتی ہوں۔

حق تعالےٰ نے حوا کو پیدا کیا اور آدم کا حوا سے نکاح ہوا ملائک نے حضرت آدم سے مہر طلب کیا آدم علیہ السلام نے فرمایا کیا چیز ہے جو میں مہر میں ادا کروں ملائک نے کہا کہ آپ تین دفعہ اللھم صلی علی محمد وآل محمد کما صلیت علے ابراہیم وآل ابراہیم انک حمیداً مجید پڑھیے یہی حوا کا مہر ہے حضرت آدم نے تین مرتبہ درود شریف پڑھکر حوا کا مہر ادا کیا۔ اس امت کی ساری باتیں کامل ہیں اب درود شریف کا مہر مقرر نہیں ہوسکتا درود شریف اور قرآن شریف جنت کی قیمت ادا کرنیکیلیئے رکھا گیا ہے اسمیں راز یہ ہے کہ قرآن شریف اور درود شریف بڑے رتبہ کی چیز ہے اور دنیا دی مہر ذلیل سی شئی ہے غیرت ایمانی قبول نہیں کرتی کہ ایسی متبرک چیز ایک شرمگاہ کے عوض مقرر ہو اسلئے انکا مہر منسوخ ہوا اور قرآن شریف و دیدار الٰہی کا عوض مقرر ہوا۔

مومن کو لازم ہے کہ جب نام پاک آپکا سُنے درود شریف پڑھے کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے صلو علیہ وسلمو تسلیما اور فرمایا نبی کریم نے جو میرا نام سُنے اور درود پڑھے اسکے سب گناہ معاف کرتا ہے۔

حکایت ایکروز ابوجہل اور چند کفار کسی جگہ تہے ایک سائل نے سوال کیا کہا جا حضرت علی سے مانگ آپکے پاس آیا آپنے اسکی مٹھی میں دم کرکے کہا کہ اسکو بند کرلے اور ان کافروں کے پاس جاکر کہو لیو اس نے ایسا ہی کیا کیا دیکھتے ہیں کہ ایک گوہر جو قیمت میں ہزار دینار کا ہوگا تہا سائل سے کہا حضرت علی رض نے کیا نسے دیا سائل نے جو ماجرا گذرا تہا بیان کیا تب کافروں نے آنکر حضرت علی سے کہا کہ یہ گوہر آپکے پاس کہاں سے آیا فرمایا سائل نے سوال کیا میرے پاس کچہہ نہ تہا مجھے شرم آئی کچھ دئیے بغیر اسے واپس کروں لہذا سائل کے ہاتہہ پر درود شریف پڑہکر دم کر دیا اس درود پاک کی برکت سے اللہ پاک نے گوہر بنا دیا یہ سنکر کفار کو تہا بہت حیرت ہوئی اور تین شخص اسیوقت مشرف با سلام ہوئے سبحان اللہ۔

حکایت شبلی رح نے ایک جوان آدمی کو دیکہا کہ ہر موقع پر درود شریف ہی پڑہ رہا ہے شبلی رح نے کہا اے جوان تجھے سوائے درود شریف اور کچھ یاد نہیں کہا مجھے یاد تو ہیں مگر نفع میں نے درود شریف میں دیکہا اور کسی میں نہیں شبلی رح نے کہا مجھے بتا کہا فلاں سال میں حج کے ارادے سے والد کے ہمراہ آرہا تہا کہ میرے والد کو بخار آیا اور انتقال کیا اور چہرہ انکا سور کا سا ہوگیا میں یہ حالت دیکہہ بہت رویا کہ نہ حال کہہ سکتا ہوں اور نہ تہا تجہیز تکفین کر سکتا ہوں اس سوچ میں سر بزانو ہو کر سوچ رہا تہا ناگاہ نیند غالب ہوئی اور دیکہا کہ ایک آدمی حسین وجمیل نہایت پاکیزہ صورت میرے والد کے پاس آیا اور منہ سے کپڑا اتار کر اپنے ہاتہہ سے چہرہ کو ملا تے ہی چہرہ چاند کے مانند چمکنے لگا جب اس صاحب جمال نے جانیکا ارادہ کیا تو میں نے دامن پکڑ لیا اور عرض کیا کہ آپ یہ تو مجھے بتائیں کہ آپ کون ہیں اور میری ایسی بیکسی پر رحم فرمایا کہا میں پناہ عاصیاں (یعنے محمد رسول اللہ ہوں) یہ سنتے ہی میں نے سلام کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد کے انتقال کی آپکو کیسے خبر ہوئی میں نے کسیکو خبر نہیں دی کہا تیرا والد ہر رات میں سو بار درود شریف پڑہا کرتا تہا آج رات کو جب درود میرے پاس نہیں پہنچی تو میں نے اس فرشتہ سے پوچہا جو درود مجھے پہنچایا کرتا تہا تو اس فرشتہ نے حال سنایا کہ آج انتقال ہوگیا ہے اسلئے میں آیا ہوں پہر آپ تشریف لیگئے۔ ابہی میں نماز صبح سے فارغ ہوا تہا کہ میں نے دیکہا کہ آدمی ہر سو آرہے ہیں میں نے پوچہا کہ میں نے تو کسی سے ابہی ذکر نہیں کیا آپ لوگوں کا شریک ہونا کیونکہ ہوا کہا کہ ایک ندا کرنیوالے نے ندا دی کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اپنے گناہ سے پاک ہوجائے تو فلاں محلہ میں فلاں شخص کا انتقال ہوگیا ہے اسکی نماز جنازہ میں شریک ہو۔ سبحان اللہ درود شریف پڑہنے والوں کی کیا کچھ فضیلتیں ہیں۔

حکایت۔ ایک صاحب کو کسی صاحب دل نے روز آنہ اتنا درود شریف بتایا کہ انہیں ذرا فرصت نہ رہی اور اسکی عورت کہتی کہ اسکو چہوڑدے اور کوئی حیلہ سے معاش پیدا کر اور یہ کسی مہاجن کا مقروض تہا مہاجن نے بہی نالش کردی اب بیوی کو اور بہی موقع زبان درازی کا ملا بیچارہ نے آخر عاجز ہو کر آدہی رات کو بیدار ہوکر نہایت عاجزی سے دربار خداوندی میں اظہار حال اپنا اسطریقہ سے کیا الہی تو دانا و بینا ہے تو بی بی اور مہاجن سے تنگ ہوگیا ہوں تو میں وسیلوں کا وسیلہ ہے اور حاجتمندوں کا حاجت روا ہے کوئی صورت ہے جو میرے

حق میں بہتر ہو نکالدے خواب دیکھتا ہے کہ ایک صاحب جمال آئے ہیں اور کہنے لگے گھبراؤ مت تمہارا سب کام بنجائیگا میں خود تمہارا مددگار ہوں اسنے عرض کیا آپ کون ہیں مجھے معلوم ہو جائے کہا کہ میں وہ شخص ہوں جنپر تو درود بھیجا کرتا ہے یہ سنکر بہت خوش ہوا اور انہوں نے کہا کہ تم صبح وزیر اعظم کے پاس جانا اور اسکو اسکے وظیفہ کی قبولیت کی خوشخبری سنانا یہ بیدار ہو کر وزیر اعظم کی طرف روانہ ہوا وزیر نے انکو بلالیا انہوں نے وزیر سے سارا قصہ بیان کیا وزیر اپنے وظیفہ کی قبولیت کی خبر سنکر بہت خوش ہوا تین سو روپیہ اپنی جیب سی نکالکر انکو انعام دئے الحاصل انکی بیوی بھی خوش ہوگئی اور مہاجن روپیہ کو دیکھکر کہنے لگا حضور یہ روپیہ کہیں سے چرا کر لایا ہے کیونکہ کل یہ ردی کہتا تہا کہ ہی محتاج تہا سو روپیہ اسکے پاس کہاں سے آئے اس بات سے حاکم کو بھی شک ہوا اس نے ان سب اسباب کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ وزیر صاحب کو میرا حال معلوم ہوا ہے اسنے بذریعہ خط کے دریافت کیا گیا انہوں نے حاکم کو لکہا کہ اگر تمنے ذرا بھی بے ادبی کی تمکو معزول کردیا جائیگا۔ حاکم یہ معلوم کر کے خوف زدہ ہوا اور مہاجن کو اپنے پاس سے سو روپیہ دیئے اور اُن صاحب کی سو روپیہ واپس کردئے جب مہاجن نے دیکھا کہ وزیر حاکم دونوں اسکے ہیں تو نہ معلوم خدا بھی اسکے ساتھ ہے اس خیال سے مہاجن نے جو روپیہ حاکم سے لیا تہا وہ انکو بھی واپس کردیا۔ سبحان اللہ جو اللہ کا ہوتا ہے سب وزیر حاکم ناظر اسکے ہو جاتے ہیں۔

اے سعید اللہ تمکو بھی درود شریف پڑھنے کی توفیق دے آمین ثم آمین۔

فرمایا آنحضرتؐ نے حقتعالے نے حضرت موسیٰ پر وحی کی اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے کلام زبان تن روح بینائی سے بھی زیادہ قریب ہو جاؤں تو میرے حبیب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا کرو۔

اور فرمایا جو کوئی بھول سو ہنگے اور مجھپر درود نہ پڑھے تو اسنے مجھپر جفا کی۔

اور فرمایا کہ اے لوگوں ناقص درود نہ بھیجا کرو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہمکو آگاہ کیجئے آپنے فرمایا میرے آل واصحاب پر بھی درود بھیجا کرو تا کہ درود کامل ہو جیسے اللھم صلی علی سیدنا محمد و بارک وسلم یا۔ اللھم صلی اللہ سیدنا محمد وعلی آل اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

ابراہیم ادہم ہر روز تین لاکھہ درود شریف پڑھتے تھے پیغمبر خدا خواب میں آئے اور فرمایا اس درود کو میں نے تصنیف کیا ہے ہر روز تین مرتبہ پڑھ چند کرو مرتبہ کا ثواب ملیگا درود معظم یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صلی علی محمد سیدنا و مولانا وعلی آل محمد بعدد رحمۃ اللہ و بعدد کلام اللہ بعدد قطرۃ الامطار و بعدد اوراق الاشجار و بعدد رمل البحار والقفار و بعدد الحبوب والثمار و بعدد من خلق فی البر والبحر و بعدد من اظلم وعلیہ اللیل و اشراق علیہ النہار و بعدد الانفاس المخلوقات و بعدد نجوم السمٰوٰت و بعدد ذرات الکائنات من کل شئی من الازل فی کل لحظۃ الف الف مرۃ فی الف الف مرۃ علی صحبہ تبعہ برحمتک یا ارحم

رسول خدا فرماتے ہیں جو کوئی مجھ پر سو دفعہ درود بھیجے گا حقتعالےٰ اسکے گناہوںکو نابود کردیگا۔
اور فرمایا جو کوئی مجھ پر جمعہ کی شب میں درود بھیجے گا خدا تعالےٰ سو حاجتیں روز روا فرماویگا۔ اسمیں سے اسی آخرت کیلئے اور بیس دنیا کیلئے اور فرمایا حق تعالےٰ ایک موکل مقرر کرتا ہی کہ ہر ایک شخص کا درود میری قبر میں پہنچاتا ہے۔ اے لوگو تم کو چاہیئے کہ میرے پاس ہدیہ بھیجا کرو۔
اور فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ جو کوئی مجھ پر ایکبار درود بھیجتا ہی حق تعالےٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہی اور دس نیکیاں لکھتا ہی اور دس برائیاں دور کرتا ہی۔
اور فرمایا جو کوئی جمعہ کے دن سو مرتبہ درود بھیجتا ہی حق تعالےٰ اسکے بنیں برس کے گناہ معاف کردیتا ہی۔
اور فرمایا جو کوئی مجھپر ہزار مرتبہ جمعہ کی شب کو درود پڑھے گا وہ اپنے مرنیسے پہلے بہشت کی بشارت پائیگا۔
اور فرمایا جو کوئی چالیس مرتبہ درود پڑھے گا حقتعالےٰ چالیس ہزار گناہ بخشدیگا۔
اور فرمایا مجھپر درود پڑہنا تمہارے گناہوںکے حق میں ایسا ہی جیسا آگ پر پانی۔
اور فرمایا تمہاری دعا آسمان کے بیچ میں ایک حجاب میں آجاتی ہی کہ جسکے سبب سے وہ رک جاتی ہی جب درود شریف پڑہا جاتا ہی وہ حجاب اٹھہ جاتا ہے۔
اور فرمایا جو کوئی اپنی عمر میں ایک لاکہہ مرتبہ مجھپر درود پڑہیگا وہ بے غم ہوکر اپنی گور میں سوویگا اسکو دوزخ سے کچہہ کار نہوگا۔ اور حقتعالےٰ بہت خوش ہوگا۔
اور فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے جو کوئی یہ چاہی کہ قیامت کو حساب میں آسانی ہو لازم ہی کہ مجھ پر درود بھیجے۔
اور فرمایا جو کوئی یہ چاہے کہ میرے دشمن مجھ سے راضی رہیں تو وہ درود شریف زیادہ پڑھے کم سے کم دس دفعہ صبح کو اور دس دفعہ شام کو۔
اور فرمایا جو لوگ مجھپر پچاس دفعہ درود بھیجتے ہیں میں انکی شفاعت کا ضامن ہوں۔
اور فرمایا جو کوئی تین سو ساٹھہ بار درود بھیجے وہ اپنے مرنیسے پہلے بہشت کو دیکھہ لے۔
اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے جسپر تنگی ہو یا کوئی حاجت ہو یا مبتلائے افلاس ہو یا کوئی بڑی مشکل پیش آوے یا کسی رنج و مصیبت کا سامنا ہو یا کوئی بیماری ہو یا مہلک مرض میں گرفتار ہو یا کوئی قید ہو یا کسی سخت حالتمیں ہو اور اس پریشانی سے سخت اضطراب میں ہو وہ درود شریف کو کثرت سے پڑھے یقینی دور ہوتے ہیں غم والم و رنج اور تمام تکلیفیں اور زیادہ ہوتا ہے رزق اور روا ہوتی ہیں تمام حاجتیں۔
نقل ہی کہ صحابی نے کہا یارسول اللہ میں سچا مومن کب ہونگا۔ فرمایا جب خدا تعالےٰ کو دوست رکھنے گا۔ عرض کیا خدا تعالےٰ کو کب دوست رکھوں گا فرمایا جب اسکے رسول کو دوست رکھے گا

عرض کیا یا رسول اللہ۔ اللہ کو کیونکر دوست رکھونگا فرمایا جب اسکے ذکر کی کثرت کریگا اور اسکو یاد کریگا
اسپر درود بھیجے گا کہ محبت کا نشان یہی ہے۔ من احب شیئا فہو اکثر ذکرا جس کو جس بات کا شوق ہوتا ہے
اسکو اس کا ذکر بہلا معلوم ہوتا ہے یہ امتحانی بات ہے پس درود خوانی قضائے حاجات ہے اور اسمیں نجات ہے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص جس کتاب میں درود شریف لکھتا ہے جبتک لکھا
ہوا رہتا ہے فرشتے اسکے لئے بخشش مانگا کرتے ہیں۔ اور آنحضرت کی شان میں اللہ تعالے نے فرمایا ہے وما
ارسلناک الا رحمۃ اللعٰلمین۔ اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انا النبی الرحمۃ۔ اے لوگو میں
وہ پیغمبر ہوں کہ سراسر رحمت ہوں۔ اور حق تعالے نے فرمایا ہے۔ بالمومنین رؤف الرحیم۔ مومنوں کیلئے
نہایت ہی مہربان ہے۔

اے سعید:۔ درود شریف پڑھکر سعادت دارین حاصل کر۔

دعا رب ھب من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء اے پروردگار میرے فرما اور عطا کر
اپنی رحمت عامہ کے طفیل سے پاکیزہ اولاد اپنی جانب سے پس تو بیشک سننے والا ہے دعا۔

ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین اے پروردگار ہمارے عطا کر ہماری بیبیوں سے اور ہماری اولاد
سے نیک صالح اولاد جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اے پروردگار ہمارے عطا کر ہم کو دنیا میں نیکی اور
آخرت میں نیکی اور بچا ہم کو عذاب دوزخ سے۔

وقل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین (کہو اے محمد) اے پروردگار بخشش کر اور رحمت فرما اور بہتر ہے
رحم کرنیوالوں کا۔ عرض کیا ہر نبی نے اپنے اپنے وقت حاجت پر بارگاہ رب العزت میں دعا کی اور خدا نے قبول
فرمائی۔ اور سرور عالم نے فرمایا ہے ادعوا اللہ فی جمیع الاحوال ہر حال میں اللہ کو پکارا کرو اور اس سے مانگا کرو۔

اور فرمایا الدعاء راس العبادۃ یعنے دعا سب عبادتوں کی چوٹی ہے۔

اور فرمایا الدعاء سلاح المومنین دعا مومنوں کا ہتیار ہے۔

اور فرمایا الدعاء مخ العبادۃ۔ دعا عبادت کا مغز ہے۔

اور فرمایا الدعاء جناح العبادۃ۔ دعا عبادت کا بازو ہے۔

اور فرمایا لکل شیء زینۃ وزینۃ العبادۃ الدعاء یعنے ہر شے کی زینت ہے اور عبادت کی زینت دعا ہے۔

اور فرمایا خدائے تعالے دعا کرنیوالے بندے کو بہت دوست رکہتا ہے۔

اور فرمایا جو کچھ تم کو مانگنا ہو خدا سے مانگوگے سو پاؤگے۔

فرمایا حق تعالے فرماتا ہے اگر تم دعا نہیں کرتے تو میں دوسری قوم پیدا کرتا کہ جو مجھ سے مانگے اور
میں اسکو دوں۔

اور فرمایا اللہ تعالٰے غنی کریم ہی اُوسکا غنا اور کرم لایزال ہی حیا و شرم کرتا ہی اس بات سی کہ اس کا بندہ اس کی
طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور وہ رد کردے۔ اور فرمایا جو چالیس آدمی مسلمان دعا کریں حق تعالٰے ضرور
قبول فرمائیگا۔ اے سعید دعا کرنا فعل بندہ کیطرف سی ہی اور قبول کرنا مولٰی کیطرف سی ہی اپنا کام کئے
جا۔ باوضو ہونا۔ دو رکعت نماز پڑہنا حضرت نے فرمایا ہی دو رکعت نماز پڑہکر دعا مانگو۔ دعا سے پہلے
خدا کی حمد و ثنا کرنا چنانچہ سرورِ کائنات جب رب العالمین سی کچھ التماس کرتے تو پہلے یہ فرمایا۔ سبحان
ربّ الاعلی الوہاب اول و آخر درود شریف پڑہنا دعا کو تین بار یا پانچ بار مانگنا یا زیادہ مگر طاق ہو
اور جب بندہ اپنے رب کو پکارتا ہی اور کہتا ہی ربنا۔ تو حق تعالٰے فرماتا ہی لبیک سا ے بندے مانگ
کیا مانگتا ہی اور دعا گریہ و زاری کیساتھ آہستہ کرے۔ بہت سی زاری کرنیوالے کو خدا دوست رکہتا ہی۔
جس قسم کی حاجت ہو اسی نام سے التجا کرنا اگر افلاس کیلئے ہی تو کہے یا غنی اور اگر شفاء مریض کیلئے ہے
تو کہے یا شافی اور احوال با برکات کی جستجو رکہے جیسے مینہ برسنے کی حالتیں فرضیہ نماز کے بعد امام کے
خطبہ میں بیٹھنے کی حالت جمعہ کی نماز کے بعد آنحضرت نے فرمایا ہی ان حالتوں میں آسمان کے دروازے
کہولے جاتے ہیں اور خاصکر اسوقت جبکہ آدمی کے دلپر رقت طاری ہوتی ہی کیونکہ اسوقت توجہ الی اللہ
زیادہ ہوتی ہی اور وعظ کی مجلس میں یا کسی ذکرِ خیر کے موقعہ پر جہاں مجمع چالیس یا اس سے زیادہ آدمیونکا
ہو دونوں ہاتھ دعا کیلئے اٹھائے اور سر کو نیچے رکہے جانب دل اور فرمایا ہی اُسپر اللہ غصہ نہیں کرتا
اور جو شخص ہاتھ نہیں اٹھائے اس سے ناراض ہوتا ہی۔ اور آنحضرت نے فرمایا ہی جب دعا کا ارادہ کرو
تو ہاتھ اٹھایا کرو مگر آنکھیں آسمان کیطرف نہ اٹھایا کرو کہ یہ بدعت ہی اور ہاتھ اتنے اونچے اٹھاؤ کہ بغلیں
کہل جائیں اور قبولیت کے امیدوار ہو اور دعا مانگ کر دونوں ہاتھ اپنے منہ پر پھیرے۔ اور جب دعا
مستجاب ہو تو کہے الحمد للہ علی حال۔ اور اگر دعا کی قبولیت میں دیر ہو تو رنجیدہ خاطر نہو حق تعالٰے
اسکی برائی بھلائی خوب جانتا ہی وہ ذخیرہ عقبٰی رہیگی رد نہوگی۔ اور فرمایا حضرت نے حسرت کرینگے
وہ لوگ جنکی دعا دنیا میں قبول ہوئی اور فرمایا کہ دعا کرنیوالا تین چیزوں سے خالی نہیں رہتا گناہ اسکے
بخشے جاتے ہیں۔ یا دنیا میں کسی مقررہ وقت پر رکہی جاتی ہی یا عقبٰی میں اسکی امید بر آئیگی اسیواسطے
مومن کو لازم ہی کہ دعا کے وقت دل حاضر رکہے اللہ تعالٰے غافل کی دعا قبول نہیں کرتا چاہیئے کہ ہمہ تن
مصروف ہو کر دعا کرے اور ارشاد خداوندی ہی کہ جو دعا کرے اور دل غیر حاضر ہو ہرگز ہم قبول
نہیں کرتے۔ اور جو دعا قبول ہونے میں دیر ہو تو تنگ کر دعا کرنا چھوڑ نہ دے اور کسی انسان سے
اپنی حاجت نہ مانگ اس سے مانگ جو ہر وقت اپنے کرم و جود کے دروازے کہلے رکہتا ہی۔ دعونی استجب لکم
مجھے پکارو میں سنونگا۔ مانگو میں دونگا یہ ارشاد خداوندی ہو مجیب الدعوات کی درگاہ سے کوئی
سائل محروم نہیں پھرتا۔

ان متبرک جگہوں میں دعا قبول ہوتی ہے مثلاً خانہ کعبہ یا عرفات کوہ صفا مروا یا مزدلفہ یا بیت المقدس یا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا کسی نیک عمل کرتے وقت پنجگانہ نماز کے بعد یا روزہ افطار کرنیکے وقت یا حج کے ادا کرنیکے وقت یا تلاوت قرآن مجید کے بعد یا زکوٰۃ دینے یا خیرات کرنیکے بعد۔ دعا کا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے حق تعالےٰ کی حمد و ثنا بجالائے جیسے اوپر مذکور ہوا۔ پھر نبی مکرم پر درود بھیجے پھر جو دل میں آئے وہ دعا مانگے یہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور توبہ و استغفار بھی دعا کے قبولیت کا سبب ہے۔

اے سعید توبہ و استغفار کر اللہ سے وہ بخشنے والا ہے مینہ برسائیگا اور مال و اولاد سے مدد کریگا۔ یا کسی نبی مرسل کا ذریعہ جناب الہیٰ میں پیش کرکے دعا مانگنا۔ یا اسم اعظم کا پڑھنا اور دعا کرنا بالضرور قبولیت کا ذریعہ ہے حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ اسم اعظم الحی القیوم ہے۔ ایک بزرگ نے جناب باری میں عرض کیا تھا الہیٰ مجھے اسم اعظم جس کی برکت سے دعا قبول ہو جائے بتا دیجیے رات کو خواب میں دیکھا آسمان کے ستاروں میں یہ لکھا ہوا ہے۔ یا بدیع السمٰوات والارض یا ذا الجلال و الاکرام خدا کی جانب سے اس بزرگ کو اسم اعظم یہ بتایا گیا۔

نقل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ دعا کرتے سنا اللھم انی اسئلک انی اشھد انک انت اللہ لا الہ انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد۔ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں کہ سوائے تیرے کوئی معبود نہیں تو اکیلا بے نیاز ہے نہ تو نے کسیکو جنا نہ تو نے کسیکو جنا یا نہ تیرے کوئی برابر کا ہے۔ آپنے فرمایا تمنے اسم اعظم کو اپنا ذریعہ کیا۔

یہ وہ اسم ہے کہ جب دعا کرو گے قبول ہوگی جو مانگو گے ملے گا۔

تفسیر عزیزی میں مذکور ہے سورہ فاتحہ اسم اعظم ہے اور بعض کا قول ہے کہ آیت الکرسی اسم اعظم ہے لا الہ الا ھو الحی القیوم۔ شعبی نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو اسم اعظم الہیٰ کا کہا ہے۔

اکثر محدثین کا قول ہے کہ اسم اعظم ان دو آیت قرآن شریف میں ہے اول یہ کہ (و الٰھکم الہٰ واحد لا الہ الا ھو الرحمٰن الرحیم۔ اور دوسری یہ آیت الم اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم اور ان آیتوں کو دفع جن وغیرہ میں پڑھتے ہیں۔

نقل ہے کہ کتاب النصائح میں من ظفر بیان کرتے ہیں کہ ہم ایکدفعہ اندلس کے شہر میں گئے وہاں ہم سے ایک معتبر شخص نے بیان کیا کہ ہمارے شہر میں دو نصرانی راہب آئے اور مسلمان ہوئے۔ ان سے سوال کیا تم اپنے مذہب میں بڑے مضبوط تھے کیا وجہ ہوئی ایک نے انمیں سے جواب دیا کہ ہم ایک بڑے کنیسہ یعنے گرجہ کے رہنے والے راہب پادری تھے اکثر نبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ہمارے پاس حاکم شہر نے ایک غلام گرجا کی خدمت کیلئے بھیجا اور وہ غلام مذہب کا مسلمان تھا۔ اسے جگہ جگہ سے قرآن شریف کی صورتیں اور آیتیں یاد تھیں وہ اکثر ہمارے پاس کلام اقدس کی کچھ آیتیں پڑھا کرتا تھا

ہمیں بھی سنکر بہت سی آتیں یاد ہوگئیں تھیں ایک دن اس غلام نے یہ آیت پڑھی ۔ واسئلوا اللہ من فضلہ لوگوں اللہ سے اس کا فضل اور کرم مانگتے رہو۔ دوسرے دن اس غلام نے یہ آیت پڑھی ادعونی استجب لکم اے بندو مولیٰ کا یہ ارشاد ہی کہ تم مجھ سے مانگو میں تمہیں دونگا۔ مانگنا تمہارا کام دینا میرا کام ہے ہمیں یہ دونوں آتیں یاد ہوگئیں اور آپسمیں کہا دیکھو اس کلام کی کیا اچھی تعلیم ہی ضرور یہ وہی کلام مبارک ہی جسکی بشارت حضرت مسیح علیہ السلام دے گئے ہیں۔ دلمیں خیال آیا کسیدن اس کلام کا امتحان کرنا چاہیئے کہ اس کلام کا دعوے سچا ہی یا نہیں۔ اتفاق سی ہم ایکدن اپنے عبادت خانہ میں کہانا کہاتے تھے اور وہ مسلمان قیدی غلام ہمارے پاس کھڑا ہوا ہمیں شراب پلاتا تہا کہ یکایک ہمارے حلق میں نوالہ اٹکا ہمنے فوراً اُس قیدی کو اشارہ کیا اس نے ایک ایک جام شراب بھر کے حوالہ کیا ہمنے سارا جام پی لیا مگر نوالہ حلق سے نیچے نہ اترا پانی کی سخت ضرورت ہوئی مگر وہاں کہیں قریب پانی موجود نہ تہا ہمنے دلمیں کہا کہ اے اللہ تیرے نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیری جانب سی ہمیں سنایا ہی ادعونی استجب لکم مجھے پکارو میں سنونگا۔ مجھ سی مانگو میں دونگا۔ واسئلوا اللہ من فضلہ اللہ کا فضل طلب کرو وہ تمپر فضل نازل کریگا۔ اور یہ تیرا ہی کلام ہے تو اسوقت ہمیں کہیں سے پانی عنایت فرما۔ یہ دعا کرتے ہی فوراً مکان کا ایک ستون جو سنگ خارا کا تہا وہ سینکڑوں برس سے خشک کھڑا تہا پھٹ گیا اسمیں سے ایک چشمہ شیریں پانی کا جاری ہوا اسیوقت ہم دوڑے اور ہاتھ سے پانی کے چلو بھر بھر کے پینے شروع کئے ایک ہی چلو میں نوالہ حلق سی اترا اور جان میں جان آئی جب ہم پانی پی چکے وہ چشمہ پانی کا بند ہوگیا اور ہم اسیوقت مسلمان ہوئے اور قرآن مجید کی صداقت اور اسلام کی سچائی کا پورا یقین اور ایمان حاصل ہوا۔

اے سعید جائے غور ہے مکان کے ستون سے پانی کا چشمہ جاری نہیں ہوا تہا خدائے برحق نے اپنے سچے کلام کی برکت اور قوت ظاہر و باطن میں رحمت اور مغفرت کے چشمے جاری کئے ظاہر میں خشک پتھر کے ستون سے پانی جاری فرمایا جسکے سبب سے اپنے بندونکو دنیاوی صورت اور حلق کے پھندے سے بچایا اور اور باطن میں ایمان اور یقین کا چشمہ جاری کیا جسکے سبب سے آخرت کی دوامی اور جہنم کا نوالہ بننے سی محفوظ کردیا۔ اور خدا کے سوا کوئی نہیں جو بیقرار کی دعا قبول کرے۔

نقل ہی کہ ایک بڑے قاری عاصم نام فرماتے ہیں کہ ایکدن فاقہ کے مارے میری جان نکلنے لگی میں نے اپنی حالت ایک دوست سے بیان کی وہ سنتے ہی گونگے بن گئے چہرے پر آثار ملال کے نمایاں ہوئے شاید وہ مجھے کہ عاصم کچھ مانگتا ہی۔ میں چپکا وہاں سے نکل کر جنگل میں پہنچا پہلے تو وہاں کچھ نماز بعد عجز و نیاز ادا کی پھر سجدہ میں گر کر یہ کہا یا مسبب الاسباب یا مفتاح الابواب یا سامع الاصوات یا مجیب الدعوات یا قاضی الحاجات اغنی بحلالک عن حرامک واغنی بفضلک عمن سواک۔ اے بے سامان لوگونکے سامان کرنیوالے اے روزی کا دروازہ کھولنے والے اے بیکسونکی فریاد سننے والے حاجتمندونکی دعا قبول کرنیوالے اے بندوں کی حاجتیں برلانیوالے حلال طیب روزی دے۔ حرام ناپاک روزی سے بچالے اپنے فضل و کرم سے ایسا

غنی کر کہ غیر کی پروا نہ ہے عاصم ابھی سجدہ میں تھے کہ یکایک آواز کسی چیز کے گرنے کی ہوئی سر اٹھا کر دیکھا ایک تھیلی سرخ چمڑے کی پڑی ہے اسے کھولا۔ ستی اشرفیاں اور ایک یاقوت سرخ برآمد ہوا۔ اشرفیاں فی الحال کام میں لائے۔ یاقوت سرخ سے ایک زمین کھیت کی خریدلی جو پشت در پشت کیلئے کافی ہوئی سچ ہے وہ وہ جو مانگے سے نہال نہال ہوتا ہے۔ جو غرور اور تکبر کی راہ سے اپنے رب سے مانگنا چھوڑیگا پامال ہوگا۔ بڑی ذلت و حسرت وملال اٹھا کر جہنم میں ڈالا جائے گا۔

نقل ہے کہ علامہ ابی بکر محمد بن الولید خلیفہ منصور کی خدمتمیں حاضر ہوئے۔ خلیفہ کو نہایت غم والم میں مبتلا پایا آپکی صورت کو دیکھکر خلیفہ نے کہا کہ آپکے پاس کوئی ایسی دعا ہے جو میرے غم کو دفع کرے۔ کہا میں آپکو ایسی دعا بتاتا ہوں جو دافع بلیات ہے اور مشکلوں کو کھونیوالی ہے جو شہر بصرہ میں کسی شخص کے کان میں مچھر گھسکر دماغ تک پہنچا تھا۔ بیچارہ نہایت مضمحل ہوا۔ راتدن بیقرار تھا۔ اتفاق سے خواجہ حسن بصری کے ایک شاگرد اُسے دیکھنے آئے مریض کیحالت پر ملامت دیکھکر فرمایا کہ تم وہ دعا کیوں نہیں پڑھتے جو حضرت علا رخضری صحابی نے ایک سخت حیرانی ومصیبت کیوقت میں پڑھی تھی عرض کیا اللہ جلد فرمائیے کہ وہ کیا دعا ہے کہا جب ابوبکر صدیق رضنے علا رخضری کو بحرین کیطرف جہاد کیلئے بھیجا۔ اتفاق سے آپ کا لشکر راستہ بھولکر کسی ریگستان میں جانکلا جب دھوپ کیوقت جنگل کا ریت نہایت گرم ہوا ادھر لشکر میں پانی ختم ہوا پیاس کی شدت سے لوگ بیجان ہوئے حضرت علا رخضری سواری سے اترے دوگانہ نفل کا پڑھا پھر جناب الہی میں عرض کیا یا حلیم یا علیم یا علی۔ یا عظیم اسقنا آپکی دعا اور التجا کیساتھ ہی ابر کا ٹکڑا اٹھو نکے سیدھ میں پیدا ہوا ایک آن کی آن میں سارے لشکر میں پھیلا اور خوب زور وشور سے مینہ برسا جب لشکر والے پانی پیکر فارغ ہوئے ابر غائب ہوا دوسرے دن ایک دریا راستہ میں حائل ہوا وہاں نہ پل ہے نہ کشتی الہی کیا کریں کسطرح پار اتریں سنتوں حضرت علا رحضری سواری سے اترے دوگانہ نفل کا پڑھا پھر جناب الہی میں عرض کیا یا حلیم یا علیم یا علی یا عظیم اجزنا الہی دریا سے پار اتار معاً چار ہزار فوج مع سامان اونٹ گھوڑے گدھے ایک لحظہ میں دریا سے پار ہوئے کسی کا پیرا اور گھوڑے کا سم تک تر نہوا۔ ای الدد کے نہدے تو بہی اس دعا کو پڑھ مریض نے ایک ہی دفعہ اس دعا کو پڑھا تھا کہ مچھر اسکے دماغ سے نکلتا ہوا اور جاتا ہوا سبکو نظر آیا اور بیمار اسیوقت تندرست ہوا اے امیر المومنین آپ بھی اس دعا کو پڑھیئے خلیفہ منصور نے وضو کیا نماز کے بعد دعا پڑھی یا حلیم یا علیم یا علی یا عظیم اکشف عنا۔ تھوڑی دیر میں ہنستا ہوا اٹھا اور کہا الحمدللہ میرا سارا غم خدا نے غلط کیا اسی غم کے سبب خلیفہ منصور نے کہانا بھی نہ کہایا تھا اسیوقت کہانا طلب فرمایا اور مصاحبین کیساتھ بیٹھکر کہایا۔

نقل ہے کہ حضرت یونس ؑ کی دعا جو آپنے مچھلی کے پیٹ میں کی تھی لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین قبولیت دعا کیلئے اکسیر اعظم ہے اور دافع رنج وغم ہے خود قرآن مجید میں ارشاد ہے اس کا ترجمہ یہ ہے

جب پڑھا یونسؑ نے اندھیروں میں لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین نجات دی ہمنے اسے غم سے
اور اسی طرح تمام مسلمانوں کو نجات دینگے۔ جو عمل آیت کریمہ کا بزرگوں سے سینہ بسینہ پہنچا ہے وہ یہ ہے کہ آیت کریمہ
کا ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ ایک جلسہ میں ختم ہو۔ سات یا گیارہ آدمی ملکر پڑھیں اول ہر شخص غسل کرے پھر
صلوٰۃ التوبہ ادا کرے ہر روز کلام و سلام ابتدائے غسل سے آیت کریمہ کے ختم تک موقوف رکھے جہانتک ممکن
ہو رو بقبلہ بیٹھکر پڑھیں اگر درمیان میں کسی شخص کو پیشاب پاخانہ کی ضرورت ہو نہایت خاموش اٹھکر جائے
اور خاموشی کی حالت میں فارغ ہوکر پھر وضو کرکے ختم میں شامل ہو جائے اگر ختم پڑھنے والے بعد غسل کے
احرام کرلیں تو بہت بہتر ہے تین روز تک برابر ختم پڑھا جائے انشاء اللہ تعالےٰ مراد بر آئیگی۔

دوسری ترکیب آسان یہ ہے کہ مصیبت کا مارا بیچارہ سات روزے رکھے لقمہ حلال پر روزہ کھولے
عشاء کی نماز کے بعد نہایت اندھیرے مکان میں احرام باندھکر بیٹھے ایک پیالہ پانی کا پاس رکھے اول اکیس
مرتبہ اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و بارک وسلم پڑھے پھر آیۃ کریمہ نہایت آہستہ آہستہ تسبیح
پر پڑھے جب تسبیح پوری ہوجائے تو تین دفعہ یہ کہے اللھم صل علی ذوالنون پھر وہ داہنا ہاتھ اس پانی میں
ڈالے جو پیالہ میں پاس رکھا ہوا ہے پھر وہ گیلا اور تر ہاتھ آنکھیں بند کرکے اپنے منہ پر پھیرے اور یہ پڑھے
فنجیناہ من الغم وکذلک ننجی المومنین۔ تین دفعہ اسیطرح عمل کرے اب دوسری تسبیح کا پڑھنا شروع کرے
اسی طرح سات تسبیح پڑھے مگر ہر ایک تسبیح کے ختم پر وہی عمل کرے جو پہلی تسبیح کے بعد کیا تھا۔ پھر بعد
ختم اکیس مرتبہ وہی درود پڑھے جو اول پڑھا تھا متواتر سات دن تک برابر کرتا رہے انشاء اللہ مراد پوری
ہوگی۔

عبدالعزیز مغربی فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میں کیا پڑھوں
حضور اکرم نے فرمایا دو رکعتیں پڑھ اور ان چاروں سجدوں میں چالیس چالیس دفعہ آیت کریمہ پڑھ
انشاء اللہ تعالےٰ ضرور مراد بر آئیگی۔ اگر مراد نہ بر آوے تو تین روز تک متواتر ایسا کر ضرور مراد بر آویگی۔
اور اگر آیت کریمہ کو ہر روز تین سو مرتبہ ایکوقت مقررہ پر پڑھ لیا کرے تمام بلا و مصیبت دنیا سے نجات
حاصل ہو اول و آخر درود شریف بیچ میں دعا اور جو مصیبت ہو اسکے دفعیہ کے لئے دعا کرے
انشاء اللہ کامیاب ہوگا۔

روایت ہے کہ ایکروز شیطان لعین غدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضر تھا اور حضرت نے
کہا اے ابلیس کیوں تو نے ایسی نافرمانی کی اور مستوجب دوزخ کا اپنے آپ کو بنایا۔ ابلیس نے کہا
یا رسول اللہ میں نے لوح محفوظ میں دعا دیکھی ہے کہ اگر کوئی ہزار گناہ کرتا ہو اور تمام عمر میں ایکبار
اس دعا کو پڑھے ضرور بہشت میں جاویگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑھ اس دعا کو پس
ابلیس گم ہوگیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متفکر ہوئے اسیوقت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے

اور کہا کہ خدا تعالیٰ نے آپکو سلام بھیجا ہے اور کہا کہ ابلیس نے سچ کہا لیکن ابلیس کو فنا ہونے سے قبل چار ہزار برس پہلے اس دعا کو اسکی یاد سے بھلا دونگا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے اس دعا کو پوچھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا وہ دعا یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سبحان الملک الجبار سبحان الواحد القہار سبحان الکریم الستار سبحان الکریم المتعال سبحان الخالق اللیل والنہار سبحان الذی۔ جو کوئی ایکبار اس دعا کو پڑھے اسکو ثواب ایک لاکھ حج اور ہزار بار ختم قرآن کا ملے وہ دعا یہ ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قل للہ الحمد رب السمٰوات ورب الارض ورب العالمین ولہ الکبریاء فی السمٰوات والارض وہو العزیز الحکیم۔

اور جو شخص بہت قرضدار ہو ان آیتوں کو بعد نماز جمعہ اکتالیس بار پڑھے اسکی مراد بر آویگی۔ اگر ایک جمعہ مراد بر نہ آوے تو پھر پڑھے جبتک مراد نہ آئے برابر پڑھتا رہے۔ والٰہکم الہ واحد لاالہ الا ہو الرحمٰن الرحیم۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی اس دعا کو ایکبار پڑھے اللہ تعالیٰ اسکی قضائے نماز بخش دے اگرچہ بیشمار نمازیں قضا ہوئی ہوں اور اسکے راوی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں وہ دعا یہ ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم اللّٰہمّ یا عظیم من کل عظیم اللّٰہم یا کریم من کل کریم اللّٰہم اجل من کل جلیل اللّٰہم اعزّ من کل عزیز اللّٰہم یا قدیم من کل قدیم اللّٰہم یا موجود من کل موجود خلصنا من النار یا مجیر یا مجیر یا مجیر صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی اس دعا کو گورستان میں ایکبار پڑھے تو اللہ تعالیٰ عذاب گورستان سے ایکسال کا اٹھالے اور جو کوئی تین دفعہ پڑھے سات سال کا عذاب قبر اس قبرستان سے اٹھالے اور جو کوئی چالیس بار پڑھے اللہ تعالیٰ قیامت تک اس قبرستان سے عذاب اٹھالے اور جو کوئی اپنے ماں باپ کی قبر پر پڑھے اللہ تعالیٰ اسکے ماں باپ کو آتش دوزخ سے نگاہ رکھے اور اگر شب جمعہ میں گیارہ بار پڑھے اور اسکا ثواب پیغمبر صاحب کی ارواح کو بخشے انشاء اللہ تعالیٰ خواب میں زیارت آنحضرتؐ سے مشرف ہو اور اگر بیس دفعہ پڑھے تو کوئی گناہ اسکے ذمہ نہیں رہوے سوائے حق العباد کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ الذی جعل فی السماء عرشہ الحمد للہ الذی فی الارض قدرتہ الحمد للہ الذی فی الجنۃ الحمد للہ الذی فی القبور فضلتہ الحمد للہ الذی فی البر والبحر سبیلہ الحمد للہ الذی فی الجبل سلطانتہ الحمد للہ الذی لا ملجأ الا الیہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

حضرت نظام الدین اولیاء اللہ سے منقول ہے کہ بعد نماز صبح سو مرتبہ ان ناموں کو جو کوئی اس ترکیب سے پڑھے گا۔ اور جو حاجت کہ اس کی ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ برآوے گی اور اثر اس کا ایک ہفتہ میں ظاہر ہوگا اور اول وآخر درود شریف پڑھے جب تک حاجت بر نہ آئے عمل کئے جائے۔

۱	یا رحمٰن یا رحیم	یوم شنبہ	صد مرتبہ
۲	یا واحد یا احد	یوم یکشنبہ	[illegible]
۳	یا صمد یا فرد	یوم دوشنبہ	″
۴	یا حی یا قیوم	یوم سہ شنبہ	″
۵	یا حنان یا منان	یوم چہار شنبہ	″
۶	یا ذوالجلال والاکرام	یوم پنجشنبہ	″
۷	یا اللہ یا ہو	یوم جمعہ	″

برائے دفعہ مرض در دست راست یا احد در چپ یا صمد و طرف آسمان یا وتر در دل یا فرد ہزار بار بگوید — اور قتادہ کی حدیث میں منقول ہے کہ جو شخص مصیبت کیوقت آیۃ الکرسی پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسکی مدد کرتا ہے خواص القرآن میں ہے جو شخص آیۃ الکرسی ہر نماز کے بعد پڑھا کرے تو شیطان کے وسوسے اور سرکش شیطانوں کے مکر و ایذا سے محفوظ رہے اور فقیر سے غنی ہوجاوے اور ایسے طریق سے رزق ملے کہ اسے گمان بھی نہ ہو اور جو صبح و شام گھر میں اور گھر میں جانے اور بستر پر لیٹنے کیوقت ہمیشہ پڑھا کرے تو چوری اور غرق اور جلنے سے مامون رہے اور صحت نصیب ہو اور ہر قسم کے خوف و اندیشہ سے سالم رہے اور اسکا گھر خیر و برکت سے بھرا رہے اور اگر اسے ٹھیکرو پر لکھکر غلہ میں رکھے تو چوری اور گھن سے محفوظ رہے اور اسمیں برکت ہو اور جو اسے اپنی دکان یا مکان میں کسی اونچی جگہ لکھکر رکھدے تو رزق بڑھے اور کبھی فاقہ نہ ہو اور وہاں چور نہ آئے اور جو سفر یا کسی خوفناک جگہ میں رہنے کا اتفاق ہو تو یہ آیتیں معہ سورۂ اخلاص اور معوذتین اور آیۃ (قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا سے متوکلون) تک پڑھکر اپنے گرد ایک دائرہ کھینچے خدا چاہے کوئی موذی نہ پہنچ سکے گا نماز جمعہ اور نماز عصر کے بعد خلوت میں ستر بار پڑھنے سے قلب میں ایک عجیب کیفیت پیدا ہوگی اسحالت میں جو دعا کرے قبول ہوگی۔ اور کتاب الفوائد میں نقش مبارک آیۃ الکرسی برائے محافظت از شر شیاطین وغیرہ منقول ہے از بیاض حضرت ولی النبی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ اور جو کوئی برائے دفعہ بلغم سفید نمک کی چھوٹی سات کنکریاں لیکر ہر ایک پر آیۃ الکرسی سات سات بار پڑھے اور نہار منہ سات روز تک اسکا استعمال کرے حق تعالیٰ بلغم کا سب عارضہ دفع کرے گا۔

۱۵۴۵	۱۵۳۰	۱۵۴۳
۱۵۴۰	۱۵۴۲	۱۵۴۴
۱۵۴۱	۱۵۴۶	۱۵۲۹

طریق ختم خواجگان — اول سورہ فاتحہ ہفت بار بعدہ ہفت بار بعدہ سورہ الم نشرح ہفت بار و نہ بار و درود شریف صد بار و صد بار باسمار یا قاضی الحاجات۔ یا کافی المہمات و یا دافع البلیات و یا حل المشکلات و یا رافع الدرجات و یا شافی الامراض و یا مجیب الدعوات یا ارحم الراحمین

طریق ختم خواجگان چشت — واسطے ہر امور کے وضو کر کے منہ بقبلہ بیٹھے اول دس بار درود شریف

بعد ازاں تین سو تریسٹھ بار اس دعا کو پڑھے۔ (لا ملجا ولا منجا من اللہ الا الیہ) بعدہ تین سو ستر بار الم نشرح ودعا مذکور تین سو ستر بار پھر پڑھے پھر دس بار درود شریف پڑھے اور حاجت اپنی خدا سے مانگے۔

طریق ختم خواجگان قادریہ۔ واسطے حاصل ہونے مہمات کے اول دو رکعت نماز نفل پڑھے ایکسو گیارہ دفعہ الم نشرح پڑھے بعد ازاں کلمہ تمجید گیارہ بار سورہ لیسین ایکبار اگر ختم کلاں پڑھے۔ سورہ الم نشرح ہزار بار پڑھے۔ اور اگر ختم خورد پڑھے۔ ایکسو اکتالیس بار پڑھے بعد ازاں درود شریف ایک سو گیارہ بار پڑھے اور اللہ تعالے سے اپنا مطلب مانگے۔

زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صورت مثالیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرے درود شریف پڑھے ایکہزار دفعہ اور طرف راست ہزار دفعہ یا احمد و طرف یا محمدؐ ہزار دفعہ اور دل پر یا رسول اللہ ضرب کرے ہزار دفعہ۔ خواب میں یا علانیہ مشرف بازیارت ہو۔

ذکر فاذکرونی اذکرکم۔ مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں۔ یہ یاد کرنا الدوام ہو فلاح اسی پر منحصر ہی۔ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔ یاد کرو اللہ کو بہت تاکہ فلاح پاؤ۔

الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلے جنوبہم۔ وہ لوگ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اور کسی حالمیں اس سے غافل نہیں اللہ تعالے فرماتا ہی۔ انا جلیس من ذکرنی ذکرا کثیر۔ جو مجھے بہت یاد کرتا ہے میں اسکا ہمنشیں ہوں۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل خواہ بیٹھکر خواہ لیٹ کر خواہ کھڑے ہو کر ہر حالمیں ذکر کرے۔

ان الصلوۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر۔ بیشک نماز رکھتی ہی بدی سے اور برائی سے اور ذکر اللہ کا بہت بڑا ہے سب عبادتوں کا خلاصہ یاد الٰہی نماز ہے اور تلاوت قرآن شریف سب عبادتوں سے بہتر ہے اسلیئے کہ کلام ربانی ہے اسیطرح روزہ ہے کہ شہوتو نکو توڑتا ہے نفس خواہشات سے پاک ہوگا تو ذکر الٰہی سے معبر جاویگا۔

ذکر اللہ علم ایمان وبراءۃ من النفاق وحصن من الشیطین وحرز من النیران۔ خدا تعالےٰ کا ذکر ایمان کی نشانی ہے اور بیزاری نفاق سے ہے اور قلعہ شیطان سے اور دوزخ سے پناہ ہے۔

افضل الذکر الخفی۔ فائدہ بہتریں ذکر آہستہ آہستہ ہے۔ افضل الذکر اللہ تعالےٰ۔ سب ذکر سے بہتر خدا کا ذکر ہے۔ افضل العباد عند اللہ الذاکرون کثیرا۔ خدا کے نزدیک وہ بندہ فاضلتر ہے جو خدائے عزوجل کو بہت یاد کرتا ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے جہاد سے زیادہ اللہ کو پیارا ہے ذکر۔ ایک جگہ یہ بھی آیا ہے جو دو لب ہی ہلائے یعنی صرف ایکدفعہ ذکر کرے وہ میرا بندہ ہے اگرچہ سب بندے اسی کے ہیں مگر خاص کر لیا ہے اس بندے کو از راہ شفقت کے اسے سعید کسی نے حضرت سے پوچھا کہ کونسا کام

سب کاموں سے بہتر وہ ہے کہ ذکر قلبی ہو اور جبراً اسکو ذکر میں لگائے اور اعلیٰ درجہ کا وہ ہے کہ بتکلف اسکو باز رکھا جائے نہایت عالی وہ ہے کہ قلب میں ذکر اس کا بسجاوے کسی حال میں اس سے علیحدہ نہو ذکر بلا خیال کے ہو مرحلہ اس کا ذکر ہی ذکر ہو اور دوسرے خیالکی اسمیں جگہ باقی نرہے جیساکہ عاشق ہمیشہ معشوق کے خیال میں محو رہتا ہے تن سے لوگوں میں ہے اور دل سے غائب اور حق تعالےٰ کو دنیا و مافیہا سے زیادہ دوست رکھتا ہو اصل سعادت یہی ہے اور وہی سعید ہے کہ اس کا ہمیشہ دل خدا سے لگا رہے اور ذرا بھی غافل نہو ایکدم کو بھی۔

جو چاہتا ہے کہ بغوبی سیر کرے ذکر بہت کرے خلاصہ ذکر یہ ہے معصیت سے باز رہے امر و نواہی کو بجالاوے اور حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہترین اعمال تمکو بتاؤں جو سب سے زیادہ مقبول خدا کے نزدیک ہو اور سب سے زیادہ تمہارے درجوں کا بلند کرنیوالا ہو۔ وہ عمل سونے چاندی کے صدقہ سے بہتر ہے اور دشمنوں پر جہاد کرنیسے افضل ہے اگرچہ تمہاری گردنیں ماریں اور تم انکی گردنیں مارو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ کیا ہے فرمایا وہ خدا کا ذکر ہے اور رسول اللہ نے فرمایا کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ جسکو میرا ذکر دعا سے باز رکھے اس کے واسطے میرے پاس سب سائلوں کی عطا سے زیادہ بزرگ اور فاضل عطا ہے۔

نقل ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ایام طفولیت میں اکثر بیت المقدس میں جاکر عبادت کرتے تھے اور جب اور لڑکے آپکو ہم عمر کھیلنے کو بلاتے تو فرماتے کہ مجکو خدا نے کھیلنے کو نہیں پیدا کیا جب آپکی عمر پندرہ سال کی ہوئی خلق سے کنارہ کیا اور گوشہ نشینی اختیار کی اور فرمایا کرتے اللہ کے دوست کو اللہ ہی کا شغل و ذکر بہتر ہے خلق سے ملنا اور تعلقات دنیا میں مبتلا ہونا مقصد سے دور اور دوست سے مہجور کرتا ہے اور اکثر جنگلوں کو ذکر کیواسطے چلے جایا کرتے تھے چنانچہ ایکدن باپ پیچھے پیچھے چلے گئے کیا دیکھتے ہیں کہ نہر میں کھڑے ہیں اور پیاس کی شدت سے بُرا حال ہو رہا ہے اور روکر کہتے ہیں کہ مرنیکی خبر نہیں پانی کیونکر پیوں شاید پانی پینے میں دم نکل جائے اور یاد الٰہی سے غافل رہوں۔

نقل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ایک روز جنگل میں خداتعالےٰ کا ذکر کرتے تھے انکی خاطر میں یہ خیال گذرا کہ اس جنگل میں میرے سوا کوئی اور ہے کہ وہ جنگل میں خدا کا ذکر کرتا ہے۔ خداتعالےٰ نے تمام وحوش و طیور کو حکم دیا کہ ہمارے ذکر کی آواز بلند کرو اس وقت آواز انکا شور موسیٰؑ کی آواز پر غالب آیا اور موسیٰؑ کی آواز پست ہوگئی اور آپ شرمندہ ہوئے۔

نقل ہے کہ داود طائی رحمۃ اللہ علیہ کبھی روٹی نوالہ نوالہ بناکر نہیں کھاتے تھے سب روٹی پانی میں گھول کیے پی جاتے تھے کسی نے پوچھا کہ روٹی اسطرح کیوں کھاتے ہو پانی میں گھول کر کہا نیسے نہایت بدمزہ ہوجاتی ہے فرمایا کہ جتنی دیر میں ایک ایک نوالہ کرکے پیٹ بھروں اتنی دیر میں پچاس آیتیں قرآن مجید کی پڑھی جاتی ہیں پھر اسقدر کیوں ضائع کروں۔

منقول ہے کہ سفیان ثوری سے کہ میں ایک رات رابعہ بصری کے پاس گیا وہ ایک گوشہ میں نماز

پڑھ رہی تھیں میں بھی نفلیں پڑھنے لگا یہانتک کہ صبح ہوگئی میں نے خدا کا شکر کیا کہ مجھکو توفیق شب بیداری کی عنایت ہوئی رابعہ نے کہا کہ ہمارا شکر یہ ہے کہ صبح کو روزہ رکھیں۔

نقل ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رح سے کہ میں نے اکبر یہ حرم محترم میں عجیب حالت دیکھی کہ ایک عاشق جسوقت چپکے چپکے کچھ پڑھنے لگتا تو چہرہ اس کا آفتاب سا روشن ہوجاتا جب چپ ہوجاتا تو بدستور اپنی حالت پر آتا میں نے متعجب ہوکر پوچھا کہ کیا معاملہ ہے۔ کہا جسوقت ذکر اللہ کا کرتا ہوں اسکی وجہ سے ہمہ تن نور سے معمور ہوجاتا ہوں جب چپ ہوجاتا ہوں تو پھر حالت اصلی پر آجاتا ہوں۔

اے سعید جس جی جان میں بوسے محبت اللہ تعالے بس جاتی ہے تمام جسم وجان کو معطر کردیتی ہے۔

اور فرمایا نبی کریم نے جو خلوت میں ذکر کرے اور اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں وہ سایہ عرش الہی میں ہوگا۔

اور فرمایا وہ دل ویران ہے جسمیں اسکا ذکر نہو۔

اور فرمایا کہ خدا کا ذکر کرنیوالا غافلوں میں ایسا ہی جیسا مردوں میں زندہ اور خشک گھاس میں درخت سبز۔ اور بھاگنے والوں میں جہاد سے مثل اس شخص کے جو لڑائی کیلئے کھڑا ہے۔

اور فرمایا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہ اہل بہشت کو کسی چیز کی حسرت نہوگی مگر اس گھڑی کی جو بے یاد الہی کے گزر گئی۔

اور فرمایا رسول اللہ نے کہ جو کوئی خدا کا ذکر بہت کرے تو اسکو گور میں کیڑے نہ کھائینگے۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی خدا کا ذکر بہت کرے تو قیامت میں اسکے منہ سے نور کے شعلے نکلیں گے۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھو اس قوم کے ساتھ جو صبح کی نماز سے طلوع آفتاب تک خدا کا ذکر کرتے ہیں اور فرمایا مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ چار غلام آزاد کروں۔

اور فرمایا ابراہیم ادہم رضی اللہ عنہ نے بھلائی ذکر میں ہے اور برائی محبت دنیا میں۔

اور منقول ہے کہ ذکر چار طرح کا ہوتا ہے اول یہ کہ زبان سے ذکر ہو اور دل غافل ہو۔ یہ ذکر ضعیف ہے لیکن اثر سے خالی نہیں کیونکہ زبان غافل سے بہ زبان فضیلت رکھتی ہے دوسرے یہ کہ دلمیں ہو مگر جگہ پکڑنے والا نہ ہو تکلف سے دل کو متوجہ کئے ہو۔

تیسرے یہ کہ دلمیں جاگزیں ہو اور قرار پکڑے ہو کہ اسکو دوسرے کام میں متوجہ نہونے دے یہ صورت بھی چنداں افضل نہیں اور چوتھے یہ کہ حق تعالے اسکے دل پر غالب ہو اسطرح کہ درمیان ذکر و مذکور کے کچھ فرق نکرسکے اور اسکے دلمیں دوسرے شے کی گنجائش نہو اور اسی میں ڈوبا ہے یہانتک کہ کسی وقت میں ذکر بھول جائے تو اللہ باقی رہے اور یہانتک کہ خود اپنا وجود بھی اچھا نہ معلوم ہو۔

صوفیہ کرام اس عالم کو فنا کہتے ہیں اور اسکو ذکر حقیقی کہتے ہیں۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو چاہیئے کہ وقت ذکر کے پیٹ کہانیسے ملکا رکھے اور روبقبلہ ہوکر چار زانو بیٹھے اور آنکھ کو سامنے رکھے اور دلکو خیالات ناپاک سے پاک کرکے لا الٰہ کے کہتے وقت منہ دہنے طرف کرے اور الا اللہ کہتے وقت منہ کرے اسطرح کہ آواز دل پر پڑے کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا ہے بہتر ین ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے۔

اے سعید۔ تمکو چاہیئے کہ ذکر بہت کر اللہ جل جلالہ نے ہر عبادت کی ایک حد مقرر کردی مگر ذکر کی کوئی حد نہیں فرمائی جیسے دید معلوم ہو چکا یا ایہا الذین آمنوا ذکر اللہ ذکراً کثیراً۔ اے ایمان والو خدا کو یاد کرو بہت یاد کرنا۔

ذکر برائے حصول امور مشکلہ و قائع آئندہ بعد نماز تہجد ہزار بار دائیں جانب یا حی اور بائیں جانب یا قیوم اور آسمان کیطرف یا وہاب اور جانب دل یا اللہ ضرب کرے اور دعا کرے اللہ پاک قبول فرمائیگا۔

ماہ ربیع الاول

کتاب شرح اخبار میں لکھا ہے کہ تابعین اور تبع تابعین نے بروز وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم یعنی دوازدہم ماہ ربیع الاول بہ نیت ہدیہ بروح اقدس بیس رکعت نماز پڑھتی ہے ہر رکعت میں اکیس بار سورہ اخلاص چنانچہ ایک بزرگ پڑھنے والے اس نماز کو حضرت رسالت پناہ نے خوابمیں ارشاد فرمایا کہ تمکو سا تھ اپنا رکھونگا بہشت میں سبحان اللہ زہے طالع اسکے کہ جس سے یہ وعدہ ارشاد ہوا روایت ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت بیمار ہوئے تو آپنے سب بیبیوں کے گھر جانیکی باری ترک نہیں کی مگر چاہتے تھے کہ سب راضی ہو جاویں تو میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہوں۔ ساتوں بیبیاں آپکے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ آپکو ہر ایک کے گھر باری باری جانے کی نہایت تکلیف ہوتی ہے ہم نے اپنی باریاں تا صحت عائشہ کو بخشیں اس بات سے آپ بہت خوش ہوئے اور انکے لئے دعا کی۔ پھر آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہے جب بیماری نے بہت ستایا تو لاچار ہوگئے حضرت بلال نے اذان دی سب لوگ نماز کو آئے مگر حضرت بیماری کے سبب نہ آسکے بلال آئے اور عرض کیا الصلوٰۃ یا رسول اللہ آپنے بلال کو اندر بلایا انہوں نے سلام کیا اور کہا یا رسول اللہ نماز کا وقت ہو گیا ہے آپنے فرمایا کہ میں مسجد تک نہیں آسکتا ہوں ابوبکر صدیق رضی سے کہو کہ وہ نماز پڑھا دیں حضرت بلال روتے ہوئے مسجد میں آئے ساری کیفیت لوگوں سے بیان کی مسجد میں ایک شور مچ گیا جب وقت تنگ ہونے لگا حضرت صدیق اکبر کو کھڑا کیا جب انہوں نے محراب میں قدم رکھا حضرت سید عالم کی خوشبو انکے دماغ میں پہنچی اور اس مقام کو خالی پایا آپ تڑپ اٹھے غش کھا کر گر پڑے آخر الامر آپنے نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد سب صحابی جمع ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے ابھی سب لوگ موجود ہی تھے کہ ظہر کا وقت ہوا بلال نے اذان دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ وضو کرو صحابیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہوسکے تو مسجد میں تشریف لیچلیں آپنے فرمایا بہتر ہے پھر آپنے وضو کیا اور حضرت علی و عبداللہ بن عباس کو بلا کر ایک ہاتھ حضرت علی کے کندھے پر رکھا اور دوسرا ہاتھ عبداللہ بن عباس کے کندھے پر رکھا دونوں صاحبوں نے اٹھانا چاہا آپنے فرمایا مجھ

اسطرح لیچلو کہ میرے دونوں پاؤں زمین سے رگڑتے چلیں تاکہ اس ثواب سے محروم نہ ہوں مکان مبارک سے لیکر مسجد تک آپکے قدم مبارک کا ایک خط زمین پر پڑ گیا رسول خدا ؐ مسجد میں تشریف لائے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت فاروق اعظم ؓ نے آپکو بغلیں لیکر ممبر پر بٹھایا آپنے رُوئے مبارک صحابہ کی طرف کر کے حقتعالے کی حمد و ثنا بیان کی اسکے بعد پہلے کلمات جو آپنے بطور پند فرمائے یہ تھے کہ قرآن مجید کو مضبوط پکڑو، میرے اہل بیت سے حسن سلوک کرو نماز کو اچھی طرح پڑھو اور جماعت سے پڑھو اور خدا تعالے کے فرمانوں کی بڑی تعظیم کرو اور زیر دستوں پر شفقت کرو اولاد کو امانت سمجھو، عورتوں پر رحمت و نرمی کرو ظاہر و باطن خدا تعالے سے ڈرتے رہو اور جو اپنے لئے پسند کرو وہی بھائی مسلمانوں کے لئے پسند کرو اسکے بعد آپنے فرمایا میں تم میں کیسا پیغمبر تھا صحابی ؓ رونے لگے۔ کہا یا رسول اللہ ہم میں آپ ایسے تھے کہ کوئی نبی اپنی امت پر ایسا نہیں رہا جو ماں باپ سے زیادہ مہربان ہو آپ ہمارے اور ہمارے ماں باپ کے شفیع اور یتیموں بیوہ عورتوں کی دلجمعی اور تسلی دینے والے ہیں۔ پھر آپنے ؐ فرمایا میں تم سے خوش ہوں تم بھی مجھ سے خوش ہو۔ سب نے کہا یا رسول اللہ ہم سب آپ سے خوش ہیں اور آپ بھی ہم سے خوش ہیں اور ہم سب آپکے الطاف و اشفاق سے شرمندہ ہیں پھر آپ ؐ ممبر سے نیچے تشریف لائے اور ہر در و دیوار سے رونیکی آواز آنے لگی۔ پھر آپ مسجد کے آگے حضرت علی رض سے تکیہ لگا کر بیٹھے اور کہا کہ سب کو بلاؤ تاکہ میں سب سے وداع ہوں پہلے آپنے یتیموں کو بلوایا انکے سروں کو بوسے دئے اور کچھ نقد دیکر رخصت کیا پھر بیوہ عورتوں کو بلوایا کسیکو نقدی کسیکو کپڑا دیکر رخصت کیا۔ پھر غریبوں کو بلوایا انکو بھی آپنے کچھ عطا کیا اور عزت کیساتھ رخصت کیا۔ پھر انصار و کی طرف آپنے رُخ کیا اور کچھ کلمات تسلی کے فرما کر انکو وداع کیا۔ پھر مہاجرین کو بلوا کر انکی بھی خاطرداری کی اور الوداع فرمائی وہ بیچارہ روتے ہوئے چلے گئے کہ یا رسول اللہ اب ہم غریب ہو گئے۔ پھر سب سے الوداع فرما کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کیطرف تشریف لیچلے آپکا اونٹ روتا اور چلاتا آیا آپنے نظر اٹھا کر اسکو دیکھا اور آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا جب اس اونٹ کا یہ حال ہے تو آدمیوں کا کیا حال ہوگا۔ اونٹ زمین پر لوٹ گیا اور زبان حال سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو کس کو سونپ چلے تمہارے سوا مجھپر کون سوار ہوگا کون میرے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیریگا۔ کون میری غمخواری کریگا آپنے اسکے سر کو بغل میں لیا اور اسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لیگئے وہ بیٹھی ہوئی رو رہی تھیں آپنے فرمایا ایجان بابا میرے اس اونٹ پر شفقت کی نگاہ رکھنا پھر آپنے انکی تسلی و تشفی کی اور رخصت ہو کر حضرت ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف لیگئے آپکو تپ کی نہایت شدت ہو گئی درد سر بڑھ گیا اور حالت بیہوشی طاری ہو گئی بقول مشہور ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ کو ضعف کے سبب سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا [illegible] مبارک تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور پیام لائے کہ رب العزت سلام فرماتا ہے اور دریافت کرتا ہے کہ اے میرے حبیب تو یہاں آنا چاہتا ہے یا دنیا میں رہنا چاہتا ہے۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا

میں یہاں رہنا پسند نہیں کرتا میں رفیق اعلیٰ ہی کیطرف آنا پسند کرتا ہوں ۔ایسی ہی مومن کو چاہئیے کہ خدا ہی کو رفیق بنالے کیونکہ اسوقت سوائے اسکے کوئی یار مددگار نہیں ہوتا اور قبر میں بھی بجز اسکے کوئی مونس اور غمگسار نہیں
پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو آپکو یاقوت کے تابوت میں رکھکر عرش کے کنارے پر رکھیں۔
آپنے فرمایا کہ میں یہیں زمین پر رہنا پسند کرتا ہوں تاکہ میری امت کو کسیطرح کا عذاب نہو حق تعالے نے فرمایا
وما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم (خدا کی یہ شان نہیں کہ عذاب کرے اور تو ان میں موجود ہو۔
اور فرمایا کہ جب حالت حیات میں میں اپنی امت میں تھا تو ممات میں بھی انہیں میں ہونگا تاکہ میری امت پر کوئی عذاب نہ آئے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا اگر آپ فرمائیں تو سندس اور استبرق کفن کیلئے بہشت سے لایا جائے آپنے فرمایا کچھ ضرورت نہیں مجکو انبیا اور امت کی موافقت درکار ہی اور اسیکو پسند کرتا ہوں
پھر حضرت جبرئیل نے کہا کہ خدا تعالے آپ پر سلام بھیجتا ہی اور کہتا ہی کہ میرا حبیب اسقدر کیوں غمناک ہی آپنے کہا میں اپنی امت کیلئے خوف کررہا ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ انپر کوئی عذاب نازل ہو۔ یا صورتیں مسخ ہوں جیسے پچھلے نبیوں کی امت کی صورتیں مسخ ہوگئی ہیں ارشاد ہوا اے میرے حبیب انپر عذاب نہوگا نہ صورتیں مسخ کی جائینگی۔
مگر دو عذاب انپر ضرور نازل ہونگے ایک وبا دوسرے قحط۔ آپ یہ سنکر رونے لگے فرمان الٰہی صادر ہوا کہ اے میرے حبیب غم نکر میں تیری امت کو شہادت کے درجے دونگا اور حالت قحط میں جسکو ایک دن بھوکا رکھونگا اسکی ہر ساعت ایک حج و عمرہ کا ثواب اسکے نامہ اعمال میں لکھواؤنگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوئے پھر عرض کیا خداوندا موسیٰ علیہ السلام نے چندروز کیلئے اپنے بھائی ہارون کو خلیفہ کر دیا تھا انکی امت گوسالہ پرستی کرنے لگی۔ میں ہمیشہ کیلئے یہاں سے جاتا ہوں انپر کسکو خلیفہ بناؤں فرمان ہوا اے میرے حبیب تیری امت کا خلیفہ میں ہوں تمکو اپنی امت کا غم نکرنا چاہئیے۔ اے میرے حبیب تو انکو مجھپر سونپ اور خوشی خوشی ہماری درگاہ میں آ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتی ہیں کہ آپ اٹھ بیٹھے اور پانی مانگا اور وضو کرکے مسواک مجھکو دی پھر بیٹھکر دو رکعت نماز پڑھی اور امت کی شفاعت کرنی شروع کی جبرئیل ہر دم آتے تھے اور جاتے تھے اور ہر پھیرے پر کئی لاکھ گنہگاران امت کو عذاب دوزخ سے آزادی ہوتی تھی۔ ساتویں بار فرمان ہوا ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔ اور قریب ہے کہ ہم تجکو ایسی شفاعت عطا فرماوینگے کہ تو خوش ہو جائیگا۔ رسول اللہ شاد ہوئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ میں جاتا ہوں تاکہ بہشت آراستہ ہووے اور دوزخ کے دروازے بند ہوں اور ارواح انبیاء و اولیاء و شہدا اور فرشتے حضور کے استقبال کیلئے مستعد ہوں۔ آپنے فرمایا تمہاری خوشی حضرت جبرئیل علیہ السلام گئے اتنے میں حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک اعرابی کی صورت میں سبز جامہ پہنے ہوئے دروازے پر آئے اور اندر جانیکی اجازت چاہی۔ بی بی فاطمہ رض نے کہا تو کون ہے اسنے کہا میں مسافر ہوں ایک کام کیلئے رسول علیہ السلام کے پاس آیا ہوں۔ بی بی فاطمہ رض نے فرمایا ذرا صبر کر ابھی رسول علیہ السلام کی آنکھ لگ گئی ہے اسنے کہا میں بڑی دور دراز سے سفر کرکے آیا ہوں

تجھے ٹھہرنے کی فرصت کہاں۔ بی بی فاطمہؓ خفا ہو کر بولیں کہ اے اعرابی اتنی گستاخی تجھ سے ٹھہرا نہیں جاتا۔ اعرابی چپ
ہو رہا۔ آپنے آنکھ کھولی اور آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا اے فاطمہؓ یہ اعرابی نہیں ہے یہ قابض الارواح ہے یہ گھروں کو ویرانہ
کرتا ہے دلہنوں کو بیوہ کرتا ہے بچوں کو یتیم کرتا ہے یہ وہ ہے کہ اسکو کسی سے خوف نہیں اس سے کہو کہ اندر چلا آئے۔ الغرض جب
حضرت عزرائیلؑ اندر آئے اور سلام کر کے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر حکم ہو تو جان قبض کروں
ورنہ لوٹ جاؤں۔ حق تعالیٰ نے آپکو اختیار عطا کیا ہے آپنے فرمایا میں اسدن کی آرزو کر رہا تھا۔ اخی آؤ اپنے
کام میں مشغول ہو جاؤ۔ حضرت عزرائیلؑ نے آپکی دونوں آنکھوں پر بوسہ دیا اور نعلین لیکر اپنا کام شروع کیا۔
سرور کائنات ؐ نے فرمایا اے اخی جسقدر جان کنی کی تکلیف میری امت پر ہونیوالی ہے وہ آج مجھ پر ختم کر دیجئے
تاکہ میری امت کو تکلیف نہو حضرت عزرائیلؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کچھ اختیار نہیں ہے آپنے مناجات
کی حکم ہوا اے احمد اگرچہ یہ تیری امت ہیں لیکن بندے تو میرے ہی ہیں۔ میں ہی انپر رحمت کرونگا۔
جو کوئی سات قدم کسی عالم ربانی کی زیارت کو جائے گا گویا اس کا استقبال کریگا جان کنی کی تلخی اسپر آسان ہوگی اور جو
فرضوں کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا اسکو جان کنی کی کچھ بھی تکلیف نہو گی۔ آپ بہت خوش ہوئے اور حضرت عزرائیلؑ
اپنے کام میں مصروف ہوئے۔ حضرت فاطمہؓ آپکے سرہانے روتی تھیں حضرت علیؓ منع کرتے تھے آپنے آنکھ کھول کر فرمایا
اے علیؓ اسکو چھوڑ دے تاکہ اپنے ماں باپ کو سر پر گریہ کرے۔ آپکے پاس پیالہ میں پانی رکھا ہوا تھا۔ ہر بار آپ اس میں
ہاتھ تر کرتے تھے اور سینہ پر ملکر کہتے تھے۔ اللھم ان للموت سکرات۔ اور فرماتے خدایا موت کی سختیوں کو آسان
کر دے اسوقت فضل ابن عباسؓ آئے انکے ہاتھ میں نئی مسواک تھی آپ اس مسواک کو دیکھنے لگے۔ فضلؓ نے کہا
یا رسول اللہ مسواک چاہیئے آپنے لب مبارک ہلایا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں مسواک دی
آپنے نرم کرنی چاہی تو نرم نہو سکی۔ بی بی عائشہؓ نے کہا مجھکو دیجئے تاکہ میں نرم کر دوں۔ انہوں نے نرم کر کے دینا
چاہا آپنے فرمایا اے عائشہؓ نہ دھو تاکہ اس آخری وقت میں تیرے دہن کا لعاب میرے لئے شربت کا کام دے۔ بی بی
عائشہؓ رونے لگیں اور ایک غلغلہ تمام مسجد اور مدینہ میں پڑ گیا کہ چاشت کیوقت پیر کے روز بارہویں
ربیع الاول کو بی بی عائشہؓ کے گھر میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جان بحق تسلیم کی انا للہ وانا الیہ
راجعون آخری سخن آپکا یہ تھا الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم نماز کو نگاہ رکھو اور اپنی لونڈی غلاموں بیبیوں
پر شفقت رکھو۔ آپکے انتقال کے بعد دفن کرنے میں اختلاف ہوا کسی نے کہا بقیع میں دفن کئے جائیں کسی نے کہا
مسجد میں دفن ہوں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے
کہ جو پیغمبر جہاں وفات پاتا ہے اسی جگہ پر دفن کیا جاتا ہے جس جگہ وفات ہوتی ہے سب نے اس بات پر اتفاق کر لیا۔ اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد ایک خط کھینچ دیا اور آپکو وہاں سے اٹھایا زمین رونے لگی۔ یہانتک
کہ سب نے رونیکی آواز سنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اے زمین صبر کر ہم دفن کرینگے۔ زمین
خاموش ہو رہی۔ فضیلؓ کہتے ہیں کہ میں نے جب کفن کے بند کھولے تو دیکھا کہ آپکے لب مبارک جنبش کر رہے تھے

میں نے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ حضورؐ فرماتے ہیں۔ اللھم اغفر لامتی اے پروردگار میری امت کی مغفرت فرما۔ سبحان اللہ کیا سرور کائنات کو امت کے حال پر شفقت تھی جیتے جی امت کا غم۔ حالت وفات میں امت کا الم۔ دفن کے وقت امت کا خیال۔ قیامت کو امت عاصی کا ملال۔ مشہور یہ ہے کہ آپکی عمر تریسٹھ برس کی تھی۔ دوشنبہ کو تولد ہوئے اور دوشنبہ ہی کو وفات پائی۔ اور دوشنبہ ہی کی شب کو معراج ہوئی۔

سب سے پہلے اللہ تعالےٰ کی ذات پاک کے سوا کچھ نہ تھا جب اللہ تعالےٰ نے چاہا کہ میں اپنی خدائی کو ظاہر کروں تو اپنے نور سے کہا کہ ظاہر ہو لے میرے محمدؐ اس کہنے سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پیدا ہوا اور ستون کیطرح جھکا اور سجدہ میں جاکر اللہ تعالےٰ کی حمد ایکہزار برس تک کی الحمد للہ الحمد للہ پڑھتا رہا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اس نور کیطرف پیار کی نظر سے دیکھکر کہا اے میرے پیارے نور میں نے تیرا نام محمدؐ رکھا خلعت کو شروع تجھ سے کرونگا اور پیغمبری تجھ پر ختم ہوگی تیرے بعد اے میرے پیارے محمدؐ قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا حضرتؐ نے فرمایا ہے بموجب اس حدیث اول ما خلق اللہ نوری یعنے سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا پھر اللہ تعالےٰ نے اس نور کے چار حصے کئے ایک سے عرش دوسرے سے کرسی تیسرے سے لوح چوتھے سے قلم کو کو بناکر حکم کیا کہ عرش پر لکھے۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ قلم جب عرش پر یہ کلمہ پاک لکھ چکا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نام کی حلاوت میں ہزار برس تک سجدہ میں بیہوش پڑا رہا جب سر اٹھایا تو عرض کیا الٰہی محمدؐ کون ہے جسکا نام تو نے اپنے نام کیساتھ لکھوایا ہے حکم ہوا اے قلم ادب سے تکلم کر قسم ہے اپنی عزت کی میں نے تمام جہان کو اپنے حبیب اپنے پیارے محمدؐ کیواسطے پیدا کیا ہے نہ پیدا کرتا اگر میں اسکو تو نہ پیدا کرتا عرش وکرسی کو یہ سنتے ہی قلم کانپ اٹھا اور ہیبت سے پھٹ گیا اور ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے اس نور کیطرف دیکھا تو وہ شرم سے پسینہ پسینہ ہوگیا۔ اسکے سر کے پسینے سے فرشتے پیدا ہوئے اور منہ کے پسینے سے عرش وکرسی لوح وقلم چاند سورج اور تارے اور جو کچھ آسمانوں میں ہے پیدا ہوئے اور چھاتی کے پسینے سے سارے پیغمبر اور عالم اور شہید اور اولیا پیدا ہوئے اور بھوؤں کے پسینے سے سارے مومنین پیدا ہوئے اور پیٹ کے پسینے سے بیت المعمور کعبہ شریف اور بیت المقدس اور ساری مسجدوں کی مٹی پیدا ہوئی۔ اور پاؤں کے پسینے سے ساری زمینیں اور جو ان زمینوں کے اندر ہے پیدا ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نور میرے حبیب کے اپنے چاروں طرف دیکھ کہ کیا دکھلائی دیتا ہے جب اس نور نے دیکھا تو ایک نور آگے اور ایک روشنی پیچھے اور ایک اُجالا داہنی طرف اور ایک چاندنا بائیں طرف نظر آیا یہ حضرتؐ کے چاروں خلیفوں کا نور تھا پھر حضرتؐ کے نور نے ستر ہزار برس سبحان اللہ پڑھا تب اللہ تعالےٰ نے پیغمبروں کی روحوں سے کہلایا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔

پھر اللہ تعالےٰ نے ایک لعل کی قندیل پیدا کی اور حضرتؐ کی صورت مبارک کو جیسی کہ دنیا میں تھی بناکر

اس قندیل میں رکھا ساری روحیں اسکے قربان ہوئیں اور ستر ہزار برس تک تسبیح و تہلیل کرتی رہیں تب اللہ تعالےٰ نے سبکو حکم کیا کہ اسکی طرف دیکھو تو جسنے سر کی طرف دیکھا بادشاہ ہوا اور جسنے آنکھوں کی طرف دیکھا وہ حافظ ہوا اور جسنے ہونٹ اور دانت دیکھے وہ دنیا میں خوبصورت ہوا اور جسنے حلق کو دیکھا وہ واعظ اور موذن ہوا اور جسنے ڈاڑہی کو دیکھا وہ جہاد کرنیوالا ہوا اور جسنے دونوں بازوں کو دیکھا وہ بہادر ہوا۔ اور جسنے سینہ مبارک کو دیکھا وہ عالم اور مجتہد ہوا۔ اور جسنے پشت کو دیکھا وہ شرع کا تابعدار ہوا اور جس نے آپکا پہلو دیکھا وہ غازی ہوا۔ اور جس نے بالکل ہی نہ دیکھا وہ کافر ہوا بس یہ سارا ظہور عالم میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

اور روایت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت کے نور کے دس حصے کرکے پہلے حصے سے عرش مجید دوسرے سے قلم تیسرے سے لوح محفوظ چوتہے سے چاند پانچویں سے سورج چھٹے سے بہشت ساتویں سے دن آٹھویں سے فرشتے نویں سے کرسی دسویں سے روح محمدی کو پیدا کرکے عرش مجید کو داہنی طرف رکہا۔

پھر ایکدن جبرئیل علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کا حکم ہوا کہ اپنے ساتھ میکائیل اور اسرافیل کو لیکر زمین پر جاؤ اور ذرا سی مٹی لے آؤ زمین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک سنکر پہٹ گئی اور اس میں سے سفید خاک کافوری نکلی جبرئیل تہوڑی سی مٹی اسمیں سے لیگئے یہ وہ زمین تہی جہاں اب مدینہ منورہ میں قبر مبارک حضرت رسول مقبول کی ہے پھر اس مٹی کو حضرت کے نور مبارک کے ساتھ ملایا اور مشک اور زعفران اور سلسبیل اور ماء معین اور تسنیم کے پانی اور بہشتی کافور سے خمیر کرکے مادۂ وجود حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بنایا جو موتی سا چمکتا تہا۔ پھر بہشت کی نہروں میں اسکو نہلا کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آسمانوں اور زمینوں اور بہشت اور دریا اور پہاڑوں کو زیارت کرائی اور پکار کر یہ خوشخبری سنائی۔ ھذا طینۃ حبیب رب العالمین شفیع المذنبین سید المرسلین مشہور فی الاولین و مذکور فی الآخرین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ یعنے مٹی نورانی اللہ کے پیارے کی گنہگاروں کے شفاعت کرنیوالے کی سارے نبیوں کے سردار کی ہے اسکو خوب پہچان لو۔ پھر وہ مٹی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے تک عرش پر رہی۔

آدم علیہ السلام کا پتلا بنایا گیا تو آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں کو پکار کر کہا گیا کہ جو کوئی اس نورانی مٹی کی امانت لینے کے لائق ہو وہ عرض کرے کسی نے اپنے تئیں لائق اس امانت نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے نہ پایا اور اسکے لینے سے انکار کیا تب روح آدم علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کی جناب میں عرض کی الٰہی یہ امانت مجکو عطا ہو میں اس پر سو جان سے قربان ہوں تب فرشتوں کو حکم ہوا کہ ہمارے پیارے محمد کے نور کو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں امانت رکہو۔ جب آدم علیہ السلام کے پتلے میں نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امانت رکہا گیا تب روح کو حکم ہوا کہ آدم کے بدن میں داخل ہو۔ روح بہت ہی

تاریک اور سنسان تہی اندہیرے کو دیکھکر گھبرائی اور اسکے اندر جانیسے انکار کیا حکم ہوا کہ روح آدم کی پیشانی کو دیکھ جب روح نے جمال نور محمدی کا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں چمکتا ہوا دیکھا سو جان سے عاشق ہوکر آدم علیہ السلام کے بدن میں آئی۔

آدم علیہ السلام کے بدنمیں نور محمدی کی ایسی روشنی ہوگئی کہ سارا بدن آدم علیہ السلام کا نور کا ٹکڑا بن گیا فرشتے صفیں باندہکر حضرت کے نور مبارک کی زیارت کو آتے تہے اور اسی نور کی برکت سے اللہ تعالے نے آدم علیہ السلام کو سب چیزونکا علم دیا اور فرشتوں سے سجدہ کرایا تب آدم علیہ السلام نے پوچھا الٰہی یہ کس کا نور ہے جو میرے ماتھے میں چمک رہا ہے حکم ہوا کہ اے آدم یہ نور ہمارے پیارے محمدؐ سردار انبیا کا ہے جو میں اپنے اس پیارے کو پیدا نہ کرتا تو کسیکو پیدا نکرتا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا الٰہی میری جی میں تیرے پیارے کی زیارت کا بڑا چاؤ ہے حکم ہوا کہ اپنے انگوٹھے کے ناخن کو دیکھو جب آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھے کے ناخن کو دیکھا تو اسمیں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نظر آیا۔ آدم علیہ السلام نے چومکر اسکو آنکھوں سے لگایا اور درود پڑہکر کہا قرۃ عینی بک یا محمد اے محمدؐ تم میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ جبتک نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدم کی پیشانی میں رہا رخ فرشتونکا آدم علیہ السلام کیطرف تہا اور آدم علیہ السلام کا بڑا ادب کرتے تہے اور جب وہ نور آدم علیہ السلام کی پیشانی سے دادی حوا کے پیٹ میں آیا تو سب فرشتوں کا منہ انکی طرف ہوگیا اور دادی حوا کی بڑی تعظیم کرنے لگے۔ آدم علیہ السلام نے اللہ پاک سے اسکا گلہ کیا اللہ تعالے نے فرمایا۔ آدم یہ سب فرشتے تابع نور محمدی کے ہیں جبتک وہ نور تمہارے پاس تہا سب فرشتوں نے تمہاری طرف منہ کر رکہا تہا اب وہ نور محمدی حوا میں چمک رہا ہے سبکا منہ اسکیطرف ہے سبحان اللہ۔

جب آدم علیہ السلام کا وقت دنیا سے جانیکا قریب ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو دو وصیتیں کیں پہلے یہ کہ جب اللہ تعالے کا ذکر کرو تو اسکے پیارے محمدؐ کا بہی ذکر کرنا۔ میں نے نام انکا جنت کے ہر مکان پر فرشتوں کے ماتھے پر اور حور و نپر لکہا دیکہا ہے۔ اور فرشتے ہر دم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم پر درود بہیجتے ہیں دوسری یہ وصیت کی کہ وضو کے ساتہہ نور محمدی کو پاک رحموں میں سونپو پہر شیث علیہ السلام نے اپنے بیٹے انوش کو بہی وصیت کی اور اوروں سے بہی اقرار نامہ لیا گیا کہ وہ اسی طرح نور محمدی کو اپنی بیویوں کو سونپیں وہ نور مبارک اسیطرح ایک پاک پیٹھ سے دوسرے پاک پیٹ میں آتا رہا اور اپنا جلوہ دکہاتا رہا یہانتک کہ حضرت کے والد ماجد عبد اللہ کے پاس آیا اور انکے ماتہے میں چمکا۔ درخت و پتھر انکو سلام کرتے تہے اور بت یہ کہتے تہے کہ ہمارے پاس نہ آنا تمہاری پیشانی میں نور محمدی ہے جو بیوی آپکو دیکہتی تہی عاشق ہوجاتی تہی اور جی جان سے یہ چاہتی تہی کہ کسیطرح میرے ساتہہ عبد اللہ کا نکاح ہو۔

غرضکہ عبد اللہ کا نکاح بیوی خاتون آمنہ سے ہوا اور وہ نور محمدی بی بی آمنہ کو نصیب ہوا جس رات حضرت اپنی والدہ کے پیٹ میں آئے جمعہ کی رات تہی اس راتکو زمین اور آسمانکے فرشتوں نے بڑی

خوشی سنائی اور عالم ملکوت میں آواز دی گئی کہ عالم کو نور قدس سے روشن کردو اور طرح طرح کی خوشبوئیں لگاؤ اور بہشت کے داروغہ کو حکم ہوا کہ بہشت کے دروازے کھولدے اور آٹھوں بہشتوں کو خوب سنوار آسمانوں اور زمینوں میں خوشخبری سنائی گئی کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج کی رات آمنہؓ کے رحم کو روشن کیا نزدیک ہے کہ وہ نور محمدی سارے عالم کو اپنی نعمتوں اور بخششوں سے روشن اور سرفراز کرے اس راتکو سارے بادشاہوں کے تخت الٹ گئے اور کوئی گھر اور کوئی مکان ایسا باقی نرہا جسمیں روشنی نہوئی ہو اور اس راتکی صبح کو جتنے بت تھے سارے اوندہے ہو کر گر پڑے اور سارے جانور آپسمیں خوشی کرنے لگے کہ وقت ظاہر ہونے نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نزدیک آیا ساری دنیا انکے نور سے روشن ہو جائیگی ایک نشان بی بی آمنہؓ خاتون کے حمل کا یہ تہا کہ جو جانور قریش کے گھروں میں تھے اس رات باتیں کرنے لگے اور کہنے لگے کہ آمنہ خاتونؓ دو بستہ ہوئیں اور انکے پیٹ میں نبی آخر الزماں آئے قسم ہے رب کعبہ کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنکے نور سے آمنہؓ حاملہ ہوئیں وہ ساری دنیا کے چراغ اور ہر مذہب کے امام ہیں۔

کئی برس سے مکے میں کال پڑ رہا تہا۔ قریش تنگی اور تکلیف میں تھے جانور دبلے ہو گئے تہے اور درخت سوکھ گئے تہے جب آمنہؓ حاملہ ہوئیں پانی برسا جگہ جگہ ندیاں جاری ہوئیں درختوں میں پھل آگئے۔ جانور موٹے ہوئے بڑی بڑی خیر اور برکتیں اس برس آدمیوں میں ظاہر ہوئیں۔ اسی سبب سے اس برس کو خوشی کا برس کہتے ہیں یہ سب برکتیں اور خیر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حمل میں رہنے سے ہوئیں۔ اور آمنہ خاتونؓ فرماتی ہیں کہ میں حمل کے دنوں میں کوئی تکلیف یا بدمزگی اپنی طبیعت میں نہیں دیکھتی تہی جیسے عورتوں کو حمل کے دنوں میں ہوتی ہے۔ نہ کوئی اور علامت حمل کی جیسے درد اور ضعف اور بوجھ ہوتا ہے مجھپر ظاہر ہوئی۔

چھ مہینے تک مجھکو معلوم بہی نہ ہوا کہ میں حاملہ ہوں ایکدن کچھ سوتی اور کچھ جاگتی تہی ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ اے آمنہؓ تجھکو اپنے حمل کی خبر ہے یا نہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ کہا تو حاملہ ہے اور جو سارے خلق کا سردار ہے وہ تیرے پیٹ میں ہے اسدن میں نے جانا کہ میں پیٹ سے ہوں۔ اور میں ہر مہینے ایک آواز آسمان و زمین سے سنتی تہی کہ اے آمنہؓ تجھکو خوشخبری ہو کہ وقت ظاہر ہونے نور ابو القاسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاس آیا اور جب پورے دن لگے تو مجھ سے کہنے والا کہتا تہا کہ اے آمنہؓ تو یہ بات کہ میں اللہ کو سونپتی ہوں اسکو جو میرے پیٹ میں ہے وہی حسد کرنیوالوں کی برائی سے اسکو بچانیوالا ہے اور جب تیرے لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام محمد رکھنا۔ آمنہ خاتونؓ فرماتی ہیں کہ جب میرے درد شروع ہوا تو میں اکیلی تہی میں نے گھبرا کر خدا سے دعا مانگی کہ اسوقت میرے پاس عبد مناف کی بیٹیاں ہوتیں تو کیا اچھی بات ہوتی میں یہ کہ رہی تہی کہ دیکھتی ہوں بہت خوبصورت عورتیں جنکے بال سیاہ اور گال سرخ ہیں میرے پاس آئیں اور میرا سارا گھر ان سے بھر گیا۔ میں نے پوچھا تم کون ہو کہاں سے آئے ہو انہوں نے کہا ہم بہشت کی حوریں ہیں اے بی بی آمنہ

اللہ تعالیٰ نے ہمکو تمہاری خدمت کیلئے بھیجا ہے ہم سب تم پر سے قربان ہیں کہ تمہارے پیٹ میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی آخر الزماں سردار سارے نبیوں کے ہیں۔

عثمان ابن ابی العاص کی والدہ فرماتی ہیں کہ میں ولادت کیوقت آمنہ خاتون کے پاس تھی اسوقت جو میں نے نظر آسمان کیطرف کی تو کیا دیکھتی ہوں کہ آسمانکے تارے زمین کیطرف جھکے آتے ہیں تارونکا جھکنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کے شوق میں تھا۔ بی بی آمنہ خاتون فرماتی ہیں کہ حضرت کے پیدا ہونے سے تھوڑی دیر پہلے ایک ایسے زور کی آواز ہوئی جس سے مجھے بڑا ڈر ہوا۔ پھر کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سفید جانور آیا اور اسنے اپنے پر میرے پیٹ پر ٹے وہ پیالہ میرے ہاتھ میں اور کہا کہ اے آمنہ اسکو پی لو۔ میں نے پی لیا۔ اسکی میں کیا تعریف کروں دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ میٹھا۔ اُس جوان نے پھر کہا کہ پیٹ بھر کے پیو۔ میں پیٹ بھر کے پیا تیسری بار کہا خوب پیٹ بھر کے پیو میں نے خوب بھر کے پیا اسنے میرے پیٹ کیطرف ہاتھ پھیلایا اور کہنے لگا۔ اظہر یا سید المرسلین اظہر یا سید العالمین۔ اظہر یا خاتم النبیین۔ اظہر یا رحمۃ للعالمین اظہر یا نبی اللہ یا نور من نور اللہ اظہر یا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کالبدر المنیر۔ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ صبح صادق کیوقت پیر کے دن حضرت احمد مجتبیٰ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے حوروں اور فرشتوں میں مبارک سلامت کی دھوم مچگئی۔ حوریں تعظیم کو اٹھکر کھڑی ہوئیں سارے آسمانونکے فرشتے زیارت کو زمین پر اتر آئے زمین سے آسمان تک صفیں باندھکر کھڑے ہوگئے۔

آمنہ خاتون فرماتی ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے چار عورتیں آسمان سے اتریں میں نے ان سے پوچھا تم کون ہو ان میں سے ایک بولیں۔ میں حوا سب آدمیونکی ماں ہوں۔ دوسری نے کہا میں سارا اسحٰق پیغمبر کی ماں ہوں تیسری نے کہا میں ہاجرا اسمٰعیل پیغمبر کی ماں ہوں چوتھی نے فرمایا آسیہ زوجہ فرعون ہوں۔

حضرت کی پھوپی جنکا نام صفیہ ہے کہتی ہیں کہ جب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے میں موجود تھی انکے پیدا ہوتے ہی سارا گھر روشن ہوگیا اس روشنی میں میں نے بڑی اچھی اچھی چیزیں دیکھیں۔ پہلے آپنے سجدہ کیا اور آہستہ آہستہ عرض کیا یا رب امتی اور دوسرے زبان صاف سے کہا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ انی رسول اللہ تیسرے حضرت کے نور سے چراغ کی روشنی کم ہوگئی۔ چوتھے میں نے چاہا کہ نہلاؤں غیب سے آواز آئی اے صفیہ تو تکلیف نکر ہمنے محمد کو پاک وصاف بھیجا ہے پانچویں آپکی آنول نال کٹی ہوئی اور ختنہ کیا ہوا تھا۔ چھٹے دونوں مونڈھونکے بیچ میں مہر نبوت تارے کیطرح چمکتی تھی جسمیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا جاتا تھا۔

حضرت کے پیدا ہوتے وقت محل نوشیرواں ہل گئے اور چودہ کنگرے گرگئے اور ساوہ کی ندی خشک

ملہ اشارہ اسطرف تھا کہ اسکے خاندانمیں سلطنت نہیں رہیگی چنانچہ حضرت عمر کیوقت میں ختم ہی ہوگئی ملہ آگ کا بجھ جانا اشارہ اسطرف ہے کہ آتش پرستی بسبب آپکے باطل ہوجائیگی ۱۲

ہوگئی اور سمارہ کے جنگل میں جو ایک نہر ہزار برس سے سوکھی پڑی تھی اسمیں پانی جاری ہوگیا۔ فارسیوں نے جو آگ ہزار برس سے جلا رکھی تھی اور کبھی اسکو نہیں بجھنے دیا تھا وہ بجھ گئی کعبہ شریف اچانک اپنی جگہ سے ہلا اور چاروں دیواروں نے جھک کر مقام ابراہیم کو سجدہ کیا اور کہا اللہ اکبر اللہ اکبر قسم ہے محمد مصطفےٰ کے رب کی اب مجکو میرے رب نے بتوں کی ناپاکی سے پاک کیا سارے بت پھٹ پھٹ کر ٹکڑے ہونے لگے ہبل[1] بت جو سب بتوں میں بڑا تھا اوندھا گر پڑا اور غیب سے آواز آئی کہ آمنہ خاتون کے آج لڑکا پیدا ہوا جسکے غسل کیواسطے بہشت سے زمرد کی لگن لائے ہیں وہ لڑکا اللہ کا پیارا ہے نبوت اسپر ختم ہوگئی ہے حضرت عبد المطلب دادا حضرت رسول مقبول کے اسوقت کعبہ شریف میں تھے انہوں نے یہ آواز سنی دوڑے ہوئے گھر آئے۔ آمنہ خاتون کو جو دیکھا تو وہ نور پیشانی میں نہ پایا بی بی آمنہ خاتون سے پوچھا کہ وہ نور کیا ہوا۔ آمنہ خاتون نے کہا میرے لڑکا پیدا ہوا اور میں نے ایسی ایسی عجیب باتیں دیکھیں کہ کبھی کسی نے نہ دیکھی نہ سنی ہونگی۔ حضرت کے دادا جان نے کہا اُس لڑکے کو دکھاؤ آمنہ خاتون نے جواب دیا تم اس نور چشم کو نہیں دیکھ سکتے کہ غیب سے جو اسکے نگہبان ہیں انکی تاکید ہے کہ تین دن تک اسکو کوئی نہ دیکھے۔ عبد المطلب یہ سنکر غصہ ہوگئے اور کہا بتاؤ مجکو وہ لڑکا کہاں ہے تب آمنہ خاتون نے اس گھر تک انکو پہنچا دیا جہاں حضرت تھے جب حضرت کے دادا جان نے چاہا کہ حضرت کے دیدار سے آنکھوں کو ٹھنڈا کروں ایک شخص تلوار کھینچکر سامنے آیا اور کہا جبتک سارے فرشتے زیارت نکر لینگے کسی کو انکے دیکھنے کی مجال نہوگی عبد المطلب یہ حال دیکھکر ڈر گئے۔

حضرت ایکدن میں اتنے بڑھتے تھے جتنے اور بچے ایک مہینے میں اور ایکماہ میں اتنے بڑھتے تھے جتنے اور لڑکے برس دن میں دوسرے مہینے میں گھٹنیوں چلنے لگے تیسرے مہینے میں کھڑے ہونے لگے چوتھے مہینے میں دیوار پر ہاتھ رکھکر چلنے لگے پانچویں مہینے پاؤنکے زور سے اچھی طرح چلتے پھرنے لگے اور باتیں کرنے لگے۔ لوگوں نے آپسے پوچھا کہ تم کون ہو فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ جب حضرت کی عمر چھ سات برس کی ہوئی تو آپکی والدہ صاحبہ نے انتقال کیا پھر آپکی عبد المطلب نے نگہداشت کی اور بدون آپکے کھانا نہ کھاتے تھے ایک برس بعد حضرت کے دادا کا انتقال ہوا تو ابو طالب انکے چچا نے حضرت کی پرورش کی۔ پچیس برس کی عمر میں بی بی خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح کیا اور چالیسویں برس پیغمبری ملی حضرت جبرئیل نے اقرا باسم تعلیم تک پڑھائی جب باون برس کی عمر شریف ہوئی تو ستائیسویں رجب کو معراج میں آسمانوں پر تشریف لیگئے وہاں بہشتوں کی سیر کی اور ترسیٹھ برس کی عمر حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئی۔ روضہ مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔ الٰہی زیارت نصیب ہو اس روضۂ پاک کی۔

رجا یعنی اُمید

قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم ط

---

[1] اور بتوں کا سرنگوں ہونا اشارہ اس بات کیطرف ہے کہ بسبب پیدا ہونیسے اس مولود مسعود کے بت پرستی مٹ جائیگی ۱۲

کہدے اے محمدؐ میرے بندوں سے جنہوں نے ظلم کیا اپنی جانوںپر ناامید نہوں اللہ کی رحمت سے اللہ بخشنے والا ہے
تمام گناہوں کو اللہ غفور الرحیم ہے اور فرمایا اللہ تعالے نے سبقت رحمتی علی غضبی میری رحمت
غصے پر غالب ہے اور فرمایا اللہ تعالے نے وان ربک لذو مغفرة للناس علی ظلمہم حقتعالے
اپنے بندوں کا گناہ بخشنے والا ہے اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولا یموتن احدکم الا
وھو یحسن الظن باللہ تم میں سے ہر ایک کو لازم ہے کہ خدا کے ساتھ نیک گمان ہو کر مرے اے سعید
خدا کی عبادت اسکے کرم کی اُمید پر بہتر ہے جو عذاب کے ڈر سے کریں کیونکہ اُمید کا نتیجہ محبت ہے اور کوئی
درجہ محبت سے زیادہ نہیں۔ خدا تعالے نے کہا ہے کہ بندہ کے گمان کے نزدیک ہوں اے بندے جو گمان
رکھتا ہے میرے ساتھ رکھہ۔ علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے گناہوں کی بہتایت سے نہایت
ہراساں تہا۔ اسکو کہا مایوس مت ہو خدا کی رحمت کہیں زیادہ ہے اور حقتعالے نے داوٗد علیہ السلام
پر وحی بہیجی کہ تو مجھے دوست رکھہ اور مجھکو لوگوں کے دلمیں دوست بنادے پوچھا بار خدایا تجھے کیونکر دوست
بنادوں فرمایا میرا فضل و انعام انکو سنادے۔
روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا میں رمضان کے روزے رکھتا ہوں
اور پانچوں وقت کی نماز ادا کرتا ہوں اسپر کچھ اور نہیں زیادہ کرتا اور زکوٰۃ حج میرے ذمہ پر نہیں کیونکہ
میں مالدار نہیں ہوں فردائے قیامت کہاں رہونگا حضرت علیہ السلام ہنسے اور فرمایا تو میرے ساتھ رہیگا
اگر دلکو بغض و کپٹ اور حسد سے اور زبان کو غیبت اور دروغ سے اور آنکھہ کو نظر حرام اور اہانت سے
باز رکھے میرے ساتھ بہشت میں آویگا۔ اپنے کف دست پر جگہ دونگا۔ یعنی عزیز رکھونگا۔
جو شخص اچھے ایمان کا بیج دلکے میدان میں بوئے اور دلکو برے اخلاق سے پاک کرے اور ایمان کے درخت کو
ہمیشہ طاعت الٰہی سے پانی دے کے فضل الٰہی سے امید رکھے اور اللہ تعالے اس دلکو آفات سے محفوظ رکھیگا
اور اسکا خاتمہ بخیر کریگا با ایمان دنیا سے لیجائیگا۔ اگر گناہ سے غمگین نہو کے عفو کی اُمید رکھیگا تو یہ اُمید کا رکھنا
حماقت ہے اور اگر بغیر توبہ کے مغفرت چاہے گا تو یہ بھی حماقت ہے اگرچہ احمق لوگ اس توقع کو اُمید کہا کرتے ہیں
یحیٰے ابن معاذ نے کہا ہے کوئی احمق اس سے زیادہ نہو گا کہ کام دوزخ کے کرے اور بہشت کی اُمید رکھے
اور نیکیوں کا مقام ڈہونڈے اور عاصیوں کا عمل کرے اور خدا کی بندگی نکرے ثواب کا طالب ہوئے۔
اور فرمایا حق تعالے نے اگر میرا بندہ آسمان بہر گناہ کرکے استغفار کریگا اور امید مغفرت کی رکھے گا
تو میں اسے بخشدونگا اور اگر بندہ زمین بہر گناہ کرے تو بھی اسکے واسطے زمین کے برابر رحمت رکھتا ہوں
اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فرشتے بندے کے گناہ نہیں لکھتے جبتک چھ ساعت
اس گناہ پہ نہ گذر جائیں اور توبہ و استغفار کرے تو نہیں لکھتے۔
اور فرمایا ہے حضرتؐ نے بندہ طاعت بجالاتا ہے تو سیدہے ہاتھہ کا فرشتہ بائیں ہاتھہ کے فرشتے

سے کہتا ہے اس گناہ کو دفتر عصیاں سے مٹا دے تاکہ میں ایک نیکی اسکے عوض میں لکھوں۔ اور نیکی کو وہ ایک
نیکی کا بدلہ دوچند ملیگا یہ اسمیں اس کا لینے آدمیوں کا فائدہ ہے۔ ایک اعرابی نے پوچھا یا رسول اللہ اولیاء
اللہ کون لوگ ہیں فرمایا سارے مومنین اولیا ہیں۔ کیا تو نے نہیں سنا حق تعالے نے کہا ہے۔ اللہ ولی
الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور اور فرمایا ہے حق تعالے کا ارشاد ہے بندونکو اسواسطے پیدا کیا
تا کہ مجھ سے نفع پاویں اسلیے کہ میں انسے نفع یاب ہوں۔

اور فرمایا ہے حضور انور نے کہ حق تعالے نے سب عالم کو پیدا کرنیسے پیشتر لکھا ہے سبقت رحمتی علی غضبی
یعنے میری رحمت غضب پے غالب ہے کیونکر نہو وہ غفور الرحیم ہے اور فرمایا ہے آپنے کہ حقتعالے رحیم تر ہے ان ماں باپ سے
جو اپنے بچے پر شفقت کرے۔ قیامت کو اتنا رحم کریگا جو کسی کے خیال میں بھی نہوگا۔ اور ارشاد نبی کریم ہے کہ حق تعالے
کی سو رحمتیں ہیں اور ننانوے قیامت کے دن کیلئے ہیں اور دنیا میں فقط ایک رحمت ظاہر کی ہے اور ہر ایک
رحمت کے طبقات آسمان اور زمین کے برابر ہیں۔ اور فرمایا ہے آنجناب نے اس روز کوئی تباہ نہو گا مگر وہی
جو ازل کا بدبخت ہو۔ اور فرمایا کہ میں اپنی شفاعت باقی رکھتا ہوں اور یہ شفاعت عاصیوں اور بدکاروں
کیلئے ہو گی۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن منادی ندا کریگا کہ اے امت محمد میں نے اپنا
حق تمکو دیا تمہارے حقوق جو ایک دوسرے پر ہیں باقی رہ گئے انکو ادا کر کے بہشت میں جاؤ۔ اور فرمایا ہے ابراہیم
ادہم نے کہ ایک رات میں طواف میں تنہا منہ پر سے لگا میں کہ مناجات کی بارخدا مجھے گناہ سے ایسا بچا کہ کچھ معصیت
مجھسے واقع نہو۔ فرماتے ہیں کہ کعبہ میں سے میں نے ایک آواز سنی تو عصمت چاہتا ہے اور سب میرے بندے یہی
چاہتے ہیں اگر سب کو میں گناہ سے محفوظ رکھوں تو اپنی رحمت و عنایت کس پر ظاہر کروں۔

اور فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے کہ میری امت میں سے ایک شخص کو قیامت میں لوگوں کے سامنے ظاہر
کرینگے جس کے ننانوے نامہ بدی کے ہونگے اور ہر ایک اتنا بڑا ہوگا جہانتک نظر جا سکے اور اس بندے کو بتلا کر
پوچھیں گے ان میں سے کسی تقصیر کا انکار کر سکے گا کیا فرشتوں نے انکے لکھنے میں کچھ ظلم کیا ہے۔ جواب دیگا یا رب
نہیں۔ پھر دریافت کرینگے کچھ عذر تیرے پاس ہے تو کہے گا یا رب نہیں وہ سمجھے گا دوزخ میں جانا پڑا تب
ارشاد ہوگا اے بندے تیری ایک نیکی میرے پاس ہے پس ایک رقعہ لاوینگے جسمیں لکھا ہوگا اشہد ان لا الہ
الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ بندہ کہیگا یہ رقعہ اتنے بڑے دفتروں کے سامنے کیا مقابلہ کریگا۔ حکم ہوگا
تجھ پر میں ظلم نکروں گا تب تمام دفتر کو ایک میزان کے پلے میں اور اس رقعہ کو ایک پلہ میں رکھینگے رقعہ کا
پلہ سب کا ہلکا کر کے آپ بھاری ہوگا کیونکہ کوئی عمل توحید کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اور فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے کہ حق تعالے فرشتوں کو حکم کریگا جسکے دل میں ایک مثقال کے برابر
نیکی ہو اسے دوزخ سے نکالو بہت سے لوگونکو نکالینگے۔ فرشتے کہینگے اب کوئی باقی نہیں رہا۔ پھر حکم ہوگا
ایک ذرہ بھر نیکی ہو اسے دوزخ سے نکالو تعمیل حکم ہوگی پھر فرشتے کہینگے اب کوئی باقی نرہا اللہ تعالی فرمائیگا

کہ فرشتوں انبیاء اور مومنین کی شفاعت قبول ہوئی اب ارحم الراحمین کی رحمت باقی ہی۔ پھر ایک مٹھی بھر جماعت کو جسکو بذات خود اپنے لیگا انکو دوزخ سے نکالیں گے کہ ایک نیکی نہ کئے ہوں سب جلکر کوئلے سے سیاہ ہو گئے ہوں انکو جنت کی نہر میں جسکو نہر الحیوٰۃ کہتے ہیں ڈالیں گے وہاں سے پاک اور روشن ہو کے نکلیں گے چمکتے موتیوں کی مانند اہل بہشت ان سب کو پہچانکر کہیں گے یہ سب وہ لوگ ہیں جنہوں نے کوئی نیکی نہیں کی تھی جنت والے نے انکو دوزخ سے نجات دی ہے حق تعالےٰ کہیگا تم بہشت میں جاؤ جو کچھ دیکھتے ہو سب تمہارا مال ہی عرض کرینگے یا الٰہی تو نے ہمیں ایسی نعمت دی جو کسی دوسرے کو نہیں دی۔ فرمائیگا تمہارے لئے میرے پاس ایک اور بڑی چیز ہے عرض کرینگے اس سے بڑی کیا چیز ہے۔ فرمائیگا میری رضامندی ہے تم سے میں خوش ہوں اور کبھی ناخوش نہونگا۔ (یہ حدیث صحیح بخاری اور مسلم دونوں میں مذکور ہے) یہ سنکر اسقدر جنتیوں کو خوشی حاصل ہوگی جسکی انتہا نہیں ہے۔

رجب و معراج

الرجب شھر اللہ من اکرم اللہ شھر اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ ؁

رجب کا مہینا اللہ کا مہینا ہے جس نے اس کا اکرام کیا اللہ تعالےٰ اسکا اکرام فرماویگا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب رجب کی پہلی شب آتی ہے حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ مہینا میرا ہے اور بندے بھی میرے ہیں اور رحمت بھی میری ہے جو کوئی مجھ کو پکاریگا میں اسکی پکار سنونگا۔ اور جو مجھ سے مانگتے ہیں اسکو دونگا اور مغفرت چاہے گا بخشدونگا۔ رحمت میری وسیع ہے۔ اور میں ارحم الراحمین ہوں۔

اور نیز فرمایا ہے جسنے ایکدن رجب کا روزہ رکھا (بلا تعین تاریخ) گویا اُسنے ہزار برس روزے رکھے۔

اور فرمایا آنحضرت نے جو کوئی پہلی تاریخ رجب کو روزہ رکھے اور افطار روزہ کر کے فرض و سنت کے بعد دو رکعت اس ترکیب سے پڑھے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے آیۃ الکرسی اور سورہ اخلاص اور سورہ فلق ایک ایکبار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد اذا زلزلت الارض اور اخلاص اور سورہ ناس ایک ایکبار پڑھے تو ساٹھ برس کی عبادت کا ثواب اسکے نامہ اعمال میں درج ہوگا اور سال آئندہ تک اسی ہزار فرشتے اسکی بخشش مانگینگے۔

اور فرمایا جو کوئی رجب کی پہلی شبکو بیس رکعتیں دس سلام سے پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ کافرون اور اخلاص ایک ایکبار حق تعالےٰ اسکو اور اسکے مال اور اولاد کو تمام سال کی آفتوں سے نجات دیگا اور عذاب گور سے نجات دیگا اور پلصراط سے برق کی مثال پار ہوگا۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ رجب کا پہلا روزہ تین برس کے گناہ کا کفارہ ہوتا ہے اور فرمایا جس نے ماہ رجب پایا اور غسل کیا اسکے اول اور اوسط اور آخر میں وہ نکل گیا گناہ سے جیسا کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اور ہر غسل کے بعد دو رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ کافرون ایک بار اور سورہ اخلاص تین بار حق تعالےٰ ہر رکعت کے عوض ایک قصر بہشت میں بنائیگا اور ہر قصر میں ایک ایک چیز ایسی ہوگی جو کبھی نہ آنکھوں سے دیکھی ہوگی

نہ کانوں سے سُنی اور نہ کسی کے دلمیں اُسکا خیال گذرا ہوگا۔
واضح ہو کہ اس ماہ کی پانچ تاریخیں افضل ہیں۔ پہلی تاریخ۔ پندرہ تاریخ۔ اور تین آخری۔ جو کوئی اول شبکو بیدار رہیگا جو کچھ خدا تعالٰے سے مانگے گا ملیگا۔
اور فرمایا ہی آنحضرتؐ نے جسنے رجب میں سات روزے رکھے اسپر سات دروازے دوزخ کے بند ہونگے اور جسنے آٹھ روزے رکھے اسکیلئے آٹھوں دروازے جنت کے کہولدیئے جائینگے اور جسنے نو روزے رکھے جب وہ اپنی قبر سی نکالا جاویگا تو وہ کلمہ پڑہتا ہوگا جسنے دس روزے رکھے اللہ تعالٰے اسکے دو سبز بازو بنائیگا جس میں یاقوت و موتی جڑے ہوئے ہونگے انکے ذریعہ سی وہ پلصراط پر سی ایسا اڑیگا جیسے بجلی گذر جاتی ہی اور جسنے روزے گیارہ رکھے کوئی شخص اس سے افضل نہوگا قیامت کو مگر جو اسکی مثل ہوگا اور جو شخص رجب کے سارے روزے رکھے اور جو اس سال مرے شہید مرے اور اللہ تعالٰے اسپر دوزخ حرام کریگا اور فرمایا آنحضرتؐ نے رجب کی نوچندی جمعرات کو حضرت جبرئیلؑ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ مدینہ شریف میں آئے اور سلام عرض کیا میں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر دریافت کیا اے اخی کیا بات ہی جو اسقدر ملائکہ کے ساتھ تم آئے ہو جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ یہ رات گنہگاران اُمت کی مغفرت کی ہی سب گناہ معاف ہوتے ہیں مغفرت کیجاتی ہی مگر شرک والے نہیں بخشے جاتے۔ جو کوئی اس رات کو اللہ کی عبادت کرے اور شب بیداری کرے اُسکو کبھی قبر کا عذاب نہوگا یہ رات سبکو بخشش دیتی ہی مگر سات آدمیوں کی بخشش نہیں ہوتی۔ سود لینے والا۔ متکبر۔ عاق شدہ۔ زن نافرمان۔ نوحہ گر۔ لوطی۔ بے نماز۔ پیغمبر صاحب فرماتے ہیں کہ اس شب سی غافل نہو رجب کی نوچندی جمعرات بہت فضیلت رکھتی ہی۔ یہ بڑی برکت والی رات ہی جو اس راتکو زندہ رکھیگا۔ کبھی دوزخ نہ دیکھیگا۔ جو اس رات عبادت کریگا اسکے لئے تمام سال کی عبادت لکھی جاویگی۔ اور فرمایا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی اول پنجشنبہ رجب کو روزہ رکھے اور بعد نماز شام چھ سلام سے بارہ رکعتیں پڑہے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ قدر تین بار قل ہو اللہ بارہ مرتبہ اور سلام کے بعد ستر بار اللھم صلی علی محمد النبی الامی و علی آلہ اور پھر سجدہ کرے اور ستر بار سبوح قدوس رب الملئکۃ والروح کہے اور پھر اٹھکر رب اغفر و ارحم وتجاوز عما تعلم فانک انت العلی الاعظم ستر بار پڑہکر سجدہ کرے اور مثل اول کے جو مذکور ہوا ہے پڑہے اور خدا تعالٰے سے اپنی حاجات دینی و دنیاوی کا طالب ہو امید قبولیت ہی اور قیامت کے دن اُس شخص کو سات سو آدمی کی شفاعت کا مرتبہ ملے اور عرش کے نیچے سایہ ملے۔ ای سعید نیک کام کرنے میں کمی نکر۔
اور آپنے فرمایا جس نے روزہ رکہا پندرہویں رجب کو کہولتا ہی اسکے لئے اللہ تعالٰے آٹھوں دروازے جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ اور نیز فرمایا آپنے پندرہویں رجب کو رحمٰن کی رحمت کے دروازے بند و نیز کہولے جاتے ہیں۔ لے سعید چاہیئے کہ اسکی طلب کرے اور طلب کے یہ معنی ہیں

کہ غسل کرے اور روزے رکھے اور نماز و نوافل پڑھے علاوہ فرائض کے اور اس میں ہر ساعت کے بدلے تین سو برس کی عبادت کا ثواب ہے۔
اور یہ فرمایا جسنے پندرہویں رجب کو روزہ رکھا لکھدیتا ہے اسکے لئے اللہ تعالےٰ عبادت پندرہ ہزار برس کی اور اسکے واسطے اللہ تعالےٰ کے پاس دعا مقبول ہے۔ کھولدیگا اللہ تعالےٰ اسکی قبر میں ستر دروازے جنت کی اور وہ دیکھیگا ہر دروازے حور و قصور اور اشجار و انہار اور جنت کی مشاہدوں اور نظاروں سے مانوس و مالوف رہے گا قیامت تک۔
اور فرمایا ہے جو تیرہویں اور چودہویں یا پندرہویں رجب کو روزہ رکھے اسکے دخول جنت کا میں ضامن ہوں۔
اور فرمایا جو پندرہویں رجب کو غسل کریگا ہر قطرہ پر ایک شہید کا ثواب پاویگا۔
اور فرمایا جو کوئی پندرہویں رجب کو بیس رکعت پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص ایک ایک بار پڑھے ہر آیت کے بدلے ایک ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب پاوے قبر اسکی روشن اور فراخ ہو۔ اور فرمایا جو کوئی پندرہویں رجب کو دس بار سورہ فاتحہ پڑھے اور بیچ میں بات نکرے گویا اسنے زمینوں کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور فرمایا جو کوئی دس بار استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم ستار العیوب مقلب القلوب کاشف الکروب غفار الذنوب فالق الحب واتوب الیہ وھو حسبی و نعم الوکیل و نعم المولیٰ و نعم النصیر پڑھے ایک فرشتہ ساتویں آسمان سے ندا کرے اے خدا کے دوست تجکو خدا تعالےٰ نے بخشدیا بہشت تجھ پر حلال ہے اور دوزخ حرام کردی۔
حدیث میں آیا ہے من قرأ قل ھو اللہ احد مرۃ واحدۃ فی شھر رجب غفر اللہ ذنوب خمسین سنۃ یعنے قل ہو اللہ احد رجب میں ایکمرتبہ پڑھے حق تعالےٰ اسکے پچاس برس کے گناہ بخشیگا اور جو کوئی اس مہینے میں شب و روز میں دس دس بار قل ہو اللہ پڑھے اسکو بہشت عنایت کیجاویگی۔
اور فرمایا ہے جو کوئی اس مہینے میں آیۃ الکرسی پڑھے قیامت کو خدا تعالےٰ اتنا ثواب عطا فرماویگا کہ فرشتے اسکا عشر عشیر بھی نہ لکھ سکیں گے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی اس مہینے میں ہزار مرتبہ استغفر اللہ ذی الجلال والاکرام من جمیع الذنوب والآثام پڑھے حق تعالےٰ اسکو بخشدے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو کوئی سو بار پڑھے میں اسکی شفاعت کا ذمہ دار ہوں اور چاہیئے کہ ماہ رجب میں ہر روز استغفر اللہ من ذنوبی کلھا سرھا وجھرھا صغیرھا وکبیرھا قدیمھا وجدیدھا واتوب الیہ اللھم اغفرلی برحمتک یا ارحم الراحمین پڑھے۔
اور جو کوئی ماہ رجب کے جمعہ کے عصر و مغرب کے درمیان استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ توبۃ عبد ظالم لا یملک لنفسہ ضرا ولا نفعا پڑھے حق تعالےٰ اسکے اعمال لکھنے والوں کو الہام کریگا کہ میرے اس بندے کو بخشدیا اور اسکی بدیوں اور برائیوں کا کاغذ پھاڑ دیا جائے۔ اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ

والہ وسلم نے جو ماہ رجب میں بیگانی عورت کو شہوت کی نگاہ سے دیکھیگا اسکی قبر میں دو سانپ اسکی دونوں آنکھیں ڈسینگے۔ اور فرمایا من تاب فی الرجب کتب لہ ثواب ادم وداؤد علیہما السلام ووجبلہ رضوان اللہ الکبر یعنے جس نے ماہ رجب میں توبہ کی اسکے لئے آدم و داؤد علیہما السلام کا ثواب لکھا جاتا ہے اور اللہ تعالے کی خوشنودی اسپر واجب ہوجاتی ہے اور یہ بھی آیا ہے حدیث شریف میں کہ رجب میں جس نے توبہ کی اسکیلئے جنت کا مژدہ ہے۔ روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کی قبر پر پہنچے اس مردے نے چلانا شروع کیا یارسول اللہ مجکو دوزخ کی آگ جلائے ڈالتی ہے اور میرا کفن آگ کا ہوگیا ہے حضور نے فرمایا اگر تو رجب میں ایک روزہ بھی رکھ لیتا تو ہرگز یہ آگ تیرے پاس نہ آتی نہ یہ عذاب ہوتا۔

ستائیسویں شب رجب کی بڑی بزرگ ہے وہ رات آپکی معراج کی رات ہے جو شخص اس رات کو بیدار رہیگا حق تعالے اسکے دلکو کبھی مردہ نکریگا اور نہ اسدن مریگا جسدن ہول قیامت سے لوگونکے دل مرجائینگے یعنی بیہوش ہوجائینگے اور وہ دن ایسا ہوگا کہ ایک کو ایک نہ پہچانیگا بلکہ اپنے آپے کو بھی بھولجاویگا اور نہ جانیگا کہ میں کون ہوں جو شخص اس شب بیداری کریگا اسدن کی ہیبت سے مامون رہیگا جو کچھ اس تاریخ میں خدا تعالے سے مانگیگا قبول ہوگا اگر کسی سبب سے دنیا میں اسکا اثر نہ پائیگا تو آخرت میں ضرور پائیگا کیونکہ بعض کام ایسے ہیں کہ بندہ نہیں سمجھتا کہ یہ کام میرے لئے دنیا میں بہتر ہے یا عقبی میں حق تعالے جانتا ہے کہ یہ کام اسکیلئے دنیا میں باعث خرابی ہے اور عاقبت میں موجب فلاح۔ جو کوئی ستائیسویں رجب کو شب بیداری کریگا قبر اسکی فراخ ہوگی ستر دروازے بہشت کے اسکے لئے کھل جائینگے اور جو کوئی ستائیسویں رجب کو بارہ رکعتیں پڑھیگا بعد میں سبحان اللہ و استغفار اور درود شریف سو سو مرتبہ پڑھیگا اور صبح کو روزہ رکھیگا جو چاہیگا سو پاویگا اور ہر رکعت کے بدلے ثواب حج اور عمرے کا پاویگا بارہ برس کے گناہ معاف ہونگے۔ اور ایسی جنت پائیگا جسکی بارہ سرائے ہوں ہر سرائے میں بارہ قصر ہوں ہر قصر میں بارہ بارہ خانے اور ہر خانہ میں اس دنیا کے برابر جو حوروں اور غلمان اور جنت کی نعمتوں سے بھرا ہوا ہوگا۔ اور فرمایا ہے کہ جو کوئی چھ رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص سات سات بار پڑھے حق تعالے اسکو بخشدے اور ستر ہزار گناہ اسکے معاف کردے ہر رکعت کے بدلے ستائیس ستائیس برس کی عبادت کا ثواب پاوے اور بہشت میں جاوے اور روایت ہے کہ آپنے شب معراج میں پیش امام ہوکر انبیا کو دو رکعتیں پڑھائی تھیں پہلی میں سورۂ فیل اور دوسری میں سورہ قریش پڑھی تھی پس جو کوئی یہ دونوں سورتیں ان دونوں رکعتوں میں پڑھے گا تو اسکو انبیا کے گروہ کی موافقت کا ثواب ملے گا۔

معراج کا بیان

معراج ماہ رجب میں ستائیسویں شبکو ہوئی ہے اس سبب سے یہاں اسکا بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ سبحان الذی اسرای بعبدہ لیلًا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصےٰ یعنی پاک ہے وہ خدا تعالے جسنے اپنے بندہ کو سیر کرائی مسجد حرام سے مسجد اقصی تک کا فرون نے

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تیرا صاحب ایسا بیان کرتا ہے کہ میں نے کل ساتوں آسمانوں کی سیر کی انہوں نے اسکی تصدیق کی اور کہا کہ جو کچھ وہ بیان کرتے ہیں صحیح ہے میں تو جبرئیل کی تصدیق کرتا ہوں اور جب وہ خود کہتے ہیں تو میں انکی تصدیق کیوں نکروں۔

ستائیسویں رجب پیر کی شب تھی کہ خواجہ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات اپنی ہمشیرہ چچا زاد بی بی ام ہانی دختر ابو طالب خواہر حقیقی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گھر میں استراحت فرماتے تھے حضرت جبرئیلؑ کو فرمان الٰہی ہوا کہ تمام ملائک اور حور و غلمان آراستہ ہو جائیں اور بہشت کو آراستہ کیا جائے اور تم ستر ہزار فرشتے جلوس کیلئے لیجاؤ اور ہمارے حبیب کو نہایت عظمت و شان کیساتھ ہمارے پاس لاؤ۔ جبرئیل دہر بہشت کی آراستگی کا حکم دیکر حضور کی سواری کیلئے براق لیکر مع ستر ہزار فرشتوں کے ام ہانی کے مکان پہنچکر حضرت اسرافیل کو براق کی باگ پکڑا اندر مکان میں تشریف لائے دیکھا شہ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بوریے پر لیٹے ہوئے سوتے ہیں آپنے ذرا سی دیر تامل کیا۔ حکم ہوا کہ قدم مبارک کو بوسہ دے تاکہ تیری عظمت بلند ہو کہ ہر کسی کو پابوسی نصیب نہیں ہوتی۔ دوسرے ہمنے اس ہی دن کیلئے تجھکو کافور سرد سے پیدا کیا ہے جب تیری لبکی خنکی تلوں میں پہنچیگی ہمارا حبیب بیدار ہو جاویگا چنانچہ جبرئیلؑ نے بوسہ دیا آپ متامل اٹھ بیٹھے کہا تمہارا رب مشتاق دیدار ہے تشریف لیچلئے اور خلعت سرفرازی سے مشرف ہوجئے۔ آپ فرماتے ہیں میں اٹھا وضو کیا اور گھر سے باہر نکلا۔ اسرافیل علیہ السلام کو دیکھا کہ براق لئے دروازے پر کھڑے ہیں انہوں نے اور سب فرشتوں نے سلام کیا میں نے سلام کا جواب دیا۔ ایکطرف کی رکاب حضرت جبرئیلؑ۔ اور دوسری طرف کی رکاب حضرت اسرافیل پکڑے ہوئے ہیں میں سوار ہونیلگا کہ براق نے شوخی کی حضرت جبرئیل نے کہا اے بے ادب بدکنے اور کودنے کا کیا موقعہ ہے ان سے بہتر اور کونسا سوار آئیگا جسکو سواری دیگا۔ براق گویا ہوا میری ایک عرض ہے آپنے فرمایا بیان کر کہا قیامت کو اچھے اچھے براق ہونگے اور بہشت میں خداتعالےٰ نے بہت سے براق پیدا کئے ہیں انمیں سے میں ہی خوش ہوں مجھسے آپ یہ وعدہ فرمالیں کہ قیامت کو بھی مجھ ہی پر سوار ہونگا سرور کائنات نے تسلیم کیا اور وعدہ کیا پھر سوار ہوئے براق کے دو باز و تھے اس تیزی سے جاتا تھا کہ نظر کی ساتھ قدم پہنچتے تھے جہاں کہیں نشیب آتا تھا اسکے دونوں قدم برابر جاتے تھے کہ آپکو بلا حس حرکت لیجاتا تھا۔ فرماتے ہیں کہ میں مسجد بیت المقدس میں آیا خداتعالےٰ نے تین سو پیغمبر مرسل کو زندہ کیا ایک روایت میں ہے کہ ارواح انکو بھیجا۔ غرضکہ سب انبیاء جمع ہوئے میں نے دو رکعت نماز پڑھائی پہلی رکعت میں سورہ فیل دوسری میں سورہ قریش پڑھی چاہتا تھا کہ امامت کیلئے حضرت نوحؑ یا خلیل اللہ کو آگے کروں مگر حضرت جبرئیلؑ و اسرافیلؑ نے مجھکو آگے کیا اور سب نبیوں نے میری اقتدا کی جب سلام پھیرا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ہر ایک نبی خدائے عزوجل کی ثنا بیان کرے اور انکو جو عطا کیا ہے اسکا اظہار کرے حضرت آدم علیہ السلام نے خدائے عزوجل کی ثنا بیان کی کہ خداتعالےٰ نے مجھکو مٹی سے بنایا اور اپنا خلیفہ کیا اور مسجود ملائک بنایا حوا کو پیدا کر کے میرا جوڑا بنایا بہشت مجھ پر مباح کی پھر حضرت ادریسؑ نے خدا کی ثنا کی اور کہا کہ مجھکو خدا نے برگزیدہ کیا اور سب پیغمبروں سے پہلے بہشت میں پہنچایا پھر نوح علیہ السلام نے خدا کی ثنا کی اور کہا کہ خدا نے

سب پیغمبروں سے میری عمر زیادہ کی اور میری دعا سے طوفان آیا اور میرے دشمنوں کو ہلاک کیا۔ پھر حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ نے کہا کہ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ اسنے مجکو برگزیدہ کیا اور خلیل بنایا اور آتش نمرود کو مجھ پر گلزار کیا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ مجکو برگزیدہ کیا اور کوہ طور پر مجھسے ہمکلام ہوا اور توریت عنایت فرمائی۔ پھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالےٰ کا شکر و احسان ہے کہ اسنے میری دعا سے مردوں کو زندہ کیا اندہی کوڑہی آپاہجوں کو میرے ہاتھ سے صحت بخشی بے باپ کے مجکو پیدا کیا۔ غرض کہ ہر ایک نبی نے حمد و ثنا بیان کی رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم فرماتے ہیں پھر میری نوبت آئی میں نے خدا کی حمد و ثنا بیان کی اور کہا مجکو اتنی قوت نہیں کہ پوری ثنا بیان کروں حق تعالےٰ نے مجکو سب سے زیادہ قبول کیا۔ اور اپنی کتاب قرآن مجید مجکو عطا کی ہے۔ پس میں رہا تک کہتے پایا تہا کہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ابن کافی ہے یہ مرتبہ و کرامت سب تواضع کے سبب سے ہے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ سب انبیاء محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے مصافحہ کریں چنانچہ سب سے پہلے حضرت آدم عؑ نے مجھ سے مصافحہ کیا اور میرے سر پر بوسہ دیا اور کہا کہ اے فرزند بزرگی اور شرافت تجہی سے ہے پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے مجکو بغلمیں لیا اور میری پیشانی کو چوما پھر ہر ایک نبی ہاتھ چومتا تہا اور مبارکباد دیتا تہا۔ پھر سب ارواح انبیاءؑ اپنی اپنی جگہ پر گئیں اور مجکو مسجد اقصیٰ سے پہلے آسمان پر لیگئے اور اسمٰعیل فرشتے نے استقبال کیا اور دست بوسی کی۔ اسیطرح ساتوں آسمان تک پہنچے۔ ملک الموت آیا اسنے بہی سلام کیا میں نے کہا کہ اے اخی جبرئیل سب فرشتے تو مجکو دیکہکر خوش ہوئے مگر ملک الموت خوش نہ ہوا جبرئیل علیہ السلام نے کہا وہ بہی آپکے دیدار سے خوش ہوا لیکن اسکی صورت ہی خدا نے ہیبتناک سیاست والی بنائی ہے پھر وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ پہنچے اور یہاں جبرئیل کو اصلی ہیبت پر دیکہا۔ وہ ہاتہ انکے ادہر کوہ قاف پر تہے اور دونوں پاؤں انکے آفتاب کی طرف آنکہیں انکی مثل دو دریائے زخار اگر تمام جہانکی کشتیاں اسمیں ڈالدی جائیں تو بہنے لگیں مجکو انکے دیکہنے کی طاقت نہ رہی بیہوش ہوکر گر پڑا جبرئیل علیہ السلام نے سنبھالا جب ہوش میں آیا تو میں نے کہا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ تمسے کوئی عظیم الجثہ اور ہو۔ جبرئیل عؑ نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ اخی اسرافیل کو دیکہیں تو مجکو بالکل بہولجائیں۔ میرے چھ ہزار پر ہیں اگر ایک پر کہولوں تو سارا جہان مشرق سے مغرب تک ڈہک جائے اور انکے سات ہزار پر ہیں۔ حق تعالےٰ نے آپکو وہ قوت عطا کی ہے کہ ایسے ایسے فرشتوں کو دیکہتے ہیں اور ہراس نہیں لاتے ہیں پھر جو فرشتے کہ سدرۃ المنتہیٰ کے گرد تہے انہوں نے میرا استقبال کیا اور فرشتے مثل ملخ زریں آنے شروع ہوئے اور تمام سدرۃ المنتہیٰ کو گھیر لیا۔ پھر حضرت جبرئیل عؑ نے اذان دی اور اقامت کی آپنے سنا پھر آپنے امامت کی اور دو رکعت نماز پڑہی پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد والضحیٰ دوسری میں الم نشرح پڑہی پھر سلام کے بعد کہا سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزۃ والعظمۃ والہیبۃ والقدرۃ والکبریاء والجبروت وسبحان الذی لاینام ولا یموت پڑہتے ہی ایک وقت و ذوق حاصل ہوا پھر حضرت جبرئیل نے ندا کی کہ اے فرشتو آؤ پیغمبر کی دست بوسی کرو چنانچہ فرشتے آئے اور دست بوسی کرکے چلے گئے پھر مجکو بہشت میں لیگئے

رضوان کو دیکھا کہ وہ نہایت خوبصورت فرشتہ ہی خندہ پیشانی پاکیزہ سیرت تھا اُسنے سلام کیا اور تین میوے پیش کئے
انار، سیب، بہی جبرئیل ع نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو توڑیئے تاکہ عجائبات خداوندی آپ
معلوم کریں پہلے میں نے انار کو توڑا اسمیں سے ہزار حوریں جو عمدہ عمدہ کپڑوں اور گہنوں لدی ہوئی تہیں
برآمد ہوئیں اور سب کی سب چوطرفہ آ کھڑی ہوئیں پھر بہی کو توڑا اسمیں سے ہزار غلمان خوبصورت باہر نکل
پڑے اور سلام کر کے وہ بہی میرے گرد کھڑے ہوئے۔ پھر سیب کو توڑا اسمیں سے ہزار براق زرین زین اور لگام
مرصع سے آراستہ نکل پڑے۔ پھر مجھکو بہشت کے اندر لیگئے میں نے بہشت کو بہت آراستہ دیکھا۔ تمام حوریں
اور غلمان میرے سلام کو حاضر ہوئے۔ رضوان نے دیکھا تمام بہشت کے کنگرے پر حوریں بہی خوشیاں
منا رہی ہیں سرور کر رہی ہیں لیکن میں نے کیسی طرف نہیں دیکھا اسی بات پر تو رب العالمین نے فرمایا ہے
ما زاغ البصر وما طغیٰ نظر پھر تو کیا کن آنکھوں سے بہی کسیطرف نہیں دیکھا میں نے کوئی کوشک ایسا نہیں
دیکھا جسپر سدرۃ المنتہیٰ کی شاخ نہ ہو۔ میں چاہتا تہا کہ بہشت سے باہر قدم رکھوں کہ بہشت نے عرض
کیا کہ یارسول اللہ میں ایک مدت دراز سے حضور کے اشتیاق دیدار میں بیقرار رہی ایک ساعت تو
قیام فرمایئے کہ حضور کے دیدار پر انوار سے تسکین پاؤں۔ میں نے کہا میں اپنی امت کے بغیر بہشت میں زیادہ
نہیں ٹھیر سکتا کہ جنت کی ایک حور نے کہا یا رسول اللہ میری ازدواج کیلئے کسکو آپنے پسند کیا۔ فرمایا بلال
حبشی کو۔ جب رسول اللہ نے یہ فرمایا تو لوگوں نے کہا یارسول اللہ آپکو بلال کسطرح یاد آگیا آپنے فرمایا
کہ اسکی نعلین کی آواز میں نے سنی تھی کہ وہ مسجد کو جاتا تہا پھر لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ عظمت
اور بزرگی اسکو کس چیز سے حاصل ہوئی۔ فرمایا دوگانہ تحیۃ الوضو کی برکت سے اسکو یہ مرتبہ حاصل ہوا۔ کہ اُسنے کبھی
اس سے کوئی دوگانہ فوت نہیں ہوا بہشت کی حور نے کہا یارسول اللہ مجھکو آپنے ایک حبشی کو دیا۔ کہاں وہ
حبشی سیاہ رو کہاں میں صاحب حسن و جمال۔ آپنے فرمایا میں نے تو تجھکو اسے بخش دیا ہی لیکن میں نہیں
جانتا کہ وہ تجھکو قبول بھی کریگا یا نہیں تو اپنے جمال کو کیا دیکھتی ہی قیامت کو حق تعالے ساری سیاہی اسکی
تل بنا کر ہر ایک حور و غلمان کے رخسارے پر تقسیم کرے گا اس وقت اس کا جمال دیکھنا سب سے
پہلے قدم بہشت میں بلال کا ہوگا کہ وہ رسول اللہ کے براق کی باگ پکڑے ہوئے ہوگا اور سب سے
پہلے مہمانی بلال کے گھر ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم وہانسے آگے بڑھے اور سدرۃ المنتہیٰ کی کوئی
شاخ باقی نہ رہی۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا اس سے آگے میں نہیں جاسکتا ہوں

اگر یکسر موئے برتر پرم — فروغ تجلی بسوزد پرم

ہیسے ہر ایک کے لئے مقام معلوم ہیں اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے بعضے کہتے ہیں
پیغمبر کو خدائے تعالے نے پہلے دوزخ دکہائی تھی چنانچہ جب آپ دوزخ کے پاس گئے مالک
جو دوزخ کا داروغہ ہے آپ کے استقبال کے لئے دوڑا اسلام عرض کیا میں نے

اسکی صورت کو دیکھا بہت ہیبت ناک تھی اور اسکے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے تھے جب میں دوزخ کے کنارے پر پہنچا بیشتر عورتوں کو دوزخ میں دیکھا جو کہ جل رہی ہیں۔ الحاصل جبرئیل علیہ السلام نے مجکو تنہا چھوڑا اور میں آگے بڑھا عرش کے فرشتوں نے میرا استقبال کیا اور مرحبا و مبارکباد کی صدائیں بلند کیں جب میں عرش کے پاس پہنچا میں نے اسیوقت سجدہ کیا اور دیکھا کہ بہت سے فرشتے صفیں باندھے طواف کر رہے ہیں انکی صفوں کی راستی سے نہایت خوش ہوا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آواز آئی کہ اے فرشتو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معافحہ کرو میں نے انکی آواز پہچانی سب فرشتے یہ آواز سنکر دوڑے اور دست بوس ہوئے اور مرحبا کہنے لگے۔ پھر میں آگے بڑھا زمرد سبز کا ایک پہاڑ دیکھا کہ اسکے اوپر ایک قصر یاقوت سرخ کا بنا ہے طول کا ستر ہزار برس کی راہ ہے اسکے اوپر گرد بیان تسبیح و تہلیل میں مصروف ہیں وہ مجکو دیکھکر میرے پاس آئے اور سلام کیا پھر میں اس مقام سے آگے بڑھا اور ستر حجابوں کو طے کیا ہر ایک حجاب ستر ہزار برس کی راہ تھا پھر میں ایک ایسے مقام پر پہنچا کہ کسی کا وہم و گمان بھی وہانتک نہیں پہنچ سکتا میں نے بھائی جبرئیل کی وہاں آواز سنی کہ اے محمد اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کرو اسیوقت میں نے کہا التحیات للہ والصلوٰت والطیبات جواب آیا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپنے اسوقت بھی سبکو یاد کیا اور رحمت میں سب مومنین اور صالحین کو شریک کر لیا اور کہا السّلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین یعنے یہ سلام اور رحمت و برکت جو تجھپر نازل ہوئی ہے ہمپر بھی ہو اور سب اللہ کے نیک بندوں پر بھی ہو۔ فرشتوں نے جب آپکی علو ہمتی دیکھی سب کے سب ایک زبان ہو کر بول اٹھے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہٗ و رسولہ پھر خاص مقام پر مجکو بلایا فاوحیٰ الی عبدہٖ ما اوحیٰ ابن عباسؓ فرماتے ہیں تکلم عبدہٗ ما تکلم کلام کیا اسنے اپنے بندہ سے جو کلام کرنا چاہا۔ پھر آپ خلعت شفاعت وانعام و اکرام سے مشرف ہو کر ایک آن کی آن میں تشریف لے آئے مکان کی کنڈی ہل رہی تھی بستر کو گرم پایا صبح کو حضرتؐ نے معراج کی باتیں کیں سب سے پہلے بوڑھوں میں حضرت ابو بکرؓ نے لڑکوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ غلاموں میں حضرت بلالؓ نے تصدیق کی اور عورتوں میں بی بی خدیجہ الکبریٰؓ ایمان لائیں یعنی تصدیق کیا۔ اسکے بعد حضرت نے اسکا اعلان کیا جن کے دلوں میں ایمان تھا انہوں نے اسکی تصدیق کی جن کا دل کفر و شرک سے بھرا ہوا تھا انہوں نے انکار کیا۔ اس میں اختلاف ہے کہ آیا حق تعالےٰ کو بے حجاب دیکھا یا نہ دیکھا۔ بعض کہتے ہیں بے حجاب نہیں دیکھا ابن عمرؓ کہتے ہیں میں نے پوچھا تھا تو آپنے فرمایا بلا حجاب دیکھا۔ بعض کا یہ قول ہے ان آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ دل کی آنکھوں سے دیکھا۔

رضا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اللہ ان سے راضی ہے وہ خدا سے راضی ہیں الرضاء بالقضاء باب اللہ الاعظم خدا کی درگاہ کا تقرب اسکے حکم پر راضی رہنے پر ملے گا۔

اور فرمایا ہے رسول اللہ نے جو خدا کی رضامندی چاہے اور لوگوں کی ناراضی کا کچھ خیال نہ کرے تو خدا اسکے لئے کافی ہے لوگوں کی شرارت سے بچا لیتا ہے اور جو لوگوں کی رضامندی چاہے اور خدا کی ناراضی کا خیال نہ کرے وہ آفتوں میں پھنسنے کیلئے لوگوں کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اور فرمایا آنجنابؐ نے۔

اور جو نیک بندے ہیں حکم قضا پر اعتراض نہیں کرتے نہ زبان سی نہ دل سی اور انکو تکلیف بھی محسوس نہیں ہوتی وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اسی کی طرف سی ہی اور جو کچھ اسکی طرف سی ہی سب اچھا ہے۔

اور فرمایا ہی آپنے جب قیامت آویگی میری امت کے ایک گروہ کو پر وبال دیویگے وہ بہشت کیطرف پرواز کرینگے فرشتے پوچھیں گے تم حساب اور میزان اور پلصراط سی فارغ ہوئی کہینگے ہمکو ان چیزونسے کام نہیں۔ فرشتے پوچھینگے تم کون لوگ ہو وہ کہیں گے ہم اُمت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ ملائکہ پوچھیں گے تمہارا عمل کیا کیا تہا جو اتنی بزرگی ملی ہی کہینگے ہماری دو خصلتیں تھیں ایک یہ کہ خلوت میں خدا سی شرما کر گناہ نہیں کرتے تہے دوسرا یہ کہ تہوڑے رزق پر جو خدا ہمیں دیتا تہا راضی تہی۔ تب ملائکہ کہینگے سبحان اللہ تمہیں ہو اس درجہ کے لائق۔ بس خدا سی راضی ہو جاؤ خدا تمسے راضی ہو جائیگا اے سعید قضائے الٰہی پر راضی رہنا بڑا مقام درجہ محبت الٰہی جو بلند مقام ہی اسکا نتیجہ یہ ہی کہ خدا کے کام سی راضی رہنا خدا کی درگاہ کا تقرب اسکے حکم پر راضی ہونے سے ملیگا۔ بعد انبیا کے اہل رضا کا درجہ ہی جو بلا پر صابر ہیں اور نعمت پر شاکر۔ اور قضا الٰہی پر راضی ہیں۔ اور فرمایا ہی اللہ تعالے نے کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں جو شخص میری رضا پر صابر نہو اور میری نعمت پر شاکر نکرے اور میرے حکم سی راضی نرہی چاہیئے اسے دوسرا خدا پیدا کرے۔ اور خرابی ہی اسکی جو حکم خدا میں چون و چرا کرے اور نیک بخت وہ جسکو نیکی کرنی آسان ہو۔

نقل ہے بنی اسرائیل میں ایک عابد تہا خواب میں اسکو کسی نے کہا کہ فلاں عورت تیری رفیق ہی دیکھئے تیرا عقد بہشت میں اس سے ہوگا) بعد بہت تلاش کے بعد اسکو پایا اور پوچھا کہ تیرا کیا عمل ہی۔ کہا اُسنے فرائض ادا کرتی ہوں۔ عابد نے بہت اصرار کیا لاچار ہو کے بولی مجھ میں ایک صفت ہی۔ بیماری میں خدا رکھے تو صحت نہیں چاہتی اور اگر دہوپ میں رکھے تو سایہ اور سایہ میں دہوپ نہیں چاہتی۔ عابد متعجب ہو کر بولا بڑی صفت ہے۔

نقل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا ایک آدمی پر گذر ہوا جو اندہا اور کوڑہی تہا اور اسکے بدن کے دو جانب فالج مار گیا تہا اور اسکے ہاتھ پاؤں نہ تہے وہ کہتا تہا شکر ہی خدا کا جسنے مجھے ایسی بلا سی جس میں بہت لوگ مبتلا ہیں نجات دی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کونسی بلا باقی ہی جس سے تو بچا ہے بولا مجھے اس شخص سے زیادہ صحت حاصل ہے جس کے دل میں یہ معرفت نہو جو میرے دل میں ہے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تو سچ بولا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنا ہاتھ پھیرا فی الفور درست ہو کے اٹہا اور بینا ہو گیا۔ وہ شخص آپکی صحبت میں رہتا تہا اور عبادت کرتا تہا۔

نقل ہے کہ شبلی رحمۃ اللہ کو دیوانہ سمجھکر دار الشفا میں قید کیا۔ ایک جماعت ان کے پاس آئی آپ نے پوچھا تم کون ہو بولے تیرے دوست ہیں آپ ان کو پتھر سے مارنے لگے وہ بہاگے۔ شبلی رح نے اس پر کہا کہ تم دروغ بولے اگر تم میرے دوست ہوتے تو میری

مار پر راضی رہتے۔ اور فرمایا ہے آنحضرت نے جو تھوڑی روزی پر خدا تعالے کی درگاہ میں راضی ہو کر شکر کرتا ہے خدا تعالے اس کی تھوڑی عبادت سے اسکی اس سے راضی رہتا ہے

اور فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل کے تین آدمی کہیں جا تے تھے پانی نے آگھیرا انہوں نے ایک غار میں پناہ لی ایک بڑا پتھر لڑک کر اس غار کے منہ پر آگیا اور منہ اس غار کا بند ہو گیا جس میں وہ تھے انہوں نے کہا کوئی عمل خالصاً للہ رضائے الٰہی کے لئے کیا ہو اسکے وسیلہ سے خدا سے دعا مانگیں کہ یہ مصیبت جسمیں ہم ہلاک ہو جاوینگے ملجاوے انمیں سے ایک شخص نے کہا کہ میرے ماں باپ بڈھے تھے اور میرے بچے چھوٹے تھے میں دودہ کو ماں باپ سے پہلے اپنے بچوں کو دینا مناسب نہ جانکر پاس لیگیا وہ دونوں سو گئے تھے۔ انکو جگانا بہتر نہ جانا سرہانے کھڑا رہا اور بچے بھوک کے مارے پاؤنکے پیچھے بلکتے رہے یہانتک کہ صبح ہوئی پھر ماں باپ جاگے انکو پہلے دودہ پلایا۔ اگر یہ کام میں نے خدا کی رضامندی کے لئے کیا ہو تو یہ پتھر کی سل الگ ہو جاوے۔ وہ اسقدر الگ ہوا کہ آسمان نظر آنے لگا۔ دوسرے آدمی نے کہا کہ میں چچا کی بیٹی پر نہایت درجے عاشق تہا اور وہ مجھ سے کنارہ کش تھی جب سو دینار میں نے دیئے وہ دینار لیکر میرے ساتھ ہوئی۔ عین حالت خلوت میں اسنے کہا کہ بندۂ خدا خدا سے ڈر میری عصمت کو نہ بگاڑ۔ میں علیحدہ کھڑا ہو گیا۔ اگر یہ کام رضامندی خدا کیلئے میں نے کیا ہو تو یہ پتھر الگ ہو جاوے۔ وہ پتھر کسیقدر اور ہٹ گیا تیسرے شخص نے کہا کہ میں نے ایک مزدور اجرت پر رکھا تہا پانچ سیر گیہوں دینے لگا اسنے بے پرواہی سے نہ لئے اور چلا گیا میں اس گیہوں کی زراعت کرتا رہا یہانتک کہ زیادتی سے اسکی بہت سی گائیں خرید لیں اور چرانیکیلئے چرواہے رکھ لئے ایکدن پھر عرصے کے بعد مجھ سے اپنی مزدوری مانگنے لگا میں نے گائیں اور چرواہے بیجانے کیلئے کہا اسنے کہا کیوں ہنسی کرتا ہے میری مزدوری دیدے میں نے کہا کہ میں ہنستا نہیں یہ تیرا مال ہے۔ وہ لیکر چلا گیا۔ پس اگر یہ میں نے اے خدا تیری رضا کے لئے کیا ہو تو یہ پتھر ہٹ جاوے۔ وہ بالکل ہٹ گیا۔ سبحان اللہ جو کام خالصاً برضاء اللہ کیا جاتا ہے اس کا یہی انجام ہوتا ہے۔

حکایت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ پہلے عطاری کی دوکان کیا کرتے تھے۔ ایکدن اپنی دوکان پر بیٹھے نسخے باندھ رہے تھے۔ ایک درویش صاحب رضا کمبل پوش آکے کھڑے ہو کے تکنے لگے دیر تک اسی حالت میں دیکھتے رہے حضرت عطار نے فرمایا کہ بھائی کچھ لینا ہو تو لو۔ کھڑے کیا دیکھ رہے ہو۔ درویش نے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری دکان میں خمیرے معجونیں شربت بہت سی چپکتی ہوئی چیزیں بھری پڑی ہیں۔ سوچ رہا ہوں کہ مرتے وقت تمہاری روح کیسے نکلیگی جو اتنی چپکتی ہوئی چیزوں میں پھنسی ہوئی ہے۔ اس وقت حضرت فرید عطار کو یا طمن کا تو چسکا تہا ہی نہیں۔ بید ہڑک کہ بیٹھے جیسے تمہاری نکلے گی ویسی ہی ہماری بھی نکل جاوے گی

درویش نے کہا میاں سہارا گیا ہی اور کمبل اوڑھ کر وہیں دکان کے سامنے لیٹ گیا۔ اول تو حضرت عطار یہ سمجھے کہ مذاق کر رہا ہے لیکن جب بہت دیر ہو گئی تو شبہ ہوا۔ پاس جاکر کمبل اٹھایا تو درویش واقعی مردہ تھا۔ پس ایک چوٹ دل پر لگی اور وہیں چیخ ماری اور بیہوش ہو کر گر پڑے افاقہ ہوا تو دیکھا دل دنیا کر بالکل سرد ہو چکا تھا اسیوقت دکان لٹا کر کسی پیر کی تلاش میں چلے۔ آپ بڑے عارف ہوئے ہوئے ہیں آدمی زبان سے کہتا ہی کہ مجھے مرنے کی کچھ پروا نہیں لیکن امتحان کیوقت جس کا دعوی غلط نہو وہ صاحب رضا ہے۔ خواہ غم ہو یا خوشی۔ راحت ہو یا تکلیف ہر حالت میں وہ راضی اور خوش رہتے ہیں یہ ہیں اہل رضا ؎

زندہ کنی عطائے تو ... ور بکشی فدائے تو

دل شدہ مبتلائے تو ... ہر چہ کنی رضائے تو

ایک بزرگ فرماتے ہیں اگر سلاطین کو اس دولت کی خبر ہو جائے جو ہمارے پاس ہے تو تلواریں لیکر ہم پر چڑھ آئیں کہ ہمیں بھی دو۔ واللہ ہے بھی یہی بات کہ اس دولت کے سامنے کچھ حقیقت نہیں سلطنت کی ؎ پس از سی سال ایں معنی محقق شد بخاقانی کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی ابیات

ابیات

ہر کہ راضی شد از قضائے خدا ... بہرہ می یابد از رضائے خدا

ہر عزیزے کہ با رضا خو کرد ... فرح عیش روئے با او کرد

خود درآمیز از صفائے ضمیر ... با قضا و قدر چو شکر و شیر

روزے کے بیان میں

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

لے لوگو جو ایمان لائے ہو لکھا گیا اوپر تمہارے روزہ جیسا کہ لکھا گیا تھا اوپر ان لوگوں کے جو پہلے تمسے تھے (یعنی یہود اور نصاریٰ) روزے میں چونکہ پیاس اور بھوک و جماع سے باز رہنے کی مشقت کی تکلیف دی تھی اپنا نام اللہ نے ذاتی صفاتی کا ذکر نہیں کیا اور ترغیب اس بات سے دی کہ کچھ تم ہی پر یہ فرض نہیں کیا ہی بلکہ پہلے تمسے جو امتیں گذری ہیں انپر بھی یہ ہمارا فرض رہا ہی انما یوفی الصبرون اجرھم بغیر حساب یعنی ثواب ان لوگوں کا جو خواہشوں سے صبر کرتے ہیں حساب میں نہیں آتا الصائم فرحتان فرحۃ عند الافطار و فرحۃ عند لقاء الرحمٰن روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایکوقت افطار کے اور دوسری وقت دیدار رحمٰن کے الصوم لی وانا اجزی بہ یعنی روزہ خاص میرے لئے ہی اور میں ہی اسکا اجر دونگا عاشقوں کیلئے مرمٹنے کا مقام ہے کہ فرماتا ہی روزہ میرا ہی اور اسکا بدلہ میں ہوں یہانپر بہت نازکیاں تفسیر والوں نے بیان کی ہیں جو اس مختصر رسالہ میں نہیں لکھی جا سکتیں۔

اور روزہ رکھنا آدھا حصہ صبر کا ہی اور صبر آدھا حصہ ایمان کا ہی رمضان کے آنیسے شاد ہو اور جانیسے غمگین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی۔ من کان لہ خلق من اخلاق اللہ تعالیٰ فھو اھل الجنۃ یعنے جس کسی میں کوئی عادت ہوگی اللہ کی عادت میں سے وہ اہل جنت میں سے ہے کیونکہ کھانا پینا اللہ کی صفت ہی جو ایسا کرتا ہی وہ

اللہ کی صفت سے مشابہت پیدا کرتا ہے۔ اور یہ بات کہ روزہ ایک باطنی شے ہے اور باطنی عبادتیں اللہ کو زیادہ پسند ہیں بہ نسبت ظاہر کے قولہ تعالےٰ ادعو ربکم تضرعا وخفیۃ یعنے اپنے رب کو پوشیدہ رو کر پکارو۔ روزی کی حقیقت کہانا پینا اور جماع چھوڑ دینا ہے اور یہ لوگوں کی نظر سے پوشیدہ رہتی ہے ریا کا اسمیں دخل نہیں۔ اس ہی سبب سے اللہ تعالےٰ نے اپنی طرف نسبت کی ہے۔ اگرچہ ساری عبادتیں اسی کی خاطر ہیں جیسے کعبہ کو اپنا گہر کہا ہے اگرچہ سارا جہان اس ہی کی ملک ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بد بو خدا کے نزدیک خوشبوئے مشک سے بہتر ہے اور فرمایا ہے کہ روزہ دار کی نیند بہی عبادت ہے اور اسکا سانس لینا تسبیح ہے اور اسکی دعا مستجاب ہے۔

اے سعید روزہ طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک عبادت الٰہی کے ارادے سے کہانے پینے و جماع یعنے ہم بستر ہونے سے بچنا ہی روزہ ہے۔ روزہ کی تعریف سن لی کہ جو حیات دنیا کا سبب ہے یعنے کہانا پینا و جماع کہ اے مسلمانوں صرف تمہیں پر روزہ فرض نہیں ہوا ہے تم سے پہلی اُمتوں پر بہی فرض ہوئے تہے کہ تم بہی نفس کشی کی عادی ہو کے متقی ہو جاؤ۔ اور یہ روزہ تم پر ہمیشہ کیلئے نہیں بلکہ چند روز۔ اور اس پر بہی اسنے اپنے بندوں کیلئے یہ آسانی رکہی ہے کہ اگر کوئی مسافر ہو یا بیمار ہو اور روزے کی طاقت نہ رکہے تو اسکے بدلے میں اور دنوں میں گن کر جو ناغہ ہوا ہے رکہ لے اور اس پر یہ عنایت اور مزید ہے کہ جو لوگ تم میں سے مقدور رکہتے ہیں مالکی اور طاقت اٹہانی مشقت روزہ رکہنے کی نہیں رکہتے جیسے کہ کوئی بوڑہا تو وہ ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کا کہانا کہ جو اسکو ہر دو وقت میں کافی ہو دیوے اور اگر پکا کر نہیں دیسکتا تو کچا دیوے تو دو سیر گیہوں دے یا نقد دو سیر گیہوں کے دام اور جو اپنی طرف سے زیادہ دیوے تو بہتر ہے اور اگر مشقت و تکلیف اٹہا کر روزہ رکہے تو بہی بہتر ہے اور آگے چلکر چند روزہ اور ایام معدودی کی تشریح شہر رمضان سے فرمادی یعنی ایک ماہ کے روزے فرض ہو گئے ہیں۔ روزہ سے حیات دنیا کی اصلاح اس سبب سے ہوئی کہ جو گیارہ ماہ تک کہانے پینے سے نفس سرکش ہوا تہا اسکو بہوک پیاس سے مطیع کرا کر اور جماع سے روک کے اسکی اصلاح فرمادی جب نفس کی اصلاح ہوئی اور اب اسکو جو ذکر الٰہی تلاوت قرآن۔ نماز مراقبہ۔ اعتکاف میں لگائے گا تو بیشک اسکی روح پر عالم غیب کی نور کی تجلی ہوگی اور اسکو ملا اعلیٰ تک رسائی ہوگی یہی راز ہے کہ فرمایا ہے کہ روزہ میرا ہے اور اسکا بدلہ میں ہوں۔ اور حضرت نے فرمایا ہے جب رمضان شریف آتا ہے بہشت کے دروازے کہولدیتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کرتے ہیں اور شیاطین کو قید کرتے ہیں اور منادی ندا کرتا ہے اے طالب خیر جلد آ یہ تیرا وقت خیر ہے اور اے شر و فساد والے کہڑا رہ تیری جگہ نہیں اور شیطان خدا کا دشمن ہے اور اسکا لشکر شہوات ہیں اور روزہ اس لشکر شہوات کو پامال کرتا ہے اور شیطان آدمی کے بدن میں اسطرح پہرتا ہے جیسے خون بدن میں۔ اور بہوک و پیاس خواہش جماع وغیرہ کو توڑتی ہے۔

ماہ رمضان نہایت بزرگ مہینا ہے ایکدن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کی الٰہی اُمت محمدیہ کیلئے

کونسا مہینا عطا ہوگا۔ فرمایا ماہ رمضان۔ عرض کیا خداوندا اس میں کیا بزرگی ہے۔ فرمایا جیسے میری بزرگی بندوں پر ہے اسکی بزرگی سارے مہینوں پر ہے۔ ایک روزہ کا ثواب تمام جہان کے لوگوں کے برابر ہوگا اور تمام فرشتے اور چرند اور شجر و حجر سب روزہ دار کیلئے مغفرت کی دعا مانگیں گے۔ اور جنت میں ہزاروں قصر بنائے جائینگے اور ہر دروازے پر ایک عظیم الشان درخت ہوگا کہ سو برس تک اسکے سایہ میں ایک سوار چلے تو سایہ ختم نہ ہو کہا خداوندا مجکو بھی اُمت محمدیہ میں کردے یا مجکو بھی عطا ہو۔ حکم ہوا یہ امت محمدیہ کے لئے مخصوص ہے اور انہیں کا حق ہے اور دوسرا اسمیں شریک نہیں ہو سکتا۔

اور رمضان کے چاند کیلئے ایک عادل کی شہادت پر اعتماد کرنا درست ہے اور کوئی شخص کسی معتبر آدمی سے سنے جب اُسکو اعتماد ہوا اُسکو روزہ رکھنا واجب ہوگا۔ اگرچہ قاضی اسکے قول پر حکم روزہ رکھنے کا نہ دے اور عید کے چاند کیواسطے دو شاہد عادل سے کم کی شہادت درست نہیں۔ ترجمہ حدیث شریف ہے روزہ نہ رکھو اور روزہ افطار نہ کرو جبتک ہلال دیکھ نہ لو۔ ایک دن یا دو دن پہلے سے رمضان کے روزے نہ رکھنا چاہیے۔ ہاں جس کسیکو عادت ہو ہمیشہ روزمرہ روزہ رکھنے کی وہ رکھ لے شک کے دن روزہ رکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی ہے اور آنحضرتؐ نے صرف اعرابی کے کہنے پر حکم روزہ رکھنے کا دیا تہا۔ رمضان کی ۱۵ فضیلتیں ہیں (۱) روزی فراخ ہوتی ہے (۲) مال و زر زیادہ ہوتا ہے (۳) جو کچھ کہاتا ہے بے حساب ہوتا ہے۔ بلکہ کہانا پینا سونا سب طاعت میں لکہا جاتا ہے (۴) تھوڑی سی نیکی کا بہت سا ثواب ملتا ہے (۵) فرشتے اسکے لئے بخشش کی دعا مانگتے ہیں (۶) شیطان بند ہو جاتے ہیں (۷) رحمت کا دریا جاری کیا جاتا ہے (۸) جنت کے دروازے کہولدیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے بند کردیئے جاتے ہیں (۹) ہر رات میں سات سو گنہگار آزاد کئے جاتے ہیں (۱۰) جمعہ کو اتنے آزاد کئے جاتے ہیں جتنے اور سات دنوں میں ہوئے (۱۱) آخر شب جمعہ کو سب گنہگار آزاد کئے جاتے ہیں جتنے شمار میں اور سب دنوں کے ملا کے ہوتے ہیں (۱۲) حوران بہشتی ہر روز اپنا بناؤ سنگار کرتی ہیں روزہ داروں کے لئے (۱۳) روزہ داروں کی دعا قبول ہوتی ہے (۱۴) روزہ دار کا جسم آلائش ظاہری و باطنی سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ (۱۵) اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

(پہلا روزہ)

پہلے روزے کو ایک ظروف میں شربت یا پانی یا دودہ ہر ایک آدمی کو چاہیئے کہ اپنا الگ رکھے فرشتے پہلے روزے کو جنت کی نہروں میں سے ایک ایک قطرہ ہر ایک روزہ دار کیلئے ڈالجاتے ہیں۔ جس سے روزہ داروں کی ہمت بندہی رہتی ہے اور آگے کے روزے آسان ہو جاتے ہیں اور ایسا کرنے والیکو ضعف نہیں ہوتا اے سعید میرا تو یہ آزمودہ ہے کہ جس نے ہمت کرکے پہلا روزہ رکھ لیا وہ سب روزے رکھ لے گا۔

ترجمہ حدیث شریف ہے جو شربت روزہ دار پیتا ہے اس سے سوال نہ کیا جاویگا یعنی رمضان کا سب کہانا بلا حساب ہے

اور سب پہنتا ہی بلا حساب ہی اور یہ بہی آنحضرت نے فرمایا ہی کہ جسنے چھ روزے ماہ شوال کے رکھے گویا اس نے سال
بھر کے روزے رکھے اور یہ بہی فرمایا ہی کہ شوال کے چھ روزے رکھنے سی حق تعالے اسکے نامۂ اعمال میں ہر روزہ کے لئے
ہزار برس کی عبادت کا ثواب تحریر فرماتا ہی جس نے چھ روزے برابر رمضان سی متصل شوال میں رکھے ہوں اسکے
لئے ثواب افضل ہی عبادت چھ لاکھ برس سے اور ہدیہ ہزار قربانی سے اور آزاد کرنے چھ لاکھ بردونسے اور یہ بہی فرمایا
ہے کہ شوال کے چھ روزے رکھنے والے کو اللہ تعالے دوزخ سی آزاد کرتا ہی جو کوئی اول ماہ شوال کو روزہ رکھے
عذاب دنیا و آخرت سی نجات پاوے اور یہ چھ روزے ماہ شوال کے رکھنے والے کو تمام اُمت محمدیہ کے برابر
ثواب اسکے نامۂ اعمال میں درج ہوگا۔ چھ روزے شوال کے مستحب ہیں ہر نیکی دس گنی ہوتی ہی اس حساب سی
گویا سال تمام کے روزے ہوگئے اگر متصل نہ رکھہ سکے تو تمام ماہ شوال میں پورے کرے۔

جب اللہ تعالی جل شانہ وعم نوالہ نے ماہ رمضان المبارک میں یہ فضل و احسان اور یہ اکرام فرمایا ہے تو شکر ایس
منعم حقیقی کا ضرور ہوا حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اسکے شکریہ میں بیس رکعت تراویح اپنے اوپر
لازم کیں سب صحابہ نے بہی اسکو پسند کیا جب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسکی خبر پہنچی تو آپ بہی
بہت خوش ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ حق تعالے نے عمر رض کی تجویز طاعت کو قبول
فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اس بیس رکعت کو ماہ رمضان میں پڑہیگا ضرور جنت میں ہم اسکو داخل
کرینگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند راتیں تراویح پڑہی ہیں۔ فرضیت کے خیال سے مواظبت نہیں
فرمائی۔ ماحصل تراویح سنت ہی اور خلفائے راشدین نے مواظبت کی ہی اور علمائے حنفیہ کے نزدیک
تراویح کی بیس رکعت سنت ہی اور ایکدفعہ رمضان شریف میں قرآن شریف کا پڑہنے والا بھی ضرور جنت میں
جاویگا۔ اور رمضان شریف میں ایکدفعہ قرآن شریف کا پڑہنا اور سننا خلفائے راشدین کا طریقہ رہا ہے
یعنے طریقہ عبدیت ہی۔ حدیث میں ہی جو شخص رمضان میں قیام کرے یعنی تراویح پڑہے تو اسکے پچھلے گناہ
بخشے جاتے ہیں چار رکعت تراویح کے بعد تین دفعہ یہ پڑہے سُبحان ذی الملک والملکوت سُبحان
ذی العزت والعظمت والھیبت والقدرت والکبریاء والجبروت سبحان الملک الحی الذی
لا یموت لا ینام سبوحٌ قدوس ربنا ورب الملئکۃ والروح اللھم اجرنی من النار یا مجیر یا مجیر یا مجیر

ہر جمعہ ماہ رمضان المبارک میں دس رکعتیں نماز کی پڑہے ہر رکعت میں فاتحہ سورۂ اخلاص گیارہ دفعہ پڑہے
تو اس کے نامۂ اعمال میں دس شہیدوں کا ثواب لکہا جاویگا۔ اور گویا اسنے دس ہزار بردے
آزاد کئے اور گویا سات سو برس کی عبادت اسطرح کہ دن کو روزہ رکہا اور رات کو قیام میں خوشی
ہے انکے لئے جو اس نماز کو پڑہیں۔

رمضان کی آخری رات دس رکعتیں نماز کی پڑہے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص دس دفعہ
پڑہے تو خداوند تعالے اسکے تمام مہینہ کی عبادت قبول فرماوے اور بیس ہزار سال کی عبادت

اسکے نامۂ اعمال میں ثبت فرماوے
جو کوئی عید کی شب کو چار رکعتیں پڑہے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص و معوذتین ایک ایک بار پڑہے ہر ایک کے بدلے چھ مہینے کی عبادت کا ثواب پاوے۔
نماز عیدین مسافر۔ غلام۔ مریض۔ عورت۔ لنگڑے۔ اندہے پر واجب نہیں۔ یہ لوگ بہی اگر پڑہیں تو ثواب ملیگا اور اسکے ادا کے لئے شہر اور جماعت شرط ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے عید الفطر کی نماز پڑہی اسکے لئے ہر تکبیر کے بدلے ایکسال کی عبادت کا ثواب ہے اور عید الفطر کو تکبیر آہستہ آہستہ کہے اور فرمایا ہے کہ اے مومنو یہ نماز پڑہا کرو۔ تمہاری گناہ مٹانیوالی ہے اور تمکو پاک کرنیوالی ہے عید کی رات فرشتے آتے ہیں اور صبح کو ہر نمازی کے ساتھہ جاتے ہیں جب وہ اپنے گہر آتے ہیں اور تکبیر عید الضحےٰ میں ذرا بلند آواز سے کہے تکبیر یہ ہے اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد خواہ سواری پر ہو خواہ پیدل اور جس راہ سے گیا ہے اسکی دوسری طرف سے واپس ہو اور عیدگاہ میں پہنچکر صف باندہکر بیٹھے سایہ نہ ڈہونڈہے اور جہانتک ہوسکے ایسی جگہ بیٹھے کہ خطبہ کی آواز سنائی دے پیشتر سے جانا بہتر ہے صف بصف باندہکر بیٹھے لوگونکے سر پر سے پہلانگ کر نجائے۔ عیدگاہ جانا ثواب ہے۔ اور نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز عید الفطر مع چھ تکبیروں کے پیچھے امام کے اللّٰہ اکبر کہکر نیت باندہ لے اور سبحانک اللہم آخر تک پڑہے جب امام اللّٰہ اکبر کہے دوسری دفعہ ہاتہہ چھوڑدے کانوں تک لیجاکر اسطرح دو دفعہ ہاتہہ چھوڑکر تیسری دفعہ ہاتہہ باندہ لے امام قرأت پڑہیگا آپ سنے پھر امام کیساتہہ رکوع و سجود کرکے کہڑا ہو۔ اب یہ دوسری رکعت شروع ہوئی امام الحمد اور کوئی سورت پڑہیگا۔ اسکے بعد رکوع میں جانے سے پہلے اللّٰہ اکبر کہے گا آپ بہی کہے اور تین دفعہ ہاتہہ چھوڑدے چوتہی دفعہ ہاتہہ چہوڑے ہوئے رکوع میں چلا جائے باقی نماز وہی بدستور ہے پھر جس جگہ نماز پڑہی ہے وہیں بیٹھا رہے اور خطبہ سنے خواہ خطبہ کی آواز کان میں آئے یا نہ آئے لوگونکو پہلانگ کر امام کے قریب نجائے ادب سے اپنی جگہ خاموش بیٹھا رہے اس ادب کے سبب سے ثواب ملیگا۔ اور کان خطبہ کیطرف لگائے رہے یہ نکرے کہ سلام پھیرتے ہی گلے ملنے لگے جب امام خطبہ سے فارغ ہوکر دعا مانگے آپ بہی دعا مانگے۔ بعد دعا لوگوں سے مصافحہ کرے مزاج پرسی کرے دوسرے کی مزاج پرسی کے جواب میں الحمد للہ کہے۔ عید کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا ثابت ہے کہ چند خرمے نوش فرماکے عیدگاہ تشریف لیجاتے تھے اگر اسمیں دودہ سویاں اضافہ کرے تو مباح ہے مگر کرنا باندہے گاہ گاہ ناغہ کردیا کرے بے تکلفی کرو ہوجائے خواہ مخواہ تردد نکرے کہ قرض لیکر کرے۔ اگر مردہ سے جو نماز روزہ قضا ہوگئے ہیں انکی معافی کے لئے انکا بدلہ کرنا چاہے تو ہر ایک نماز روزے کے بدلے میں جتنے معلوم ہوں حساب کرکے صدقۂ فطر کے برابر یعنی کم از کم پونے دو سیر گیہوں یا نقد قیمت مسکین کو دیوے الوداع کے دن اکثر گاؤں والے نماز الوداع کی خاطر روزہ چھوڑدیتے ہیں اور علانیہ کہاتے پیتے ہیں اگر وہ اپنے

گاؤں میں بستی اور نماز روزہ رکھتی تو زیادہ ثواب پاتے۔ خلاصۃ الاخبار میں لکھا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی جو کوئی روزہ دار کو پانی پلادے رمضان میں وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوجاویگا۔ گویا ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہی اور یہ عام حکم ہی اور ارشاد نبی ہی کہ جو کوئی مسافر روزہ دار کا روزہ افطار کرائیگا تو خداتعالے اسپر سفر پلصراط کا آسان کریگا۔ جو رمضان میں کسی کو جوتیاں پہنائے تو خداوندتعالے قیامت میں اسکو ایک براق دیگا کہ پلصراط پر وہ بجلی چمکتی ہوئی کی مانند گذرجائیگا۔

جو کوئی صدقہ فطر ادا کرتا ہی خداتعالے اسکے نامۂ اعمال میں ہر دانہ کے عوض ایک ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہی اور ہر دانے کے عوض جنت میں اسکے لئے ایک قصر بناتا ہی اور ایک حور عطا فرماتا ہی اور جو کوئی مقدور ہوتے نہیں دیگا قیامت کو سب فقیر اسکے دامنگیر ہونگے اور ہر دانہ کے عوض میں سانپ لٹکایا ویگا صدقہ فطر واجب ہی دینا انکی طرفسے جیسے عورت۔ فرزند ماں باپ اور غلام اور بچے۔ غرضکہ جنکو یہ کھلاتا ہو خواہ بہن بھائی ہی ساتھ ہوں تو انکا بھی واجب ہی۔ ایک صاع اناج اس جنس سے جو آپ کھاتا ہو۔ اور شافعیوں کے یہاں پونے تین سیر اور حنفیوں کے یہاں پونے دو سیر اور جو اس سے زیادہ دے تو بہتر ہی آپ جو کھاتا ہو تو گیہوں دے سکتا ہی اور جو گیہوں کھاتا ہو تو جو نہ دے اور جو ہر قسم کا اناج کھاتا ہی جو اناج بہتر ہو وہ دے اور مسنون ہی کہ پہلے نماز عید سے ادا کردے اور رمضان میں بھی ادا کرسکتا ہی اور امام اعظم کے نزدیک آٹا بھی ستو بھی اور قیمت بھی دے سکتا ہی اور مالابد میں ہی۔ تل۔ ماش۔ مسور۔ اور کشمش بھی دے سکتے ہیں اور جو دے تو وہ گیہوں سے دوچند دئے جاتے ہیں مثلاً حنفیوں میں گیہوں پونے دو سیر ہیں تو جو ساڑھے تین سیر۔

جو کوئی رات دن میں رمضان کے ایک آیت قرآن شریف پڑھے گا تو خداوندتعالے اسکو ہر ایک حرف کے بدلے ایک شہید کا ثواب عطا کریگا جو کوئی رمضان کے دن رات میں دس مرتبہ استغفار پڑھے گا تو خداوند تعالے اسکو ثواب حضرت جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل و حاملان عرش علیہم السلام عطا کرے گا اور اسکے گناہوں کو محو کریگا۔

جو کوئی بندہ اللہ رمضان شریف میں ایک بار قل ہو اللہ نہیں پڑھتا مگر یہ کہ خداوندتعالے اسکے لئے جنت میں ۷۰ شہر تیار کرتا ہی ہر شہر میں بقدر اسکے ایک محل ہی اور ہر محل میں بقدر اسکے ایک کوٹھڑی ہے اور ہر کوٹھڑی میں بقدر اسکے ایک تخت ہی اور ہر تخت پر ایک حور عین ہی اور خداوندتعالے اسکے لئے چھپن ہزار نیکیاں لکھے گا۔ اور بقدر اسکے برائیاں دور کرے گا اور بقدر اسکے بہشت میں درجہ بلند کریگا۔ جو کوئی رمضان کی راتیں تین سو تریسٹھ بار قل ہو اللہ کو مع بسم اللہ کے پڑھے حق تعالے اسکے بال و پوست و گوشت و استخوان و مغز کو آگ دوزخ پر حرام کریگا اور حدیث میں ہے جو کوئی سورہ عنکبوت و سورہ روم کو تیئیسویں شب رمضان میں پڑھے وہ جنتی ہے۔

روزے کی سنت یہ ہیں کہ دیر سی سحری کہانا۔ اور جلدی افطار کرنا۔ افطار کہجور سی یا پانی سی یا پہل سے کرنا اور فقیر کو کہانا کہلوانا اور قرآن شریف پڑہنا۔ اور مسجد میں اعتکاف کرنا خصوصاً آخر دہے میں۔ لیلۃ القدر کو ان راتوں میں تلاش کرنا۔ اکیسویں۔ یا تیئیسویں۔ یا پچیسویں۔ یا ستائیسویں میں اس تاریخ میں اکثر واقع ہوتی ہے۔ اور انتیسویں ۲۹ اگر تیس کا چاند ہو تو۔ اور حدیث ہے کہ سحری کہا تیسے اپنی نیکی کی ترازو کا پلہ بہاری کرو اور یہ بہی فرمایا کہ سحری کہانے کے لئے اٹہو تو واسع المغفرت بہت پڑہا کرو اور یہ بہی فرمایا کہ جو سحری کہاتا ہے اسکے لئے ہر لقمہ پر ایک سال کی سا عبادت کا ثواب لکہا جاتا ہے افطار میں جلدی کرنا حدیث میں آیا ہے لوگ ہمیشہ خیریت سی رہینگے جبتک کہ افطار میں جلدی کرینگے۔ سورج ڈوب گیا تو روزہ افطار کرے۔ حدیث میں ہے اس بندہ کو بہت دوست رکہتا ہوں جو روزہ کہولنے میں جلدی کرتا ہے۔ مگر ابر میں تاخیر کرنا بہتر ہے حضرت وقت افطار یہ کہتے تہے۔ اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت اور حدیث صحیح ہے جس نے روزہ دار کو افطار کرایا یا غازی کا سامان درست کر دیا اسکو بہی اسکے اجر ملے گا روزہ رکہنے والیکے ثواب سی کچہ کم نہ ہوگا اللہ تعالے اپنی رحمت سی ثواب عطا کریگا۔

نیت رات سی کرے۔ فجر سے پہلے کہے بالصوم غدٍ نویت یا کہے فردا روزہ خواہم داشت گر توفیق بخشد کردگار۔ کل میں روزہ رکہونگا رمضان شریف کا۔ نیت روزہ کی دوپہر سے پہلے صحیح ہے۔ اگرچہ سارے رمضانکے روزوں کی ایک ہی بار نیت کی بعض کے نزدیک روا ہے۔ اور سحری کہانا بہی بمنزلہ نیت کے ہو جاتا ہے۔ اور اگر نیت رات میں نکی ہو تو دوپہر سے پہلے کہدے میں نے آجکے روزہ کی نیت کی جس نے ارادہ روزے کا دوپہر سے نہ کیا اسکا روزہ نہ ہوگا۔

آنحضرت نے فرمایا ہے جس نے اعتکاف کیا ایک رات دن ماہ رمضان میں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ کی خوشنودی کے لئے عطا کریگا اسکو اللہ تعالے تین سو شہید کا ثواب جو قتل کئے گئے ہیں اللہ کی راہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اعتکاف میں آخر رمضان شریف میں بیٹہتے تہے اور زیادہ تر آخر دہے میں ماہ رمضان کے۔ جو کوئی ایک روز اعتکاف میں بیٹہے خاص اللہ کیلئے اللہ تعالے اسمیں اور دوزخ میں تین خندقوں کا فاصلہ کر دیتا ہے ہر خندق کا فاصلہ پانسو برس کی راہ ہے علماء فرماتے ہیں کہ اعتکاف کرنیوالا خدا کے دروازے کا پکڑنیوالا ہے۔ بغیر مراد لئے یہانسے نہ اٹہے گا۔ خدا تعالے کریم ہے جس نے اسکے در کو پکڑا وہ محروم نہیں پہریگا۔ اور اللہ تعالے فرماتا ہے نہ مباشرت کرو عورت سے جبکہ تم مسجد میں معتکف ہو اور بے حاجت مسجد سے باہر نہ آوے کہ اعتکاف باطل ہو جاتا ہے حاجت انسانی۔ پیشاب کرنا و پاخانہ جانا۔ و حاجت شرعی مثل نماز جنازہ و نماز جمعہ کے لئے آنا جانا اعتکاف بغیر مسجد کے جائز نہیں اور اگر مسجد جامع ہو تو سب سے بہتر ہے۔ عورت کیلئے اسکا گھر اعتکاف کیجگہ ہے لیکن اعتکاف میں سوائے رفع حاجت کے مسجد سے باہر نہ نکلے اور اتنے وقت سے زیادہ کہ وضو کرے گہر میں نہ ٹہیرے

اگر نماز جنازہ۔ یا بیمار پرسی۔ یا گواہی۔ یا طہارت کی خاطر نکلے گا تو اعتکاف میں قصور نہو گا۔ اور حالت اعتکاف میں مسجد میں ہاتھ دھوتا۔ کہانا کہانا اور سوجانا درست ہی۔ قضائے حاجت سے فارغ ہوگیا تو پھر نشست کرے۔

اور ایام بیض کے روزے سنت ہیں ہر مہینے میں تین روزے ۱۳-۱۴-۱۵- پیر اور جمعرات کو روزہ رکھنا مستحب ہی روزے عشرہ محرم کے مستحب ہیں خصوصاً عاشورہ کے دن اسکی بہت تاکید آئی ہی۔ طریقہ انبیا علیہم السلام کے صوم کا مختلف تہا نوح علیہ السلام صائم الدہر تہے۔ عیسے علیہ السلام ایکدن روزہ رکہتے اور دو دن افطار کرتے ہمارے حضرت کبہی روزہ لگاتار رکہتے یہانتک کہ گمان ہوتا کہ اب افطار نکرینگے۔ اور کبہی لگاتار نرکہتے تہے کہ یہ کہا جاتا کہ اب روزہ نرکہیں گے لیکن سوائے رمضان کے کسی مہینے کے پورے روزے نرکہتے۔ اسلئے کہ روزہ تریاق ہے اور استعمال تریاق کا بقدر مرض کے کیا جاتا ہی روزہ رکہنا عیدین کے دن حرام ہے اسپر اجماع تمام مسلمانوں کا ہی۔ عوام کا روزہ یہ ہی کہ کہانے پینے اور جماع سے باز رہے یہ ادنے درجہ ہی روزہ کا۔ خاص کا روزہ ہے اپنے دلکو ماسوی اللہ کے خیال سے بچانے اور ذکر و اذکار کے سوا دوسری بات کا دہیان نکرے۔ خواص کا روزہ یہ کہ آدمی اعضاء کو حرکات ناشائستہ سے بچاوے مثلاً آنکہہ کو غیر محرم کے دیکہنے سے کان کو غیبت کے سننے سے۔ اور قرآن شریف کی تلاوت میں ہمہ تن مصروف رہے۔

فحش بکنا حرام ہے ان سے بچنا واجب اور خاصکر روزے کی حالت میں ایسے ہی دروغ غیبت حسد غمازی غصہ۔ کینہ۔ اللہ ایسے روزے کو قبول نہیں کرتا روزہ دار جوان باتوں کو رمضان کی حرمت سمجھکر نہ چہوڑے اسکو سوا بہوک پیاس کی مشقت اٹہانے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اور جسنے رمضان میں ایک روزہ بہی بغیر رخصت و مرض کے ترک کیا اگر وہ روزے عمر بہر رکہے تو بہی ثواب اس روزہ کا حاصل نہیں ہوتا۔ اور قضا کا حکم قرآن شریف میں آیا ہی۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۔ یعنے تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ جب اچھا ہو یا سفر سے واپس آئے تو جو روزے قضا ہوئے انکی گنتی کے مطابق روزے رکہہ لے اور اگر ادائے قضا سے عاجز ہو جیسے شیخ فانی ہو مرد ہو یا عورت تو ہر روز ایک محتاج کو کہانا کہلاوے اسپر روزے کی قضا واجب نہیں ہی۔

جس نے بہول کر کہا لیا وہ اپنا روزہ پورا کرے اللہ نے اسکی دعوت کی اسپر کفارہ اور قضا نہیں۔ اور جسنے عمداً روزہ توڑ ڈالا وہ کفارہ دے۔ یعنی ایک غلام آزاد کرے یا دو ماہ کے لگاتار روزے رکہے یا ساٹھ مسکینوں کو کہلائے۔ روزہ عمداً کہانے پینے سے اور دانستہ قے کرنیسے ٹوٹ جاتا ہے قے کے خود بخود آنے سے اگر قے ہوگئی تو روزہ دار کو قضا نہیں۔ ہاں عمداً قے کرے گا تو قضا آئے گی اور اگر عمداً اکی نہ کی بے اختیاری سے ہوگئی تو روزہ باطل نہ ہوگا۔

اور جب اپنی بیوی کے نزدیک بیٹھے اور جوان ہے۔ انزال ہو جانے کا اندیشہ ہی اس صورت میں اگر انزال ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جاوے گا اور اسکے بدلہ روزہ رکہنا ہوگا اور کفارہ لازم نہ آئے گا

کیونکہ قطعی گمان تہا کہ انزال ہو جاویگا۔ اور پہر روزہ کو توڑ ڈالا تو کفارہ لازم آویگا۔ اور اگر روزے کو بہول گیا ہے اور عورت سے نزدیکی کی اور انزال ہوگیا تو روزہ نہیں ٹوٹیگا۔ اور اگر رات کو صحبت کی اور صبح کو سورج نکلنے کے دو گھنٹہ بعد نہایا تو روزہ ٹوٹے گا مگر کراہت ہے۔ اور اگر زکام ہے یا کسی اور سبب سے بلغم کا کھنکار کے تہوکدیا تو قباحت نہیں۔ اور منہ میں کھنکار آنیکے بعد پہر نگل جاویگا۔ گرمی اور پیاس سے سر پہ پانی بہانا روزہ میں درست ہے حضرت صلعم نے ایسا کیا ہے۔

اگر کوئی عورت سمجھے کہ حیض بند ہو جاویگا نیت کی روزی کی اور اسیطرح ہوگیا تو روزہ درست ہے۔

کوئی چیز باہر سے عمداً اپنے پیٹ میں نہ پہنچائے۔ اور سرمہ لگانا جائز ہے ہاں عصر کے بعد لگائے تاکہ حلق سے نہ اترے۔ روزے کی حالت میں مسواک کرنا درست ہے حنفی مذہب میں آگے زوال کے۔ اور بعد عصر کے مسواک نہ کرے تاکہ شافعی مذہب کے بھی موافق رہے۔ اور اگر بلا قصد کوئی چیز حلق میں گھس جائے جیسے مچھر مکھی یا غبار حلق میں ضرر نہ دیگا۔ ہاں مگر یہ کہ کلی کے پانی میں مبالغہ کیا اور پانی حلق تک لیگیا تو روزہ ٹوٹ جاوے گا۔ اور جو بہول سے کہایا تو قباحت نہیں۔ پر اگر صبح کو یا شام کو گمان سے کہایا کہ میں کہا تو چکا ہوں پہر کہالیا تو قضا روزے کی آویگی۔

ان چیزوں سے کفارہ و قضا لازم آتی ہے۔ کچا یا بدبودار گوشت یا چربی کہانا۔ اپنی محبوبہ کے منہ کا لعاب نگلنا۔ نمک کا کہانا۔ جو مٹی کے دوا میں استعمال کیجاتی ہے۔ جیسے گیرو۔ گل ارمنی وغیرہ اسکا کہانا۔ ایک عدد بھنا ہوا جو کہانا اور اگر کچا کہالیا تو قضا ہے۔ روزہ بخار کی باری کے دن بخار کے خوف سے توڑا۔ اسدن باری نہ آئی۔ عورت کا اس خیال سے روزہ توڑ ڈالنا کہ آج ایام معمولی آئے گا! ور ایام نہ آیا۔ کفارہ لازم آئے گا۔

ان چیزوں سے روزے کی قضا آیگی۔ جو چیزیں دوا یا غذا کیطرح نہیں کہاتے جیسے پتھر خاک۔ ثابت موتی۔ کنکر۔ کاغذ وغیرہ۔ ایسی کوئی چیز کہائے تو روزے کی قضا آیگی۔ ناک سے دوا یا پانی چڑہانا۔ یا کلی کرتے وقت بے اختیار پانی حلق میں اتر جانا۔ روزے کی نیت کے بعد سفر ہوا۔ اور روزہ توڑ ڈالا۔ جان بوجھکر منہ بھر کر قے کرنا۔ اجنبی عورت کے منہ کا لعاب نگلنا۔ دہواں حقہ کا حلق میں پہنچانا۔ قصداً مکھی کا نگل جانا۔ ملتانی مٹی کہانا۔ دو عورتوں کا فعل بد کرکے منزل ہونا حقنہ سے دوا ضرور تاً شکم میں داخل کرنا۔ ورناس لینا۔ تر دوا کا زخم کے رستہ سے پیٹ یا دماغ میں پہنچانا۔ سحری کہائی یا روزہ کہولا اس گمان سے کہ وقت ہے اور وقت نہ تہا پہلے غلطی سے کچھ کہایا پیا تہا اور بعد اسکے خیال آیا کہ روزہ نہیں رہا پھر کچھ کہالیا۔ آنسو یا پسینا اس قدر نکلا کہ مزا اس کا سارے منہ میں پایا گیا۔ عورت کی شرمگاہ میں دوا ٹپکانے یا تیل پہنچانے سے۔ فرج میں اس طرح کپڑا رکہنا کہ سرا اسکا باہر نہ رہے

مرد اپنی پیشاب کی جگہ خود دوائی لگائے یا عورت سے لگوائے اور انزال ہوجائے۔ کچا آٹا یا خشک کھالینا۔ نہانے یا وضو کرنے میں بے ارادہ پانی کا حلق میں اتر جانا۔ کسی نے کوئی چیز پھینکی اور وہ اتفاق سے کسی روزہ دار کے منہ میں جا پڑی یا پانی یا تیل سے انگلی تر کرکے پیشاب یا دبر کی جگہ کرنا۔ وہ منہ کا لعاب جو ریشم یا تاگے سے رنگین ہوجا نہ نگلنا۔ رات کے شبہ میں صحبت داری کی۔ پھر معلوم ہوا کہ وقت نہ رہا تھا۔ اگر کسی کو اور دن میں ایسا عذر لاحق ہو کہ بالفرض اگر صبح کو ہوتا تو روزہ نہ رکھنا درست ہوتا۔ اگر ایسا شخص روزہ توڑ ڈالے تو قضا ہی لازم ہوگی جیسے مستورات کو ایام معمولی وغیرہ ہے۔

ریا

إِن تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

یعنے اگر صدقہ آشکار دوگے تو بھلا کام ہے اور اگر پوشیدہ دوگے تو اچھی بات ہے۔

فمثله كمثل صفوان عليه تراب فأصابه وابل فتركه صلدا لا يقدرون على شيء مما كسبوا والله لا يهدي القوم الكافرين یعنے جیسے صاف پتھر پر مٹی پڑی ہو اس پتھر پر برسا مینہ زور سے کا پھر دھو ڈالا مینہ نے اس مٹی کو اور چھوڑا پتھر صاف خالی۔ کچھ ہاتھ نہیں لگتا ایسے لوگوں کو ثواب اس چیز کا جو وہ نیک کام ظاہر میں کرتے ہیں اور خدا راہ سیدھی نہیں دکھاتا کافروں کی قوم کو۔

فائدہ۔ مثال اس خیرات کی جو خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتا ہوں کو دلیوے وہ اس مانند ہے کہ ایک دانہ بوئے تو اس میں سات بال پیدا ہوں اور ہر بال میں سو سو دانے یعنے اتنا ثواب ملے اور یہ فرمایا کہ نیت شرط ہے اور اگر نیت لوگوں کے دکھانے کی ہو تو اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے پتھر پر ذرا سی مٹی نظر آتی ہو۔ اس میں دانہ بووے جب اس پر مینہ پڑا تو وہ مٹی بہ جائے خالی پتھر صاف رہا اور کچھ نہ اُگے۔ اسکی سب محنت بیفائدہ ہوئی اور بیج ہی خراب ہوا۔ ریا کا یہ نتیجہ ہے۔

ان یسیر الریاء شرک یعنے تھوڑی سی ریا کا گناہ بمنزلہ شرک کے ہے۔ نمود کیلئے کام کرنا اتنا برا ہے۔

اے سعید صاحب ریا اسکو کہتے ہیں کہ لوگوں کے سامنے اپنے کو پارسا ظاہر کرے تا اسکی تعظیم کریں اور نیک مرد سمجھیں اور روزہ دار کی مانند ہونٹ خشک رکھے اور شب بیدار رہنے والوں کی طرح منہ کو زرد کرلے اور کمبل اور موٹا کپڑا پہنے تاکہ سمجھیں بڑا زاہد ہے۔ لب ہلاتا رہے تاکہ لوگ جانیں ہر وقت تسبیح میں رہتا ہے۔ اور بزرگوں کی باتیں بیان کرے تاکہ لوگ کہیں بڑا صوفی ہے اور لوگوں کے دکھانے کو بڑی بڑی رکعتیں پڑھے اور کہے میری ملاقات کو تبرک جان کر آتی ہیں طاعت و عبادت میں ریا کرنا درست نہیں کیونکہ یہ دغا ہے اسلئے ریا کرنا حرام ہے۔ نماز روزہ خدا کی بندگی جب خلائق کے دکھانیکے کیواسطے کی تو گویا خدا سے ٹھٹھول کیا یہ شرک صغیر ہے۔

غرضکہ جب ریاکار رہتا ہو تو نہ روزہ رکھے نہ نماز ادا کرے اگر ایسا کریگا تو اسکے پر عذاب ہوگا۔ اور

...جس نے سعادت آخر کو دنیاداری کا یعنی دنیا کمانیکا وسیلہ بنایا وہ خائن ہے اور جو لوگوں کے سامنے اور غیروں کے سامنے یکساں عبادت کرے وہ ثواب پاویگا۔ اور جو ریاکار دیکھکر کلمہ خیر منہ سے نکالے تو اسکو اس کلمہ خیر کے کہنے والے کے کلمہ خیر کا ثواب ملے کیونکہ وہ اسکا سبب ہوا اس کلمہ خیر کے پڑھنے اور کہنے والے کا ثواب کم نہوگا جیسے کسی نے کسی کا روزہ افطار کرایا اور روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہوی اور افطار کرانے والے کو روزہ کا ثواب ملے اگر کوئی ریاکار کی عبادت کو دیکھکر حرص سے کوئی عبادت کریگا تو ریاکار کو ثواب ملیگا کہ وہ اسکی عبادت کا سبب ہوا کہ لوگوں نے اسکی پیروی جیسے کہ سائل کلمہ پڑھتا ہی سوالی غرض ہے اسکے سننے سے کسی نے کلمہ پڑھا تو سائل کو بھی اس کلمہ پڑھنے والے کے کلمہ کا ثواب ملیگا کیونکہ اسکا کلمہ پڑھنا اسکے کلمہ پڑھنے کا سبب ہوا۔

ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میں اپنی عبادت پوشیدہ رکھتا ہوں جب لوگ اس سے واقف ہوجاتے ہیں تو خوش ہوتا ہوں ارشاد ہوا تجھے دو ثواب ہیں ایک مخفی کا۔ ایک آشکارا کا۔

اور نیت بخیر رکھے معاملہ اللہ ہی سے رکھے اور اوپر جو آیت لکھی گئی ہے ان تبدو الصدقات فنعما ہی وان تخفوہا وتوتوہا الفقراء فہو خیر لکم یعنے اگر صدقہ آشکارا دوگے تو بھلا کام ہے اور اگر پوشیدہ دوگے تو بہت اچھی بات ہے اچھے امر میں کہ لوگ اسکی پیروی کریں اسکو دو اجر ہیں ایک اجر اپنا دوسرے پیروی لوگوں کی۔ اور ریا میں خلائق کے لئے بہت خیر ہے اگرچہ اس میں ریاکار کی خرابی ہو۔ کیونکہ ریاکار کے کام کو خود ریاکار جانے۔ لوگ تو اخلاص سمجھکر اسکی پیروی کرینگے۔ غرضکہ ریاکار آپ ہلاک ہوکے دوسروں پر فدا ہوتا ہے اور دوسروں کو اخلاص کیطرف بلاتا ہے یا یہ سمجھے کہ دوسروں کو عبادت کیطرف لگاتا ہی۔ سبحان اللہ آپ کو سوختہ غیر کو لذت پہ یہ مزا ہی کباب میں دیکھا۔

جب بندہ ریا کرتا ہے تو خدا تعالے فرماتا ہے دیکھو میرا بندہ ٹھٹھول کرتا ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ریاکار کی تین علامتیں ہیں یہ کہ تنہائی میں کاہل رہتا ہی اور لوگوں کے سامنے چالاک دوسرے یہ کہ جب اسکی تعریف کریں تو اپنا کام بہت کرتا ہے یعنی عبادت وغیرہ تیسرے ملامت اور سرزنش سے اپنے عمل کو کم کرتا ہے۔ ایک بزرگ نے کسی کو مسجد میں دیکھا کہ سر سجدے میں ہے اور روتا ہی کہا اگر تو یہ کام گھر میں کرتا تو تجھ سے بہتر کوئی نہ تہا۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اعمال میں اخلاص پیدا کرے اور ریا اور نمود سے اپنے کو بچاوے۔ حدیث میں آیا ہی کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالے اپنے بندوں کو انعامات بے پایاں عطا فرمائیگا تو ریاکاروں کو حکم دیگا کہ انہیں کے پاس جاؤ جنکے دکھانے کو عبادت کیا کرتے تھے اور اپنی طاعات اور عبادت کا صلہ انہیں سے لو۔ دیکھو کیا دیتے ہیں۔ اسیطرح قیامت کے دن غازی اور عالم اور سخی سے اللہ تعالے فرماویگا کہ تم نے محض دکھاوے کیلئے یہ عمل کیا تہا اب تمہارا حصہ ہمارے یہاں نہیں ہے تم نے جس غرض کیلئے عمل کیا تہا

دنیا حاصل ہوگیا۔ زبان تمہاری بگوش ہوش سنو اب عبرت حاصل کرنیکا وقت ہے اے سعید عبرت حاصل
کر۔ اسی لئے شیخ سعدی نے ایک شخص کو جو اپنا سر جھکائے بیٹھا تھا تنبیہ کے طور پر یوں فرمایا ہے کہ میاں
گردن اٹھاؤ تمہاری غفلت سے ہوتا ہے ... خلاصہ یہ ہے کہ دنیاوی باتوں سے کام۔ اللہ دانا و بینا
سے ہاں نہیں چلیگا۔ اخلاص شرط ہے۔ اخلاص کا ذکر دیکھو اور دنیاوی باتوں سے خلائق کو دکھلانا نہیں
امام غزالی نے حرام لکھا ہے کہ کام اچھا ہو الاعمال ہی ہے جو محض اللہ واسطے ہو ریا و نمود نہ ہو۔ دنیا کے نیکنامے
دنیا ہی میں رہجاوینگے۔ اور خطابات کا تمغہ جب ہی تک ہے کہ آدمی قید حیات میں ہے جب اس سے
چھوٹا پھر شیخی اعمال ہی کی ہوگی۔ اے سعید مرتے ہی کام مولیٰ سے پڑیگا۔ اسکا خیال رہے خالق
کے بجائے مخلوق ہی کو رضامند کرنے کی۔ اور اسلئے ریاکاری کرنا سخت حماقت ہے اور ناموری کے لئے بڑی بڑی
ڈگریاں حاصل کرنا سب فضول ہے۔ خلق کے ہاتھ میں نہ رزق ہے نہ عمر نہ بھلائی دنیا و نہ آخرت پھر
کس لئے اپنے دلکو پریشان کرے اور اپنے خالق کو عتاب میں لاوے یہ سراسر نادانی ہے طاعات کو
ایسا چھپائے جیسا کوئی شہدار برائیوں اور گناہوں کو چھپاتا ہے بلکہ یہ جانے کہ خدا کا جاننا بس ہے
جو ایسا کریگا وہ اخلاص کی لذت پاویگا۔ اگر خلائق اسکو دیکھے تو بھی اس سے بےخبر رہے۔ اور لوگونکی
تعریف کا شوق دل سے اٹھادے اور سمجھے کہ خلائق کی اطلاع سے مجھکو کیا حاصل اور جانے کہ میرا
کام خلائق کے ہاتھ میں نہیں۔ اے سعید یاد رکھ۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ ریا کے خوف سے انکو
چھوڑ دینا ہرگز درست نہیں خواہ فرض ہو یا سنت ہاں کوشش نمود و ریا کو دفع کرنے اور
عبادت سے دست بردار ہونا درست نہیں کیونکہ حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اخلاص
عمل کا حکم دیا ہے جب اُسنے عمل ہی سے دست برداری کی اخلاص سے بھی محروم ہوگا۔ اور حضور
نے فرمایا ہے کہ ریا کے ستر دروازے ہیں جب ریا کا خیال آوے تو یوں ٹھیرائے کہ حق تعالیٰ
واقف ہے عذاب دیگا یہ سوچکر ریا کو دور کرے۔ اور ماں باپ کی رضامندی خدا کی
خوشنودی کے واسطے ڈھونڈے اور شاگرد کو چاہیئے علم سیکھنے سے مطلب رضائے الٰہی ہو
اور استاد کو بھی لازم ہے کہ خدا کیواسطے علم سکھائے اور معلم کی خدمت بھی خدائی کے لئے کرے
چنانچہ ایک مولوی صاحب کنوئیں میں گر پڑے لوگ رسی لائے تاکہ انکو نکالیں۔ مولنا صاحب
نے قسم دی کہ جو کوئی قرآن و حدیث مجھ سے پڑھا ہے خبردار رسی کو ہاتھ نہ لگائے اس خوف
منع کیا کہ مبادا یہ عوض ثواب تعلیم کو باطل کرے۔

حصہ اول ختم ہوا

(کتبہ منشی احمد علی دہلوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نذر عقیدت امیر المومنین سلطان العلوم تاجدار دکن اعلیحضرت میر عثمان علیخان نظام الملک آصفجاہ ہفتم

بیادگار سفر دہلی — دعاگو محمد حفیظ اللہ

آثار سعید

حصہ دوم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

زبان و خاموشی

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ جو کچھ بولتا ہے کچھ بات مگر نزدیک اس کے نگہبان ہے تیار۔ اور جو کچھ بولتا ہے انسان فرشتہ لکھتے ہیں بیماریاں سب زبانوں کی اس سے منع کی گئی جیسے فحش بکنا اور غیبت وغیرہ ❊

ان اللسان اوقع فی الموارد زبان بڑی خرابی اور مصیبتوں میں ڈالتی ہے۔ اور شرارت کی کنجی بات اور قفل خاموشی عفۃ اللسان صمتہ زبان کی پارسائی خاموشی ہے تاج المؤمن فی السکوت ورضاء اللہ فی السکوت مومن کا تاج سکوت ہے اور خدا کی خوشنودی سکوت میں ہے لا خیر فی کثیر من نجواھم فضول اور بیفائدہ کلام نہ کرو من سکت سلم ثم من سلم نجی جو کوئی خاموش ہوا سلامتی سے رہا من صمت نجا یعنی خاموش رہا نجات پایا افضل الایمان السکوت ایمان خاموشی میں ہے

اے **سعید** زبان دیکھنے میں تو ایک گوشت کا لوتھڑا ہے مگر اسکا تصرف جو کچھ کائنات میں ظاہر و پوشیدہ ہے سب ظاہر ہے اور وہ عقل کی نائب ہے اور کوئی چیز عقل سے باہر نہیں عقل کے ذریعہ سے وہم و خیال کی بھی تعبیر کرتی ہے اور زبان کی وزارت تمام مملکت جسم میں جاری ہے اور دل اسکا بادشاہ ہے یہ وزیر ہے اور جب وہ دل کے مقابلہ میں ہو اس سے باتیں لیکر اسکار از ظاہر و آشکارا و ہویدا کرتی ہے۔ گر غم کا اثر ہے تو دل سے رقت و سوز کا اثر لیکر نوحہ کرتی ہے اور جب دل میں سرور ہے تو اس سے ویسی ہی ترانہ گاتی ہے اور جب حق بات

کہتی ہے۔ منجانب اللہ دل روشن ہوتا ہے، اور جب دروغ کہتی ہے دل اس سے اندھا ہوتا ہے پس دل کی راستی و کجی زبان کی راستی و کجی کے تابع ہے اس لئے حضرت علیہ السلام نے ارشاد کیا ہے جبتک دل راست نہ ہو زبان راست نہو دل بادشاہ ہے تو زبان اسکی وزیر ہے بادشاہ و وزیر دونوں سے مملکت کے ملک نیک بد افعال ہوید اہوئے ہیں۔ دونوں کی صلاحیت درکار ہے اور زبان کی آفت سے عذر کرنا دین کے برے کاموں میں داخل ہے کیونکہ اس سے فحش دروغ غمازی وغیرہ صادر ہوتے ہیں

حکایت کسی نے حکیم لقمان سے کہا۔ کونسا جزو بدن میں اچھا ہے آپ نے دل و زبان لا حاضر کیا اور جب کہا کہ بدترین جزو لاؤ۔ جب دل و زبان لا حاضر کیا اور کہا اگر یہ اچھے ہیں تو سب سر اچھے ہیں اور اگر یہ خراب ہیں تو اقوال خراب ظاہر ہونگے۔ چنانچہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے لَا خَیْرَ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰھُمْ فضول اور بیفائدہ کلام نہ کرو۔ اور حکیم لقمان کا قول ہے۔ کثیر الفہم کم سخن ہے کیونکہ جسطرح ذرا سی آگ سے ایک جہان جلتا ہے اسی طرح ایک کلمہ ناشایستہ سے آدمی خراب ہو جاتا ہے اور اگر کلام کرے تو از روئے علم اور اگر کلام نہ کرے تو از راہ حلم اور اگر خطا ہو جاوے زبان پر لائے اور حکیم لقمان کا یہ بھی قول ہے کہ جس بات کو نہ جانے زبان سے نہ کہے اور جو جانے مستحق سے بتانے میں دریغ نہ کرے اور بہ ارادہ ہے کہ سنے اور اس سے نفع نہ اٹھائے۔ اور نہ اہل ہی جس نے جانا اور فائدہ نہ اٹھایا۔

حکایت حکیم ارسطاطالیس کو ایک ورکسی نے گالی دی کچھ نہ بولا۔ ایک دوست نے کہا کہ جواب کیوں نہیں دیتا۔ تو کہا۔ کبوتر کوے کی بولی نہیں بول سکتا۔ اور یہ بھی اس حکیم کا قول ہے محنت اور مشقت سے نفس کو قابو کرو ورنہ اسکی بدکلامی تجھے پامال کردیگی۔

اے سعید بہت بولنا قدر کم کرتا ہے عقلمند وہ ہے جو زبان کو برا کہنے سے باز رکھے اور بدی کے عوض نیکی کرے۔ اہل خیر کی صحبت اٹھائے تاکہ ان ہی سا ہو جائے اور اہل شر سے بھاگے تاکہ انکی صحبت سے ان ایسا نہ ہو جائے ؛

اے سعید زبان کی آفتیں بہت ہیں۔ تو پس چاہیئے کہ آدمی ضرورت سے زیادہ بات نہ کرے مَنْ صَمَتَ نَجَا یعنی جو خاموش رہا نجات پائی حضرت عمرؓ نے کہا ہے کہ ابوبکر کو میں نے دیکھا کہ آپ زبان کو انگلی سے پکڑ کر کھینچے اور ملتے تھے۔ میں نے پوچھا یا خلیفہ رسول اللہ تم کیا کرتے ہو جواب دیا کہ مجھکو بہت سے کاموں میں پھنساتی ہے اور فرمایا رسول اللہ نے۔ ایمان خاموشی میں ہے۔ معاذؓ نے حضرت سے پوچھا کہ کونسا عمل بہتر ہے آپ نے زبان منہ سے نکالی۔ اسپر انگلی رکھی۔ یعنی خاموشی اور فرمایا رسول اللہ نے کہ اکثر تقصیریں بنی آدم کی زبان میں ہیں۔ اور فرمایا کہ بہت آسان عبادت کی خبر دوں؟ کہا خاموشی اور خوئے نیک ہے۔ اور فرمایا ہے آپ نے جس نے خدا اور رسول اور روز قیامت کا یقین کیا ہے اسے کہو کہ سدا بھلی بات کے نہ کہے۔ یا چپکا ہو رہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگوں نے کہا ہمیں کچھ سکھلائیے جس سے بہشت میں جاویں۔ ارشاد کیا۔ ہرگز بات نہ کرو۔ کہا یہ نہیں ہوسکتا۔ پھر ارشاد کیا ہرگز کلمۂ خیر کے سوا نہ بول۔ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جب کسی مومن کو خاموش اور سنجیدہ پاؤ تو اس کا تقرب حاصل کرو۔ کہ وہ بغیر حکمت کے نہ ہوگا۔ اور فرمایا ہے حضرت نے جو بسیار گو ہوگا بہت بیہودہ گو ہوگا۔ اور جو ایسا ہے بہت عاصی ہے اسیواسطے حضرت ابوبکر منہ میں کنکریاں رکھتے تھے تا بات نہ کرسکیں۔ ارشاد ابن مسعودؓ ہے کہ زبان سے زیادہ کوئی چیز قید کے لائق نہیں ربیع ابن خثیم نے بیس برس تک دنیا کی بات نہ کی۔ حافظ شاکر صاحب لہ آبادی بات نہ کرتے تھے۔ مگر قران شریف سے بات کرتے تھے اور ایک بزرگ تھے صبح کو اٹھتے قلم اور کاغذ لیکر بولتے لکھتے اور رات کو حساب کرتے۔

اے سعید خلاصہ یہ کہ وہ بات کرے جو شفقت سے خالی نہ ہو۔ خواہ اپنے خواہ غیر کے اور سمجھے موت قریب ہے۔ ذاکر رہے اور ایسے موقعہ پر کہ اور ونکو تیرے بولنے سے نقصان ہو تو خاموش نہ رہے۔ بقول سعدی ؎ اگر بینیم کہ نابینا و چاہ است ٭ وگر خاموش بنشینم گناہ است ٭ اور جو بات ایک لفظ سے ادا ہو تو وہ دو لفظ میں ادا نہ کرے کیونکہ ارشاد نبی ہے کہ نیک بخت وہ ہے جس نے زیادہ گوئی کو روکا اور زیادہ مال نیک کام میں صرف کیا اور ہم اسکے برعکس کرتے ہیں مال فضول کو دبا رکھتے ہیں اور کلام فضول کو صرف کرتے ہیں۔ بسیار گوئی میں تضیع اوقات کا نقصان زیادہ ہے کسی کلام پر حرف گیری کریں اور اسکا سقم نکالیں یہ فعل حرام ہے کیونکہ اس آدمی کو رنج پہنچتا ہے اور کسی مسلمان کو رنج دینا مناسب نہیں اور لوگوں کے کلام کی خطا ظاہر کرنی فرض نہیں بلکہ خاموش رہنا تیرے ایمان کی دلیل ہے۔ اصل الایمان السکوت اور جو دین میں نیا دین نکالے اسکے کلام کا رد کرنا ضرور ہے۔ اور حق بات کی نصیحت خلوت میں کرے بشرطیکہ اسکے ماننے کی امید ہو ورنہ چپکا ہورہے اور دل سے بری بات کو برا جان۔ حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا علما سے بحث مت کرنا تجھسے دشمنی نہ کریں۔ اے سعید خدا نے سب کو دو کان اور ایک زبان دی ہے یہ اس طرف اشارہ ہے کہ بولے کم اور سنے زیادہ ؎ ہے ایک جیب شن سے الشان دو ٭ کہ حق نے زبان ایک دی کان دو ٭ من سکت سلم ومن سلم نجا۔ جو کوئی خاموش رہا سلامتی سے رہا اور جو سلامتی سے رہا نجات پائی۔ اور فرمایا حضرت نے مہر اسلام خاموشی ہے۔ اور بلار سالیؓ کان کی خاموشی ہے اور جو خاموش رہا اور اپنے کو سب سے الگ اس نے رکھا وہ عافیت میں رہا مثنوی مولنا روم میں ہے ؎ چشم بند و گوش بند و لب بہ بند ٭ گر نہ بینی سر حق بر ما بخند ٭ اسلیئے زبان کا روکنا لازم ہے کیونکہ یہ سب اعضا میں زیادہ نافرمان ہے اور اسکے فساد بے انتہا سفیان نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ الہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ میرے

سے لئے کونسی چیز زیادہ ہلاکت کا سبب ہے آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا کہ یہ ہے ابوسعید خدری نے بیان کیا ہے جب آدمی صبح کو سو کر اٹھتا ہے سب عضو زبان سے کہتے ہیں کہ تجھکو ہم خدا کی قسم دیتے ہیں کہ تو سیدھی رہیو۔ کیونکہ تو سیدھی رہیگی تو ہم سب سیدھے رہیں گے۔ اگر تو راستی سے پھر گئی تو ہم سب میں بھی خرابی پیدا ہوگی۔ مالک دینار کا قول ہے کہ جب دل سختی اور تن میں سستی اور رزق میں کمی معلوم ہو تو جان لے کہ کوئی کلمہ بے فائدہ زبان سے سرزد ہوا ہے اور جو بات خدا کے ذکر کے سوا زبان پر لاتا ہے لغو ہے۔ بیکار وقت ضائع ہوتا ہے جو زبان کو روکے گا نہیں وہ مذکورہ خرابیوں میں پڑیگا۔ کسی بزرگ کا قول ہے جو بہت باتیں کریگا۔ بہت غلطیاں کریگا سفیان ثوری رحمۃ اللہ نے فرمایا وہ بات زبان سے مت کہہ جو تیرے دانتوں کو توڑے یعنی ایسی بات نہ کہہ جو بعد میں خرابی لاوے اور پھر اسکا علاج مشکل ہو۔ بزرگوں نے مباح بات میں بھی چار نقص بتائے ہیں ایک یہ بات کہ کراماً کاتبین کو بیفائدہ کام میں مصروف کیا۔ دوسرے جس بات سے اپنا فائدہ یا اور کا نہ ہو وہ لغو ہے اور لغویات سے حذر کرنا بہتر ہے تیسرے جو تو کہیگا اسکو خدا یتعالیٰ کے سامنے پڑھنا ہوگا۔ چوتھے فرشتے کہیں گے اپنے پروردگار سے شرم نہ کی اور اسوقت کی دلیل پیش نہ جاویگی ؎ سیہ بختی ہیں اسے ستو دا نہیں طول سخن لازم نہ خامہ کا سر کٹوائیگی ایسی زبان والی ۞ اے فرزند آدم تیری آنکھ و نیز غلاف اس لئے پیدا کیا ہے کہ جو شئے نادیدنی تیرے سامنے آوے اسی وقت آنکھ بند کرلے اسی طرح منہ کیلئے ہونٹ پیدا کیئے کہ ناگفتنی بات سے منہ بند کرلے۔ اور فرمایا کہ جو کوئی بغیر علم کے کسی سے جھگڑے خدا اس سے ناخوش ہوگا اور کسی صحابی کا قول ہے کہ ہر چیز کی پلیدی ہے اور زبان کی پلیدی فحش بکنا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کو باری تعالیٰ کے یہاں سے حکم ہوا کہ باتیں کم کرنا کہ ہماری ہمسائیگی کیطرف پہنچے یعنی بہشت میں۔ زبان کی خرابیاں یہ ہیں کہ کسی کا راز ظاہر کرنا۔ جھوٹی گواہی دینا۔ غیبت کرنا۔ دونوں طرف جاکر دو رویہ باتیں کرنا کسیکی خوشامد کرنا ۞ اور زبان ذکر الٰہی کے واسطے بنی ہے جب زبان سے ذکر الٰہی نہ ہو موجب کدورت و خرابی ہے اور یہ پریشانی تمام اعضا میں اثر کرتی ہے اسی طرح بھلی باتوں میں اثر دیتی ہے بہوش باش سر در سر زبان ندہی ۞ زبان سرخ سر سبز میدہد بر باد ۞ اور ذکر کا بیان ذکر کے باب میں ناظرین ملاحظہ کریں۔ اور فرمایا ہے رسول اللہ نے کہ جنت والونکو کوئی حسرت اس کے سوا نہ ہوگی کہ انکی اوقات بے یاد الٰہی کے گذر گئی اور زبان ایسی چیز نہیں کہ وہ کام کرسکے گر کچھ بولے گی تو ذکر سے خاموش رہیگی۔

حکایت نقل ہے کہ ایک امیر نے اپنے لڑکے کی تعلیم کے واسطے معلم بٹھایا اس نے

لڑکے کو پڑھانا اور لکھانا ادب دینا شروع کیا ایک عرصہ کے بعد لڑکے نے استاد سے کہا ایسی کوئی بات بتائیے کہ سب دولت دنیا اور بکھیڑے عقبیٰ سے نجات ہوجاوے۔ کہا خموشی میں دونوں جہان کی سلامتی ہے۔ جیسا کہ رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَنْ سَکَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ فَقَدْ نَجٰی یعنی جو چپ رہا سلامت رہا اور جو سلامت رہا پس تحقیق سب بلا سے بچا۔ اور دوسرا ارشاد نبی کریم ہے "سب خرابی گویائی سے آتی ہے اگر کوئی بات بیدینی کی کہی ایمان میں نقصان آیا۔ اور جو کسی آدمی کو برا کہا مار کھائی۔ آبرو کھوئی۔ لڑکے نے یہ دونوں نصیحت استاد کی مان کر خاموشی قبول کی شدہ شدہ یہ خبر امیر تک پہنچی۔ امیر یہ سن کر نہایت بیقرار ہوا ہر طرف آدمی دوڑائے طبیب بلائے کسی علاج سے فائدہ نہ ہوا جنگل کی سیر و شکار کو چلا ناگاہ کوئی پرند بولا بولتے ہی کسی نے نشانا مارا چھپر لڑکے کے آگے لا یا دہ دیکھتے ہی جوش میں آگیا اور رہ رہا سا ابل گیا بے ساختہ اسکی زبان سے نکل گیا کہ وہ کیوں بولا جو مارا گیا" یہ سنتے ہی سب خوشی سے پھول گئے سارے کام بھول گئے۔ عرصہ سے جو امیر پژمردہ تھا نہایت خوش ہوا ہر ایک کو زر و مال سے خوش حال اور مالا مال کر دیا اور کچھ کلام فرمایا۔ اس نے جواب نہ دیا امیر اپنے آپے سے نکل گیا۔ اور آتش غضب سے تنگ گیا کہ بہانہ کلام کا جواب نہ دیا اور بے زبانوں سے کلام کرنا خواہ مخواہ اپنی موت کا سامان کرنا ہے۔ پس کوڑا لاؤ اور جلد جلاد کو بھی لاؤ اور اول کپڑے اتار کر اسکی جلد اڑاؤ بعدہٗ اسکو قتل کر دو لڑکا عاجز ہو کر کہنے لگا "سچے نبی نے سچ کہا جو چپ رہا سلامت بچا اور جو بولا مارا گیا ؎

عزیزو بہت بولنا عیب ہے
زباں بنی جاہیں ہے بیشک زباں
سمجھ لو کہ جو شے فراواں ہوئی
بہت خار ہیں ورنگ تر ہیں کم
بنو کم سخن اور سنجیدہ گو

زباں بے محل کھولنا عیب ہے
بڑھا ایک نقطہ تو ہے یہ زیاں
وہ بازار عالم میں ارزاں ہوئی
کہاں جام سفلی کہاں جام جم
کوئی گفتگو سے نہ رنجیدہ ہو

تمہیں یادہ گوئی کی عادت نہ ہو
سخن چاہیئے نادر و دل پذیر
یہاں چیز کمیاب کی قدر ہے
صدف بیشمار سنگ ریزے ہزار
کسی کا ہے قول گوہر بہا

کہ ہوتے ہیں کم عقل بسیار گو
کریں جسکی تعریف برنا و پیر
ستارے بہت اور اک بدر ہے
کہیں کوئی الماس ہے آبدار
یہ آویزہ گوش ہو دانما

کہو اک جب سنے انساں زباں حق نے دی ایک اور دو کان

زکوٰۃ

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی چھٹکارا پایا جس نے زکوٰۃ دی یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ جو لوگ

سونے اور چاندی کے خزانے رکھتے ہیں اور خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ یعنی زکوٰۃ نہیں دیتے۔ انکو خبردار کردے۔ اے محمدؐ۔ دردناک عذاب سے اس روز وہ خزانہ جو بے دیئے زکوٰۃ کے رکھتے تھے۔ آگ میں گرم کیے جاویں گے اور وہ ان جلتے ہوئے دینار و درہم سے داغ دیئے جاویں گے۔ انکی پیشانی وہ اس لئے کہ محتاج اور غریب کو دیکھ کر جبیں بجبیں ہوتا تھا۔ اور داغ دیئے جاوینگے۔ ان کے پہلو جو محتاجوں سے پہلو تہی کرتے تھے۔ اور داغ دیئے جاویں گی انکی پیٹھیں جو دردیشوں سے پیٹھ پھیرتے تھے۔ فرشتہ کہیں گے دنیا میں اپنے نفس کے نفع کے واسطے تم ہی خزانہ رکھتے تھے اور زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔ وہی خزانہ آج تمہارے لئے وبال ہے بسبب نہ دینے زکوٰۃ کے عذاب کا مزہ چکھو ؛

نقل ہے اپنے مال کی حفاظت کرو زکوٰۃ سے۔ زکوٰۃ دینے والوں کے مال کا اللہ حافظ ہے کہ ایک ترسا نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حدیث مذکورہ سنکر زکوٰۃ دی لوگوں نے اس سے کہا کہ تمہارے مذہب میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اُس نے جوابدیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کو آزماتا ہوں کہ میرا مال سب تجارت میں لگا ہوا ہے اور راستہ پر خطر ہے میں نے مال کی زکوٰۃ دی اگر میرا مال سلامت پہنچ گیا تو خیر ورنہ میں تلوار کھینچکر اپنے مال کو حضرت سے واپس لیلونگا۔ اس کے بعد خبر پہنچی کہ اس قافلہ کو چوروں نے لوٹ لیا وہ ترسا مکہ کا رہنے والا تھا۔ اس نے چند اور ترساؤنکو اکھٹا کیا اور تلواریں باندھکر جانب مسجد نبوی چلا۔ ابھی مسجد تک نہ پہنچا تھا کہ اس کے شریک کا آدمی پہنچا کہ اونٹ کا پیر لنگڑا ہو گیا تھا اس وجہ سے فلاں جگہ قیام کر دیا تھا۔ میرے ساتھی آگے چلے گئے تھے انکو چوروں نے لوٹ لیا اور میں بچ گیا۔ اور وہ ترسا مشرف باسلام ہوا **ترجمہ حدیث** جو شخص مالک نصاب ہو کر زکوٰۃ نہ دیگا اس کا مال سانپ بنکر قیامت میں گلے کا طوق ہوگا۔ اس کے گالوں میں کاٹیگا اور کہیگا میں تیرا مال ہوں۔

فرمایا رسول اللہؐ نے جو شخص بیل بکری اونٹوں کا مالک نصاب ہو کر زکوٰۃ نہ دیگا قسم ہے اسکی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ جانور قیامت کے دن بہت تازے اور توانا ہو کر آدیں گے اور ان کے بڑے بڑے سینگ ہونگے نہ دینے والے زکوٰۃ کو ان سینگوں سے ماریں گے اور پھر دوزخ میں عذاب علاوہ ہوگا۔ اور جنت کے دروازے پر لکھا ہے زکوٰۃ نہ دینے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اور جس شخص نے باوجود صاحب نصاب ہونے کے زکوٰۃ نہ دی تو اس کے سینے پر ایسا داغ دینگے کہ پیٹھ کی طرف سے نکلے اور پیٹھ پر ایسا داغ دیں گے کہ سینہ کی طرف نکلے ؛

اور زکوٰۃ اونٹ گائے بھیڑ بکری دنبہ گھوڑا سے گدھے پر بھی ہے مگر ان میں چار شرطیں ہیں پہلی شرط یہ ہے کہ وہ گھر میں نہ پلتے ہوں بلکہ چراگاہ دیتے اکثر ان پر خرچ نہ پڑے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ وہ ایک سال اسکی ملک میں رہیں اور اندر سال کے اگر وہ اسکی ملکیت سے نکلجاویں تو زکوٰۃ نہیں آویگی۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس مال سے تونگر ہو اور اس کے تصرف میں رہا ہو اگر کم ہوگئے ہوں یا کوئی ظالم لیلے زکوٰۃ ساقط ہوگی۔ اگر کوئی شخص مال کے برابر قرضدار ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ اس کے پاس مال کا۔ النصاب اتنا جمع ہو جس سے وہ تونگر ہووے کیونکہ تھوڑے مال سے آدمی تونگر نہیں ہوتا ہے۔

اونٹ جبتک پانچ نہوں انکی زکوٰۃ واجب نہیں اور پانچ اونٹ میں ایک بکری واجب ہوتی ہے اور وہ بکری ایک سال سے کم نہ ہو۔ علیٰ ہذا القیاس دس اونٹوں میں دو بکریاں اور بیل گائے جبتک تیس نہوں انکی زکوٰۃ واجب نہیں۔ تیس ہوں تو ایک سال کا بچھڑا واجب ہوتا ہے اور چالیس ہوں تو دو سال کا بچھڑا واجب ہوتا ہے اور ساٹھ میں دو بچھڑے ایک سالہ واجب ہوتے ہیں۔ من بعد حساب قائم ہوتا ہے۔ اور چالیس بکریوں میں ایک بکری اور ایکسو اکیس میں دو بکریاں اور دو سو ایک میں تین بکریاں اس کے بعد حساب قائم ہوتا ہو ہر ایک سو میں ایک بکری دیوے اور ایک سالہ سے کم درست نہیں۔ دو شخص بکریوں کو باہم ملی رکھتے ہیں۔ اور دونوں پر زکوٰۃ واجب ہے۔ یعنے ان میں کوئی کافر یا مکاتب نہیں دونوں کا حصہ ایک مال کا حکم رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر دونوں کے پاس چالیس بکریوں سے زیادہ نہوں تو ہر ایک پر آدھا بکرا واجب ہوگا۔ اور اگر ایکسو بیس ہوں تو دونوں ملکر ایک بکرا دیں دوسری قسم غلہ اور میوے کی زکوٰۃ ہے جسکے پاس آٹھ سو من گیہوں ہوں یا جو یا خرما۔ یا منقیٰ یا اور کوئی چیز جس سے قوت ہو سکتا ہے۔ جیسے مونگ اور چنے اور چاول وغیرہ عشر اس میں واجب ہوگا۔ اور جو چیز قوت کی نہیں۔ جیسے روئی اور بادام کتان وغیرہ اس میں عشر واجب نہ ہوگا۔ اگر چار سو من گیہوں اور چار سو من جو ہوں وے عشر واجب نہ ہوگا۔ کیونکہ وجوب زکوٰۃ کی خاطر ایک جنس کا نصاب شرط ہے اور پانی ندی اور نہر کا نہ ہو بلکہ تالاب سے پانی پہنچایا ہو تو بھی عشر واجب نہوگا۔ زکوٰۃ کے وقت انگور اور رطب دینا درست نہیں۔ بلکہ منقیٰ اور خرما دیوے آخر اس انگور کا منقیٰ نہ بنتا ہو تو اسوقت روا ہے اور چاہیئے کہ جب انگور رنگ پیدا کرے اور جو گندم کا دانا سخت ہو اس میں کچھ تصرف نکرے۔ آخر سال میں جب تلک اندازہ سے معلوم نہ ہو کہ فقیروں کا حصہ کتنا ہے۔ جب معلوم ہوچکا تمام میں تصرف کرنا روا ہوگا۔ تیسری قسم چاندی اور سونے کی زکوٰۃ ہے چاندی کے دو سو درہم ہیں درہم یعنی ساڑھے ۵۲ تولہ چاندی رکھنے والے پر عصہ بشرطیکہ ایکروپیہ تولہ چاندی کا نرخ ہو۔ جیسے زکوٰۃ ادا ہوگی اور جتنا زیادہ ہو۔ اسی حساب سے دیجیے۔ اور خالص سونے کے نصاب میں بیس دینار میں آدھا دینار۔

حاشیہ: [illegible]

یعنی ساڑھے سات تولہ سونے پر سوا دو ماشہ پچیس روپیہ کے ورثے سونا ہو تو سوا دو ماشہ کی قیمت چار روپیہ بارہ آنہ ۴۔ امام اعظم کے نزدیک اگر زیور ہو زکوٰۃ واجب ہے بشرطیکہ نصاب کو پہنچے خواہ زیور سونے کا ہو یا چاندی کا ۔ چوتھی قسم مال تجارت کی زکوٰۃ ہے۔ جب تیس دینار کی مقدار ایک چیز تجارت کی نیت سے خریدی اور ایک سال گذر گیا وہی نقد کی زکوٰۃ واجب ہوگی ۔ اور سال بھر میں جو کچھ نفع کمایا ہو اسکا حساب کرکے اور ہر سال کے آخر مال کی قیمت معلوم کرے اس وقت اگر سرمایہ زر اصل میں پاوے اس سے زکوٰۃ دیوے اگر نقد سے نہیں خریدا ہے تو اس کے نقد سے جو شہر میں رائج ہو زکوٰۃ دیوے ۔ اور پانچوں قسم کی زکوٰۃ کی فطرہ ہے وہ روزوں کے بیان میں لکھی جاچکی ہے ۔ وہاں دیکھو ۴

نقشہ زکوٰۃ نکالنے کا یہ ہے

ایک ہزار روپیہ سے لیکر دس روپیہ تک کی زکوٰۃ نکالنے کا آسان طریقہ

ایک ہزار روپیہ	۱۰۰۰	پچیس روپیہ ۲۵	تین سو	۳۰۰	سات روپیہ
نوسو	۹۰۰	بائیس ۲۲ روپیہ آٹھ آنہ	دوسو	۲۰۰	پانچ روپیہ
آٹھ سو	۸۰۰	بیس روپیہ	ایک سو	۱۰۰	ڈھائی روپیہ ۲۸
سات سو	۷۰۰	سترہ روپیہ آٹھ آنہ	پچاس	۵۰	ایکروپیہ چار آنہ
چھ سو	۶۰۰	پندرہ روپیہ	پچیس	۲۵	دس آنہ
پانسو	۵۰۰	بارہ روپیہ آٹھ آنہ	بیس	۲۰	آٹھ آنہ
چارسو	۴۰۰	دس روپیہ آٹھ آنہ	دس	۱۰	چار آنہ

زیادہ تر لوگوں کو روپیوں کے حساب سے زکوٰۃ دینے کا اتفاق پڑتا ہے اس لئے بغرض سہولت ایک نقشہ زکوٰۃ نکالنے کا ایک ہزار روپیہ سے لیکر دس روپیہ تک لکھا گیا ہے ۔ اگرچہ دس بیس روپیہ کے مال پر بوجہ مقدار مذکورہ نہ ہونے کے زکوٰۃ فرض نہیں ہے ۔ لیکن مقدار مذکورہ کے پورہ ہونے کے بعد کسروں کا حساب نکالنے میں اس نقشہ سے سہولت ہوگی اور یاد رکھو کہ سونے چاندی میں نصاب کے بعد جب پانچواں حصہ بڑھے گا ۔ تب بڑھوتری پر زکوٰۃ آویگی ورنہ نہیں ۔ درمیانی رقموں اور کسروں کا حساب اس سے بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے مثلاً ۔ ڈیڑھ سو روپیہ کی زکوٰۃ کا حال معلوم کرنا ہے ۔ تو نقشہ میں سو روپیہ کی زکوٰۃ دیکھو ۔ اور پھر پچاس کی دونوں کو ملا لو تو تین روپیہ چار آنہ زکوٰۃ ہوگی ۔ یا مثلاً پچہتر روپیہ کی زکوٰۃ دریافت

کرنا مطلوب ہے تو نقشہ میں پچاس روپیہ کی زکوٰۃ اور پھر پچیس روپیہ کی زکوٰۃ۔ دونوں کو ملانے
سے پچہتر روپیہ کی زکوٰۃ ہوئی۔ علیٰ ہذا القیاس نیک کام میں دیر لگانا اچھا نہیں۔ کہ شاید اچانک
موت آجائے اور مواخذہ اپنی گردن پر رہ جائے۔ اگر سال گذرنے پر زکوٰۃ ادا نہیں کی۔ یہانتک
کہ دوسرا سال بھی گذر گیا۔ تو گناہ ہوا۔ اب چاہیئے کہ توبہ کرکے دونوں سال کی زکوٰۃ دیدے اور
آئندہ ایسی غفلت نہ کرے۔ ہر مومن کو دعویٰ ہے وہ سب چیزوں سے زیادہ خدا کو دوست رکھتا
اور سمجھتا ہے کہ فی الحقیقت یہی بات ہے۔ پس ایک علامت اور دلیل کی حاجت ہوئی کہ ہر ایک کا
دعویٰ ہے دعویٰ ہی نہ ہو اسکی کسوٹی بھی ہو جائے۔ اس لئے کہ آدمی کو مال پیارہ ہے تاکہ ہر شخص
نکمے دعوے سے مغرور نہ ہو۔ جو اس دعویٰ میں سچے تھے ویسا ہی اس سے ظہور ہوا اور ہوگا
چنانچہ کسی نے سب مال دیدیا۔ کسی نے نصف اور کسی نے چوتھائی۔ کسی نے آٹھواں حصہ۔
کسی نے چالیسواں حصہ اللہ کے لئے اس کے عیوض جنت کے دینے کا وعدہ کیا ہے پس کم
درجہ کے لوگ وہ ہیں۔ جو دوسو درم میں پانچ درم سے زیادہ دینکی طاقت نہیں رکھتے۔ جو فرض
سے ادا کرتے ہیں۔ تصدیق دل سے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اور نماز روزہ حج و زکوٰۃ
ادا کرتے ہیں۔ جو کہ اسلام کے پانچ رکن ہیں۔ یعنے خدا کا فرمان جلد خوشی سے ادا کرتے ہیں
اور زکوٰۃ دینے سے فقرا پر احسان نہیں کرتے اور جو دوسو درم خدا تعالیٰ نے دیا ہے پانچ درم
نہ دیگا۔ اسکو خدا کی محبت سے کچھہ علاقہ نہیں۔ جو اس سے زیادہ نہیں دے سکتا ہے وہ۔
نہایت ضعیف ہے۔ محبت کے دعوے میں دروغ ہے اور بخیلوں میں داخل ہے۔ زکوٰۃ
کا دینا طہارت قلب ہے۔ اور جس دل میں بخل ہے وہ طاہر نہیں۔
مال مومن کے لئے ایسی نعمت ہے۔ جس سے دنیا و آخرت کی راحت میسر ہو۔ جیسے نماز روزہ اور
حج تن کی نعمت کا شکر ہے۔ اور زکوٰۃ مال کا شکر۔ اور جو کوئی آدمی اس نعمت کی بدولت
اپنے کو غنی دیکھے۔ اور دوسرے مسلمان بھائی کو محتاج پائے۔ اپنے دلمیں کہے کہ وہ۔
بھی میری مانند خدا کا بندہ ہے۔ اور مجھے اس سے بے نیاز کیا۔ اور اسے میرا محتاج کیا
اس سے مدارا کروں مبادا کہ یہ آزمائش ہو۔ اگر تقصیر کروں۔ مجھے ابرخ کرکے فقیر محتاج
کردے اور اسے تونگر بنادے۔ **حکایت**۔ ایک میاں بیوی ملکر کھانا کھا رہے
تھے۔ اور دسترخوان پر مچھلی تھی۔ ایک سائل نے سوال کیا اسکو کچھہ نہ دینے گئے اس
رزاق کو یہ بات پسند نہ آئی۔ ان کے ہر کام میں نقصان ہونا شروع ہوا۔ اور یہانتک۔
مفلسی کا بازار گرم ہوا کہ میاں سے بیوی کا نان و نفقہ بھی نہ دیا گیا۔ اور نوبت بطلاق آئی
اس عورت نے ایک دوسرے مرد سے نکاح کرلیا۔ اتفاق سے ایک روز پھر اس عورت

سے مچھلی پکائی تھی۔ اور ایک سائل نے سوال کیا فوراً اس عورت نے جا کر مچھلی اور روٹی اسکو دی۔ جب دیکر آئی تو آثار غم اس سے ظاہر ہوئے اور خاوند نے پوچھا کہ تیرے بشرے سے غم پایا جاتا ہے۔ اس نے کہا سال بھر ہوا اسی طرح میں اپنے پہلے خاوند کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی۔ کہ سائل نے سوال کیا ہمنے کچھ ندیا۔ اس سبب سے ہم عتاب میں آئے کہ ہر شے میں نقصان آنا شروع ہوا اور مجھے اسے چھوڑنا پڑا اب جو یہ سائل نے سوال کیا۔ اس خیال سے کہ پھر کچھ رنگت کھلے کھانا لیکر حاضر ہوئی۔ اب جو دیکھا وہ یہ میرا ہی خاوند ہے۔ اس میاں نے کہا۔ وہ سائل میں ہی تھا۔ اے سعید اللہ کو پلٹتے دیر نہیں لگتی۔

چاہیے کہ زکوۃ دینے میں جلدی کرے کہ اس سے فقرا کا دل خوش ہوتا ہے۔ اور انکی دعا کی برکت سے یہ بلیات سے محفوظ ہوتا ہے۔ اور فرمایا ہے رسول اللہؐ نے کہ صدقہ اول خدا کے دست لطف میں جاتا ہے۔ بعد فقیر کے ہاتھ میں۔ جب خدا تعالیٰ کو دیتا ہے اور وہ درویش اس کے لینے میں خدا کا نائب ہے۔ جو چاہیے کہ درویش کا احسانمند رہے نہ یہ اسپر منت رکھے جو آدمی اس راز کو سمجھیگا۔ احسان نہ رکھے گا کہ فقیر پر منت رکھنا حماقت ہے اور اہل سمجھ بہت تواضع سے جھک کر رکھتے ہیں کہ یہ مجھ سے قبول کیجئے اور بعض ہاتھ آگے رکھتے ہیں تا درویش اٹھا لے۔ اور اس کا ہاتھ کا زیر نہ ہو۔ بی بی عائشہ صدیقہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما جب فقیر کو کچھ بخشتی تھیں لے جانیوالے کو فرما دیتے تھیں کہ جو دعا وہ دیوے اسکو یاد رکھ اور مجھ سے کہہ۔ پھر دعا کے بدلے وہی دعا دیتیں تاکہ صدقہ بغیر بدلے کے باقی رہے۔ اور دعا کی خواہش نہ رکھتیں کہ اس پر احسان کیا۔ اور فقیر فی الحقیقت تیرا محسن ہے۔ کہ تیری اس خدمت کو قبول کیا ہے۔ حق تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاک چیزوں کو قبول کریگا۔ تو اچھی پاک چیز اسکی راہ میں دے اور جو صدقہ دل کی خوشی کا نہ ہو اسکی قبولیت میں شک ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کبھی ایکدرم کا صدقہ ہزار درم کے صدقہ پر سبقت لیجاتا ہے۔ وہ ایسا ہے کہ دلکی رضامندی سے دیوے۔

نقل ہے کہ ایک عالم تونگر تھا۔ ہمیشہ فقرا صوفیہ کو دیتا اور کہتا کہ یہ لوگ حق تعالیٰ کے سوا اور کسی چیز کا قصد نہیں کرتے ہیں اور جب انکو کوئی ضرورت درپیش ہو تو البتہ انکا خیال پراگندہ ہوگا۔ اور میں ایک دل خدا کی درگاہ میں لیجانا دوست تر رکھتا ہوں ایسے سو دل کی مراعات سے جنکا عزم دنیا کی طرف ہو۔ بعضے طالب علم کو دیتے ہیں۔ تاکہ وہ تحصیل علم میں [illegible] ہوں۔ [illegible] داروں کا دینا صدقہ بھی ہے اور صلۂ رحم بھی ہے اور [illegible] زکوۃ [illegible] دینا حیف ہے۔ اے سعید زکوۃ بہترین عبادت ہے

کہ اس سے نفع دوسرونکو پہنچتا ہے۔

زنا۔ لواطت۔ مساحقہ جلق

لا تقربوا الزنیٰ انه کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا۔ زنا کے نزدیک مت ہو اور اس کے نزدیک مت ہو۔ اور اس کے گرد مت پھرو۔ تحقیق زنا عمل بےحیائی کا ہے۔ اور سبب عذاب اور راہ بد ہے۔ مومنوں کی شان اسمیں ہے ویحفظون فروجہم یعنی اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ حرم الفواحش ماظہر منہا وما بطن اللہ تعالیٰ نے تمام بےحیائیوں کو حرام کر دیا ہے خواہ ظاہر طور پر کیجائے۔ یا چھپا کر الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ زانی اور زانیہ پس ہر ایک کو سَو درے مارو۔ **حدیث شریف** الزنیٰ یورث الفقر ویذھب النور وینقص العمر زانی مفلس ہوتا ہے اسکی مراد درویشی یعنے گدائی گھر گھر بھیک لیتا اور تباہی کا باعث ہوتا اور اس کے چہرہ کا نور ضائع ہوتا ہے۔ اور عمر کوتاہ ہوتی ہے۔ اور فرمایا نبی ؐ نے زنیۃ واحدۃ یحبط عمل سبعین سنۃ ایک بار کا زنا ستر سال کی عبادت کو ضائع کرتا ہے۔ اور فرمایا من ذنب اعظم بعد الشرک من نطفۃ وضعہا رجل فی رحم لا یحل نہیں کوئی گناہ شرک کے بعد زیادہ برا اگر ایک آدمی اپنی منی کو کسی غیر کے رحم میں جو کہ اسکو حلال نہ ہو۔ ترک الزنا یجر الرزق الیہ۔ تارک زنا کی روزی اس کی طرف دوڑی آتی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسوقت کہ زنا کرتا ہے بندہ نکل جاتا ہے اس سے ایمان پس ہوتا ہے اس کے سر پر سائبان پس جبکہ اس سے ہوتا ہے فارغ پھر آتا ہے طرف اس کے ایمان **نقل ہے** کہ ایک دفعہ کا زنا ستر برس کے نیک عملونکو ناچیز اور باطل کر دیتا ہے۔ شرک اور کفر کے بعد بڑا گناہ یہ ہے کہ اپنے نطفہ کو حلال عورت کے علاوہ عورت اجنبیہ کے رحم میں رکھنا وہ عورت خواہ مسلمان ہو یا کافر آزاد ہو یا لونڈی۔ زانی کو کھا جاتی ہے۔ آگ **جیسے** کھا جاتی ہے۔ سوکھی لکڑی کو اور جو کوئی بیگانی عورت سے زنا کرتا ہے۔ حق تعالیٰ اسکی قبر کی طرف دوزخ کے ساتھوں دروازے کھولدیتا ہے۔ ان ساتوں دروازوں سے سانپ بچھو قیامت تک اسکی طرف آتے رہیں گے۔ **نقل ہے۔** کہ زانی اور زانیہ کی شرمگاہ سے آگ جلتی ہوئی آئیگی۔ قیامت کی دن اور فرشتے دوزخ کی طرف کھینچے جاویں گے۔ جسوقت دوزخ میں داخل ہونگے مالک لوہے کا بکتر پہناویگا۔ اگر اس بکتر کی ایک کڑی بلند پہاڑ پر رکھی جلئے۔ تو وہ پہاڑ جلکر راکھ ہو جائیگے۔ مالک دوزخ کا فرشتہ کہیگا۔ ان زانیوں کو آتش دوزخ کی میخوں سے داغ دو جیسے وہ آنکھیں حرام کی طرف نظر کرتی تھیں۔ ان کے ہاتھوں کو آگ کی زنجیریں پہناؤ۔ جیسے حرام کی طرف [illegible] ہوتے ہیں [illegible]

. . . . . . اور ان کے پاؤں میں جیسے وہ حرام کی طرف جاتے تھے زمانیہ مالک کے حکم سے موافق کرے گا۔ **روایت** ہے کہ مرد والی عورت سے جو زنا کرے گا۔ اسکو اور اس عورت کو قبر میں سخت عذاب ہوگا۔ قیامت میں خدا کے حکم سے اس عورت کا خصم زانی کی تمام نیکیاں لے لیگا۔ اور اس کے گناہ تمام زانی لیکر دوزخ میں جائیگا۔ یہ بات اُس وقت ہے کہ خاوند اپنی عورت کے زنا سے ناواقف ہو۔ اگر جان کر خاموش رہیگا۔ تو اس پر جنت حرام ہے۔ دیوث وہ شخص ہے کہ اپنے گھر کے لوگوں کی بدکاری اور حرام فعل جان کر راضی رہے۔ جو مرد اپنی جورو بیٹی۔ ماں بہن وغیرہ کو سنوار کر دوسری جگہ بھیجتے ہیں۔ اور وہاں نامحرم مردان کو دیکھتے ہیں۔ تو وہ دیوث ہیں۔ اور جو دنیا میں زنا کرتے ہیں انکی شرمگاہ کی بدبو سے اہل محشر فریاد کراٹھیں گے اور انپر لعنت کریں گے۔ اب وقت ہے توبہ کر لو ورنہ پچھتاؤ گے۔ اور پھر پچھتانا کام نہ آئیگا۔ ~~ باز آباز آہر آنچہ ہستی باز آ ~~

زنا میں بھی مراتب ہیں۔ ہمسایہ کی عورت سے زنا کرنا بہت ہی سخت عذاب ہے۔ خاوند والی عورت سے زنا کرنا بڑا گناہ ہے محرم عورتوں سے زنا کرنا سب زنا سے بدتر زنا ہے۔ جیسے۔ ماں۔ بہن۔ پھوپی خالہ۔ بھانجی بھتیجی۔ دادی۔ نانی ساس۔ بہو۔ ایسے ہی سالی۔ اور دودھ پلانیوالی کے عزیز یہ سب ناتے حرام ہوتے ہیں جوان کے زنا کرنے سے بوڑھے کا زنا کرنا بہت ہی بدہے باندی کے زنا سے بی بی کا زنا بد ہے۔ غلام کے زنا سے آزاد کا زنا بد ہے۔ جاہل کے زنا سے عالم کا زنا بدتر اور زانی کا بدلہ اسکی اولاد میں ہوگا۔ یہ ایسا برا فعل ہے۔ **نقل** ہے کہ جو مرد حرام کے دیکھنے سے اپنی آنکھ بچاویگا۔ حق تعالیٰ اس کے گھر کے آدمیوں کو حرام سے محفوظ رکھیگا اور جو شخص مسلمان بھائیوں کی عورتوں کی طرف منظر کریگا۔ حق تعالیٰ اسکی عورت کی پردہ دری کریگا۔ اور جو غیر کی عورت کو دیکھے گا۔ اسکی آنکھ میں آگ کا سرمہ لگایا جائیگا۔ **حکایت** ایک بزرگ کے نفس نے بدکام کی خواہش کی۔ اسوقت روبرو چراغ روشن تھا۔ کہا کہ اے نفس اپنی انگلی اس چراغ میں جلنے پر صبر کرے گا۔ تو جو خواہش رکھتا ہے اس کے عذاب پر بھی صبر کرسکے گا۔ اور اپنی انگلی کو چراغ کی لو پر رکھا۔ چراغ کی آگ سے انگلی کا چمڑا جلکر گوشت جلنے لگا۔ ایسا درد ہوا کہ روح نکلنے لگی۔ تب انگلی کھینچکر کہا اے نفس دنیا کی آگ ستر دفعہ برف میں بجھائی ہے تب بھی تو اسکی تیزی کی تاب نہ لاسکا۔ دوزخ کی آگ تو اس سے ستر حصہ زیادہ تیز ہے اسکی برداشت کیونکر لاسکیگا۔ تب اس کا نفس اس خطرے سے پھرا۔ پھر بدکاری کا خیال نہ کیا۔ ہر مسلمان مرد عورت پر واجب ہے کہ مرنے سے پہلے توبہ کی طرف رجوع کرے بلکہ ابھی توبہ کرے پروردگار کے حضور میں ہمیشہ گریہ وزاری کرے کیونکہ جو بندہ اپنے گناہ یاد کرکے روتا ہے

اسکو حق تعالیٰ دوست جانتا ہے۔ اور تائب بندہ جو اس سے سوال کرے تو وہ اسکو پورا کرتا ہے۔ اور جو دعا کرے تو قبول فرماتا ہے۔ میں توبہ کرنے والوں کا دوست ہوں امید رکھنے والونکی امید بر لانیوالا ہوں۔ پناہ ڈھونڈنے والوں کا جائے پناہ ہوں۔ فریادی کا فریاد رس ہوں وہ کون ہے جس نے مجھ سے سوال کیا اور میں نے اسکو نا امید کیا؟ وہ کون ہے جس نے توبہ کی اور میں نے اسکو قبول نہ کیا۔ وہ کون ہے جس نے دعا کی اور میں نے رد کیا۔ (توبہ کے بیان کو حصہ اول میں دیکھو۔ اور ہوشیار رہو) میں کریم ہوں مجھ سے کرم طلب کرو میں بخشنے والا ہوں۔ مجھ سے بخشش مانگو۔ گنہگار میرے دروازے کے سوا کہاں جائیں گے آخر یہاں آنا ہے تو توبہ کرو توبہ آدم نے کہا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین **نقل** ہے کہ جس رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کو گئے دوزخ میں چند تانبے کے تنور دیکھے۔ ان تنوروں کے منہ تنگ تھے اور پیٹ چوڑے ان میں کتنی عورتیں سانپ اور بچھو کے ساتھ قید تھیں۔ وہ سب سانپ بچھو انکو کاٹتے تھے۔ انکی شرمگاہ سے پیپ اور لہو جاری تھا۔ دوزخی انکی شرمگاہ کی بو سے بیزار ہو کر روتے تھے۔ حضرت نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ زانی اور زانیہ لوگ ہیں پناہ اللہ کی عذاب دوزخ سے اور احوال دوزخ سے۔ اور جو چیزیں باعث زنا ہیں۔ ان سے بھی بچنا ضروری ہے۔ از انجملہ ایک دیکھنا ہے وہ آنکھ کے بیان میں ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ اور گانا سننا ہے وہ مزامیر کے بیان میں ملاحظہ فرمائیں۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ نے تین شخصوں پر جنت حرام کی ہے۔ ایک تو ہمیشہ شراب پینے والے۔ دوسرا نافرمان ماں باپ اور تیسرا دیوث جو کہ روا رکھے۔ اپنے اہل عیال میں ناپاکی کو یعنی زنا کو یا مقدمات زنا کو مانند بوسہ وغیرہ کو دیوث وہ ہے کہ دیکھے اپنی اہل میں بری چیز مثلاً پردہ نہ کرنا اور نہ غیرت کرے ان پر اور نہ منع کرے انکو۔ اس سے پس اس سے معلوم ہوا کہ اپنے گھر والوں کو تمام بیحیائی اور گناہ کی باتوں سے منع کرنا چاہیے اور جو اپنے گھر والوں کے لئے بے پردگی اور خلا ملا رہنے کو اور ہمکلام ہونے کو ساتھ اجنبیوں کے۔ بری باتوں کو روا رکھے وہ بھی دیوث ہے

جو عورت مرد کا بھیس بناتی ہیں۔ اور مرد عورتوں کا بھیس کرتے ہیں سو اللہ ان پر لعنت کرتا ہے۔ ہندوستان میں اور خاصکر دہلی میں۔ شادی کے موقعہ پر عورتیں سانگ بھرتی ہیں۔ اور جب کسی کے لڑکا ہوتا ہے تو ایک قسم کے مرد ہیں۔ وہ عورتوں کا لباس پہنکر آتے ہیں اور گاتے ہیں وہ اللہ کے لعنتی ہوتے ہیں۔ چاہیے کہ مرد اور عورتیں

دونوں تائب ہوں۔ اور فرمایا ہے کہ زنا سے ڈرو اور پرہیز کرو کیونکہ اسکی چھ خصلتیں ہیں۔ اول رزق کم ہوتا ہے اور برکت جاتی ہے دوسرے مرتے وقت خدا اور اس کے درمیان حجاب اور پردہ ہوگا۔ خدا کو نہ دیکھے گا۔ تیسرے مرتے وقت دوزخ کو اپنی آنکھ سے دیکھیگا۔ اور تین عاقبت میں۔ اول حق تعالیٰ غضب کی نظر سے اسکی طرف دیکھے گا۔ دوسرے زنجیروں سے دوزخ کی طرف کھینچا جائیگا۔ تیسرے حساب سخت ہوگا۔ دوزخ میں دوزخی۔ زانیہ اور زانی کی شرمگاہ کی بدبو سے بیزار ہو کر رو دیں گے۔ اے مسلمانوں۔ حرام اور زنا سے پرہیز کرو۔ کیونکہ اس میں چھ خصلتیں ہیں۔ دنیا میں تین ہیں۔ اول زانی کے منہ سے زیب و زینت نور تجلی نکلجاتی ہے دوسرے افلاس اور فقیری آتی ہے۔ تیسرے عمر کم ہوتی ہے۔ اور آخرت میں تین ہیں۔ اول حق تعالیٰ اپنی ناخوشی اور غضب کو اسپر واجب کرتا ہے دوسرے بڑا حساب ہوگا۔ تیسرے دوزخ میں پڑیگا۔ اور حق تعالیٰ اس سے فرمائیگا۔ جو چیز کہ میرے یہاں تونے آگے بھیجی ہے وہی بد چیز ہے۔ اور اللہ نظرِ رحمت سے اسکی طرف نہ دیکھے گا۔ اور اس کو سخت عذاب ہوگا۔

منقول ہے کہ جو بیگانی عورت کا ہاتھ حظ نفس سے پکڑیگا قیامت میں آگ کا طوق زنجیر ہاتھ و گردن میں پہنے ہوئے آویگا۔ اگر اسکو بوسہ دیا ہوگا۔ زبانیہ فرشتہ اس کے دونوں ہونٹوں کو آتش کی قینچی سے کتریگا۔ اگر اس نے زنا کیا ہوگا۔ تو اس کی دونوں رانیں پروردگار کے آگے عرض کریں گی۔ کہ فلانے وقت فلانی جگہ فلانے روز فلانے مہینہ میں ہمنے اس طرح کے بدکام کیے ہیں تب حق تعالیٰ اسکی طرف غضب کی آنکھ سے دیکھے گا اس کے منہ کا گوشت جدا ہو کر گر پڑیگا۔ اس کے چہرے میں صرف ہڈی رہیگی۔ حق تعالیٰ اس کے گرے ہوئے گوشت کو حکم دیگا۔ پھر اپنی جگہ رجوع کر تب وہ اپنی جگہ لگ جاویگا۔ تو منہ سخت کالا اور بدشکل ہوجاویگا۔ اسوقت زبان کہیگی کہ اے میرے اللہ میں نے تیرا گناہ کبھی نہیں کیا۔ حق تعالیٰ فرمائیگا۔ تو گنگ ہوجا تب وہ گونگی ہوجاویگی۔ اور تمام اعضا پروردگار کے حضور میں بات کریں گے۔ ہاتھ کہیگا اے میرے اللہ میں حرام کی طرف دراز ہوا ہوں اور آنکھ کہیگی اے میرے اللہ میں نے حرام کی طرف دیکھا ہے۔ پاؤں کہیں گے اے میرے اللہ میں حرام کی طرف چلا ہوں شرمگاہ کہے گی۔ میں نے حرام کیا ہے۔ داہنے جانب کا محافظ فرشتہ کہیگا میں نے سنا ہے بائیں طرف کا فرشتہ کہیگا میں نے لکھا ہے۔ زمین کہیگی میں اسوقت اس کا بوجھ اٹھاتی تھی۔ حق تعالیٰ فرماویگا مجھکو اپنی عزت و جلال کی قسم ہے میں بھی اطلاع رکھتا ہوں۔ اور میں نے

پوشیدہ کیا تھا۔ اے فرشتو اس کو پکڑو اور عذاب میں ڈالو۔ میرے غضب اور ناخوشی کا مزا چکھاؤ۔ جو شخص مجھ سے شرم و حیا نہیں کرتا ہے۔ اس پر میرا غضب نہایت سخت ہے۔ اے مرد و عورت تو اب غفلت سے ہوشیار ہو۔ اما بعد تمہارے گناہوں کی مغفرت چاہنے والا کون ہے۔ توبہ کرو اپنے کو زنا اور حرام سے دور رکھو۔ کیونکہ زانی اور زانیہ پر خدا کی رحمت ہرگز نازل نہیں ہوگی۔ آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔ دنیا میں زنا پر حد سو دُرّے ہیں۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک برس شہر سے باہر کر دینا بھی ہے اور نکاح کیا ہوا مرد یا عورت ایک وقت میں زنا کریں تو حد سنگسار کرنا ہے یہاں تک کہ مر جائے۔ اگر غلام یا باندی کرے تو پچاس دُرّے مارنا ہے۔ اور منقول ہے کہ بغیر توبہ کئے یا بغیر دُرّے کھانے کے مر جاویں۔ تو عاقبت میں دوزخ کے درمیان آگ کے تازیانے سے مار کھائیں گے۔ زبور میں آیا ہے کہ تحقیق زانی اور زانیہ اپنی شرمگاہ کی طرف لٹکائے جاویں گے۔ فرشتہ لوہے کے تازیانوں سے ماریں گے۔ جب مار کی تاب نہ لاکر شور مچاویں گے۔ فرشتہ ان سے کہیگا۔ تم بیگانی عورت سے ہنستے تھے۔ خوشی کرتے تھے۔ خدا سے نہ ڈرتے اور حیا نہیں کرتے تھے۔ یہ رونا چلانا کدھر تھا۔ کیا تمکو اسدن کی خبر نہ تھی۔ کیا تمہارے پاس احکام خدا کے نہیں آئے تھے۔ پھر اسوقت کچھ بن نہ آئیگی۔ اب یہ موقعہ توبہ و استغفار کا اس میں اے سعید دیر نہ کر۔ **حکایت عبرت افزا**۔ جس زمانہ میں شرع شریف کے احکام پر عمل درآمد تھا۔ اسی شائستہ زمانہ میں ایک صاحب حج کے لئے روانہ ہوئے نان نفقہ کے لئے بیوی کو نقد روپیہ دے گئے۔ بھائی چھوٹے کو کہہ گئے کہ خبرگیری رکھنا بھائی گھر میں آتا رہا۔ اور بھاوج کے حسن و جمال پر نظر ڈالتا رہا شامت کے ماروں میں پردہ نہ تھا۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَلنَّظْرَۃُ سَہْمٌ مِنْ سِہَامِ اِبْلِیْسَ نظر تیر ہے ابلیس کے تیروں میں سے۔ نیت میں فتور آیا بمصداق اسکے ان الشیطان للانسان عدو مبین کیونکہ شیطان انسان کا دشمن ظاہر ہے۔ ہر طرح کے شیطان نے وسوسے ڈالے اور اس نے بیحیائی سے ایک دن پیغام وصل کا دیا۔ تو اس باحیا بھاوج نے بہت آڑے ہاتھ لیا۔ اور برا بھلا کہا۔ اس شہوت کے مارے نے۔ کہا کہ اگر اپنی زیست چاہتی ہو۔ تو میرے حکم کی تعمیل کرو ورنہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو۔ بھاوج نے کہا عزت پر جان نثار ہے۔ جب اس باعصمت پر قابو نہیں چلا چند اوباشوں کو بلایا اور زنا کی تہمت لگا کی مقدمہ پیش قاضی گیا۔ قاضی جی نے بعد لینے گواہ کے رجم کا حکم کیا۔ ان نابکاروں نے سنگسار کیا۔ یہ بیچاری سہارتی رہی۔ آخر بیہوش ہوگئی اور ان شامت کے ماروں نے

جانا کہ مرگئی اور یہ سب اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ صبح ہوتے اسے ہوش آیا۔ بہت اس نے واویلا کیا۔ وہاں اتفاق سے ایک اعرابی آیا۔ اور وہ اسکو اپنے گھر لیگیا اور معالجہ کے بعد وہ تندرست ہوگئی۔ لیکن صاحب جمال تھی۔ صاحب مذکورنے بھی اسپر ڈورے ڈالے۔ اس نے کہا۔ مگر آتش شہوت را تیز۔ صاحب مذکور نے کہا۔ نکاح کرنے عورت نے کہا کہ میرا نکاح ہوچکا ہے۔ اعرابی خاموش ہو رہا اور کہا کہ معاف فرماؤ۔ مجھے معلوم نہ تھا۔ اس اعرابی کے بھی ایک غلام تھا۔ اور وہ گھر میں آتا تھا۔ اسکی رال ٹپکی۔ اس نے اپنی طرف مائل کرنا چاہا یہ باخدا عورت تھی۔ بے لاگ رہنا یا کہ چھوٹا منہ بڑی بات۔ سچ ہے جب وہ مالک سے راضی نہ ہوئی۔ تو غلام سے کب راضی ہوتی۔ اور اپنے اوپر ٹیکا کلنگ کا لگاتی۔ غلام نے بہت طیش کھایا اور کہا یہاں نہ رہنے پاؤگی۔ صاحب غرض جنون تھا یا یوں کہو کہ شیطان سر پر غلام کے سوار تھا۔ اور عقل و حواس باختہ ہو رہے تھے۔ اپنے آقا کے شیر خوار بچہ کو جو کہ اپنی ماں کے پاس کو سوتا تھا قتل کرکے اور چھری خون آلودہ اس پاکدامن بیوی کے بستر کے تلے رکھدی آقا جب صبح کو سیدار ہوا لڑکے کو ذبح ہوا پایا۔ اور اعرابی غصہ سے لال ہوا۔ غلام بولا کہ قاتل کو میں تلاش کرکے رہونگا۔ اس گھر میں سوائے گھر والوں کے اور کوئی نہیں ہے یہ کہہ کر اس دیندار عورت کے بستر سے چھری نکال لایا۔ اور یہ کہا کہ اس عورت کا کام ہے۔ اعرابی نے عورت سے کہا نیکی کا بدلہ یہی ہے عورت نے کہا کہ مجھے بچہ کے قتل سے کیا ہاتھ آتا۔ جو میں قتل کرتی۔ میں اس سے بری ہوں اور میں یہ بھی نہیں جانتی یہ کس کا کام ہے۔ اب جو آپ کے مزاج میں آئے کیجئے۔ اعرابی نے بہت غور کی۔ اور سمجھا کہ اس عورت سے غلام دشمنی رکھتا ہوگا۔ اور اس کے نکالنے کی یہ حرکت کر بیٹھا ہے۔ بچہ کے قتل کا صبر کیا۔ اور اس عفت پناہ بیوی کو تین سو درم دیکر کہا کہ جاؤ تمہارا ہمارے یہاں رہنا مصلحت نہیں ہے۔ یہ عورت یہاں سے چلی۔ کچھ فاصلہ پر اس نے دیکھا کہ آدمی جمع ہیں۔ اور ایک آدمی کو پکڑ رکھا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یا تو تین سو درم باجگذاری کے دیدو ورنہ تہ تیغ کردیا جاویگا۔ وہ غریب منت سماجت کرتا ہے۔ مگر وہاں کوئی نہیں سنتا۔ اس عورت کی حمیت نے تقاضا کیا کہ درموں کو اپنے پاس رکھے فوراً ان امیر کو جن کا یہ باجگذار تھا۔ تین سو درم دیکر اسکو اللہ واسطے چھڑا دیا۔ جس نے سنا مرحبا کہا۔ اور اس عورت نے اپنا راستہ لیا۔ یہ آدمی امیر کے چنگل سے چھٹکر اپنی محسنہ کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ ہر چند کہتی رہی مجھے تجھ سے کچھ سروکار نہیں ہے۔ مگر یہ اسکا حسن دیکھکر لٹو ہوگیا۔ اور پیغام وصل کا ڈالا۔ جب اس نے دھمکایا

اور کہا کہ مجھ سے یہ کلام نہ کر تو اس نے کہا کہ اچھا اب نہیں کرونگا۔ مگر ساتھ مثل سایہ کے رہا چلتے چلتے ایک دریا کے کنارے پہنچے۔ وہاں ایک جہاز سوداگروں کا لنگر ڈالے تھا۔ اس بیہودہ نے ان سوداگروں سے کہا کہ میری ایک لونڈی ہے میں بیچتا ہوں۔ تم خرید لو جو کچھ دیدوگے لیلوں گا۔ ایک سوداگر نے سو درم کو خرید لی ہر چند عورت نے کہا کہ میں کسی کی کنیز نہیں ہوں بلکہ اسکو اپنے اسیرکے تین سو درم دینے تھے اور وہ اسکے قتل پر آمادہ تھا۔ میں نے اسے تین سو درم دیکر چھٹایا ہے یہ مثال اسپر صادق آتی ہے "اشا چو بکو تو ال کو ڈاستے تلتے "حسن بھی انسان کا دشمن ہے۔ وہ اسکو خوبصورت پاکر جہاز پر لے گئے۔ اور جہاز کا لنگر چھوڑ دیا۔ اور چاہا کہ اس سے وہ فعل کریں جسکی وہ ہرگز خواہاں نہ تھی بیتاب ہو کر دل پرسوز سے دعا کی یا الہی مجھے موت آئے یا میری آبروریزی کرنیوالونکو۔ وہاں کیا دیر تھی دعا قبول ہوئی۔ ایک شعلہ آگ کا آیا اور سب جہاز والوں کو جلا کر خاک کر گیا۔ اور مال و سامان انکا بچ گیا۔ یہ جہاز بلا ناخدا کے ایک شہر میں پہنچا۔ وہاں کے قلی اور حمال وغیرہ دوڑے کشتیاں لیکر جب جہاز کے پاس گئے۔ تو اس عورت نے پہلے ہی یہ سوچ کر کہ میرا حسن و جمال ہر جگہ ایک رنگ لاتا ہے لباس اپنا مردانہ کر لیا تھا۔ مزدوروں نے کہا کہ صاحب تن تنہا کہاں سے آئے ہیں کیا کسی کو ساتھ نہیں لائے ہیں۔ اس نے کہا کہ میری حکایت ایک عبرت افزا ہے تم سے ہرگز نہ کہونگا۔ ہاں اگر شاہ آئے یہاں کا اور وہ پوچھے حال میرا تو کہونگا۔ رفتہ رفتہ یہ بات شاہ کے کان تک پہنچی اور وہ مع ارکین سلطنت آیا اور حال دریافت فرمایا اس نے عرض حال یوں کہہ سنایا میں چونکہ حسن کی دولت سے مالا مال ہوں یہ سوداگر حریص و ناکس و نافہم تھے وہ مجھے تشکیل پاکر برے فعل پر آمادہ ہوئے میں نے دعا بدرگاہ قاضی الحاجات کی وہ اجابت کو پہنچی کہ شعلہ آگ کا آیا اور سب کو جلا گیا۔ اب دنیا کی بے ثباتی دیکھکر میرا دل ہٹ گیا ہے میرے لئے ایک معبد خانہ بنا دیجئے۔ اور یہ مال و متاع آپ لیجئے۔ بادشاہ نے بموجب اسکے کہنے کے ایک عبادت خانہ بنوا دیا! ور کھانے کا انتظام کر دیا۔ یہ عبادتخانہ میں رہتی اور شب و روز اللہ اللہ کرتی۔

اتفاق سے اس شہر کا حاکم بیمار ہوا اور کسی علاج سے اسکو افاقہ نہ ہوا تو زندگی سے اپنی مایوس ہوا تو اسنے یہ وصیت کی کہ میرے بعد اس عابد کو تخت پر بٹھانا اور سلطنت کی باگ اس کے ہاتھ میں دینا۔ الغرض وہ شاہ اس دار فانی سے رحلت کر گیا۔ جب امیر و وزیر اسکی اول منزل سے فارغ ہوئے طرف فقیر کے مائل ہوئے۔ فقیر نے ہر چند کہا۔ میں تارک الدنیا ہوں مجھے سلطنت سے کیا کام۔ مگر انہوں نے قبول نہ کیا حیران ہو کے فقیر نے کہا۔ میں مجرد آدمی ہوں مجھے ایک لونڈی سے بھاتا وزیر و امیر نے کہا کہ ہماری بیٹیاں حاضر ہیں۔ کہا اچھا سب کوئی اپنی اپنی صاحبزادیاں معہ انکی ماؤں کے بھیجدیں غرض وہ حاضر ہوئیں۔ اس نے اپنی سرگذشت انسے بیان کی انہوں نے حال کو

اپنے اپنے خاوندوں سے اسکا ذکر کیا۔ انہوں نے ایک آدمی کو منتخب کر کے بادشاہ بنا لیا اور یہ
عورت اسی طرح معبد خانہ میں عبادت کرتی رہی۔ جو کوئی اپنی حاجت سے جاتا اسکی دعا کی برکت
سے اپنا مدعا پاتا۔ آہستہ آہستہ اسکا شہرہ شہرۂ آفاق ہوا اور دور نزدیک سے آدمی آتے اپنا مدعا
پاتے۔ وہ آدمی بھی حج سے مراجعت کر کے آیا اور اس نے بھی یہ شہرہ سنا گھر پر اپنے بھائی کو نابینا
پایا اور بیوی کا حال دریافت کیا تو بھائی نے بتایا کہ اسنے زنا کیا تھا۔ قاضی نے رجم کیا تھا وہ مرگئی۔
حاجی صاحب کو دو رنج لاحق ہوتے ایک بیوی کا گو وہ بظاہر لا علاج تھا اور دوسرے بھائی کے
نابینا ہونیکا۔ حاجی صاحب نے کہا میں سنتا آیا ہوں کہ ایک عابدہ ہے یہاں سے تھوڑے فاصلہ
پر کہ اسکی دعا کی برکت سے مایوس شدہ بیمار شفا پاتے ہیں۔ تم میرے ہمراہ چلو۔ غرضیکہ روانہ ہوگئے پہنچے
اس قریہ میں جہاں اس اعرابی کا مکان تھا۔ جو کہ رجم کے میدان سے اس عورت کو لے گیا تھا۔ اور جو
کہ تھا اسکا۔ حبشی غلام اسکو ہوا تھا جذام حاجی صاحب سے اس اعرابی نے پوچھا کہ آپ کدھر تشریف
لے جائیں گے۔ حاجی صاحب بیان کیا اس پر عابدہ کا حال عیاں ہوا وہ بھی اپنے غلام حبشی کو
ساتھ لیکر چلا۔ چلتے چلتے۔ سب کے سب پہنچے اس دہقان کے گھر جسکو اس باعصمت بی بی نے اعرابی
کے تین سو درہم دیکر میردہ کے ہاتھ سے چھڑایا تھا۔ یہ لنجہ اور معذور ہو گیا تھا۔ اسکی ماں بڑھیا تھی
اس نے حاجی صاحب سے اس عابدہ کا حال سنا تو اس ضعیفہ نے بھی اپنے بیٹے کو ہمراہ لیا اور یہ
سب عابدہ کے دروازہ پہ پہنچے۔ عابدہ نے سب مریضوں کو دیکھ لیا اور پہچان لیا۔ کہا تم سب
صاف صاف اپنے اپنے جرم کا اقرار کرو۔ اور جو تمنے بتانے میں قصور کیا تو ان مرضوں کا دور ہونا
مشکل ہے۔ حاجی نے بھائی کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ جو کچھ خطا تجھ سے سرزد ہوئی ہے۔ اسکو صاف
صاف بیان کر دے اس نے جواب دیا مجھے یونہی رہنے دیجئے۔ مجھ سے صاف صاف اظہار نہ کرایئے۔
حاجی صاحب نے گرم ہو کر کہا۔ سچ بولنے میں کیا شرم کی بات ہے آخر نیچی نگاہ کر کے اپنی عفت پناہ بھاوج
کا سب ماجرا کہہ سنایا کہ وہ زنا سے پاک تھی۔ میں نے تہمت لگا کر مجرم بنایا تھا۔ حاجی صاحب کا یہ حال
سنکر غصہ سے چہرہ لال ہو گیا۔ آخر طیش کھا کر چپ ہو گئے منہ سے کچھ نہ بولے عابدہ نے زاری کے
ساتھ حق سے دعا کی خدا نے فوراً قبول کی دفعتہً وہ بینا ہو گیا۔ بعدہٗ حبشی جذامی سے کہا کہ تو بھی
اپنا ماجرا سچ سچ سنا دے اس نے جواب دیا کہ اپنا پردہ میں خود فاش نکرونگا۔ اسکے خواجہ نے کہا کہ اگر تو نے
جرم کیا ہے تو میں نے اسے معاف کیا تجھ سے انتقام نہ لونگا تب وعدہ معافی پا کر اسنے کہا کہ اے خواجہ
وہ تمہارا چھوٹا بچہ مجھ نالائق کے ہاتھ سے ناحق قتل ہوا میں نے اسکو مار کر چھری عورت کے بستر کے نیچے
رکھدی تھی۔ اور وہاں سے نکالکر اس معصوم عورت کو ملزم بنایا تھا۔ عابدہ نے یہ تقریر سنکر حق سے
دعا کی فضل الٰہی سے وہ تندرست ہو گیا۔ پھر بڑھیا کے بیٹے کی باری آئی اس نے پوچھا کہ دیکھو شفا پہنچی

سے اپنا حال اسطرح بیان کرنے لگا۔ کہ مجھپر میرے تین سو درہم بابت مالگذاری واجب تھے مجھسے انکا سرانجام نہ ہوسکتا تھا۔ اور میری وہ سخت سزا دہی کے درپے تھا۔ ایک عورت فرشتہ رحمت کی طرح ظاہر ہوئی اور اس نے وہ تین سو درہم ادا کردیئے میں پیروہ سے چھوٹنکر اسکے پیچھے پیچھے ہولیا اور بدکام کا ارادہ کیا اس پاکدامن نے نہ منظور کیا۔ اور مجھکو جھڑکدیا۔ چلتے چلتے سمندر کے کنارے پر پہنچے۔ ایک جہاز لنگر انداز تھا۔ میں غصہ میں تو بھرا ہوا تھا ہی اس عورت کو اپنی لونڈی ظاہر کرکے اہل جہاز کے ہاتھ بیچدی اسی روز سے بیمار ہوں اور بہت سے بیزار ہوں۔ عابدہ نے یہ تچا ماجرہ سنکر بدرگاہ قاضی الحاجات دعا کی اسنے بھی مرض مہلک سے نجات پائی۔ جب یہ تینو تندرست ہوگئے۔ مثل سابق چاق و چست ہوگئے۔ تو عابدہ نے ان تینوں کو باہر جانے کا حکم دیا۔ اور اپنے شوہر کو رہنے دیا۔ جب یہ تینوں باہر ہوئے۔ تو عابدہ نے اپنے چہرے سے نقاب اٹھادی۔ شوہر اسکو دیکھکر فرط خوشی سے آنکھوں میں آنسو بھرلایا۔ عورت نے کہا کیوں روتے ہو۔ اپنی جان کیوں کھوتے ہو۔ تمکو دیکھکر مجھکو اپنی پاکدامن بیوی یاد آتی ہے۔ اسکی بھی شکل و شباہت ایسی ہی تھی۔ اگر قاضی نے اسکو سنگسار نہ کردیا ہوتا۔ تو میں یہ جانتا کہ تم وہی ہو۔ عورت نے اب زیادہ دیر تک اپنے خاوند کو متردد رکھنا مناسب نہ جانا۔ فوراً بول اٹھی کہ میں زوجہ ہوں پھر ساری سرگذشت اپنی سنائی وہ یہ ماجرا سنکر بہت متحیر رہا۔ حق شناس بندوں کی طرح شکر بجالایا۔ اور لوگوں نے بھی مناسب اسکی سلامتی پر خورسند ہوئے۔ تینوں مجرموں نے بھی پہچانا۔ اپنے افعال گذشتہ سے نادم اور تائب ہوئے۔ اور اسکے پاؤں پر گر پڑے اور اسکی پارسائی کو مان گئے۔ معذرت کرکے عفو کے خواہاں ہوئے۔ اس نے عالی حوصلگی سے کام لیکر سب کی خطا کو معاف کیا۔ ان کو مال و دولت دیکر رخصت کیا۔ اس شہر کے لوگوں کو جب یہ ماجرا معلوم ہوا۔ تو انہوں نے اس کے خاوند کو اپنا بادشاہ بنایا اور اعرابی کو اس کا وزیر کیا اس طرح وہ نیک نامی اور شان و شوکت سے رہنے لگے۔ اور حق تعالیٰ کی عبادت اور خلق اللہ کی کار اجرائی کرنے لگے سبحان اللہ طاعت اور بندگی حق اور پارسائی بھی کیا اچھی چیز ہے۔ یہ بادشاہت جو اسکے خاوند کو ملی یہ ہرگز اس کے کسی کام کا باعث نہ تھی۔ بلکہ اسکی عفت پناہ بیوی کی عصمت کا سبب تھا۔

حکایت دیگر بنی اسرائیل کے زمانہ میں قصائی تھا۔ کہ پوشیدہ ایک کنیز پر دلدادہ تھا ایک روز اس نے پایا کہ وہ آج فلاں جگہ جائیگی۔ وہ اس جگہ کی راہ میں پہلے سے جا پہنچا۔ اور جب وہ راہ میں آئی اسکو اپنے پھندے میں لایا۔ جب اس عورت نے اپنے کو اسکے قابو میں دیکھا کہا "خدا سے ڈر" وہ خدا سے ڈرکر اس سے علیحدہ ہوگیا۔ وہ لونڈی اسکو جس جگہ جانا تھا گئی۔ اور یہ اپنی بستی کی طرف پھرا۔ اس میں دوپہر ہوگئی۔ اور سورج کی گرمی سے بیتاب ہوا اور راہ میں ایک پیغمبر کا پیغام رساں ملا۔ اور یہ دو لوگ گرمی سے بیتاب تھے۔ کہنے لگے کہ اگر اللہ پاک کوئی ابر بھیجدے تو ہم اس شدت دھوپ سے بچ جائیں۔ پس ایک ابر آیا اور سایہ فگن ہوا یہ دونوں راہ طے کرتے رہے پھر

سپرد وا ایک جگہ سے الگ ہوگئے۔ تو یہ ابراش اللہ سے ڈر کر زنا سے بچ جانیوالے کے ساتھ ہوگیا۔
اے سعید! ابر پیغمبر کے پیغام رس کے سر پر سایہ افگن نہ تھا۔ اس سے یہ مفہوم ہوا کہ زنا سے بچنے والے کا درجہ پیغمبر کے پیغام رس سے زیادہ ہوا۔ زنا حرام ہے تو جو چیزیں زنا کی طرف بلانیوالی اور رغبت دلانیوالی ہیں وہ حرام ہونگی کیونکہ جو حرام کیطرف بلائے وہ حرام ہے مثلاً بیگانی عورت کی طرف دیکھنا۔ اسپر شہوت کی نظر ڈالنی۔ ناچ رنگ دیکھنا۔ شہوت انگیز گانا سننا۔ خواہ عورت جوان کا ہو یا بوڑھی عورت کا۔ خواہ مرد کا گانا ہو یا امرد لڑکے کا رنڈیوں کا گانا فحش بکنا۔ ایسا باجہ سننا جس سے شہوت کو حرکت ہوتی ہو وغیرہ یہ سب حرام ہیں۔ زنا خود بیحیائی ہے۔ اور طرح طرح کی بیحیائیوں کا سرچشمہ ہے۔ جھوٹ بولنا چاپلوسی بیحیائی وعدہ خلافی بےجا تعریف خود غرضی۔ چوری۔ بیمروتی بے جہتی بے عزتی۔ بی بی و اولاد سے بے پروائی فضول خرچی۔ مکر و فریب وغیرہ یہ سب ناپاک خصلتیں زنا کی شاخیں اور زانی شخص میں ان ناپاکیوں کا ہونا لازمی ہے۔ زنا سے خبیث بیماریوں کا پیدا ہونا کوئی دشوار امر نہیں ہے۔ کیونکہ زانی کو کیا خبر ہے کہ دوسرا کن بیماریوں میں مبتلا ہے اسکا وبال کیا کیا زانی کو اٹھانا پڑتا ہے اور جب آدمی بیماریوں میں مبتلا ہوا تو خوبصورتی اور چہرہ کا نور کہاں۔ یہی مطلب حدیث قدسی کا ہے کہ زنا کرنے سے چہرے کا نور مٹ جاتا ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ زانی کو افلاس لازم ہے اور جب زنا کو افلاس لازم ہے تو مکانکا تباہ و برباد ہونا ساتھ ساتھ ہے اور آنحضرتؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نصیحت فرمائی تھی۔ کہ اے علیؓ تیرے لئے پہلی نظر درست اور دوسری نظر حرام ہے یعنی پہلی نظر جو کسی اجنبی عورت پر پڑے وہ بلا قصد ہوگی۔ اور اس میں فتنہ کا اندیشہ نہیں ہے اس لئے درست ہے۔ اور دوسری نظر جو قصداً ہوگی حرام ہے۔
خلاصہ قرآن مجید و حدیث شریف یہ ہے چونکہ دیکھنا دکھانا اور نظر کرنا زنا کا مقدمہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا۔ کہ مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یعنی زنا کے نزدیک نہ پھٹکیں۔ عورتوں کو اتنا حکم اور زیادہ کیا گیا ہے کہ اپنی زینت اور آرائش کو ظاہر نہ کریں۔ عورت کا تمام بدن سر سے پاؤں تک زینت ہے۔ کسی عضو اور کسی قسم کے سنگار کو ظاہر کرنا درست نہیں ہے اور عورت کا چہرہ ہی فتنہ فساد کا باعث ہے اس لئے پردہ کا حکم شرع شریف میں ہے۔ عورت کا چہرہ دیکھنے سے شہوت کو حرکت اور ہیجان ہوتا ہے تمام اعضائے جسم کیسے ہی سڈول اور خوشنما کیوں نہ ہوں۔ مگر جب تک عورت کا چہرہ دل لبھانیوالا نہ ہو ہرگز فساد کا اندیشہ نہیں ہے اور رنڈیوں سے فاحشہ اور بازاری عورتوں سے بھی گھر والی پاکدامن۔ بی بیوں کو پردہ کرنا واجب ہے۔ اور عورتوں کو ہدایت ہے۔ اپنے پاؤں چلنے میں ایسے زور سے نہ رکھیں کہ لوگوں کو اندرونی زیور کی خبر ہوجائے۔ اور فرمایا رسول اللہؐ نے وہ شخص بھی نہ بخشا جاویگا کہ جو اپنے قرابت کی بی بیوں کو نکاح سے یا نکاح ثانی سے روکتے ہیں

ناچار وہ بیچاریاں بغلبۂ شہوت حرام کاری میں گرفتار ہو جاتی ہیں نہ یہ نکاح سے رو کتے نہ انکو حاجت
زناکاری کی پڑتی۔ اور مولانا قطب الدین صاحب نے فرمایا ہے کہ نکاح ثانی کو جو روکتا ہے یا عیب جانتا ہے
یہ کفر صریح ہے۔ چنانچہ عروس المومنین میں یہ مضمون مفصل لکھا ہے اور استفتا بہت علماء کی مہر دستخط سے
اس میں داخل ہے اور نکاح ثانی برا جاننا کفر ہے۔ **لواطت و اغلام** مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ
قَوْمِ لُوْطٍ۔ یعنی لعنت کیا گیا ہے وہ شخص کہ کرے کام لوط کی قوم کا۔ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰى
رَجُلٍ اَتٰى رَجُلًا اَوِ امْرَاَةً فِيْ دُبُرِهَا یعنے نہیں دیکھیگا اللہ عزوجل نظرِ رحمت سے طرف اس
شخص کی کہ بدفعلی کرے مرد سے یا عورت سے اسکی دبر میں **اے سعید** زنا سے لواطت اور ساحقہ
بہت خراب۔ لواطت مرد مردوں کے ساتھ بساحقہ عورت عورت کے ساتھ یہ فعل زنا سے بھی بدتر ہے
اور خراب ہیں۔ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ
النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ یعنی تحقیق تم آتے ہو اے قوم مردوں پر از روئے شہوت اور
مباشرت کے۔ اے قوم تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے شغل رکھتے ہو۔ تم حق پر نہیں ہو بلکہ بیہودہ بیجا
خرچ کرنیوالے ہو اور حد سے گذرنیوالے ہو۔ اور حد سے گذر گئے انکے واسطے حکم ہے فاعل و مفعول
دونوں کو قتل کرو۔ یا یہ کہ بلند پہاڑ پر سے فاعل کو گرا دو یا سنگسار کرنا کیونکہ لوط علیہ السّلام کی قوم کو آسمان
سے گرا دیا۔ لوط کی قوم کا قصہ مختصر یہ ہے کہ انکی قوم خدا اور رسول کی اطاعت چھوڑ کر مردوں سے
فعل بد کرتے تھے۔ اور ان کے برے کاموں میں یہ کام کثرت سے پایا جاتا تھا۔ اور ناپ تول میں کم کرنا
اور نرد بازی اور کبوتر بازی اور جمیع بازیاں اگرچہ تھیں مگر لواطت بکثرت تھی۔ ایک روز لوط علیہ السّلام
شہر کے باہر زراعت کا کام کرتے تھے۔ اسوقت جبرائیلؑ اور میکائیلؑ۔ اسرافیلؑ۔ نوجوان بے
ریشوں کی شکل بنکر ان کے پاس آئے لوط علیہ السّلام نے انکو نہ پہچانا اور مہمان جانکر اپنی قوم کے
سبب سے بہت غمگین ہوئے کیونکہ انکی قوم خوبصورت مرد بچوں سے فعل بد کیا کرتی تھی۔ آپ اپنے
مہمانوں کو لیکر گھر آئے۔ لوط علیہ السّلام کی اہلیہ نے مہمانوں کے حسن کی خبر قوم والوں کو پہنچائی وہ جیسے شمع پر پروانہ
دوڑتا ہے۔ آئے۔ لوط علیہ السّلام نے دروازہ بند کر کے اپنی بیٹیوں کو مہمانوں پر فدا کرنا چاہا اور بہت
نرمی سے پکار کے کہنے لگے۔ اے قوم میں اپنی بیٹیوں کا تمسے نکاح کر دیتا ہوں مہمانوں کا خیال مت
کرو مجھے مہمانوں سے رسوا و فضیحت مت کرو اور خدا سے ڈرو وہ لوگ بولے اے لوط تم جانتے ہو
ہمکو تمہاری بیٹیوں کی خواہش نہیں اور ہم امردوں کی خواہش رکھتے ہیں۔ القصہ ان بدبختوں نے
دیوار پر سے آنا چاہا تب لوط علیہ السلام بہت گھبرائے۔ فرشتے انکو گھبرایا ہوا دیکھکر بولے ہم فرشتے
ہیں اور حکم خدا سے ہم اس قوم کو ہلاک کرنے کیلئے آئے ہوئے ہیں۔ تم مت ڈرو اور آپ یہاں سے
تشریف لیجائیں۔ جبرائیل نے ان ناہنجاروں کے منہ پر اپنا پَر۔ ملا اور وہ سب اندھے ہو کر گھر سے

بھاگ کر اپنے لوگونکے پاس گئے اور انکو خبر دی کہ لوط علیہ السلام کے مہمان بڑے جادوگر ہیں ۔ جبرائیل نے کہا کہ اے لوط تم اپنے لوگونکو ساتھہ لیکر صبح ہوتے تک یہاں سے نکلکر دوسری جگہ چلے جاؤ اور پھر کرامت دیکھو اور تیری جورو تمہاری کافرہ ہے اسکو چھوڑ دو لوط علیہ السلام نے دریافت کیا کہ عذاب کا وقت کونسا ہے ؟ جبرائیل علیہ السّلام نے کہا کہ صبح کو ۔ لوط علیہ السّلام کے وہاں سے نکلتے ہی اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السّلام کو اس قوم کی ہلاکی کے واسطے فرمان بھیجا ۔ جبرائیل علیہ السلام نے اپنے پروں کو نیچے زمین میں دھسا کے سارے اس شہر کو آسمان کے نیچے اٹھا لے گئے ۔ کہ آسمان کے لوگوں نے ان شہرونکے مرغونکی اور کتونکی آواز سنی لوط علیہ السّلام کی قوم کے لوگ چار شہروں میں رہتے تھے ۔ ہر شہر میں لاکھ مرد تھے ۔ تلوار مارنے والے اس شہر کا نام سدوم تھا ۔ جس میں لوط علیہ السّلام رہتے تھے ۔ ان چاروں شہرونکو مؤتفکات کہتے ہیں ۔ غرض جبرائیل نے آسمان کے نزدیک سے ان شہروں کو زمین پر پھینکا ۔ حق تعالیٰ نے انکو سرنگوں کیا اور انپر پتھرونکا مینہ برسایا ہر پتھر پر ایک ایک آدمی کا نام لکھا ہوا تھا ۔ ان شہروں کے لوگوں سے جو جو سفر میں تھے ان کے نام کے پتھروں میں انکے سروں پر گری وہ مر گئے ۔ ایک شخص مکہ میں چالیس روز رہا اس کے نام کا پتھر بھی چالیس روز تک ہوا پر الگ معلق لٹکا رہا ۔ جب وہ شخص مکے سے باہر آیا وہ پتھر اسپر گرا وہ ہلاک ہوا بدکار فاعل مفعول تمام زمین کے پانی سے غسل کریں تو بھی اگر توبہ نکریں ہرگز پاک نہ ہونگے شیطان جب مرد سے مرد کو فعل بد کرتے دیکھتا ہے تو خوف کھا کر عذاب کے ڈر سے بھاگتا ہے ۔ جسوقت مرد سے مرد فعل حرام کرتا ہے عرش کانپتا ہے ساتوں آسمان گرنے پر آمادہ ہوتے ہیں ۔ تو ملائک انکے کنارونکو پکڑ کر قل ہو اللہ احد کی سورۃ پڑھتے ہیں ۔ تب حق تعالیٰ کا غضب ٹھنڈا ہوتا ہے جو شخص مرد بچہ کو شہوت سے بوسہ دیگا ۔ ہزار برس حق تعالیٰ اسکو دوزخ میں جلادیگا ۔ اگرچہ اس کے کام مثل ابراہیم خلیل اللہ یا موسیٰ کلیم اللہ یا عیسیٰ روح اللہ کے ہوویں ۔ جو شخص مرد بچہ کو شہوت سے بوسہ دیگا یا لواطت کریگا ۔ اگر تمام دریا کے پانی سے نہا دیگا تو بھی قیامت کے روز جنابت کے ساتھہ آویگا ۔ جو شخص لڑکے کو شہوت سے بوسہ دیگا ۔ تو اس کے منہ میں آتش کی لگام دینگے ۔ جو لڑکے سے لواطت کریگا قبر میں سور بن کے رہیگا ۔ جو شخص کسی لڑکے کو بوسہ دیگا شہوت سے گویا ماں سے زنا کیا ۔ ماں سے زنا کرنا ایسا ہے کہ گویا ستر پیغمبروں کو قتل کیا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو جگہ زمین روتی ہے ۔ ایک ۔ اول قطرہ خون کا جو ناحق کیا جاوے ۔ جب زمین پر گرتا ہے تو کہتی ہے ۔ الٰہی مجھے حکم دے کہ میں اسکو نگلجاؤں ۔ حکم ہوتا ہے صبر کر تجھہ میں آویگا ۔ اور دوسرے اول قطرہ پانی کا جو غسل زنا وغیرہ کا ہوتا ہے ۔ جب زمین پر گرتا ہے تو کہتی ہے کہ الٰہی مجھہ کو حکم دے تاکہ اسکو نگلجاؤں ۔ حکم ہوتا ہے صبر کر تجھہ میں آویگا ۔ **نقل ہے** کہ قیامت میں لڑکے فریاد کرینگے ۔ حق تعالیٰ پوچھے گا تم کون ہو وہ کہیں گے ہم مظلوم ہیں فریاد دیگا تمپر کس نے ظلم کیا ۔

کہیں گے جن مردوں نے ہم سے فعل بد کیا۔ حق تعالیٰ فرمائیگا۔ ان کے پاؤں کو کھینچتے ہوئے دوزخ میں لیجاؤ اور انکی پیشانی پر لکھدو کہ یہ خدا کی رحمت سے ناامید ہیں۔ اور عورتوں کی جائے ضروری سے وطی کرنا۔ لواطت سے بھی بد ہے۔ منقول ہے جب عورت عورت سے فعل بد کرتی ہے۔ تو حق تعالیٰ ایک فرشتہ کو حکم کرتا ہے کہ اس کے لئے آتش کی شتر چادر اور بستر پیرہن دو دوسرا انکی قبر میں سانپ بچھو جبرے ہوئے تیار رکھ **حکایت** حضرت سلیمانؑ نے ابلیس علیہ اللعنۃ سے پوچھا تیرے نزدیک عملوں میں سے کونسا عمل مقبول ہے۔ کہا میرے نزدیک لواطت کے سوا کوئی چیز مقبول نہیں ہے اس سے میں بعض نیا نہیں آتا ہوں۔ بہت خوش ہوتا ہوں سلیمانؑ نے پوچھا کس سے سبب سے تجھے مقبول ہے بولا آدمی جب اس عمل کی عادت کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ انپر سخت غضب میں آتا ہے۔ جس کے سبب انکو توبہ ہے کہ وہ ہوجاتا ہے۔ جب لوگ خدا اور رسول سے شرم وحیا اٹھا کے۔ گناہ کرتے ہیں خدا سے نہیں ڈرتے جاتی شرم ہے۔ اور عذاب جو انپر نہیں کرتا ہے یہ حضرت سے وعدہ کرلیا ہے کہ تیری امت کے لوگوں کو دنیا میں شیر منہ نکرونگا۔ ورنہ صورتیں مسخ کردیتا اور عذاب آسمان سے فوراً نازل ہوتا نعوذ باللہ **منقول**۔ تبع نام یمن میں ایک بادشاہ تھا اس کے زمانہ میں اسکی قوم کی بدبخت عورتیں عورتوں سے مشغول تھیں۔ مرد انکو بھول گئیں تھیں اس لئے حق تعالیٰ نے اس قوم کو ہلاک کرکے اس زمانہ کے پیغمبر کو وحی بھیجی کہ انکو آگ کی چادر کا پیرہن آگ کا کمر بند آگ کا تاج اور موزے پہنا کر اور آگ کا کپڑا پہنا کر اٹھاؤنگا۔ اور آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلسِّحَاقُ مِنَ الْکَبَائِرِ چپٹی بازی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اور فرمایا آپؐ نَاکِحُ الْیَدِ مَلْعُوْنٌ۔ یعنی ہاتھ سے بدفعلی کرنے والے پر لعنت کیگئی ہے۔ جلق کرنیوالے کی انگلیاں قیامت میں حاملہ ہونگی جلق کرنیوالا سخت مصیبت میں گرفتار ہوگا۔ جلق کرنے سے اعضا تناسل کی رگیں ماری جاتی ہیں۔ اور وہ سست ہوجاتا ہے۔ وہ عورت پر قادر نہیں رہتا۔ اس فعل سے اے بچوں بچو۔ اور یاد رکھو شہوت آتش ست از وے پرہیز کن آتش دوزخ بر خود مکن۔ حق تعالےٰ سات گروہ پر لعنت کرتا ہے۔ قیامت میں انکو دوزخ میں جانیکا حکم کریگا۔ (۱) فاعل و مفعول۔ حرامکار (۲) عورت کے مقام ضروریہ میں وطی کرنیوالے (۳) چارپایوں سے صحبت کرنے والے۔ (۴) ماں بہن سے صحبت کرنیوالے (۵) ہمسائے کی عورت سے کرنیوالے۔ جلق کرنیوالے۔ (۷) ہمسائیکو ایذا اور رنج دینیوالے۔ اگر توبہ کرکے پھر ایسا نہ کریں تو اللہ تعالیٰ اسکے گناہ بخشیگا۔ اے مسلمانو مذکورہ بالا امور سے توبہ کرو اور اپنے کو خدا کی طرف رجوع کرو اور افعال بد نہ کرو صحبت بد سے کنارہ کرو اپنی طاقت کے موافق خدا اور رسول کی اطاعت کرو۔ حق تعالیٰ سب مومنوں اور مسلمانوں اور مسلمان نوجوانوں کو نیک عمل کی توفیق دے۔ آمین۔ اسکے بعد توبہ کا ذکر دوبارہ دیکھکر اپنے ایمان کو تازہ کرو جو لکھا گیا ہے اللہ غفور الرحیم ہے ہم سب کے۔

گناہ معاف فرمائے کیونکہ وہ غافر الذنب وقابل التوب بخشنے والا گناہ کا اور قبول کرنیوالا توبہ کا۔ اور ڈرو اس دن سے جبکہ ارشاد باری تعالیٰ ہوگا۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ۔ کسکی ہے بادشاہت آج اور خود ہی فرمائیگا۔ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ اللہ اکیلے غالب کی۔ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ۔ اس دن بدلہ دیا جاویگا ہر ذی روح کو کہ جو کچھ کہ کمایا ہے جو کچھ کہ عمل کیا ہو نیک و بد۔ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔ اللہ جلد نبٹنے والا ہے حساب۔

احسان ربی دیکھو مردونکے واسطے عورتیں اور عورتونکے واسطے مردونکو پیدا کیا تاکہ جائز طریقہ سے نسب اولاد کا تسلسل جاری رہے۔ ہم اگر اس کے فرمان کے طریقہ چھوڑکر برخلاف اس کے مرد بمرد عورت بعورت کو اختیار کرتے ہیں تو یہ کیا تھوڑا ظلم ہے۔ ایسے ہی ترغیب نکاح کیلئے سنت کا بیان دیکھو۔

اے سعید کیا ہم اس بات کو بھولے ہیں کہ ہمارے دو کندہو پر فرشتہ لکھنے والے نیکی اور بدی ذرا ذرا لکھتے رہتے ہیں۔ موت ہماری آگے ہیں ہے سوال قبر درپیش ہے۔ منکر نکیر پھر قبر سے اٹھنا۔ میدان حشر میں ذرا ذرا حساب دینا۔ پل صراط سے گذرنا۔ خدا کے روبرو پیش ہونا۔ اس کا حساب لینا اور اپنے کردار پر خوش ہونا یا ساتھ آتش دوزخ مدہوش ہونا۔ ان امور کا یاد دلانا اے سعید ہمارا کام تھا۔ اب یاد رکھنا تیرا کام ہے۔ آوم اچھیاں نادم۔

زہد فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ۔ پس جسکی ہدایت کا خدا تعالیٰ ارادہ کرتا ہے تو کشادہ کرتا ہے سینہ اس کا واسطے اسلام کے۔ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ کیا وہ شخص کہ کھول دیا ہے اللہ نے سینہ اسکا واسطے اسلام کی پس وہ اوپر نور کے ہے پروردگار اپنے سے زہد کے معنی یہ ہیں کہ باوجود دنیا کے ایسا بے التفات ہو جائے کہ دنیا اسکے پیچھے بھاگنے لگے۔ دنیا کے عیوب اور مضرتوں اور فنا ہونیکو اور آخرت کے منافع اور بقا کو یاد کرے اور سوچے وہ زاہد ہے۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ الخ مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ خوب سمجھ کہ اللہ کے ذکر سے لوگونکو اطمینان ہو جاتا ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے انکے لئے خوشحالی اور نیک انجامی ہے۔ یہی صفت زہد کی ہے۔ جو شخص صبح ہوتے ہی آخرت کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ تو حق تعالیٰ اسکا قلب مطمئن رکھتا ہے اور اسکی دنیا کی خود حفاظت فرماتا ہے۔ اس بندہ کا دل غنی کر دیتا ہے اور اتنی دنیا مرحمت فرماتا ہے کہ منہ دنیا سے پھیر لیتا ہے۔ اور دنیا اس کے پیچھے بھاگتی چلی آتی ہے اور حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جسکو ہدایت کرتا ہوں اسکا شرح صدر کر دیتا ہوں۔ اور اس دلمیں نور داخل کر دیتا ہوں جس سے اسکا سینہ منشرح ہو جاتا ہے صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ۔ اصلی شناخت کیا ہے آپنے فرمایا

دنیا سے بے رغبتی دین کی طرف توجہ اور موت سے پہلے موت کا انتظار کرتا ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جسکو اللہ پاک زاہد بناتا ہے اسکے قلب میں حکمت القا کرتا ہے۔ زاہد گوشۂ گمنامی میں پڑے رہنے کو شہرت سے زیادہ پسند کرتا ہے۔ اور حق تعالیٰ اپنا محبوب بنالیتا ہے اور جب حق تعالیٰ اپنا محبوب بنالیتا ہے تو خلق کی نظروں میں بھی محبوب ہوجاتا ہے۔ حقیقی زہد یہ ہے کہ انسان دنیا کے مال ومتاع کی جانب التفات نکرے **نقل ہے** کہ حضرت عثمان غنی رضی جنکو خدا تعالیٰ نے سب کچھ دے رکھا تھا۔ رات کو اٹھ کر خود وضو کا سامان کیا کرتے تھے کسی نے کہا کہ کیوں آپ کسی غلام سے یہ خدمت نہیں لیتے۔؟ فرمایا کہ آخر اسکے بھی جان ہے اور اسے بھی آرام کی ضرورت ہے۔

نقل ہے کہ ایک بار حنف بن قیس رؤسائے عرب کی ہمراہی میں حضرت عمر کے ملنے کے لئے آئے ان لوگوں نے دیکھا کہ وہ دامن باندھے ادھر ادھر دوڑے پھرتے ہیں۔ حنف کو دیکھکر فرمایا کہ آؤ تم بھی میرے ساتھ آؤ۔ بیت المال کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے تم جانتے ہو کہ اونٹ میں کتنے غریبوں کا حق شامل ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ امیر المومنین آپ کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں کسی غلام کو حکم دیجئے وہ ڈھونڈ لائیگا۔ آپ نے فرمایا مجھ سے زیادہ کون غلام ہوسکتا ہے۔

زہد حضرت عمر کا یہ تھا کہ جسم پر بارہ پیوند کا کرتا تھا۔ سر پر بوسیدہ عمامہ پاؤں میں پھٹی جوتی۔ کام یہ تھا کہ بیوہ اور بیکس عورتوں کے گھر کا پانی بھرتے تھے۔ اور ان کا سودا خرید کر لاتے تھے۔ اور بڑے بڑے عالموں سے حساب طلب کرتے تھے۔ اور قیصر وکسریٰ کے سفیر زرق وبرق لباس پہنے ملکوں سے۔ اور آپ کے جلال سے کانپتے رہتے تھے۔ عَبۡدٌ نَوَّرَ اللّٰہُ قَلۡبَہٗ یہ ایک بندہ ہے جسکا دل خدا نے روشن کیا۔ **نقل ہے** کہ عمر رضی اللہ عنہا۔ ایکروز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوے مبارک پر بوریئے کا نقش دیکھکر رونے لگے۔ حضرت نے پوچھا اے عمر کیوں روتا ہے۔ کہا قیصر وکسریٰ دشمنان خدا کو اچھی اچھی نعمتیں میسر ہیں۔ آپ جو خدا کے پیارے ہو ایسی محنت وتکلیف میں ہو اسلئے مجھے رونا آیا۔ حضرت نے فرمایا کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ انکو دنیا میں یہ نعمتیں ملیں۔ اور آخرت میں ہمکو ملیں۔ عمر رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ میں خوش ہوں۔

نقل ہے کہ جب ہارون رشید خلیفہ ہوا اور امر خلافت کا سپرد اس کے ہوا تو علما اور صلحا مبارکباد دینے کے لئے اسکے پاس آئے۔ خزانے کے دروازے کھولدیئے اور ہر ایک انعام اکرام خوب سا دیا۔ اور ہارون خلیفہ ہونے کے پہلے ہمنشیں زاہدوں اور عابدوں کا رہتا تھا۔ اور سفیان ثوری سے دوستی تھی۔ جب اسکی خلافت کی خبر سنی تو اس سے ملاقات ترک کی اور صورت اسکی نہ دیکھی۔ ہارون مشتاق انکی ملاقات کا تھا۔ چاہا کہ انکو اپنے پاس طلب کرے۔ اور ان سے حدیث سنے۔ ایک خط سفیان رحؒ کو لکھا۔ مضمون اس کا یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط بندہ۔

ہاروں رشید کی طرف سے سفیان دینی بھائی اپنے کے بعد اس کے اے میرے بھائی تو جانتا ہے کہ
حق تعالیٰ نے بیچ بھائی چارہ کرنے کے آپس میں کیا فضیلت رکھی ہے اور ہمکو جیسا کہ رابطہ برادری
کا تمہاد دیسا ہی مستحکم ہے اور نسبت ارادت کی تمہاری خدمت میں رکھتا تھا۔ اب بھی باقی ہے اگر یہ بہاری
بوجھ سلطنت کا حق تعالیٰ نے میری گردن پر رکھا ہے۔ نہ ہوتا تو تمہاری خدمت میں حاضر ہوتا جان
کہ میرے دوستوں میں کوئی ایسا نہیں کہ جس نے مجھے نہیں دیکھا اور مبارکباد نہیں دی۔ اور میں نے
بھی خزانے اموال کے انپر کھولدیئے ہیں اور ہر ایک کو انعام و اکرام دیا اور تم نہ آئے اشتیاق ملاقات
کا بہت ہے۔ اور یہ خط بسبب شوق کے لکھا ہے اور تم جانتے ہو کہ مومن کی ملاقات و محبت کی کیا کچھ
فضیلت آئی ہے کہ بمجرد دیکھتے ہی خط کے جلدی آؤ اور بعد اسکے توقف نہ کرو۔ والسلام۔ جب خط
ختم ہوا تو ہاروں نے آدمی کو بلایا۔ کیونکہ وہ سے کوئی بسبب تیزی مزاج سفیان کے جرات نہیں کرتا تھا
کہ اسکے سامنے جاوے۔ ایک شخص عیاذ نام تہا۔ اسکو وہ خط دیا۔ اور کہا کہ کوفہ کو جا اور قبیلہ بنی
ثور کا پوچھہ لینا وہاں سفیان ثوری کو تلاش کر کر یہ خط میرا دینا اور جو کچھہ ان سے سنے تو وہ ذرہ ذرہ یاد
رکھنا۔ اور مجھہ سے آکر کہنا۔ عیاذ کہتا ہے کہ میں قبیلہ بنی ثور میں پہنچا میں اور مسجد میں گیا دیکھا میں نے
کہ سفیان اس میں بیٹھے ہیں۔ اور جماعت نے گرد ان کے حلقہ باندھا ہے۔ اس طرح کہ گویا
چور ہیں۔ کہ انکو بادشاہ ظالم کے آگے لائے ہیں اور اس نے انکے قتل کا حکم دیا ہے۔ جب نظر
سفیان کی مجھ پر پڑی تو گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ
الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَاَعُوْذُ بِکَ اللّٰھُمَّ مِنْ طَارِقٍ یَّطْرُقُنَا اِلَّا طَارِقًا بِخَیْرٍ
اور ان کے اس کلمہ نے میرے دل میں بڑی تاثیر کی۔ پھر مسجد کے باہر آیا جبکہ میں باہر آیا تو سفیان
نماز میں مشغول ہوگئے۔ میں نے گھوڑے کو دروازے پر باندھا۔ اور اندر آیا کسی نے ایکے
ہمنشین میں سے میری طرف نگاہ نکی اور مارے ہیبت کے سر اوپر نہ اٹھا سکا اور مجھکو بیٹھنے کا اشا
کیا۔ پس بیٹھا میں مجھکو بھی اسکی ہیبت نے گھیر لیکن انکھیوں سے انکو دیکھا میں نے اور کہا۔
میں نے سفیان ثوری یہی ہیں۔ کہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں یہی ہیں یہ سنکر میں نے
خط انکی طرف ڈالدیا وہ اچھلے اور بہاگے۔ گویا کہ سانپ مسجد کی محراب میں نکلا ہے پھر ہاتھ پر کپڑا لپیٹا
اور خط کو پکڑا اور ان لوگوں کی طرف کہ انکے پیچھے بیٹھے تھے خط کو ڈالدیا اور کہا کہ پڑھے تم میں سے کوئی
اس خط کو کہ کیا ہے کہ میں پناہ ڈھونڈتا ہوں ساتھہ خدا کے اس سے کہ چہوؤں میں اس چیز کو
چھوا ہے اسکو ایک ظالم نے۔ جب خط کو پڑھ چکے تو کہا کہ اس خط کی پشت پر لکھو۔ لوگوں نے
کہا اے ابا عبداللہ وہ خلیفہ ہے۔ اگر اور کاغذ پر لکھیں ہم تو بہتر ہو۔ کہا [illegible] اسکی پشت پر
اگر یہ کاغذ وجہ حلال سے کمایا ہے تو جزائے خیر پاوے۔ اور اگر وجہ حرام سے ہے تو عذاب پایا۔

جاویگا۔ اور میں اسی پر لکھوتا ہوں تاکہ جس چیز کو کہ ظالم نے چھوڑا ہے ہمارے پاس نذر ہے کہ ہمارے دین کو خراب کرے۔ کہا لوگوں نے کیا لکھیں۔ فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط بندہ مردہ سفیان بن سعید ثوری کی طرف بندہ کے کہ مغرور ہے ساتھ آرزوں کے کہ نام اسکا ہارون رشید ہے کہ سلب کیگئی ہے اس سے حلاوت ایمان اور لکھوتا ہوں اور معلوم کراتا ہوں میں تجکو کہ میں نے قطع کیا تجھ سے ملاپ تیرا اور بیزار ہوا میں تیری دوستی سے اس لئے کہ آپ تو نے اپنے اوپر گواہ کیا مجکو اور حاضرین مجلس کو اس مضمون پر کہ لکھا تو نے کہ کھولے میں نے دروازے بیت المال کے مسلمانوں کے اور خرچ کیا میں نے مال انپر بغیر حق کے۔ اور صرف کیا میں نے بغیر مصرف میں اور راکتفا نہ کیا تو نے ان خطا پر کہ کی تو نے۔ بلکہ مجکو بھی گواہ کیا تو نے۔ جان یہ کہ میں اور یار میرے گواہی دیں گے۔ فردائے قیامت کو آگے خدا تعالیٰ کے۔ اس چیز پر کہ کوئی تو نے اے ہارون صرف کیا تو نے مال مسلمانوں کا بغیر رضا انکی کے۔ آیا راضی تھے تیرے اس فعل پر فقرا اور مسکین اور مجاہدین فی سبیل اللہ اور مسافر آیا راضی تھے۔ محافظ قرآن اور اہل علم اور یتیم۔ اے ہارون بیٹھ واسن اپنا اور تیار رہو جواب وسوال کے لئے۔ اور تدابیر کر اس بلا کے لئے کہ اتری تجھ پر کہ کھڑا کریں تجکو آگے حاکم عادل جل جلالہ کے۔ اے ہارون سلب کیگئی تجھ سے علم زہد کی اور لذت قرآن کی و ہمنشینی نیکوں کی اور راضی ہوا تو اسپر کہ ظالم ہوے تو اور ظالموں کا پیشوا ہوے تو اے ہارون تخت پر بیٹھا تو اور چادر تکبر کی اوڑھی تو نے اور اپنے دروازہ پر پردہ عزت کا کھینچا تو نے مشابہت رب العالمین کے ساتھ پیدا کی تو نے۔ ظالموں کو اپنے دروازے پر بٹھایا تو نے تا لوگوں پر ظلم کریں اور داد بے انصافی کی دیں اور آپ شراب پیویں اور لوگوں پر حد شراب کی ماریں۔ اور آپ زنا کریں اور خلق پر حد قائم کریں۔ آپ چوری کریں اور چوروں کے ہاتھ کاٹیں۔ نہیں جانتا ہے تو کہ گناہ ان سب کا تجھ پر ہوگا۔ اے ہارون یاد کر کہ اللہ تعالےٰ ندا کریگا **اُحْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا** یعنی جمع کرو ظالموں کو تیری گردن پر طوق اور ہاتھوں میں بیڑ ہوگی۔ اور ظالم تیرے گرد ہوں گے۔ اور تو پیشوا ہوگا۔ اور ظالم پر ظلم ہوگا۔ بس میری نصیحت کو یاد رکھ اپنے دل خدا سے ڈر اور رعیت کی رعایت کرنے میں کوشش کر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی محافظت کر اور سرداری کو سنوار ملک دست بدست چلا جاتا ہے۔ اور گردن پر بار باقی رہتا ہے۔ جو جیسا کریگا اسکا خمیازہ اٹھاویگا۔ پس جس نے کام اچھا کیا آخرت میں سعید ہوا۔ بعض نے ایسا کام کیا کہ دنیا میں اچھا ہوا۔ اے ہارون تو نے دین و دنیا کو نقصان پہنچایا۔ امابعد مجکو خط نہ لکھنا میں جواب نہ دونگا یہ تھے زہد حق گو۔ **حکایت** نقل ہے حضرت جنید بغدادی سے کہ ایک مرتبہ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ اپنے استاد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انکو بہت اداس پاکر عرض کیا کہ حضرت آج مزاج کیسا ہے۔ اور اس قدر ملال کیوں ہیں فرمایا کیا کہوں کل عجیب واردات گذری۔

کہ نفس نے بہت تنگ کیا۔ اور سرد پانی نئے کوزے سے پینا چاہا۔ بہت ٹالتا رہا مگر وہ نہ مانا آخر مجبور ہو کر ایک نیا کوزہ خادم سے منگایا۔ اسنے لا کر خوب صاف کر کے پانی سرد بھر کر میرے پاس رکھدیا جب میں اپنے معمولات سے فارغ ہو اچاہا کہ پانی پیوں یکایک آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک حور سراپا نور نہایت خوبصورت حلۂ بہشتی سے آراستہ میرے پاس کھڑی ہے میں متحیر ہو گیا۔ کہ الٰہی یہ حسن و جمال با کمال کہ صاحب حسن کا ہے کہ میں نے آجتک نہ دیکھا نہ سنا پھر میں نے کہا کہ یہ زیبائش و آرائش کس کے لئے ہے۔ وہ حور منہ پھیر کر بھویں چڑھا کر تیوری بدلکر کہنے لگی کہ جو سرد پانی نئے کوزے کا پینا چاہتے ہیں اور خواہش پر جی بچھاتے ہیں ہم ان کے واسطے نہیں ہیں۔ پھر وہ کوزے کو ٹھوکر مار کر چلی گئی جب میں نیند سے چونکا تو دیکھا۔ وہ کوزہ ٹوٹا پڑا ہے

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ذو النون مصری کشتی پر سوار تھے۔ اور اس میں ہر قسم کے آدمی امیر و تاجر اور سوداگر بھی تھے۔ ناگہاں کسی سوداگر کا ایک قیمتی موتی گم ہو گیا اسکی تلاشی لینی شروع کی ایک شخص جو بہت میلے کچیلے سے کپڑے پہنے تھے۔ ان پر سب کا شبہہ ہوا۔ اور غیرت کھا کر جناب باری میں گریہ و زاری کرنے لگے۔ کہ رب العزت اب عزت و ذلت تیرے ہی ہاتھ ہے۔ پس فوراً دعا انکی بانشانہ تیر بہدف کے قبول ہوئی۔ کہ یکایک ہزاروں مچھلیاں پانی پر تیرتی ہوئی آئیں اور ایک ایک موتی بے بہا منہ میں لائیں۔ درویش نے ایک موتی لیکر سوداگر کو دیدیا اور بلا خطرہ اسی وقت کشتی سے اتر کر پانی پر چلا گیا ؎ خاکساراں جہاں را بحقارت منگر ٭ تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد ٭

سخاوت مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا۔ ایک نیکی کرنیوالے کو دس گنا بدلہ ملتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ آدمیوں سے وہ بھی ہیں کہ اللہ کی خوشی کے لئے۔ اپنی جانیں بیچ ڈالتے ہیں وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا۔ مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں اَلسَّخِيُّ حَبِيبُ اللَّهِ وَلَوْ كَانَ فَاسِقًا۔ سخی اللہ کا دوست ہے اگرچہ فاسق ہو۔ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔ یعنی ایثار کرتے ہیں اپنی جانوں پر اگرچہ انکو خود بھی حاجت ہو۔

٭ **حدیث** اَلسَّخِيُّ قَرِيبٌ مِنَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْجَنَّةِ قَرِيبٌ مِنَ النَّاسِ بَعِيدٌ مِنَ النَّارِ سخی اللہ کے نزدیک ہے اور بہشت کے نزدیک ہے اور آدمیوں کے نزدیک ہے اور دوزخ سے دور ہے **دیگر** خَصْلَتَانِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ اَلسَّخَاءُ وَحُسْنُ الْخُلُقِ سخی و خوش خلق اللہ کا پیارا ہے۔ **اے سعید** سخاوت کے تین درجہ ہیں۔

سخی آپ کھائے اوروں کو کھلائے۔ **کریم** وہ جو بغیر مطلب اور غرض کے دیوے اور اپنے سے دوسروں کو زیادہ دیوے۔ **ایثار** وہ ہے کہ آپ نہ کھائے اوروں کو کھلائے

(حاشیہ:) بخل

اپنے اور برادرونکو مقدم کرے اپنے اوپر ذرا بھی خرچ نہ کرے۔ اپنے کام کی شے دوسروں کی حاجت میں صرف کرے۔ (اور) فرمایا آنحضرت صلعم نے کسی دن کسی بندہ کو احسان سے خوش کرو نیا ہزار رکعت نماز سے بہتر ہے۔ خدا خوش ہوتا ہے نیک آدمی کے دینے سے اور مال میں برکت ہوتی ہے اور بد آدمی کے دینے سے اس کے شر سے محفوظ ہوتا ہے۔ سعدی رح نے کہا ہے ؎ بہر نیک و بد بدل کن سیم وزر کہ آں کسب خیر است ویں دفع شر۔ اور دو فرشتہ موکل ہوتے ہیں۔ وہ دعا کرتے ہیں خدایا سخاوت کرنیوالے کے مال میں برکت دے۔ اور جب کوئی سائل سوال کرے تو اسکی بات سب سنو اس کے کلام کو بیچ سے کاٹو نہیں۔ اور جو کچھ ہوسکے اسکی حاجت رفع کرو گر کچھ نہیں دے سکتے تو خوش اخلاقی اور دلجوئی سے اسکو راضی رکھو اور اگر کچھ بن نہ کر وسے تو معذرت کرو۔ کہ اسوقت برکت ہے شاید وہ سائل آدمی نہ ہو فرشتہ ہوے کہ حکم الہی سے تمہارے امتحان واخلاق وعادات کے آیا ہو کہ تم فقیروں محتاجوں سے کیسا سلوک کرتے ہو۔ یا جو تمکو دیا ہے اسکو بموجب حکم خدا اور رسول کے صرف کرتے ہو یا نہیں اور جو شخص دن رات میں کچھ خیرات کرتا ہے تمام آفات سے بچا رہتا ہے۔ اور مال میں کمی نہیں ہوتی۔ بلکہ زیادتی ہوتی ہے۔ اللہ دینے سے خوش ہوتا ہے۔ اور شیطان نہ دینے سے اور فائدہ اور نفع اسکو ہے جس نے اپنا مال خدا کی راہ میں صرف کیا قبل مرنے کے۔ نقصان اسکو ہے جسنے جمع کیا اور چھوڑ گیا۔ اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ جو شخص تندرستی میں ایک درم راہ خدا میں دے اس سے بہتر ہے کہ بیماری میں سو درم اور زندگی میں اپنے ہاتھ سے ایکدرم بہتر ہے۔ مرے پر اس کے نام پر ہزار درم دیں۔

اے سعید جسے مال نہو۔ چاہیئے قناعت کرے۔ نہ حرص۔ اور جو مالدار ہے تو چاہیئے سخاوت اختیار کرے نہ بخل۔ سخی کی سخاوت اسکو جنت میں لے جاویگی۔ اللہ نے کوئی ولی ایسا پیدا نہیں کیا۔ جو سخی نہ ہو۔ اور نیک خو سخی اور نیک خو ہونا ولی کی علامت ہے۔ سخی کی تقصیریں خدا بخشتا ہے ؎ سخاوت ہمہ را کیمیا است۔ **نقل ہے** کہ جنگ غزا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے لوگونکو مار ڈالا مگر ان میں سے ایک شخص کو بخشدیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ خدا ایک گناہ ایک اسکو کیوں چھوڑ دیا۔ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ اور کہہ گئے کہ یہ سخی تہا۔ اس لئے اس کے لئے حکم ہے کہ چھوڑ دو۔

روایت صحیح ترمذی میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین کے ملک سے نوے ہزار درہم آئے آپ نے ان کو اپنی مسجد کے بوریوں پر ڈھیر کرادیا۔ صبح کی نماز پڑھکر بانٹنا شروع کیا۔ پھر ظہر تک ان میں سے ایک بھی درہم باقی نہیں رہا۔ اور اس درمیان میں جو مانگنے والا آیا اسکو دیا بانٹنے سے فارغ ہونے کے بعد اتفاقاً۔ ایک مانگنے

والا آیا۔ اس نے سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اب تو میرے پاس کچھ باقی نہیں رہا جو دوں بازار کو جاؤ اور سوداگروں سے میرے نام جو کچھ چاہو خرید لو اور میرے ذمہ لکھوا دو اور جب کچھ میرے پاس آویگا۔ دونگا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم حق تعالیٰ نے آپ کو مقدور سے زیادہ تکلیف فرمائی نہیں پھر کس واسطے آپ اپنے اوپر قرض کا بوجھ اٹھاتے ہیں حضور کو یہ بات خوش نہیں آئی۔ اور آپ کے چہرہ مبارک پر خفگی کے آثار نمودار ہوئے۔ ایک انصاری نے جو وہاں حاضر تھا عرض کیا۔ دیئے جا عرش کے مالک سے محتاج ہونے کا خوف نہ کریے۔ سنتے ہی آپ ہنسے اور آپ کے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار نمودار ہوئے اور فرمانے لگے۔ اسی طور سے مجھے حکم ہے۔ اور مامور ہوں حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت کی بخشش عام اور ازبس تمام تھی کہ امت نے آپکو میانہ روی سے محروم کیا۔ اور بہت دینے سے اور زیادہ خرچ کرنے پر یہی کی آیت نازل ہوئی۔

روایت ہے کہ ایکدن آنحضرت بیٹھے تھے۔ کہ ایک لڑکے نے آکر کہا یا رسول اللہ! میری ماں عرض کرتی ہے۔ کہ میرے پاس کوئی کرتا نہیں جو پہنوں ایک مجھے عطا کیجئے۔ ارشاد فرمایا کہ گھڑی بھر ٹھہر کر آئیں دونگا۔ وہ لڑکا گیا اور پھر آکر عرض کرنے لگا۔ میری ماں عرض کرتی ہے جو آپ پہنے بیٹھے ہیں مجھے عنایت فرمایئے۔ آنحضرت اسی وقت دولت خانہ کو تشریف لے گئے۔ اور اس کرتے کو اپنے بدن مبارک پر سے اتار کر لڑکے کے پاس بھجوا دیا۔ کہ لے جا اپنی ماں کو دے۔ اور آپ ننگے بدن بیٹھے رہے وہ اصحاب کے آپکے انتظار میں بیٹھے بیٹھے تنگ ہو کر اٹھ کر چلے گئے۔ حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ۔ یعنے اس قدر اپنا ہاتھ کشادہ نہ کر کہ برہنہ ہو کر گھر میں بیٹھ رہے۔ اس واسطے صحابہ رض عرض کرتے تھے۔ ؎ جان و مال اپنا نبی پر آج قربان کیجئے؛ ان کے قدموں پر تصدق یہ دل و جاں کیجئے ؛ مال کی اور جان کی کیا ہے حقیقت مومنو ؛ لاکھ جانیں بھی اگر ہوں نذر جاناں کیجئے ؛ بچ گئے شفاعت کے سبب دوزخ سے ہم ؛ شکریہ انکا ادا اسے ل کس عنواں کیجئے ؛ ماحصل سعیدیہ ہے کہ مار گنج نہ بننا چاہیئے۔ ایسے ہی آمد سے زیادہ خرچ کر کے مقروض نہ ہونا چاہیئے۔ **مشہور بات ہے**۔ کہ چالیس ہزار درہم جو کل مال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تھا۔ سب دین کی مدد اور حمایت میں آپ نے صرف کیا اور مسجد نبوی کے بنانے میں چھ ہزار درہم دیکر خالی ہاتھ رہ گئے۔ ؎ مال و جان دونوں کئے تم پر نثار ؛ اب تہیدستی سے شرماتے ہیں ؛ چنانچہ فرمایا رسول اللہ نے۔ نہیں نفع دیا مجھکو کسی مال نے ہرگز ایسا کہ جیسا نفع دیا مجھکو مال ابوبکر نے۔ یہاں تک کہ کپڑے بھی بدن کے راہ مولیٰ میں دیدیئے۔ تو ایک کمبل کا ٹکڑا بجائے کرتے کے گلے میں ڈالا اور کانٹوں سے بند کر کے حضرت کی خدمت میں بے ملال جیسے ہر وقت حاضر باش رہتے تھے۔ حاضر ہوئے۔ حضرت جبرائیل ع حاضر ہوئے اور حضرت سے پوچھا

سخاوت ابوبکر

آج ابوبکر کا کیا حال ہے۔ وہ کیا لباس پہنے ہوئے ہے۔ حضرت نے فرمایا انہوں نے تمام مال اپنا صرف بندگی اللہ جلشانہ میں صرف کر دیا اور مفلس ہو گئے کہ یہ نوبت پہنچی اس پر جبرئیل نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ حق تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کو سلام فرمایا ہے اور فرماتا ہے کہ اس مفلسی اور تہیدستی میں بھی ہم سے خوش ہے۔ حضرت ابوبکر نے یہ حال حضرت سے سنا بطور ارباب وجد وشوق کے ذوق میں آئے اور اس نغمہ کو بار بار کہتے تھے۔ اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں اسلئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام دنیا کے ایمان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان وزنی رہیگا۔ حدیث میں آیا ہے کہ سخاوت بہشت میں ایک درخت ہے جو سخاوت کرتا ہے اسکا ہاتھ اس درخت کی شاخ پکڑے ہوئے ہے جبتک اسکو بہشت میں نہ کھینچ لیگی ہاتھ نہ چھوڑیگی اور فرمایا ہے کہ اَلْجَنَّةُ دَارُ الْاَسْخِيَاءِ یعنی جنت سخی لوگوں کا گھر ہے۔ حق تعالیٰ جلشانہ فرماتا ہے کہ جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ انکی مثال اس درخت کی سی ہے جس میں سات بالیں ہوں اور ہر بال میں سو دانے اور رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جنہوں نے اپنا مال دونوں ہاتھ بھر لیا یعنی لب بھر کر راہ خدا میں دیا ہو وہ ہلاکت سے نجات پاوینگے۔ چونکہ سخاوت سے مخلوق کی ضرورتیں اور محتاجوں کے فاقہ رفع ہوتے ہیں۔ اس لئے صدقہ خیرات بھی دین کا ستون ہے مثل نماز وغیرہ کے اور چونکہ عام مخلوق کو اللہ سے محبت رکھنیکا حکم ہے اور مسلمان بندے محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں لہذا اللہ پاک نے مال خرچ کرنے کو اپنی محبت کا معیار اور آزمائش کی کسوٹی بنایا ہے تاکہ مدعیان ایمان کے دعویٰ کا جھوٹ سچ کھلجاوے اور چونکہ عام قاعدہ ہے کہ انسان اپنی محبوب کے نام پر جسکی محبت قلب میں زیادہ ہوتی ہے اپنی تمام مرغوب اور پیاری چیزیں لٹا دیا کرتا ہے۔ پس مال جیسی پیاری چیز کا حق تعالیٰ کے نام پر خرچ کر ڈالنا خدا کے ساتھ محبت ہونیکی علامت ہے اور بخل کرنا خدا کی محبت نہ ہونے کی دلیل ہے۔

جس موقعہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تمام مال راہ خدا میں دیا تھا۔ حضرت فاروق عمر رضی اللہ عنہ نے نصف مال حتیٰ کہ ایک پاؤں کا موزہ یعنی سب مال کا نصف لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابوبکر اپنے لئے کیا رکھا۔ تو عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول اسوقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم دونوں کا فرق مراتب دونوں کے جواب سے ظاہر ہے۔ اور ایک موقعہ پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے عمر اگر میں نبی بنا کر نہ بھیجا جاتا۔ تو ضرور تمکو نبی بنایا جاتا۔ یا میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ چھپا کر خیرات کر دینا پروردگار کے غصہ کو بجھاتا ہے جو کچھ بھی دیا کرو لوگوں سے چھپا کر دیا کرو اور جو مسلمان اپنے داہنے ہاتھ سے اسی طرح خیرات

کرے کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دیگا۔ جبکہ حشر کے دن اللہ کے عرش کے سوا کہیں سایہ نہوگا۔ اس میں ریا سے بچنے کے لئے تاکید ہے اور وہ اس لئے کہ جب مسلمان قبر میں گھیرا جاتا ہے تو ریا سانپ کی صورت اور بخل بچھو کی صورت بنکر اسکو تکلیف پہنچاتا ہے پس جس نے خیرات کرنے سے جی چرایا اور بخل اختیار کیا تو اسنے اپنے کاٹنے کے لئے بچھو بھیج دیئے۔ اور اگر کسی نے خیرات تو کی مگر دکھانے اور نمودار ہونے کی غرض سے کی ہے تو بچھو کو گویا سانپ کی غذا بنایا۔ اس صورت میں بچھو سے نجات مل گئی مگر سانپ کی زہریلی قوت اور زیادہ ہوگئی۔ اور خیرات دیکر اسپر احسان نہ جتاؤ اور چیز پسندیدہ ہو وہ دو اور ناپسندیدہ خاطر کیلیے مناسب ہے اور جو کچھ بھی دینا ہو وہ خندہ و کشادہ پیشانی دو۔ اور اہل نااہل دیکھکر دو۔ اور یوں ارشاد نبی ہے کہ اگر پیسہ چھپا کر دے تو وہ سات سو پیسوں سے جو ظاہر دے ایک پیسہ بہتر ہے۔ اور ترمذی شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لشکر عسرت کی تیاری میں تھے۔ کہ حضرت عثمان غنی رضہ نے سو اونٹ معہ سامان حاضر کیے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد سو اونٹ اور لائے۔ یہانتک کہ تین سو تک نوبت پہنچی۔ اور ہر جمعہ کو عثمان غنی رضہ نے ایک غلام آزاد کیا ہے۔ سہواً اور اتفاقاً قضا ہوگئی تو ادا کی ہے۔ اور حضرت عثمان غنی رضہ نے مسجد مدینہ طیبہ کو وسیع فرمایا۔ طولاً ایکسو ساٹھ گز اور عرضاً ڈیڑھ سو گز کردیا۔ اور منقش پتھروں کے ستون لگائے۔ اور فرش بنوایا۔ اور آپ نے اسلام میں بہت سی سخاوتیں کی ہیں اور قبل اسلام سے مشرف ہونے کے بھی آپ سخی تھے۔ مروی ہے کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حساب نہوگا۔ ببرکت اس دعا کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے حق میں کی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان سے حساب معاف کیا وہ دعا اس بارہ میں تھی کہ عید کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو گھر میں فاقہ تھا۔ جب رسول اللہ عیدگاہ کو جانے لگے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ آپکی بیبیوں کے یہاں عید کے دن کھانے کو نہیں ہے رسول اللہ خوش ہوے اور فرط خوشی سے آپ ہر ہلاتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ اب میری نعمت پوری ہوگئی اور میرا فقر کمال کو پہنچ گیا۔ اے عائشہ کیوں غمناک ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ اس امر سے خود خوش ہوں۔ مگر فقیر اور بیوہ عورتیں اور یتیم دستور کے مطابق آوینگے۔ ان سے شرمندگی ہوگی۔
آپ نے فرمایا انکو اور ہمکو اللہ دیگا۔ جب آپ تشریف لائے۔ تو دیکھا کہ آپ کے دولت خانہ مصطفوی سے فقیروں کو کھانا پکا اور بچا دیا جا رہا ہے۔ آپ نے پوچھا اے حمیرا یہ کھانا کہاں سے آیا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا حضرت عثمان غنی نے ساٹھ اونٹ آٹے کے اور دس اونٹ روغن کے اور دس اونٹ شہد کے اور سو بکریاں اور پانسو دینار نقد بھیجے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ۔

سخاوت حضرت عثمان غنی رضہ

سب بیبیوں کو حصہ دیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہر گھڑا اسی قدر بھیجا ہے رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ اے رحمن عثمان بن عفان پر حساب آسان کر۔ حضرت جبرئیل پہونچے اور کہا۔ یا رسول اللہ
آپکی دعا عثمان غنی کے حق میں قبول ہوئی۔ اور ان سے قیامت کے دن حساب نہو گا۔ اور حدیث میں آیا
ہے کہ سخی کی عمر کا ایک برس بخیل کی عمر کے سو برس سے بہتر ہے **حکایت** حضرت کرم اللہ وجہہ ایک
روز غلہ خریدنے کی نیت سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ایک چادر بازار میں بیچنے کے لئے گئے
اور چھ درم کے بدلہ ایک خریدار کے ہاتھ فروخت کر دی راہ میں ایک سائل کو سوال کرتا ہوا دیکھکر
سب درم سائل کو دیدیئے۔ اس بات کا کچھ خیال نہ کیا کہ گھر لیجاؤں۔ گھر میں سب بھوکے ہیں۔ لیکن
خدائے پاک کی شان دیکھئے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اعرابی کی صورت میں ناقہ لیئے ہوئے آپ کے
سامنے آئے۔ اور کہنے لگے۔ علی تم اس ناقہ کو خریدنا چاہتے ہو تو خرید لو قیمت پھر دیدینا حضرت علی رضہ
نے سو درم قیمت سے خرید لی اتنے میں حضرت میکائیل ملے اور یوں کہا کہ اگر تم اس ناقہ کو بیچو تو ایکسو
ساٹھہ درم دیتے ہیں۔ ہمیں دیجئے۔ آپ ہمیں دیدیجئے۔ آپ بہت خوش ہوئے اور ایکسو ساٹھہ درم
لیکر اسی وقت دیدیئے۔ اسکے بعد حضرت جبرائیل ملے اور اپنے سو درم طلب کئے۔ آپنے فوراً سو درم
دیئے۔ اور ساٹھہ درم لیکر اپنے گھر واپس آئے۔ حضرت فاطمہ نے دریافت کیا یہ ساٹھہ درم کیسے ملے گو
فرمایا کہ خداوند کریم سے تجارت کی تھی۔ ساٹھہ درم کا نفع ہوا۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
رسول خدا سے تمام ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا بیچنے والے جبرائیل اور خریدنے والے میکائیل
اور ناقہ وہ تھا جو قیامت کے دن فاطمہ رضہ کی سواری میں ہوگا۔ دیکھو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
چھ درم اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کیئے تھے۔ جس کے بدلے میں ساٹھہ درم ملے۔ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے۔ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا۔ **نقل ہے** کہ جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافروں کی طرف سے کھٹکا ہوا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپکی جگہ سو
رہے اس لئے کہ کفار آپکا قصد کریں گے تو میں اپنی جان قربان کر دونگا۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل
اور میکائیل م کو وحی بھیجی کہ اسی وقت تم دونوں زمین پر چلے جاؤ اور اسکو یعنی علی کو دشمن سے
محفوظ رکھو۔ دونو فرشتے آئے اور حفاظت کرنے لگے۔ جبرئیل علیہ السلام سرہانے کھڑے ہوئے۔
اور میکائیل۔ بائیں طرف کھڑے ہوئے۔ اور کہتے تھے۔ آفریں آفریں اس واقعہ کی شان
میں۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ۔ اور
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی جان حضرت اقدس پر فدا کرنے میں دریغ نہیں کی۔ اور حق
برادری ادا کیا ایثار اسکو کہتے ہیں۔

مروی ہے کہ صف جنگ میں ایک کافر حضرت علی کے مقابل تھا۔ اور اس نے کہا

کہ آپ بڑی سخی ہیں۔ تو اسوقت مجھے اپنی تلوار دیدیجئے۔ آپ نے فوراً تلوار دیدی آپ اسوقت میں
جو کہ جان جوکھو کا وقت تھا اور کوئی اپنے دشمن کے مقابلہ میں اس طرح کی سخاوت نہیں کرتا ہے
اس سبب سے سخاوت ختم ہے حضرت علی ؓ پر۔ **نقل ہے** کہ ایک دن حضرت علی ؓ رونے لگے لوگوں
نے پوچھا کہ آپ کیوں روتے ہیں کہا سات روز سے کوئی مہمان میرے گھر نہیں آیا۔
نقل ہے کہ کسی قبرستان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا گذر ہوا آپ نے فرمایا اسلام علیک
یا اہل القبور پھر آپ نے فرمایا اے قبر والو تمہارے مال و اسباب کے دوسرے لوگ مالک ہوئے
تمہارے گھروں میں دوسرے بس گئے۔ تمہاری عورتیں دوسروں کے نکاح میں ہیں یہ خبر ہم سے
سنو اور کچھ ہمکو اپنی خبر سناؤ۔ آواز آئی یا شیر خدا وعلیکم السلام یہ خبر سنو جو ہم نے بھیجا وہ سب ہم
نے پایا اور جو کچھ چھوڑا وہ نقصان کیا۔ اب سوائے افسوس کے کچھ نہیں ہاتھ آتا ہے۔
روایت ہے کہ حضرت امام حسن ؓ اور امام حسین ؓ دونوں صاحبزادے ایک مرتبہ بیمار
ہوئے۔ حضرت علی ؓ نے کہا کہ میں نے تین روزے خدا کے واسطے اپنے اوپر نذر مقرر کیے۔
حضرت خاتون زہرہ رضی اللہ عنہ نے بھی تین روزے اپنے اوپر مقرر کیے۔ اور آپکی لونڈی جس کا
فضہ نام تھا۔ اس نے بھی تین روزے اپنے اوپر مقرر کیے۔ پھر خدا نے اپنے فضل و کرم سے
دونوں صاحبزادوں کو شفا بخشی۔ تینوں شخص موافق نذر مقررہ کے روزہ دار ہوئے۔ اس دن
حضرت علی ؓ کے گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔ آپ نے شمعون یہودی کے یہاں سے تین سیر
جو قرض لیے۔ اور اسکو گھر میں لاکے دیے حضرت خاتون جنت ؓ نے وہ جو چکی میں پیسے اور
لونڈی نے گھر کے آدمیوں کی گنتی کے برابر پانچ روٹیاں پکا کر تیار کیں۔ پھر افطاری کے
وقت وہ پانچ روٹیاں لاکے ان حضرات کے سامنے رکھیں۔ انہوں نے چاہا کہ اس میں سے
لقمہ توڑ کر منہ میں ڈالیں اتنے میں دروازے پر آکر فقیر نے سوال کیا۔ اور کہا کہ حق تعالیٰ
کی سلامتی تم پر ہو۔ جیسے اہل بیت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک فقیر مسلمان تمہارے
دروازے پر آیا ہے۔ اور اس کے گھر میں پانچ آدمی ہیں۔ انکو کھانا کھلاؤ حق تعالیٰ تمکو جنت
کے خانوں میں سے کھلا دیگا۔ پانچوں حضرات نے وہ پانچوں روٹیاں سائل کو حوالہ کردیں
اور آپ سب پانی پی پی کے سو رہے پھر صبح کو روزہ رکھا۔ اور اسی طرح دوسرے دن ایک
سیر جو پیسکر پانچ روٹیاں پکائی۔ اور افطار کے وقت ایک یتیم آیا اسکو وہ روٹیاں دیں
تیسرے دن ایک قیدی آیا اسدن اسکو حوالہ کیں چوتھی صبح کو جو اٹھے بھوک کی شدت سے
طاقت ہلنے کی نہ تھی۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسین ؓ کے دیکھنے کو تشریف
لائے سبکو دیکھکر آپکو بیتابی ہوئی۔ پوچھا کہ میری بیٹی فاطمہ زہرہ کہاں ہے۔ حضرت علی ؓ

نے کہا یا رسول اللہؐ اپنے مصلے پر نماز میں مشغول ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ پیٹ پیٹھ سے لگ گیا اور آنکھیں اندر گھس گئی ہیں۔ یہ حالت دیکھکر آنحضرتؐ کے آنسو جاری ہوئے اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام سورہ دہر لیکر نازل ہوئے اور کہا کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سورت تمکو اور اہل بیت کو مبارک ہو۔ اور یہ آیتیں پڑھکر سنائیں وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا پھر اس کے بعد حضرت رب العزت نے ظاہری فتوح عنایت کی اور پھر کبھی ایسے فقر کی شدت میں مبتلا نہ ہوئے۔ اور ایسا راوی بیان کرتے ہیں کہ ان تینوں دنوں میں فقیر اور یتیم اور اسیر کی شکل بنا کر حضرت جبرئیل علیہ السلام آتے لینے اہل بیت کے صبر کے امتحان کے واسطے۔ اسی واسطے کہا ہے حضرت علیؓ نے ملک دنیا کو اپنی سنان ست لیا۔ یعنی نیزے کی نوک سے۔ جہاد کرکے اور ملک عقبیٰ کو سہ نان سے خرید کیا یعنی تین روٹیوں سے۔ پس عمل کرنیوالے قول خدا اور رسولؐ کے لئے یہ لوگ تھے سخی۔ با خلق صاحب ایثار ؎ سخاوت بود کار صاحبدلاں ٭ سخاوت بود پیشہ مقبلاں ٭ اس کے بعد خداوند تعالی نے انکی شان میں فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ۔ یعنی اللہ نے انکو اس دن کی (قیامت) کی برائی سے بچالیا۔ اور فرمایا۔ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا۔ یعنی دیکھیں گے وہ تازگی کو جسوقت سب لوگ پریشان ہونگے وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا۔ جزا دیگا انکو رب الکابیب انکے صبر کے جنت رہنے کے لئے اور حریر پہننے کے لئے۔ **نقل** عائشہ رضی اللہ کے پاس زبیرؓ نے دو خریطے سیم اور ایک لاکھ اسی ہزار درہم بھیجے آپ نے سب تقسیم کر دئے شام کو جب افطار روزہ کیا تو روٹی روغن زیتون سے تناول کی گوشت نہ تھا۔ لونڈی نے کہا کہ اگر ایک درم کا گوشت ہمارے لئے خرید کرتے تو کیا ہوتا۔ عائشہ رضی اللہ نے کہا کہ اگر تو۔ یاد دلاتی تو البتہ میں خریدتی۔

سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے ؎ ہمہ وقت شود کرم مستقیم ٭ کہ بست آفرینندۂ جاں کریم ٭ **حکایت** حضرت فاطمہؓ کی شادی کے وقت نیا کرتا تیار کرایا گیا تھا۔ اور ایک انا کرتا آپکے بدن مبارک پر تھا۔ ایک روز ایک سائل نے آکر کہا۔ خدا کے واسطے ایک پرانا کرتا ملجائے پس آپ سوچ کر جبتک عمدہ اور پسند اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرونگی بھلائی نہیں حاصل کرسکو یہ خیال آتے ہی نیا کرتا سائل کو دیدیا۔ حالانکہ سائل نے پرانا کرتا مانگا تھا ؎

ہرچہ داری صرف کن در راہ او ٭ لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا۔ **حکایت** امام حسنؓ اور امام حسینؓ جنگل میں تھے۔ اور انکو پیاس لگی تو بعد تلاش بسیار کے ایک بڑھیا کی جھونپڑی پر گئے۔ اس سے ٹھنڈا پانی مانگا۔ اس نے کہا ٹھنڈا پانی نہیں ہے۔ آپ صاحبان میں کسی نے کہا کہ کوئی جانور دودھ دینے والا ہے کہا بڑھیا نے کہ ایک بکری ہے اور وہ بھی بڑھیا ہونے کی وجہ سے

اب بچے دینے سے بند ہو گئی ہے تو دودھ دوسے نکلا کیا ذکر ہے۔ صاحبزادوں نے کہا کہ اس بی بی کو لے آؤ۔ بڑھیا اسکو لے آئی۔ صاحبزادوں نے بسم اللہ پڑھ پڑھ کر ایک ایک تھن پانی سے دھونا شروع کیا وہ تھن ملائم ہو کر دودھ سے لبریز ہو گئے خدا کی قدرت دونوں صاحبزادوں نے منہ لگا کر تھنوں سے دودھ پینا شروع کر دیا۔ اور اللہ کے فضل سے خوب سیر ہو کر دودھ پی لیا اور پیاس کی شدت رفع ہو گئی۔ آپ صاحبان نے فرمایا کبھی مدینہ آنا تو ہمارے پاس آنا۔ غرض عرصہ کے بعد وہ بڑھیا مدینہ میں حضرت حسنؓ کو دکھلائی دی تو اسکو اپنے مکان پر لے آئے اور انہیں دنوں میں تنخواہ بیت المال سے ملتی تھی اور صرف پانچسو درم تھے۔ سب اس بڑھیا کی نذر کیے۔ اور اسکو اپنے بھائی حسینؓ کے پاس لے گئے۔ تو انہوں نے بھی سات سو درم پیش کئے۔ یہ حال تھا ان کے کرم کا **کشف المحجوب** میں لکھا ہے کہ ایکدن ایک شخص جناب امام حسین کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ بہت درماندہ و محتاج ہوں۔ اور عیال اطفال رکھتا ہوں آپ نے اسے ٹھہرایا اتنے میں پانچ توڑے دیناروں کے معاویہ ابن ابی سفیان نے بھیجے۔ امام حسین نے پانچوں توڑے اس فقیر کو عنایت کئے اور عذر کیا کہ تجھے انتظار میں بہت تکلیف ہوئی۔

حاتم ظہور اسلام سے تھوڑے ہی دن پیشتر قبیلہ طے کا ایک معزز اور نامور آدمی گذرا ہے جو سخاوت میں اس طرح مشہور ہے کہ نوشیروان عدل میں رستم شجاعت میں۔ گھوڑے کی بابت اس نے فیاضی کی ہے۔ اس کا واقعہ خود اسکی بیوی نے بیان کیا ہے۔ وہ کہتی تھی حاتم کی فیاضی کا عجیب ترین نمونہ مجھے یہ نظر آیا۔ ایک سال سخت قحط پڑا قبیلہ والوں کے کپڑے لتے تک بک گئے اور سب فاقہ کر رہے تھے۔ خود میرے گھر میں یہ حالت تھی کہ کھانے کو کچھ نہ تھا اور سب فاقہ سے تھے۔ مارے بھوک کے کسی طرح نیند نہ آتی تھی۔ ہمارے بچے بلک بلک کر رو رہے تھے۔

آخر میں نے لڑکی کو تھپک تھپک کر جھوٹا سلا دیا۔ اور حاتم نے لڑکے کو بہلا بہلا کر سلا دیا۔ اب مجھے شدت گرسنگی سے سونا دشوار تھا۔ اس وقت حاتم نے دلچسپ باتیں چھیڑ کر مجھے سلانا شروع کیا۔ تاکہ میں بھی سو جاؤں۔ اسوقت مجھے اسکی بھوک پر افسوس آیا اور خاموش ہو کر آنکھیں بند کر لیں کہ شاید خاموشی کو دیکھ کر یہ بھی سو جائے۔ مجھے ساکت دیکھکر اسنے پوچھا کیوں سو گئیں۔ میں نے جواب نہ دیا اتنے میں اسکی نظر خیمہ کے بیرون صحن کی طرف پڑی۔ تو دیکھا کہ کوئی آیا ہے۔ چپکے سے اٹھکر باہر نکلا اور دیکھا کہ ایک فاقہ زدہ عورت کہہ رہی ہے حاتم میرے بچے بلک بلک کر رو رہے ہیں۔ اور کتوں کی طرح شور کر رہے۔ کچھ پاس نہیں ہے۔ حاتم نے کہا اچھا اپنے بچوں کو لا دیں انہیں کھانا کھلا دونگا۔ یہ سنتے ہی عورت اپنے بچوں کو لینے کو گئی۔ اور حاتم خیمہ کے اندر آیا میں نے سر اٹھا کر کہا ان بچوں کا پیٹ کیسے بھروگے۔ آخر خود تمہارے بچے فاقے سے پڑے ہیں اور بھوک سے بلبلا رہے ہیں۔ بولا تو خدا کی قسم میں انھیں بھی کھلاؤنگا۔ یہ کہکر حاتم نے اپنے خاص گھوڑے کو جو اسکا بہت ہی عزیز تھا نام خدا لیکر ذبح کر

ڈالا اور گوشت دیگ میں چڑھا دیا اتنے میں عورت بھی اپنے بچونکو لیکر آگئی حاتم نے انکو خوب شکم سیر ہوکر کھلایا پھر خیال کیا کہ یہ بڑی شرم کی بات ہے کہ ہم اپنا پیٹ بھرلیں اور قبیلہ والے فاقہ سے ہوں یہ کہکر قبیلہ کے ایک ایک خیمہ پر جاکر لوگونکو جگایا۔ اور کہا جلدی آؤ آگ روشن ہے اور گوشت تیار سب لوگ آئے۔ گوشت پر جھک پڑے بے تکلف کھانا شروع کیا۔ اور حاتم منہ کو چادر میں لپیٹ کے اور چھپ کے ایک کونے بیٹھ گیا صبح ہوتے ہوتے سوا کھیروں اور ہڈیوں کے کچھ نہ رہا۔ مگر حاتم نے اسمیں سے ایک ریشہ بھی نہ چکھا حالانکہ مجھکو یقین ہے کہ حاتم سب سے زیادہ بھوکا تھا۔ **منقول** ہے کہ فرعون باوصف خود آرائی اور دعویٰ خدائی کے چار سو برس جیا۔ اور خوب عیش آرام میں رہا اور درد کے نام کبھی سر بھی نہ دکھا۔ ہرچند موسیٰ علیہ السلام نے ہدایت کی وہ راہ راست پر نہ آیا اور ہمیشہ گمراہی میں گم رہا۔ آخر مجبور ہوکر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کی کہ خداوندا اسکو غارت کر اسکی گمراہی سے سارا جہان گمراہ ہے۔ حکم ہوا اے موسیٰ تمہاری عرض قابل قبول ہے مگر چند باتیں ان ناپسند کی مجکو پسند ہیں۔ اسواسطے یہ خود آرائی اور دعویٰ خدائی کرتا ہے اور اپنی سزا کو نہیں پہنچتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ کسی پر ظالم نہیں اور بد ونکا وہاں گذر نہیں اور نیکوں اور کو نہیں چھیڑتا۔ اور فقراؤں کا نام و نشان نہیں چھوڑتا۔ اور سب سے زیادہ یہ بات ہے کہ لنگرخانہ جاری رکھتا ہے اور بھوکونکو کھلانا اسکو بہت بھاتا ہے۔ جب حضرت موسیٰ نے بہت دعا و زاری کی تو جناب باری نے بلائی قحط نازل کی۔ فرعون نے عاجز ہوکر لنگرخانہ بند کر دیا اسیوقت مستحق عذاب ہوکر اپنے اوپر دروازہ مرگ کا کھولا۔ پھر ساتھ خواری و زاری کے اس جہان سے گذر گیا جیساکہ مختصر حال تکبر میں مذکور ہوا ہے۔ **روایت** ہے کہ قیامت میں ایک شخص کی نیکی و بدی دونو برابر ہونگی حکم ہوگا کہ ایک نیکی کسی سے لاتا کہ نیکی کا پلہ بدی سے بھاری ہوجائے۔ وہ ہر ایک سے ایک نیکی مانگے گا حتی کہ ماں باپ سے بھی مگر سب اپنے حال میں گرفتار ہونگے کوئی نہ دیگا ایک شخص کہ اسکے نامہ اعمال میں صرف ایک نیکی ہوگی وہ کہیگا کہ میرا ایک نیکی میں کیا بھلا ہوگا۔ تو ایک نیکی سے نجات پاتا ہے۔ میں نے تجھے اپنی نیکی دی میرا اللہ مالک ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دونونکو بخشدیگا۔ سبحان اللہ سخاوت کا کیا اچھا ثمر ہے۔ **نقل ہے** کہ عبداللہ بن زبیر کو پچاس درم میراث میں ملے تھے سب درویشونکو تقسیم کر دیئے۔ لوگوں نے کہا یہ کیا غضب کرتے ہو تمہاری پونجی و بساط یہی ہے۔ کہا میں جنت اور دیدار خدا چاہتا ہوں کیا اس مال بیوفا پر بخیلی کروں۔ اور اس دل کا بندہ ہوں **نقل ہے** کہ شیخ الاسلام احمد جامی سے ایک لڑکا اپنی ماں کے ہمراہ راہ میں چلا جاتا تھا۔ کہ یکایک اسکو بھیڑیا لیگیا۔ ماں اسکی روتی رہ گئی۔ اتفاق سے ایک فقیر راہ میں ملا۔ اسنے کھانیکو مانگا۔ اس کے پاس ایک روٹی تھی دی۔ اسکو دیدی اسی وقت اس لڑکے کو بھیڑیا صحیح و سلامت راہ میں رکھ گیا۔ اور خود بھاگ گیا۔ **حکایت** ملک عرب میں ایک شخص سخاوت میں مشہور تھا جب وہ مرگیا تو قافلہ آپکی قبر کے پاس مقیم ہوا کھانا نہونے کے سبب فاقہ سے سو گئے۔ ایک آدمی کے پاس قافلہ والوں میں سے ایک اونٹ تھا۔ اس مرد نے اس سخی مرد کو خواب میں دیکھا۔ اور سخی مرد نے کہا کہ تم اپنا اونٹ میرے نجیب اونٹ سے بدلو گے۔ مرد قافلہ والے نے کہا ہاں۔

فرعونکی
سخاوت
ایک نیکی سے سخاوت شخص

جب قافلہ کھانا پکا کر چل نکلا تو راہ میں اس اونٹ والے کا نام لیکر ایک شخص پکارا تو نے فلاں مردے سے خواب میں ایک اونٹ بدلا ہے کہا ہاں اسنے عیوض میں اونٹ دیا۔ اور کہا یہ اونٹ یہی ہے مردے بھی بعد مرنے کے بھی سخاوت کئے جاتے ہیں یہ سخاوت کی برکتیں ہیں۔ **نقل ہے** کہ ایک شخص کسی دوست کے پاس جاکر بولا۔ سو درم مجھہ پر قرض ہے اس دوست نے دلوادیا اور رونے لگا۔ اسکی عورت نے کہا اگر دینا منظور تہا تو دینا کیا ضرور تہا۔ اسنے جواب دیا رونا اسپر ہے کہ میں غافل رہا۔ اس کے حال سے اور اسکو عرض حال کی حاجت ہوئی۔ ست۔ بیتے ہیں ثمر شاخ ثمر در کو جھکا دیتا ہے جتنے ہیں بڑی قوت کرم اور زیادہ ؛

نقل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا گذر ایک گاؤں پر ہوا۔ وہاں لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک دھوبی ہے ہمارے کپڑے چرا لیتا ہے۔ ہم اس سے عاجز ہیں اب وہ کپڑے دھونے گیا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی خدایا اس موذی کو دریا میں ہلاک کر دھوبی اپنے ساتھہ تین روٹیاں لیگیا تہا ایک فقیر نے اس دھوبی سے کھانا مانگا۔ دہوبی نے ایک روٹی فقیر کو دی۔ فقیر نے کہا کہ جیسے لوگوں کے کپڑے صاف کرتا ہے اللہ تیرا دل پاک کرے۔ دہوبی نے ایک روٹی اور دی۔ فقیر نے کہا الٰہی اسکو سب بلاؤں سے محفوظ رکھنا۔ دہوبی نے تیسری روٹی بھی دیدی فقیر نے کہا الٰہی اس شخص کو جنت دے شام کو وہ دھوبی موافق معمول کے اپنے گھر آیا لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ حضرت آپنے کیسی دعا کی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دھوبی کے پاس گئے۔ اور پوچھا اے عزیز آج کونسا نیک عمل کیا۔ بیان کر۔ اسنے سب حال بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو پاس عیسیٰ علیہ السلام کے بہیجا اور کہلا بھیجا کہ دھوبی سے کہو کہ گٹھر کپڑوں کا کھولے جب گٹھر کھولا اس میں ایک سانپ نکلا اور منہ پر اسکے مہر لگی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے سانپ تجکو خدا تعالیٰ نے اس شخص کو ہلاک کرنیکو بھیجا تہا۔ ہلاک کیوں نہیں کیا۔ سانپ نے عرض کیا۔ کہ یا نبی اللہ میں نے چاہا کہ اسکو کاٹوں تین روٹیاں جو اس نے راہ خدا میں دی تھیں۔ فرشتہ نے میرا منہ ان سے بند کر کے مہر کر دی حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اے مرد اللہ تعالیٰ نے تیرے سب گناہ بخشدیئے۔

اے سعید فقیر کے دینے سے پیغمبر جلیل القدر کی بد دعا رد ہوگئی سہ سخاوت بس عیب را کیمیاست ؛

نقل ہے کہ کسی کو بلا کر دیوے تو قیامت میں فرشتہ اسکو بلائینگے۔ اور اگر تھوڑا مال ہو تو اسکو بھی دینے سے شرم نہ کرے۔ **نقل** ہے کہ ایکدن مالک دینار سے ایک سائل نے کچھہ سوال کیا۔ زنبیل چھوہاروں کی بھری رکھی تھی۔ انہوں نے آدہے چھوہارے اس میں سے سائل کو دیئے۔ وہ بولا کہ تو زاہد نہیں ہے۔ انہوں نے پوچھا کیوں؟ جواب دیا کہ بادشاہ دو جہان کو کوئی شخص ایسی چیز نذر دیتا ہے۔ مالک دینار نے بہت معذرت کی۔ اور سب چھوہارے اسکو بخشدیئے۔ **نقل** ہے کہ جو کوئی ننگے کو کپڑے پہناتا ہے وہ جبتک اس کے بدن پر رہتا ہے۔ یہ شخص سب آفات و بلیات سے محفوظ رہتا ہے۔ سخاوت کرنا بلاؤں کو دور کرتا ہے۔ اور سخی ایمان سے مرتا ہے سخی جانکندنی۔ آسانی ہوتی ہے۔

حدیث ہے صدقہ پوشیدہ دینا خدا کے غصہ کو فرو کرتا ہے ظاہر دینا دوزخ کی آگ کے سپر ہے۔ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ مرنے سے پہلے سخاوت کر و چاہے تھوڑی ہو اللہ تعالیٰ سخاوت کو دوست رکھتا ہے مرنے سے پہلے اسواسطے کہ بعد مرنے کے اسکے قبضہ کی بات نہیں رہتی آنحضرت نے ایک بار اپنے صحابہ سے فرمایا کہ کون ہے تم میں ایسا کہ جو اپنے مال کو وارثوں کے مال سے زیادہ محبوب رکھتا ہو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سب اپنے مال کو وارثوں کے مال سے زیادہ دوست رکھتے ہیں حضور نے فرمایا اپنا مال تو وہ ہے جو اپنے ساتھ بھیجا دے اور چھوڑا وہ تو وارثونکا مال ہے۔ وارثوں کے مال کو زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔ واقعی اگر آدمی حضور کے فرمانیکو دیکھے اور غور کرے تو معلوم ہو کہ ہم سب غفلت میں پڑے ہیں۔ اپنے مال سے حسرتیں ساتھ لیجاتے ہیں۔ اور اپنے مال بنانیکی جو وہاں کام آوے ذرا بھی فکر نہیں کرتے۔ حدیث میں ہے جب آدمی مرنے کے قریب ہوتا ہے اسکو صدقہ کا ثواب کھاتے ہیں۔ وہ دیکھکر حیرت کرتا ہے اللہ مجھے مہلت دے کہ میں سب خرچ کر دوں۔ **حکائت** ایک شخص خراساں سے حج کے واسطے مکہ معظمہ کو گیا جب حج کرکے پھر آیا تب لوگوں نے پوچھا کہ راہ میں کیا کیا عجائبات دیکھے اس نے کہا کہ ایک شہر میں لوہار کو دیکھا کہ سیخ لوہے کی آگ میں سرخ کرکے ہاتھ سے پکڑتا ہے اور ہاتھ اسکا مطلق نہیں جلتا ہے میں نے اس سے پوچھا اسنے کہا کہ پہلے میں نان بز تھا ایک مسجد میں نماز کیلئے گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص سر جھکائے ہوئے مسجد میں پڑا ہے۔ مجکو دیکھکر سر اٹھایا۔ اور میری طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ اگر کھانا ہو تو مجکو کھلاؤ میں نے کہا بہت خوب ذرا صبر کیجئے کھانا حاضر کرتا ہوں میں یہ کہکر دوکان سے کھانا لایا اور ایک آبخورہ میں پانی اور ایک پیالہ سالن کا اس مرد نے کھانا کھاکر دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمپر آگ سرد کرے بعد اس کے جب دوکان پر آیا روٹی تنور میں لگائیں جو روٹی تنور میں گر پڑتی اسکو اٹھا لیتا اور آگ کی گرمی مطلق محسوس نہ ہوتی۔ میں نے جانا یہ تاثیر اس مرد کی دعا کی ہے۔ اسدن سے نان بائی کا کام چھوڑ کر آہنگری اختیار کی۔ اس سبب سے میرا ہاتھ نہیں جلتا۔ حدیث میں ہے جو اپنی احتیاج کی چیز غیر کی احتیاج پر مقدم کرکے دوستکی احتیاج اسکی پوری کرتا ہے اللہ اسکو بخشدیتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جسکے پاس صرف ایکدن کا کھانا ہو اور وہ اللہ کی راہ میں دیدے۔ فرشتہ آسمان سے ندا کرتا ہے تیرے پچھلے سب گناہ معاف ہوگئے۔ حدیث میں آیا ہے جس عورت نے اپنے گھر میں سے سائل کو ٹکڑا نوالہ خیرات دینے کا حکم دیا اور گھر کی ماما نے جاکر فقیر کے حوالہ کیا تین آدمی ثواب کے مستحق ہوے مرد گھر کا مالک جسکی کمائی ہے گھر والی گھر کی منتظمہ۔ نوکر گھر میں سے فقیر کو دینے والی۔ **حکایت** نقل ہے کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے ایک حبشی کو دیکھا۔ کہ ایک باغ کی حفاظت کرتا ہے۔ آپ بھی تھوڑی دیر کے لئے وہیں بیٹھ گئے اتنے میں ایک کتا آیا۔ حبشی نے ایک روٹی اسکے سامنے ڈالدی جب اسکی اس سے سیری نہ ہوئی۔ اس نے دوسری روٹی بھی اسکو کھلادی بغرض اپنی تینوں روٹیاں کتے کو کھلادیں اور اپنے کھانیکو کچھ نہ رکھا حضرت عبداللہ نے اسکی سخاوت پر متعجب ہوکر پوچھا کہ تجکو روز آنہ کتنی خوراک ملتی ہے حبشی نے

کہا۔ آپ کس لئے پوچھتے ہیں آپ نے فرمایا تو نے سب روٹیاں کتے کو کھلا دیں اور آپ کچھ نہیں کھایا حبشی نے کہا۔ یہ کتا دور سے آیا تھا اور بھوکا تھا۔ اور میرے دل نے گوارا نہ کیا کہ یہ میرے پاس سے بھوکا جاوے اور میں اپنا پیٹ پالوں آپ نے پوچھا کہ اب تو کیا کھائیگا حبشی نے کہا کہ اب میں صبر کرونگا۔ آپ یہ سنکر حیران رہ گئے! وہ اپنے آپ کو ملامت کی کہ عبداللہ تجھ سے تو یہ غلام ہی سخی ہے۔ اسکے بعد آپ نے ان باغ کو خرید کر حبشی کو آزاد کر دیا! ور باغ بھی اسکو بخشدیا۔ **نقل** ہے کہ ایک صوفی بزرگ فرماتے ہیں کہ ہمنے دیکھا کہ کتا ہمارے ساتھ آرہا ہے جبکہ ہم سفر میں تھے جب قریب شہر میوین کے پہنچے تو وہاں باب الجہاد کے کھیت میں کہ ایک بیل مرا پڑا ہے وہ کتا شہر کیطرف لوٹا اور تھوڑی دیر میں بہت سے کتوں کو ہمراہ لیکر آیا۔ اور سکو مردار کے قریب چھوڑکر آپ ایک گوشہ میں بیٹھ گیا۔ جب وہ سب کتے کھا چکے اور پیٹ کر لوٹ گئے۔ وہ کتا مردار کے پاس آیا اور جو کچھ باقی رہا تھا کھانے لگا اور ہم حیران ہوگئے۔ اور کتا نجس العین ہے اسمیں ایثار کی صفت موجود ہے۔ افسوس ہے کہ جو اشرف المخلوقات ہو اس میں یہ صفت نہو۔ **نقل** ہے کہ حضرت احمد جمال خسری سے ان کے مریدوں نے پوچھا کہ آپکی ابتدائی حالت کیا تھی۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے اپنا وطن چھوڑا تو جنگلوں میں رہنا اختیار کیا۔ ایک مدت تک وہیں بسر اوقات کی جب زیادہ بھوک لگتی تو اپنی اونٹنیوں کے دودھ پر قناعت کرتا تھا۔ اور ہمیشہ اس بات پر قناعت کرتا تھا کہ اپنا مال دوسروں کو کھلا دوں اور آپ بھوکا رہوں ایک دن ایک شیر بھوکا جنگل سے آیا اور آتے ہی میرے اونٹ کو مارا پھر ایک اونچی جگہ پر چڑھ کر ڈکارا۔ اسکی آواز سنتے ہی بہت سے شیر اکٹھے ہوگئے! وہ اونٹ کو کھانا شروع کیا۔ اور وہ شیر جو پہلے آیا تھا۔ اور جس نے اونٹ کو مارا تھا۔ ایک گوشہ میں الگ جا بیٹھا۔ جب سب شیر کھا چکے اور چلے گئے۔ وہ شیر آیا اور باقی ماندہ کھانے لگا۔ جب کھا چکا فصیح زبان میں کہنے لگا۔ اے احمد روٹی کی خوراک کتوں کا کام ہے۔ مردوں کا یہ کام ہے کہ جان خیرات کردیں جب میں نے یہ سنا تمام دنیا ما فیہا سے ہاتھ اٹھایا اور توبہ کی۔ **نقل** ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کوئی شخص مہمان آیا آپ نے فرمایا کون ہے جو مہمان کو لیجائے۔ ایک انصاری نے قبول کیا۔ اور مہمان کو اپنے گھر لے گیا۔ اس غریب کے کھانا کم تھا۔ اتنا نہ تھا کہ سبکو کفایت کرے۔ اسنے اپنی بیوی سے کہا۔ کہ جب مہمان کے ساتھ کھانے بیٹھیں تو چراغ ٹھنڈا کردینا۔ اسکی بیوی نے ایسا ہی کیا وہ انصاری کھانے کے وقت ہاتھ لیجاتا تھا اور خالی پھیر لیتا تھا۔ اور خالی منہ چلاتے جاتا تھا۔ چنانچہ مہمان نے خوب پیٹ بھر کر کھا لیا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔ یعنی ایثار کرتے ہیں اپنی جانوں پر اگرچہ انکو خود بھی حاجت ہو۔ **حکایت** حذیفہ رضی سے روایت ہے کہ کسی جنگ میں بہت سے لوگ شہید ہوئے۔ میں پانی لیکر اپنے چچازاد بھائی کو ڈھونڈنے لگا۔ وہ ایک دم کا مہمان تھا۔ میں نے کہا پانی پیئیگا پھر اشارہ سے کہا وہاں پہ جاؤ ہشام بن عاص جان بلب تھا میں نے کہا پانی پی لیجئے کہا پہلے انکو دو میں انکے پاس گیا وہ مر گئے تو جب مسلم کے قریب گیا انکو بھی زندہ نہ پایا یہ لوگ تھے صاحب ایثار پیاس کی حالت میں جان دیدی مگر اوروں کی پیاس کو اپنی پیاس

پر مقدم رکہا **اے سعید** جو تونے دیا وہ اللہ نے اپنے دست قدرت میں اسکے لینے کا وعدہ فرمایا ہے جو کہ پا لسکا ٹھکانا بیت الخلا ہے۔ امید خلق روا کن بمکرمت کہ تو نیز ؛ مقرر است کہ باخود امیدہا داری ؛ بدہ مراد فقیراں بلطف تا بدہد مراد ہا کہ تو از حضرت خداوری ؛ اور کسی صاحب نے کہا ہے ؎ تجربہ کردم زہر اندیشہ ؛ نیست نکوتر ز سخا پیشہ ؛ سعدی رحمۃ اللہ نے کہا ہے ؎ خیرے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر ؛ زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند ؛

سنت و چند حدیثیں | قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کہہ اے محمدؐ اگر دوست رکہتے ہو اللہ کو تو پیروی کرو میری۔ دوست رکھیگا تمکو اللہ تعالیٰ۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ جو کوئی اطاعت کرتا ہے رسول اللہ کی پس تحقیق اطاعت کی اسنے اللہ کی۔ اور فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جس نے اطاعت کی میری داخل ہوا وہ جنت میں اور جس نے نافرمانی کی میری پس تحقیق انکار کیا اسنے میرا اور وہ مومن نہیں جو مطیع اسلام و شریعت و سلت کا نہ ہو اور حضرت نے فرمایا ہے جس نے دوست رکھی سنت میری دوست رکہا مجھکو۔ ہوگا ساتھ میرے جنت میں۔ اور فرمایا حضرت نے نہیں پورا مومن ہوتا جبتک دوست رکھے مجھکو سب سے زیادہ حتیٰ کے ماں باپ سے اور فرزند سے۔ مجھے دوست رکھے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو۔ فرمانبرداری کرو رسول کی اور انکی لہ صاحب حکم ہیں تم میں سے یعنی حاکم مسلمان و علما، اور خاوند وغیرہ بشرطیکہ خلاف شرع حکم نہ کریں۔ پس اگر خلاف کرو تم کسی چیز میں تو پہیر دو تم اسکی طرف یعنی طرف اللہ کے یعنی کتاب اللہ کیطرف اور طرف رسول اسکے کے یعنی سنت رسول کیطرف اگر ایمان رکھتے ہو تم ساتھ اللہ کے اور دن آخرت کے یہ بہتر ہے اور بہت خوب ہے از روے مآل کار کے **اے سعید** سخاوت یہی ہے کہ تمام حرکات و سکنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا جاے۔ خواہ نماز روزہ حج وغیرہ ہو خواہ عادات ہو خواہ کھانا پینا سونا۔ اٹھنا۔ ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ پیغمبر جو کچھ بھی دیں اسکو لیلو اور جس چیز سے منع فرماے اس سے باز آؤ۔ اور یاد رکھو انسان جانوروں کی طرح آزاد و بیکار نہیں پیدا کیا گیا۔ اس لئے اسکو خطاب اشرف المخلوقات کا ملا ہے۔ مگر شریعت کا پابند کیا گیا ہے اسلئے مناسب ہے کہ جو کام کرو سنت کے موافق کرو اور سنی مسلمان وہی ہے جو سنت پر عمل کرے۔ سنت یہی ہے کہ جب تلاوت قرآن شریف ہو یا وضو ہو یا دعا مانگے تو قبلہ کی جانب منہ ہو۔ اور جب رفع حاجت کرے یعنی پیخانہ یا پیشاب یا جماع یعنی عورت سے ہمبستر ہیں سترکھولے تو قبلہ کیجانب سے منہ پھیر لیا جاے۔ اور جب قرآن شریف کو اٹھاے تو داہنا ہاتھ آگے ہو اور اسی طرح جب روٹی کھاے تو داہنے ہاتھ سے کھاے۔ اور کہانے میں سنت یہ ہی ہاتھ منہ دہوے اور دسترخوان پر کہاے اور کھانے میں سیدھا زانو کھڑا کرکے بائیں پاؤں پر بیٹھے اور خیال کرے قوت عبادت کے لئے کہاتا ہوں اور خوب بہوگ لگے جب کھانا کھاے اول لقمہ پر بسم اللہ اور دوسرے لقمہ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑہے سیدھے ہاتھ سے کھاے سا ابتدائے طعام او ختم طعام نمک سے کرو اسی طرح حدیث لقمان میں ہے۔ اور ہمارے حضرت کو میٹھا اس سے زیادہ رغبت تھی۔ خاصکر شہد سے اور اپنے سامنے کہاؤ۔ اور انگلیاں چاٹ لیا کرو اور برتن

میں سالن ہو چکے تو اسکو بھی صاف کر لیا کرو۔ اس سے برکت ہوتی ہے۔ کہانا تواضع کے ساتھ بیٹھ کر کہاؤ۔ تکیہ لگا کر مت کہاؤ۔ اور اگر ترکاری ہے ایک ایک دانہ اٹھا کر کہاؤ۔ اور دو دو دانہ اٹھانے میں بے تمیزی اور حرص کی دلیل ہے اور بعد کھانا کھانے کے۔ خالق رزاق کا شکر ادا کرے۔ پانی پینے کے برتن کو دیکھے کہ اس میں کچھہ لگا تو نہیں۔ اور پھر پیتے وقت دیکھے اور تین گھونٹ کرکے پیئے۔ پہلی گھونٹ پر بسم اللہ اور دوسرے گھونٹ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تیسرے پر الحمد للہ۔ بلا ضرورت کھڑے ہوکر پانی نہ پیئے۔ ہاں آب زمزم و وضو و سبیل و جھوٹا بزرگ و مسجد کا پانی۔ اور چاندی سونے کے برتن میں پانی پینا اور کہانا حرام ہے۔ کہانے و پینے کی چیز کسی کے پاس سے جاؤ تو ڈھانک کر لیجاؤ۔ اور جب استنجا کرے یا ناک سنکے یا کسی ناپاک چیز کو ہاتھ لگائے۔ تو بائیں ہاتھ سے ہو۔ اور جب کپڑا پہنو تو اول دائیں طرف سے اور جوتا پہنو تو دائیں پاؤں میں پہنو۔ مسجد میں جاؤ تو داہنا پاؤں رکھو۔ اور جب باہر نکلو تو بایاں پاؤں نکالو۔ الغرض ہر شئے کا خیال رکھنا مناسب ہے تا کہ نفس محکوم اور مطیع شریعت و سنت نبی کریم بجا وے۔ اور یوں سمجھو کہ بندگی بیچارگی کا نام ہے۔ اس لئے بندے کو چاہیئے کہ جو حرکت بھی کرے وہ اتباع رسول کی نیت اور پیغمبر کے حکم کے موافق کرے تا کہ آثار بندگی ہر وقت ظاہر ہوتے رہیں۔ اور ہر وقت ریاضت اور اطاعت کا اجر ملتا رہے اور جماعت سے نماز پڑھنے میں ستائیس درجہ فضیلت ہو جانا چاہیئے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو کوئی دن رات میں بارہ رکعت علاوہ فرض کے ادا کرے تو خداوند تعالیٰ اسکے لئے جنت میں گھر بنائے۔ وہ بارہ رکعت یہ ہیں۔ دو قبل نماز فجر اور چار پہلے فرض ظہر سے اور دو فرض سکے بعد اور دو مغرب بعد اور بعد فرض عشا۔ شرح سلمی میں لکھا ہے کہ جو کوئی ان سنتوں کو ترک کریگا۔ وہ قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرمندہ ہوگا۔ اور آپکی شفاعت سے محروم ہوگا۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ جو بتیس رکعتیں دن رات میں پڑھیگا خداوند تعالیٰ اسکو بخشدیگا اور اپنا دیدار نصیب کریگا۔ سترہ رکعتیں پانچوں وقت کے فرضوں کی اور تین وتر اور بارہ رکعتیں سنتوں کی۔ اور سنتوں کے بارہ میں یہ بھی حدیث ہے کہ جو مذکورہ شدہ بارہ رکعت سنت کا ہمیشہ ورد رکھے گا۔ اسپر اللہ تعالیٰ اترنا پلصراط کا آسان کریگا۔ اور یہ بھی ارشاد نبی ہے کہ اسکی دعا قبول ہے اور میری شفاعت قبول ہے۔ جو۔ قبل عصر کے چار سنت پڑھیگا اللہ تعالیٰ اسکو دوزخ سے چھٹکارا دیگا۔ اور حضرت اسکے جنتی ہونے کے ضامن ہیں۔ پس جس کے حضرت ضامن ہوں۔ اس فعل کو چھوڑنا نہ چاہیئے۔

نکاح کی ترغیب

اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ معلوم ہو کہ نکاح کرنا سنت ہے و راہ دین میں داخل ہے۔ بقائے نسل آدمی بغیر نکاح کے ممکن نہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نکاح کرو تم تا کہ قیامت کے دن فخر کروں میں تم سے دوسرے پیغمبروں کی امت کے ساتھ یہانتک کہ بچے سے بھی جو ماں کے پیٹ میں گرتا ہے فخر کرونگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدصورت عورت جو کہ جننے والی ہو حسینہ بانجھ سے بہتر ہے **نقل ہے** کہ ایک بزرگ نکاح سے حذر کرتا تھا ایک رات اس نے

پانی پینے کے آداب ... سنتوں کی ترغیب ... نکاح کی ترغیب

خواب میں دیکھا قیامت ہوئی ہے اور لوگ تشنگی سے بیتاب ہیں بچوں کا ایک گروہ سنہری رپہلی پیالے ہاتھ میں لئے ایک جماعت کو پانی پلاتے ہیں۔ اس بزرگ نے پانی مانگا۔ ان بچوں نے نہیں دیا اور بولے کہ ہماری جماعت میں تیرا فرزند نہیں ہے۔ جب وہ بزرگ نیند سے بیدار ہوئے۔ اسی روز نکاح کیا **نکاح** سے یہ فائدہ ہے وہ کہ دین کو استوار کرتا ہے اور شیطان کے پھندے سے بچاتا ہے اور شہوت کہ جو شیطان کا ہتھیار ہے اس سے دور رہتا ہے اس لئے حضرت نے فرمایا ہے کہ جس نے نکاح کیا اس نے اپنے آدھے دین کو استوار کیا۔ کتاب **تنبیہ** مصنفہ ابوالیث سمرقندی رحمہ میں لکھا ہے کہ ہر روز فرشتہ آسمان سے زمین پر اترتے ہیں ایک ندا کرتا ہے کہ جس نے خدا کا فرض ترک کیا وہ خدا کی ذمہ داری سے بری ہے۔ اور جس نے سنت رسول اللہ کی ادا نہ کی وہ بروز قیامت رسول اللہ کی شفاعت سے محروم رہیگا۔ **لطیفہ** ایک شاعر جنکے کلام میں مضامین تصوف کوٹ کوٹ کر بھرے تھے انکا کلام سنکر اور ان کے کلام سے انکو صوفی سمجھ کر ایران سے ایک شخص چلے آکر کیا دیکھا۔ کہ حجام انکے سامنے ہے اور انکا چہرہ استرے سے صاف کر رہا ہے اس شخص نے جھنجھلا کر کہا کہ۔ "آغا ریش می تراشی"، شاعر نے کہا "بلے می تراشم" یعنی ڈاڑھی تو ترشواتا ہوں مگر کسی کا دل نہیں دکھاتا۔ جو بڑا گناہ ہے۔ اس ایرانی نے بیساختہ جواب دیا کہ "آرے دل رسول می تراشی"، مطلب یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ اطلاع ہوگی کہ فلاں شخص سنت کے خلاف کرتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسی ایذا ہوگی۔ یہ سنکر شاعر کی آنکھیں کھل گئیں اور زبان حال سے یہ شعر پڑھتے تھے ؎ جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی ؎ مرا با جان جاں ہمراز کردی ؎ یعنے اللہ تعالیٰ تمکو جزائے خیر دے۔ میں تو اندھا تھا آج معلوم ہوا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہونچ رہی ہے غرض یہ کیسی محبت ہے کہ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو ایذا پہنچ رہی ہم کیسے انکے امتی ہیں کہ خلاف سنت عمل کرکے آپکو تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ اور ایسے وقت میں کہ خلاف شریعت و جاہلیت کی رسمیں مروج پائیگی ہوں خواہ وہ شرک کے طور پر ہوں خواہ بدعت یا گناہ سبکو ایک قلم ترک کرے اور ہر حال میں سنت ہی کا اتباع کرتا رہے اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَمَسُّكٌ بِالسُّنَّةِ خَيْرٌ مِّنْ اِحْدَاثِ بِدْعَةٍ۔ یعنی سنت پر چلنا بہتر ہے۔ بدعت نکالنے سے خصوصاً ایسے وقت میں کہ سنت کو بدعت اور بدعت کو سنت بلکہ واجب فرض جانتے ہوں اور بدعت کے منع کرنیوالوں کو برے نام سے یاد کرتے ہوں۔ چاہیئے کہ شادی وغمی میں سنت ہی کو مقدم رکھا جائے۔ پیغمبر خدا نے ایسے وقت میں سنت پر عمل کرنیوالوں کے حق میں فرمایا ہے۔ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ۔ اور جس نے کہ پیروی کی اور عمل کیا میری سنت پر میری امت کے فساد کے وقت اس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے اور وہ کسی کے برا کہنے سے نہیں ڈرتا خاصکر مفسدوں کی شرارت کے وقت میں **قطعہ** زخم تلوار و تیر ہے ایک زخم ؎ زخم تیغ زباں قیامت ہے ؎ اثر اس زخم کا تو ہے تن پر ؎ اسکا تو جان پر جراحت ہے۔ حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ کپڑے میں نہ اسقدر زینت و اہتمام کرے کہ انگشت نما

ہونے لگے کہ ریا و تکبر ہو اور نہ بالکل بلاحیثیت میلا کچیلا گنہگار ہے کہ نعمت کی ناشکری ہے۔ سادگی کے ساتھ ستھرا رہے **دیگر** اپنی وضع چھوڑ کر دوسری قوم کی پوشش سے ایسی نفرت ہونی چاہیے جیسا مرد کو انگیا اور لہنگے کے پہننے سے جو عورتوں کی وضع ہے **دیگر** عورت کو باریک کپڑا پہننا گویا ننگا پھرنا ہے۔ **دیگر** مرد کو سونے کی انگشتری اور بٹن حرام ہے البتہ چاندی کی انگشتری کا مضائقہ نہیں۔ مگر ساڑھے چار ماشہ سے کم ہونا چاہیے۔ **دیگر** اگر جوتا تنگ ہے یا تسمہ وغیرہ باندھنا ہے تو کھڑے ہو کر مت پہنو۔ **دیگر** جہاں جوتا چوری جاتا ہے اپنے پاس رکھو۔ ترجمہ حدیث ختنہ کرنا۔ زیرناف کے بال لینا۔ ناخن کاٹنا۔ بغل کے بال لینا۔ اور چالیس روز سے زیادہ بال ناخن کے چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ **دیگر** خضاب کرنا مستحب ہے مگر سیاہ بال خضاب کرنے کی ممانعت آئی ہے **دیگر** کسی کے بال ملاکر بال بڑھانا حرام ہے ایسے ہی بدن کو گودنا حرام ہے۔ **دیگر** مردوں کو عورتوں کا لباس عورتوں کو مردوں کا لباس اور شکل وصورت بنانا حرام ہے **دیگر** سر پر بال ہیں تو انکو دھوتے رہو۔ کنگھی کرتے رہو تیل لگا لیا کرو اسی طرح ڈاڑھی کو بھی مگر ہر وقت کنگھی چوٹی میں رہنا واہیات بات ہے **دیگر** عورت کے لئے بہتر ہے کہ ہاتھوں کو مہندی لگا لے اور کچھ نہیں تو ناخن ہی کو لگائے **دیگر** کبھی کبھی عطر لگا لیا کرے خاصکر جمعہ کو **دیگر** تصویر گھر میں مت رکھو۔ اس زمانہ میں تصویروں کی کثرت ہے رکھنے میں وہ شامل ہے جو زینت کے لئے لگائے۔ یا متبرک جان کر رکھے۔ یا تجارت کرے **دیگر** دوا کی اجازت بلکہ ترغیب دی گئی ہے **دیگر** مریض کو کھانے پینے پر زیادہ زبردستی نہ کرو۔ **دیگر** حرام چیز کو دوا میں استعمال نہ کرو۔ **دیگر** خلاف شرع تعویذ گنڈا ٹوٹکا ہرگز مت استعمال کرو۔ **دیگر** حتی الامکان معدے کی اصلاح وحفاظت کا اہتمام کرو معدے کے بگاڑ سے کثر بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ **دیگر** بدشگونی وغیرہ کو ماننا ایک قسم کا شرک ہے۔ **دیگر** نجوم رمل وہمزاد کا عمل یہ سب چیزیں ایمان کو تباہ کرنیوالی ہیں۔ **دیگر** اگر وحشتناک خواب نظر آوے تو تین بار تھتکار دو اور تین بار اعوذ باللہ الخ اور جس کروٹ پر لیٹے ہوا اسکو بدل ڈالو اور کسی سے ذکر مت کرو انشاء اللہ کچھ ضرر نہوگا۔ **دیگر** اگر کئی شخصوں میں سے ایک شخص سلام کرے سبکی طرف سے کافی ہے اسی طرح کئی شخصوں میں سے ایک شخص جواب دیدے بس ہے۔ (ترجمہ حدیث) اگر کسی سے ملنے جاؤ تو بدون اطلاع واجازت کے اس کے مکان میں مت جاؤ۔ اگرچہ مکان مردانہ ہو اور تین بار پکارنے سے اجازت نہ ملے واپس چلے جاؤ۔ اسی طرح اپنے مکان میں بھی پکارے شاید کوئی بے پردہ ہو۔ اگر پکارنے کے وقت مکان والا پوچھے کہ کون تو یہ نہ کہو کہ میں ہوں بلکہ اپنا نام لو۔ **دیگر** مصافحہ کرنے سے دل صاف ہوتا ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔ محبت سے معانقہ کیجئے یعنی گلے ملنے میں کچھ مضائقہ نہیں البتہ بشہوت حرام ہے۔ **دیگر** کسی بزرگ یا معزز کے آنیکے وقت تعظیماً کھڑا ہونا گناہ نہیں مگر اس کے بیٹھنے سے بیٹھ جانا چاہیے مگر ٹانگ پر ٹانگ رکھکر لیٹنا جس سے بے پردگی ہو ممنوع ہے۔ اگر بدن ڈھکا ہو تو مضائقہ نہیں۔ ہاں الٹے مت

لیٹو۔ **دیگر** بن ٹھن کر اتراتے ہوئے مت چلو **دیگر** بے ضرورت لب سڑک مت بیٹھو اگر ضرورت ہو تو ان امور کا لحاظ رکھنا۔ نامحرم کو نہ دیکھو کسی راہ چلنے والے کو تکلیف نہ دو۔ راہ تنگ نہ کرو جو سلام کرے جواب سلام دو۔ نیک بات بتاتے رہو بری بات سے منع کرتے رہو۔ اگر کسی پر ظلم ہوتا دیکھو اٹھکر مظلوم کی مدد کرو کوئی راہ بھول گیا ہو راہ بتاؤ۔ اگر کسی کو سوار ہوتے وقت یا اسباب لادنے میں یا بار اتارنے میں مدد کی ضرورت ہو مدد کرو **دیگر** جب کسی مجلس میں جاؤ جہاں جگہ ملے بیٹھ جاؤ۔ یہ نہیں کہ تمام صف پھلانگ کر ممتاز جگہ پہنچو۔ **دیگر** جب چھینک لیکے الحمد للہ کہے سننے والا یرحمک اللہ پھر چھینکنے والا یہدیکم اللہ۔ جب چھینک آئے تو آدمی منہ پر کپڑا یا ہاتھ رکھ لے اور پست آواز سے چھینکے **دیگر** جماہی کے وقت حتی الامکان روکنا چاہیئے۔ اگر نہ رکے تو منہ ڈھانک لے (اہل ہنود کی طرح چٹکی نہ بجائے) **دیگر** بہت زور سے نہ ہنسو **دیگر** اپنے چھوٹے بچوں سے پیار محبت کرنا بھی ثواب ہے۔ **دیگر** لکھتے لکھتے اگرچہ مضمون سوچنے لگو کان میں قلم رکھ لیا کرو اس سے مضمون خوب یاد آتا ہے **دیگر** مجلس میں کسی طرف پاؤں مت پھیلاؤ۔ **دیگر** جس سے ملو کشادہ روئی سے ملو بلکہ تبسم مناسب ہے تاکہ وہ خوش ہو جائے۔ **دیگر** زمانہ کو برا نہ کہو وہ زمانہ کچھ نہیں کرتا۔ وہ بات نعوذ باللہ اللہ کی طرف پہنچتی ہے۔ حدیثوں سے کتابیں بھری پڑی ہیں اس چھوٹے رسالہ میں اسکی گنجائش نہیں مشتے از خروارے کے بطور ہدیہ ناظرین ہوئی ہیں؛

سوال بلا ضرورت حرام ہے

وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ یعنی کسی مانگنے والے کو نا امید نکر یعنی کچھ دیا کر فقیر محتاج کو اور جو محتاج نہ ہو اور صاحب مقدرت ہو اسکو سوال کرنا جائز نہیں مثلاً گدائی کا پیشہ نکرے وَلَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا نہ سوال کریں سائل لوگوں سے لپٹ کر کسی کے سر ہو جائیں فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى یعنی سب سے بڑی بات خرچ میں گداگری سے بچا رہنا ہے (ح) مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ یعنی جو کوئی خرچ متوسط رکھے کبھی محتاج نہوگا۔ جو محتاج نہوگا وہ سوال نہ کریگا اگر صاحب مقدور کے پاس اتفاق سے کچھ جو نہو۔ تو سائل سے نرمی سے بات کریں۔ اور جیسا کہ قرآن مجید کا فرمان ہے۔ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا جو بلا سوال ملے وہ خدا کا دیا ہوا ہے اے **سعید** سوال کرنا برے کاموں سے ہے۔ بلا ضرورت حلال نہیں اور سوال کرنا اس لیئے برا ہوا کہ اس میں ناداری کی شکایت گویا خدا کی شکایت ہے مثلاً اگر کسی کا غلام دوسرے سے مانگے تو گویا اس نے اپنے مالک کو عیب لگایا۔ اور اسکا کفارہ یہ ہے کہ بلا ضرورت نہ مانگے! وہ شکایت کے طور نہ مانگے اور مانگنا اپنے آپکو ذلیل و خوار کرنا ہے۔ اور مومن کو نہیں لازم کہ ہر ایک کے سامنے اپنے کو ذلیل و خوار کرے۔ سوا مالک حقیقی کے ہاں جن سے مانگنے میں ذلیل و خوار نہیں ہوتا اور انکی نگاہ میں اسکی توقیر نہیں گھٹتی اور چشم حقارت سے نہیں دیکھتے قرابتدار ماں باپ یا مثلاً انکے دادی دادا۔ نانا۔ نانی۔ ماموں چچا وغیرہ۔ بلا سخت ضرورت کسی سے سوال نہ کرے دیا سلائی ہوتے ہوئے کسی سے دیا سلائی بھی نہ مانگے اور یہ بھی تو بات ہے جس سے مانگتا ہے اسکو بھی رنج ہوتا ہے اور کبھی دینے والے کا دل نہیں چاہتا۔ مگر شرم دیتا ہے اس سبب سے عوام کے

سامنے نہ مانگے اور ایک کو مخاطب کر کے بھی نہ مانگے جماعت سے نہ مانگے جب مانگنے والے کا دل گواہی دے کہ فلاں شخص ناخوشی سے دیتا ہے تو اس سے لینا حرام ہوگا۔ پس اس گفتگو سے معلوم ہوا سوال کرنا حرام ہے گدائی ایسے کو سزاوار ہے کہ عاجز اور لاچار ہو اور کسب کی اسکو قدرت نہو اور تیہ اساسہ دنیوی ست جس کے پاس علاوہ۔ بدن پر پہنے ہوئے کپڑے کے کوئی کپڑا اور ہے مثلاً تہ بند یا رمال جس سے تہ بند ہو جائے یا جائے نماز کو وری وغیرہ تو جبتک انکو بیچ کر فروخت نکرلے۔ سوال کرنا درست نہیں اور ان چیزوں کو رکھ کر سوال کریگا تو یہ سوال کرنا حرام ہوگا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کچھ رکھتا ہو اور سوال کریگا۔ قیامت کے دن وہ یوں آویگا کہ اس کے چہرے پر صرف ہڈیاں رہیں گی۔ گوشت اس سے گر پڑیگا۔

حکایت بعض سوال کرنے والے کلمہ پڑھتے رہتے ہیں۔ یا کوئی مناجات اور مقصود ان کا سوال کرنیکا ہوتا ہے اور اسی طرح بعض قرآن شریف کی تلاوت کرنے میں مشغول ہوتے ہیں۔ اور دست سوال دراز کیے ہوتے ہیں اسی طرح ایک نابینا ہاتھ پھیلا کر قرآن شریف کی تلاوت کرتا تھا ایک مرد سخی کو اسکا یہ فعل اچھا معلوم نہوا۔ کہ غیر مسلم دیکھیں گے اور کہیں گے کہ انکا قرآن شریف صرف سوال کرنیکا ذریعہ ہے۔ اور کچھ کام کا نہیں تو انہوں نے مرد نابینا سے کہا کہ ایک سو روپیہ مجھ سے لیا کرو اور دست پھیلا کر نہ مانگا کرو اور ایک گوشہ میں بیٹھ کر پڑھو۔ اس حال میں جو ملے وہ بخیر دیا کرو اور کسی سے غرض و مطلب نہ رکھو۔ تیس روپیہ ماہوار مجھ سے لیے جاؤ۔ پس نابینا معاش سے فراغت پا کر ایک دریا کے کنارے قرآن شریف کے پڑھنے میں مشغول ہوا۔ غرض کئی سال اسی ہی حال میں تلاوت قرآن شریف کرتا رہا۔ جہاز والے اسکو آتے جاتے دیکھتے تھے۔ اور انکا اعتقاد نابینا اسکے زہد پر جم گیا۔ اتفاق سے ایک جہاز بھنور میں آگیا جہاز والے نے منت مانی۔ اللہ سے۔ اگر میرا جہاز بھنور سے نکل جاویگا۔ تو اس نابینا زاہد کو ایک لاکھ روپیہ پیش کرونگا۔ کرنا خدا کا یہ ہوا کہ جہاز بھنور سے نکلگیا۔ اس جہاز والے نے اپنی منت کو پورا کیا اور ایک لاکھ روپیہ لاکر اس نابینا کو دیئے۔ اس نے جا کر اس مرد سخی کو پیش کیے مرد سخی نے وہ سب اسکو واپس دیدیئے۔ اور جو شخص ہوتے ساتھ ہی مانگے یا مانگ کر جمع کرے تو گویا وہ دوزخ کے انگارے جمع کر رہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کسقدر مال رکھنے سے سوال کرنا حرام ہوگا۔ ایک حدیث میں آیا ہے۔ صبح شام کی روزی اور دوسری حدیث میں آیا ہے۔ پچاس درہم یا ایسے کے حق میں جو اکیلا ہو۔

سود یعنی ربا اول آیت اَلَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا کَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّمَا الۡبَیۡعُ مِثۡلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰہُ الۡبَیۡعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنۡ جَآءَہٗ مَوۡعِظَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ فَانۡتَہٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمۡرُہٗۤ اِلَی اللّٰہِ ؕ وَ مَنۡ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن نہ کھڑے ہونگے مگر اس شخص کا سا کھڑا ہونا جسکو شیطان نے اپنی جھپیٹ سے خبط الحواس کر دیا ہے

یہ حال انکا اس سبب سے ہوگا کہ وہ کہتے تھے کہ بیع تو مثل ربٰو کے ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے خدا نے بیع کو حلال کیا ہے اور ربا کو حرام کیا ہے توجس کسیکو خدا کی ہدایت پہنچ چکی اور وہ ربٰو سے رک رہا تو بہ گزشتہ صلوٰت اسکا حکم خدا کے حوالے ہے۔ اور جو پھر سود لیگا تو وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں جائیگا۔

دوم یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ خدا ربا کو گھٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور خدا ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔ **سوم** یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ۔ ایمان والو خدا سے ڈرو اور سود جو باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو۔ اگر تمکو ایمان ہے اگر ایسا نکرو تو خدا اور رسول سے لڑنے کے لئے آمادہ ہوجاؤ اور اگر تم توبہ کرتے ہو تو تمہارا بس راس لمال ہے اور زیادہ نہیں۔ نہ تمہارا کوئی نقصان کیے نہ تم کسی کا نقصان کرو۔

چہارم وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَیْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر تمہارا مدیون غریب و مفلس ہو تو اسے آسانی تک کی مہلت دو اور اگر چھوڑ ہی دو تو تمھارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔ **پنجم** یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اے ایمان والو سود در سود نہ کھاؤ اور خدا سے ڈرو کاش کہ تم فلاح پاؤ۔ **ششم** وَمَا اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا فِیْ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ تم سود دیتے ہو کہ لوگوں کا مال بڑھے تو خدا کے نزدیک وہ بڑھتا نہیں۔ ہاں جو تم زکوٰۃ دیتے ہو۔ اور وجہ اللہ دیتے ہو وہی چند در چند پاؤ گے اور فرمایا ہے۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اگر تم باز نہ آؤ اور باقی بیاج نہ چھوڑو گے تو پھر خبر وار کرو آپس میں ایک دوسرے کو اور آمادہ ہو جاؤ واسطے لڑائی خدا اور رسول کے لڑنے کے لئے یعنی اگر سود کو نہ چھوڑو گے تو ہوشیار ہو جاؤ واسطے لڑنے اللہ سے اور اسکے رسول سے اللہ اور رسول کے تم مقابل ہو اور اس سے جنگ کر رہے ہو اور اسکے لئے یقیناً دوزخ ہے اسے سود خوار تمہاری دنیا و آخرت دونوں خراب ہوئی۔ دنیا میں تمکو ذلت ہے کہ تم سود خوار کے نام نامزد ہوئے اور عاقبت بھی خراب ہوئی وہاں تمہارے لئے دوزخ ہے اور دوزخ کی آگ اور سود کہانے کے سبب تم نے اپنا گھر دوزخ میں بنا لیا اور دوزخ برا ٹھکانا ہے۔ ابھی وقت ہے ایسے میں توبہ کرلو تاکہ تمہاری نجات ہو اور فرمایا حضرت ﷺ نے کہ معراج کی رات میں میں نے اپنے سر پر ایک سخت آواز سنی دیکھا تو لوگ چلاتے ہیں اور ان کے شکم گھوڑے کے سے ہوگئے ہیں۔ ان میں سانپ بھرے نظر آتے ہیں۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں۔ کہا بیاج کھانے والے ہیں۔ ناپ میں کم کرنا یا تولنا ایک جنس کی چیز میں کم زیادہ لینا دینا گھر گردی لیکر اس میں رہنا اور سوداگری میں فریب دینا اور اسی طرح کے معاملہ سب سود

میں داخل ہیں۔ شرع شریف میں ایک جنس کے بدلہ میں کھرے کھوٹے کا اعتبار نہیں جیسا عمدہ سرخ سونا
ایک تولہ دیکر ناقص سونا ڈیڑھ تولہ لینا جائز نہیں ہے اسطرح کی ایک جنس کا بدلہ ایک جنس سے ایک ہی
جنس کا ہو حرام ہے یعنی وہ آدھا تولہ زیادہ ہو سو بیاج ہے اور اناج میں اگر سیر بھر گیہوں کے بدلہ میں سوا
سیر لیوے تو وہ پاؤ سیر جو زیادہ لیا وہ بیاج ہے اور سود پر لوگوں نے اکثر مکان گروی کیے ہیں۔ اور نتیجہ
اس کا اکثر یہی ہوا ہے کہ مکانکو ہاتھ سے دے بیٹھے ہیں۔ سود لینے میں اسقدر بے برکتی ہے کہ اگر وہ مکان
بیچ ڈالتے تو بہتر رہتے۔ اب بھی اے **سعید** ہم باز نہیں آتے۔ صریحًا ہم دیکھ رہے ہیں اور پھر ہم باز
نہیں آتے ہم کو چاہیئے کہ سود خوار کی دوستی سے باز آئیں اور ان سے میل ملاپ ترک کریں ہم انکے گھر
نہ جائیں اور انکو اپنے گھر بلائیں اور انکی شومیت سے پرہیز کریں یہ نہایت صحبت بری ہے اس سے
پرہیز کریں اور فرمایا اللہ تعالی نے وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰو حلال کیا اللہ نے بیع کو اور حرام کیا
اللہ نے سود کو۔ یہ اس واسطے فرمایا کہ انہوں نے کہا سوائے اسکے نہیں کہ تجارت کے مانند سود ہے
اور حلال کیا اللہ نے سوداگری کو اور حرام کیا سود کو اور مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے اللہ خیراتوں
کو اور اللہ دوست نہیں رکھتا ہے ہر کفر کرنیوالے گنہگار کو سود خوار ہمیشہ اللہ تعالی کے غضب میں رہیگا اور
اللہ تعالی اسکے قلب کو آتش سے بھرے گا۔ اور جس کے شکم میں سود کے مال کا کھانا ہے۔ اسنے نماز پڑھی تو
ہرگز قبول نہ ہوگی۔ اور جس شخص نے بیاج کا مال خدا کی راہ میں صدقہ دیا وہ ہرگز قبول نہیں اور سود خوار
کو اللہ نظر رحمت سے نہ دیکھے گا۔ اور اس سے کلام نہ کریگا اور اسکو دردناک عذاب کریگا اور جہنم میں
ایک وادی ہے اسکی بو سے ہر روز ستاتھہ مرتبہ جہنم فریاد کرتی ہے۔ اگر اس میں پہاڑ کو ڈالیں تو اسکی
حرارت سے جلکر راکھ ہوجاوے ایسی وادی میں بیاج کھانے والے نماز میں سستی کرنیوالے اور تول
ناپ میں کمی کرنیوالے قید ہونگے اور فرمایا رسول اللہ نے بیاج لینے والا اور دینے والا اور اس کے
کاغذ پر شرائط وغیرہ لکھنے والا اور جو گواہ ہو وہ سب اس میں برابر ہیں۔ حق تعالی لعنت کرتا ہے
اے **سعید** ابھی وقت اور موقع ہے توبہ کریں اللہ پاک ہم کو توفیق دیگا۔ دے اور اس آگ سے اللہ
سے محفوظ رکھے یہ بہت بری آگ پھیلی ہوئی ہے۔
اور فرمایا رسول اللہ نے جو کوئی خدا کے ڈر سے سود کو چھوڑے گا۔ ہر درم کے بدلے اسکو ثواب ایک ایک
غلام آزاد کرنیکا ملیگا۔ اور فرمایا سفیان ثوری رحمہ اللہ علیہ نے جو حرام مال سے خیرات کرتا ہے اسکی مثال
ایسی ہے کہ ناپاک کپڑے کو پیشاب سے دھوتا ہے تین شخص ہیں کہ انکو جنت سے حصہ نہ ملیگا۔ ایک شراب پینے والا
دوسرا غلہ جمع کرنیوالا اس نیت سے کہ مہنگا ہو تو بیچوں اور تیسرا سود کھانیوالا نیت درست کرکے۔
اسوقت میں مسلمانوں کو غلہ کی تجارت کی ضرورت ہے اور فرمایا ایکدرم سود کا مال بیس بار زنا سے بدتر
ہے اور جس نے مال حرام کمایا اسکی خیرات بھی قبول نہیں ہوگی **حکایت** امام اعظم رحمہ اللہ کا

سود خوار پر خدا کا غضب

ایک شخص پر کچھ قرض نہیں تھا۔ اسی شخص کے مکان کے پاس آپکے ایک شاگرد نے انتقال کیا۔ آپ اس کے جنازہ کی نماز کے واسطے تشریف لے گئے سخت دھوپ تھی اور وہاں کہیں سایہ نہ تھا لیکن آپکے قرضدار کی دیوار کے نیچے سایہ تھا لوگوں نے آپ سے کہا کہ تھوڑی دیر یہاں سایہ میں تشریف رکھئے آپنے فرمایا اس مکاندار پر میرا کچھ قرض ہے مجھکو اسکی دیوار سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔ کیونکہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ جس قرضدار سے نفع لیا جائے وہ سود ہے۔ اگر میں اسکی دیوار سے فائدہ لونگا تو وہ داخل بیاج وسود ہوگا۔ **اے سعید** مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ سودخوار اپنے مقروض کی ساری جائداد لیکر پھر اس کی کھانے پکانے کے برتن بھی فروخت کر لیتا ہے۔ اسکے کپڑے بھی لے لیتا ہے غرض ہر چیز سے سب کچھ لیتا ہے اور پھر بھی بس نہیں کرتا۔ یہ واقعات رات دن دیکھتے رہیں پھر ہم توبہ نہیں کرتے اور مہاجنوں کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں جس سے ہماری دنیا بھی خراب ہوتی ہے اور آخرت کی خرابی تو کچھ عشر عشیر مذکور ہوئی ہے ؎ عاقلے را اشارتے کافی است ؛

شان وشوکت جتانیوالونکا بیان

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آخرت کی سعادت انکو ہم دینگے جو دنیا کی بزرگی اور مرتبہ نہ ڈھونڈینگے۔ مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهِ۔ دو بھوکے بھیڑیوں کو بکریوں میں چھوڑ دیا جائے وہ اس گلہ کو اتنا تباہ نہ کرینگا جتنا آدمی کو حرص مال اور جاہ اسکے دین کو تباہ کر دیتی ہے۔ **اے سعید** شان وشوکت جتانا اسکو کہتے ہیں کہ زر و مال سے بنکر آراستہ ہوکر لوگوں کی نظروں میں اپنے تئیں اچھا ظاہر کرے۔ اور بن بنکر ثنائے خلائق کا طالب ہو۔ خواہ علم کے ذریعہ سے یا کسی ہنر کے باعث ثنائے خلائق کا طالب نہ ہونا چاہیئے۔ جب یہ خواہش غالب ہوتی ہے دینداری میں خلل ہوتا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رض کو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ دو چیزیں خلایق کے لئے موجب ہلاکت ہیں۔ ایک پیروی شہوات نفسانی۔ دوسری محبت ثنا۔ اچھا وہ ہے جو نام اور شہرت نہ ڈھونڈے اور بہشتی وہ لوگ ہیں۔ کہ جنکی کوئی قدر و منزلت نکرے۔ اگر بات کریں تو کوئی بات نہ سنے۔ اگلے بزرگان دین زرق برق پوشاک سے کراہت رکھتے تھے خواہ نئی ہو یا پرانی۔ ابشر حافی نے کہا ہے۔ میری نظر میں کوئی ایسا نہیں جو طالب شہرت ہوا ہو اور دین اسکا نہ بگڑا ہو خدا نخواستہ کوئی شخص اس لت میں پڑ جائے کہ لوگ مجھے کس نظر سے دیکھتے ہیں اور میری ثنا کس طرح بیان کرتے ہیں اور میری بات کا کیسا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور ہر ایک شغل اُسکا لوگوں کی بات چیت میں لگا رہے تو سمجھ لو کہ خدا کی محبت اس کے دل میں نہیں اور جو اپنی شان وشوکت اور بڑائی کو دیکھے وہ مطیع فرعون ہے **نقل** ہے کہ ایک بزرگ شراب کے رنگ کا شربت گلاس میں ڈالکر پیتا تھا۔ تاکہ لوگ

سمجھیں کہ شرابی ہے اسطرح آپکو لوگونکی نظروں میں ظاہر کرتا تھا۔ فخر فی الدنیا و شان و شوکت کے بناوٹی مرے بچے ایسے ہی لوگ بہشتی ہوتے ہیں جو اپنا نام نہیں چاہتے۔ اور جو لوگ ہر روز (شو) کرتے ہیں یعنی ڈاڑھی ہر روز استرے سے صاف کراتے ہیں یا کرتے ہیں۔ اور ہر روز بوٹ پر پولش کرتے ہیں اور ہر روز بن ٹھنکر بازار میں کار بیکار گشت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو شان و شوکت جتاتے ہیں۔ ان ہی کے حق میں یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آخرت کی سعادت ہم انکو دینگے جو دنیا میں نام آوری اور شان و شوکت جتاتے ہیں۔ اللہ کے نیک بندے تعریف کرنے سے خوش نہیں ہوتے اور برا کہنے سے برا نہیں ملنتے اور خدا کے نیک بندے اپنی عبادات کو چھپاتے ہیں۔ اور وہی لوگ بامراد ہیں کہ جنکو کوئی جانتا نہیں اور نہ امرا لوگ اپنے پاس آنے کی اجازت دیتے ہیں۔ نہ غربا انکے پاس آتے ہیں۔ جہاں انسان کی شہرت ہوئی اس کے کاروبار میں خلل آیا۔ خدا کے نیک بندے اپنے کو بہت چھپاتے ہیں **اے سعید** متقی اور صوفیوں کی شکل بناکر مخلوق خدا کو دھوکا نہ دو ورنہ خدا کے یہاں مکار سمجھا جاویگا۔ **نقل** ہے کہ ایک شخص ناواقف نے سلطان ابراہیم ادہم کو اپنے باغ کا پاسبان مقرر کیا بعد ایک مدت کے مالک باغ آیا اور اسکے چند دوست و آشنا ہمراہ تھے اُن سے کہا کہ تھوڑے سے میٹھے انار لاؤ۔ یہ تین انار لے آئے۔ جب انہوں نے انار چکھے تو سب کھٹے تھے۔ مالک باغ نے ترش ہو کر کہا تو اتنی مدت سے باغ میں رہتا ہے آجتک کھٹے میٹھے انار میں فرق نہیں کرتا۔ شیخ نے مسکرا کر کہا کہ تم نے اپنا باغ نگہبانی کے لئے میرے سپرد کیا ہے۔ میں بے اجازت تیرے کوئی میوہ اس باغ کا کیونکر کھاتا۔ مالک باغ یہ سنکر رونے لگا کہ اے دوست تیرے اس تقویٰ و احتیاط سے معلوم ہوتا ہے تو سلطان ابراہیم ادہم ہے لوگوں نے جو غور سے دیکھا تو پہچان لیا تو یہ وہاں سے چلدیئے۔ یہ لوگ تھے جو اپنی شان و شوکت نہیں جتاتے تھے۔ گمنامی میں اپنی لگن مولیٰ سے لگاتے تھے۔ ان ہی کے لئے اجر ہے بے حساب ؛

شرک باللہ تعالیٰ و اعانت غیر اللہ والغیب عند اللہ

وَمَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيمًا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے وہ بڑے جرم کا مرتکب ہوتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا۔ یعنے اللہ بیشک نہیں بخشتا یہ کہ ٹھیرائے شریک اسکا اور بخشتا ہے شرک کے علاوہ جسکو چاہے اور جس نے شریک ٹھیرایا اللہ کو وہ بیشک راہ بھولا بھٹک گیا اس سے ثابت ہوا شرک نہ بخشا جاویگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا ہے۔ قولہ تعالیٰ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا۔ میں تو پکارتا ہوں اپنے رب کو اور نہیں شریک سمجھتا اسکا کسی کو۔ قرآن شریف میں سجدہ کرنے سے سورج چاند کو منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ خالق سورج اور چاند کو سجدہ کرو حضرت یوسف علیہ السلام نے قیدیوں سے کہا تھا۔ قولہ تعالیٰ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ کیا کئی مالک جدے جدے بہتر ہیں یا ایک اللہ زبردست۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے

اِنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنَ. یعنی بیشک بات یونہی ہے کہ کوئی مانتے نہ لائق نہیں سوائے میرے سو تم میری ہی عبادت کرو قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ الآیۃ (ترجمہ) بھلا پکارو انکو جنہیں خیال کرتے ہو سوا اللہ کے وہ تو نہیں اختیار رکھتے ایک ذرہ بھر آسمانوں میں اور زمین میں اور نہیں کچھ اس میں سا جھا اور نہیں اللہ کا ان میں سے کوئی بازو اور نہیں کام آتی سفارش اسکے روبرو مگر جسکو اذن دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالم میں سارا تصرف اللہ کا ہے ذرہ برابر کسی کا تصرف نہیں قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا یعنی اے رسول تم کہدو کہ بیشک میں نہیں اختیار رکھتا تمہارے نقصان کا اور فائدہ کا۔ کہدو کہ مجکو ہرگز نہ بچائیگا اللہ سے کوئی اور ہرگز نہ پاؤنگا اس کے سوا کہیں بچاؤ۔ یہ یقینی بات ہے کہ بغیر ارادہ خداوندی کے کوئی کچھ نہیں کرسکتا۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ. یعنی اکثر لوگ ایمان لاکر شرک کرتے ہیں۔ پیرونکو پیغمبرونکو۔ اماموںکو شہیدونکو۔ فرشتونکو۔ پریونکو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اِيَّاكَ نَعْبُدُ میں کسی کی سوائے تیرے عبادت نہیں کرتا ہوں۔ وجہ خاص ہونے عبادت کی اسکی ذات کے واسطے یہ ہے کہ حقیقت عبادت کی نہایت ذلیل ہونا ہے واسطے نہایت تعظیم کے اور اگر کسی کے جبر سے تذلل ہو اسکو عبادت نہیں کہتے اور ایسے ہی تھوڑی تعظیم کو کہ نہایت درجہ کی نہو اسکو بھی عبادت نہیں کہتے اور ایسے ہی جو تذلل کہ بلا اختیار پایا جاوے عبادت میں شمار نہ ہوگا۔ اور عبادت حقیقی کیلئے کوئی نہیں۔ مگر وہ ذات کہ جس کی طرف سے نہایت درجے کا انعام اس شخص کو پہنچا ہو۔ پس ذات اللہ تعالیٰ کی ہے کہ کمال درجہ انعام کا اس کا کام ہے۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ بندے کے تین حال ہیں۔ ماضی اور حال۔ اور مستقبل۔ ماضی کا حال یعنی پیشتر کا پس بندہ بیچ ایک وقت کے نیست اور نابود تھا۔ بعد اس کے عدم سے طرف وجود کے لایا۔ پھر بیچ حالت نطفہ ہونے کے مردہ تھا۔ اسکو زندہ کیا۔ پھر جاہل تھا اسکو تعلیم کیا اور اسباب علم کے حواس اور عقل میں اسکو بخشے۔ اور حال بالفعل حاجتیں اسکی حد شمار سے زیادہ ہیں اول عمر سے آخر تک طرح طرح کی حاجتیں قیاس کرنی چاہئیں۔ کہ کسقدر پہنچتی ہیں۔ اور باوجود گوناگوں تقصیروں اور نافرمانیوں کے دمبدم اس سے سرزد ہوتی ہیں۔ حاجتیں اسکی رفع ہوئی چلی جاتی ہیں اور کمال فضل و احسان سے کاربراری انکی ہوتی رہتی ہے حال آئندہ موت سے پہنچنے جنت تک طرح طرح کے انعام اور بچنا انواع عذاب سے اسکی ذات سے امید ہے۔ پس بندہ کو کسی حال میں جائے پناہ سوائے ذات اسکی کے نہیں۔ پس بندہ کو بندگی اس ہی کی لازم آئی۔ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ. یعنے غیر تیرے سے ہم استعانت نہیں رکھتے۔

اور اگر استعانت سے عام مدد مراد ہے کہ تمام کاموں دنیا میں اور دین میں ہو پس وجہ اس اختصاص کی یہ ہے کہ
کہ جو کوئی کسی کی اعانت کرتا ہے اس اعانت کرنے کا خیال پیدا کرنیوالا وہ ہے کہ یہ خیال مضبوط کرتا ہے کہ میں
اس شخص کی اعانت کروں پس گویا بندہ کہتا ہے کہ سوا تیرے کسی سے اعانت میری ممکن نہیں پس سارے
سے قطع نظر کرتا ہوں اور اعانت تیری ہی جانب سے دیکھتا ہوں پس استعانت سوائے خدا کے کسی سے
لائق نہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمام مخلوقات اپنے مطلب طلب کرتے ہیں اور اپنی قدرت اور عقل اور شعور اور
کوشش میں کوئی قصور نہیں کرتا ہے اور مطلب کو نہیں پہنچتے۔ پس حاصل ہونا مطلب کا بغیر اعانت غیبی کے
ممکن نہیں۔ اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ انسان نے دوسرے انسان سے حاجت طلب کی اور وہ شخص مدت تک
ٹالتا رہا۔ پھر دفعۃً حاجت اسکی پوری کر دی اس جگہ سے معلوم ہوا کہ اسکے دل میں خیال حاجت روائی کا
آجانا غیب کی طرف سے ہو۔ پس مرد مومن وہ ہے جو شرک سے بھاگتا ہے اور بندہ کو اعانت قادر حقیقی کی کفایت ہے

نقل ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو نمرود لعین نے ہاتھ پاؤں باندھ کر آگ میں ڈالنا چاہا۔
حضرت جبرئیل علیہ السلام پہنچے اور کہا۔ اگر تمکو حاجت میرے سے ہو تو فرماؤ حضرت خلیل اللہ نے جواب دیا
کہ تیری طرف کچھ حاجت نہیں رکھتا ہوں میں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ خدا سے التجا کر۔ حضرت
خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا ہے حاجت تیرے عرض کی نہیں
ماحاصل اسلام میں اعانت غیر سے ناجائز ہے اور فرق ہنود اور غیر اسلام اس ہی میں ہے منجملہ ان
چیزوں کے جو اللہ نے اپنے لئے خاص کر رکھی ہیں۔ ایک یہ بات ہے کہ ہر جگہ ہر حال میں حاضر ناظر رہنا
ہر دم ہر بات کی خبر رکھنا۔ دور ہو یا نزدیک چھپی ہو یا کھلی۔ اندھیرے میں ہو یا اجالے میں۔ آسمان میں ہو یا زمین
میں۔ پہاڑوں کی چوٹی پر ہو یا سمندر کی تہ میں۔ یہ اللہ ہی کی شان ہے اور کسی کی شان نہیں۔ اور اپنا
حکم جاری فرمانا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا۔ رزق کی کشائش و تنگی کرنا تندرست بیمار کرنا فتح و
شکست دینا۔ اقبال مند یا ادبار مند کرنا۔ مرادیں پوری کرنا۔ حاجتیں بر لانا۔ بلائیں ٹالنا مشکل میں
دستگیری کرنا۔ برے وقت میں پہنچنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے کسی نبی ولی کی یہ شان نہیں ہے۔
جیسے قحط ارزانی و صحت و بیماری غمی و شادی اسی کے اختیار میں سمجھنا اور ہر کام سے پہلے انشاء اللہ
کہنا اور اس کے نام کو ایسی تعظیم سے لینا جسمیں اسکی مالکیت اور اپنی بندگی نکلے۔ جیسے یوں کہنا ہمارا رب ہمارا
مالک ہمارا خالق اور ہر حاجت کے وقت اسکی قسم کھانا۔ اسی طرح کی چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنی تعظیم کیلئے بنائی
ہیں پھر جو کوئی اور کسی کی تعظیم اسطرح پر کرے اسپر شرک ثابت ہو جاتا ہے سمجھیے سوا اسکے کوئی نہیں۔ اور جو
چیز کہ جہان میں دیکھی جاتی ہے اور سنی جاتی ہے۔ اس ہی سے ہے پس اپنے منعم حقیقی کے ضد کرنا اور اسکا
شریک ٹھہرانا کب روا ہے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی اے بیٹے خدا کے شریک کسی کو نکر یہ ظلم
عظیم ہے اور جس پر شرک عائد ہوتا ہے اس پر سزا یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو دوزخ میں رہیگا۔ اور یہاں۔

پر فتاوی عزیزی سے ایک حکایت لکھی جاتی ہے جو اس جگہ کے مناسب حال معلوم ہوتی ہے۔

حکایت ایک بت پرست بت سے مدد مانگ رہا تھا۔ ایک عالم ربانی نے دیکھ کر منع کیا۔ شرک کرتے ہیں پر بولا صاحب اگر میں اس بت کو خدا کا شریک سمجھ کر پرستش کروں تو بیشک شرک ہے اور جب میں مخلوق خیال کرکے اسکی پوجا میں مصروف ہوتا ہوں تو پھر کہاں سے شرک گھس آیا۔ عالم نے کہا مقدس اور پاک کلام میں متواتر اور پے در پے آیا ہے کہ خدا کے غیر سے مدد جویاں نہو بت پرست بولا جب یہ ہے، تو آدمی ایک دوسرے کی کیوں مانگتے اور مدد کے جویاں ہوتے ہیں۔ عالم نے برجستہ جواب دیا کہ وہ زندہ ہیں اور زندوں سے سوال منع نہیں ہے اور تیرے بت جیسے کنہیا کالکا وغیرہ بیجان اور مردہ ہیں جنکو کسی چیز پر قدرت حاصل نہیں۔ بت پرست نے کہا بھلا جی۔ تم جو اہل قبور سے مدد و شفاعت طلب کرتے ہو۔ تو چاہیئے کہ تم بھی مشرک ہو۔ غرضکہ جو تمہارا مقصد اہل قبور سے ہو وہی ہماری مراد کنہیا اور کالکا کی مورت سے ہے۔ بظاہر نہ اہل قبور کی قدرت و قابو میں کوئی بات ہے نہ لکڑی پتھر کے بتوں میں ہاں اگر تم کہو کہ اہل قبور اپنی باطنی قوت سے لوگوں کے آڑے وقت میں کام آتے اور انکی مشکل کشائی کرتے ہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ بہت سے مقاموں میں ہمارے بتوں میں بھی حاجت روائی دیکھی گئی ہے۔ اور اگر تم یوں کہو کہ ہم اہل قبور سے یوں کہتے ہیں کہ خدا کے پیارو ہمارے لئے خدا سے شفاعت کرو تو ہم بھی بتوں سے انہی لفظوں کے ساتھ استدعا کرتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اگر اہل قبور سے مدد مانگنے کا جواز ثابت ہوگا تو بعض ضعیف الاعتقاد مسلمان سیتلا اور مسانی وغیرہ کی پوجا پرستش سے بھی باز نہیں رہ سکتے۔

جواب اس سوال میں چند مقاموں پر شبہ واقع ہوا ہے ان سے خبردار رہنا چاہیئے۔ اگر ان شبہات کو ذہن نشین کیا جاویگا تو بفضل الٰہی سوال کا جواب بخوبی واضح ہو جاویگا۔ اول یہ کہ مدد کا مانگنا اور چیز ہے اور کسی کی پرستش کرنا اور بات ہے جاہل مسلمین شرعی حکم کے برخلاف اہل قبور سے مدد کے جویاں ہوتے ہیں۔ مگر انکی پرستش و پوجا نہیں کرتے برخلاف بت پرستوں کے وہ بد نصیب مدد بھی مانگتے اور بتوں کی پرستش بھی کرتے ہیں۔ پرستش کیا چیز ہے؟ کسی کے آگے سجدہ میں گر پڑنا یا اس کے ارد گرد گھومنا یا اس کا نام تقرب کے طور پر ورد زبان رکھنا یا اس کے نام پر جانور قربان کر ڈالنا یا اپنے کو اسکی غلامی کے ساتھ شہرت دینا اگر مسلمانوں میں سے کوئی جاہل نادان بھی اہل قبور کے ساتھ یہ چیزیں عمل لائیگا فوراً کفر کا ٹیکا اپنی صاف پیشانی پر لگائیگا۔ اور اسلامی دنیا سے بالکل باہر ہو جائیگا۔ دوسرے یہ کہ مدد مانگنے کے دو طریق ہیں ایک مخلوق کا مخلوق سے طالب مدد ہونا جیسے نوکر اور مفلس فقیر اپنے مقاصد اور مہمات میں بادشاہ اور امیر سے مدد کے طالب ہوا کرتے ہیں اور عوام الناس اولیا اللہ سے بایں مضمون مدد کی درخواست کیا کرتے ہیں کہ اے خدا کے پیارے ہمارے فلاں مطلب کے بارے میں جناب الٰہی سے درخواست کرو۔

اگرچہ اس طرح کہنا جاہلانہ ہے، اس قسم کی مدد کی درخواست کرنا شرع شریف میں زندوں اور مردوں کے

جائز ہے۔ دوسرے یہ کہ جو چیزیں مستقل طور پر جناب الٰہی کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہیں مثلاً جیسے کے اولاد کا دینا مینہ کا برسانا بیماری کا دور کرنا۔ طول طویل عمر دینا وغیرہ وغیرہ ان میں کسی مخلوق سے درخواست کرنا بشرطیکہ یہ بات نیت میں بھی ہو۔ اور یوں کہا گیا ہو کہ تم ہمارے کام کو درست ہونے اور ہماری مطلب براری کی کوشش کرو تو۔ اس قسم کی مدد کی درخواست حرام مطلق بلکہ نری کفر کی بات ہے اور اگر کوئی مسلمان اپنے مذہبی اولیا یا بزرگ ومشائخ کی قبروں سے اس قسم کی مدد چاہے گا۔ اسلام کے دائرے سے فوراً خارج ہو جائیگا۔ اور کوئی شاذ و نادر ہی ایسا مسلمان ہوگا۔ جو اس قسم کی مدد کو جائز رکھتا ہو بخلاف بت پرستوں کے کہ وہ اپنے باطل اور بناوٹی معبودوں سے اس طرح کی مدد کی درخواست باطل جائز خیال کرتے ہیں۔ اور بت پرست کا یہ کہنا کہ میں بھی اپنے بتوں سے اسی طرح شفاعت کی درخواست کرتا ہوں جسطرح کہ تم اپنے پیغمبروں اور اولیا سے شفاعت کے طالب ہوتے ہو۔ اس کے کلام میں سراسر مکر و فریب ہے کیونکہ بت پرست بتوں سے ہرگز شفاعت خواہ نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ شفاعت کے معنی تک نہیں جانتے اور نہ دل میں اسکا تصور کرتے ہیں۔ شفاعت کے معنے سفارش کرنے کے ہیں۔ اور سفارش کہتے ہیں کسی شخص کا کسی کے مطلب کو اپنے غیر سے عرض و معروض کے لہجہ میں ادا کرنیکو اور بت پرست اپنے مطلب کی درخواست کے وقت اس معنی کو ہرگز نہیں سمجھتے اور نہ بتوں سے یوں کہتے ہیں۔ کہ ہماری سفارش پروردگار عالی اور منصف کے دربار میں کرو اور ہماری مطلب براری جناب الٰہی سے کراؤ۔ بلکہ وہ اپنے مطلب کی خود بتوں ہی سے درخواست کرتے ہیں۔ اور خدا کا واسطہ بیچ میں نہیں لاتے اور بت پرست کا یہ کہنا کہ جو تمہارا مقصد اہل قبور سے ہے وہی ہمارا مطلب کنہیا اور کالکا کی مورت سے ہے یہ بھی خطا و رخطا ہے کیونکہ ارواح کا تعلق اپنے ان بدنوں کے ساتھ جو قبروں میں مدفون ہیں۔ ضرور ہوتا ہے کس لئے کہ روح نے دراز مدت تک اس بدن کے قلب میں رہ کر نسبت پائی ہے اور بت پرست لوگ اپنے معبودوں کی قبروں کی تعظیم و توقیر نہیں کرتے بلکہ اپنی طرف سے لکڑ پتھر مورتوں اور درختوں اور دریاؤں کو قرار دیتے ہیں کہ فلاں دیوتا اور دیوی کی صورت ہے بغیر اس کے کہ چیزوں کو ارواح سے کسی قسم کا تعلق وابستہ ہو یا انکا جسم جہاں جلایا گیا ہو۔ اور اس بناوٹی اور افترا قرار داد کیلئے کوئی اثر نہیں ہے۔ ہاں بندوں کی حاجت روائی خالق اکبر اپنی رحمانیت اور مہربانی کی راہ سے خود فرما دیتا ہے تبھی نسبت تا والدینکو خیال ہوتا ہے کہ یہ فائدہ ان بتوں کی طرف سے حاصل ہوتا ہے خدا تعالیٰ جو آنکھ سے اوجھل اور مخفی رازوں سے واقف ہے وہ اپنے بندوں کے حالاتکو خوب جانتا ہے اسے بندوں کی زندگانی میں انکی حاجت روائی بدل منظور ہے وہ جن ذریعہ اور وسیلہ سے اپنے مطلب کی درخواست کرتے ہیں ان کے مطلب پر کامیاب کر دیتا ہے۔ جیسے مہربان اور مشفق باپ جو اپنے صغیر اور کم سن بچہ کی حاجت کو جانتا ہے اور جسوقت بچہ خدمتگار یا اپنی دایا سے کچھ مانگتا ہے تو یہ مرحمت کرتا ہے کیونکہ ظاہر کہ خدمتگار اور دایہ اسکی حاجت روائی کا کچھ بھی مقدور نہیں رکھتے

بعینہ یہ بتوں کا حال ہے۔ بلکہ مسلمانوں کے قاعدہ کے مطابق اہل قبور بھی اس مرتبہ میں ہیں اور یہ جو بیان کیا گیا ہے کہ جب اہل قبور سے مدد کی درخواست کا جواز ثابت ہوگا۔ بعضے ضعیف الاعتقاد مسلمان سیتلا اور مسانی کی پوجا سے کیونکر باز رہیں گے **واضح ہو کہ** اہل قبور سے مدد مانگنے اور سیتلا اور مسانی کی پوجا میں بچند وجوہ فرق ہے اول یہ کہ اہل قبور جنکا ذکر سابق میں گذر چکا ہے صالحین بزرگ گذرے ہیں اور سیتلا اور مسانی کا وجود بھی مان لیں تو ظاہر بات ہے کہ وہ شیطان کی گندی اور ناپاک روحیں ہیں جنہوں نے خلق کی ایذارسانی اور تکلیف دہی پر کمر باندھی ہے انہیں انبیا و اولیا کی پاک اور نہری روحو سے کیا مناسبت تیسرے یہ اہل قبور سے جو مدد کی درخواست کیجاتی ہے وہ بطریق دعا ہوتی ہے کہ تم ہماری مطلب براری کیلئے خدا کی جناب میں عرض کرو اور ان چیزوں کی پوجا پرستش اس بنا پر ہے کہ انکی استقلال اور قدرت کا اعتقاد کیا جاتا ہے صریح کفر اور نرا شرک ہے فقط۔ الحاصل یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔ ہرگز کوئی مشرک یہ طمع نہ کرے کہ وہ نجات پائیگا۔ گو دنیا میں اس نے بہت طاعات عبادت وخیرات کی ہوں۔ کیونکہ ہمراہ شرک کے ایمان باقی نہیں رہتا اور بے ایمان کے کوئی عبادت کم یا زودہ قبول نہیں ہوتی۔ سب سے پہلے درستی ایمان کی ہے پھر درستی عمل کی اسکو اخلاص کہتے ہیں۔ جو عمل خالص اللہ کے لئے ہوتا ہے اس میں کوئی نوع شرک کی نہیں وہ خالص کہلاتا ہے اور اللہ خالص لوجہ اللہ کے سوا کوئی عمل قبول نہیں کرتا بیان اخلاص میں ناظرین ملاحظہ کریں۔ اور جب عمل مطابق سنت کے ہوتا ہے تو اسکا ثواب بیحد مرتب ہوتا ہے اور ایک حدیث کا مضمون ہے کہ شرک عیزی اس سے لپٹ نہیں ہے

حسن غیور او نہ پسند و شریک ؎ آئینہ را بدست دیگر ونگار ما ؎ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے۔ جسدن اللہ نے ذریت آدم سے عہد الست بر بکم لیا تھا اسیدن یہ بھی کہدیا تھا کہ تم جان لو کہ کوئی معبود سوا میرے نہیں ہے۔ تم کسی چیز کو میرا شریک کرنا۔ میں تمہارے پاس رسول بھیجونگا وہ تمکو میرا قول وقرار یاد دلاوینگے۔ اور میں تم پر کتابیں اوتاروں گا۔ اور انہوں نے اقرار کر لیا تھا۔ "قَالُوا بَلٰی" اس عہد و میثاق کا ذکر سورۃ اعراف میں بھی آیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین و آدم کو اس بات پر گواہ کر دیا تھا اور ہر ایک نے جد اجدا اللہ کی توحید کا اقرار کیا اور جسکا قول و فعل پیغمبر کے قول و فعل سے بال برابر خلاف ہوا اسکو نہ مانے بلکہ رد کرے غرضیکہ یہ حکم توحید کا اور منع شرک سے عالم ارواح میں ہو چکا ہے سارے پیغمبر اسکی تائید کو آئے ہیں اور ساری کتابیں اسکے بیان میں اتری ہیں اور لاکھوں پیغمبروں کا فرمانا اور ساری کتب آسمانی کا علم اسی ایک نکتہ میں ہے کہ توحید کو خوب درست کرے اور شرک سے بہت دور بھاگے۔ نہ اللہ کے سوا کسی کو حاکم سمجھے نہ کسی کو مالک ٹھہرائے۔ اور نہ اپنی حاجت کسی کے پاس لیجائے اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ یعنی کسیکو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ گو تیری جان جاوے یا آگ میں جلایا جاوے۔ موحد کہ در پائے ریزی اسش ؎ چہ زر چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش ؎

وامید و ہراسش نباشد زکس ❊ ہمیں است بنیاد توحید و بس ❊ انسان کو لازم ہے کہ خدا کی آزمائش پر صابر رہے خواہ بیماری دیکر آزمائے یا جن و آسیب کی ایذا سے وہ آزمائے سمجھے کہ ہر کام اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور اسی ہی کے ارادہ سے ہوتا ہے کبھی کبھی کچھ مصیبت دیکر آزماتا ہے کہ منافق ہے یا مومن مضمون حدیث ہو کہ شرک کے علاوہ جتنے گناہ ہونگے۔ اللہ بخشدیگا مگر شرک نہ بخشا جاویگا۔ فاسق۔ موحد۔ ہزار درجہ بہتر ہی متقی مشرک سے جو کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میں جب چاہوں غیب کی باتیں معلوم کر دوں وہ جھوٹا ہے جبکہ حضرت عائشہؓ پاکدامن کا حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود معلوم کر سکے یا وحی کے ذریعہ سے معلوم کر سکے اور حضرت نے فرمایا ہے کہ غیب کی بات جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں لیتا اور مجھکو کوئی برائی نہ لگتی میں تو فقط ڈرانے والا ہوں۔ اور خوشخبری سنانیوالا ہوں۔ غیب کی بات اللہ جانتا ہے۔ اس میں رسول کو کیا خبر ہو ہاں جس امر کی اللہ خبر دے۔ **نقل** ہے کہ ابن عباس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اے لڑکو یاد رکھ کہ اللہ کو وہ یاد رکھیگا تجکو اور یاد رکھ اللہ کو کہ پاویگا تو اسکو اپنے روبرو۔ اور جب مانگے گا تو مانگ اللہ سے اور جب مدد چاہے تو مدد چاہ اللہ سے اور یقین سمجھ لے کہ بیشک اگر سب لوگ اکٹھے ہو جاویں اسپر کہ کچھ فائدہ پہنچائیں تجکو تو وہ فائدہ نہ پہنچا سکیں گے۔ مگر جتنا کہ لکھدیا ہے اللہ نے تیرے حق میں اور اگر اکٹھے ہوں اسپر کہ نقصان پہنچائیں تجکو تو نقصان پہنچا سکیں گے۔ مگر جتنا لکھدیا ہے اللہ نے تجھ پر اور اٹھائی قلم اور سوکھ گیا کاغذ۔ اور حدیث ان میں ہے کہ ہر کسی کو چاہیے کہ اپنی سب حاجت کی چیزیں اپنے رب سے مانگے۔ یہانتک کہ نمک بھی اس سے مانگے اور جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے۔ تو وہ بھی اسی سے مانگے ❊

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ میرا مال موجود ہے اس میں مجکو بخل نہیں اللہ کے یہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا وہاں کا معاملہ ہر کوئی درست کر لے اور دوزخ سے بچنے کی تدبیر سوچ لے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقط قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے یہاں کچھ کام نہیں آتی۔ جبتک کچھ معاملہ اللہ ہی سے صاف نکرے تب تک یہ کام نہیں نکلتا حدیث شریف میں ہے کہ جس نے نجوم سیکھا اس نے ایک شاخ جادو کی سیکھی۔ منجم۔ کاہن ہے اور کاہن ساحر ہے اور ساحر کافر۔ نیک و بد ساعت کا ماننا۔ اور اچھی بری تاریخ کا پوچھنا۔ اور نجومی کے کہے پہ یقین کرنا شرک کی باتیں ہیں جو نجومیوں کے پاس آیا اور اس سے کچھ دریافت کیا تو چالیس روز اسکی نماز قبول نہیں ہوتی ❊

اور جسنے قسم کھائی غیر اللہ کی وہ بیشک مشرک ہوا جسکو قسم کھانا ہو وہ اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے قسم کھانے سے ایمان میں خلل آتا ہے اور بہتر تو یہ ہو کہ اللہ کو بھی نشانہ قسم کا نہ بنائے۔ اور جھوٹی قسم کی سزا یہ ہے کہ جہنم کا غوطہ دیا جائیگا۔ بروایت عائشہؓ کے حضرت سے کہا تھا کہ آپکو جانور درخت سجدہ کرتے ہیں۔ کیا ہم سجدہ نہ کریں؟ رب کی بندگی اور بھائی کی تعظیم کرو۔ انسان سب بندے ہیں عاجز۔ مگر اللہ نے جنکو بزرگی دی ہمکو انکی تعظیم انسانوں کی طرح کرنا چاہیے۔ نہ خدا کی سی۔ آدمی کو جانور کی پیٹ نہ کرنی چاہیے

پیغمبر جنکی کی تعظیم

کیونکہ یہ مکلف ہے اور وہ غیر مکلف۔ اور فرمایا آپ نے میں بھی ایکدن مرکر مٹی میں جاؤنگا۔ تو کب لائق سجدہ کے ہوں۔ سجدہ تو اسی ذات پاک کو ہے جو کبھی نہ مرے۔ اے سعید سجدہ نہ کسی زندہ کو کرے نہ مردے کو نہ کسی قبر کو اگرچہ پیغمبر کی قبر ہو۔ وہ بھی بشریت کی قید میں تھا۔ مرکر کچھہ خدا نہیں بن گیا۔ اور فرمایا آپنے کہ مجھکو حد سے زیادہ نہ بڑھاؤ۔ جیسا کہ عیسیٰ ؑ کو نصاریٰ نے بڑھایا۔ میں تو اسکا بندہ ہوں یہی کہو میں اسکا رسول اور بندہ ہوں۔ رسول ہوکر آدمی ہی رہتا ہے خدا نہیں بنجاتا اور بندہ ہونا اسکا فخر ہے۔ بعضے جاہل پیغمبروں یا اماموں یا اولیاؤں یا اپنے پیر ونکی تصویروں کی تعظیم کرتے ہیں۔ اور اپنے پاس تبرک سمجھہ کر رکھتے ہیں۔ اور انکی سال میں ایک دفعہ لوگوں کو زیارت کراکر نذرانہ لیتے ہیں۔ یہ سب شرک میں ڈوبے ہوے ہیں۔ پیغمبر اور فرشتے سب ان سے بیزار ہیں جس گھر میں تصویر تعظیماً رکھی جاتی ہے فرشتہ نیکی کے نہیں آتے تصویر بنانیوالے قیامت کے دن عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ اور کہا جائیگا کہ جو تصویر تم نے بنائی ہے جان ڈالو۔ **اے سعید** ابھی موقعہ اور وقت ہے توبہ کا توبہ کرلے۔ اور پھر گیا وقت ہاتھہ آتا نہیں بعض نا عاقبت اندیش گفتگو میں کہہ اٹھتے ہیں۔ کہ مارنیوالے سے جلانیوالا بڑا رحیم ہے۔ یا بڑا ہے یہ کہنا شرک ہی۔ کیونکہ ایک اللہ ہے وہی جلانیوالا وہی مارنیوالا۔ یہ اہل ہنود کی صحبت کا اثر ہے۔ کیونکہ انکے یہاں دو خالق قرار دیتے ہیں۔ کہ ایک جنکیم ہے اور ایک پیدا کرنیوالا نیکیوں کا ہے اور ایک سفید کہ پیدا کرنیوالا بدیوں کا ہے مسلمانونکو اس طرح کے کلموں کلام سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

خدا کے ساتھ پیغمبر کو شریک نکرے

ایک شخص نے آنحضرت صلی علیہ وسلم سے کہا ماشاء اللہ وشئت۔ یعنی جو چیز کہ خدا نے چاہی اور تم چاہو ہوجاویگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقرر کیا تونے مجکو اللہ کا شریک خدا ہی کی مشیت سے سب چیز ہوتی ہے اس معلوم ہوا کہ یہ کہنا بھی نہیں چاہیئے کہ اللہ اور رسول نے چاہا تو یہ ہوگا۔ صرف یہ کہے کہ انشاء اللہ یہ کام ہوجاویگا۔ غیب کا حال خدا ہی کو ہے۔ جیسا کہ اس حکایت سے معلوم ہوگا۔ ہمارے حضرت کو بھی نہ تھا۔ **حکایت** ایک سفر میں آنحضرت کی اونٹنی گم ہوگئی ایک منافق نے ایک صحابی کے خیمہ میں یہ بات کہی کہ محمد آسمان کی خبریں بتاتے ہیں یہ معلوم نہیں کہ انکی اونٹنی کہاں ہے۔

غیب کا حال خدا ہی کو ہے

اسی وقت اللہ جل جلالہٗ نے منافق کے اس مقولہ کی خبردی اور یہ بھی مطلع کیا کہ فلانی جگہ درخت میں مہار اونٹنی کی اٹک گئی ہے وہاں آپنے اپنے خیمہ میں ان صحابی کے روبرو جن کے ڈیرے میں منافق نے یہ طعن کیا تھا۔ ارشاد کیا۔ ابھی ایک منافق نے یہ طعن کی بات کہی سو میں تو یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ بے بتائے اللہ تعالیٰ کے مجھے کچھہ معلوم ہوجاتا ہے۔ اب خدا تعالیٰ نے مجھے مطلع کردیا کہ فلانی جگہ اونٹنی کی مہار ایک درخت میں الجھہ گئی ہے

کسی پیر یا پیغمبر کا نام لیکر یہ کہنا کہ تو میری فلاں مراد برلا یہ شرک ہے۔ جیسے کہ کہتے ہیں یا محی الدین مدد کر یا فلاں مراد برلا۔ اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ دعا کرنے میں لفظ بحق فلاں کا لانا

یا طفیل فلاں یا بحرمت فلاں یہ کہنا بھی مکروہ ہے اسواسطے کہ کسی کا اوپر خدا کے حق نہیں اور کسی کی حرمت اللہ کے اوپر نہیں اور کسی کا ذریعہ یا طفیل دنیا کچھ اللہ پر جبر نہیں کہ وہ ایسا کرے ہی کرے ہاں یہ اللہ کی رحمت اور رحیمی اور غفاری ہے کہ اس نے آدم کی گریہ و زاری پر اور ذریعہ محمد رسول اللہ کے کہنے پر آدم کا گناہ معاف کردیا۔ اس سے ہم یہ کہتے ہیں وقت دعا کے بطفیل اپنے حبیب کے یا بطفیل فلاں بزرگ اسے اللہ تو ہماری دعا قبول کر۔ اور حدیث ہے مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَصَامَ رَمَضَانَ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ ھَاجَرَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ جَلَسَ فِیْ اَرْضِہِ الَّتِیْ وُلِدَ فِیْھَا۔ یعنی جو شخص ایمان لایا ساتھ اللہ کے اور رسول اسکے کے اور ادا کی اس نے نماز اور رکھے روزے رمضان کے ہوگیا حق اسکا اللہ پر یہ کہ داخل کرے اسکو بہشت میں ہجرت کرے اللہ کے راستہ میں یا بیٹھے بیچ زمین اپنی کے جس میں کہ پیدا ہوا ہے۔
پس یہاں کہ یہ حق کا لفظ آتا ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ خداوند تعالیٰ کا کرم اسکو چاہتا ہے کہ محنت نیک عمل والے کی ضائع نہ کرے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ کہ خدا کسی نیکوکار کا اجر ضائع نہیں فرماتا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْئًا۔ کہ خداوند تعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا۔ غرض یہ سبیل تفضل و کرم کے ہے نہ یہ کہ خدا کے ذمے لازم و واجب ہو۔ **حکایت** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے۔ جب سجدہ میں گئے تو ابو جہل آپکی گردن مبارک پر کھڑا ہوگیا اور ادھر اُدھر دیکھتا تھا۔ پھر چلا گیا آپ نے سر اٹھایا اور دست مبارک پیشانی پر پھیرتے تھے۔ اور گردن مبارک ملتے تھے۔ اور آپ نے چاہا کہ کچھ پڑھیں اور ابو جہل کے لئے کچھ مانگیں کہ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام پہنچے اور عرض کیا کہ اے احمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ ہمارے دشمن نے ہماری وجہ سے کیا ہم دیکھتے تھے اور وہ دہنے بائیں دیکھتا تھا۔ تو وہ کسی شخص کو دیکھتا تھا۔ یہ نہیں جانتا تھا کہ خدا تعالیٰ دیکھتا ہے اور جانتا ہے۔
اور اپنے بندے کو بچاتا ہے جو زور کہ وہ کرتا تھا۔ اس سے آپکی گردن تن سے جدا ہوتی۔
اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی یعنی کیا نجانا ابو جہل نے کہ اللہ اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی۔ خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت خوشی سے وجد میں آئے اور چند قدم مسجد میں خراماں چلے اس کے بعد گھر کی طرف تشریف لے گئے۔ جب گھر کے صحن میں تشریف لائے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت آپنے ایسی رفتار اختیار کی جس سے اوروں کو منع کیا ہے۔ آج خود آپ خراماں آتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدیجہ اس وقت جبرئیل یہ آیت اتری ہے۔ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی۔ حضرت رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ آپکو اپنے خدا کے ساتھ ایک وقت ہے۔ اسی وقت زمین میں لیٹ گئیں اور رسول اللہ کے پائے مبارک اپنے رخسار و سر پر رکھے اور انکو پکڑے رہیں اور عرض کیا یا رسول اللہ تھوڑی دیر توقف کیجئے۔

آیت الم یعلم بان اللہ یریٰ پر اظہار وجد

فرمایا کہ اس سے کیا غرض ہے عرض کیا یا رسول اللہ آج نظر عنایت خداوندی آپ کے حق میں مبذول ہے شاید آپ کے زیر قدم میں طفیلی ہو جاؤں خداوند تعالیٰ کا حکم پہنچا۔ اے احمد خدیجہ رضی اللہ کو سلام کہو کہ تجھکو طفیل خاکپائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نے بخشدیا اور آتش دوزخ سے آزاد کردیا۔ میرا اس حکایت سے یہ مطلب ہے کہ طفیل دینا کسی پیغمبر کا یا کسی اولیا کا روا ہے۔ یوں کہے۔ اے اللہ تو بطفیل فلاں۔ میرا فلاں مقصد برلا اور توسل جو احادیث سے ثابت ہو۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ یا الٰہی فلاں مقبول بندہ کی برکت سے میری فلاں حاجت پوری فرما۔ جس طرح عمر رضا نے حضرت عباس رضو توسل سے بارش کی دعا مانگی تھی۔ **حکایت**۔ نقل ہے کہ کسی شہر میں ایک بادشاہ آتش پرست تھا۔ اور ایک عابد نصرانی اور ایک عالم مجوسی اس شہر میں شہرہ آفاق تھا۔ بادشاہ نے اپنے لڑکے کو واسطے تعلیم کے مجوسی کے پاس بھیجا قدرت خدا سے لڑکا ایام بے تمیزی میں نہایت صاحب تمیز تھا۔ اور حق و باطل کو خوب جانتا تھا۔ جب سبق سے فارغ ہوتا تھا۔ تو نصرانی عابد کی خدمت میں جاکر کچھ باتیں دین و آئین کی سیکھتا۔ مدت تک اس کا یہی رنگ ڈھنگ رہا۔ ایک مرتبہ راہ میں واللہ اعلم ایک اژدہا کہاں سے آپڑا اور راستہ بند ہو گیا۔ لڑکے کو ہر چند لوگوں نے منع کیا کہ راستہ بند ہے دوسری راہ سے جا اور از خود اجل کے منہ میں نہ جا۔ کہ صدہا آدمیوں کو نگل گیا ہے گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد ؎ تو مرو در دہان اژدرہا ؎۔ لڑکے نے نہ مانا اور کہا اے حق راہ حق دکھا اور باطل سے بچا۔ اگر دین نصرانی سچا ہے اور عالم مجوسی جھوٹا ہے تو میرے اس پتھر سے یہ اژدہا مر جائے۔ اور یہ غلام تردد حق و باطل سے نجات پا جائے۔ پھر ایک پتھر اٹھا کر مارا۔ قدرت خدا سے وہ اژدہا مر گیا۔ لڑکے طالب حق کو حق تاریکی باطل سے آفتاب سا نظر آگیا۔ فوراً نصرانی عابد کی خدمت میں جاکر یہ ماجرا کہا۔ اسنے کہا کہ اس بات کا سارے شہر میں شہرہ ہوگا۔ اور جہان متحیر و حیران ہو کر تیرے پاس آویگا کسی سے میرا نام نہ لینا مجکو ناحق بدنام نہ کرنا مصلحت وقت جاننا وہ عمل میں لانا عابد سے رخصت ہو کر آیا۔ پھر جدہر دیکھا یہی چرچا اور شور اور غوغا پایا کہ لڑکے نے اژدہے کو مار ڈالا۔ جب اپنے مکان پر آیا۔ تمام شہر متحیر ہو کر اس کے پاس آیا اور حقیقت حال دریافت کرنے لگا۔ کہا اللہ کے نام سے ذرا سے پتھر نے ایسا بڑا اژدھا مارا۔ حقیقت میں خدا کے مارنے یہ اژدہا مارا اور نہ میں کیا اور میری مار کیا۔ بت پرستی شدہ یہ خبر بادشاہ کو پہنچی وہ سنتے ہی آگ ببھوکا ہو گیا۔ لڑکے کو بلا کر سارا ماجرا پوچھا۔ اس نے کہا میں نے خدائے برحق کے نام سے یہ اژدہا مارا اور کہا بندگی سوائے خدائے برحق کے سراسر حماقت اور شرمندگی ہے اور جو کوئی روشنی خدائے برحق سے منکر ہو کر آپ سے کمتر چیزوں کو خدا بنائے کہ نہ وہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے۔ وہ بیوقوف کیونکر نہ بیوقوف کہلائے چاہیئے کہ وہ بے عقل اپنی عقل کا علاج کراوے۔ پس یہ سنتے ہی آگ ہو گیا۔ اور آتش سے غضب سے جلکر خاک ہو گیا۔ حکم کیا کہ اسکو کشتی میں بیٹھا کر بیچ دریا میں ڈبودو۔

کہ اس نے ہمارا امام ڈبو دیا اور رسات پشت کو بٹہ لگا دیا۔ پھر اسکو کشتی میں بٹھا کر نے چلے ناگاہ کشتی الٹ گئی سب ڈوب گئے۔ بفضلہ تعالیٰ وہ لڑکا صحیح و سالم بچ گیا۔ پھر بادشاہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اس سچے خدا نے مجھکو بچا لیا۔ اور جھوٹوں کو ڈبو دیا۔ پھر تو بادشاہ آپے سے نکل گیا۔ اور کہا اوسکے پہاڑ پر کی چوٹی سے اسکو نیچے ڈالدو کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے اور اس کا نام و نشان مٹ جائے۔ جب پہاڑ پر لے گئے قدرت خدا سے ہوا کہ جھونکا آیا واللہ اعلم آن سب پل ہوا کو کہاں ہوا سا اڑا دیا اور لڑکے کو ذرا ہوا نے نہ ستایا پھر لڑکا بخوبی سلامت بادشاہ کے پاس آیا۔ تب جلکر کہا کہ جلاد و کو بلاؤ۔ اور اسکی جلد و پوست اڑاؤ۔ لڑکے نے کہا کیوں ناحق اپنی جان کھوتا ہے۔ جی جان کر روتا ہے اور بے فائدہ حماقت بھگتتا ہے اگر تو اور تیرا سارا لشکر جمع ہوگا میرا ایک بال میلا ہوگا۔ اس ہدایت سے نجات منظور ہے تو اپنی تدبیر بالائے طاق رکھ اور میرے کہتے پر دھیان رکھ۔ کہ ایک میدان میں سب کو جمع کر اور مجھکو سولی پر چڑھا اور میرے آگے یہ کہکر تیر لگا۔ کہ تجھکو تیرے خدائے برحق کے نام سے مارتا ہوں فوراً مر جاؤں گا۔ پس بادشاہ جو اپنی تدابیر سے عاجز آگیا تھا ایسا ہی کیا۔ اور حکمت لڑکے دانا سے وہ نادان آگاہ نہ تھا۔ کہ جب سارے لشکر اور اہل شہر کے آگے یہ بات کہکر تیر ماریگا۔ تو بلاشک اپنے دین کو چھوڑ دیگا۔ اور میرے دین کو سچا بتا دیگا۔ تو سب لوگ اس کے جھوٹے دین سے پھر جاوینگے اور ایمان میرے مذہب حق پر لاوینگے۔ گو میں جان سے گیا۔ مگر جہان تو ایمان سے رہا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ کہ وہ لڑکا تیر سے مارا گیا اور آدھے گروہ سے زیادہ فوراً ایماندار ہو گیا۔ اور لڑکے کے غم سے زار زار روتے چلاتے تھے اور باآواز بلند کہتے تھے۔ کہ ہم ایمان لائے۔ اس سچے لڑکے کے سچے خدا پر۔ جب یہ حال بادشاہ نے دیکھا سخت حیران ہو گیا۔ کہ لڑکا مر اسب کو مار گیا۔ اور میری بادشاہت اور ملت سب تہ و بالا کر گیا۔ اسی وقت ایک گڑھا چالیس ہاتھ گہرا کھدوایا اور اسمیں جو لوگ ایماندار تھے انکو جلایا۔ مگر ایک عورت بچوں والی تھی۔ اسکو ہر چند ڈرایا کہ تجھکو مع تیرے بچوں کے جلا دینگے ورنہ اسلام سے باز آ۔ کہا۔ میں حق سے نہ پھرونگی۔ خدائے برحق سے منہ نہ موڑونگی تو کچھ در گذر نہ کر۔ اور جو جی چاہے سو کر پھر ایک ایک اس کے بچے کو جلتی آگ میں جلاتے تھے۔ مگر وہ کمال آب و تاب ایمانی سے اُف نہ کرتی۔ اور وہ رضائے الٰہی پر شاکر و صابر تھی جب سب اولاد اسکی جلا دی اور گود کے بچے کو بھی جلانے کا ارادہ کیا۔ اور اس جلتی بھٹی کو اور زیادہ جلایا۔ آخر وہ عورت تھی اور چند جگر پارہ اسکے جل گئے تھے۔ اور اس نے آہ نہ کی گود کے لڑکے کو جلنے سے یکایک آگ جگر بھڑک اٹھی۔ آپے سے جاتی رہی عالم بیہوشی میں قریب تھی کہ فریب شیطان کھا دے اور دولت ایمان سے ہاتھ اٹھاوے ناگاہ قدرت خدا نے اسکو گود کے بچہ کو گویا کیا اس نے حفظ ایمان کا سامان کیا۔ اس نے بزبان فصیح کہا کہ اے ماں تو کچھ تردد نہ کر۔ سب بھائی میرے جنت کو گئے ہیں میں بھی جاتا ہوں۔ پس لڑکے کی ولدہی سے اسکی بھڑکی ہوئی آگ بجھی۔ جب سنگدلوں نے اس لڑکے کو بھی آگ میں ڈالا تب عورت۔

نے بیتاب ہوکر ایک چیخ ماری اسی وقت ایک شعلہ آگ سے اٹھا اور چالیس چالیس گز ہر طرف کے کافروں کو جلا کر خاکستر کر دیا اور اس بادشاہ کافر کا مع وزیر اور امیر و لشکر کافر کے نام و نشان نہ رکھا کہ کہاں چلا گیا اور ایمان دار جو اس ظالم کے ظلم سے بچے تھے اللہ تعالیٰ کی حمایت سے ان میں سے ایک کا بھی بال نہ جلا۔ بلکہ ذرا لپٹ بھی نہ لگی۔

شراب و نشہ کی چیزوں کی مذمت

الخمر اکبر الکبائر و ام الخبائث و ام الفواحش شراب کا پینا سب گناہ میں بڑا گناہ ہے اور سب بری باتوں کی جڑ ہے مسلمانوں کو اس دسترخوان پر بیٹھنا بھی منع ہے جس پر شراب ہو من شرب الخمر فی الدنیا لم یشربہ فی الآخرۃ جو دنیا کی شراب پیئے گا۔ وہ آخرت کی شراب سے محروم رہیگا۔ واضح ہو کہ جوئے کے بیان میں وہ آیت قرآن شریف کی لکھی جا چکی ہے۔ جو جوئے شراب کے بارہ میں آئی ہے اور حد شراب اسی کوڑے ہیں **ترجمہ حدیث** شراب پینے والے بیچنے والے۔ اس کے خریدنے والے پر حق تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور جو چیز نشہ لا دے وہ تھوڑی ہو یا بہت ہو حرام ہے **ترجمہ حدیث** شرابی سے سلام کرنا یا بغلگیر ہونا یا مصافحہ کرنا باعث نقصان ہے چالیس برس کی عبادت اللہ کھو دیتا ہے **نقل** ہے کہ جنت کی خوشبو پانچسو برس کی راہ سے سونگھی جاتی ہے۔ اسکی خوشبو تین گروہ نہیں سونگھنے پاوینگے۔ شراب پینے والا۔ ماں باپ کو رنج دینوالے۔ زنا کرنیوالا۔ اگر بے توبہ کیئے مرے۔ شراب خوار مردار سے زیادہ بدبو ہو کر قبر سے نکلیگا۔ اور اسکی گردن پر کوزہ (پیمانہ شراب پینے کا) لٹکا ہوا۔ ہاتھ میں پیالہ پکڑے ہوئے اسکے پوست اور گوشت میں سانپ بچھو بھرے ہوئے پاؤں میں آگ کی دو نعلین پہنے ہوئے۔ ان دونوں نعلین کی سوزش سے دماغ جوش کرتا رہیگا۔ اسکی گردن میں آگ کے طوق کی رسی ہوگی۔ اور وہ دوزخ میں فرعون و ہامان کے نزدیک رہیگا جو شخص شراب پیوے اسکی صحبت و محبت سے پرہیز کرو۔ اگر شراب خوار بیمار پڑے تو اسکی بیمار پرسی مت کرو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص شراب کو حلال جانے۔ پس تحقیق بیزار ہے وہ مجھ سے اور میں بیزار ہوں اس سے اسلئے حق تعالیٰ اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر فرماتا ہے کہ دنیا میں جو شخص شراب پیویگا میں قیامت میں اسکو۔ ایسا پیاسا رکھوں گا کہ اسکا دل سوز و تپش سے جلیگا۔ اور اسکی زبان نکلکر اسکی چھاتی پر پڑیگی۔ اور جو کوئی دنیا میں میرے واسطے شراب چھوڑیگا عرش کے نیچے حظیرۃ القدس کے مقام میں اسکو جنت کی شراب پلاؤنگا جو ایک دفعہ شراب پیتا ہے اسکا دل سیاہ ہو جاتا ہے جو دو دفعہ پیتا ہے ملک الموت بیزار ہوتے ہیں اور جو تین دفعہ پیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیزار ہوتے ہیں۔ جب چوتھی دفعہ پیتا ہے اس کے نگہبان فرشتہ بیزار ہوتے ہیں پانچویں دفعہ پیتا ہے جبرئیل علیہ السلام بیزار ہوتے ہیں۔ جب چھٹی دفعہ پیتا ہے اسرافیل بیزار ہوتے ہیں۔ اور ساتویں دفعہ میکائیل اور آٹھویں دفعہ تمام آسمان نویں دفعہ آسمان کے رہنے والے بیزار ہوتے ہیں۔ دسویں دفعہ پیتا ہے جنت کے دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں۔ جب گیارہویں دفعہ پیتا ہے۔ دوزخ کے دروازے اسپر کھل جاتے ہیں بارہویں دفعہ پیتا ہے عرش کے اٹھانیوالے فرشتے بیزار ہو جاتے ہیں۔ جب تیرہویں دفعہ پیتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ اس سے بیزار ہوتا ہے جس شخص سے خدا اور رسول اور تمام ملائک و عرش و کرسی وغیرہ بیزار ہوں۔ پس وہ جہنم میں عذاب پانیوالوں سے

ساتھ ہلاک ہوگا۔ اور جس کے شکم میں شراب جاوے اسکی سات روز کی نماز قبول نہ ہوگی اور اگر شراب سکی عقل کو زائل کر دے تو حق تعالیٰ چالیس روز کی نیکیاں اسکی قبول نہیں کرتا ہے اگر اس چالیس روز کے اندر مرجاویگا تو فاسق ہو کر مریگا۔ جو اس درمیان میں توبہ کرے تو البتہ قبول ہوگی۔ اگر توبہ کرکے پھر شراب حق تعالیٰ اسکو طینۃ الخبال پلاویگا۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے پوچھا۔ یا رسول اللہ طینۃ الخبال کیا چیز ہے وہ خیونکا پیپ اور لہو ہے۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ جب شرابی کو دفن کرتے ہیں اور اسکی قبر پاٹ دیتے ہیں۔ بعد ازاں اسکی قبر کھود کر دیکھو تو اسکا منہ قبلہ کیطرف سے پھرا ہوا ہو تو مجھے قتل کرو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب بندہ شراب پیتا ہے حق تعالیٰ اسپر غضب میں آکر اس کا نام سجین دوزخ میں لکھتا ہے۔ اور اسکی نماز روزہ صدقہ وخیرات قبول نہیں ہوتا ہے۔ **حدیث** ہے کہ شرابی کے گلے میں کوزہ اور کندھے میں طنبورہ لٹکا ہوا قیامت میں آویگا۔ اُسے فرشتہ آتش کی سولی پر چڑھائیگا اور پکار پکار کر یہ کہیگا کہ فلانے کا بیٹا فلانا ہے اور اس کے منہ کی بدبو سے موقف کے لوگ بیزار ہو کر فریاد کریں گے اور لعنت کرینگے۔ پس فرشتہ زبانیہ۔ اسکو سولی سے اوتار کر دوزخ میں پھینکے گا۔ اور وہ دوزخ میں ہزار برس رہیگا۔ اور پیاس پیاس کرکے پکارے گا۔ حق تعالیٰ اس کے پینے کے واسطے بدبو کا عرق بھیجیگا۔ شرابی شور مچائیگا۔ اے پروردگار اس عرق کو مجھ سے دور کر۔ حق تعالیٰ دور نہ کریگا۔ اس ہی حالت میں ایک آتش آکر اسکو جلا کر خاک کر دیگی۔ حق تعالیٰ اسکو پھر پیدا کریگا۔ ہاتھ میں بیڑی پاؤں میں زنجیر پہنے ہوے اوندھے منہ گھسٹتا ہوا اٹھے گا۔ پھر پیاس پیاس کریگا۔ دوزخ میں جہنم کا گرم پانی پلایا جاویگا بھوک بھوک پکاریگا۔ سینڈ کا طعام کھلا وینگے۔ پیٹ میں جوش کریگا۔ اور مالک فرشتہ آتش کی نعلین اسکو پہناویگا۔ اس سے دماغ پگھلکر کان کی راہ سے نکل پڑیگا۔ اور اس کے منہ سے آگ کی لو نکلے گی۔ شکم کی آلائش تمام دونوں قدموں پر گر پڑیگی۔ پس آتش کے تابوت میں اسکو قید کریں گے۔ اس میں ہزاروں برس عذاب پاویگا۔ اور پکاریگا۔ یَا رَبَّاہُ آتش مجھے کھا گئی۔ پروردگار جواب نہ دیگا۔ افسوس ہزار افسوس کہ فریادی پکارے اور فریادرس جواب نہ دے۔ رحم نہ کرے۔ پھر واعطشا پکاریگا۔ مالک دوزخ کا پیالہ لاویگا جب اسکو ہاتھ میں لیویگا۔ اسکی سوزش سے ہاتھ کی انگلیاں گر پڑینگی۔ جب پانی کو دیکھیگا۔ آنکھ اور گال گر پڑیں گے۔ ہزار برس کے بعد اس تابوت سے نکالکر آگ کے بندی خانہ میں قید کرینگے۔ اس میں ہزار برس عذاب پاویگا۔ اس قید خانہ میں اونٹ کی مانند سانپ اور بچھو بھرے ہیں۔ آتش کا ٹوپ سر پر آتش کی نعلین پاؤں میں پہناویں گے۔ ہزار برس کے بعد اس بندی خانہ میں سے نکال کر جہنم کی وادی میں ڈالیں گے۔ وہ وادی۔ حرارت وگرمی سے بھری ہے۔ اسکی گہرائی کی کوئی انتہا نہیں۔ اس میں طوق وزنجیر سانپ بچھو بھرے ہیں ایسی وادی میں ہزار برس عذاب پاویگا پھر وا محمدٰہ کرکے پکارے گا۔ تب پیغمبر صاحب فرماویں گے۔ اے پروردگار وہ آدمی میری شفاعت چاہتا ہے تو اپنے کرم سے۔

مغفرت کر تو بخشنے والا ہے۔ نعوذ باللہ تعالیٰ۔ **اے سعید** یہ مختصر حال لکھا گیا ہے ایسے میں بابِ توبہ کھلا ہوا ہے توبہ کر لو پھر جان نکلنے پر مشکل کا سامنا ہوگا۔ اے رب جو اسکو پڑھے توبہ کی توفیق دے۔ شرابی کے عذاب کے بیان میں حدیثیں بہت ہیں۔ اسواسطے دو حکایتوں پر اختصار کرتا ہوں اور ایک حکایت شرابی کی اور دوسری صحابہ کی کہ انکو کسقدر لالچ دیا گیا ہے اور اس پر بھی شراب نہیں پی ہے۔

حکایت۔ شیخ عبد العزیز دیری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات مسجد کو جاتا تھا۔ کتنی عورتیں روتی ہوئیں کھڑی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ تم کیوں روتی ہو۔ بولیں ایک شخص جانکندنی میں ہے کلمہ شہادت بہت تلقین کیا۔ وہ زبان نہیں کھولتا ہے تم اگر تلقین کرو تو شاید کہیگا۔ بڑا ثواب ہوگا۔ میں نے وہاں جا کر کتنی بار تلقین کیا۔ بعدہٗ اس نے آنکھ کھولکر لا الہ الا اللہ مجھ سے سنتے ہی کہا کہ میں اسلام سے بیزار ہوں اور ایک چیخ ماری۔ پس اسی چیخ میں اس کی روح نکل گئی۔ میں نے عورتوں کو اس احوال کی خبر دی۔ اور ان لوگوں سے کہ اس کے جنازے کی نماز مت پڑھو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نکرو۔ کیونکہ کافر ہو کر مرا ہے۔ پھر میں نے اس کے رشتہ داروں سے پوچھا یہ شخص کیا عمل کرتا تھا۔ سبنے کہا اس کے تمام کام نیک تھے۔ لیکن شراب پیتا تھا۔ میں نے کہا اسی سبب سے اسکا ایمان گیا۔ ابھی توبہ کر لو کیونکہ احوال و عذاب شراب خوار کا شدید ہے۔

حکایت۔ نقل ہے کہ ایک جنگ میں اسّی صحابی مع حضرت عبد اللہ ابن حذافہ رضی اللہ عنہ قید ہو گئے جب صحابۂ کرامؓ کی لڑائی شام کے عیسائیوں سے ہوئی تو مسلمانوں کو ابن حذافہ کی گرفتاری کا سخت افسوس ہوا۔ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے شاہ ہرقل کو نامہ لکھا جس کے الفاظ یہ تھے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب تعریف اور خوبی اس ذات کے لئے ہے جو بیوی بچوں کے تعلق سے پاک ہے۔ یہ خط ایک اللہ کے بندے کی طرف سے ہے جسکا لقب امیر المومنین ہے بادشاہ روم کے نام اے بادشاہ ہرقل جسوقت میرا خط تیرے پاس پہنچے پس فوراً عبد اللہ بن حذفہ کو چھوڑ دے اگر تو ایسا کریگا تو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ اور اگر تو ایسا نہ کریگا۔ تو میں بہت جلد ایک لشکر تیرے لئے بھیجتا ہوں جس لشکر کے سپاہیوں کا حال یہ ہوگا وہ ایسے باخدا اور ذاکر بند ہونگے۔ کہ کسی وقت گھر میں بازار میں تجارت کرتے سودا خریدتے۔ کھیلتے کودتے ذکر الٰہی اور نماز کے پڑھنے سے غافل نہیں ہوتے۔ جب یہ نامہ شاہ ہرقل کے پاس پہنچا تب اس نے اپنے دربار میں ان اسّی قیدیوں کو مع عبد اللہ بن حذافہ کے طلب کیا۔ اور پوچھا اے حذافہ تمہارا نبی عربیؐ سے یا امیر المومنین سے کیا رشتہ ہے۔ کہا کوئی قریب کا رشتہ نہیں ہے۔ سوائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے یہ سنکر خاموش ہو رہا۔ پھر ہرقل نے طرح دیگر کہا۔ اے عبد اللہ اگر تو قبول کرے ہمارا دین اور ہو جائے تو عیسائی تو ہم اپنے کسی بڑے گھرانے کی لڑکی تیرے ساتھ بیاہ دینگے۔ اور بڑا عہدہ تجھکو دینگے فرمایا عبد اللہ نے کہ میں ہرگز دین محمدی نہ چھوڑوں گا۔ وجہ یہ تھی کہ جب ایمان کی لذت

کا ذائقہ دل کی تہ میں اتر جاتا ہے پھر کسی طرح وہ دور نہیں ہو سکتا۔ اور حضور کی عام تعلیم یہ تھی اے مسلمانوں
تم ہرگز شرک نہ کرنا۔ خواہ آگ میں جلائے جاؤ۔ یا قتل کیے جاؤ۔ جب حضرت عبد اللہ نے شادی سے انکار
کیا۔ تب ہرقل نے کہا۔ میں تجھے بہت مال اور بہت سے غلام دونگا۔ اور منگایا ایک بار جواہرات کا بہت
بیش قیمت اور رکھا عبد اللہ کے سامنے اور کہا اگر تو عیسائی مذہب قبول کرلے تو یہ سب کچھ تیرا ہے۔
فرمایا حضرت عبد اللہ نے کہ اے بادشاہ اگر دے ڈالے تو اپنا سارا ملک تو بھی میں اسلام چھوڑ دونگا۔
جب دیکھا ہرقل نے کہ لالچ دینے سے کام نہیں چلتا۔ کہا اے عبد اللہ اگر تو نے ہمارا دین قبول نہ کیا
تو میں تجھے بری طرح قتل کروںگا۔ فرمایا اے ہرقل جو کچھ تیرا جی چاہے کر۔ اگر تو میری بوٹی بوٹی۔
الگ الگ کردیگا۔ یا میرے جسم کا قیمہ قیمہ کردیگا تو بھی میں کسی طرح نہ چھوڑونگا۔ ہرگز دوسرا مذہب
اختیار نہ کرونگا۔ شاہ ہرقل نے کہا۔ اگر تو عیسائی مذہب قبول نہیں کرتا۔ تو صرف صلیب کو سجدہ کرلے
ہم تجھے رہا کردینگے۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا۔ کہ میں ایسا بھی ہرگز نہ کرونگا۔
مسلمان عبد اللہ صحابی کس طرح صلیب کو سجدہ کرتے۔ آپکی آنکھوں کے سامنے قرآن مجید کی آیتیں
نازل ہوئیں تھیں۔ انکا ترجمہ یہ ہے نہ سجدہ کرو سورج کو نہ چاند کو بلکہ سجدہ کرو اللہ کو جس نے سورج اور
چاند کو پیدا کیا ہے۔ اگر تم خاص اللہ کی عبادت کرنیوالے ہو۔ آپ غور سے دیکھیں کہ نظام عالم میں سورج
اور چاند کو کتنا بڑا دخل دیا ہے۔ انکے فیض سے کسقدر جہاں کا کام چلتا ہے۔ پھولونکو خوشبو اور رنگت میووں
کو شیریں غلہ کا پختہ ہونا کانوں میں سونے چاندی کا تیار ہونا پہاڑوں جواہرات کا پیدا ہونا۔ وغیرہ وغیرہ۔
یہ سب کچھ خدا کے حکم سے چاند سورج کا فیض ہے۔ جب ان اتنے بڑے فیض پہنچانیوالونکو خدا کے ہوتے
سجدہ درست نہو تو بیچاری صلیب کی کیا ہستی ہے جسکو سجدہ کیا جائے۔ حق یہ ہے کہ خدا کے ہوتے مخلوق کو سجدہ
کرنا ایسے سورج کے سامنے دیا سلائی کی روشنی کو تلاش کرنا۔ سمندر کے آگے قطرہ سے نہانا۔ عقل کے خلاف
اور بے راہ ہے۔ ہرقل نے کہا کہ صلیب کو سجدہ نہیں کرتا تو تھوڑی سی شراب پی لے۔ میں ابھی تجھے چھوڑ دونگا
حضرت عبد اللہ بن حذافہ نے کہا کہ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں شراب کے پینے سے یہ سنکر ہرقل نے کہا کہ ضرور
تجھکو سور کا گوشت اور شراب کا پینا پڑیگا۔ پھر حکم دیا اس شخص کو قید خانہ میں تنہا قید کردو اور اس کے پاس
شراب اور سور کے کباب کہہ دو سوا اسکے اور کچھ کھانیکو نہ دو بھوکا مرکے خود بخود کھائیگا۔ تین روز تک ایک
مکان میں حضرت عبد اللہ کو قید رکھا چوتھے دن پھر دربار میں طلب کیا اور قید خانہ کے محافظ سے پوچھا۔ کہ اس
نے کچھ کھایا۔ کہا وہ سب کچھ اسی طرح رکھا ہے اسنے نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ ہرقل نے کہا اے عبد اللہ تو نے
انہیں کیوں نہیں استعمال کیا۔ فرمایا محض اللہ کے خوف سے کہ شراب کی مذمت قرآن مجید میں نازل ہوئی
اسوقت سے لیکر مرتے دم تک صحابہ نے شراب کو ہاتھ نہیں لگایا۔ باوجود اس کے کہ پشت در پشت سے شرابخوار
تھے خوض کے حوض شراب کے مکانوں میں تیار رکھتے تھے۔ لیکن واہ رے حکم کا ماننا اسے کہتے ہیں۔

تو یوں ۔ کسی نے دوا کے لئے بھی استعمال نہیں کیا ۔ ہرقل نے حضرت عبداللہ سے کہا ۔ کہ خنزیر اور شراب کیوں نہیں کھایا ۔ تین روز کے بعد یہ حرام چیزیں تمہارے مذہب میں حلال ہوتی ہیں ۔ فرمایا کہ میں کیا وہ کام کروں جس میں کافر کی خوشی ہوجائے ۔ ہرگز نہیں مسلمانوں ۔ تمنے اس مضبوطی اور استقامت کو دیکھا کہ شراب تین روز کے فاقہ کے بعد جائز ہوئی ۔ مگر خدا کے بندے نے استعمال نہیں کیا ۔ کہ مبادا ایک کافر خوش ہو ۔ اور خدا ناراض ہوجائے ۔

آج وہ مسلمان ہیں ۔ غیر مذہب والوں کی دعوت کرتے ہیں اور ان کے خوش کرنے کے لئے کس قدر شرابیں اُڑاتے ہیں اور اگر خود نہیں پیتے تو اپنے پیسے سے منگاتے ہیں ۔ خدا مسلمانوں کو ایسے گناہوں سے محفوظ رکھے ۔

اے سعید اس وقت میں ہر مذہب والے شراب کو چھوڑ رہے ہیں ۔ کیا عیسائی ۔ کیا ہندو ۔ تو کیا مسلمان ہو کے نہ چھوڑے بڑی بدبختی ہے اور فرمایا جو شراب کے نشہ میں مرتا ہے ۔ اسکا قبر سے لیکر حشر تک نشہ میں ہوگا اور بچوں کو بچپنے ہی سے سگرٹ پینے سے اور بیڑی کے پینے سے اور حقہ پینے سے اور زردہ کھانے سے اور بلا ضرورت سونگھنے سے روکیں ۔ جب جا کر بڑے ہو کر شراب و نشہ کی چیزوں سے بچیں گے ۔

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے ساتھ بھنگ تھی اسکی بدبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپنے فرمایا کہ شاید تیرے ساتھ بھنگ ہے تو عرض کیا کہ جی ہاں فرمایا کیا کرتا ہے عرض کیا یا رسول اللہ کھاتا ہوں ۔ فرمایا اس شخص سے بیزار ہوں جو بھنگ کھاتا ہے یا پیتا ہے وہ شخص رو دیا اور توبہ کی اور یہ نزدیک امام شافعی رح کے حرام ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ یہود و نصاریٰ سے سلام علیک کرو اور بھنگ کے کھانیوالے سے سلام علیک نہ کرو ۔ اور فرمایا کہ ہندوستان میں ایک درخت ہوگا کہ جس کے کھانے سے عقل جاتی رہیگی ۔ اور حرکت شیطانی کو پیدا کریگی ۔ جو کوئی کھاویگا تو اس سے حیا جاتی رہیگی اور امام فخر الدین رازی نے اپنی کتاب تنبیہ میں بھنگ کو حرام لکھا ہے اور کتاب تاریخ حبیب اللہ میں ہے کہ افیون کھانیوالے کی زبان پر مرتے وقت کلمہ شہادت جاری نہ ہوگا ۔ الا ماشاء اللہ ۔ اور حکیم سقراط کا قول ہے جس جگہ شراب اور کھیل تماشہ ہوتا ہے حکمت اور عفت وہاں سے اٹھ جاتی ہے ۔ چھوٹے چھوٹے نیک عمل پر ہر روز دوام کرنے سے اس کا ثواب عظیم ہوجاتا ہے ۔ اور صغیرہ گناہ پر مداومت کی جاوے تو کبیرہ ہوجاتا ہے ۔ تاڑی و سیندھی بھی بری لت ہے ۔

افیون اور چانڈو یہ سب نہایت مضر اور حرام ہیں ۔ روزمرہ جو انکا استعمال کرے تو یہ چیزیں شراب کا حکم رکھیں گی اور جو عذاب شراب کا ہے وہی ان چیزوں کے استعمال کرنیوالوں کا ہو تو عجب نہیں ۔

اے رب جمیع نشہ والوں کو نشہ کی چیزوں سے توبہ نصیب کر ۔ اور کوکین بازوں کو کوکین سے ۔ باز رکھ ۔

شراب خوار کی حالت میں کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔ بنائے دولت خود آں کسے خراب کنند ۔ کہ شام سر خورد و صبحگاہ خواب کنند ۔

شرابی اور اسکی بیوی منظومہ مولوی محمد حسین صاحب

شہ میں واعظانہ مجکو شاعری یاں کچھ جتانی ہے ۔ مری فریاد کا موجب فقط سوز نہانی ہے

تمہارے واسطے اے نوجوانوں اس میں عبرت ہے
توجہ سے سنو یہ اک شرابی کی کہانی ... ہے

محبت کا نہیں یہ اقتضا میں نام لوں ..... اسکا
مگر بتلاؤں کا اتنا کہ وہ اک خاندانی .. ہے

شریفانہ ہیں اخلاق اس کے اور تعلیم ہے اچھی
تبسم لب پہ ہر دم ہے طبیعت میں روانی ہے

وفا دل میں حیا آنکھوں میں پتلا ہے مروت کا
نہ پیشانی میں بل ہرگز نہ دل میں بدگمانی ہے

اثر سے صحبت بد کے وہ پہنچا ایسے جلسہ میں
کہ جس کی یہ بری تہذیب بانی و مبانی ہے

گھڑی تھی میز پر واں کارک کے برقعہ میں دختِ رز
سہ رنگی تھی پیدائش وطن ہندوستانی ہے

وہ بھولے پن سے بیٹھا پوچھا اس شیشہ میں کیا ہو شے
کہا چپکے سے یاروں نے یہ آبِ زندگانی ہے

یہی شے ہے کہ زاہد جس کا جویا ہے بہشتوں میں
ہمیں وہ یاں میسر ہے خدا کی مہربانی ہے

سنا ہوگا کہ کایا یہ پلٹ اکسیر دیتی ... ہے
یہ اکسیر حقیقی ہے وہ فرضی اور زبانی ہے

مسخر کر لیا ہے اس نے کل عالم کو اب ایسا
کہ مدت سے اسی کا دورہ صاحب قرانی ہے

اسے پیکر نہیں رہتا ہے کوئی فکر و غم باقی
کہ فکر و رنج و غم میں یہ تیغ اصفہانی .. ہے

نہیں ممکن زباں سے یا قلم سے ہو ادا ہرگز
کہ کیفیت سرور مے کی ہوتی وہ سہانی ہے

گلاس ابھی بھر کر چڑھا جاؤ جو تم غٹ غٹ .
تو پھر معلوم ہو تم کو کہ کیا لطف جوانی ہے

کسی نے سچ کہا انسان شیطاں ہے انسان کا
بری سنگت ہی اس دنیا میں کل جڑ موذی بانی ہے

غرض اس نوجواں نے عقل و عزت کو کیا رخصت
کہ دشمن عقل و عزت کی شراب ارغوانی .. ہے

یہ پانی پھیر دیتا ہے حیا و شرم پر پانی ....
بھسم کرتا ہے تن من کو غضب کیسا یہ پانی ہے

نہیں جھنپتی یہ محبت اور تماشہ کہ ہوتی ہے
یہ آتی دلربا ہے جسقدر ہوتی پرانی . ہے

مگر وہ دن تھا ایسا شوم اس کمبخت کے حق میں
کہ نازل اس پہ آتے دن . بلائے ناگہانی ہے

پڑا اک رات موری میں اسے اک دوست نے دیکھا
کہ مے خواروں کی معراج اور غایت کامرانی ہے

ہٹایا اس نے کتے کو کھڑا جو چاٹتا تھا .. قے
ذرا جھک کر جو نہ دیکھا دوست جانی ہے

اٹھا کر پشت پر لے آیا اسکو گھر میں لا ڈالا ...
کہا بھاوج نہ کر تو غم فقط سر کی گرانی ہے

کہا اس نے نہیں مجھکو ضرورت کچھ بتانے کی
نیا کب ہے یہ افسانہ پرانی یہ کہانی .. ہے

کوئی مجھ سے زیادہ انکو کیا جانے گا اے بھائی
تری بھاوج نے اتنے دن بھلا کیا خاک چھانی ہے

اتر ڈولی سے اس گھر میں قدم رکھا ہے جسدن سے
یہی دیکھا ہے آنکھوں سے یہی بیتا پرانی ہے

تعلق بیوی و شوہر کا نازک وہ نبھایا .. ہے
نہیں آتا زباں پر دیس جو درد نہانی ہے

ابھی کچھ رات باقی تھی کہ لی بدمست نے کروٹ
کہا جھنجھلا کے سنتی ہو کہ سوتی اے فلانی ہے

رلایا رات بھر بچے کو ہے تو نے میری ضد سے
اوسا پنے منہ پہ کس نخرہ سے دیکھو شال ڈالی ہے

بھری بیٹھی تھی غصہ میں لگی وہ پھوٹ کر رونے
کہا اے سنگدل سختی میں تو بھی شمر ثانی ہے

کہاں آتی ہے نیند انکو کہ جن کے پیٹ ہوں خالی
نہ کیوں روئے وہ بچہ کہ جس کا رزق پانی ہے

کئی دن سے پڑی بالکل نہیں گو آگ چولھے میں
مگر فاقہ کی کس سامان سے یاں میہمانی ہے

بلکتا تھا پڑا بچہ کا ابھی سو رہا تھا یہ تھک کر
ذرا صورت تو دیکھو کیسی پیاری اور نکانی ہے

تمہیں اس چاند سے مکھڑے پہ کیوں آتی نہیں الفت
مجھے دیکھو کہ میں ہوں اور راتوں پاسبانی ہے

کہاں جاتا رہا وہ دعوی محبت کے جو ... تھے
اب آنکھیں چار کرنے میں بھی اتنی آنا کانی ہے

نہ چھوڑا تو نے کچھ کپڑا نہ کچھ زیور میرے تن پر
کلا لونگی دو کانوں پہ یکی سب جامدانی ہے

جہیز اور زیور اور سانچق کے کل اسباب سے باقی
یہ سر پر شال کہنہ اور انگلی میں نشانی ہے

جٹھانی اور ہمسائی یہ کہتی ہیں مجھے ہر دم
خصم تیرا نکھٹو ہے شرابی اور زانی ہے

ہیں آنکھیں زرد یرقان سے ہوا ہے ہاتھ میں رعشہ
گئی ہے سوکھ گردن اور چہرہ زعفرانی ہے

ضرور اس مرد سے کچھ ہو گئی بدکار ورنہ تو
نہ لنگڑی ہے نہ لولی ہے نہ بدصورت نہ کالی ہے

کوئی گر دوسری ہوتی کبھی کی بیٹھے چلا دیتی
تری تقدیر میں لیکن مصیبت ہی اٹھانی ہے

ترے میکے کو دے رکھا ہے سب کچھ حق تعالیٰ نے
خدا کی آج ان پر ہر طرح کی مہربانی ہے

یہ دیتی ہوں جواب انکو مرونگی اس کے قدموں میں
نہ رکھوں گی قدم باہر کبھی یہ دل میں ٹھانی ہے

میری جانب سے جیتے جی تعلق یہ نہ چھوٹے گا
رہونگی تابع شوہر یہ حکم آسمانی ہے

کروگے یاد تم میری وفا کو میری میت پر
گھڑی وہ بھی یہ دیکھوگے بہت ہی جلد آتی ہے

نہیں بگڑا ابھی اب بھی کچھ کرو تم عزم مردانہ
میری جان اور اس معصوم کی گر جان بچانی ہے

یہ گرمی محبت دیکھکر پتھر بھی پگھل .. جاتا
حرارت کے اثر سے سنگ بھی ہو جاتا پانی ہے

پسینہ بھی نہ آیا اسکی پیشانی پہ اور بولا
نصیحت سے ہے ضد مجکو نہ مانونگا نہ مانی ہے

نکل جا تو ابھی گھر سے نہ مجکو منہ دکھانا پھر
تری ہمدرد دنیا میں فقط تیری ہی نانی ہے

کلیجہ پھٹ گیا اسکا سنی جب اس نے یہ جھڑکی
کہا لوگو میں بچہ کو یہ میری نشانی ہے

گری غش کھا کے ایسی وہ نہ آنکھیں پھر سے کھولیں
یہ دنیا اور بکھیڑا اس کا سب ناچیز فانی ہے

سماں یہ دیکھکر اس پر ہوا عارف اثر ایسا
کہ سب کچھ چھوڑ کر اسکا شغل اب نوحہ خوانی ہے

شعبان کے مہینے کے فضائل

مَنْ صَامَ اَوَّلَ یَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ اَعْطَاہُ اللّٰہُ ثَوَابَ اَلْفِ شَهِيْدٍ وَكُتِبَ لَهٗ عِبَادَةُ اَلْفِ سَنَةٍ وَرُفِعَ عَنْهُ عِنْدَ اِفْطَارِ عَمَلُ نَبِيٍّ مِنْ اَنْبِيَاءَ وَغُفِرَ لَهٗ جَمِيْعُ ذُنُوْبِهٖ اِنْ كَانَتْ اَكْثَرَ مِنْ نَبَاتِ الْاَرْضِ وَزَوَّجَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلْفَ حُوْرٍ۔ یعنی جس نے اول روز شعبان سے روزہ

رکھا۔ عطا کریگا اللہ تعالیٰ ہزار شہیدوں کا ثواب اور لکھے جاوینگے اس کے لئے ہزار برس کی عبادت اور
افطار کے وقت اسکو مثل نبی کے افطار کے ثواب ملیگا ۔ اور تمام گناہ اس کے بخشے جاویں گے ۔ اگرچہ گناہ
اس کے زمین کی روئیدگی سے بڑھکر ہوں اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہزار حوروں سے اسکا نکاح کریگا ۔
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شَهْرٌ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ يَغْفِرُ النَّاسَ فِيهِ يُرْفَعُ اَعْمَالُ
الْعَبْدِ اِلَى الرَّبِّ فَاُحِبُّ اَنْ يُرْفَعَ عَمَلِيْ وَاَنَا صَائِمٌ ۔ یعنی شعبان کا مہینہ رجب رمضان کے بیچ میں
ہے اس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مغفرت کرتا ہے اور بندوں کے اعمال اللہ کیطرف اٹھائے
جاتے ہیں یعنی پیش ہوتے ہیں ۔ پس میں اس بات کو بہت دوست رکھتا ہوں کہ میرے اعمال اس
حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں اور یہ بھی حضور نے فرمایا ہے ۔ فَضْلُ شَعْبَانَ عَلَى الشُّهُوْرِ
كَفَضْلِيْ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ یعنی شعبان کی بزرگی اور مہینوں پر ایسی ہے جیسے میری بزرگی اور انبیاؤں پر
اور یہ بھی فرمایا ہے یعنی جب شعبان کا مہینہ آجائے تو اپنے نفسوں کو پاک کر لیا کرو ۔ جیسے رمضان
میں پاک کر لیتے ہو اور آپس میں نیکیاں کیا کرو ۔ بالتحقیق شعبان کی بزرگی ایسی ہے جیسے میری بزرگی
تم پر ۔ جان جاؤ کہ یہ شعبان میرا مہینہ ہے جس نے اللہ کے واسطے اس مہینہ میں دس روزے رکھے
اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو گئی ۔ اور یہ بھی فرمایا ہے حضور نے جو کوئی پہلا روزہ شعبان کا اور
تین روزے بعد کے رکھیگا ۔ حق تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ستر پیغمبروں کا ثواب لکھے گا ۔
اور اسکو ایسا مرتبہ ملیگا کہ گویا اس نے ستر برس اللہ کی عبادت کی اگر اس مہینہ میں مر جائیگا تو
شہادت کا درجہ پائیگا ۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو کوئی ایک روزہ شعبان کا رکھیگا وہ بہشت میں میری برابر
اس طرح ہوگا ۔ جیسے کلمہ کی انگلی اور درمیان کی انگلی ملی ہوئی ہیں اپنی انگلیاں اٹھا کر فرمایا ۔ کہ دیکھو
اسطرح جنت میں مجھ سے متصل ہوگا ۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو تین روزہ رکھے اول شعبان کے تمام
گناہ اسکے دور ہو جاویں گے ۔ اگرچہ تمام خلائق کے برابر ہوں اور یہ بھی پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے ۔ کہ
جو کوئی پانچ روزے اول کے اور پانچ روزے آخر کے رکھے گا ۔ اللہ تعالیٰ ضرور اسکو بہشت عطا فرماویگا
رسول اللہ اکثر شعبان کے مہینہ میں روزے رکھا کرتے تھے ۔ اور فرماتے تھے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ
شعبان کے روزے فرض ہیں لیکن دوزخ کے بچاؤ کے لئے سپر ہیں ۔ پس جو کوئی چاہے کہ قیامت کو
مجھے دیکھے وہ شعبان کے روزے رکھے ۔ اور فرمایا رسول اللہ نے کہ جو کوئی تین روزے رکھے ۔
اس کے لئے ایک فرشتہ عرش سے ندا کریگا ۔ کہ السلام علیکم یا ولی اللہ تجکو بشارت ہو کہ خدا نے تجھکو بخشا
اور بہشت عطا کی اور بشمار ہر درخت کے پتے کے پچاس پچاس نیکیاں عطا کیں قیامت کے دن اسکو پیاس
نہ ہوگی پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے کہ شعبان کے روزے دوزخ کو ٹھنڈا کر دیتے ہیں ۔
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی شعبان کی پہلی شب کو بارہ رکعتیں پڑھے

شعبان حضور کا مہینہ ہے

شعبان کے روزے

شعبان کی پہلی شب کی نماز

ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پندرہ بار پڑہے ہزار شہیدوں کا ثواب اسکو حق تعالیٰ اللہ تعالیٰ
عطا فرماوے۔ اور گناہ سے ایسا پاک ہوجاوے کہ ابھی پیدا ہوا ہے اور جو کوئی پہلی شعبان کو۔
سحر کے وقت دو رکعت نماز پڑہے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص سو بار اور رکوع و
سجود میں معمولی تسبیح کے بعد سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوحِ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ
سُبْحَانَ مَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ. حق تعالیٰ دو سو برس کی عبادت کا ثواب عطا کریگا۔
جو کوئی شعبان کے ہر جمعہ کو چار رکعت نماز پڑہے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین بار سورۂ اخلاص پڑھے
حج کا ثواب پاوے اور جو کوئی شعبان کے آخری جمعہ کو دو رکعت نماز پڑہے مغرب کی نماز کے بعد ہر
رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور سورۂ کافرون ایک ایکبار اور سورۂ اخلاص دس بار پڑہے۔
دوسری شعبان تک اگر مرجاویگا۔ تو شہیدوں میں اٹھے گا۔
اور جو کوئی شعبان کے مہینہ میں رات دن میں سو بار درود شریف پڑہے حق تعالیٰ اس کے تن کو دوزخ
سے آزاد کردے اور جو کوئی سو بار دن میں اور سو بار رات کو درود شریف پڑہے اسکو دوزخ سے کچھہ
کام نہو۔ اور وہ مرتے ہی داخل بہشت ہو۔ اور جو کوئی شعبان میں ہزار بار درود شریف پڑہے پیغمبر خدا
فرماتے ہیں اسکی شفاعت مجھہ پر واجب ہوگئی اور جو کوئی شعبان کی آخری رات کو دو رکعت اوا کرے ہر
رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تسو بار پڑہے جو حاجت خدا سے چاہے ملے اور دعا اسکی مستجاب ہو
اور جو کوئی آٹھہ رکعتیں جو ایک سلام اور چار تحیات سے پڑہی جاتی ہے اور فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص
گیارہ گیارہ بار پڑہی جاتی ہے جو کوئی اس نماز کا ثواب فاطمہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں مجھے بخشے تو بہشت
میں فرماتی ہیں قدم نہ رکہونگی جبتک کہ اسکی شفاعت نہ کرلوں اور فاطمہ رضی اللہ عنہ کا وصال سویں
شعبان ہے فقط۔ **شب برات یعنی پندرہ شعبان** بروایت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے۔ قُوْمُوْا لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَإِنَّهَا لَيْلَةٌ مُبَارَكَةٌ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ فِيْهَا
هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاغْفِرَ لَهُ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اٹھو اے لوگو شب برات
کو تحقیق وہ رات مبارک ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بندے تم میں سے کہ بخشش چاہے مجھہ سے تو
بخشوں میں اسکو پس شب برات نہایت بزرگ ہے جو عبادت اس شب میں کرے ثواب بہت پاوے
چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بزرگ جانو تم شب برات کو اس میں فرشتے رحمت کے
نازل ہوتے ہیں اور رحمت نازل ہوتی ہے اسپر جو کوئی عبادت کرے بخشتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے
تمام گناہ اصغر و اکبر پاک ہوتا ہے وہ تمام گناہوں سے اور فرمایا کہ جو چاہے آگ دوزخ سے
بچاؤ ہو چاہیے شب برات کی رات کی عبادت کرے۔ حرام کریگا اسپر اللہ تعالیٰ آگ دوزخ کی اور
جو زندہ کرے۔ یعنی اس شب میں عبادت کے ساتھہ جاگے زندہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت تک

یعنی بعد موت کے بھی اسکو ثواب عبادت کا ہر روز اس کے اعمالنامہ میں لکھا جاتا ہے اور فرمایا رسول اللہ نے کہ وصیت کی مجکو جبرئیل علیہ السلام نے کہ امت اپنی کو کہدو کہ پندرہ شعبان کو یعنی شب برات کو زندہ رکھیں جو زندہ رکھیگا۔ اسکو گویا زندہ کیا اس نے شب قدر کو۔

اللہ تعالیٰ سب کو بخشتا ہے مگر نہیں بخشتا جادوگر و نکو اور منجم کو اور بخیل کو اور ماں باپ کو تکلیف دینوالے کو اور شراب خوار کو اور فاعل اور مفعول کو اور جو کہانیوالے ہیں نشہ کی چیزونکو۔ مگر جو کہ توبہ کرکے مرگئے ہیں۔ انکو نہیں بخشتا ہے جو بغیر توبہ کرنے کے۔ ان افعال مذکورہ سے مرے ہیں۔ اور نہیں بخشتا مشرک اور شارب خمر اور بخیل کو۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو کوئی اس رات عافیت مانگے مجھ سے بخشوں میں اسکو اور جو بیمار صحت مانگے صحت دوں اسکو جو فقیر مجھ سے غنا چاہے غنی کروں میں۔ اور فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ جو زندہ رکھے اس رات کو اور پھر دعا مانگے اپنے رب سے جو دعا مانگے گا وہ قبول ہوگی اگر اسکی دعا ہو مانند پہاڑ و نکے اور آزاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس رات میں دوزخ سے لوگوں کو ساتھ شمار بنی کلاب کی بکریوں کے بالوں کے۔ اور فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت سے کہ اللہ تعالیٰ تین سو دروازے رحمت کے اس رات اپنے بندوں پر کھولتا ہے اور کہا یا رسول اللہ بخشش مانگو اپنی امت کے لئے۔

اور فرمایا نبی کریم نے۔ طُوْبیٰ لِمَنْ یَّعْمَلُ فِیْ لَیْلَۃِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ خَیْرًا۔ یعنی خوشی ہے واسطے اس آدمی کے کہ عمل کرے نیک پندرہویں شب شعبان میں اور پندرہ شعبانکو غسل کرے بیچ شام کے اور یہ مستحب ہے اور فرمایا حضرت نے جو شب برات کو غسل کرے ساتھ نیت عبادت کے بدلہ میں ہر قطرہ پانی غسل اس کے لکہا جاوے ثواب اسواسطے اس کے سات سو رکعت نماز نفل کا پھر بعد غسل کے دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑہے اور ہر رکعت میں بعد الحمد کے آیۃ الکرسی ایکبار اور سورہ قل ھو اللہ تین بار پڑہے۔ بعد ازاں آٹھ رکعت نماز نفل پڑھے بعد الحمد سورہ انا انزلنا ایکبار اور سورہ اخلاص پچیس بار پڑہے۔ حضرت نے فرمایا ہے۔ جو شب برات کو یہ نماز ادا کرے تمام گناہ اس کے بخشے گئے۔ اور پاک ہوا گناہ سے۔ اور جو اس شب چار رکعت نفل ہر رکعت میں بعد الحمد کے سورہ اخلاص پچاس بار پڑہے اللہ تعالیٰ۔ اس کے پچاس برس کے گناہ معاف فرمادیں۔ اور جو اس رات کو سو رکعت نماز نفل پڑہے اور بعد الحمد کے سورہ اخلاص دس دس بار پڑہے سو حاجت اسکی اللہ ادا کرے گا اور دوزخ اسپر حرام کرے اور جنت عطا کرینگے۔ اور فرمایا آنحضرت نے جو کوئی روزہ رکھے پندرہویں دن شعبان کو۔ پس نجات پائی اس نے آگ جہنم سے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے مَنْ صَامَ یَوْمَ الْخَامِسِ عَشَرَ مِنْ شَعْبَانَ لَمْ تَمَسَّہُ النَّارُ اَبَدًا اور حدیث میں آیا ہے کہ پندرہویں شعبان کو اترتے ہیں۔

فرشتے آسمان سے ستر لاکھ کہ وہ لکھتے ہیں۔ اسی رات کی عبادت کرنیوالونکو اور لکھتے ہیں ان کے واسطے حسنات قیامت تک سکے پورے نہیں ہوتے وہ حسنات۔ دن قیامت کے فرماویگا اسنے اللہ تعالی کہ موقوف کرو تم۔ اے فرشتو لکھنا حسنات کا اور ہمارے بندونکو بیحساب جنت میں داخل کرو۔ اگر تم حسنات ہمارے بندوں کے لکھوگے بلکہ تمام ملائک زمین و آسمان کے لکھوگے تب بھی پورے نہونگے اے سعید اس شب کو زندہ رکھہ عبادت سے۔

شکر وَاشْكُرُوا اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ شکر کرو تم واسطے اللہ کے اگر ہو تم اسکی عبادت کرتے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ اگر تم شکر کروگے تو میں نعمت کی زیادتی کرونگا۔ اگر کفران نعمت کروگے تو میرا عذاب سخت ہے۔ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ میرا شکر کرو ناشکری مت کرو۔ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ کم آدمی ہیں شکر گذار۔ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ اگر خدا کی نعمت کا شکر کروگے تو تم انکو شمار نکر سکوگے بیشک انسان ظالم اور ناشکر ہے۔ کفار سے مراد کفران نعمت ہے۔ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ خداوند تعالی تم کو عذاب نہیں کریگا اگر تم شکر کروگے۔ مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ۔ جو لوگونکا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر نہیں کرتا۔ اور فرمایا۔ آنحضرت نے۔ جن میں دو خصلتیں ہوں وہ شاکر اور صابر ہے ایک تو یہ کہ جسے اپنے سے زیادہ دینداری میں دیکھے اسکی پیروی کرے اور دنیا داری میں اپنے سے کم کو دیکھے اور جو دنیا داری میں اپنے سے زیادہ کو دیکھکر رنج کرے کہ میں ایسا کیوں نہوا وہ صابر ہے نہ شاکر۔ اور جو خدا اسکے فضل وکرم کا شکر کرے وہ شاکر و صابر ہے اور فرمایا آنحضرت نے کہ بندہ جو نعمت کا شکر کرتا ہے۔ تو خداوند تعالی اس نعمت میں برکت عطا کرتا ہے۔ وہ نعمت قائم رہتی ہے اور نعمتوں کی افزونی ہوتی ہے اس لئے ہر نعمت کا ہر دم شکر لازم ہے جس وقت کوئی نعمت یا خوشی حاصل ہوئی اُسی وقت اس کا شکریہ دل سے ادا کرنا چاہئیے۔ ہم کو لازم ہے کہ دن بھر میں جب ذرا سی بھی خوشی حاصل ہو یا کسی طرح کی مسرت حاصل ہو فوراً دل سے منعم حقیقی کا شکر کرکے بندگان شکور میں داخل ہوں اور نعمت کی افزونی سے بہرہ مندی و برخورداری حاصل کرلے۔ صبح کو نماز پڑھکر اور شام کو سونے سے قبل دو کام روز کرنا چاہئے اول اس کریم کارساز کی نعمت کو یاد کرکے اور شمار کرکے شکریہ ادا کرنا اور دوسرے برائیوں اور گناہوں سے توبہ کرنی چاہئیے اور اپنے قصوروں کی معافی اُس کریم و رحیم سے چاہے اگر یہ عادت پختہ ہو جائے اور صبح و شام استغفار اور شکریہ کا اظہار کیا جائے تو دل کو خوشی رہتی ہے اور زندگی مسرت میں گذرتی ہے اور آنحضرت نے فرمایا ہے اللہ تعالی کی نعمتوں کو سوچا کرو اور ہر نعمت کو منعم حقیقی کی طرف سے سمجھنا چاہئیے اور اس سمجھنے سے دو باتیں ضرور پیدا ہوتی ہیں ایک تو منعم سے خوش ہونا

شاکر و صابر کی علامت

زندگی مسرت میں گذرنیکا طریقہ

دوسرے اسکی خدمت اور ماننا اس کے حکم کا جو اسنے ہمکو کیا ہے لازم ہے۔ اے سعید خدا تو شکر کرنے کا حکم دیتا ہے اور انصاف ایک نعمت کے بدلے کم از کم ایک شکر کرنیکا فیصلہ فرماتا ہے پھر ایک ایک سانس کیسی بڑی نعمت ہے سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ "ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیات است وچوں برمی آید مفرح ذات پس در ہر نفسے دو نعمت موجود است و بر ہر نعمتے شکرے واجب" اگر اندر کا سانس زندگانی کا باعث ہے تو باہر کا سانس راحت جان اتو سانس سانس میں شکر واجب ہوا۔

پھر ہے کوئی جو اس خدمت کو ادا کرے۔ ہمیں تو اے سعید کوئی نظر نہیں آتا۔ پھر ہزاروں اسکی نعمتیں ہیں۔ پس شکر سے عاجزی اور اسکا اقرار کرنا اول درجہ کا شکر ہے سہ جان دی۔ دی ہوئی اسکی تھی پہ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ **نقل** ہے حضرت داؤد علیہ السّلام سے کہ انہوں نے کہا کہ خداوندا میں تیرا شکر کیسے کروں کہ تو مجھ پر انعام کرتا ہے اور شکر کی مجھکو توفیق دیتا ہے۔ پس نعمت بھی تو ہی دیتا ہے۔ اور شکر بھی تو ہی کراتا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ حق پہچاننے کا پہچانا تو نے اور میرا حق شکر کا ادا کیا تو نے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمت کا ذکر کرو۔ اور رسول اللہ نے فرمایا ہے اَلتَّحَدُّثُ بِالنِّعْمَةِ شُكْرٌ نعمت کا ذکر یہی شکر ہے خدا کی نعمت اسکی مرضی پر صرف کرنی شکر کی نشانی ہے۔ انسان کو آخرت کے لئے پیدا کیا ہے نہ دنیا کی خاطر شکر کا مقام عالی ہے اور اس کا درجہ بلند ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ۔ کم آدمی ہیں شکر گذار اور شیطان نے طعن سے کہا ہے لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شَاكِرِيْنَ۔ یعنے بہت سے آدمی شکر گذار نہیں۔ حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے۔ مرتبہ اس شخص کا جو کہانا کہاوے اور شاکر رہے اس کے مانند ہے جو روزہ دار اور صابر ہو۔ اور اچھا آدمی وہ ہے کہ زبان ذاکر اور دل شاکر ہو۔ مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے۔ شکر ایمان کا آدھا حصہ ہے اور نیک بخت بندے وہ ہیں کہ خوشی میں بھی روتے ہیں اور خوف سے بھی روتے ہیں۔ آدمی تو آدمی پہاڑ روتے ہیں۔ کسی پہاڑی پر گذر کسی پیغمبر کا ہوا کہ پانی کا چشمہ اس سے ابھر رہا تہا۔ وہ پیغمبر متعجب ہوا۔ خدا نے اس پہاڑی کو گویا کیا وہ بولی جب سے یہ خبر سنی ہے کہ بنی آدم اور پتھر دوزخ کے ایندہن ہونگے۔ جب سے بیقرار ہوں۔ اور گریہ وزاری میں ہوں اس پیغمبر نے دعا کی بار خدایا۔ اس پتھر کو خوف سے بیفکر رکہہ اس پیغمبر کی مناجات قبول ہوئی۔

اتفاق سے دوسرے وقت بھی اس نبی کا گذر اس پہاڑی پر ہوا۔ ویسا ہی پانی اس ابل رہا تہا پوچھا۔ اب کاہے کو روتا ہے۔ بولا وہ رونا خوف سے تہا اور یہ زاری کا سبب شکر گذاری ہے اے سخت دل سعید۔ کبھی خوف سے رویا کر اور کبھی شکر سے اور جو نعمت تجھے ملے جان خدا کیطرف سے ہے۔ کسی غیر کا اس میں دخل نہیں۔ اگر ایک نعمت کسی انسان کے واسطے

سے ملے اور تو سمجھے کہ خداوند نعمت وہی ہے تو یہ تیری حماقت ہے اور شکر کے مقام سے دوری واقع ہوئی۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہئے۔ کہ دینے والے کے دل میں اللہ نے ڈالا اور تیرے دینے پر مجبور کیا۔ اور جو خدا نے ڈالا اور اسکو سمجھایا۔ کہ دارین کی خوبی اسی میں ہے۔ کہ یہ نعمت تو اسکو دیدے یہانتک کہ دینوالے نے اس خیال سے دیا کہ دارین میں اپنی مراد کو پہنچوں اور فی الحقیقت آپ اپنے کو دیا۔ کیونکہ اسکو اپنے مطلب کا وسیلہ بنایا۔ اس حقیقت کا جاننا عین شکر گذاری ہے۔

نقل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے درگاہ الٰہی میں عرض کی یا الٰہی آدم کو تو نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا۔ اور اسکو اچھی اچھی نعمتیں دیں وہ تیرا شکر کس طرح بجالایا۔ حکم ہوا کہ آدم نے سمجھا کہ جو کچھ مجکو نعمتیں ملیں وہ سب میرے مولا کی طرف سے ہیں۔ پس اسطرح سمجھنا عین شکر گذاری ہے **نقل** ہے شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ کمال شکر یہ ہے کہ نعمت کو نہ دیکھے۔ بلکہ نعمت دینے والے کو دیکھے اور کسی کی نعمت و دولت کا حسد نہ کرے اور یہ دل کی شکر گذاری ہے اور زبان کی یہ ہے کہ کلمہ الحمد للہ کہے۔ اور تن کی یہ ہے کہ اسکو عبادت الٰہی میں لگائے۔ اور جب اسکی دی ہوئی نعمت کو اسکی مرضی میں صرف کرے یہ بھی شکر ہے اور یہی موجب تقرب الٰہی ہے ؎ شکر سے ہوتی ہیں زیادہ نعمتیں ؛ کفر سے بڑھتی ہیں ہر دم زحمتیں

ایک دن۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام۔ حرم محترم سے باہر شکار کو تشریف لے گئے۔ آپ کے پیچھے حضرت ابراہیم خلیل اللہ آپ کے مکان پر تشریف لائے۔ مکان پر حضرت اسمعیل کو نہ پایا۔ تو آپکی بیوی سے پوچھا کہ تمہارا حال کیسا ہے گذر اوقات کی کیا صورت ہے وہ عورت ناشکر تھی بولی کہ اے بزرگ ہم بڑی قلت اور مصیبت سے گذر کرتے ہیں یہ بات سن کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے فرمایا کہ بہت اچھا جب آپ کے خاوند گھر میں آئیں تو ہمارا سلام کہنا اور یہ کہنا۔ تمہارے مکان کی چوکھٹ اچھی نہیں اسے بدل دیجئے۔ یہ فرماکر تشریف لے گئے۔ حضرت اسمٰعیل ع واپس آئے اور روحانی انوار و برکات جو محسوس ہوئیں تو بیوی سے پوچھا کوئی شخص میرے مکان پر آئے تھے۔ آپکی بیوی نے حضرت ابراہیم کا تشریف لانا اور انکا چوکھٹ کی نسبت حکم فرمانا بیان کیا۔ سنتے ہی حضرت اسمٰعیل نے بیوی کو طلاق دی کہ ناشکری تھی۔ انبیا علیہم السلام کے قابل نہ تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد دوسری شادی کرلی۔ مگر ہر روز شکار کے واسطے جاتے۔ ایکدن پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ تشریف لائے۔ آج بھی حضرت اسمعیل ع سے ملاقات نہوئی تو آپکی بیوی سے پوچھا کہ تمہارا گذارہ کس طرح ہے۔ باوجود اس کے کہ جو حال پہلے تھا وہی اب تھا مگر۔ شکر گذار عورت نے عرض کی کہ اے بزرگ ہم نہایت خوش ہیں اور بہت ہی آرام سے گذر کرتے ہیں۔ اور حضرت اسمعیل نہایت صالح شخص ہیں۔ یہ سنکر حضرت خلیل اللہ نے فرمایا کہ اچھا تمہارے خاوند جب گھر میں تشریف لاویں تو ان سے ہمارا سلام کہنا اور کہنا کہ تمہارے مکان کی چوکھٹ بہت اچھی ہے اسے ضائع نکرنا۔ یہ فرماکر تشریف لے گئے۔ اور حضرت اسمعیل ع

مکان پر آئے۔ آتے ہی آپکی بیوی نے سارا حال آپ سے بیان کیا حضرت اسمٰعیلؑ نے سنکر فرمایا۔
کہ وہ بزرگ میرے والد تھے۔ اور چوکھٹ سے مقصود اے بیوی تم ہو۔ حضرت خلیل اللہ تمہارے طلاق
دینے سے منع کر گئے۔ اور تمہارے حقوق کی رعایت کرنے کو کہہ گئے ہیں۔ پہلی بیوی کو ناشکری کے سبب سے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دادی بننے سے محرومی ہوئی۔ اور دوسری بیوی کو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی دادی بننے کی محترمی حاصل ہوئی۔ اور حدیث میں ہے کہ جب بخت نصر نے بیت المقدس
کو خراب کیا حضرت دانیال پیغمبر علیہ السلام کو پکڑ کر لے گیا۔ ہر دفعہ انکو ایذا دیتا تھا۔ اور ہر بار آپ یہ فرماتے
تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہ ہر حال میں خدا کا شکر ہے۔ اس کے بعد انکو دو شیروں کے سامنے
ڈالدیا۔ شیروں نے آپکی خدمت کی۔ اور ایک کونے میں بیٹھ رہے۔ پھر بخت نصر نے حضرت دانیالؑ کو
کنوئیں میں ڈالدیا۔ ہر بار خدا کا شکر کرتے تھے۔ کیونکہ ان سب بلاؤں کو آپ نعمت جانتے تھے ایک روز حضرت
دانیال کو اشتہا کھانے کی ہوئی۔ حق تعالی نے حضرت ارمیا علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ حضرت دانیال علیہ السلام
کے لئے کھانا تیار کرو۔ حضرت ارمیا نے عرض کی ملکہ یا شاہا میں شام میں ہوں اور میرا بھائی دانیال
بابل میں۔ وہاں تک کیونکر پہنچوں گا۔ کہا۔ ان کے کا موجود کر دینا تمہارا کام ہے اور انکو پہنچا دینا ہمارا کام
ہے۔ حضرت ارمیا علیہ السلام نے کھانا پکایا۔ اور ایک ابر کا ٹکڑا حضرت ارمیا علیہ السلام کے سامنے نیچے
آیا۔ ارمیا علیہ السلام اسپر سوار ہو گئے۔ اور وہ ابر اڑا اور اس کنوئیں پر جا اترا۔ دانیال علیہ السلام
نے پوچھا کہ کنوئیں پر کون ہے۔ جواب دیا کہ میں ہوں تیرا بھائی۔ ارمیا۔ دانیال علیہ السلام نے کہا
کیا مجھکو خداوند تعالی نے یاد فرمایا ہے۔ جواب دیا کہ ہاں۔ دانیال علیہ السلام نے کہا کہ خداوند تعالی
کے لئے تعریف ہے جو اپنی یاد سے ہمکو بھلاتا نہیں ہے جس نے اسپر بھروسہ کیا وہ اسکو کافی ہوا
اور خدا کے لئے تعریف ہے جو صبر پر نجات کی جزا دیتا ہے۔ چونکہ حضرت دانیال ہمیشہ شاکر تھے
حق تعالی نے انکو خلاصی دی اور بخت نصر کی ایذا سے محفوظ رکھا۔ اور فرمایا خداوند تعالی
نے۔ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ۔ اور رسول علیہ السلام
اللہ تعالی کا قول فرماتے ہیں۔ اِنْ جَلِيْسُ مَنْ شَكَرَنِيْ شُكْرًا كَثِيْرًا جو میرا شکر بہت کرے میں
اس کا ہمنشین ہوں اور قرآن مجید میں ہے۔ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ کہ خداوند تعالی
تم کو عذاب نہیں کریگا۔ اگر تم شکر کروگے۔ حضرت آدمؑ کو انکی ذریت دکھائی گئی تو انہوں نے
دیکھا کہ کوئی نہایت حسین ہے اور کوئی بدشکل اور کوئی تونگر اور کوئی مفلس اور کوئی لمبے قد اور
کوئی پست قد۔ کوئی صحیح الاعضا اور کوئی اندھا ہے اور کوئی لولا ہے عرض کیا اے یا رب خدایا یہ سب ایسے
تب ہی ہیں سب کو یکساں کر دیا ہوتا تو بہتر تھا۔ حق تعالی نے فرمایا۔ کہ اگر میں انکو یکساں بناتا کوئی
شکر میرا نہ کرتا۔ اب کہ ان میں تفاوت واقع ہوا ہے ہر کوئی اس نعمت کو جو اسے ملی ہے دیکھتا ہے۔

حاصل ہے پہچانے گا اور شکر میرا کریگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچا کرو اور یاد کیا کرو۔ **لطیفہ** کہیں میاں بیوی تھے میاں خدا کے فضل سے آفتاب۔ مہتاب بیوی کالی بدشکل۔ ایک دن بیوی نے میاں سے کہا۔ کہ میں تو آپکا پیچھا قیامت تک نہ چھوڑونگی کیا آپ میری صورت دیکھکر چپ سے ہو جاتے ہیں۔ میاں کیوں خدا کے لئے کیوں؟ بیوی نے کہا کیا آپ نے نہیں سنا کہ صابر و شاکر جنت میں پاس پاس ہونگے۔ آپ خدا کے فضل سے خوبصورت مجھ جیسی نالائق کو یہ دولت دی میرا بال بال اسکا شکر نہیں کرسکتا۔ میں بیچاری چڑیل آپ کے پلے بندھی۔ آپ نے صبر کیا۔ میں شاکر۔ آپ صابر۔ قربان جایئے اپنے رسول کے۔ صابر و شاکر دونوں کو ایک ہی مکان عطا کیا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ کا کہنا ہے اور افضل الشکر الحمد للہ کا کہنا ہے حضرت علی۔ اس حدیث کے راوی ہیں کہ جو شخص صبح کو کہے۔ الحمد للہ علیٰ حسن المساء والحمد للہ علیٰ حسن البیت والحمد للہ علیٰ حسن الصباح تو شکر شب و روز کا ادا کیا گیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو صبح کو یہ دعا کہے۔ اللّٰھم ما اصبح بی او باحد من خلقک من نعمۃ فمنک وحدک لا شریک لک فلک الحمد و لک الشکر تو تمام دن کا شکر ادا ہوا اور جو شام کو کہے تو تمام رات کا شکر ادا ہو۔ ایکدن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا کہ میں تیری شکرگذاری کیونکر کرسکوں کہ میرا بہت بڑا عمل تیری نہایت چھوٹی نعمت کا مقابلہ نہیں کرسکتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ تو نے جو ادا شکر میں اپنے کو عاجز جانا۔ یہی شکرگذاری ہے۔ ایکدن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ شکر قابل تیری جناب کے کونسا ہے۔ فرمایا زبان تیری۔ ہمارے ذکر سے تر رہے پھر عرض کیا کہ بعض اوقات ہم قابل ذکر نہیں ہوتے ہیں کہ بسبب حاجت غسل بے استنجے کے ذکر بے ادبی ہے حکم ہوا کہ میرا ذکر کسی طور پر نہ چھوڑ پھر عرض کیا کہ کیونکر کہوں میں ارشاد ہوا۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ حَتّی الاذی سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ کہتا رہ۔ شرع شریف میں فرزند کے تولد کا شکر عقیقہ کرنا ہے اور سر کے بالوں کے برابر چاندی دینی ہے اور نکاح کا شکریہ ولیمہ ہے اور نئے کپڑے پہنے کا شکریہ ہے کہ پرانا کپڑا فقیر کو دیا جائے۔ اور ادائے روزہ رمضان کا شکریہ یہ ہے کہ عید کے روز صدقہ دیویں۔ اور حج کا شکریہ ہے کہ قربانی عید الضحیٰ کریں۔ اور شکر سواری کا یہ ہے کہ محتاجوں کو بھی عاریۃً دیا کرے۔ اور شکر مواشی یہ ہے کہ دودھ اس کا کبھی کبھی فقیروں کو دیا کرے اور کھیتی اور باغ کا شکریہ یہ ہے کہ میوہ اسکا کسی کے کھانے سے منع نہ کرے۔ لیکن کسی کو لے جانے کی اجازت نہیں کیونکہ اس سے نقصان سرمایہ ہے اور شکر ہنرکاری گری کا یہ ہے کہ دوسروں کو بتائے تاکہ اس کا فیض جاری رہے۔ اور صاحب حاجت کا خط لکھدے اور جو علم آتا ہے دوسروں کو بتا دے۔ طالب علم کو پڑھا دے۔

شکر سوئے شہر سعادت برد ۔ ہر کہ کند شکر زیادت برد ۔ صبر ہے وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ آپس میں وصیت کرتے ہیں صبر کی۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصَّابِرِیْنَ اللہ تعالیٰ صبر کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے وَالصَّابِرُوْنَ اجرھم بغیر حساب. یعنی صابر دیئے جاینگے ثواب بے حساب فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ پس صبر کر جیسا کہ صبر کیا اولو العزم رسولوں نے مَنْ اَصَابَ مصیبۃ فصبر وَاحْتَسَبَ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ۔ یعنے جس کو مصیبت پہنچے اور وہ صبر کرے اور اپنے نفس سے حساب لے تو خداوند تعالیٰ اسکی مغفرت کرتا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ اَلَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْہُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ یعنے البتہ ہم تمکو آزماوینگے۔ کچھ خوف سے اور کچھ بھوک سے اور کچھ مال کی نقصان سے اور جانوں کے مرنے سے اور کمی میووں سے۔ خوش خبری دو اے محمد۔ ان صبر کرنیوالوں کو کہ جب کوئی مصیبت انکو پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اس آیت میں خطاب محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور ان کے بعد قیامت تک یہ انسانوں کو ہے اور ایوب علیہ السلام کی مدح میں فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے اِنَّا وَجَدْنٰہُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗ اَوَّابٌ۔ یعنے ایوب کو صابر پایا۔ ایوب اچھا بندہ ہے خدا کیطرف رجوع کرنیوالا۔ صبر حصہ میں ایوب علیہ السلام کے آیا ہے۔ لکھا ہے اللہ تعالےٰ نے۔ حضرت ایوب کو دنیا میں سب طرح سے آسودہ رکھا تھا۔ کھیت اور مویشی لونڈی وغلام اور اولاد صالح اور عورت موافق مرضی اور آپ بڑے شکر گذار تھے۔ پھر آزمانے کے لیئے ان پر شیطان کو مسلط کیا۔ کھیت جل گئے۔ مویشی مرگئے۔ اور اولاد گھی چھت کے نیچے دب کے مری اور دوست۔ جن سے واثت کالی روٹی تھی۔ الگ ہوگئے۔ بدن میں آبلہ پڑگئے۔ یہانتک کے جسم میں کوئی جگہ آبلوں سے خالی نہ تھی۔ صرف آپ کی بیوی رفیق تھی۔ جیسے کہ وہ حالت نعمت میں شاکر تھیں۔ بلا میں صابر رہیں۔ اٹھارہ برس کے بعد اللہ تعالیٰ نے صحت دی اور اولاد مری ہوئی کو جلایا اور بھی نئی اولاد دی اور زمین سے چشمہ نکالا اس سے پانی پیکر اور نہا کر اچھے ہوئے اور ان کے صبر کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے سونے کی ٹڈیاں برسائیں۔ اور سب طرح درست کر دیا۔ غرضکہ جو نعمتیں اللہ تعالےٰ نے لی تھیں پھر اس سے زیادہ اور دونی عنایت کیں اور جو بیویاں گئی تھی۔ پھر واپس آئیں جو بندہ نیک اور صابر ہے اللہ تعالیٰ اسکو ایسی نعمتیں دیتا ہے۔ اور حالت بیماری میں جو قسم کھائی تھی۔ کہ جب اچھا ہونگا۔ تو رحیمہ کو سو لکڑیاں ماروںگا۔ چاہا کہ اسکو پورا کریں۔ جبرئیل علیہ السلام آئے اور خدا کا حکم سے منع فرماگئے۔ اے ایوب رحیمہ مستوجب سزا کی نہیں۔ اسکو رنج نا دو اے سعید اے سعید صبر کنجی ہے فرحت کی اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ ۔ یعنی صابروں نیران کے رب کی شاباشیں ہیں اور مہربانیاں ۔ اور وہ ہیں راہ پر ۔ یا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا یعنی اے ایمانوالو صبر کرو اور فرمایا رسول اللہ نے ۔ تعجب ہے مومن پر کہ اسکی ہر بات بہتر ہے اور نہیں میسر یہ بر کسیکو ۔ اگر پہنچے اسکو خوشی شکر کیا اور اگر پہنچی اس کو سختی تو صبر کیا پس اس کے لئے بہتری اور ہندو کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا دین اچھا ہے ۔ اگر مال زیادتی سے ہوا ۔ ہوئے امیر اور اگر مال میں کمی ہوئی ہوئے فقیر ۔ یہ بھی عزت کا باعث ہے ۔ اور مقابلہ کفار کے مرے ہوئے شہید ۔ اس بڑے درجہ ہیں اور اگر مارا ۔ ہوئے ۔ غازی ۔ اس کے بھی بڑے درجہ ہیں ۔ اور ہر حال میں بہتری ہی بہتری ہے یا ایھا الذین امنوا صبروا وصابروا ۔ اے ایمانوالو صبر کرو اور مقابلہ میں دشمنوں کے صبر کرو یا نفس کے صبر کرو اور خدا تعالیٰ نے فلاح کو صبر پر قائم کیا ہے ۔ اور حدیث میں ہے کہ بندہ نہیں دیا گیا کوئی چیز سے فراخ زیادہ صبر سے اور اسی طرح ارشاد نبی صلعم ہے کہ دو گھونٹ پی لئے ۔ جس کسی نے وہ نزدیک اللہ کے محبوب ہے ۔ ایک صبر کا گھونٹ حرام معصیت پر کہ اسکو رد کرے صبر سے ۔ اور دوسرا غصہ کا گھونٹ کہ اس کو رد کرے بردباری سے ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ میں صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہوں اور صبر بڑا مقام ہے اور صبر کرنا اہل ایمان پر واجب ہے اور آخرت کی بھلائی صبر کرنے میں ہے ۔ پس مومن پر واجب ہے اور آخرت کی بھلائی صبر کرنے میں ہے ۔ پس مومن پر واجب ہے کہ صبر کرنیکی عادت ڈالے خداوند تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ کہ سلامتی ہے تم پر کہ تم نے صبر کیا ۔ اسکی جزا میں عافیت کا اچھا گھر ملیگا ۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب کسی کا بیٹا بیٹی مرتی ہے ۔ حق تعالےٰ ملک الموت سے خطاب کرکے فرماتا ہے ۔ کہ میرے بندے کے فرزند کی تو نے روح قبض کی ۔ اسکو کس طرح پر پایا ۔ وہ کہتا ہے کہ تیرا شکر اور حمد کرتا تھا ۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہتا تھا ۔ حکم رب العالمین ہوتا ہے کہ ایک گھر اس بندے کے لئے جنت میں بناؤ ۔ اور اس کا نام خانہ احمد رکھو ۔ صبر تلخ و آمد ولیکن عافیت میوۂ شیریں دہد پر منفعت ۔ اے سعید صبر کے یہ معنے ہیں کہ نفسانی معاملات میں دین پر قائم رہے ۔ جو دنیا میں شہوات نفس کی مخالفت کرے وہ عالم بالا میں اس کی مضرت سے بچے ۔ اور ثواب عظیم پاوے اور خاصہ صبر کا آدمیوں کے لئے ہے ۔ کیونکہ اس میں نفس بھی ہے اور عقل بھی ہے ۔ اور جانوروں میں نفس ہی ہے ۔ پس وہ ناقص ہے ۔ اور فرشتوں کو صبر کی حاجت نہیں کیونکہ ۔ ان کے نفس نہیں اور انکو کوئی مانع عبادت نہیں ۔ پس جس انسان نے شہوات نفسانی کو توڑا وہی شرع شریف کا مطیع بنا ۔ یا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ اے ایمان والو اگر ذکر اور شکر میرا اور بچنا میری منہیات سے ۔ تم کو دشوار پڑے تو مدد مانگا کرو اللہ سے ۔ بواسطہ صبر کے کہ ہمارے لشکروں میں

یہ بات بہت بڑا لشکر ہے اور خاص کیا گیا ہے ساتھ آدمی کے کہ یہ تمہاری مشکلات میں مددگار رہیگا اور
حیوانات کو صرف شہوت ہے نہ عقل اور ملائکہ کو صرف عقل ہے نہ شہوت۔ صبر نہیں دیا گیا۔ پس صبر کہ
واسطے روکنے شہوت اور غضب کے ہے اور کو نہیں دیا گیا۔ سوائے تمہارے۔ کیونکہ ابتداءً اگرچہ
انسان بطور اور حیوان کے پیدا ہوتا ہے اور سوائے کہانے کے اور کچھ مطلوب نہیں ہوتا ہے اور پھر سوائے
کھیل کے اور کچھ مرغوب نہیں ہوتا ہے اور پھر جوانی میں سوائے جماع کے اور کچھ نہیں خوب معلوم ہوتا
ہے۔ مگر اسوقت عقل بھی اسکو ملتی ہے۔ کہ بذریعہ اس کے لذت کو چھوڑ کر سب عادت انجام رجوع کرتا ہے
پس جبکہ عقل غالب آئے۔ اور شہوت زائل ہو تو اسکو صبر کہتے ہیں۔ صبر کی دو قسمیں ہیں۔ بدنی متعلق بدن
کے ہے اور نفسانی متعلق نفس کے ہے۔ بدن کا صبر یہ ہے۔ بمشقت اور عمل سخت اختیار کرے۔ اور
یا امراض بدن پر صبر کرے۔ اور نفس کا صبر یہ ہے کہ نفس کو خواہشہائے طمع سے باز رکھے۔
پس اگر خواہش شکم اور فرج سے محفوظ رہے۔ تو عفت حاصل ہوگی اور بطلب زیادتی اور کثرت سے اگر باز
رہے۔ تو صاحب زہد و قناعت ہوگا۔ اور بروقت مصیبت اگر نوحہ اور ماتم سے بچے تو صبر عرفی ہوگا۔ اور
تونگری میں اگر غرور و نخوت سے باز رہا تو اسکو بلند حوصلہ کہتے ہیں۔ اور اگر لڑائی میں بھاگنے اور تزلزل
پر صبر کیا اسکو شجاعت کہتے ہیں۔ اور اگر غصہ میں بدگوئی سے بچا تو وہ حلم ہے۔ اور ایسے ہی اگر مہمات
امور میں اضطراب نہو تو یہ بلند حوصلہ ہے اور اگر زبان کو اظہار راز سے روکا تو رازدار ہوگا۔ اور حقیقت
صبر کی یہ ہے کہ آدمی کسی کار سخت کی کدورت اپنے اوپر نہ آنے دیوے اور اگر آبھی جاوے تو اسکو سخت
نجانے اور کسی کار سخت کا نہ آنے دینا اور اسکی کدورت کا اثر نہونے دینا اپنا اختیار نہیں ہے تو اب
صبر کی حقیقت یہ ہے کہ باوجود اس سبب کے اپنے کو ان باتوں سے باز رکھتا کہ خلاف عقل اور خلاف شرع
ہوں۔ اور گلہ بےصبری سے باز رکھے۔ اور آنسو بہنا اور رنگ چہرہ بدلجانا خلاف صبر نہیں۔ کیونکہ صلی
اللہ علیہ وسلم جب انکا فرزند مرا بہتا رہے تھے اور اظہار غم کا۔ اسطرح کیا تھا کہ ہم تیری جدائی سے
اے ابراہیم نہایت غمگین ہیں لوگوں نے عرض کیا یا حضرت یہ کیا حال ہے۔ فرمایا کہ ایسا غم کرنا اور اس طرح
رونا سبب رحمت کا ہے اور جس کے دل میں رحم ہوتا ہے وہ رحم ہی کرتا ہے اور فرمایا ہماری آنکھ اشک
ریزی اور دل اندوہگیں۔ مگر ہم کہتے ہیں ایسی بات کہ راضی ہووے اللہ تعالے اور یہ اشک ریزی اور
اندوہگینی اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ اسپر گناہ نہوگا۔ اور زبان ناپسند باتوں سے بند کرنی چاہیے
اور صبر یہ ہے کہ بروقت آنے مصیبت کے کیا جاوے اور بعد بےصبری اور بےقراری کے
جب تھک جاتا ہے تو صبر خود بخود ہو جاتا ہے۔ اسکو صبر نہیں کہتے یہ تسلی ہے۔ اس لئے کہ
مصیبت پر ہمیشہ بیقراری نہیں ہو سکتی ہے اور صبر ایسا اچھا امر ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن شریف
میں بہتر جگہ فرمایا ہے کہ ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر طاعت پر جزا مقرر ہے۔

اور صبر پر جزا بے اندازہ ہے ۔ چنانچہ روزہ کہ کھانے اور پینے اور صحبت پر صبر ہے ۔ بہت عمدہ عبادت ہے ۔ کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ خاص میرے لئے ہے اور فرمایا ہے کہ اگر تم صبر کرو گے تو میں تمہاری مدد کروں گا ۔ اور صبر والوں پر میری رحمت خاص ہے ۔ اور حدیث میں ہے کہ صبر نصف ایمان ہے ۔ کیونکہ منہیات کا چھوڑنا اور مامورات کا بجالانا موافق حکم خداوندی کے برخلاف اپنی خواہش کے بدون صبر کے نہیں ہو سکتا ہے ۔ اس لئے حضرت علی رضہ فرماتے ہیں کہ صبر ہی ایمان ہے ۔ پس تکلیفات شرعیہ جو شاق ہوں انکے آسان ہونے کا علاج صبر ہے ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ صبر کرنا ہے منع امورات سے ہے ۔ اے سعید بجالانا کسی فرض کا اور چھوڑ دینا کسی معصیت کا بغیر صبر کے ممکن نہیں ۔ مثلاً نماز پڑھنا ہے تو نماز میں کسی طرف نہ دیکھے اور کسی چیز کا خیال نہ کرے اور اِدھر اُدھر دیکھنے سے صبر کرے اور جو بڑا درجہ ہے تقرب کا ۔ اسکو صبر پر موقوف رکھا ہے ۔ اور صابرین کو ثواب بے حساب دیگا ۔ صبر تین طور پر ہے ۔ پہلا وہ جو طاعت میں ہو ۔ اس کے ثواب کے تین سو درجہ ہیں دوسرا صبر جو حرام چیزوں سے کرے ۔ اس کے ثواب کے چھ سو درجہ ہیں ۔ اور تیسرا درجہ وہ کہ مصیبت میں کرے اور اس کے ثواب کے نو سو درجہ ہیں

اے سعید ! بلا پر صبر کرنا صدیقوں کا کام ہے ۔ اس لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مناجات کرتے تھے ۔ خداوندا ہمکو اتنا یقین ہے کہ دنیا کی مصیبتوں کا سہنا ہم پر آسان ہو ۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس بندے پر میں نے کوئی بیماری نازل کی اور وہ اس پر صابر رہا ۔ اور لوگوں میں گلا نہیں کیا ۔ اسکو صحت دیکر اول سے بہتر اور توانا و قوی کرونگا ۔ اور اگر دنیا سے لے جاؤں تو اپنی رحمت کے سایہ میں لے جاؤں گا ۔ داؤد علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے پوچھا بار خدایا جزا اس شخص کی جو مصیبت میں تیرے واسطے صبر کرے کیا ہے ۔ فرمایا کہ ایمان کی خلعت پہنا دونگا ۔ اور اپنے دیدار سے مشرف کروں گا ۔ ہمیشہ ہمیشہ کو ۔ جس کے تن یا مال یا فرزند پر میں نے آفت بھیجی اور اس نے اچھے صبر سے مقابلہ کیا ۔ مجھے شرم آتی ہے کہ اس سے حساب لوں اور جب کسی کو ایک آفت پہنچی ۔ اس نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْنِیْ خَیْرًا مِّنْھَا حق تعالیٰ اسکی دعا قبول کرتا ہے اور جبرئیل علیہ السلام کو مخاطب کرکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تجھے معلوم ہے کہ جسکی بصارت چھین لوں ۔ اسکا اجر کیا ہے کہ اپنے دیدار کی دولت دوں گا ۔ ایک عورت گر پڑی ناخن ٹوٹا ۔ ہنسنے لگی ۔ پوچھا کیا درد نہیں کرتا ہے بولی ۔ ثواب آخرت کی خوشی میں درد کا خیال نہیں ۔ صبر کرنا اللہ کی وصیتوں میں سے ایک وصیت ہے ۔ جس نے اس وصیت پر عمل کیا نجات پائی ۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ۔

اور صبر کرنیوالو نپر اللہ کیطرف سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اے سعید معلوم کر کہ رونے اور غمگین ہونے سے صبر کی فضیلت فوت نہیں ہوتی۔ ہاں چلانے کپڑے پھاڑنے سے۔ اجر میں خلل ہوتا ہے۔ اور بزرگوں نے کہا ہے کہ صبر جمیل وہ ہے کہ لوگ مصیبت والو نکو تمیز نہ کر سکیں۔ اور صبر جمیل یہ ہے کہ آنسو ولنے روئے۔ شکوا شکایت نکرے۔ اور صبر جمیل والے پر بہشت واجب ہے۔

نقل بیضا ام سلیم ابو طلحہ کی عورت کہتی ہے میرا شوہر کہیں گیا تھا۔ قضا الہی سے میرا بیٹا مر گیا اور اسپر ایک چادر اوڑھائی۔ جب خاوند آیا پوچھا۔ بیمار بچہ کہاں ہے۔ بولی آجکی رات بہت آرام سے ہے۔ بعد ازاں کھانا لا حاضر کیا۔ اور ہمیشہ سے آپکو زیادہ سنواری۔ اس نے مجھہ سے مقاربت کی۔ پھر میں۔ ان سے بولی فلانے پڑوسی کو میں نے ایک چیز عاریت دی تھی۔ جب مانگی وہ شور و فریاد کرتی ہے۔ شوہر بولا یہ نادر بات ہے۔ لوگ بڑے احمق ہیں۔ تب اس نے کہا کہ تیرا بچہ خدا کا عاریتی مال ہے۔ حق تعالے نے اپنی مستعار چیز کو لے لیا مرد نے کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ صبح کو حضرت سے رات کا ماجرا بیان کیا۔ فرمانے لگے کل کی رات تمپر مبارک کی حق تعالے نے ۔ صبر کڑوا ہے مگر انجام کار ؏ اس کا پھل میٹھا ہے غفلت شعار ؏

خدا تعالی نے موسی علیہ السلام سے کہا۔ کہ جو خوشنود نہوے۔ میرے حکم پر اور شکر نکرے میری نعمتوں پر صبر نہ کرے۔ میری بلاؤں پر۔ پس اس سے کہو۔ باہر جاوے میرے آسمانوں سے۔ اور میرے سوا اور رضا اپنا ڈہونڈہے۔ اے سعید۔ اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ میں آپ صابروں کے ساتھ رہوں گا۔ وَاللّٰہُ مَعَ الصَّابِرِیْنَ وو وو۔ یعنی دوستی۔ اور رحمت اور ہدایت یہ تین چیزیں سوائے صابرین کے اور کسی کو کبھی نہیں دیں۔ اور فرمایا اُولٰئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَوٰتٌ وَّرَحْمَۃٌ وَاُولٰئِکَ ہُمُ الْمُہْتَدُوْنَ۔ ہر کسیکو صبر کی صفت ندی۔ مگر اپنے دوستو نکو اور جنت کے خزانوں میں کا ایک خزانہ ہے جس شخص کو یہ خصلت مرحمت ہوئی وہ بڑا سعادت نصیب ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ اپنے اصحاب کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ میرے اصحاب۔ جس بات پر تم صبر کروگے اور اس سے نہ پھروگے۔ اس پر قائم رہوگے۔ میرے پاس پسندیدہ تر ہے اس سے کہ تم میں سے ہر ایک اتنی عبادت کرے۔ جو سب بندے کرتے ہوں۔ اور آپ نے فرمایا صبر ایک خزانہ ہے۔ بہشت کے خزانوں میں سے۔ اگر صبر آدمی کرتا ہے تو سخی جوانمرد ہوتا ہے اور حق تعالی کا نام صبور ہے۔ یعنی صبر والا۔ اور حضرت علی نے کہا ہے کہ صبر کی نسبت ایمان سے ایسی ہے۔ جیسے تن کی سر سے۔ جس میں صبر کی صفت نہو۔ وہ ایمان سے بے نصیب ہوگا

نقل ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو انکے بھائیوں نے کنوئیں میں ڈالا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور پوچھا۔ کیا حال ہے۔ آپ نے کہا کیا حال پوچھتے ہو۔ اس شخص کا جو کنار پدر سے جدا ہو کر قعر چاہ میں پڑے۔ جب قافلہ والوں نے آپکو کنوئیں سے نکالا۔ اور بھائیوں نے۔ خبر پاکر آپکو ان کے ہاتھہ بیچا۔ جب انہوں نے مول لیکر مصر کی روانگی کا ارادہ کیا یوسف علیہ السلام نے مالک سے کہا۔

کہ مجکو اجازت دے کہ میں۔ ان بیچنے والوں سے رخصت ہوؤں۔ چنانچہ آپ اس سے اجازت لیکر اپنے بھائیوں کے پاس آئے اور ان کے حق میں دعا کی اور کہا کہ اللہ تم کو۔ اس مواخذے سے نجات دے۔ اب میرا حال باپ سے نہ کہنا۔ اسکو اسکے۔ سننے کی طاقت نہوگی۔ جیسے کہ یوسف علیہ السلام نے اس مصیبت کربت غربت پر صبر کیا۔ درجہ بادشاہی کا پایا۔ پس جو کوئی اس سرائے فانی میں اپنے آپکو مسافر سمجھ کر رنج والم میں صابر وشاکر رہیگا۔ امید ہے اسکو بھی نتیجہ نیک ملیگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

حکایت ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کوہ صفا کے نیچے تشریف فرما تھے۔ ابوطالب کا انتقال ہوچکا تہا۔ ناگاہ ابوجہل اُدہر سے گذرا۔ اور رسول اللہ کو بے یار و مددگار پاکر۔ آپکی شان میں سخت وسست الفاظ کہے۔ اور آپ کے بدن مبارک پر نجاست پھینکدی۔ رسول اللہ نے اس ملعون کو سخت زبانی کا کچھ جواب ندیا۔ ملول وغمگین ہو کر اٹھے سیدہے گھر چلے آئے۔ اور صبر کیا۔ عبداللہ بن جدعان کی لونڈی اپنے گھر سے یہ ماجرا دیکھ رہی تھی۔ رسول اللہ کی اس بیکسی پر ترس آیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُداس ہو کر دولت خانہ کو چلے گئے۔ ابوجہل ہنستا ہوا اپنے یاروں کے پاس گیا۔ اسروز امیر حمزہ شکار کھیلنے کے لئے گئے تھے۔ امیر حمزہ کا قاعدہ تہا جب شکار سے واپس ہوتے تو پہلے طواف کعبہ کرکے دوسرے کام میں مصروف ہوتے تھے۔ راہ میں عبد اللہ بن جدعان کی لونڈی ملی۔ اس نے امیر حمزہ کو پکار کر کہا۔ اے ابوعمارہ کچھ تجکو اپنے بھتیجے محمد کی بھی خبر ہے۔ امیر حمزہ نے کہا کیا بات ہے۔ کہا۔ آج ابوجہل نے محمد کو تنہا پاکر۔ برا بھلا کہا ہے سخت ایذا دی ہے۔ اے کاش تم اسوقت ہوتے تو اپنے بھتیجے پر ترس کھاتے۔ امیر حمزہ اگرچہ اسوقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ لیکن یہ دل سوز باتیں سنکر انھیں تاب نہیں رہی۔ خون محبت نے جوش مارا اور رگ محبت کو جنبش ہوئی۔ فوراً کمان دوش پر رکھے ہوئے۔ ابوجہل کیطرف دوڑے غصہ سے آپکا چہرہ سرخ تہا۔ آنکھیں لال تھی۔ نزدیک پہنچکر آپ نے وہی کمان کھینچکر اس زور سے ماری کہ ابوجہل کا سر پھٹ گیا۔ پھر فرمایا کہ تیری بھی یہ مجال ہوئی۔ کہ میرے بھتیجے کو ایذا دی۔ اور اسکی شان میں سخت الفاظ استعمال کرے۔ اس زمانہ میں امیر حمزہ رضؓ کی شجاعت اور قوت کی دہوم تھی۔ بڑے بڑے پہلوان آپ کا نام سنکر لرزجاتے تھے۔ ابوجہل تو کیا بولتا۔ مار کہا کر چپ ہو رہا۔ لیکن اسکو ہو لہان دیکھکر قبیلہ مخزوم کے چند جوان حمایت کو اٹھ کھڑے ہوے۔ ابوجہل نے دیکھا کہ معاملہ طول پکڑ جائیگا۔ ان جوانوں کو یہ کہکر روک دیا۔ کہ امیر حمزہ سے نہ بولو۔ انکا غصہ حق بجانب ہے۔ میں نے بھی بھتیجے کو سخت الفاظ کہے تھے اور جانفرسا ایذا دی تھی۔ امیر حمزہ یہاں سے پلٹکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ہاتھ پر شرف باسلام ہوئے۔ رسول اللہ امیر حمزہ کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوئے۔ اس لئے کہ امیر حمزہ کے ایمان لانے سے اسلام کو بہت قوت پہنچی۔

کفار قریش برا کہنے سے رک گئے۔ انکے دلمیں اسلام کی ہیبت چھاگئی۔ نتیجہ صبر میٹھا پہل گو تلخ ناگوار معلوم

آنحضرت صلعم کے صبر سے امیر حمزہ کا اسلام لانا

ہوتا ہے۔ لیکن انجام اس کا نہایت خوب ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صبر کا نتیجہ تھا کہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے۔ انسان کے اندر دو قوتیں ہیں۔ ایک دین پر ابھارتی ہے اور دوسری ہوائے نفسانی پر۔ چاہیئے کہ ابھارنے قوت دینی کو اور پر نفس کے یہی صبر ہے اور صبر مجموعہ ہے نیک خلق کا۔ اپنے پیغمبر کو بھی حکم فرمایا ہے اور اسکا ذکر نماز پر بھی مقدم رکھا ہے۔ اگر صبر نہ ہو تو کوئی عبادت سرانجام نہ ہو۔ اور یہ بھی کہ دنیا محنت اور بلا کا گھر ہے اور زاری اور بیقراری کو روکنے والی طاقتوں میں صبر ہے۔
اگر صبر نہ ہو تو دنیا کی محنتیں ہمیشہ آدمی کو جزع و فزع میں رکھیں۔ اور کبھی انسانکو فراغت۔ عبادت کے واسطے میسر نہ ہو۔

صبر بہتر مرد را از ہر چہ ہست ٭ تا بیابد بر مراد خویش دست ٭ کلید در گنج مقصود صبر است ٭ ور بستہ راہر کہ بکشود صبر است ٭

صبر کا جامہ تو حسین رضی اللہ عنہ نے ایسا پہنا کہ انبیاء علیہم السلام کے حالات میں بھی مشکل سے ایسا جامہ نہیں ملتا۔ کہ ننھے ننھے بچوں کا۔ العطش۔ العطش کی فریاد کرنا شیر خوار صاحبزادے حضرت علی اصغر کا آپکی گود میں تڑپ تڑپ کر جان دینا۔ کیا کچھ حوصلہ شکن بات تھی۔ جس سے کون نہیں واقف۔ مگر واہ رے آپ کا صبر کہ آپ نے ان مصیبتوں پر بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں دیا۔ کہ حق پر مرنا اور حق پر جان دینا زندگی سے بہتر ہے۔ دشمن نے ہر قسم کے لالچ۔ طمع۔ دباؤ اور رعب اور ہیبت و تکلیف دی جسکی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ آپ نے اپنے تمام کنبہ کے لوگوں اور یار و انصار کے ساتھ وطن سے دور دشت کربلا میں تین دن بھوکے پیاسے بڑے ظلم سے قتل کیے جانے کو قبول کیا۔ اور جب جواب دیا تو یہی دیا کہ دنیا کی حالت متغیر ہو گئی ہے۔ حق کی جگہ باطل اور باطل کی جگہ حق ہو گیا ہے حقانیت اٹھ گئی ہے۔ لیکن میں حق پر مرنے کو سعادت جانتا ہوں اور ظالموں کے ساتھ زندگی بسر کرنا جرم و شقاوت سمجھتا ہوں ٭ سر داد نداد دست در دست یزید ٭ واللہ کہ بنائے لا الہ است حسین ٭ اور لکھا ہے آپنے پیارے بیٹے کی نعش کو زمین پر رکھکر بیٹے کے خون ناحق سے رنگیں ہو جانیوالے ہاتھوں کو منہ پر پھیر لیا۔ اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا۔ پروردگار حسین اب بھی صابر ہے اور تیری مرضی پر راضی۔

پابندی نماز اسے کہتے ہیں۔ امام حسین دشت کربلا میں۔ جب آپ گھوڑے سے گرے زخموں سے بدن چور تھا۔ خون بدن سے جاری تھا۔ اٹھنے کی طاقت نہ تھی۔ اسوقت بھی آپ کھسک کھسک کر رخ قبلہ کی طرف کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اب تم لوگوں کے قبضہ میں ہوں۔ آخر قتل ہی کرو گے۔ آج جمعہ کا دن ہے اور دوپہر کا وقت ذرا اتنی فرصت دو کہ دو رکعت نماز ادا کر لوں۔ آخری وقت میں اپنے مولا کی یاد کر لوں۔ غرضکہ آپ پہلے ہی سجدہ میں تھے کہ بدبختوں نے آپکا سر مبارک تن نازنین سے علیحدہ کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

اللہ اللہ کس قدر خدا تعالے سے آپکا سچا تعلق تھا کہ ایسے وقت میں بھی آپ نے ترک نہ کیا۔ اور ہمیشہ کے لئے آپ نے پچھلوں کے لئے یہ سبق صبر کا چھوڑا ٭

صراط مستقیم

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ خداوند تعالےٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلا۔ یہ سب عام وخواص کو اللہ تعالےٰ نے دعا سکھاتا ہے کہ ہم اس سے اس طرح نمازیں اور باہر نماز کے اس دعا کیا کریں۔ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ خداوند تعالےٰ جسکو چاہتا ہے۔ صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ خدا جسکی گمراہی چاہتا ہے اسکو گمراہ اور جس کی ہدایت چاہتا ہے اسکو صراط مستقیم کی ہدایت کرتا ہے۔ يَهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اس قرآن مجید کے ذریعہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو سلامت روی کے راستوں کی ہدایت دیتا ہے۔ جو اس کی رضامندی کو ڈھونڈتے ہیں۔ اور انکو اپنے حکم سے اندھیرے سے روشنی کی طرف لاتا ہے اور انہیں صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا بہرحال جن لوگوں نے اللہ پر ایمان رکھا۔ اور اسی کے ہو رہے اللہ انکو اپنی رحمت اور فضل میں داخل کریگا۔ اور اپنی طرف جلد آنے کے لئے سیدھی راہ بتاوے گا۔ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ۔ شیطان نے قسمیہ کہا پروردگار میں تیرے بندوں کو زمین کی بہت آراستہ کرکے دکھاونگا۔ اور ان سب کو گمراہ کروں گا۔ مگر ان میں سے جو تیرے مخلص بندے ہیں (ان کو نہ کوئی گمراہ کرسکتا ہے اور نہ دنیا کی آراستگی کا ان پر کوئی اثر ہوسکتا ہے)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرے پاس آنیکا سیدھا راستہ ہے۔ یعنی اللہ کے مخلص بندے۔ صراط مستقیم پر ہیں اور ان پر شیطان کا بس نہیں چل سکتا۔ جہاں اسکو چھوڑا۔ یعنی اسلام کو چھوڑا۔ شیطانی راستہ کو اختیار کیا۔ اور وہ شیطان کا ساتھی ہوا۔ اور جو اسلام پر ثابت ہے اسکو کوئی نہیں بہکا سکتا۔

اے سعید یوں سمجھ کہ صراط مستقیم کی ہدایت ان لوگوں کے لئے ہے۔ جو اللہ پر بغیر دیکھے ایمان رکھتے ہیں۔ اور ان کے لئے بھی ہے جو ہر حال میں حق کیطرف رجوع ہیں۔ اور ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو ایمان رکھتے ہیں۔ اور حق کی طرف مائل ہیں۔ اب صراط مستقیم کی ہدایت و رہنمائی کے بعد۔ یعنی مسلمان ہونے کے بعد۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام پر قائم رہیں اور اس کے حکموں کو ماننے اور جن امور سے منع کیا ہے۔ اس سے باز رہیں۔ **اے سعید** یاد رکھ قیامت میں پلصراط پر چلنا ہوگا۔ اسکی نسبت حدیث شریف میں آیا ہے کہ وہ بال سے باریک تر اور تلوار سے تیز تر اور ہوا سے زیادہ متحرک اور اندھیری رات سے زیادہ ہوگی۔ اسپر وہی لوگ چل سکیں گے جو دنیا میں صراط مستقیم۔ یعنی دولت ایمان سے مالامال تھے۔ وہ صراط آخرت پر بجلی کیطرح گذر جائینگے۔ اور کئی ہوا کی طرح

اور کوئی تیز گھوڑے کی طرح۔ اور کوئی معمولی سواری کیطرح یا پیدل کیطرح۔ اور یہ تفاوت محض اسی وجہ سے ہے۔ کہ دنیا میں صراط مستقیم پر جیسے قائم رہے اسی کا نقشہ اور نتیجہ وہاں پیش ہوگا۔ خداوند تعالیٰ ہمکو دنیا میں صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔ آمین۔ اور دنیا میں صراط مستقیم مذہب اسلام ہے۔

اے سعید۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ نے۔ فرمایا ہے۔ کہ جو کوئی دن رات میں بارہ رکعت علاوہ فرض کے ادا کرے تو خداوند تعالےٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنادیگا۔ وہ بارہ رکعت یہ ہیں۔ دو قبل نماز فجر اور چار پہلے فرض ظہر سے اور دو فرض کے بعد۔ اور دو بعد مغرب اور بعد فرض عشا۔ جو مذکورہ شدہ بارہ رکعت سنت کے کا ہمیشہ ورد رکھے گا۔ اسپر اللہ تعالےٰ اترنا پلصراط کا آسان کریگا۔ اور حدیث میں ہے۔ کہ جو کوئی عاشورہ دن مسلمانوں کے گورستان کی زیارت کریگا۔ (اور ایصال ثواب کریگا یہ امر اچھا ہے) حق تعالیٰ اس پر پلصراط سے گذرنا آسان کریگا۔ ح) طُوْلُ الْقِيَامِ اَمَانٌ عَلَى الصِّرَاطِ نماز میں قیام طول طویل کرنا باعث ہوتا ہو پلصراط پر آسانی سے گذر جانے کا۔

صدق وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا اللہ تعالےٰ سے زیادہ سچ بولنے والا کوئی نہیں اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا۔ یعنے اپنے وعدے اور اقرار پورے کیا کرو۔ کیونکہ قیامت کو عہد و اقرار کی بابت سوال کیا جاویگا۔ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اے ایمان والو اپنے وعدے پورے کیا کرو اس سے وفائے عہد کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی مدح میں یہ آیت وارد ہے اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا۔ صدق راستی کو کہتے ہیں۔ صدیق وہ ہے۔ جو زبان سے جھوٹ نہ بولے۔ گذرے ہوئے زمانہ میں نہ زمانہ حال میں اور نہ زمانہ آئندہ میں۔

حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا۔ کہ آدمی کا کمال کس چیز سے ہے۔ کہا راستی قول و صدق عمل سے

اے سعید صدق و اخلاص کے معنے ملا ایک ہیں) اور آدمی کا دل زبان کی صفت لیتا ہے۔ سچ کہنے سے راست ہوگا۔ اور جھوٹ بولنے سے خراب ہوتا ہے ہاں اگر مصلحت کے سبب سے کہتا ہے تو درجہ صدق سے نہ گریگا۔ ایسی جگہ جہاں سچ کہنا مصلحت نہو اور مسلمانوں میں صلح مقصود ہو تو دروغ کہنے کی رخصت ہے مثلاً میاں بیوی میں جنگ ہے۔ حتی الامکان کنایہ کی باتیں بولے۔ اور صاف جھوٹ نہ کہے۔ اور نیت حق تعالےٰ کے واسطے رکھے اور سچا وہ ہے جس نے دنیا پرستی اور شہوت پرستی کو ترک کر دیا ہے۔ اور حق تعالیٰ کے سوا کوئی دوسری شئے اسکو محبوب اور مطلوب نہیں۔ اور قضائے الٰہی پر راضی ہے اور صدیق وہ ہے کہ ہمیشہ اپنے دل میں خیرات کے عزم کو مضبوط اور محکم پاوے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے عرض کی۔ الٰہی میرے باطن کو ظاہر سے بہتر کر اور جس کے دل میں خوف۔ رجا۔ رضا۔ توکل۔ یہ باتیں ہوں وہ صدیق ہے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ایک شخص سے وعدہ کیا تھا۔ کہ جب تک تو آوے میں اسی جگہ رہونگا وہ شخص ایک برس نہ آیا آپ اسی جگہ پر منتظر رہے۔ یہ شان صدیق کی ہے اور تین کے دیکھنے سے خدا یاد آوے۔

اور ہیبت الٰہی تیرے دلپر غالب ہوے۔ یہ شان ہے صدیق کی۔ ایک صحابی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور کہا فلانی جگہ میں آؤں گا۔ اپنے قول کو بھول گیا۔ تیسرے دن حاضر ہوا۔ آپ وہیں تشریف فرما تھے۔ اور فرمانے لگے کہ اے جوان تین دن سے تیری راہ دیکھ رہا ہوں۔

حضرت رسول اللہ نے کسی سے عہد کیا تہا۔ کہ جب تم آؤ گے۔ تمہاری حاجت برلاؤنگا۔ جب خیبر کی لوٹ کا مال تقسیم کرتے تھے۔ وہ شخص کہنے لگا۔ یا رسول اللہ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ آپ نے کہا کیا چاہتا ہے۔ اس نے اسّی بکریاں مانگی۔ اسکو دلادیں اور فرمایا کہ تو نے بہت کم مانگا۔ جب سے وہ شخص ضرب المثل ہوا کہ فلاں شخص اسّی بکریاں والے سے آسان گیر تر ہے۔ اور اگر کسی سے ایک جگہ پر رہنے کا وعدہ کیا ہے تو نماز کا قول بھی ایک نماز کے وقت سے دوسری نماز کے وقت تک وہاں ضرور رہے۔ اور جب ایک چیز کسی کو دیدی پھر اس کا لینا وعدہ خلافی سے بدتر ہے۔ **نقل** ہے خلیفہ منصور اور اسکی بیگم۔ (حرہ خاتون) میں کچھ شکر رنجی ہوئی۔ خاتونکو شکایت تھی کہ خلیفہ عدل نہیں کرتے۔ منصور نے کہا کہ اچھا کسی شخص ثالث کو منصف قرار دو۔ امام ابوحنیفہ اس فیصلہ کے لیئے بلائے گئے۔ خاتون پس پردہ بیٹھی کہ امام صاحب کا فیصلہ خود اپنے کانوں سے سنے۔ (منصور امام سے) از روئے شرع مرد کتنے نکاح کرسکتا ہے؟ (امام صاحب) چار۔ (منصور۔ خاتون سے) تم سنتی ہو؟ آواز آئی ہاں۔ (امام صاحب) مگر یہ اجازت اس شخص کے لیئے ہے جو عدلپر قادر ہے۔ ورنہ ایک سے زیادہ نکاح کرنا مناسب نہیں۔ خدا خود فرماتا ہے۔ وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً۔ اگر تمہیں بے انصافی کا خوف ہو تو ایک ہی کرو۔ یہ سنکر شاہ منصور خاموش ہو گیا۔ امام صاحب اپنے مکان پر تشریف لے گئے۔ چند ہی روز بعد۔ حرہ خاتون کی کنیز امام صاحب کے پاس پہنچی۔ پچاس ہزار درہم پیش کر کے۔ حرہ خاتون کا پیغام سنایا۔ کہ آپکی کنیز آپکو سلام کہتی ہے اور آپکی حق گوئی کی نہایت ممنون ہے۔ امام صاحب نے درہم واپس کر دیئے۔ اور جواب کہلا بھیجا کہ میں نے جو کچھ کہا کسی خاص غرض سے نہیں کہا۔ بلکہ یہ میرا فرض منصبی تہا۔ صداقت بیباک ہو تو اسی طرح ہو۔ کسی کی رو رعایت نہ ہو۔ اور صدیق بننا۔ اے سعید بڑی عظیم کیہ رہے۔ صدیق کا خطاب حضرت ابوبکر کا ہے کہ انہوں نے جان و مال سب تصدق کیا۔ اور قران شریف میں وارد ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ موسن تو وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر۔ پھر کچھ تردد نکیا اور جہاد کیا۔ اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں بھی یہی لوگ ہیں پورے سچے۔

نقل ہے کہ شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ ایک روز اپنی والدہ کے پاس آئے۔ اور عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ بغداد میں جاکر علم پڑہوں۔ اور خدا کے بندوں سے جاکر فیض حاصل کروں۔ مہربانی فرماکر مجھے اجازت دیں۔ انکی والدہ نے چالیس دینار انکے لباس میں بغل کے نیچے سی دیئے اور کہا کہ۔

سیدی خلیفہ منصور کی بیگم کا رہبر ابوحنیفہ کا سچا فیصلہ غزنۃ اعظم کا صدق

بیٹا کبھی جھوٹ نہ بولنا۔ غرض ایک قافلہ کے ہمراہ چل نکلے راہ میں قافلہ پر ڈاکو گرے۔ ان ڈاکوؤں نے پوچھا میاں لڑکے کچھ تمہارے پاس بھی ہے کہا چالیس دینار۔ کہا کہاں۔ کہا۔ بغل کے نیچے سیئے ہوئے ہیں۔ اس نے اپنے سردار سے کہا۔ سردار کے سامنے بھی آپ نے یہی کہا۔ سردار نے کہا میاں لڑکے اس احتیاط سے چھپائے ہوئے تھے۔ مگر جب پوچھا تو کیوں سچ کہہ دیا۔ کہا والدہ صاحبہ نے کہا تھا۔ ہمیشہ سچ بولو۔ میں انکے کہنے کے خلاف نہیں کر سکتا۔ سردار ڈاکوؤں نے ان کے ہاتھ پر توبہ کی۔ اور کہا میں اپنے خدا سے کیسے نافرمانی کروں۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۔ یعنے اے ایمان والو ڈرو تم اللہ سے اور ہو جاؤ ساتھ سچوں کے۔

حکایت منقول ہے کہ ایک مرتبہ حجاج بن یوسف نے حسن بصری رحہ کے شہید کرنے کا قصد کیا یہ خبر سنکر حبیب عجمی کے پاس چلے گئے اور یہ قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا۔ آپ اس عبادتخانہ میں جائیے خدا کے حکم سے محفوظ رہوگے۔ آپ وہاں جاکر عبادت الہی میں مصروف ہوئے۔ کسی مخبر نے مخبری کی کہ حسن بصری فلانی جگہ ہیں۔ اس خونخوار دل آزار نے سپاہی بھیجے کہ جاکر جلد حسن بصری کو پکڑ لاؤ۔ سپاہیوں نے آکر حبیب عجمی سے پوچھا۔ کہ حسن بصری رحہ کہاں ہیں۔ کہا عبادت خانہ میں ہیں۔ سپاہی اندر گئے قدرت خدا سے حسن بصری انکو نظر نہ آئے۔ پھر سپاہی آئے اور کہا تو عابد و زاہد ہو کے جھوٹ بولتا ہے۔ کہا میں جھوٹا نہیں ہوں۔ مگر تم کو اللہ تعالے نے اندھا کر دیا۔ پھر گئے۔ پھر نظر نہ آئے۔ جب سب تھک مار کے چلے گئے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ نے باہر آکر کہا۔ تم نے مجھکو کسواسطے میرے قاتلوں کو بتا دیا۔ کہا تاکہ سچ ہاتھ سے نہ جائے۔ اور سچ نے بچا دیا ورنہ ہم تم مارے جاتے۔

زباں پاک راحیف است لبسیار ؛ کہ از لوث دروغ آلودہ سازی
اگر پا بر اندازی از رہ صدق ؛ سر از گردون گرداں بر فرازی ؛

سعدی رحمۃ اللہ نے کہا ہے

دم از راستی گر زنی صبح وار ؛ ز تاریکی جہل گیری کنار ؛

ضد۔ نیکی۔ بدی۔ اور انکا نتیجہ۔ جنت و دوزخ

نیکی۔ نیکی وہ کرتے ہیں جو کارخانۂ ہستی کو بے ثبات جانتے ہیں۔ نیز جانتے ہیں کہ ہماری ایک روز پیدا کرنیوالے کے پیشی میں پیشی ہوگی۔

بدی نفسانی خواہشیں۔ نفسانی جذبات میں گم ہوکر عقبیٰ کی فکر نہ کرنا۔ اس غفلت کے خمیازہ میں انسان کے لئے۔ دوزخ کا راستہ تیار ہو جاتا ہے۔ جو نہایت ہی بُری جگہ ہے۔

مومن وہ جو خدا کی خدائی کا اقرار کرے یا وحد ہوکر پنجوقتی نماز ادا کرتا ہے۔ اور مومن وہ ہے کہ وحدانیت کا اقرار کرے۔ فرشتوں پیغمبروں پر ایمان

کافر وہ ہیں جو نہ تو کہ خدا کے قائل ہیں نہ رسالت کو مانتے ہیں۔ انکی نگاہ میں جزا سزا۔ فرشتے قیامت یہ سب خیالی باتیں ہیں۔ انہیں کافر کہتے ہیں۔

لائے۔ اور ان کے احکام کو اپنی زندگی کا دستور العمل سمجھے۔ قیامت۔ حساب کتاب کا قائل ہو۔ اور ہر کام کا کرنیوالا خدا کو سمجھے اور انسان سے نیک سلوک اور اخلاق سے پیش آتا ہو۔ مومن کا دل انوار ربانی سے لبریز ہوتا ہے۔

کا دل اندھا ہوتا ہے۔ اور کفر کا سبب جہل ہے۔ قوت علمی میں بھی کفار کو حقیقت سے محروم رکھتی ہے جسکو عقل دریافت نہیں کرسکتی۔ حب جاہ و رسم و رواج کی پابندی یہ سب امور انسانکو کافر بنا دیتے ہیں

صراط سب کو حکم ہوگا کہ پلصراط پر چلو وہ بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے جو شخص اس جہان میں صراط مستقیم پر سیدھا رہا ہو۔ اس صراط پر آسانی سے گذرے گا۔ اور سبکو صراط پر کھڑے کرکے اعمال کی پرسش کریں گے۔ اور راست آدمی سے راستی کی حقیقت طلب کریں گے۔ منافقوں اور ریاکارونکو پریشانی میں ڈالیں گے۔ ایک جماعت کو بغیر حساب کے بہشت میں لے جاوینگے اور ایک جماعت کا حساب آسانی سے ہوگا۔ اور دوسری جماعت کا دشواری سے آخر سب کفار کو دوزخ میں بھیجیں گے۔ وہ وہاں سے ہرگز نہ چھوٹیں گے۔ فرمانبردار مسلمانونکو بہشت میں۔ گنہگارونکو دوزخ میں بھیجیں گے جو شخص انبیا اور اولیا و بزرگونکی شفاعت پاویگا۔ اسے عفو کردیں گے۔ اور جو شفاعت کے لائق نہوا سے دوزخ میں لیجاویں گے۔ گناہ کے برابر عذاب دیں گے آخر بہشت میں لے جاوینگے۔

ثمرہ ایمان

جنت وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کیے ہیں۔ وہی ہیں اہل جنت وہی ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ وہب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بہشت کا عرض اتنا ہے جتنا آسمان و زمین کا عرض ہے اور اس طول سوائے حق جل و علا کے کوئی نہیں جانتا۔ جس چیز کو جی چاہے سب وہاں موجود ہے اور ان میں حوریں بڑی بڑی آنکھوں والی۔ جنکو اللہ تعالے نے نور سے پیدا کیا ہے گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔ نیچی والیاں کہ اپنے شوہروں کے سوا کسی طرف

نتیجہ کفر

دوزخ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا۔ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا۔ رہیں گے دوزخ میں مدتوں بے شمار نہ چکھیں گے مزا ٹھنڈک کا۔ اور نہ ملے کچھ پینا۔ مگر گرم پانی اور بہتی پیپ۔ اب میں دوزخ کی حالت اور وہاں کی بھوک اور پیاس کی مصیبت کے بارے میں خدا اور رسول کے کلام سے مختصر طور پر کچھ بیان کیے دیتا ہوں۔ کہ دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کے ستر ٹکڑوں میں ایک ٹکڑا ہے۔ وہاں کی آگ کی گرمی اور سوزش۔ اس آگ سے انہتر درجہ بڑھکر ہے اور بعض روایت سے وہ آگ ننانوے درجہ بڑھکر

نہیں دیکھیں اور ان کے شوہروں سے پیشتر کسی جن آدمی نے انکو نہیں چھوا۔ اور جب ان کے شوہر انکی صحبتوں سے فراغت پا دینگے۔ فی الفور جیسی کی تیسی پاکرہ ہوجاینگے۔ ایک ان میں سے ستر ستر حلے رنگ برنگ کے پہنتی ہے جو بال سے زیادہ ہلکے ہیں۔ انکا گوشت اور استخوان ایسا صاف ہے کہ پنڈلیوں کی ہڈیوں کا مغز صاف اوپر سے دکھائی دیتا ہے۔

ابن عباس رضہ نے فرمایا ہے۔ کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں۔ سونے کے۔ جواہر سے جڑے پہلے پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہے وہ پیغمبروں اور شہیدوں اور سخیوں کا دروازہ ہے دوسرا نمازیوں کا دروازہ ہے جو نماز اچھی طرح ادا کرتا ہے اور تیسرا زکوٰۃ دینے والوں کا دروازہ ہے جو خوشی سے زکوٰۃ دیتے ہیں۔ چوتھا جو خلق کو نیک کام سکھاتے ہیں۔ اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں۔ اور پانچواں ان لوگوں کا جو ظلم اور شہوت سے باز رہتے ہیں۔ اور چھٹا حاجیوں کا۔ اور ساتواں جہاد کرنیوالوں کا۔ آٹھواں۔ ان لوگوں کا۔ جو حرام سے آنکھیں چراتے ہیں۔ اور ماں باپ کے ساتھ اور ناتے والوں کے ساتھ سلوک کرتے ہیں۔

اور بہشت سات ہیں۔ ان کے یہ نام ہیں۔ ۱ دار الجنات۔ ۲ دار السلام۔ ۳ جنت الماوی۔ ۴ جنت الخلد ۵ جنت النعیم۔ ۶ جنت الفردوس۔ ۷ جنت العدن۔

اور آٹھویں بہشت دیدار کے واسطے ہے جسکا نام علیون ہے اور بہشت کی ایک اینٹ چاندی کی ہے۔ اور ایک سونے کی اور گارا مشک و زعفران کا

اور حضرت نے فرمایا ہے دوزخیوں میں سے سب سے زیادہ آسان عذاب والا وہ شخص ہوگا۔ جس کے پاؤں کے نیچے دو پاپوشیں ہونگی آگ کی۔ اور پاؤں کے اوپر دو تسمے ہونگے۔ آگ کے جنکی گرمی و سوزش سے اس کا دماغ تانبے کی دیگ کی طرح۔ جوش مارتا اور کھلبلاتا ہوگا۔

اور وہ گمان کریگا۔ اس سے بڑھ کر کسی پر عذاب نہوگا حالانکہ وہ سبھوں میں آسان عذاب والا ہوگا۔

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِیْنَ

یعنی دوزخ والے پکاریں گے جنت والوں کو کہ بہاؤ ہم پر تھوڑا پانی۔ یا جو روزی دی تم کو اللہ نے۔ وے کہیں گے اللہ نے یہ دونوں بند کیے ہیں منکروں پر۔ مفسرین نے اس آیت کی یوں تفسیر کی ہے کہ ہر دوزخ والا اپنے بھائی اور باپ وغیرہ کو پکارے گا۔ جو جنت میں ہوگا۔ اور اس سے کہے گا۔ کہ میں جل گیا۔ مجھہ پر پانی ڈالدے۔ تو وہ جواب دینگے۔ کہ اللہ نے جنت کا کھانا و پانی منکروں پر حرام کر دیا ہے۔

اور حضرت نے فرمایا ہے کہ۔ دوزخیوں پر بھوک مسلط کی جاویگی۔ کہ اس ایک بھوک کی سختی دوزخ کے سب عذابوں کے برابر ہوگی۔ تب وہ کھانے کے لئے فریاد کریں گے۔ اور ملیگا انکو کھانے کے لئے ضریع نہ وہ فربہ کریگا۔ بدن کو اور نہ دور کرے گا بھوک کو۔

ضریع ایک خاردار گھاس ہوتی ہے۔

اور برج اور بنگلے ایک ایک موتی کے ایک ایک
زمرد کے ہیں۔ اور ساٹھ ساٹھ کوس کے لمبے
اور اتنے چوڑے اور اتنے ہی اونچے اور
کھڑکیاں یاقوت کی اور دروازے جواہر کے
اور ان میں نہریں بہتی ہیں۔ جن کے کنارے
جڑاؤ مصفا بنے ہیں۔ اور ایک کا نام نہر الرحمۃ
ہے وہ سب بہشتوں میں پہنچی ہے اور سنگ ریزے
اس کے موتی کے ہیں۔ اس کا پانی برف سے
زیادہ سرد ہے اور شہد سے زیادہ شیریں ہے
اور ایک نہر کا نام کوثر ہے۔ وہ خاص ہمارے
رسول اللہ کی نہر ہے۔ جتنے آسمان کے تارے
ہیں اتنے ہی چاندی سونے کے آبخورے اس
میں تیرتے ہیں۔ اور نہر ایک کافور کی ہے۔
اور ایک نہر سلسبیل ہے۔ اور ایک نہر رحیق مختوم
اور ان کے سوا اور بہت سی نہریں ہیں۔
اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
معراج کی رات مجھے سب بہشتیں دکھائی گئیں۔
میں نے ان میں چار نہریں دیکھیں۔ ایک آب
صاف کی۔ ایک شراب کی ایک شہد مصفا کی۔
قولہ تعالےٰ۔ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ
لَبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّا
رِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى۔
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں نے
جبرئیل ع سے کہا یہ نہر کہاں سے آتی ہیں اور
کہاں کو جاتی ہیں۔ جبرئیل نے جواب دیا۔ حوض
کوثر کو جاتی ہیں۔ لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ کہاں
سے آتی ہیں آپ حق تعالیٰ سے دعا کریں تو حال کھلے

عرب میں ایسی بدمزہ اور کرخت کہ کوئی جانور
اس کے پاس نہیں جاتا۔ اور اگر اتفاقاً کوئی
کھا جائے تو مرجاتا ہے۔
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ضریع
دوزخ میں۔ ایک چیز ہے۔ کانٹے کے مشابہ۔
ایلوے سے زیادہ تلخ۔ اور آگ سے زیادہ گرم۔
اور مردار سے زیادہ بدبو۔ یہی اہل دوزخ کو
کھانے کو ملیگا۔
پھر وہ۔ یعنی دوزخی فریاد کرینگے۔ تو انکو گلے
میں۔ اٹکنے والا کھانا دیا جاویگا۔ یعنے ہڈی وغیرہ
کی قسم کی۔ تب انکو خیال آوے گا۔ کہ دنیا میں
اٹکے ہوئے لقمہ کو پانی پی کر گلے سے اوتارہ کرتے
ہیں پھر وہ کچھ پینے کی چیز کے لئے فریاد کریں گے
تو انکو حمیم۔ یعنے۔ گرم پانی دیا جاوے گا۔
لوہے کی زنبوروں سے اٹھا کر۔ جب نزدیک
کیا جاوے گا۔ انکے مونہو کو بھونڈے گا۔
جب داخل ہوگا۔ انکے پیٹوں میں۔ ٹکڑے ٹکڑے
کرڈالے گا پیٹ کی کل چیزوں کو۔ پس کہیں گے
آپس میں پکار دوزخ کے نگہبانوں کو کہ وہ
دعا کریں اللہ سے۔ کہ ہلکا کرے ہم سے عذاب
ایک دن۔ دوزخ کے نگہبان یہ کہیں گے۔
تمہارے پاس رسول کھلے ہوئے معجزے اور
روشن۔ دلیلیں لیکر نہیں آئے تھے۔ دوزخی جواب دیں
گے بیشک آئے تھے۔ لیکن ہم نے انکی بات نہ مانی۔
فرشتے کہیں گے پھر جو تمہارا جی چاہے خود ہی دعا
کرو۔ ہم تمہاری سفارش نہیں کرتے۔
تب آپس میں مشورہ کریں گے۔ کہ مالک داروغہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں
کہ میں نے دعا کی تب ایک فرشتے نے آکر سلام
کیا۔ اور کہا اے محمد آنکھیں بند کر لو۔ آپ نے
بند کر لیں۔ پھر جو دیکھیں تو ایک در سنگ سپید کا
بنا ہوا۔ اس میں کواڑ یاقوت کے تھے دکھائی دیا
اور سرخ سونے کا قفل لگا ہوا تھا۔ اتنا بڑا کہ
اگر تمام عالم اس پر بیٹھے تو ایسا معلوم پڑے کہ پہاڑ
پر چڑیا۔ پھر اس فرشتے کے حسب الاشارہ میں نے
قفل کے پاس جا کر بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا۔ تب
وہ قفل کھل گیا۔ میں اس در کے اندر گیا۔ دیکھا۔
اس کے چار ستون پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہے
اور پانی کی نہر بسم کی میم سے جاری ہے۔ اور
دودھ کی نہر اللہ کی ہ سے اور شراب کی نہر
رحمن کے میم سے۔ اور شہد کی نہر رحیم کے میم سے
بعد ازاں حق تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے
محمد تیری امتوں میں سے جو کوئی مجھے ان ناموں سے
یاد کریگا۔ وہ دل سے خالصاً مخلصاً بسم اللہ الرحمن
الرحیم کہے گا۔ اسکو چاروں نہروں سے سیراب
کروں گا۔

اور بہشت میں درخت طوبیٰ ہے۔ اسکا مختصر بیان
یہ ہے۔ کہ جڑ اسکی موتی اور شاخیں اسکی زمرد کی اور
پتے اس کے سندس کے (سندس پارچہ ریشمی)۔
اور اس میں بہتر ہزار شاخیں ہیں۔ بہشت میں
کوئی قبہ وحجرہ نہیں جس پر اسکی شاخیں سایہ افگن نہ ہوں
جیسے سورج کی اصل۔ اسکی آسمان میں ہے
اندر لو۔ اس کا ہر درجہ ہر مکان میں۔
اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بہشت

دوزخ کو پکارو۔ چنانچہ مالک سے التجا کریں
گے کہ اے مالک خدا سے دعا کرو کہ ہم کو موت
دے۔ کہ اس عذاب سے نجات پاویں۔
یہ التجا کر کے وہ ہزار برس تک جواب کے انتظار
میں رہیں گے۔ ہزار برس کے بعد۔ مالک جو
تشفی بخش جواب دے گا۔ اسکو سنئے۔
فرمایا۔ آنحضرت نے مالک انکو جواب دیگا تم
ہمیشہ اسی حالت میں رہوگے۔ جب ہر طرف سے
مایوس ہو جائیں گے تو کہیں گے کہ اے پروردگار
ہمارے غالب ہوگئی ہم پر بدبختی ہماری اور ہم
گمراہ لوگ تھے۔ اے رب ہمارے۔ نکال ہمکو
اس آگ سے۔ اگر ہم پھر وہی کام کریں تو ہم
ظالم ہیں۔
فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ جواب دیگا انکو پروردگار۔ دور رہو اور پھر جاؤ
دوزخ میں۔ ذلیل وخوار کتوں کی مانند تم پر
پھٹکار ہے تم مجھ سے بات نکرو۔
بھائیوں یہ بات بہت غور کرنے کے قابل ہے
غرضکہ یہ سب گدھے کی طرح آواز کرنے لگیں
گے۔ اور نالہ وفریاد کرتے رہیں گے
وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ
اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ اور کہیں گے دوزخی کہ
ہم سنتے ہوتے وعظ اور اس پر عمل کرتے تو
ہم دوزخ میں نہ جاتے۔ جیسا کہ ہم نے کیا ویسا
بھگتا۔ اور بطن سے کہیں گے۔ بہشت کے
رہنے والے دوزخ کے رہنے والوں کو کہ تحقیق ہم نے پایا
ہم نے جو کچھ وعدہ کیا تھا ہمارے پروردگار نے

کے درخت سونے چاندی کے ہو ویں گے
اور دنیا کے درختوں کی جڑ نیچے ہوتی ہے شاخ
اوپر۔ اور بہشت کے درخت برخلاف اس کے
ہو وینگے۔ تا کہ میوہ لینے میں تکلیف نہو اور درختوں
پر چڑھنا نہ پڑے۔ قولہ تعالے قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ
یعنے میوہ انکے نزدیک ہیں۔ اور وہاں کی زمین
مٹی جگہ مشک وغیرہ کا فور سے ہے۔ جب وہ ٹھنڈی
ہوا کے جھونکے سے جھر جھراتے ہیں۔ ایسی اچھی
صدا نکلتی ہے۔ جو کسی کے کان نے کبھی نہ سنی ہو

سچا۔ اور جو کچھ تم نے کہا تہا وہ پروردگار سے پایا
دوزخی کہیں گے کہ ہاں ہم نے خدا کی عبادت سے
منہ پھیر اتہا۔ اور اسکی آیتوں میں ٹھٹھا کرتے تھو
اسکی سزا میں دوزخ میں جل رہے ہیں۔ اور
بہوک اور پیاس ہم کو دنیا سے زیادہ ستارہی ہے
یہ بات سنکر بہشتی لوگ جواب دیں گے۔ کہ بیشک اللہ
نے حرام کیا تمپر پانی اور کہانا بہشت کا۔ اور سمجہا تہا
تمنے دین کو کہیل و تماشہ۔ اور کانا تم نے زندگانی دنیا
کو کہیل اور تماشوں میں اور فریب میں ڈالا تم کو زندگی
نے اور تم خدا کے کلام سے انکار کرتے تھے۔ آج تمکو
خدا نے بھلا دیا جیسا کہ تم بہلا بیٹھے تھے۔ اسکو
اب چکھو مزا دوزخ کا۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔
بہشت میں ایک درخت ہے جس سے اعلیٰ سے اعلیٰ نقدی حلے نکلتے ہیں۔ اور اسکی جڑ سے گہوڑے
پر وبازو والے جن پر در و یاقوت جڑے ہیں۔ اور زین پوش پڑے ہیں۔ سوا اولیاء اللہ کو ملیں گے
اور وہ سوار ہونگے۔ اور جنتیوں کا تماشہ دیکھیں گے۔ کم درجہ کے لوگ یہ دیکھکر کہیں گے۔ یارب
کس چیز نے اس کرامت کو انکو پہنچایا۔ جواب سنیں گے کہ تم سوتے تھے۔ یہ نماز پڑہتے تھے۔
تم کہانا کہاتے تھے یہ روزہ رکہتے تھے۔ تم کونے میں بیٹھے تھے یہ جہاد کرتے تھے۔ تم بخیلی کرتے
تھے یہ مال خرچ کرتے تھے۔ اور بہشت میں نہ گرمی ہے نہ جاڑا۔ بلکہ ایک موسم ہے۔ معتدل
خوش آئندہ اور دھوپ ہے نہ اندہیرا۔ بلکہ یہ حالت ہے۔ جیسے نور کا تڑکا۔ لیکن نور چمک و مک
صفائی میں چند در چند زیادہ۔ قولہ تعالے ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا۔ کیا بتاؤں میں تمہیں وہ ساعت کی ساعتوں میں سے ہے۔ بہت مشابہ ہے وہ ساعت
صبح کے سورج نکلنے سے پیشتر اسکا سایہ دراز قائم ہے۔ اسکی راحت وآرام وسیع اور بسط
ہے۔ اسکی برکت ولطافت کثیر و فراوان ہے

طمع

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ یعنے وہ چاہتا ہے شیطان
کہ تجھے کل کی درویشی کے ڈر سے آج کے دن سے تشویش میں رکھے۔ اور فقیر
بناوے۔ اور اس تشویش سے بچنا۔ اس طور ہوگا۔ کہ آدمی سمجھے کہ مسلم میں یوں
آیا ہے۔ قَالَ اُنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ

الّا تزدد و نعمۃ اللہ علیکم۔ آنحضرت نے فرمایا نظر کرو طرف اس شخص کے کہ وہ کمتر ہے مرتبہ میں تم سے۔ اور نہ نظر کرو طرف اس شخص کے جو وہ زیادہ ہو مرتبہ میں تم سے۔ پس یہ لائق تر ہے۔ تمکو تا حقیر نجانو نعمت خدا تعالےٰ کو کہ تم کو پہنچتی ہے۔ خلاصہ حدیث کا یہ ہے کہ جو لوگ تم سے۔ مال و صورت و تندرستی وغیرہ میں کمتر ہیں انکو خیال کرو تا کہ خدا کا شکر تمہارے دل سے نہ زائل ہو۔ اور جو لوگ دنیا میں تمسے افضل ہوں انکو نہ دیکھا کرو نہیں تو ناشکر زبان سے نکلے گی۔ **اے سعید** طمع اس کو کہتے ہیں کہ کسی کی کوئی شے دیکھکر خیال کرے مجکو ہوسے۔ اور کسیکو نہو۔ یہ بد اخلاق میں طمع داخل ہے۔ طامعین کو ہمیشہ ذلت خواری و خجالت ہو۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے طمع کرنے والے کو وہ وادی زر (یعنی دو جنگل بھر مال) ہو تو بھی تیسری وادی چاہیگا۔ اور فرمایا۔ آنحضرت نے سب چیزیں تو بوڑہی ہوتی ہیں۔ مگر طمع جوان ہوتی ہے۔ یعنی امید زیادہ جینے اور زیادہ مال کی روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اور کسی کا قول ہے طمع کرنے والا غمگین رہیگا۔ اور قناعت والا شاد۔

پس چاہیئے کہ طمع نہ کرے۔ اور مال شبہہ سے حذر کرے۔ جو کچھ رکھتا ہے۔ اسپر قناعت کرے اور تم میں آسودہ وہ ہے۔ جو مال اسکو اللہ نے دیا اسپر قناعت کرے۔ اور حاجت سے زیادہ طلب نہ کیا۔ اور مشرف باسلام ہوا۔ اکرم الواعظین میں لکھا ہے کہ جسوقت سکندر رومی فتوحات حاصل کرتا ہوا چین تک پہنچا۔ تو چین کی شاہزادی نے پہلے سے سکندر کی تصویر اتروا رکہی تھی۔ چین کی شاہزادی سکندر کو پہچانتی تھی۔ سکندر فوج کو شہر سے باہر ٹہرا کر خود لباس فقیرانہ پہنکر شہر کے اندر داخل ہوا۔ اور بادشاہی محل تک پہنچا۔ جب چین کی شہزادی نے اس فقیر کو دیکھا پہچان لیا۔ کہ یہ فقیر سکندر بادشاہ ہے۔ حکم دیا کہ اس فقیر کو قید خانہ میں رکہو۔ اور ایک دانہ کہانیکو نہ دو۔ بموجب حکم کے سکندر قید کیا گیا۔ چوتھے روز چین کی شاہزادی نے۔ سکندر کو قید خانے سے طلب کیا۔ اور اپنے سامنے بٹھاکر۔ لاکھوں روپیہ کے موتی اور جواہرات سکندر کے سامنے رکھے۔ اور کہا یہ کھا لیجئے۔ مگر سکندر نے باوجود بھوک کی شدت کے۔ اسکی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھا۔ اس کے بعد ملکہ چین نے جو کی روٹی سکندر کے سامنے رکہی اور وہ روٹی کھا کر سکندر نے پانی پیا۔ چین کی شاہزادی نے کہا۔ کہ ان بیش قیمتی جواہر کی طرف آپ نے توجہ نفرمائی۔ صرف تین دن کے قید خانے نے آپ کے نزدیک سارے جہان کے مال بیکار کر دیئے۔ ابھی تو آپ کی زندگانی بھی باقی ہے۔ فوج بھی موجود ہے۔ بتاؤ موت کے بعد کونسی چیز آپ کے کام کی رہیگی۔ اے بادشاہ ایسی بیکار چیز کے لیئے کیوں دنیا کو قتل کرتا اور تباہ کرتا پھرتا ہے۔ قناعت اختیار کر۔

یہ سنکر سکندر نے ملک چین سے فوج کو اٹھا لیا نتیجہ دیکھو۔ تین روز کی قید نے کروڑہا روپیہ کے جواہرات کو بیکار کر دیا۔ صرف ایک ٹکڑا روٹی کے کام کا رکھا۔ لیکن جب قبر کے قید خانہ میں جاؤ گے تو وہاں سب کچھ بیکار ہو جاوے گا۔ صرف نیک عمل ہی کام کے رہ جاویں گے۔ **اے سعید** نیک کاموں کو بہت کوشش سے کیا کرو۔ اور طمع سے اپنے دلکو خالی کر۔

نقل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے کسی نے کہا۔ میں آپ کے ساتھ چلونگا۔ پس روانہ ہوئے وہ بھی۔ آپ کے ساتھ ہولیا۔ ہمراہ اپنے تین روٹیاں لے لیں۔ تھوڑی دور چلکر دو روٹیاں کھا لیں اور ایک باقی رہی۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کہیں تشریف لے گئے۔ جب پھر کر آئے وہ روٹی نپائی اس سے دریافت کیا۔ تو اسنے کہا۔ میں نہیں جانتا۔ بعد ازاں۔ ایک ہرن ذبح کر کے کھایا۔ اور پھر زندہ کر دیا۔ اور کہا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے۔ سب تعریف ہے اس کے لئے۔ جس نے یہ معجزہ دکھایا اور کہا۔ روٹی کہاں ہے۔ کہا اس نے میں نہیں جانتا۔ پھر دریا کے پانی پر۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر چلے اور کہا کہ ثنا کے لئے وہی ہے۔ جس نے یہ معجزہ دکھایا۔ اور روٹی کو پوچھا۔ پھر بھی اس نے نہ بتایا پھر ایک ریگستان پر پہونچے۔ اور ریت کو سونا کر کے۔ تین حصہ لیئے۔ کہا۔ ایک حصہ تیرا ہے۔ اور ایک میرا۔ اور ایک اس کا کہ جس کے پاس روٹی ہے۔ تب اس نے سونے کی طمع سے۔ کہا کہ میرے پاس ہے۔ پس سونا اسکو دیکر عیسیٰ علیہ السلام چلے گئے۔ پھر یکایک اور دو آدمی آئے۔ اور چاہا کہ اسکو مار کر چھین لیں۔ اس نے کہا۔ مجھے نہ مارو۔ ہم تینوں برابر تقسیم کر لیں۔ چونکہ بھوکے تھے۔ ایک کو بھیجا کہ کھانا خرید کر لا دے۔ پس وہ سوچا کہ افسوس یہ دونوں بھی سونا لیویں۔ کھانے میں زہر ملا دوں۔ کھاتے ہی مر جاوینگے۔ جب تو سونا سب میں لونگا۔ یہاں دونوں نے یہ السیٹ کیا کہ اسکو کیا دیں۔ آؤ مار ڈالیں اور سونا لے ویں۔ جب وہ آیا۔ اسکو مار ڈالا۔ اور یہ کھانا کھاتے ہی مر گئے۔ وہ سونا اسی طرح باقی رہا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام آئے۔ دیکھا سونا موجود ہے تین آدمی مرے پڑے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ۔ طمع کا انجام یہی ہے۔

سعدی رحمۃ اللہ نے کہا ہے ؎ طمع را سہ حرف است وہر سہ تہی ؛ از و نیست مرطامعاں را بہی ؛
آدمی کو لازم ہے کہ سمجھے رزق طمع کے سبب سے نہیں ملتا ہے۔ اور جو روزی نصیب میں ہے وہ پہنچے گی۔ اور جو طمع چھوڑے گا۔ وہ اولیا و انبیا کی مانند ہوگا۔ اور جب تک بندے کا رزق پورا نہیں ہوتا۔ نہیں مرتا۔ اور چاہئے کہ ہمیشہ ایسے کو دیکھے۔ جو تونگری میں اس سے کمتر ہو۔ **نقل ہے** کہ ہارون رشید۔ ایک مجلس انبساط میں تھے۔ ایک عورت کو فرمایا۔ کسی باجے کے بجانے کو۔ جب اس نے بجایا تو ہارون رشید کو پسند نہ آیا۔ عورت نے کہا اے امیر المومنین یہ باجا میرا نہیں ہے۔ کہا کہ ایک آدمی کو کہ اس کا باجا لے آ۔ تا وہ اس کو بجا وے۔ وہ شخص گیا اور

لیکر آتا تہا۔ کہ ناگہاں راہ میں شیخ کو دیکہا کہ وہ گٹھلیاں کہجور کی چن رہے ہیں۔ اس نے کہاکہ اے شیخ راستہ چھوڑ۔ شیخ نے سر اوپر اٹھایا۔ دیکہا کہ اس کے ہاتھ میں باجا عود ہے انہوں نے عود لیا اور زمین پر دے مارا۔ شیخ کو کوتوال کے پاس پکڑ کرلے گئے۔ اور کہاکہ اسکو پہرے میں رکہہ تا امیر المومنین کو خبر کردوں۔ کوتوال نے کہا۔ آج بغداد میں کوئی شخص زاہد زیادہ اس سے نہیں ہے۔ امیر المومنین نے کس لئے انکو پکڑ بلایا ہے۔ اس عود باجے والے نے کہا۔ تجکو اس سے کیا کام ہے۔ تو انکو رہنے دے۔ پہر وہ شخص ہارون پاس گیا۔ اور کہاکہ اے امیر المومنین۔ میں عود لئے آتا تہا۔ اور ایک شخص راہ میں بیٹھا تہا۔ اس نے عود کو زمین پر دے مارا۔ اور وہ توڑ ڈالا۔ خلیفہ نے جب یہ بات سنی تو آنکھیں مارے غصے کے سرخ ہوگئیں۔ مجلس کے خوشامدی ہمنشینوں نے کہاکہ فرمائے تو اسکی گردن ماریں۔ کہا خلیفہ نے کہ حاضر کرو تا اس سے گفتگو کریں۔ خادم شیخ کے پاس آیا۔ اور کہاکہ تجہکو امیر المومنین بلاتے ہیں سوار ہو۔ شیخ نے کہاکہ میں سواروں میں سے نہیں ہوں۔ مجکو پیادہ چلنا بہتر ہے۔ پس وہ خلیفہ کے دروازے پر آئے خلیفہ کو خبر کی شیخ آیا ہے۔ خلیفہ نے کہاکہ اسکو یہاں نہیں بلائیں گے۔ کہ بعضی چیزیں یہاں خلاف شرع ہیں خلیفہ اٹھہ کر اور جگہ جا بیٹھا۔ اور شیخ کو بلایا۔ شیخ کی بغل میں گٹھلیاں بھری ہوئی تھیں۔ لوگوں نے کہاکہ انکو پھینکدو۔ کہ خلیفہ کے پاس چلتے ہو۔ شیخ نے کہاکہ یہ میرا قوت ہے رات کا۔ انشاء اللہ تعالے۔ لوگوں نے کہاکہ آج رات کا کہانا ہم دینگے۔ شیخ نے کہاکہ۔ تمہارا کہانا میرے کام کا نہیں ہے۔ جب شیخ خلیفہ کے پاس حاضر ہوئے۔ تو سلام کیا اور بیٹھے۔ خلیفہ نے پوچھا کہ کیا باعث ہے کہ تو نے یہ کام کیا۔ شرم کی اس بات کو نسر یح نام عود کا سے صاحب شرع کے آگے۔ کہ میں نے تیرے باپ دادا کو دیکہا ہے کہ برسر منبر پڑھا کرتے تھے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ

یعنی اللہ تعالے حکم فرماتا ہے کرنے عدل اور احسان کا۔ اور دینے قرابتیوں کا۔ اور منع کرتا ہے بے حیائیوں اور خلاف شرع سے۔ پس میں نے ایک چیز خلاف شرع دیکہی اور اس کو توڑ ڈالا میں نے۔ تجہکو اس میں کیا پہنچتا ہے۔ خلیفہ نے کہا خوب کیا آپنے شیخ باہر نکلے۔ خلیفہ نے انکے پیچھے اور خادم کو کہدیا کہ دیکہنا اگر شیخ لوگوں سے کہے کہ میں نے خلیفہ سے یوں کہا۔ اور انہوں نے مجہسے یوں کہا۔ تو یہ تھیلی انکو نہ دینا۔ اور اگر کچھ نہ کہے تو دیدینا۔ خادم جب باہر آیا تو دیکہا۔ کہ شیخ اپنی اسی وضع سے گٹھلیاں

کھجور و نکی جڑ ن رہے ہیں اور کسی سے کچھ نہیں کہتے ہیں۔ تھیلی آگے شیخ کے لے گئے۔ اور کہا کہ اے شیخ یہ تجکو خلیفہ نے دی ہے شیخ نے کہا۔ کہ لے جا میرے کام کی نہیں۔ یہ لوگ تھے جنکو طمع نہ تھی۔

ظلم

وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ۔ اللہ کو خوش نہیں آتے ظلم کرنے والے وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ خدا تعالےٰ سیدہی راہ نہیں دکہاتا بے انصاف لوگونکو وَاللّٰہُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِیْنَ اللہ نہیں چاہتا ظلم جہان والونپر اور روایت ہے ابن عمر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ قَالَ اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یعنے فرمایا آنحضرتؐ نے کہ ظلم کرنا سبب اندھیروں کا ہوگا دن قیامت کے۔ اور ارشاد نبی کریمؐ ہے۔ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقَ اِلٰی اَھْلِھَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَتّٰی یُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ یعنی ادا کیے جاوینگے حق طرف حق والوں کے دن قیامت کے۔ یہانتک کہ بدلہ لیا جاوے گا بکری بے سینگ کے۔ بکری سینگ والی سے۔ یعنی ظلم اور حق تلفی سے بچو کہ قیامت کے دن انصاف ہوگا۔ آدمی تو ایک طرف جانوروں کی بھی زیادتی کا عیوض ہوگا۔ اگر سینگ دار بکری نے منڈی بکری کو مارا ہوگا۔ تو منڈی کو حکم ہوگا۔ کہ سینگدار کو مار لے وے۔

یہ حدیث میں آیا ہے کہ مدد کرو اپنے بہائی مسلمان کی۔ ظالم ہو یا مظلوم۔ عرض کیا صحابہ نے کہ یا رسول اللہ مدد کرنا۔ ظالم کا کیونکر ہوگا۔ فرمایا ساتھہ منع کرنے کے ظلم سے یعنے مدد بھی یہ کہ اسکو ظلم سے باز رکھے۔

مدہ رخصت ظلم دہ ہیچ حال کہ خورشید ملکت نیابد زوال

حکایت ایک بزرگ شیخ عبد اللہ یافعی اپنے سفرنامہ میں لکہتے ہیں۔ ایک دفعہ شہر بصرہ سے نکلکر قریہ کو جا رہا تہا۔ ایک رفیق نے خبر دی کہ راہ میں ایک رہزن رہتا ہے جو مسافرونکو لوٹ لیتا ہے۔ یہ کہہ کر اسنے مجکو ہر چند آگے جانے سے منع کیا۔ لیکن میں نے انکے کہنے پر کچہہ التفات نہ کیا۔ کوئی دو سو قدم آگے بڑھا ہوں گا۔ کہ یکایک سامنے ایک زبردست مہیب صورت مرد ظاہر ہوا۔ رہزن نے آتے ہی ہم دونوں پر حملہ کر دیا۔ اور پہلے ہی حملہ میں۔ میرے رفیق کو قتل کر ڈالا۔ پھر میری طرف لپکا۔ میں نے نہایت عاجزی سے گڑگڑانا شروع کیا۔ اور جو کچہہ روپیہ پیسہ میرے پاس تہا۔ سب اس کے حوالہ کر دیا۔

رہزن نے مال لیکر مجھکو چھوڑ دیا۔ لیکن دونوں ہاتھوں کو مضبوط رسی سے باندھ کر زمین پر ڈالدیا گرمیونکے ایام تھے۔ دوپہر کا وقت تہا۔ آفتاب کی حرارت اور دہوپ کی شدت سے حال تباہ تہا۔ غرض بہزار دقت و مشقت خود اپنے ہاتھونکو کسی طرح میں نے کھول لیا۔ اور اس بیابان کو طے کرنے لگا۔ دن بھر چلا پھرتا۔ کہیں رستہ کا پتہ نہ ملا۔ پہر رات گئی ہو گی کہ۔

آگ کی روشنی دکھائی دی اور میں اسی طرف چلا۔ آگ کے پاس پہنچا تو وہاں ایک خیمہ دیکھا پیاس سے بیتاب تھا۔ خیمہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر میں نے روزے سے پانی مانگا۔ قسمت کی بات کہ یہ خیمہ اسی رہزن کا تھا۔ جس کے ظالم ہاتھوں سے میں نے دن کو رہائی پائی تھی۔ رہزن میری آواز سن کر بجائے پانی کے برہنہ تلوار لئے ہوئے باہر نکلا۔ اور چاہا کہ ایک وار میں میرا کام تمام کردے۔ امادہ قتل دیکھ کر اسکی رحم دل عورت نے دور سے غل کرنا شروع کیا۔ کہ غریب کا خون اس میدان میں نہ گراؤ۔ اگر مارتا ہے تو اس خیمہ کے پاس سے دور ہٹا کے جا کر مارو۔ بی بی کی یہ فریاد سنکر رہزن گھسیٹتا ہوا مجکو دوسرے سنسان مقام پر لایا۔ سینہ پر چڑھ بیٹھا۔ اور گردن پر تلوار رکھ کر ذبح کرنا چاہتا تھا۔ کہ یکایک سامنے کے جنگل سے ایک ہیبت ناک شیر بڑھتا ہوا دکھائی دیا رہزن خوف کے مارے دوڑ بھاگا۔ اور ہنوز سنبھلا نہیں تھا۔ کہ شیر نے جھپٹ کر چیر پھاڑ ڈالا۔ شیر کی صورت دیکھکر رہزن سے پہلے میں بیہوش ہو گیا تھا۔ دیر کے بعد جب ہوش آیا۔ اس سنسان میدان میں سوائے اسکی مردہ نعش کے کوئی اور چیز نظر نہ آتی تھی۔ دیر کے بعد سب واقعات مجکو یاد آئے۔ پھر کیا تھا شکر الہی بجالا کر حمد و ثنا خدا کی کرتا ہوا رہزن کے خیمہ پر آیا اسکی خوبصورت بی بی میری صحبت سے راضی تھی۔ آخر میں نے اس سے نکاح کیا۔ اور رہزن کا کل مال و متاع میرے ہاتھ آیا۔ اور اللہ نے مجکو اسی وقت سے فقر و فاقہ سے نجات دی۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ چاہ کن را چاہ درپیش۔ اس ظالم کا ظلم اسکی طرف لوٹ آیا

؎ بآزار مظلوم مائل مباش ؛ ز درد دل خلق غافل مباش ؛ مکن مردم آزاری اے تند راے ؛ کہ ناگہ رسد بر تو قہر خدائے ؛

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین شخص اول دوزخ میں جاویں گے۔ امیر ظالم اور مالدار جو زکوۃ نہ دے اور فقیر کو تکبر کرے ساتھ فقر کے۔ بادشاہ کفر کی حالت میں دیر پا رہ سکتا ہے۔ اور ظالم کی حالت میں قیام نہیں رہ سکتا۔ اور سعدی نے فرمایا ہے۔ ستم بر ضعیفان مسکیں مکن ؛ کہ ظالم بدوزخ رود بے سخن ؛

نقل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک گاؤں میں تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ وہ لوگ بہت غمگین ہیں۔ سبب غم دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا کہ ایک مرد صالح تھے۔ انکا انتقال ہو گیا ہے۔ عیسیٰ ع انکی قبر پر گئے۔ تو دیکھا کہ عذاب ہو رہا ہے۔ سبب عذاب پوچھا تو کہا کہ ایک زبردست زیر دست پر ظلم کر رہا تھا۔ میں اس عتاب میں گرفتار ہوا کہ میں نے اس مظلوم کو ظالم سے چھڑایا نہیں۔ اگر چھڑاتا تو چھڑا سکتا تھا ؛

اے سعید جائے غور ہے کہ مظلوم کی مدد نہ کرنے پر عتاب ہوا۔ اس سے ظاہر ہوا

ایک مظلوم کو ظالم سے چھڑوانا لازمی ہے

کہ ظالم پر کچھ عتاب ہوگا۔ **حکایت**۔ نقل ہے کہ ایک قزاق راہ لوٹتا اور مسافرونکو
ناحق قتل کرتا تھا۔ یہاں تک کہ حاجیونکو بھی نہ چھوڑتا تھا۔ ناگاہ ایک غریب مسافر ناواقف
اس راہ سے گذرا۔ قزاق نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا۔ کہاں جاتا ہے؟
کیا نہیں جانتا اس راہ سے کوئی جان سلامت نہیں لے جا سکتا۔ کہا برائے خدا سب سامان لیلے
اور مجھے جان سے چھوڑ دے۔ کہا سبحان اللہ اپنے پیر سے گور میں جانا اور مرگ کے ہاتھ سے
شور مچانا۔ پھر زندگی سے مایوس ہوکر کمال خوشامد سے دو رکعت کی مہلت لی اور بعد نماز کے
سجدہ میں بکمال گریہ وزاری کی۔ کہ اے کریم تیرے سوا اس ظالم کے ہاتھ سے کون بچانیوالا
اور چھڑانے والا ہے۔ اور زار و نزار روتا اور چشمہ چشم سے دریا بہاتا۔ اور حمد و ثنا میں
کہتا تھا۔ جب حال اپنے ~ وقت تنگ آمد مرا یک نفس ÷ بادشاہے کن مرا فریاد رس ÷
ناگاہ اسی وقت ایک سوار آیا۔ اور اس قزاق کو مار گرایا۔ اور اس کو اسکے ہاتھ سے بچایا۔ پھر اس سوار
کی خدمت میں اس نے عرض کی برائے خدا سچ بتاؤ کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو کہ میں
تمہاری تابعداری میں جان نثاری کردوں۔ کہ تم نے میری جان بچائی۔ کہا میں دس ہزار برس سے
نزدیک عرش معلی کے حاضر رہتا ہوں۔ جب کوئی فریادی فریاد کرتا ہے حسب الحکم حاکم حقیقی سے فوراً
اسکی داد دیتا ہوں۔ اور ظالم اور سرکش سے بدلہ لیتا ہوں۔ اور ہر دم تیار سوار کھڑا رہتا ہوں
حکایت۔ نقل ہے مالک دینار سے کہ میں ایک مرتبہ حج کو جاتا تھا۔ ناگاہ راہ میں کیا
دیکھتا ہوں۔ کہ ایک کوا منہ میں روٹی لیے ہوئے ایک طرف کو اڑا جا رہا ہے اتفاقاً جی میں
آیا۔ دیکھوں یہ کہاں جاتا ہے۔ تھوڑی دور جا کر ایک مقام پر بیٹھا۔ دیکھا تو وہاں ایک شخص ہاتھ
پیر کٹا پڑا ہے۔ اور وہ کوا اس کے سینے پر بیٹھا پنجے سے ٹکڑا توڑ کر کھلا رہا ہے۔ تھوڑی
دیر کے بعد اڑ گیا۔ اور منہ میں پانی لایا۔ پھر اسکو پلایا۔ اسی طرح کئی مرتبہ کیا۔ پھر اسکو کھلا پلا
کر اڑ گیا۔ میں سخت حیران ہوگیا۔ اور قدرت خدا کا تماشہ دیکھنے لگا۔ پھر میں نے اس شخص سے
جاکر پوچھا۔ کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ میری عقل گم ہے۔ کہا ہمارا قافلہ حج کو جاتا تھا۔ ناگاہ
قزاق دوڑ پڑے اور سب قافلہ کو قتل کر گئے۔ اور سب سامان لوٹ کر لے گئے۔ اور اس لوٹ
مار میں میرے ہاتھ پیر کٹ گئے تھے۔ مجھکو ہاتھ پیر کٹا جان کر چھوڑ گئے ہیں۔
تین دن تک بھوکا پیاسا تڑپتا رہا۔ پانی منہ میں نہ گیا۔ جب جاں بلب ہوا اور زندگی سے
مایوس ہوا۔ تو جناب باری میں گریہ وزاری کرنے لگا۔ کہ اے میرے کریم تیرے سوا اس
خوار زار کا خبر لینے والا کون ہے۔ بھوک پیاس کی مصیبت سے چھڑا ورنہ اپنے
پاس بلا۔ پس دعا اس بیکس کی اس فریاد رس نے قبول کی۔ چنانچہ اسوقت سے یہ کوا

دونوں وقت کھلاتا ہے جیسا کہ تم نے دیکھا۔ سبحان اللہ اے اللہ سوا تیرے کون ہے جو مظلوم کی دادرسی کرے۔ اور بے دست و بے پا کو رزق پہنچائے۔

حکایت نقل ہے کہ بادشاہ قوم بنی اسرائیل سے بہت بڑا ظالم تھا۔ طرح طرح کی بنیاد ظلم کی ڈالتا تھا۔ چنانچہ ایک مکان بنانا شروع کیا۔ ملازمان کو حکم دیا کہ حاملہ عورتوں سے اینٹ گارا ڈھلواؤ۔ اور جلد تیار کراؤ۔ ناگاہ ایک عورت حاملہ کے دن پورے ہو چکے تھے۔ اسکو پکڑا۔ سر چند اس نے عذر کیا۔ کہ مجھکو ذرا مہلت دو۔ کہ میں جننے کے درد سے نجات پاؤں۔ پھر میں تمہارے کام میں مستعد رہونگی۔ ملازمان ظالم نے نہ مانا۔ بلکہ اسکو مارنا پیٹنا شروع کیا۔ اس مصیبت زدہ کو دکھ درد پیٹ سے اٹھنا بیٹھنا ہی دشوار تھا۔ سر پر بوجھ اٹھانے کا کیا ذکر۔ آخر کار جب اسکو ہر طرف سے مار دھاڑ ہونے لگی۔ اسکو اپنی زندگی پہاڑ ہو گئی۔ جان سے تنگ آ کر جناب الٰہی میں بکمال نالہ و آہ رو کر کہنے لگی۔ کہ اے میرے مالک تیری لونڈی اس مصیبت و آذت میں گرفتار ہے۔ اس حال سراپا وبال میں سوا تیرے کون اسکا غمگسار ہے۔ کیا تو اس حال سے خبردار نہیں ہے۔ ایسی زندگی سے موت بھلی ہے پھر یکایک قہر الٰہی نازل ہوا کہ وہ بادشاہ ظالم مع سب رہا سہے کے فوراً زمین میں دھنس گیا۔

اور فرمان باریتعالیٰ ہے اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنے جو کوئی ظلم کرے۔ یعنی ظالمونکو چاہیئے کہ مجھ سے ڈریں۔ نہیں تو انکے واسطے عذاب تیار رہے۔ پھر اگر وہ ظالم ظلم کے بدلہ نیک کام کرے۔ یعنی ظلم کر کے توبہ کرے۔ اور نیکیاں کرے تو پھر میں بیشک بخشنے والا مہربان ہوں بخشدونگا۔ یہ آیت پڑھ کر کسی ظالم کے منہ جاوے تو اسکے ظلم سے محفوظ رہے۔ وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا سَیَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا۔ ظلم کی حالت میں بسا اوقات حق العباد تلف ہوتا ہے اس سبب سے ظلم سے ہر شخص کو چاہیئے۔ کہ بچے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالےٰ توبہ سے اپنے گناہ معاف فرماتا ہے۔ اور اپنے بندوں کے بھی معاف کرنے پر قادر ہے اور حکم یوں ہے کہ جسکا مال لیا ہے از راہ ظلم کے۔ اسکو واپس دے۔ اور اس سے معاف کرائے سو

کسے کو جفا و ستم می کند ✽ یقین ست کو بیخ خود می کند ✽
نماند ستمگار بد روزگار ✽ بماند بر و لعنت کردگار ✽

علم و عمل قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ کہدے محمدؐ کیا برابر ہیں وہ جو جاننے والے ہوں اور نہ جاننے والے۔ البتہ عقلمند ہی نصیحت مانتے ہیں۔ (حدیث) اَلْاِیْمَانُ عُرْیَانٌ وَلِبَاسُهُ التَّقْوٰی وَزِیْنَتُهُ الْحَیَاءُ وَثَمَرَتُهُ الْعِلْمُ۔ بغیر تقویٰ کے ایمان گویا ننگا ہے۔ بغیر حیا کے بے زینت ہے۔

بے علم کے بے ثمر ہے۔ روح البیان میں ہے کہ آدم کے پاس جبرئیل علیہ السلام تین تحفہ لائے علم عقل حیا۔ آدم نے عقل کو پسند کیا۔ حیا و علم کہا کہ تم جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ باریتعالیٰ نے ہمکو ایک ساتھ پیدا کیا ہے ہم نہیں جائینگے۔ حیا آنکھہ میں مقیم ہوئی۔ عقل دماغ میں۔ علم دل میں پس جسکو عقل ہوگی تحصیل علم کرے گا۔ اور علم کی برکت سے حیا آجائے گی۔
اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ اللہ کے بندوں میں سے ڈرتے ہیں وہی جنکو علم ہے۔
جب کوئی اسکو نہ پہچانے اس موافق چلنا چاہیئے۔ تو ہرگز اس کے موافق اسکی تعظیم نہ کریگا۔ اور روایت ہے حضرت علی سے۔ مَنْ کَانَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ کَانَتِ الْجَنَّۃُ فِیْ طَلَبِہٖ وَمَنْ کَانَ فِیْ طَلَبِ الْمَعْصِیَۃِ کَانَتِ النَّارُ فِیْ طَلَبِہٖ۔ جو کوئی علم کی طلب میں ہے جنت اسکی طلب میں ہے اور جو کوئی گناہ کی طلب میں ہے۔ دوزخ اسکی طلب میں ہے۔ علم کے۔ معنے جاننا۔ اے بچوں جب جانوگے۔ تب ہی عمل کروگے۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ عالم کا سونا۔ جاہل کی عبادت سے بہتر ہے۔ مدار کار عبودیت کا علم پر ہے اور عبادت بے علم کی ممکن نہیں ہے۔ تو بالضرور علم کا سیکھنا عبادت پر مقدم ہے۔ چنانچہ فرمایا اللہ کے بندوں میں سے ڈرتے ہیں۔ وہی جنکو علم ہے۔ اور علم ہی پر ہے دوجہان۔ دین و دنیا کا مدار۔ علم کو زوال نہیں ہے۔ نہ چور چرا سکتا ہے نہ بادشاہ غارت کرسکتا ہے۔ تو اے میرے پیارے سعید اس کو حاصل کرنے میں کاہلی نہ کر علم والا تنہائی جبیٹھ کر اپنا دل بہلا سکتا ہے۔ گھر بیٹھے سارے جہان کی سیر کرسکتا ہے۔ ناصح کی نصیحت سے بہرہ یاب ہوسکتا ہے۔ اللہ اور رسول کے حکم کو مان سکتا ہے۔ پس لازم ہے کہ بجز علم کے اور کام نہ کرے۔ علم سیکھنے کے سوا دوسری طرف آنکھ بھر کے نہ دیکھے ؎
میاموز جز علم گر عاقلی ۔ کہ بے علم بودن بود غافلی ۔ اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عالم کی بڑائی عابد پر ایسی ہے۔ جیسے کہ میری بڑائی امتی پر ہے۔ اور فرمایا کہ عالم کی طرف ایک بار دیکھنا۔ خدا کو ایسا پیارہ ہے کہ عابد کی ایک برس کی عبادت سے جو نماز اور روزہ کے ساتھ ہو۔ اور فرمایا۔ آپ نے اپنے صحابہ کرام کو کہ میں تم کو دکھاؤں یعنی بتاؤں سب سے بہتر شخص کو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ وہ امت کے عالم ہیں۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ عالم عابد سے بہتر ہے۔ اور دوسری جگہ آیا ہے کہ عابد پر عالم کو ایسی فضیلت ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو سب تاروں پر۔
کسی نے کہا ہے ؎ رفعت آدمی بعلم بود ۔ ہر کرا علم بیش رفعت بیش ۔
حدیث مَنْ اَکْرَمَ عَالِمًا فَقَدْ اَکْرَمَنِیْ وَمَنْ اَکْرَمَنِیْ فَقَدْ اَکْرَمَ اللّٰہَ وَمَنْ اَکْرَمَ اللّٰہَ تَعَالٰی فَلَہُ الْجَنَّۃُ جس شخص نے توقیر و عزت کی عالم کی۔ پس حضرت فرماتے ہیں کہ۔

عزت کی اس نے میری۔ اور جس شخص نے عزت و عظمت کی میری۔ پس تحقیق بزرگ رکھا اللہ تعالیٰ کو۔ اور جس شخص نے بزرگ رکھا اللہ تعالیٰ کو۔ پس واسطے اس کے جنت ہے۔

حکایت روایت راویان باخبر سے ہے کہ اسمٰعیل سامانی بادشاہ خراسانی نہایت شان و شوکت رکھتا تھا۔ ایک روز ایک عالم کسی ضرورت سے اس کے پاس آیا۔ اسمٰعیل شاہ نے اسکی بڑی عزت و توقیر کی۔ اور جب وہ اس کے پاس سے گیا۔ سات قدم فراپیش (استقبال پیشوائی) اس کے پیچھے گیا۔ شب کو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اس سے فرماتے ہیں۔ کہ اے اسمٰعیل چونکہ علماء امت میری کی توقیر کی تو نے۔ کی میں نے رب العزت سے دعا کہ تم کو دو جہان میں عزت سے رکھے اور سات قدم جو بطور تعظیم کے اس کے پیچھے چلنے کے عوض میں تیری نسل سے سات آدمی بادشاہی کرینگے دونوں دعائیں تیرے حق میں مستجاب ہوئیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے دوزخ کو دیکھا کہ اکثر اس میں فقیر لوگ تھے۔ لوگوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ بے مال کے فقیر تھے فرمایا۔ نہیں علم کے فقیر تھے۔ پس بے علم جیسی چاہیے ویسی عبادت نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی آدمی خدا کی عبادت فرشتوں کی مانند کرے۔ اور اسکو علم نہو۔ وہ زیاں کاروں سے ہوگا۔ یہ امام غزالی اپنی کتاب منہاج العابدین میں لکھتے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ علم سیکھنے میں چستی کرنی چاہیئے۔ نہ کہ سستی تاکہ گمراہی سے بچے ؎

دنیائے دون کی طلب کیواسطے علم کا حاصل کرنا منع ہے۔ اس میں اخلاص شرط ہے۔ جو کوئی۔ اس لئے سیکھے کہ لوگ اس کے گرد جمع ہوں اور اسکی واہ واہ کریں یا امیر و غریب اس کے گرد جمع ہوں یا لوگوں میں بیٹھ کر اپنی بڑائی کرے یا دنیا کا مال جمع کرے تو وہ زیانکاروں میں داخل ہوگا۔ اور حکیم ارسطالیس کا قول ہے کہ اگر علم پڑھ کر نفس کے عیب دفعہ نہوے تو علم و دانش نے کچھ فائدہ نہ بخشا۔ اور نافع علم وہ ہے جس سے دنیا کی حقارت اور آخرت کی بزرگی حاصل ہو۔ اور حب دنیا کی برائی سمجھے۔ اور تکبر حسد وغیرہ سے بچے۔ عورت کی زیبائش زیور سے ہے اور مرد کی علم و ہنر سے ؎

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ علم دین کے سکھانے اور سیکھنے والوں کے حق میں اللہ تعالیٰ اور فرشتے آسمانوں کے اور زمین کے رہنے والے یہانتک کہ چیونٹیاں بلوں میں اور مچھلیاں دریا تک میں دعا خیر کرتی ہیں۔ کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ؎

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خَالِدِينَ فِيهَا یعنی جو لوگ ایمان لائے۔ یقین لائے اور اعمال نیک کیے ہیں ان کے واسطے سرسبز اور شاداب

باغ جنت کے ہیں اور انکی بہانی ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ آسائش سے بسر کریں گے۔ علم کے ساتھ عمل ایسا ہے کہ جیسے سونے کو سوہاگا۔
بندے کو سوا بندگی کے چارہ نہیں۔ اور علم بے عمل سے کچھ فائدہ نہیں ؎ علم چندانکہ بیشتر خوانی ؛ چوں عمل در تو نیست نادانی ؛ اسواسطے علم مثل درخت کے ہے۔ اور عبادت اسکا پھل ہے۔ اور نفع پھل ہی سے ہے۔ حسن بصری نے خوب کہا ہے کہ علم اس طرح حاصل کرو کہ عبادت سے نہ رہ جاؤ۔ اور عبادت اس طرح کرو کہ علم سے نہ رہ جاؤ۔ اب یہ معلوم ہوا کہ دونوں امر ضروری ہیں تو اب یہ جاننا چاہیئے کہ علم کا عبادت پر مقدم رکھنا ہی بہتر ہے خاص زمانہ طالب علمی میں۔ یا بچپن میں کیونکہ علم راہ بتاتا عبادت کا ہے۔ چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علم عمل کا امام ہے۔ اور عمل۔ علم کا۔ تابع ہے اور فرمایا ہے کہ ہر مرد وعورت مسلمانوں پر طلب علم کرنا فرض ہے وہ اول توحید ہے۔ یعنی خدا کو ایک جاننا۔ اور یہ جاننا کہ وہ علیم اور سمیع ہے اور بصیر ہے تمام صفتوں کمال کے ساتھ موصوف ہے ؎ خدا کو ایک ماننا ہے تو پھر کیا تمہیں تم ہو یا دوں میں ہے اگر ایمان تو پھر اعلیٰ تمہیں تم ہو ؛ اور وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور حدیث کی گمان سے مبرا اور سب نقصانوں سے مبرا جو سب مخلوقات پر لازم و ممکن ہے اور نہ وہ کسی شے کے مشابہ ہے اور نہ کوئی شے اسکے مشابہ ہے اور مکان و اطراف سے مستثنی اور منزہ ہے۔
اور علم توحید کو اتنا جاننا کہ مدعیان بد اعتقاد والوں سے جھگڑا کر سکے۔ اور انکو بند کر سکے۔ مگر یہ فرض عین نہیں ہے۔ کہ سب کے لئے ہے۔ بلکہ فرض کفایہ ہے۔ مگر ضروری اسقدر ہے کہ جس سے اعتقاد درست کر سکے۔ اور خدا کی ذات میں بحث کرنا منع ہے۔ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لَآ اُحْصِی ثَنَاءً عَلَیْکَ اے خدا میں تیری تعریف ہرگز نہیں بیان کر سکتا۔ کیونکہ اسکی ذات کا پتہ بڑے بڑے پیغمبروں کو نہیں ہے۔ جیسے کہ موسیٰ کلیم اللہ اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے۔ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ۔ خدا کے مانند کوئی نہیں ؎ تصور ذات یکتا کا محال ؛ اسکی کیونکر ہوں تصور میں مثال ؛ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے ہیں۔ اور جو آخرت کے بیان میں آپ نے خبر دی ہے۔ یعنی بعد مرنے کے قیامت تک قبر میں رہنا۔ فرشتوں کا آنا اور سوال دین و ایمان کا کرنا اور عذاب قبر اور صور کا پھونکنا اور سب عالم کا فنا ہونا پھر قیامت کو بعد نفخ صور ثانی سب کا زندہ ہونا اور حساب اور نامہ اعمال کا ملنا۔ اور پلصراط پر سے گذرنا۔ اور دوزخ اور جنت میں جانا۔ اور دیدار خدا اور شفاعت مصطفیٰ ہم گناہگاروں کے حق میں سب حق ہے۔ اور حدیث شریف آیا ہے۔ اَلْاِیْمَانُ مَعْرِفَةُ اللّٰهِ بِالْقَلْبِ وَاِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ

اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ اِیْمَانٌ ۔ اے عزوجل کو پہچاننا دل کے ساتھ و اقرار کرنا زبان سے اور عمل کرنا ارکان ایمان کا۔ اور فرمایا ہے آنحضرت نے اَلْاِیْمَانُ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْجَنَانِ یعنے ایمان اقرار کرنا زبان کے ساتھ اور تصدیق کرنا دل کے ساتھ۔
اور نبی کریم نے فرمایا ہے۔ لَا یَکْمُلُ الْاِیْمَانُ الْعَبْدُ حَتّٰی یُحِبَّ لِسَائِرِ النَّاسِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ یعنی ایمان بندے کا اسوقت تک کامل نہیں ہوتا جبتک کہ وہ جس چیز کو اپنے نفس کے لئے درست رکھتا ہو اور لوگوں کے لئے درست رکھے۔ اے سعید اللہ تعالیٰ نے آدم کو علم تمام مخلوقات کے ناموں کا عطا کیا چنانچہ فرمایا ہے عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّہَا۔ اس علم سے آدم کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ فرشتوں سے سجدہ کروایا۔ یہ فضیلت علم کی وجہ سے ہوئی۔ اور پہلی امتوں میں بحیثیت تکریم کا سجدہ جائز تھا۔ اب ہماری امت محمدیہ میں حرام ہے۔ یعنی نہایت درجہ کی تعظیم انکی فرشتوں سے کرائی۔ اور حضرت خضر کو ساتھ علم فراست کے چنانچہ فرمایا ہے۔ وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اور خضر کو ان کے علم سے استادی حضرت موسیٰ پیغمبر کی عنایت ہوئی۔
و حضرت یوسف علیہ السلام کو علم تعبیر دیا وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ اور حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے علم نے بادشاہی زمین مصر کی دلوائی۔ اور قید خانہ سے رہائی عطا کی۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کو علم صنعت دیا چنانچہ فرمایا ہے عَلَّمْنٰہُ صَنْعَۃَ لَبُوْسٍ لَّکُمْ۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کو انکے علم نے طرف ریاست اور بادشاہی کے پہنچایا۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو بسبب جاننے زبان جانوروں کے کہ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ اور حضرت سلیمان کو انکے علم زبادانی جانوروں کی نے بلقیس جیسی عورت مالدار و صاحب سلطنت و صاحب مرتبہ اور ملک اور لشکر کی بخشی۔
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انکے علم توریت اور انجیل کی کہ۔ یُعَلِّمُہُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرٰىۃَ وَالْاِنْجِیْلَ۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو انکے علم نے تہمت انکی ماں سے زنا کی دور کرائی۔
اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ علم اسرار کے کہ وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انکے علم نے ساتھ خلافت و شفاعت عظمیٰ کے سرفراز کیا۔ امت محمدیہ کو کہ وہ علم حقیقت و شریعت کا رکھتے ہیں۔ کیا تعجب ہے کہ انکو صحبت انبیا کی میں پہنچا دے۔ اور یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا ہے اور اس علم کے جاننے کی برکت سے کیا تعجب ہے کہ انکو بندی خانہ دوزخ سے نجات دے۔ اور ان کے صدقہ سے جمیع گناہ گاران امت کو۔
نقل ہے کہ بغداد میں مدرسہ نظامیہ تھا۔ ایک روز بادشاہ وقت تبدیل لباس کرکے مدرسہ دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔ اور مخفی طور سے طلبہ کے خیالات کی آزمائش کی کہ دیکھئے علم پڑھنے سے انکی کیا غرض ہے۔ چنانچہ ایک طالب سے پوچھا کہ آپ کس لئے پڑھتے ہیں

اسنے کہا کہ میں اسلیئے پڑھتا ہوں کہ میرا باپ قاضی ہے میں اگر عالم بن جاؤں گا تو میں بھی قاضی ہو جاؤنگا۔ اس کے بعد دوسرے سے پوچھا۔ اسنے کہا۔ کہ میرا باپ مفتی ہے کہ میں مفتی بننے کے لیے پڑھتا ہوں۔ غرض جس سے پوچھا۔ اس نے کوئی نہ کوئی غرض دنیا کی بتلائی۔ بادشاہ کو بہت غصہ آیا۔ کہ افسوس ہے کہ علم دین دونیا کے لئے پڑھا جاتا ہے۔ اور ہزاروں روپیہ مفت برباد ہوتا ہے۔ ایک گوشہ میں امام غزالی بھی خستہ حالت میں بیٹھے کتاب دیکھ رہے تھے اس وقت یہ طالب علم تھے۔ نہ کوئی جانتا تھا۔ ان سے دریافت کیا کہ تم کیوں پڑھتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے دلائل عقلیہ ونقلیہ سے معلوم کیا ہے کہ ہمارا ایک مالک حقیقی ہے جو سموات وارض کا مالک ہے اور مالک کی اطاعت ضروری ہوتی ہے اسکی مرضیات پر عمل کرے اور نامرضیات سے بچے۔ سو میں اس لیئے پڑھتا ہوں کہ اسکی مرضیات ونامرضیات کی اطلاع حاصل ہو۔ بادشاہ سنکر خوش ہوئے اور ظاہر کر دیا۔ کہ میں بادشاہ ہوں۔ اور کہا کہ میں نے ارادہ کر دیا تھا۔ کہ اس مدرسہ کو توڑ دوں گا۔ مگر تمہاری وجہ سے مدرسہ رہیگا۔ پس تحصیل علم اس غرض ہونی چاہیئے۔ جو امام غزالی نے ظاہر کی۔ اور جسکی غرض تحصیل دنیا۔ اور حب دنیا ہوگی۔ اس کے علم سے کچھ نفع آخرت نہوگا۔

اے سعید علم ایسی شئے ہے کہ اس سے تنہائی میں بھی وحشت نہیں ہوتی اور کسی کا قول ہے۔ کہ اس زمانہ میں کتاب سے بہتر کوئی ہمنشین نہیں۔ جیسا کہ اس بیت سے ظاہر ہوتا ہے۔

ہمنشینے۔ از کتاب مخواہ ۔ کہ مصاحب بود وگہہ دبیگاہ ۔ ایں چنیں ہمدمے لطیف کہ دید کہ نرنجید وہم نرنجانید ۔ اور کسی کا قول ہے ؎ فروغ علم ودانائی کتاب است ۔ انیس کنج تنہائی کتاب است ۔

حکایت ایک شخص نے کسی بڑے ذریعہ سے چاہا کہ بادشاہی خدمت سے سرفراز کیا جاوے بادشاہ نے فرمایا کہ اول علم حاصل کر تا کہ قابل میری خدمت کے ہو۔ اور وہ شخص امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ اور تحصیل علم شروع کی۔ بعد اسکے کہ لذت علم کی اسکو حاصل ہوئی۔ اور آفتیں بادشاہونکی صحبت کی جانی۔ بادشاہ نے اسکو بلایا۔ اور امتحان لیا۔ اور بعد امتحان کے کہا کہ اب قابل میری خدمت کے ہوا۔ طلب علم سے بس کر اور میری خدمت میں مشغول ہو۔ اس شخص نے عرض کیا کہ جسوقت کہ لائق خدمت کے تھا تم نے قبول نہ کیا اور اب میں لائق خدمت اس کے کا ہوا تم کو قبول نہیں کرتا ہوں یہ برکت اسکو محض ببرکت علم حاصل ہوئی۔

نقل ہے کہ ایک روز امام مالک سے ہارون رشید نے کہا کہ تم یہاں آیا کرو۔ کہ ہمارے لڑکے تم سے پڑھیں۔ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علم کو اگر تم عزت دوگے۔ تو عزیز ہوگا۔ اور اگر تم ذلت دوگے۔ تو ذلیل ہوگا۔ اور علم آپ کسی کے پاس نہیں جاتا۔ علم کے پاس سب آتے ہیں۔ ہارون رشید نے کہا۔ سچ کہتے ہو۔ اور بیٹیوں سے کہا تم بھی مسجد میں لوگوں کو

ساتھ جا کر سنا کرد- باوجود دولت و سلطنت کے علم کیطرف جھکے- حضرت شیث علیہ السلام کا قول ہے کہ بادشاہ کو چاہیے- کہ اہل علم سے احسان کرے تاکہ تحصیل علم کا شوق ہو- اور علم تھوڑا ہو یا بہت ہو فائدے سے خالی نہیں- جیسا کہ اس حکایت سے ثابت ہوتا ہے-

حکایت- ایک مچھلی پکڑنے والے نے دریا میں ڈگن ڈالی (وہ ڈور جس میں کانٹا بندھا ہوتا ہے) اتنے میں دو طالب علم بحث کرتے ہوئے- وہاں آنکلے- اس مچھلی پکڑنے والے نے کہا- کہ آپ ذرا خاموش رہیں- انہوں نے ایک نہ مانی- آخر بعد ردو قدح کے یہ قرار پایا کہ در صورت گرفتاری مچھلیوں کے دو مچھلیاں ہم کو دے- غرض صیاد نے پے در پے تین مچھلیاں نکالیں اور دو انکو دیں- اور کہا کہ اس کے عوض میں جس مسئلہ پر آپ تقریر کرتے تھے- وہ مجھے بتائیں- طالب علموں نے کہا کہ میراث خنثی میں گفتگو کرتے تھے- اور خنثی وہ ہے نہ مرد ہو نہ عورت صیاد نے اس لفظ کو یاد کر لیا- دوسرے دن اس صیاد کی گرفتاری میں- ایک عجیب مچھلی آئی- اس نے اسکو بادشاہ وقت کی نذر کی- بادشاہ نے نہایت خوشی سے ایک ہزار روپیہ انعام دینے کے لئے فرمایا- وزیر نے عرض کی صیاد بہت ہیں- اور دریاؤں میں مچھلیوں کی کمی نہیں- جب فی مچھلی یہی انعام ہے تو یقین کہ تھوڑے عرصہ میں خزانہ مچھلیوں کے انعام میں دریا برد ہو جائے گا- بادشاہ یہ سنکر سوچ میں گیا- اور کہنے لگا اب زبان بدل نہیں سکتا- وزیر نے عرض کی کہ حضور اس سے دریافت فرمائیں کہ یہ مچھلی نر ہے کہ مادہ در صورت بتلانے نر کے مادہ طلب کریں اور مادہ کہنے پر نر- جب وہ اس کا جوڑا ملانے سے عاجز ہوگا- تو بہت تھوڑے انعام پر اکتفا کرے گا- بادشاہ نے اس طرح دریافت کیا- صیاد کو وہ لفظ یاد تھا عرض کی- حضور سلامت یہ خنثی ہے- بادشاہ نے اس حاضر جوابی سے دنگ ہو کر- اور ایک ہزار روپیہ انعام کے فرمائے- ہمارا یہاں اسکا ذکر کرنے سے یہ مطلب ہے کہ صرف ایک لفظ کے علم سے صیاد کو دو ہزار روپیہ انعام کے مل گئے- اور صیاد کو یہ فائدہ بخش ہے

چو شمع از پئے علم باید گداخت ٭ کہ بے علم نتواں خدا را شناخت ٭ برو دامن علم گیر استوار ٭ کہ علمت رساند بدار القرار ٭ ترا علم در دین و دنیا تمام ٭ کہ کار تو از علم گیرد نظام ٭

نقل ہے کہ ایک آدمی کو خوش پوشاک دیکھکر کسی نے اپنا خط نہایت تپاک سے پیش کیا کہ اسے پڑھ کر سنا دیجئے- وہ پڑھے لکھے نہ تھے- خط لیکر بہت شرمندہ ہوئے- لیتے ہوئے تو لے لیا- اب پڑھیں تو کیا پڑھیں- لگے رونے- خط پڑھوانے والا- حیران ہکا بکا رہ گیا- اور اپنا خط لے لیا- اسدن سے شخص نے پڑھنا لکھنا شروع کر دیا- کیونکہ دل میں سخت چوٹ لگی تھی تھوڑے عرصہ میں لکھ پڑھ لیا- اور اب جو کوئی خط لکھواتا یا پڑھواتا

تو بصدق و ذوق و شوق لکھہ پڑھ دیتا۔ ذرا سے شوق کرنے سے۔ لکھنے پڑھنے میں مشاق ہوگیا۔ ایسے ہی بچو تم بھی پڑھنے لکھنے میں ہمہ تن مصروف ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کامیاب کردیگا۔

(قطعہ) قلم گوید کہ من شاہ جہانم ٭ قلم کس را بدولت میرسانم ٭ اگر بد بخت باشد من چہ دانم ٭ وسے یکبار با دولت رسانم ٭ پڑھا ہوا بچہ بوڑھے ان پڑھ سے زیادہ عقلمند مانا جاتا ہے اور اگر علم نہیں ہے تو صاحب کو بھی حسرت و پشیمانی ہوتی ہے۔ **نقل** اکبر بادشاہ کہتے ہیں کہ ان پڑھ تھا۔ ایک دفعہ سفیر ایران آیا اور ایک نامہ لایا۔ اکبر بادشاہ نے اسکو ہاتھ میں لیا۔ اور اوندھی طرف سے دیکھنے لگا۔ سفیر نے۔ تبسم کناں دیکھا۔ اور اہل دربار سے کسی نے کہا۔ کہ حضرت کے بارے میں کچھہ نہ کہو ہمارے پیغمبر بھی امی تھے۔ غرض میری یہاں اس لکھنے سے یہ ہے کہ باوجود شاہ ہونے کے علم نہ ہونے کی وجہ سے منفعل ہوگئے۔ **نقل** ہے کہ باغ شالامار لاہور میں رنجیت سنگھہ کا گذر ہوا۔ اور وہاں کے مالی نے ایک وش میں پھولوں کی کیاری میں اسطرح پھول بوئے تھے۔ کہ سرخ پھولوں کے گملوں میں سفید پھول نمایاں تھے۔ رنجیت سنگھہ نے کہا کہ یہ کیسی کیاری لگائی ہے۔ ایک خادم نے عرض کیا کہ حضور ان پھولونکی سفید و سرخی میں یہ شعر پڑھا جاتا ہے ؎ الٰہی بخت تو بیدار بادا ٭ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ٭ رنجیت سنگھہ نے اس کے معنے دریافت کرنے پر بہت حسرت سے کہا کہ علم کے سبب سے لطف باغ کی کیاری کا تم نے حاصل کیا۔ اور بے علمی سے۔ میں محروم رہا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ طلب کرو علم کو۔ اگرچہ ہو چین میں ٭ اور فرمایا حضرت نے جو کوئی چلے راہ واسطے طلب علم کے آسان کریگا۔ حق تعالےٰ اس کے لئے راہ بہشت کی۔ اور ارشاد فرمایا ہے رسول خدا نے کہ جو کوئی باہر آوے طلب کے لئے وطن سے وہ راہ خدا میں ہے۔ جبتک کہ واپس آوے **حکایت**۔ اے بچو تم نے بھی شاید دیکھا ہوگا۔ کہ زیر جامع مسجد دہلی کے۔ ایک پردیسی آیا تھا جو کہ ہاتھہ کا لنجا اور پاؤں سے لنگڑا تھا۔ اور تمام بدن پر رعشہ تھا۔ اس غریب کے اسقدر عضو بیکار تھے کہ ان سے کوئی کام نہیں کر سکتا تھا بالکل چھوٹے ہوے اور چھوٹے تھے ٹھنڈ رہ گئے تھے۔ دستم شما بخیر نہ ہاتھہ کی ہتھیلی تھی۔ اور نہ ہاتھہ کی انگلیاں تھی۔ علیٰ ہذا القیاس پاؤں کی انگلیاں بھی ٹیڑھی سیدھی تھیں۔ بالکل سیدھی نہ تھیں۔ اور جانگ اور پنڈلی بھی درست نہ تھی۔ اور تمام بدن میں لرزہ تھا۔ باوجود ان سب عضو بیکار بلا شبہ مارے ہوے کے پیر میں انگوٹھے کی گاہی میں پنسل تھام کر انگشت اور دائیں پاؤں سے کاغذ کو گرفت کرکے اس خوش خطی کے ساتھہ سیدھی لائن لکھتا تھا کہ بڑے بڑے ماہر کار لکھنے پڑھنے والے اسکی سیدھی لین بغیر پنسل کردہ لین پر سیدھی سطر لکھنے پر دست بدنداں تھے۔ اے دلدادہ کھیل والو۔ لڑکو ذرا غور ہے یہ کیونکر اس طرح کا میر منشی ہوگیا۔ آؤ ہم بتائیں یہ ہمت اور کوشش کا نتیجہ ہے جنکو اللہ تعالیٰ نے ہاتھہ پاؤں بدن درست دیا ہے وہ اگر ہمت سے کام لیکر محنت کریں گے۔

علم نہ ہونیکی وجہ سے صاحب سلطنت کو بھی جھینپنا پڑا۔

تو کیوں نہ کامیاب ہوں گے۔ ہاں یہ مانا قدرت نے سب طرح کی طبیعت کے آدمی پیدا کیے ہیں۔ کیسکو ایک وفعہ پڑھنے سے یاد ہو جاتا ہے اور کیسکو سو دفعہ میں۔ مگر جو ہمت کر کے محنت میں لگے رہتے ہیں۔ ضرور وہ کامیابی دیکھتے ہیں۔ ع بہر کا رے کہ ہمت بستہ گردد۔ اگر خارے بود گلدستہ گردد

اے سعید جب علم کے مشقت عمل میں رہا ہے۔ مانند اس شخص کے ہے کہ ہمیشہ راہ چلے اور منزل پر نہ پہنچے۔ اور مقصود علم سے پھیرنا دل کا ہے۔ خلق سے طرف خلاق کے اور مستغرق ہونا۔ اسکی معرفت و محبت میں۔ اور یہی علم سے مقصود اصلی ہے۔ کہ علم وسیلہ عمل کا ہے۔ اور جو کوئی علم کا وسیلہ نہ جانے بمنزلہ اندھے کے ہے۔ کہ کنوئیں کی راہ کو نجانے۔ اور جس نے علم سیکھا۔ اور عمل نہ کیا مانند اس شخص کے ہے کہ شمع ہاتھ میں رکھتا ہے۔ لیکن راہ نہیں چلتا۔ یہ سب صحیح کہ علم بڑی دولت ہے۔ مگر عمل کی بھی سخت ضرورت ہے یہ بہت مشہور بات ہے کہ جس کسی نے علم حاصل کیا۔ اور اسپر محبت قائم ہوتی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَالِمٌ لَمْ یَنْفَعْهُ اللّٰهُ بِعِلْمِهٖ یعنے سخت اور شدید عذاب بروز قیامت ہوگا اس عالم پر جس کے علم سے کچھ نفع نہیں پہنچا۔

اے سعید خالی علم دستگیری نہیں کر سکتا ہے اور تجھے یہ بات ایک مثال سے سمجھنی چاہیئے۔ کہ اگر کوئی شخص بیابان میں جاتا ہو اور اس کے پاس شمشیر بھی ہو اور تیر بھی ہوں اور وہ انکو کام میں بھی لانا جانتا ہو۔ اور اسکو ایک شیر کا سامنا پڑ جائے تو وہ بغیر ان چیزوں کے استعمال کیے شیر کو دفع نہیں کر سکتا۔ خالی شمشیر و تیر کا ہونا کارگر نہیں ہوتا۔ جبتک انکو کام میں نہ لائے۔ شیر بھاگے گا نہیں اسی طرح علم بھی بغیر عمل کارگر نہوگا۔ اے سعید یہ یقینی امر ہے کہ جبتک کام نکروگے مزدوری نہ پاؤگے۔ **حکایت** امام اعظم ایسے پرہیزگاری کرنے والے اور خدا سے ڈرنے والے عامل تھے کہ ایک دفعہ آپ کے شہر میں ایک بکری چوری ہو گئی۔ پس آپنے بکری کا گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ کہ ایسا نہ ہو کہ وہی بکری ذبح کی جائے۔ اور ہمکو دیدے گوشت بیچنے والا۔ یہ تھے عالم باعمل۔ سبحان اللہ کیا تقویٰ تھا۔ آپ کا۔ اللہ تعالےٰ نے عالم کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا یعنے سوا اس کے نہیں کہ ڈرتے ہیں اللہ سے بندے اس کے عالم۔ اور اے سعید تقویٰ اختیار کر اور چھوڑ گناہ صغیرہ و کبیرہ۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے۔ متقی لوگوں کو۔ متقی کے بیان میں دیکھ لو۔

نقل ہے کہ حضرت فاطمہ کی وفات کے بعد جب انکو آپ کا جنازہ قبر میں آتارا تو حضرت ابوذر غفاری نے اپنے جوش غم میں قبر سے خطاب کر کے۔ کہا یا قبر تجھے خبر بھی ہے کہ ہم کس کے جنازے کو لیکر آئے ہیں۔ یہ بیٹی رسول اللہ کی یہ خاتون ہیں۔ جناب علی رضی اللہ عنہ یہ والدہ حسن اور حسین کی یہ فاطمہ زہرہ ہیں جنت کی بیبیوں کی سردار۔ قبر سے آواز آئی۔ یا ابوذر قبر حسب نسب بیان کرنے

بہر سمجھ کے ضرورت

کی جگہ نہیں ہے۔ یہاں تو عمل صالح کا ذکر کر۔ اور یہاں تو وہی آرام پا دے گا۔ جس کے عمل صالح زیادہ ہونگے۔ **حکایت** ایک شخص بنی اسرائیل کا مدت دراز سے عبادت کر رہا تھا۔ خدا تعالےٰ کو منظور ہوا کہ اس کا خلوص ملائکہ پر ظاہر کرے۔ ایک فرشتہ کو اس کے پاس بھیجا۔ اور فرمایا کہ اس سے جا کر کہو کب تک یہ کوشش کریگا۔ آخر کار جہنمی ہوگا۔ چنانچہ وہ آیا۔ اور پیغام خدا و ندی پہنچایا۔ جواب دیا کہ مجھے بندگی سے کام ہے۔ اور خداوندی اسکی کام ہے۔ وہ فرشتہ جب بارگاہ رب العزت میں واپس آیا۔ اور جو کچھ سنا تھا وہ کہہ سنایا۔ خطاب آیا جب وہ اپنی غلامی سے نہ گذرا تو میں اپنی کریمی سے کیونکر باز آؤں۔ اے میرے فرشتوں گواہ رہو میں نے بخشدیا۔ اگر کوئی کہے کہ خالی ایمان ہی بہشت میں پہنچاتا ہے۔ اور عدو وہ گناہوں کے ہاں پہنچاتا ہے۔ مگر جبکہ طرح طرح کے عذاب اس پر گذر جاتے ہیں۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ رحمت اللہ کی احسان کرنیوالوں کے قریب ہے۔ اور جبتک رحمت اسپر نازل نہیں ہوتی تب تک وہ بہشت میں داخل نہو گا؛
حضرت حسن بصری فرماتے ہیں۔ بلا عمل جنت کو طلب کرنا مثل اور گناہ کے یہ بھی ایک گناہ ہے۔
اور حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ عاقل وہ شخص ہے۔ کہ جس نے اپنے نفس کو تابع اور ذلیل کیا۔ اور آخرت کے واسطے عمل کیا۔ اور احمق وہ ہے کہ اپنے نفس کو اپنی خواہش کا پیرو کیا۔ اور آرزوئیں کیں۔

اے سعید۔ علم بغیر عمل کے دیوانگی ہے اور عمل بدون علم کے دیوانگی ہے۔ جو علم آج تجھ کو گناہ سے باز نہیں رکھتا ہے اور طاعت کی طرف نہیں لاتا وہ قیامت کے دن کیا بچائیگا۔ اور خدا وند تعالےٰ فرماتا ہے۔ هَلْ مِنْ سَائِلٍ هَلْ مِنْ تَائِبٍ هَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ۔ یعنے ہے کوئی سوال کرنے والا۔ ہے کوئی توبہ کرنیوالا۔ ہے کوئی استغفار کرنے والا۔ پس اس سے یہ معلوم ہوا۔ کہ تنہا علم کی ضرورت نہیں۔ عمل کی بھی ضرور ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ طاعت و عبادت کو متابعت کرے۔
شرع کے جسطرح حکم ہے۔ اس کے بموجب عمل کرے۔ ترقی علم اور کشادگی ذہن کے لئے ہر روز نماز صبح کے بعد اکیس بار پڑھے مجرب ہے۔ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى۔ اور ترقی علم کے لئے ہر نماز کے بعد جسقدر ہوسکے پڑھا کرے۔ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ سب جانتے ہیں علم سے ہی زندگی روح ہے بے علم ہے اگر تو وہ انسان ہے ناتمام ہے بے علم وہ بے ہنر ہے جو دنیا میں کوئی قوم بغیر کا اقتضا ہی رہی ہے وہ غلام تعلیم اگر نہیں زمانہ کے حسب حال پھر کیا امید دولت و آرام و احتشام ؛

عدل وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ یعنی اگر علم کرے تو پس حکم کر درمیان انکے ساتھ عدل کے۔ بلاشبہ اللہ۔

دوست رکھتا ہے عدل کرنے والونکو۔
فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ان نعمتوں پر مجھکو یاد کرو۔ میں تم کو عنایت سے یاد رکھوں گا۔ اور میری نعمت کی شکرگذاری اور میری ناسپاسی مت کرو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر عدل کے ساتھ رحمت فرماتا ہے۔ یہ اسکا عدل ہے ورنہ وہ سب کا مالک اور ہمارا خالق ہے۔ ہم اس کی مخلوق ہیں۔ جب وہ توانا ہو کر عدل سے باز رہے تو ہمکو بھی لازم ہے کہ کسی کے ساتھ عدل کو ہاتھ سے نہیں۔ اے سعید عدل اسکو کہتے ہیں۔ کہ جو اپنے دل کے لئے پسند نہ کرے۔ وہ دوسرے کے لئے بھی پسند نہ کرے۔ دعا فرماتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اَللّٰهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَيْهِ وَمَنْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهٖ۔ یعنی یا اللہ جو کوئی حاکم کیا گیا۔ امر امت میری سے کسی چیز کا پھر سختی کی اُنپر پس سختی کر اسپر اپنے۔ معاملہ کر اس سے مثل عمل اس کے۔ اور جو کوئی حاکم کیا گیا امر امت میری سے کسی چیز کا پھر نرمی کی اُنپر پس نرمی کر ساتھ اس کے۔
اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا شبہہ عدل کرنے والے نزدیک خدا تعالیٰ کے نور کے ممبروں پر ہونگے داہنی جانب رحمٰن کے۔ اور دونوں ہاتھ اس کے داہنے ہیں۔ اور وہ عدل کرنے والے ایسے ہیں کہ عدل کرتے ہیں اپنے حکم اور اہل میں اور اس چیز میں کہ زیر تصرف اور ولایت انکے ہیں۔ اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے فریاد رسی کی غمگین کی۔ لکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے لئے بہتر بخششیں ایک میں درستی اس کے سب کاموں میں ہوتی ہے۔ یعنی دنیا و آخرت میں بہتر اسکے لئے باعث درجات کی ہوتی ہیں دن قیامت کے۔ اور فرمایا آنحضرت نے کہ جو حاکم ہو لوگوں پر نگہبان ہے وہ سوال کیا جاوے گا۔ اپنی رعیت سے اور مرد نگہبان ہے اپنے گھر والوں پر اور وہ متعلقین کے حق سے سوال کیا جاوے گا۔ اور عورت نگہبان ہے فرزند و نیز پوچھے جاویں گے۔ وہ حقوق انکے۔ اور غلام نگہبان ہے۔ اپنے مالک کے مال پر۔ وہ پوچھا جاوے گا اس سے۔
حدیث شریف میں ہے۔ اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور تم پر جو حاکم ہو کی اطاعت کی۔ میری اطاعت کی۔ اور جس نے میری اطاعت کی۔ اللہ کی اطاعت کی۔ یہ عین عدل ہے۔ اور جس شخص پر لوگوں کے کام سپرد کئے گئے اور وہ اس کا والی بنا۔ اور بند کیا اس نے دروازہ اپنا۔ اوپر مسلمانوں کے یا مظلوموں کے یا حاجتمندوں کے۔ یعنی اپنے پاس نہ آنے دے یا مظلوم کی وقت احتیاج کے حاجت روائی نہ کرے۔ پس اللہ بند کریگا اسپر دروازہ رحمت کا۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ جس کسیکو حاکم مقرر کرتے۔ پس فرماتے

نہ بند رکھنا اپنے دروازے لوگوں کی حاجت کے وقت ۔ اور حضرت عمرؓ کے دروازے کے کواڑ نہ تھے ۔ ایک کمبل دروازے پڑا رہتا تھا ۔ اگر بادشاہ عدل کرے تو زمین پر خدا تعالیٰ کا خلیفہ ہے ۔ اگر ظلم کرے تو شیطان کا خلیفہ ہے ؛

اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۔ جیسے ہوگے ویسے ہی سردار کیئے جاوینگے تم پر جیسے تمہارے عمل ہونگے ۔ اور فرمایا ہمارے حضرتؐ نے ۔ کہ دیکھے طرف مسلمان بھائی کے کہ ڈرا دوے ۔ اسکو اللہ تعالے قیامت کو ڈراویگا ۔ اسکو اس میں یہ اشارہ ہے کہ صرف ڈرانے سے مستحق عذاب ہوتا ہے چہ جائے ظلم ؛

قبل از نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ کعبہ کو قریش نے از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا جب حجر اسود کے موقعہ تک تعمیر پہنچی ۔ تو ہر قبیلہ اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو اسکی جگہ پر میں رکھوں ۔ قریب تھا کہ ان میں نوبت جنگ کی آکر ہتیار چلے ۔ آخر اہل الرائے نے یہ مشورہ دیا کہ مسجد الحرام کے دروازے سے جو سب میں پہلے آوے اس کے فیصلہ پر سب عمل کرو ۔ سب سے اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سب دیکھکر کہنے لگے یہ محمد امین ۔ بہت امین ہیں ۔ اور قریش آپ کو نبوت سے پہلے امین کے لقب سے یاد کرتے تھے ۔ اور انکی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا ۔ آپؐ نے فرمایا ۔ کہ ایک بڑا کپڑا لاؤ چنانچہ لایا گیا ۔ آپنے حجر اسود خود اپنے دست مبارک سے اس کپڑے پر رکھا ۔ اور فرمایا کہ ہر قبیلہ کا آدمی اس چادر کا ایک ایک پلہ تھام لے اور خانہ کعبہ تک لاویں ۔ جب وہاں تک پہنچا ۔ آپنے خود اسکو اٹھا کر اسکے موقعہ پر رکھدیا ۔ اس فیصلہ سے سب راضی ہوگئے ۔ اٹھانیکا شرف تو سب کو حاصل ہوگیا ۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ سب آدمی مجھکو اس موقعہ پر رکھنے کے لئے ۔ اپنا وکیل بناویں کہ فعل وکیل کا بمنزلہ موکل کے ہوتا ہے ۔ اس طرح رکھنے میں بھی سب شریک ہوگئے ۔ یہ ایکا عدل و انصاف تھا کہ جس سے ہر شخص راضی ہوگیا ۔ منصف ہو تو ایسا ہو ۔ اور انصاف ہو تو ایسا ہو ۔ **حکایت** نوشیرواں شکارگاہ میں تھا ۔ اور نمک نہیں تھا ۔ کسی کو نمک لینے کو گاؤں میں بھیجا ۔ نوشیرواں نے کہا کہ نمک قیمت دیکر لینا ۔ تاکہ بد امنی اور بے انصافی نہو لوگوں نے کہا کہ اتنے سے کیا بد امنی ہوگی ۔ نوشیرواں نے کہا کہ دنیا میں ۔ پہلے تھوڑا ہی ظلم ہوا ہے ۔ پھر جو آیا اسنے اسپر زیادتی کی ۔ س نوشیرواں نمرد کہ نام نکو گذاشت ؛ قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت ؛ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فخر کیا ہے کہ میں بادشاہ عادل کے زمانہ میں پیدا ہوا ہوں ۔ عدل ایسی شئے ہے ۔

اور خلق میں سب سے زیادہ نزدیک خدا تعالیٰ کے بادشاہ عادل ہے اور سب سے دور دشمن خدا کا ۔ بادشاہ ظالم ہے

سلطان اور مظلوم بڑھیا

حکایت۔ سلطان ملک شاہ شکار میں تھے۔ شام کے وقت اصفہان کے کسی قریہ میں فروکش ہوا شاہی غلاموں نے جنگل میں گائے پائی۔ فوراً ذبح کر کے کباب بنائے۔ وہ گائے۔ ایک بوڑھی عورت کی تھی۔ جو اسکے دودھ سے تین یتیم بچوں کی پرورش کرتی تھی۔ بڑھیا کو جو اس حال کی خبر ہوئی۔ اسکے ہوش جاتے رہے۔ دوسرے روز رود کے پل پر کھڑی ہوئی۔ صبح کے وقت ادہر سے بادشاہ کی سواری چلی بڑھیا نے بادشاہ کو دیکھ کر فریاد بلند کی۔ اے الپ ارسلاں کے بیٹے۔ اس پل پر میری فریاد کو پہنچ ورنہ خدا کی قسم پلصراط پر تیرا دامن نہیں چھوڑونگی۔ تجھکو اختیار ہے چاہے یہ پل اختیار کر یا وہ پلصراط کا۔ بادشاہ نے کہا مجھے اس پل کے اختیار کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ یہی پل اختیار کرتا ہوں۔ کہا کہہ کیا کہتی ہو بڑھیا نے کہا۔ کہ میری معاش کی ساری کائنات۔ ایک گائے تھی۔ تین یتیم بچوں کی اس سے پرورش تھی۔ تیرے غلاموں نے اسکے کباب بنا کر کھا ڈالے۔ میرا دل رنج سے کباب ہے درحقیقت یہ غفلت شاہ کی طرف سے ہوئی۔ اگر سلطان اپنی رعایا سے باخبر ہوتا۔ تو یہ نوبت نہ کیوں آتی۔ بادشاہ نے سنکر اسی وقت ان غلاموں کی سخت سزا مقرر کی بڑھیا کو ستر گائیں دودھ دینے والی عطا فرمائیں۔ بڑھیا بادشاہ کو دعائیں دیتی ہوئی گھر کو گئی۔

کہتے ہیں ملک بادشاہ نے وفات پائی۔ ایک عارف باللہ نے۔ اسکو خواب میں دیکھا۔ تو ملک شاہ نے کہا کہ اگر بڑھیا کی شفاعت میرے حال پر نہ ہوتی تو کہیں ٹھکانا نہ تھا۔ پس آدمی کو لازم ہے کہ اپنی ہمت کے موافق۔ داد دہی کرے۔ زبان سے حق بات کہے۔ جس نے عدل کو اختیار کیا وہ جنت میں جا پہنچا۔ اور جس نے ظلم کو اختیار کیا واصل جہنم ہوا۔

نقل ہے کہ ایکبار حضرت رسول اکرم مع صحابہ کرام سفر کو تشریف لے گئے تھے۔ اثنا راہ کھانا پکانے کی ضرورت ہوئی۔ متعلقہ کام صحابہ کرام نے باہم تقسیم کر لیئے۔ کسی نے آٹا گوندھا کسی نے آگ جلائی حضرت رسول خدا نے لکڑیاں لانا اپنے ذمہ لیا۔ صحابہ نے بہ اصرار منع کیا۔ مگر آپ نے فرمایا۔ کہ آخر میں میں بھی تو کھاؤنگا۔ اور تمہارے مانند میں بھی تو آدمی ہوں۔ خداوند تعالے نے ایک سپید مروارید کی سڑک بنائی ہے جسکی ستر ہزار دروازے ہیں۔ اس میں سوائے پیغمبر اور صدیق اور بادشاہ عادل کے کوئی نہ رہے گا۔ **نقل ہے** کہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروق اور ابی بن کعب میں نزاع ہوا۔ ابی نے زید بن ثابت کی عدالت میں دعویٰ کر دیا۔ عمر بن فاروق مدعا علیہ کی حیثیت سے عدالت میں حاضر ہوئے۔ زید نے خلیفہ کی تعظیم کی۔ مگر یہ ناراض ہوئے اور کہا کہ یہ تمہارا پہلا ظلم ہے۔ یہ کہہ کر آپ ابی کے برابر بیٹھ گئے۔ مدعی کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا۔ اور عمر فاروق کو دعوی سے انکار۔ اب حسب دستور مدعا علیہ کو قسم کھانی چاہیئے تھی۔

مگر زید نے خلیفہ کے رتبہ کا خیال کر کے مدعی سے درخواست کی کہ وہ امیر المومنین کو قسم سے معاف رکھے۔ حضرت عمرؓ اس حرکت سے بھی رنجیدہ ہوئے۔ اور زید کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ جبتک عدالت میں خلیفہ اور ایک عام آدمی کو ہم رتبہ نہ سمجھو تم اس منصف کے قابل نہیں ہو۔

نقل ہے کہ عمرؓ کے فرزند عاصم انکی پہلی بیوی جمیلہ سے تھے۔ جن کو وہ طلاق دے چکے تھے ایک روز محبت پدری نے جوش مارا۔ اپنے بیٹے عاصم کو جو بچوں میں کھیل رہا تھا۔ پکڑ کر گھوڑے پر بٹھالیا۔ جیسے ہی جمیلہ کو خبر ہوئی فوراً دوڑی آئیں۔ اور بیٹے کو چھین کرلے جانا چاہا۔ اسپر جھگڑا بڑھ گیا۔ اس زمانہ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ تھے۔ جمیلہ نے انکے دربار میں رجوع کیا۔ اور فیصلہ جمیلہ کے حق میں ہوگیا۔ اور عاصم کو اس کے حوالہ کردیا گیا۔ فاروق مجبور ہو کر کلیجہ پر پتھر رکھ کر بیٹھ رہے۔

حضرت عمر فاروق نے جب شام کا سفر کیا۔ اور بیت المقدس میں داخل ہوئے تو انکا غلام اونٹ پر سوار تھا۔ اور اونٹ کی نکیل خود حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں تھی۔ حالانکہ یہ وقت تھا کہ تمام لوگ خلیفہ اسلام کی جاہ و شوکت دیکھنے کے لئے گھروں سے نکل آئے تھے۔ یہ تھے عادل۔

حکایت۔ نوشیرواں نے ایک محل بنوایا تھا۔ اور اس کے بالاخانہ پر دربار کیا۔ وزیر نے کہا۔ اے بادشاہ سلامت یہ کونا۔ اسکا سیدھا نہیں ہے۔ کہا۔ کہ تم سچ کہتے ہو۔ اس کے نیچے ایک بڑھیا کا مکان ہے۔ اس نے اس فروخت نہ کیا۔ اور میں زبردستی لینا نہ چاہا۔ ان ہی باتوں سے عدل۔ نوشیرواں کا مشہور ہے۔ **حکایت** ایک اعرابی کا گذر ملک چین میں ہوا۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ چونکہ شاہی دربار میں جانے کے لئے۔ کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ میں ایک روز سلطانی مجلس میں بھی پہنچا۔ اتفاقاً انہی ایام میں بادشاہ کسی سخت مرض میں مبتلا ہوگیا تھا۔ معالجہ کے بعد اچھا تو ہوگیا۔ لیکن قوت سماعت جاتی رہی۔ اور بادشاہ بہرہ ہوگیا جسوقت میں دربار حاضر ہوا بادشاہ زور سے رو رہا تھا۔ درباریوں نے بلا گر واں ہو کر عرض کی کہ اللہ ہمارے بادشاہ کو ہمیشہ ہنستا اور شاداں رکھے۔ اس رونے کا کیا سبب ہے۔ بادشاہ نے ذرا ٹھہر کر جواب دیا۔ میں کچھ اپنی مصیبت اور ایذا پر نہیں روتا۔ میں اسلئے روتا ہوں کہ دروازے پر ایک مظلوم فریاد کر رہا ہو اور میں اسکی آواز نہیں سنتا۔ اے درباریوں اگرچہ میری قوت سامعہ زائل ہوگئی۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ آنکھوں کی بصارت باقی ہے۔ اس کے بعد بادشاہ چین نے اپنے ملک میں منادی کرادی کہ سرخ کپڑا مظلوم کی پہچان قرار پائی گئی۔ پھر بادشاہ ہر روز صبح و شام کو ہاتھی پر سوار ہو کر اطراف شہر میں گشت لگاتا تھا۔ جہاں کسیکو سرخ لباس پہنے دیکھا مظلوم سمجھکر فوراً اسکی دادرسی کرتا تھا۔ یہ منصف و عادل بادشاہ نے فریاد کی دادرسی کا ذریعہ رکھا تھا۔ نہ کسی طرح کا اسٹامپ تھا۔ اور نہ منشی کو لکھائی دینی پڑتی تھی۔ نہ وکیل کا محنتانہ وغیرہ یہ اس عادل کا آسان طریقہ عدل

کا تھا۔ اور اب ہماری گورنمنٹ نے باب داد رسی کس خوبصورتی سے وا کر رکھا ہے۔

حکایت حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد خلافت میں ایک بڑھیا آٹا پیسکر آٹا گھر میں لا رہی تھی۔ کہ ہوا چلی اور آٹا اڑا دیا۔ وہ بڑھیا رونے لگی حضرت سلیمان علیہ السلام چھوٹے سے تھے۔ اس بڑھیا کے پاس آکر پوچھا کہ تو کیوں روتی ہے۔ اس نے کہا کہ میں ایک عورت بیوہ ہوں میں نے اپنے ہاتھ کی مزدوری سے غلہ خریدا تھا۔ اور اسکو پیسکر گھر لے جاتی تھی کہ ہوا نے میرا آٹا اڑا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس آٹے سے زیادہ اسکو دلوا دیا۔ بڑھیا خوش ہو کر باہر آئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا۔ کہ بڑھیا۔ کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ آٹا پایا۔ فرمایا کہ کہ وہی پایا۔ یا دوسرا۔ کہا دوسرا۔ کہا جا وہی آٹا مانگ کہ وہ تیرے ہاتھ کا کمایا ہوا تھا۔ بڑھیا پھر گئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ یہ بات تو تیری بنائی ہوئی نہیں ہے۔ کہا مجھکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے سکھائی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلایا۔ اور فرمایا کہ اے جان پدر اس کا آٹا کیونکر آسکتا ہے۔ حضرت سلیمان نے فرمایا۔ کہ آپ پیغمبر ہیں اور آپ کی خدمت میں بڑھیا نے دعویٰ کیا ہے۔ اس کا انصاف کیجئے۔ اور اسکا آٹا۔ اسکو دلوائیے۔ فرمایا۔ کہ کیونکر جواب دیا۔ کہ حضرت رب العزت سے عرض کیجئے۔ حضرت داؤد نے مناجات کی۔ اور عرض کیا کہ بادشاہا تو بہتر جانتا ہے۔ کہ میرا لڑکا تیری درگاہ میں کیا عرض کرتا ہے۔ اللہ جل جلالہٗ نے ہوا کو حاضر کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اے ہوا۔ اس بڑھیا کا آٹا کیوں لے گئی۔ کہا کہ میرے موکل نے مجھکو حکم کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف دیکھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اس فرشتہ کو طلب فرمائیے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے پھر مناجات کی۔ الٰہی تجھ پر ظاہر ہے کہ بندہ زادہ تجھ سے کیا عرض کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا حکم اس فرشتہ موکل کے پہنچا کہ حاضر ہوئے وہ حاضر ہوا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اس بڑھیا کا آٹا کیوں لے گیا اور ہوا کو کیوں حکم ہوا۔ کہا اس نے کہ مجکو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ارشاد کیا تھا۔

پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف دیکھا۔ کہ کیا کہتے ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کی۔ کہ عرض کیجئے کہ حضرت جبرئیل حاضر ہوں۔ اللہ تعالےٰ کا حکم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں۔ حضرت جبرئیل عو حاضر ہوئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اخی جبرئیل۔ اس بڑھیا کا آٹا کیوں اڑایا۔ حضرت جبرئیل نے کہا۔ کہ مجکو اسرافیل علیہ السلام نے کہا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف دیکھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا آپ پیغمبر ہیں اور خلیفہ ہیں حضرت اسرائیل کو طلب کیجئے
حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا کہ بادشاہ کو تجھ پر ظاہر ہے۔ کہ بندہ زادہ گستاخی کرتا ہے
حضرت اسرافیل علیہ السلام کے پاس حکم پہنچا۔ کہ حاضر ہوں۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام آئے
اور سلام عرض کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی۔ اس بڑھیا کا آٹا کیوں اڑایا
کہا۔ کہ مجھکو حضرت عزرائیل نے کہا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان کی طرف
دیکھا۔ حضرت سلیمان نے فرمایا۔ کہ آپ پیغمبر اور خلیفہ ہیں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو طلب
کیجئے کہ حاضر ہوں۔ اللہ جل جلالہٗ کا حکم حضرت عزرائیل ع کو پہنچا۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام
کی خدمت میں حاضر ہوں۔ حضرت عزرائیل حاضر ہوئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا
کہ اس بڑھیا کا آٹا کیوں اڑایا۔ انہوں نے کہا مجھ کو خداوند تعالے جل شانہٗ نے حکم دیا تھا
حضرت داؤد علیہ السلام نے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف دیکھکر فرمایا۔ کہ اے نورِ دیدۂ
پدر۔ اب کام خدا تعالے پر آپہنچا۔ اب کیا کروں۔ حضرت سلیمان نے کہا کہ خداوند تعالے
حکیم ہے۔ بدون حکمت کے یہ آٹا نہیں اڑایا گیا ہوگا۔ پوچھیئے تاکہ جواب سے مشرف ہوں۔
حضرت داؤد علیہ السلام نے سجدہ میں رکھا۔ اور عرض کیا کہ چھپی باتوں کے جاننے والے۔
تجھ کو معلوم ہے کہ بندہ زادہ تیری درگاہ میں۔ کیا عرض کرتا ہے۔ حکم پہنچا۔ کہ اے داؤد
ایک کشتی دریا میں غرق ہوتی تھی۔ کشتی والوں نے دعا کی۔ اور نذر مانی۔ کہ غرق ہونے سے نجات
پا نکلیں۔ تو ہم اسقدر مال خدا تعالی کی راہ میں دیں گے۔ ہم نے حکم دیا کہ آٹا اس بڑھیا کا نے
جاویں اور کشتی کے سوراخ میں رکھکر اسے بند کریں۔ کشتی سلامت رہے۔
فلانے دن کشتی والے اس مالکو جسکی نذر کی تھی۔ لیکر آپ کے پاس آویں گے۔ وہ سب مال
اس بڑھیا کو دیدینا۔ تاکہ وہ غنی ہو جاوے۔ اے داؤد ہم تھوڑا لیتے ہیں اور بہت دیتے
ہیں۔ جیسے وہ مال پہنچا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس بڑھیا کو دیدیا۔ اللہ جل جلالہ کا
حکم فرشتوں کے پاس پہنچا۔ کہ ہمارے بندے کی طرف دیکھو۔ کہ ہم نے اسکو خلیفہ کیا ہے۔
اور ایسا عدل کرتا ہے۔ کہ ایک بڑھیا کا حق اسے دلواتا ہے۔ دنیا کا قیام چار چیزوں
پر ہے۔ اول علماء کا علم دوسرے امیروں کا سخاوت کرنا۔ تیسرے فقیروں کی دعا۔ چوتھے۔
بادشاہوں کا عادل ہونا۔ بادشاہوں کا سب سے بہتر خلق عدل ہے۔ اور بادشاہوں سے
سوال عدل کا ہوگا۔ اَوَّلُ مَا یُحَاسِبُ بِهِ الْاُمَرَاءُ الْعَدْلُ۔ اول امراء سے جواب
ہوگا۔ تو عدل کا ہوگا۔ اور خداوند تعالے نے بھی حکم عدل کا فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ
يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ کہ خداوند تعالے تم کو عدل اور احسان کرنیکا

حکم فرماتا ہے۔ آیت میں بھی احسان پر عدل کو مقدم فرمایا۔ نیز عدل کرنیوالے قیامت میں نور کے ممبر پر ہونگے۔ انبیا علیہ السلام کو اسکا رشک ہوگا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ عدل ایک گھڑی کا اور ساٹھ برس کی عیادت سے بہتر ہے۔ کہ جسکی راتکو قیام اور دن کو روزہ میں گذرا ہوے دادگری شرط جہانداری است ٭ دولت باقی ز ظلم آزادی است ٭ مملکت از عدل شود پایدار ٭ کار تو از عدل تو گیرد قرار ٭ ہر کہ دریں خانہ شبی داد کرد ٭ خانہ فردا ئے خود آباد کرد ٭

عیادت بیمار پرسی مریض کی

وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور حضرت ایوب کو ارشاد ہے کہ۔ ایوب علیہ السلام کا تذکرہ کیجیے۔ جبکہ انہوں نے بعد مبتلا ہونے مرض شدید کے اپنے رب کو پکارا کہ مجھکو تکلیف پہونچ رہی ہے اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے اَلَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ جب انکو پہنچے کچھ مصیبت کہیں ہم ہیں اللہ کے مال اور ہمکو اسی طرف پھر جانا ہے ٭

فرمایا رسول اکرمؐ نے۔ مَنْ عَزّٰی مُصَابًا فَلَهٗ اَجْرُهٗ۔ یعنی جو کسی مصیبت رسیدہ کی تسلی کرے گا۔ اسکو بھی اجر دیا جاویگا۔ ایضاً مَنْ عَزّٰی الثَّکْلٰی کُسِیَ بُرْدًا فِی الْجَنَّةِ جو اس عورت کی تسلی کرے جس کی اولاد فوت ہوگئی ہو۔ خدا تعالیٰ اسکو جنت میں چادریں عنایت کرے گا۔ اور فرمایا ہے۔ حضرت نے۔ جب حضرت جعفر طیار (برادر عمزادہ رسول اللہ) کی شہادت کی خبر آئی۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ اولاد جعفر کے لئے کھانا تیار کراؤ۔ کہ انکے پاس ایسی خبر آئی ہے۔ جو انکو کھانا کھانے کا سامان کرنے سے باز رکھے گی۔ نبی کریم نے فرمایا کہ تم اپنے مردوں کی خوبیاں ذکر کیا کرو اور انکی برائیاں کرنے سے باز رہو ٭

اور فرمایا۔ آپ نے۔ جو سوگ میں اپنے رخسار و سر پر طمانچے مارے اور گریبان چاک کرے اور جاہلوں کے سے بیان کرے وہ ہم سے نہیں۔ اور رسول اللہ نے اس جنازے کے ساتھ جانے سے منع فرمایا ہے جس کے ساتھ رونے چلانے والی عورتیں ہوں۔

حکایت۔ حضرت عمرؓ قرآن شریف کی آیت سنکر زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہوگئے کئی روز آپکی بیمار پرسی اور عیادت کو صحابی آتے رہے۔ فرمایا ہے آنحضرت نے حق مسلمان کے مسلمان پر پانچ ہیں۔ جواب دینا۔ سلام کا۔ اور پوچھنا بیمار کا۔ اور ساتھ جانا جنازے کے۔ اور قبول کرنا۔ دعوت کا۔ اور جواب دینا چھینک والے کا ٭

اور فرمایا ہے آنجناب نے جو مسلمان مسلمان کی عیادت کرتا ہے۔ گویا وہ میوہ خوری میں ہے جنت کی۔ اور فرمایا۔ آنحضرت نے۔ قیامت کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے گا۔ کہ اے بیٹے آدم کے۔

میں بیمار ہوا نہ پوچھا تو نے مجھکو۔ کہیگا۔ اے رب میرے۔ کس طرح پوچھتا میں تجھ کو۔ تو پالنے والا ہے۔ عالموں کا۔ فرماویگا اللہ تعالیٰ کیا نجانا تو نے کہ تحقیق بندہ میرا فلانا بیمار ہوا۔ پس نہ پوچھا تو نے اسکو۔ کیا نہ جانا تو نے اسکو البتہ پاتا تو مجکو نزدیک اس کے اے بیٹے آدم کے۔ اور فرماویگا کہ کھانا مانگا میں نے پس نہ کھانا کھلایا تو نے مجکو۔ کہے گا۔ اے رب میرے کس طرح کھلاتا میں تجھکو۔ اور تو پالنے والا ہے عالموں کا۔ فرماویگا اللہ کیا نہ جانا تو نے یہ کہ مانگا تھا تجھ سے۔ میرے فلاں بندے نے۔ پس نہ کھلایا۔ تو نے اسکو۔ کیا یہ نہ جانا تو نے کہ اگر کھلاتا تو اسکو البتہ پاتا۔ تو اسکو نزدیک میرے۔ اے بیٹے آدم کے۔ پانی مانگا میں نے تجھ سے پس نہ پلایا تو نے مجکو۔ کہیگا اے رب میرے کس طرح پلاتا میں تجھکو تو پالنے والا عالموں کا ہے فرماویگا۔ پانی مانگا تجھ سے اے بندے۔ فلانے۔ پس نہ پلایا تو نے اسکو۔ کیا نہ جانا تو نے یہ کہ اگر پلاتا تو۔ اسکو۔ تو پاتا۔ تو۔ نزدیک میرے۔

راوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ کہ فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے۔ کہ جسوقت بیمار ہوتا ہم میں سے کوئی آدمی پھیرتے اسپر داہنا ہاتھ۔ اپنا۔ پھر فرماتے دور کر بیماری کو اے پروردگار آدمیوں کے۔ اور شفا دے تو ہے شفا دینے والا نہیں شفا مگر شفا تیری وہ شفا کہ نہ چھوڑے کسی بیماری کو۔ اور اسی طرح درد کی جگہ میں۔ انگلی پر تھوک لگاتے۔ پھر اسکو خاک سے آلودہ کرتے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے اور دم کرتے۔ یہ بات اس سے ظاہر ہے کہ جھاڑ پھونک درست ہے۔ جبکہ کوئی کلمہ کلام۔ کفریا حرام نہو۔ اور جب نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بیمار ہوتے تو دم کرتے اپنے اوپر قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ اور یہ بھی آیا ہے۔ روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ جب بیمار ہوتا کوئی۔ گھر والوں میں سے دم کرتے اسپر معوذات یعنی قل ہو اللہ احد۔ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔

اور روایت ہے عثمان بن ابی العاص سے یہ کہ انہوں نے شکایت کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک درد کی کہ پاتے تھے اسکو اپنے بدن میں۔ پس فرمایا۔ واسطے ان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ رکھ ہاتھ اپنا۔ اس جگہ پر۔ کہ دکھتا ہے بدن تیرے سے اور کہہ بسم اللہ تین بار الی آخرہ۔ اور کہہ سات بار اعوذ بعزۃ اللہ وقدرتہ من شر ما اجد و احاذر۔ کہا عثمان نے پس کیا میں نے۔ پس دور کی اللہ نے وہ بیماری کہ تھی مجھے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہیں پہنچتا مسلمان کو کوئی رنج اور نہ کوئی دکھ اور نہ کوئی فکر اور نہ کوئی غم۔ اور نہ کوئی ایذا یہاں تک کہ جھاڑتا ہے اللہ تعالے سببا

اُس کے گناہ ۔ اسکے یعنی گناہ صغیرہ گناہ بیے جاتے ہیں ۔ اور فرمایا ۔ آنجناب نے نہیں کوئی مسلمان کہ پہونچے اسکو ایذا ۔ مرض سے مگر دور کرتا ہے اللہ بہ سبب اُسکے گناہ اسکے جیسے کہ جھاڑتا ہے درخت پتے اپنے ۔ اور فرمایا ۔ آنحضرت نے کہ مومن مثل کھیتی سے کہ ہے کہ اسکو ہوائیں ہمیشہ جھکاتی رہتی ہے ۔ اور سختی رہتی ہیں مومن کو بلا ۔ اور منافق مانند صنوبر کے ہے ۔ کہ نہیں ہلتا ۔ یہانتک کہ اکھاڑا جاتا ہے ۔ اور فرمایا ۔ حضور نے کہ جسوقت بیمار ہوتا ہے بندہ ۔ یا سفر کرتا ہے ۔ لکھا جاتا ہے واسطے اس کے مانند اس چیز کے کہ عمل کرتا تھا ۔ گھر میں تندرست ۔ اور فرمایا حضور نے شہدا پانچ ہیں ۔ ایک طاعون زدہ ۔ دوسرا جو پیٹ کی بیماری سے مرے ۔ تیسرا ڈوبنے والا ۔ چوتھا دبنے والا ۔ اور پانچواں بیچ راہ خدا کے جو کہ شہید ہوا ۔ اور فرمایا آپ نے کہ مسلمان کہ عیادت کرے مسلمان کی اول روز یعنی دوپہر سے پہلے دعا کرتے ہیں ۔ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے شام تک اور جو عیادت کے لئے جاوے آخر روز یعنی دوپہر کے بعد ۔ دعا کرتے ہیں اسکے لئے مغفرت و رحمت کی ۔ ستر ہزار فرشتے یہاں کہ صبح ہوا ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص بیمار کی بیمار پرسی کو جاوے ۔ اسکو ثواب عظیم ہو ۔ اور روایت ہے زید بن ارقم سے کہ عیادت کی میری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبب درد کے کہ تھا آنکھوں میری میں ۔ اور فرمایا ۔ آپ نے نہیں کوئی مسلمان کہ پوچھے بیمار مسلمان کو پھر کہے سات بار ۔ نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ یہ کہ شفا دے تجھکو مگر شفا دیا جاتا ہے مگر اجل سے لاچاری ہے ۔ اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ بیماری کیا چیز ہے ۔ نہیں بیمار ہوا میں کبھی ۔ پس آپ نے فرمایا ۔ اٹھ کھڑا ہو ہم میں سے (نقل کی ابو داؤد نے) جو بیمار نہیں ہوتا ۔ رحمت و مغفرت سے دور ہے ۔ علامت غضب الٰہی کی ہے ۔

اور فرمایا ۔ آنحضرت نے ۔ جسوقت بہت ہوتے ہیں گناہ بندے کے اور نہیں ہوتی واسطے اسکے کوئی چیز اعمال نیک سے کہ جھاڑے انکو مبتلا کرتا ہے ۔ اللہ اسکو ساتھ غم کے تاکہ جھاڑ ڈالے گناہوں کو اس بندے کے ۔ اور فرمایا ۔ آنحضرت نے جو شخص کہ عیادت کرتا ہے مریض کی ہمیشہ بیٹھتا ہے دریائے رحمت میں یہانتک کہ بیٹھے پاس بیمار کے ۔ پس جسوقت بیٹھتا ہے ڈوب جاتا ہے دریائے رحمت میں ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص نے ذکر تپ کو برا کہا ۔ آپ نے فرمایا تپ کو برا نہ کہو ۔ یہ تپ دور کرتی ہے گناہوں کو اور فرمایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۔ جب داخل ہو تم بیمار کے پاس ۔ پس کہو اسکو کہ دعا کرے تیرے لئے اسواسطے ۔ کہ دعا اسکی مانند دعا فرشتوں کے ہے ۔

شہید پانچ ہیں

بیماری سے گناہ جھڑتے ہیں ۔

بیمار سے دعا کرانا قبول ہوتی ہے

اور فرمایا۔ آنحضرت نے کہ مرنا مسافرت میں شہادت ہے۔ اور فرمایا۔ جو شخص کہ مرے بیمار ہو کر۔ مرتا ہے شہید۔ اور بچایا جاتا ہے فتنہ قبر سے۔ اور دیا جاتا ہے صبح کے وقت اور شام کے وقت روزی اپنی بہشت سے۔ اور فرمایا۔ آپنے بھاگنے والا بیماری طاعون سے۔ بھاگنے والا ہے لڑائی کفار سے۔ ہر مرض اور ہر درد کے واسطے مقام مرض پر ہاتھ رکھکر۔ ان آیتوں کو پڑھکر تین مرتبہ دم کردے۔ انشاءاللہ تعالے بہت جلد صحت ہوگی

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ ۔ جسکو گرمی سے بخار آتا ہو۔ اس آیت کو لکھکر تعویذ بنا کر گلے میں ڈالدو۔ انشاءاللہ بخار جاتا رہیگا۔ اِنِّی مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ دیگر۔ ان آیات شفا کو جس مرض میں چاہے۔ تشتری پر لکھکر مریض کو پلادے یا بطور تعویذ لکھکر مریض کے گلے میں ڈالدے۔ انشاءاللہ تعالے صحت ہوگی۔ اگرچہ کیسا ہی سخت بیمار ہو۔ اور کتنا ہی سخت مرض کیوں نہو۔ كٓهٰيٰعٓصٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ ۔

جسکو درد سر ہو اسپر تین دفعہ پڑھکر دم کرے۔ انشاءاللہ تعالے جاتا رہیگا۔ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِیْمُ ۔ آتشک جسم پر تین روز تک روز آنہ دم کرنے سے آرام ہوجاتا ہے

سورۃ نون (پارہ تبارک الذی) درد ڈاڑھ فَكُلٌّ بِنَاءٍ مُسْتَقَرٌّ وَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۔ چھوٹے کاغذ پر لکھکر ڈاڑھ کے نیچے دبائے۔

بخار

[illegible]

درد ڈاڑھ

لطیفہ۔ ایکدفعہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی طبیعت ناساز ہوئی۔ آپکی عیادت کیلیے حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی آئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مروت نے یہ نہ چاہا کہ یہ لوگ۔ بغیر کچھ کھائے یہاں سے جائیں۔ لہذا گھر میں آئے تو کچھ کھانا تیار نہ تھا تو آپنے ایک طشت چمکدار میں شہد رکھکر ان اصحابوں کے لئے حاضر کیا۔ اتفاق سے طشت میں بال تھا۔ ہر ایک نے کہا کہ اس پر کچھ طبع آزمائی کریں۔ اتفاق رائے اسپر ہوا کہ پہلے ہم میں سے سردار ابوبکر ہیں وہ فرمائیں۔ چنانچہ آپنے فرمایا۔ دین کی خوبیاں زیادہ روشن اور نورانی ہیں۔ اس برتن سے اور ذکر اللہ تعالے کا زیادہ میٹھا ہے شہد سے۔ اور احکام شریعت زیادہ باریک ہیں۔ بال سے۔ اور ارشاد کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے۔ بہشت زیادہ نورانی ہے اس طشت سے۔ اور اسکی نعمتیں زیادہ میٹھی ہیں شہد سے اور پلصراط زیادہ باریک ہے بال سے۔ اور حضرت عثمان یوں گویا ہوئے۔ کہ قرآن مجید زیادہ نورانی ہے۔ اس طشت سے۔ اور قرأت قرآن شریف زیادہ میٹھی ہے۔ اس شہد سے۔ اور اسکی تفسیر زیادہ باریک ہے بال سے۔

ازاں بعد حضرت علی شیر یزداں نے فرمایا۔ کہ مہمان زیادہ نورانی ہیں طشت سے۔

اور کلام مہمان زیادہ میٹھا ہے شہد سے۔ اور انکا دل زیادہ باریک ہے بال سے۔ غرضکہ عبادت کیفی کی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلفائے راشدین ہے۔ مسلمانوں کو اسپر عمل پیرا ہونا چاہیے

غصہ

غصہ کی برائیوں کا ذکر اور علاج

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ اور روکنے والے غصہ کے۔ اور معاف کرنے والے لوگوں سے لاتغضب غصہ مت کر۔ یہ فرمایا ہے ہمارے نبی کریم نے۔ إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ۔ تحقیق غصہ کرنا کار شیطان سے ہے اور تحقیق شیطان پیدا کیا گیا ہے۔ آگ سے اور بجھائی نہیں جاتی مگر آگ پانی سے پس جسوقت کہ غصہ ہو تم میں سے۔ پس چاہیئے کے وضو کرے۔ ماہیت غصہ کی یہ ہے کہ جوش مارنا خون قلب کا بدلہ لینے کے لئے۔ اس خیال سے غصہ کو رفع کرے۔ کہ اللہ تعالے مجھ سے زیادہ قادر ہے۔ اگر میں نافرمانی کروں۔ اگر وہ بھی میرے ساتھ ایسا کرے تو کیا حال ہو۔ اور سوچے کہ بدون ارادہ خداوندی کے کچھ نہیں ہوتا۔ تو میں کیا چیز ہوں۔ جو مشیت ایزدی میں مزاحمت کروں۔ وضو کر ڈالے۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے۔

اے سعید۔ غصہ ایک آگ ہے کہ اس کا صدمہ دلپر ہوتا ہے۔ اس کی نسبت شیطان کے ساتھ ہے شیطان کا قول ہے۔ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ۔ اور آگ کا کام اضطراب کا ہے۔ اور مٹی کا کام سکون ہے۔ عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے۔ جو خدا کے غضب سے بچا دے۔ کہا وہ یہ ہے کہ غصہ میں نہ آوے۔ قصداً غصہ نکرے۔

اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ غصہ ایمانکو ایسا بگاڑ دیتا ہے کہ شہد کو ایلوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ حضرت سے کہ غصہ نکرے۔ انہوں نے کہا یہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ میں بشر ہوں۔ تب آپ نے فرمایا۔ مال جمع نہ کر کہا یہ کام ہوسکتا ہے۔ غصہ کو پی جانا ضروری امر ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ۔ اس میں تعریف کی ہے انسانوں کی۔ اور جو غصہ کو پی جاوے۔ حق تعالیٰ اپنا عذاب اس اٹھاوے گا۔ اور قیامت کے دن اس کے دلکو اپنی رضامندی سے بھر دیگا۔ جو خلاف شرع خشم رانی کرے۔ دوزخ کا دروازہ ہے اس سے دوزخ میں داخل ہوگا۔ غرض کہ کوئی کام حلم سے بہتر نہیں۔ اگر کہے کہ غصہ کیوں پیدا کیا۔ یہ غلطی ہے کیونکہ اسسے آدمی اپنی مضرت کو دور کرتا ہے۔ اور یہ دینی امور کے لئے تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ اسکو عقل اور شرع کا تابعدار بنالیا جاوے۔ مگر نفسانیت کے لئے حرام ہے۔ اور دین کے لئے حمیت رکھنی اور کافروں سے لڑنا غصہ سے ہوگا۔

غصہ دین کے لئے ہو تو بمنزلہ ایک ہتھیار کے ہے۔ جیساکہ مومنوں کی صفت میں آیا ہے۔

اشدّاء علی الکفار یعنے سخت ہیں کافروں پر اور چنانچہ آنحضرت نے نہیں فرمایا۔ کہ مجھے غصہ نہیں۔ بلکہ آپ غصہ کی حالت میں بھی حق بات فرماتے تھے۔ اور حق گوئی۔ اور انصاف سے خارج نہیں ہوتے تھے اللہ تعالیٰ آپکی پیروی ہمکو نصیب کرے۔ غصہ کو روکنا یہ صفت انبیاء اولیا کی ہے۔ کسی نے حضرت امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالی دی۔ آپ نے کہا کہ مجھہ میں بہت سے عیب ہیں جو تجھے معلوم نہیں۔ آپ اپنی فکر آخرت میں لگتے تھے اس لیئے غصہ ظاہر نہیں ہوا۔ اور ارشاد نبی کریم ہے کہ غصہ انگارے سے پیدا ہوتا ہے پانی سے بجھے گا۔ پانی پی لے اور سجدہ کرے اور منہ خاک نیاز پر رکھے۔ تضرع اور زاری اعوذ پڑہے۔ اور فرمایا آپ نے۔ بہتر تم میں سے وہ ہے۔ دیر میں غصہ ہوا اور جلد اسکا غصہ فرو ہوجاوے اور بدتر وہ ہے۔ کہ جلد غصہ میں آجاوے۔ اور دیر میں اسکا غصہ ٹھنڈا ہو۔

نقل ہے کہ ایکدن امام حسن مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے۔ خادم آش گرم گرم کاسے میں بھرا ہوا مجلس میں لائی۔ اتفاقاً اس کا پیر کانپا۔ اور کاسہ آپکے سر مبارک پر گر کر ٹوٹ گیا۔ امام حسن نے تادیب کی نظر سے اسکی طرف دیکھا۔ اسنے کہا۔ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ۔ آپنے فرمایا میں نے غصہ کو روکا۔ اسنے کہا وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ۔ آپنے فرمایا۔ میں نے معاف کیا۔ اس نے کہا۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ آپ نے فرمایا تجھے میں نے اللہ کی راہ میں آزاد کیا۔ یہ لوگ تھے جنہوں نے غصہ کو روکا۔ اور سردار جنت ہوئے۔

پس ادریس علیہ السلام کا قول ہے کہ تین نیکیاں سب نیکیوں سے بہتر ہیں۔ غصہ کے وقت بردباری تنگدستی میں سخاوت۔ قدرت کے وقت درگذر۔ روایت ہے کہ ایک شخص۔ اصحاب رسول خدا سے۔ اپنے غلام کو مار رہے تھے۔ اور غلام کہتا تھا کہ واسطے خدا کے بخش۔ جب آواز اسکی آپنے سنی۔ تو آپ اس کے پاس گئے۔ جب ان صحابی نے آپ کو دیکھا۔ ہاتہہ اسکے مارنے سے کھینچا۔ پس فرمایا آنحضرت نے کہ وہ تجھہ سے خدا کے واسطے بخشواتا تہا۔ تو نے عفو نہ کیا۔ جب مجھکو دیکھا تو معاف کیا۔ کہا اسنے کہ آزاد کیا میں نے اسکو۔ یارسول اللہ۔ فرمایا۔ آپنے۔ اگر یہ تو نکرتا کہ۔ تو جلاتی آگ دوزخ کی منہ تیرا۔ نعوذ باللہ۔

حکایت۔ ایکدن ابلیس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے التجا کی۔ اور کہا۔ اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے آپکو اپنی رسالت کے واسطے پسند کیا۔ اور ساتھ آپکے ہمکلام ہوا۔ اور میں گناہ گار ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ توبہ کروں۔ میرے لئے شفاعت فرمایئے تاکہ توبہ میری حق تعالیٰ قبول فرمائے۔ حضرت موسیٰ دعا میں مشغول ہوئے۔ جناب الٰہی سے حکم ہوا کہ توبہ اسکی شفاعت تیری سے قبول فرمائی۔ مگر یہ آدم کی قبر کی طرف سجدہ کرے تاکہ عفو تقصیر ہو۔ حضرت موسیٰ نے یہ بات ابلیس سے کہی۔ اس نے جواب میں کہا کہ جب آدم زندہ تھا۔ سجدہ نہیں کیا۔ اب مردہ کو کیونکر سجدہ کروں۔ پھر ابلیس نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ میرے اوپر تہمارا حق ثابت ہوگیا۔ کہ تم نے میری شفاعت کی۔ میں بھی تمکو ایک بات فائدہ کی بتاتا ہوں تاکہ اپنی امت کو سمجھائیں۔ کہ میری شرارت سے تین حالتوں میں بہت خبردار ہوں۔

سیدنا عقبہ حضرت ابوبکر کا عفو

فرو ہونا غصہ کا

امام حسن کا واقعہ

حضرت ادریس کا قول

ابلیس کا حضرت موسیٰ سے نصیحت

کہ ان تین میں آدمیونکو خراب کرتا ہوں۔ اول حالت غصہ کی کہ اسوقت آدمی کے اندر بجائے خون کے میں دوڑتا ہوں۔ اور آنکھ کان اور زبان اور ہاتھ اور پاؤں۔ آدمی کو اسکے اختیار سے باہر نکالتا ہوں۔ اور جو چاہتا ہوں اس سے کراتا ہوں۔ اور دوسری حالت جہاد کے کافروں کے ساتھ ہیں کہ اسوقت خیال گھربار اور عورت فرزندکا دلیں ڈالتا ہوں۔ اور اسکو ایسے ایسے خیالات یاد دلاکر لڑائی کے میدان سے بھگاتا ہوں۔
تیسرے وقت خلوت نامحرم عورت کے ساتھ اسوقت میں کٹنا پن ننگ بزرگ کا ظاہر کرتا ہوں۔ اور دونکے دلوں میں طرح طرح کے فریب ڈالتا ہوں کہ ارادہ گناہ کا یہ دونوں کریں۔ کسی بزرگ کا قول ہی کہ شجاعت وسخاوت ہر وقت درکار نہیں۔ ہر آدمی اُنسے فائدہ حاصل نہیں کرسکتا۔ مگر غصہ کو روکنا۔ اور حلم بردباری اور خوش خلقی کی ہر وقت اور ہر آدمیکو ضرورت ہے اور ہر شخص کو اس سے نفع پہنچتا ہے

حکایت۔ شاہ یمن کسی بزرگ کی ملاقات کو تشریف لیگئے۔ اور اس بزرگ سے نصیحت کی خدعا کی۔ ان بزرگ نے کہا کہ خصلت باوشاہونکی غصہ کو روکنا ہے۔ بادشاہ نے جوابدیا۔ کہ غصہ کو روکنا بہت مشکل ہی اسکی کچھ تدبیر بتلائیے۔ اس بزرگ نے تین رقعہ بادشاہ کو دیئے۔ اس پہلے رقعہ کو دیکھ لو۔ اور اگر اس سے غصہ رفع نہوا تو دوسرا رقعہ پڑھو اگر اس سے بھی غصہ کی آگ نہ بجھے تو پھر تیسرے رقعہ کو پڑھے پہلے میں لکھا تھا۔ کہ باوجود قدرت کے اپنا اختیار نفس امارہ کو مت دے۔ وہ تیرا دشمن ہے وہ تجھے جہان میں خراب کریگا۔ دوسرے میں یہ لکھا تھا۔ کہ غصہ کے وقت زیردستوں پر رحم کر جو تجھ سے زبر ہیں وہ تجھ پر رحم کرینگے اور تیسرے رقعہ میں یہ تھا کہ ہر بات میں انصاف کر اور شریعت کی حد سے زیادہ نہ بڑھ۔ مباش غرہ بایں دولت خویش بد کہ عنقریب از دست بگذری بد۔ بادشاہ یہ سنکر واپس آیا۔ اور غصہ کے وقت ان رقعونکو دیکھ لیا کرتا تھا۔ اسواسطے اس شاہ کو رقاع کہا کرتے تھے۔ اتفاق سے بادشاہ ایک حرم پر عاشق تھا۔ اور بادشاہ بیگم ہمیشہ بادشاہ سے جلا کرتی تھی۔ ایکدن اس نے مشاطہ کو بلاکر یہ کہا کہ یہ زہر ہلاہل کا جل میں ملاکر اس حرم کے رخسارے پر لگادے۔ جب بادشاہ بوسہ لیگا۔ زہر کی تاثیر سے فوراً مرجاویگا۔ اتفاقاً یہ حال غلام بادشاہ کا سن رہا تھا۔ اس مشاطہ نے بھی ایسا ہی کیا۔ ہرچند غلام نے چاہا کہ بادشاہ کو مطلع کرے۔ لیکن موقعہ نہیں ملا۔ آخر بادشاہ نے موافق عادت کے دہیں آرام کیا۔ غلام موقعہ پاکر اندر چلا گیا۔ اور بادشاہ کو غافل پاکر آہستہ آستین سے خال زہر آلود کو پونچھ دیا۔ اس حرکت سے بادشاہ کی کہیں آنکھ کھل گئی۔ غلام کی یہ حرکت دیکھ کر شاہ شمشیر برہنہ لیکر پیچھے دوڑا۔ جب اس حالت غصہ میں باہر آیا۔ معتمد شاہ نے پہلا رقعہ دکہایا۔ غصہ کم نہوا۔ دوسرا دکہایا۔ اس سے بھی فائدہ نہوا۔ تیسرا دکھایا اس سے غصہ فرو ہوا۔ تب بادشاہ نے اس غلام کو بلاکر پوچھا۔ کہ سبب اس گستاخی کا کیا تھا۔
غلام نے مفصل بیان کیا۔ جب بادشاہ نے بخوبی تحقیقات کی تو بادشاہ نے قبول کیا۔ بادشاہ بیگم اور مشاطہ کو سخت سزا ہوئی۔ اور غلام کو خط آزادی لکھدیا۔ خلاصہ اس حکایت کا یہ ہے۔

کہ غصہ میں آپے سے باہر نہو جائے۔ اور کام جلد نہ کر بیٹھے۔ اور حضرت نے فرمایا ہے۔ کہ جس مسلمان کو اپنے بچے بیوی یا ایسے لوگوں پر جن پر اپنا غصہ جاری کر سکتا۔ اور سزا دے سکتا ہو۔ اور وہ اسکو ضبط کر جائے اسکا قلب امن و ایمان سے اللہ لبریز فرما دیگا۔

اور آنحضرت نے فرمایا کہ وہ پہلوان نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑے۔ بلکہ وہ پہلوان ہے کہ اپنے آپ کو غصہ میں دبا دے۔ سعدی رحمۃ اللہ نے کہا ہے ؎ مرد آنست کہ چوں بخشم آید باطل نگوید۔

اور آنحضرت نے فرمایا کہ غصہ آدمی کے دل پر چنگاری کی مانند ہے۔ اسواسطے غصہ والے کا منہ اور گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں۔ اور آنکھیں سرخ۔ **نقل** ہے۔ کہ ابن مسعودؓ کا مال چور نے چرا لیا۔ لوگ اس پر لعنت کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا۔ الٰہی اگر چور نے میرا مال حاجت کے سبب سے لیا ہے تو اسکو مبارک ہو اور اگر معصیت کی دلیری سے لیا ہے تو یہ اسکا آخری فعل گناہوں کا ہو۔ غصہ کی حالت میں بھی عفو سے نہ گذرے اور فرمایا۔ آنحضرت نے۔ کہ جس طرح تلخ ایلوے سے میٹھا شہد بگڑ جاتا ہے۔ اسی طرح غصہ سے ایمان بگڑ جاتا ہے۔ **اے سعید** نفس کو اپنا مطیع کر۔ اور حلم اور برداشت کی عادت کر۔

غمازی

هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ اِلیٰ اخِرہٖ (لوگوں پر آوازے کسا کرتا ہے۔ اس لئے تباہی ہے۔ تَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ذَوالْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَاْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ۔ یعنی بدترین لوگوں کا دن قیامت کے دو رویہ ہے کہ وہ آتا ہے۔ ایک جماعت کے پاس ساتھ ایک طریق کے اور آتا ہے دوسری جماعت کے پاس دو رویہ وہ شخص۔ جسکے پاس جاوے اسی کی سی کہوے۔ اور اسکو نمام۔ غماز و چغلخور کہتے ہیں۔ جو فساد کرنے کے واسطے ادہر کی بات ادہر کہے۔ وہ بہشت سے محروم ہے۔ **اے سعید** چغلخوری اسکو کہتے ہیں۔ کہ ایک کی راز کی بات دوسرے سے کہے کہ جس سے برا مانے۔ خواہ قول سے یا فعل سے۔ اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ چغلخور بہشت میں نہ جاوے گا۔ اور فرمایا۔ کیا میں تم کو خبر دوں۔ تم میں سے کون برا ہے؟ بعد ازاں فرمایا کہ چغلخور اللہ تعالیٰ نے بہشت کو پیدا کر کے کہا کہ کلام کر۔ بہشت نے کہا۔ کہ نیک بخت وہ ہے جو مجھ میں پہنچے اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا۔ کہ چغلخور تجھ میں نجا دیگا۔ اور شراب خوار جو بغیر توبہ کے مرا۔ اور ایسے ہی زناکار۔ جو بغیر توبہ کے مرا۔ اور اسیطرح مخنث اور قاطع رحم اور جو خدا سے عہد کیا کہ ایسا کرونگا۔ اور پھر نہ کیا۔

اے سعید دو رویہ اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو سامنے بیٹھ کر میٹھی میٹھی باتیں کرے تا سننے والا اسکو اپنا دوست اور خیر خواہ سمجھے اور پیٹھ پیچھے۔ ایسی باتیں کہے۔ جو اسکی ایذا کی باعث ہوں۔

بعض علما نے کہا ہے۔ کہ دو رویہ وہ شخص ہے جو دو دشمنوں سے ہر ایک کے پاس بیٹھ کر دوسرے کی برائی بیان کرے۔ چغلخور اور دو موہنا آدمی ہر شخص کا ظاہری دوست بننا چاہتا ہے۔ دو دلیا

چغلخور بہشت میں نہ جائیگا

نفاق کی

علامت

کا اتحاد اسکو پسند نہیں آتا جہاں اسنے دونوں کو اتفاق و دوستی سے دیکھا۔ اور نفاق کی فکر میں ہوا۔ یہ دو مونہا پن ہے۔ **نقل ہے**۔ کہ ایک عقلمند سے کسی نے کہا کہ فلاں شخص نے تم کو برا کہا ہے۔ اس نے کہا کہ تم نے تین خطائیں کیں۔ ایک یہ کہ۔ دینی برادر پر مجھے غصہ میں لائے اور دوسرے یہ کہ مجھے تشویش میں ڈالا۔ تیسرے یہ کہ تم نے مجھے اپنے ایسے فعل سے آگاہ کیا۔ کہ جس کے تم خود مرتکب ٹہیرے ؎

ہر کہ عیب دگراں پیش تو آورد و شمرد ❊ بیگماں عیب تو پیش دگراں خواہد برد ❊

چغلی سنتی چغلخوری سے بدتر ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے راستی سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ مگر چغل خور سچ نہیں۔ اور غماز کی بات کا کبھی یقین نہ کرو۔ اور اسکی طرف سے کہ جسکی اس نے تم سے چغلی کی ہے بدگمانی نہ کرو۔ اور چغلخور سے کہدو۔ ہمارے سامنے ایسی نکر۔ اور کہدو یہ برا فعل ہے۔ اگر تم جانتے ہو کہ فلاں چغلخور ہے۔ مگر تم اپنی زبان سے۔ اس کے اس فعل کا ذکر کسی سے کروگے تو تم بھی اسی فعل کے مرتکب ہوگے۔ اور فرمایا۔ رسول اللہ نے۔ تمام آدمیوں میں برے آدمی وہ ہیں۔ جو چغلیاں کرتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈالتے ہیں۔ اور آپس میں فساد اور خرابی ڈالنا چاہتے ہیں۔

حکایت۔ بصرہ کے قاضی کی بیٹی کہیں وعظ میں صدقہ کے فضائل سن آئی تھی ایک فقیر دروازہ پر سوال کیا لڑکی نے کہا نقد تو اسوقت موجود نہیں۔ اماں جان نے میری چوٹی میں دو موتی پرو دیئے تھے۔ جلدی سے نکال لے۔ فقیر نے تامل کیا۔ اس لڑکی نے باپ کے ڈر سے جلدی میں چوٹی کاٹ کر سائل کے حوالہ کی۔ ایک غماز نے قاضی سے جاکر کہا۔ کہ حضور صاحبزادی کی خبر لیجئے پردہ پردہ میں کیا گل کھلاتے ہیں ایک فقیر سے تعلق پیدا کرلیا ہے۔ کل ہی کی بات ہے۔ کہ فقیر اسکی چوٹی کاٹ لے گیا۔ لڑکی کی چوٹی کیا کٹی۔ آپ کی ناک کٹ گئی۔ قاضی کو بہت غصہ آیا۔ اور لڑکی کو بلا کر ماجرا پوچھا۔ لڑکی نے کہا کہ توبہ توبہ معاذ اللہ آپکا کدھر خیال ہے۔ باپ نے کہا کہ اچھا اگر تیری سچی ہے تو ہمیں چوٹی دکھاؤ۔ لڑکی نے کہا کہ دو رکعت نماز پڑھنے دو قاضی نے کہا کہ اچھا یہ نماز میں مشغول ہوئی۔ اور سجدہ میں نہایت عاجزی سے دعا کی۔ الہی تیری ذات پر بھروسہ ہے۔ تیرا ہی صدقہ دیا تھا۔ اب تو مجھے باپ کے آگے شرمندہ و رسوا نہ کر چونکہ عاجزی اس دربار بے نیاز میں بہت مرغوب ہے غرض اس نے ابھی سجدہ سے سر اٹھایا تھا کہ سر پر وس ہی مینڈیوں کی ایک چوٹی آگئی۔ اور ہر مینڈی میں ایک ایک در شاہوار چمک رہا تھا۔ پھر اس لڑکی نے نہایت وقار کے ساتھ اپنے باپ کے سامنے آکر اپنی چوٹی دکھائی باپ دیکھکر تعجب کرنے لگا۔ اور حقیقت حال سنکر کہا سچ ہے۔ کہ ایک نیکی کرنیوالے کو دس گنا بدلہ ملتا ہے۔ قاضی صاحب نے غماز کو سزا دینی چاہی۔ مگر لڑکی نے سفارش کرکے۔ معافی دلوادی سچ کہا ہے کسی نے سانچ کو آنچ نہیں۔ اگر وہ لڑکی نیکبخت سفارش نکرتی تو غماز کو اپنی غمازی کی سزا ملتی۔ غمازی بہت برا شیوہ ہے۔

جب کوئی شخص دوست کی طرف سے کہے۔ کہ اسنے تمکو ایسا ایسا کہا ہو۔ تو لازم ہے کہ اسکو یقین نجانے۔ کیونکہ یہ فعل فاسق کا ہے۔ اور حق تعالی نے فرمایا ہے کہ فاسق کی بات نہ سنو اور کہو کہ ایسا کام نکرے یعنی چغلی نہ کھاوے کیونکہ یہ گناہ ہے منع کرنا واجب

ہے اور اللہ واسطے اس سے دشمنی رکھے۔ کیونکہ چغل خور کی دشمنی واجب ہو۔ اور جسکے بارے میں اس نے چغلی کی ہے اس سے بدگمانی نہ کرے۔ کیونکہ بدگمانی حرام ہے۔ اور اسکی تحقیق نکرے۔ کیونکہ اس کے واسطے تجسس کرنا منع فرمایا ہے اور اسکی چغلخوری کی بات دوسرے سے نکرے۔ جو اپنے لئے پسند نہیں کرتا ہے۔ اور اسکی غمازی کو پوشیدہ کرے

نقل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں قحط پڑا۔ باربار دعا کرنے کے لیئے گئے۔ مگر بارش نہوئی حکم ہوا کہ تم میں ایک چغلخور ہے۔ جب تک وہ توبہ نکرے گا مینہ نہیں برسیگا۔ آپ نے عرض کی کہ مجھکو بتلایا جائے تاکہ اس سے توبہ کراؤں حکم ہوا کہ میں چغلخوری کو دوست نہیں رکھتا۔ پھر کیا میں اس امر کو کروں۔ تب اس شخص نے توبہ خفیہ کی اور اللہ نے اسکی منظور فرمائی۔ اور بارش ہوئی ست سخن چین را مدہ نزدیک خود جائے ٭ کہ در یکدم کند صد فتنہ برپائے ٭ سخن چین را مکن نزدیک خود رام ٭ کہ بدگوید ترا ہم در سرانجام ٭ ز غماز گردد جہاں سرنگوں ٭ کہ ناپاک جان ست و کینہ درون

غیبت أَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا۔ بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسیکو کہ کھاوے گوشت اپنے بھائی کا۔ جو مردہ ہو۔ ح مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ اَخِیْهِ بِالْغِیْبَةِ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰهِ اَنْ یُّعْتِقَهٗ مِنَ النَّارِ۔ جو کوئی کسیکو بھائی کے گوشت کھانے۔ یعنی غیبت کرنے سے روکے۔ وہ آگ سے دوزخ کی آزاد ہوگا۔ اور غیبت کی مثال مردہ سے گوشت کھانے کی۔ اس سبب سے فرمائی کہ غیبت اسکو کہتے ہیں جو پیٹھ پیچھے ہو۔ کیونکہ مردہ تو زمین کے اندر ہوتا ہے۔ اور اسکو زمین کے اوپر کا حال معلوم نہیں ہوتا۔ اور نہ وہ کسی فعل کے منع کی طاقت رکھتا ہے۔

اے سعید غیبت اسکو کہتے ہیں کہ کسی کا ایسا ذکر جس کے سننے سے وہ ناراض ہو۔ بلکہ کسی کے ساتھ بدگمانی کرنا درست نہیں ہے۔ اور یہ ہاتھ اور اشارہ لکھنے سے بھی ہوگی۔ سب حرام ہے۔ بمقصود دوسرے کو سمجھانا ہے۔ جسطور سے ہو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہاتھ سے بتایا کہ فلاں پست قد ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ غیبت ہے اور کسی کے منہ پر بھی ہجو کرنا اتنا ہی برا ہے۔ جیسے کہ غیبت۔

غیبت کرنیوالے کی نیکیاں جسکی غیبت کرتا ہے۔ اس کے نامہ اعمال میں درج کر دیجاتی ہے۔ جسکی غیبت کی اسکے دفتر سے مٹا دی جاتی ہیں۔

حدیث میں ہے۔ غیبت نیکیونکو اسطرح کھا جاتی ہے۔ جیسے آگ سوکھی لکڑی کو جلا دیتی ہے۔ اکثر ہم جس سے خفا ہوتے ہیں۔ اسکی غیبت کرتے ہیں۔ یہ ہماری حماقت ہے۔ کہ ہم غیبت کرکے خدا کو ناراض کر لیتے ہیں۔ اور اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لیتے ہیں اور اپنی نیکیاں کہ جسکی غیبت کرتے ہیں انکو دے دیتے ہیں۔ اور رات دن ہم اپنی گفتگو میں بیحساب غیبت کر جاتے ہیں۔ اور ہم کو تمیز بھی نہیں ہوتی مثلاً ہم نے کہا کہ فلاں زبان دراز ہے۔ فلاں سیاہ فام ہے۔ فلاں بیوقوف ہے۔ فلاں میرزا منش ہے۔ فلاں شیر کی طرح پھاڑنے والا ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ مشائخ صورت جمع ہوکر کہیں۔ دعوت کھانے جاتے تھے۔

غیبت
نقصان
نصیحت
فائدہ

ابراہیم۔ ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بلوایا۔ وہ بھی اس جماعت میں شامل ہوئے۔ پھر ایک اور شخص کا انتظار تھا۔ کسی نے اس جماعت میں سے کہا۔ کہ وہ بڑے میرزہ منش ہیں بڑی دیر میں آوینگے۔ یہ کلام سنتے ہی ابراہیم ادہم چپکے سے چلے آئے۔ کہ یہاں غیبت ہوتی ہے۔ پھر آکر اپنے نفس کو لعنت ملامت کی کہ تو نے کھانیکی طمع نے مسلمان کی غیبت سنی اور پھر آئندہ ایسی دعوت کھانے سے توبہ کی۔ کہ جس میں مومن کی غیبت ہو۔ اور غیبت مثل بجلی کے ہے۔ کہ سب طاعتونکو جلاکر خاک گستر کردیتی ہے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا۔ ایک عورت کو بولیں تو زبان دراز ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے غیبت کی۔ معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گروہ کو دیکھا۔ کہ انکو انکیں کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھلاتے ہیں۔ حضرت جبرئیل نے کہا۔ کہ یہ حال مسلمان بھائی کے شکوہ اور غیبت اور عیب خواہ مخواہ نکالنے والونکا ہے۔

اگر تو نے کسی کی بھی غیبت کی ہے۔ اس سے معافی مانگ۔ تب اسکے مظالم سے نکلیگا۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ جب تو نے کسیکی غیبت کی۔ تو تواضع اور پشیمانی سے اس کے پاس جا۔ اور کہہ کہ میں نے خطا کی۔ اور وہ جو بولا تو معاف کر اور اگر وہ معاف نہ کرے۔ تو تو اسکی ثنا کرتا کہ وہ خوش ہو اور بخشدے اور اگر وہ نہ بخشے تو مختار ہے جسکی کہ غیبت کی گئی ہے۔ چاہیئے کہ معاف کرے اور عفو کرنا اولی ہے۔ اور عفو کرنا بڑا نیک کام ہے۔ اور اگر جسکی غیبت کی گئی ہے وہ زندہ نہیں تو خدا سے اسکی مغفرت چاہیے۔ اور اس حالت میں سچ کہنا روا ہوگا۔ وہ غیبت میں داخل نہوگا۔ جبکہ کوئی نکاح کرنا کسی عورت سے چاہتا ہے یا کوئی غلام خریدنا چاہتا ہے یا کسی کے پاس امانت رکھنا چاہتا ہے۔ اب انکا حال ٹھیک کہنا روا ہے۔ کیونکہ انکا عیب نہ ظاہر کرے گا۔ تو خریدار کو نقصان ہوگا۔ اور مخفی کریگا تو مسلمانوں کو دغا دینا ہوگا۔ اور ان شخصونکی شکایت غیبت نہیں۔ بادشاہ ظالم مبتدع۔ یعنی بدعتی اور بدعت اسکو کہتے ہیں جو دین میں نئی بات پیدا کی۔ اور جس نے نیا دین پیدا کیا۔ انکی اور بھی خرابی ہے جیسے اکبر بادشاہ نے نیا مذہب نکالا تھا۔

اور جیسے نیچر اور قادیانی وغیرہ۔ اور وہ شخص جو گناہ علانیہ کرتا ہے اور اپنے گناہ مخفی نہ کرتا ہو۔ اور اسے کسی سے اپنا عیب کہنے سے غم نہو۔ خواہ زانی ہو یا شراب علانیہ پیتا ہو۔ یا مخنث بنے عورتونکا لباس پہنکر ہیجڑوں میں مل جاوے۔ یا وہ فسق کو معیوب نہ سمجھے۔ انکا ذکر کرنا روا ہے اور غیبت کرنا زنا سے بدتر ہے۔ زانی کی توبہ قبول ہے۔ غیبت کرنے والے کی نہیں۔ جبتک کہ وہ جسکی غیبت کی ہے نہ بخشے۔

نقل ہے۔ کہ کسی نے حسن بصریؒ کی غیبت کی۔ پس آپ نے غیبت کرنے والے کے پاس ایک خوان خرمے کا بھیجا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو اپنی عبادت بطور ہدیہ مجھے بھیجتا ہے۔ میں نے چاہا کہ اسکا

بدلہ کروں مجھے معاف رکھ کہ میں سارا بدلہ نہ کریگا۔

اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں شب معراج ایک قوم پر گذرا کہ وہ اپنے مونہوں کو اپنے ناخنوں سے نوچتے تھے۔ پس حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ لوگ لوگوں کی غیبت کرتے تھے۔ اور اپنی غرض سے انکو برا کہتے تھے۔ اور سلیمان بن جابر نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھکو کچھ سکھلایئے۔ کہ میری دستگیری کرے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ کار نیک کو حقیر مت جان۔ اگرچہ تھوڑا سا ہو۔ اور مسلمان بھائی کے ساتھ کشادہ پیشانی سے رہ۔ جب وہ تیرے نزدیک ہو۔ اسکی عیب جوئی کرے۔ رسالہ قشیری میں لکھا ہے کہ جسکی غیبت کرتے ہیں۔ خداوند تعالےٰ اس کے آدھے گناہ معاف کردیتا ہے۔ اے ایمان والو غیبت سے ہاتھ اٹھاؤ۔ کیونکہ غیبت نیک کاموں کو خراب کردینے والی ہے۔ غیبت تو غیبت۔ قیامت میں بدگمانی سے پشیمانی ہوگی۔ ؎ غیبت کس تا بتوانی مکن ٭ زانکہ زغیبت برود آبروے ٭ گوش منہ پر لب غیبت گراں ٭ تاکہ توہم اہل بنیاری شی وزاں ٭ دیگر اہل غیبت ہیچ کس برزبان ٭ کہ طاعت زغیبت شد در زبان ٭ بہر غیبتے طاعتے گم شود ٭ زغیبت گری کار برہم شود ٭

فحش يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ اے ایمان والو کسی سے مسخرہ پن نہ کرنا۔ کیا خبر ہے کہ جن سے مسخری کیجاتی ہے وہ مسخرہ پن کرنے والوں سے اچھے ہوں پھر اس خمیازہ بھگتنا پڑے گا جو نہایت سخت ہوگا۔

فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا۔ پس چاہیئے کہ ہنسیں تھوڑا اور روئیں زیادہ۔

فحش بجا قہقہہ اڑانا ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ کہہ اے محمد کہ تحقیق اللہ حکم نہیں کرتا ہے ساتھ بیحیائیوں کے۔ اور حکم کرتا ہے ساتھ نیک عملوں کے آیا کہتے ہو تم اوپر اللہ تعالےٰ کے کہ جو چیز کہ نہیں جانتے ہو تم إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ اے محمد بیشک دور کیا ہمنے تجھ سے دکھ دینا اور ٹھٹھا مسخری کرنا۔ مَنْ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ حَتَّىٰ يُضْحِكَ بِهَا جُلَسَاءَهُ مَلَأَ اللَّهُ بِهَا فِي النَّارِ جو کوئی ایسی بات کہے کہ ہمنشیں ہنسے خدا تعالےٰ اسکو دوزخ میں ڈالے اَلضِّحْكُ فِي الْمَسْجِدِ ظُلْمَةٌ فِي الْقَبْرِ مسجد میں ہنسنے سے قبر میں اندھیرا ہوتا ہے۔

مَنْ ضَحِكَ قَهْقَهَةً لَعَنَهُ اللَّهُ الْجَبَّارُ عَزَّ اسْمُهُ فَوْقَ عَرْشِهٖ۔ جو قہقہہ مار کر ہنستا ہے خدا تعالیٰ بالائے عرش سے اسپر لعنت کرتا ہے۔

مَنْ ضَحِكَ كَثِيرًا فِي الدُّنْيَا بَكَىٰ كَثِيرًا فِي الْآخِرَةِ وَمَنْ بَكَىٰ كَثِيرًا فِي الدُّنْيَا ضَحِكَ فِي الْآخِرَةِ جو شخص دنیا میں بہت ہنسے وہ آخرت میں بہت روئے۔ اور جو دنیا میں بہت روئے وہ آخرت میں بہت ہنسے

مَنْ كَثُرَ ضِحْكُهُ اسْتَخَفَّ بِهِ النَّاسُ جو شخص زیادہ ہنستا ہے اسکا وقار نہیں رہتا ہے۔

كَثْرَةُ الضَّحِكِ يُمِيْتُ الْقُلُوْبَ قہقہہ مار کر ہنسنا دلکو مردہ کرتا ہے۔

مَنْ ضَحِكَ قَهْقَهَةً لَنَسِيَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ جب بے تحاشا ہنستا ہے وہ علم سے درگذرتا ہے

کسی صحابی کا قول ہے کہ ہر شئے کی پلیدی ہے۔ اور پلیدی زبان کی فحش بکنا ہے۔

خ) فحش بکنے والا۔ اور بیہودہ بکنے والا۔ طعن کرنیوالا۔ لعنت کرنے والا۔ مومن نہیں ہوتا۔

اے سعید فحش ایسی گفتگو کو کہتے ہیں کہ جس کے سننے سے عوام کو ہنسی آوے اور کسیکو رنج پہنچے اور جو محض حظ نفس کے لیئے ہو فحش سننے والا اور بکنے والا۔ اور کسی کی ہنسی اڑائی جاوے۔ اور کسی پر پھبتی ہو اور مادر خواہی اور دشنام سے کسیکو یاد کیا جاوے۔ یہی فحش ہے۔ فحش بکنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ اور یہ کتنی خرابی ہے کہ گناہ میں دونوں برابر ہیں۔ اسلئے بعض اوقات فحش بکا جاتا ہے محض سننے والوں کے لیئے۔ اور سنانے کے لئے دوسروں کو۔ سننے والا کیوں ایسے جلسوں اور مجلسوں میں شریک ہوا۔ جیسے کفر کچہری کے نام سے دہلی میں مجلس ہوتی تھی۔ چاہیئے کہ ایسی مجلس اور جلسوں میں شریک نہو۔ اور جو راہ چلتے بلا قصد سنے تو اس کو نفرین کہے۔ اسکو پسند خاطر نرکھے اور اپنے کو ملامت کرے۔ تو وہ مستثنٰی ہے۔ اے سعید فحش سننے اور بکنے سے بچنے کے لئے یہ خیال کرنا بس ہے کہ کاتبان اعمال میرے کلمات لکھکر خدا کی جناب میں پیش کرتے ہیں۔ اور روز محشر مجھکو پیش خدا انکو پڑھنا ہوگا اس خیال کو جو مدنظر رکھیگا۔ وہ فحش سننے اور بکنے سے پرہیز کریگا۔ فحش سننا اور بکنا دونوں منع ہیں۔ اور یہ باتیں معصیت ہیں۔ اور ارشاد نبی ہے کہ بہشت حرام ہوگی ایسے پر جو فحش کلام کرے۔ اور فحش گوئی کو دوست رکھے تو اسکے منہ سے نجاست نکلے گی۔ اور اسکی بدبو سے اہل محشر گھبرا اٹھیں گے۔ جو کوئی فحش گوئی کرے گا اس کا منہ کتے کی مانند ہوگا۔ بعض آدمی کسی سے بے تکلف ہو کے دشنام دیتے ہیں اور جو اسکے جواب میں دشنام سنتے ہیں یہ سخت عیب کی بات ہے۔ اس سے حذر کرنا اولیٰ ہے اور نیک بخت وہ ہے کہ جس نے زبانکو فحش بکنے سے روکا۔ اور خاصکر غصہ کی حالت میں۔ فحش تو فحش زبان درازی سے بدتر کوئی چیز نہیں۔ اور بسیار گوئی میں تضیع اوقات ہوگی۔ ترجمہ حدیث ہے۔ جو اپنی زبان روکتا ہے خدا اسکے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے۔ قہقہہ مار کر ہنسنا منع ہے۔ جس میں تمام دانت دکھلائی دے جاتے ہوں۔ یہ دلکو سیاہ کرتا ہے۔ اور تبسم یعنی مسکرانا۔ اس کا مضایقہ نہیں۔ اور ایسی گفتگو کرنا جس سے سامعین بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسیں۔ اسپر دگنا عذاب ہے اور سامعین پر اکہرا۔ اور کسی پر پھبتی اڑانا یہ بھی فحش میں داخل ہے۔ اور کسی پر پھبتی سے نام اور رکھنا۔ جو اس کا نام نہیں ہے۔ جیسے کلو۔ کلوا۔ خوبخشی۔ وغیرہ اور کسیکو عزت نام سے دینا اور اسکے حسب حال نہیں ہے۔ جیسے مولانا۔ پیر جی۔ صوفی جی۔ یہ سب امور قابل توبہ ہیں۔ اور ان سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ جو نام ہو اس کے ماں باپ کا رکھا ہوا۔ وہ لینا چاہیئے۔ ایک بزرگ نے لوگونکو عید کے دن ہنستے دیکھا تو کہا کہ اگر روزہ انکا قبول

ہوا ہے اس پر ہنسنا۔ کیا یہ شکرگذاری کا مقام ہے۔ اور اگر نہیں قبول ہوا ہے اسپر گریہ وزاری کرنا لازم ہے نہ ہنسنا۔ نقل ہے معراج میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت جبرئیل کے ساتھ جا رہے تھے ایک گروہ کو دیکھا کہ انکو آگ کی سولی پر چڑہایا ہے۔ وہ سب چلا رہے ہیں۔ آپ نے جبرئیل سے پوچھا انہوں نے کہا یہ حال انکا اس سبب سے ہے یہ سرراہ بازار میں بیٹھ کر لوگوں پر ہنستے تھے۔ لباس اور شکل پر طعن وتشنیع کرتے تھے۔ اور لوگوں کو ہنسانے کے واسطے خراب نام لیکر پکارتے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ جو کوئی اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ اس پر خدا کی لعنت ہو۔ اصحاب نے کہا کہ ایسا کون کریگا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جو کوئی دوسروں کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے وہ اس کے ماں باپ کو دینے لگتے ہیں۔

فضولخرچی

وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ فضول خرچی نہ کرو اللہ فضول خرچی کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا کھاؤ پیو مت فضول خرچ کرو۔ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ۔ یعنی مسلمانوں دولت کو بیجا مت اڑاؤ۔ اس لئے کہ بیجا اڑانے والے شیطان کے بھائی ہوتے ہیں۔ اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔

وَلَا تَبْسُطْهَا کُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا۔ یعنی اپنا ہاتھ کھول نہ دے پورا جس سے تو بیٹھ جاوے۔ ملامت کیا گیا اور حسرت والا حدیث میں ہے مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ۔ یعنی جو کوئی اپنا خرچ متوسط رکھے گا کبھی محتاج نہوگا۔ اور فرمایا۔ آنحضرت نے کہ جو کوئی خرچ توسط سے کرے حق تعالےٰ اسکو بے نیاز کریگا۔ اور جو خرچ میں اصراف کریگا۔ اسکو افلاس میں رکھے گا۔

اے سعید۔ مال ودولت بھی خدا کی نعمت ہے۔ جو اسے بیجا صرف کرتا ہے وہ اس نعمت کی قدر نہیں کرتا۔ اور اس نعمت کی قدر نکرنے میں شیطان کا بھائی ہے۔ اور تجربہ سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ دولت کا زوال اکثر ممنوعات شرعیہ میں ہوتا ہے ایک دولت کا بیجا صرف کرنا جو اسلام میں ناجائز ہوں۔ اس ہی لئے بیجا صرف کرنے والونکو شیطان کا بھائی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ٥ کاش ہم اصراف بیجا سے بچیں۔ ہم مسلمان قدر نعمت کی کریں۔ اپنا کام آپ کرنا اس بہتر ہے کہ قرض لیکر قرضخواہ کا ہاتھ اپنے گریبان تک پہنچانا۔ قرض حتی المقدور نہ لینا چاہیے۔ قرض لینے والا ہمیشہ رنجیدہ خاطر رہتا ہے۔ روکھی روٹی بہتر ہے بہ نسبت قرض لیکر دسترخوان آراستہ کیا جاوے۔ اور یہی حقیقت میں قناعت ہے۔ ہمیشہ خرچ آمدنی سے زیادہ نہونا چاہیئے۔ کچھ پس انداز ہوتا رہے۔ اور اگر آمدنی سے حبہ بھر بھی خرچ زیادہ ہوتا جائیگا۔ تو رفتہ رفتہ بگاڑ کا سامنا ہوتا جاوے گا۔ غیر معمولی اور غیر معلوم خرچ آپڑنے پر مصیبت میں پھنس جانا ہوتا ہے۔

جسکی آمدنی اور خرچ دونوں برابر ہے وہ بھی ایک حد تک اچھا ہے۔ مگر اطمینان اسکو نہیں کیونکہ آفات ارضی اور سماوی کا اندیشہ لگا ہوا ہے۔ اور جو کچھ پس انداز کر رہا ہے وہ باعث سرور ضرورت ہے۔ خواہ اعمال حسنہ ہی ہوں۔ گرچہ قلیل ہی ہو۔ قطرے قطرے دریا ہوتا ہے اور دانہ دانہ ست انبار۔ ایک ایک حرف سے دفتر۔ غمی۔ شادی کے موقعہ پر خرچ بیجا کا خیال کرنا ضرور ہے لڑکی والے شادی پر قرضدار ہو جاتے ہیں یہ شریعت کے خلاف نہیں تو کیا ہے؟ لڑکی کو جہیز دیتے ہیں تو گاؤں و مکان گرو یں کر دیتے ہیں۔ اور سودی روپیہ نکالتے ہیں۔ بازار کا سودا کرتے ہیں۔ اگر مکان و دکان بیٹی ہی کو دیدیتے تو اس کے کام آتا۔ یہ فضول خرچی نہیں تو اور کیا ہے۔

ایک نوشہ نے۔ اپنی شادی کا قرضہ باوجود عہدہ ڈپٹی کلکٹری کے بیس سال میں ادا کیا۔ یہ خرچ بیجا نہیں تو کیا ہے۔ تھوڑی دیر کی واہ واہ کی خاطر گلا پھنسانا اچھا نہیں۔ جتنی چادر دیکھے اتنے ہی پیر پھیلائے۔ بقول شخصے۔ فضول خرچی کے لئے قارون کا خزانہ بھی اکتفا نہیں کرتا۔ غیر ضروری خواہش کو ہر وقت خیال رکھے۔ تاکہ قرض لینے کی ضرورت نہ پڑے۔ اور مہاجنوں کی ڈگری سے بچا رہے۔

روپیہ حاصل کرنے سے زیادہ مشکل اسکو سلیقہ سے صرف کرنا ہے۔

نام آوری کے واسطے فضول خرچی عموماً ہندوستان میں یہ وبا زیادہ پھیلی ہوئی ہے۔ ساعت بھر کی عارضی نام آوری اور نمود کے لئے اپنا گھر تک بیچ کر شادی میں لگا دیتے ہیں۔ اور جب زمانہ ذرا رنگ بدل دیتا ہے تو وہی۔ جو کل تک لقمہ کے مداح تھے آج فضول خرچی کی حماقت پر قہقہہ لگاتے ہیں۔

فضول خرچی کرنے سے یہ نوبت ہو جاتی ہے کہ کسی سے قرض مانگنا پڑتا ہے۔ اور کسی دانشمند کا قول ہے کہ قرض مانگنا۔ اور موت کا سامنا برابر ہے۔ یعنی دنیا دار کو جیسے مرنا مشکل کا سامنا ہے اور ایسے ہی غیرتمندوں کو مانگنا مشکل کا سامنا ہے آور فضول خرچیاں۔ زیادہ تر بازیوں میں ہیں اور بازیاں سب اسراف و جوا میں داخل ہیں۔ خواہ کبوتر بازی ہو یا پتنگ بازی اگر شرط کے ساتھ ہیں تو جوا ہے۔ اور بلا شرط بھی جو ممنوع ہے۔ اے سعید۔ کنکوے کے پیچھے دوڑنے والے کو پیغمبر صاحب نے شیطان فرمایا ہے۔ اور فرمایا آنحضرت نے۔ لوٹے ایسی شے جسکی طرف لوگ نگاہ اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ اور پھر بھی وہ مومن ہے۔ یعنی یہ کرنا صاحب ایمان کے خلاف ہے۔ ڈور کا لوٹنا مراد ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ڈور کو لوٹ لینا۔ اس میں ایک اعتبار سے پتنگ کے لوٹنے سے بھی زیادہ قباحت ہے۔ کیونکہ پتنگ تو ایک ہی کے ہاتھ آتی ہے اور ڈور تو بیسیوں کے ہاتھ لگتی ہے بہت سے آدمی گناہ میں شریک ہوتے ہیں۔ تمام آدمی کے گنہگار ہونے کے باعث وہی پتنگ اڑانے والے ہیں۔ یہ فضول خرچی کے ساتھ گناہ بھی لازم آتا ہے

اسیطرح فضول خرچی میں آتش بازی بھی ہے۔ فرمایا اللہ تعالے نے مت ڈالو اپنی جانوںکو ہلاکت آتش میں۔ اور فرمایا۔ آپنے بچونکو پاس پڑوس والونکو خطرے میں مت ڈالو۔ بالخصوص شب برات میں یہ خرافات کرنا۔ جوکہ نہایت متبرک شب ہے اور نیز متبرک جگہ میں جسطرح طاعت کرنے سے اجر بڑہتا اسی طرح معصیت کرنے سے گناہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔

کبوتر بازونکی عادت دوسروں کے کبوتر پکڑنے کی ہے۔ یہ سراسر ظلم و غضب ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ اگر کسی کا حق کسی کے ذمہ رہ گیا ہوگا تو قیامت کے دن ظالم کی نیکیاں مظلوم کو اور مظلوم کے گناہ ظالم کو دیئے جاوینگے۔ پھر ظالم دوزخ میں ڈالا جاویگا۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ جب دو مسلمان ناحق آپس میں لڑیں۔ اور ایک دوسرے کو قتل کردے۔ تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں۔ کیونکہ مقتول کا بھی جی چاہتا تھا کہ وہ اسکو قتل کرے۔ اسیطرح جو کسی کا کبوتر پکڑے گا۔ وہ بھی گناہگار ہے۔ اور خلاصہ کلام یہ ہے کبوتر اڑانا دوسرے کے کبوتر پکڑنے کے لئے جوے میں داخل ہے۔ اور جو اس نیت سے نہیں اڑاتے۔ تو انکی شان میں آنحضرت کی یہ حدیث ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ ایک کبوتر باز کو حضرت نے دیکھا کہ کبوتر اڑا رہا ہے۔ فرمایا۔ کہ شیطان شیطانی کام کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اور قرآن شریف میں حکم آیا ہے وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (مت چلو شیطان کے قدموں پر یعنے شیطان کے بہکائے میں مت آؤ) وہ تمہارا دشمن ہے صریح ہے۔ فضولخرچی میں داخل ہے شادی کے موقعہ پر ناچ کرانا۔ علاوہ فضولخرچی کے اور بھی مضرتیں ہیں۔ نامحرم عورت کو اہل مجلس دیکھتے ہیں۔ جو آنکھ کا زنا ہے۔ اس کے بولنے اور گانے کی آواز سنتے ہیں۔ جو کان کا زنا ہے۔ جو اسطرف آواز سنکر آئے وہ پاؤں کا زنا ہے۔

اب جتنے آدمی اسطرح کی مجلس میں جمع ہونگے۔ ان سب کا عذاب ناچ کرانے والے پر ہوگا۔ اور جو ناچنے اور گانے والے پر مبتلا ہوا۔ اس کا بھی عذاب ناچ کرانیوالے پر ہوگا۔ جو باعث ہوتا ہے کسی کے گناہ کا وہ بھی شریک اس کے وبال کا ہوتا ہے۔

فقیر و فقر

وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ یعنی خدا بے نیاز ہے۔ اور سب فقیر ہیں۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِيْ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ درویشی مجھ سے ہے۔ اور درویشی میرا عزوبدن ہے۔ حُبُّ الْفُقَرَآءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِيَاءِ وَبُغْضُ الْفُقَرَآءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْفِرْعَوْنِيَّةِ درویشوں کا دوست رکھنا خوئے پیغمبران ہے اور درویشونکے دشمن رکھنا فرعون کی خو ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْفُقَرَآءَ الْمُؤْمِنَ الْمُتَعَفِّفَ بِالْعِيَالِ۔

خدا عزوجل دوست رکھتا ہے فقیر مومن و پارسا کو۔ جو عیالدار ہو۔

اَلْفَقْرُ خِزَانَةٌ مِّنْ خَزَائِنِ اللّٰهِ درویشی خزانہ ہے۔ عزوجل کے خزانوں سے۔

لِكُلِّ شَيْءٍ مِفْتَاحٌ وَمِفْتَاحُ الْجَنَّةِ حُبُّ الْفُقَرَاءِ ہر چیز کی کنجی ہے۔ اور فقیر کو دوست رکھنا جنت کی کنجی ہے
اَلْفَقْرُ كَرَامَةٌ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى درویشی کرامت ہے اللہ تعالےٰ کی کرامتوں سے۔
اَلْفَقْرُ شَيْءٌ لَا يُعْطِيهِ اللّٰهُ اِلَّا نَبِيًّا اَوْ مُرْسَلًا۔ درویشی ایسی شے ہے نہیں دیتا خدا تعالےٰ سوائے پیغمبروں مرسلوں کے۔

فقیر اس کو کہتے ہیں کہ اپنی ضرورت کی چیز کا محتاج ہو۔ آدمی کو اپنی ہستی کی حاجت ہے۔ اور اپنی ثبات وبقا کی۔ اس کے بعد غذا و مال کی اور بہت سی چیزوں کی حاجت رہا کرتی ہے۔ ان تمام سے کوئی چیز اس کے ہاتھ میں نہیں۔ اور غنی وہ ہے کہ اپنے سوائے دوسرے سے بے نیاز ہو۔ اور یہ خدا کی ذات ہے۔ واللہ الغنی وانتم الفقراء۔

اہل تصوف فقیر اس کو کہتے ہیں جو اپنے کو محتاجی اور لاچاری کی صفت سے دیکھے۔ اور اہل تصوف کے ہاں تین حالتیں فقیر کی ہیں۔ ایک حالت اسکی یہ ہے۔ کہ اس کے پاس مال نہو حتی المقدور ڈھونڈتا رہے۔ ایسے کو فقیر حریص کہتے ہیں۔ دوسری حالت یہ ہے کہ مال طلب نہ کرے اور اگر اسکو دیویں۔ تو بھی نہ لے۔ اور مال سے بیزار رہے۔ ایسے کو فقیر زاہد کہتے ہیں۔ اور تیسری حالت فقیر کی یہ ہے نہ ڈھونڈے نہ طلب کرے بلکہ دیوے تو لیوے۔ اور قناعت اختیار کرے ایسے کو فقیر قانع کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ درویش تنگدست و پارسا کو دوست رکھتا ہے اور بلال رضی سے حضرت نے کہا کہ کوشش کر مرتے وقت تک تو درویش رہ تونگر نہیں۔ اور ارشاد نبی ہے کہ میری امت کے فقیر دولتمندوں سے پانچسو برس پہلے بہشت میں جائینگے۔ اور فرمان نبی ہے۔ اے درویشوں تہ دل سے درویشی پر راضی رہو تا کہ فقیر کا ثواب ملے اور بہشت کی کنجی فقیر صابر کی دوستی ہے۔ کیونکہ وہ قیامت کے دن خدا تعالےٰ کے مقرب ہیں۔ حق تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ مجھکو شکستہ دلونکے پاس پا دیگا۔ اور رابعی لوگ حساب ہی دے رہے ہونگے۔ درویش جو راضی برضائے الٰہی تھے وہ جنت میں داخل ہو جائینگے۔

فقیر کو لازم ہے کہ فقر و فاقہ کی شکایت نکرے۔ اور تونگروں کے ساتھ اختلاط نہ کرے۔

سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جب کوئی درویش تونگر کے پاس آیا کرے تو سمجھو کہ وہ ریاکار ہے اور جب کسی سلطان سے ملے تو سمجھو کہ چور ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جب کسیکو بن مانگے کوئی چیز دیں تو وہ ایک روزی ہے۔ جسے خدا نے روانہ کی ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کبھی ایکدرم ایسا ہوگا۔ جو لاکھ درم پر سبقت لے جائے۔ لوگوں نے حضرت سے پوچھا۔ کہ ایسا کب ہوگا۔ جب دو درم والا شخص۔ ایک درم کسیکو خیرات دے تو یہ افضل ہے لاکھ درم سے۔ جو کوئی مالدار کسیکو دیوے۔ **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ اویس قرنی۔

رحمۃ اللہ علیہ نے تین راتدن برابر نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ جب بھوک کا نہایت غلبہ ہوا تو پہاڑ پر چلے گئے وہاں جاکر پتے کھانے شروع کئے۔ ناگاہ دیکھیں تو زمین پر دینار سرخ پڑے ہیں۔ کچھ خیال نہ کیا۔ پھر دیکھا تو۔ ایک بکری گرم روٹی لیکر آئی۔ التفات نہ کیا۔ کہ واللہ عالم کس کے لئے لائی ہے۔ جب بکری نے بزبان فصیح کہا کہ ادلیس یہ تیرا ہی رزق ہے رزاق حقیقی نے بھیجا ہے۔ تب اس کے ہاتھ سے روٹی لے لی۔ اور فرمایا۔ آنحضرت نے۔ اے عائشہ اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو۔ اور قیامت کو میری ہمنشینی پسند کرتی ہو۔ تو کافی ہے تم کو دنیا سے ٹکڑا روٹی کا بقدر سد رمق مثل توشہ سوار کے۔ اور فرمایا کہ اغنیار کی مجلس میں نہ بیٹھو اور کپڑے پر جبتک پیوند نہ لگا لو نہ بدلو۔

(ترجمہ حدیث) جو مسلمان فقیر ایک بازار سے دوسرے بازار میں گذرتا ہے۔ اور اسکا دل کسی چیز کو چاہتا ہے اور پیسہ نہیں رکھتا کہ خرید کرے۔ پس اسکا صبر کرنا۔ اور پرہیز کرنا ہزار درم صدقہ سے زیادہ ہے اور یہ بھی فرمایا ہے۔ جو فقیر فقر پر راضی ہے ہر دن اسکے لئے ایک شہید کا اجر ہے۔ اور یہ بھی آنحضرت نے فرمایا ہے۔ مومن فقیر کی حرمت حق تعالےٰ کے نزدیک ساتوں آسمانوں اور زمینوں اور فرشتوں اور دریاؤں جنگلوں اور پہاڑوں اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بڑھکر ہے۔ اور فرمایا۔ کہ فقرا کی بزرگی اغنیاء پر ایسی ہے۔ جیسے میری بزرگی ساری خلقت پر ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو مرگیا اور کوئی دینار و درم نہ چھوڑا ہو۔ یعنی فقیر ہو کر مرا ہو۔ اس سے پہلے کوئی غنی جنت میں داخل نہ ہوگا۔

اے سعید اللہ سے دعا کر۔ اللہ تعالےٰ تجکو زمرہ فقرا میں شامل کرے اور سب سے غافل کرکے اپنا کرلے۔ اور آنحضرت نے فقیروں کے قاصد کی تعظیم کرکے فرمایا ہے۔ مَرْحَبًا بِكَ وَبِمَنْ بُعِثْتَ مِنْ عِنْدِهِمْ۔ تو ایسی قوم کے پاس سے آیا جنکو میں دوست رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ فقیروں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو۔ مجکو انکی مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اور فقیروں کو بہشت کی مٹی سے۔

فقیر وہ ہے کہ مال مشتبہ نہ لے۔ اور جو بے ملا لیکر اور مخفی حاجتمند ونکو دے وہ صدیق ہے۔ فتح موصلی کے پاس کسی نے پچاس درم حاضر کئے۔ آپ نے فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ جب کوئی کسیکو بے سوال کچھ دے۔ اور وہ اسکو رد کرے۔ تو گویا خدا کی عطا کو رد کیا۔ اس لئے یہ کہکر ایک درم اٹھالیا۔ اور باقی پھیر دیا۔ اور بشر حافی نے کہا ہے۔ کہ فقیر کے تین درجے ہیں۔

پہلے درجہ والے مانگتے نہیں اور دیوے تو لیتے نہیں۔ یہ لوگ علی علیین ہیں۔ روحوں کے ساتھ رہیں گے۔ دوسرے درجے والے۔ جو نہیں مانگتے پر اگر کوئی دیوے تو لے لیتے ہیں۔ یہ مقربوں کے ساتھ فردوس میں رہینگے۔ تیسرے درجے والے جو مانگتے ہیں۔ مگر بے ضرورت نہیں مانگتے۔ یہ لوگ اصحاب الیمین ہیں۔

اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہے۔ اے محمد حق تعالےٰ نے آپ پر سلام بھیجا ہے۔

حقارت

اور کہلا بھیجا اگر آپ کہیں تو ہم تمام روئے زمین کے پہاڑ انکو سونا بنا دیں جس جگہ جاؤ تمہارے ساتھ ہوں۔ آپنے کہا اے جبرئیل دنیا نہ رہنے کی جگہ ہے۔ نہ مال رکھنے کا ٹھکانہ ایسی جگہ میں مال جمع کرنا بے عقلوں کا کام ہے۔

نقل ہے۔ کہ ایک روز حضرت فاطمہؓ روٹی پکا کر سرور کائنات ؐ کے روبرو لائیں۔ آپنے فرمایا کہ کیا ہے؟ کہا میں نے روٹی پکائی تھی۔ میرا جی خوش نہیں ہوتا جبتک حضورؐ کے لئے نہیں لاؤں۔ آپنے فرمایا یہ پہلا طعام ہے۔ جو تیسرے دن تیرے باپ کے منہ میں جاتا ہے۔ آپ نے اس درجہ کا فقر اختیار کیا۔ کہ آپکے گھر میں فاقہ ہی رہتا تھا۔ آپکی دعا تھی خداوندا میری فقیروں ہی میں وفات کیجو مالدار وں میں نہیں اور حشر بھی مسکینوں میں کیجیو۔ اور فرمایا جو کوئی رات دن ہر روز سو بار پڑہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ۔ دنیا میں اسکا فقر دور ہو قبر میں وحشت میں نہو۔ آخرت میں جنت نصیب ہو۔

فکر يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔ یعنے اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہو لوگوں کے لئے مثلیں شاید کچھ سوچیں فکر کریں۔

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ پہلے اپنی ابتدائی پیدائش کا خیال کر۔

(ح) فَاٰثِرُوْا مَا يَبْقٰى عَلٰى مَا يَفْنٰى پس اختیار کر باقی چیز کو فانی پر۔ دو معلوم چیزوں کا ذہن میں حاضر کرنا فکر جس سے تیسری بات ذہن میں آجاوے۔ مثلاً۔ ایک بات یہ جانتا ہے کہ آخرت باقی ہے دوسری بات یہ جانتا ہے کہ باقی قابل ترجیح ہے فانی پر۔ ان دونوں سے تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آخرت قابل ترجیح کے ہے۔ پس انسانکو ہر امر میں خیال اور فکر کرنا چاہیئے۔ اور خاصکر اپنی پیدائش کی ابتدائی حالت میں کہ کیونکہ خدا نے تجھکو ایک بوند پانی سے پیدا کیا۔ اور اس کے پہلے باپ کی پیٹھ میں سن بعد ماں کے رحم میں جگہ دی۔ غرض کہ اس قطرۂ آب تیری پیدائش کا تخم کیا۔ اور ماں باپ پر شہوت کو موکل کیا۔ اور ماں کے رحم کو اسکی زمین بنائی۔ اور مرد کے نطفے کو بیج بنا کر ہر ایک کو شوق دیا کہ وہ بیج زمین میں بویا جاوے۔ پھر اس تخم کو خون حیض سے پرورش کیا۔ نطفے کو پہلے علقہ یعنی خون بستہ میں بعد مضغہ گوشت کا ٹکہ کیا۔ پھر اس میں جان بھری۔ اور ایک ضعف والے خون سے تجہ میں قسم قسم کی چیزیں پیدا کیں۔ جیسے چمڑا۔ گوشت عروق۔ ہڈیاں پھر کان۔ منہ۔ پیشانی اور دوسرے اعضا بنائے۔ سر کو گول بنایا۔ دونوں ہاتھ پاؤں لمبے بنائے۔ اور پانچ پانچ انگلیاں واسطے پیدا کیئے۔ پھر آنکھہ۔ ناک کیں ہر ایک کی شکل جدا جدا۔ اور صفت کچھ اور مقدار مختلف بنایا۔ ہر ایک کے کتنے حصے کیئے۔ ہر ایک انگلی کی پوریں بنائیں۔ اور ہر ایک کے عضو کو گوشت پوست رگ استخوان سے ترکیب دی۔ اور تیری آنکھہ جو مقدار میں بادام سے مشابہ ہے۔ اسکے سات طبقہ بنائے۔ ہر ایک کی صفت الگ الگ ہے۔ اگر ایک طبقہ بھی ان میں سے بگڑے۔ آنکھہ ناکارہ ہو جاوے۔ بینائی نہ رہے

ہر عضو قابل فکر ہے۔ اور ساری ہڈیاں ایک دوسرے سے لگی ہوئی ہیں۔ کمانی کی طرح اور پھر سیدھا بھی ہو جاتا ہے۔ اور جھک بھی جاتا ہے۔ الغرض خدا نے تیرے بدن میں دو سو چالیس ہڈیاں پیدا کیں۔ ہر ایک کا فائدہ جدا جدا ہوا کرتا ہے۔ اور ان سب کی پیدائش ایک ہی بوند سے ہے۔ اور اگر ان ہڈیوں میں ایک بھی کم ہو۔ تو تیرا کام اٹک جاوے۔ اور اگر زیادتی ہو تو تیرے آرام میں خلل ہو۔ پھر تیرے بدن میں تین حوض بنا کے ایسی نہریں سارے بدن میں بہائیں۔ ایک حوض دماغ کا ہے۔ جس سے اعصاب کی نہریں بہتی۔ اور تمام تن کو پہنچتی ہیں۔ تاکہ حس و حرکت کا فیض جاری ہوئے اور ان میں ایک نہر کو پشت کے اندر رکھا تا اعصاب مغز سے دور نہوں۔ دوسرا حوض جگر کا ہے۔ اس سے رگوں کو ہفت اندام کی طرف پھیلایا۔ تا غذا اس راہ سے پہنچے۔ تیسرا حوض دل کا ہے اور اس سے شرائین۔ یعنی رگیں تمام بدن میں پھیلائیں۔ تاکہ روح کا فیض جاری ہو۔ اور دل سے ہفت اندام میں سرایت کرے۔ پس سوچ کہ تیرے ہر عضو کو خدا نے کس حکمت و صنعت سے اور کس کام کے واسطے بنایا ہے۔

آنکھ کے ہر حصہ سے قادر مطلق کی صنعت گری ہویدا ہے۔ پلک کے چمڑے کو ایسا بنایا تاکہ گرد و غبار سے آنکھ کو بچاوے۔ اور مژگان بھی سیدھی۔ اور سیاہ حسن و جمال۔ اور قوت بصارت کی خاطر پیدا کیں۔ تا غبار کے وقت انکو بند کرے۔ اور چشم محفوظ رہے۔ اور اس کے درمیان سے تو دیکھ سکے۔ اور کچرا اوپر گرے تو پلکیں اسکو آنے نہ دیں۔ اور آنکھ کی نگہبان ہو جاویں۔ اور آنکھ کا گھر جو اسقدر چھوٹا ہے۔ آسمان کی صورت جو اسقدر بڑی ہے۔ جب تو آنکھ کھولتا ہے تو ایک پل میں دونوں طرف سے نظر آتا ہے۔ اور دور نزدیک سب برابر مشاہدہ کرتی ہے۔

اور کان کو پیدا کیا۔ اور کڑوا میل اس میں رکھا تاکہ کوئی کیڑا۔ اس میں نہ جاوے۔ پھر کان کا صدف پیدا کیا۔ تاکہ آواز کو جمع کر کے۔ کان کے سوراخ میں پہنچاوے۔ صدف کان سے کیسی خوبصورتی بخشی۔ اور اس راہ کو پیچ در پیچ اس لئے بنایا۔ کہ جب تو سو جاوے۔ اور چیونٹی کان میں جانا چاہے۔ تو راہ اسپر دراز ہو۔ اور وہ پھرنے لگے۔ تو ہوشیار ہو جاوے۔ اسیطرح منہ اور ناک۔ سب عضو نادر ہیں۔ ماحاصل اس گفتگو کا یہ ہے کہ تو فکر کرکے۔ رب کی حکمت اور عظمت اور لطف و رحمت اور علم و قوت سے تو واقف ہو جاوے۔ کہ تیرے سر لیکے پاؤں تک ہزار ہا عجائبات موجود ہیں۔ باطن عجائبات اور دماغ کے خزانے اور حس و ادراک کی قوتیں جو اس میں رکھی گئیں ہیں۔ سب سے عجیب تر ہیں۔ بلکہ جو فوائد سینے اور شکم کے اندر ہیں۔ انکا حال بھی نادر ہے۔ کیونکہ خدا نے معدے کو ایک دیگ کے مانند بنایا۔ جو ہمیشہ جوش میں رہتا ہے۔ جبتک کھانا اس میں پکے اور جگر اس طعام کا لہو بناتا ہے۔ اور رگیں اس خون کو ہفت اندام

تک پہنچا دیتی ہیں۔ اور صنعت آفرینندہ کو دیکھتا ہے کہ پانی کے قطرہ پر انسان کے ظاہر و باطن میں
ایسا نقش و نگار کیا نہ قلم موجود ہے نہ نقاش پھر ایسے صانع حقیقی کی عظمت سے تو فکر نہیں کرتا۔ اور
اسکی علم و قدرت کا کمال تجھے متفکر نہیں کرتا۔ اور اسکی شفقت و رحمت کو تعجب کی نظر سے نہیں دیکھتا۔
جب رحم میں غذا کا محتاج تھا۔ اگر وہاں تو منہ کھولتا خون حیض اندر سے زیادہ تیرے معدے میں پہنچتا
اور تو ہلاک ہوتا۔ لہذا ناف کی راہ تیری غذا کا پہنچانا مقرر کیا۔ پھر جب تو رحم سے نکلا ناف
کو بند کر کے تیرا رستہ کھولا۔ کہ ماں اندر سے تجھے غذا دیوے۔ اور تیرا بدن اسوقت میں نازک
اور ضعیف تھا۔ سخت چیزوں کو کھانے کی تجھ میں قوت نہ تھی۔ ماں کے دودھ سے تیری غذا مقرر کی
اور ماں کی چھاتی سے پستان آگا کر انکا سرا تیرے منہ کی مقدار بنایا۔ تا شیر کی نہر زور نہ کرے
اور ایک قدرتی گاؤ کو عورت کے سینہ میں بٹھا دیا۔ تا لال لہو کو۔ جو وہاں آتا ہے سفید کر کے
اسکا دودھ بنا دے۔ اور پاک و لطیف کر کے تجھ کو دیا کرے۔ اور تیری ماں کے دل میں اتنی
شفقت ڈالدی کہ اگر ایک آن تو گرسنہ رہے تو وہ بیقرار ہو جاتی ہے۔ اور جب شیر خوارگی میں
دنداں کی حاجت نہ تھی دانت نہیں دیئے۔ تا تیرے دانت سے ماں کی چھاتی مجروح نہ ہو۔ اور جب کھانے
کی طاقت تجھ میں آئی۔ اب وقت ضرورت کے تیرے دانت اگائے۔ تا سخت طعام کو تو چبا سکے
وہ آدمی احمق ہوگا۔ کہ آفریدگار عالم کی ان قدرت دیکھ کر بھی ان پر فکر نہ کرے اور اس
کے کمال لطف و مرحمت میں حیران ہو کر جلال و جمال الٰہی کا عاشق نہ بنے اور جو کوئی۔ ان عجائبات
کو سوچے اور اپنے تن کے احوال کی اسے خبر نہ ہو۔ بڑا حیوان اور نادان ہوگا۔ اس نے
اپنی عقل کو جو ایک قیمتی گوہر ہے ضائع اکارت کر دیا۔ اسکو فقط اتنی خبر ہے کہ جب بھوک لگتی
ہے تو اپنا کھانا کھاتا ہے۔ اور جب غصہ آتا ہے تو کسی پر حملہ کرتا ہے۔ بوستان معرفت الہی
کی سیر سے جانوروں کی طرح محروم رہ گیا۔ آدمی کی تنبیہ کے لئے یہاں اتنا بیان کافی ہوگا۔
اللہ کی عجائبات میں ہیں۔ جانوروں میں مچھر سے لیکر ہاتھی تک اور زمین کو خیال کر کہ کسطرح اسکو
تیرا بچھونا بنایا۔ اور ایسی وسعت اسے دی کہ اس کے کنارے تک پہنچ نہ سکے۔ اور پہاڑوں کو
میخیں کیں۔ تا زمین تیرے قدم کے نیچے قائم رہے۔ اور پتھروں کے نیچے سے پانی نکالا۔ اور
اگر سخت پتھر سے پانی کو نہ روکتا۔ پانی ایکبارگی جوش کر کے دنیا کو غرق کر دیتا۔ اور خزاں کو
دیکھ کہ روئے زمین جمی ہوئی خاک ہے۔ مینہ اس پر پڑتا ہے۔ وہ کس طرح زندہ ہوتی ہے
اور گل بوٹوں سے رنگا رنگ کی کیسی زمین ہو جاتی ہے۔ اور سرسبز میوہ دار درختوں کا خیال کر۔
اور انکے حسن صورت اور ذائقے اور بو اور منفعت کو دیکھ۔ کوئی تلخ۔ اور کوئی شیریں۔ کوئی
ترش۔ ایک کی خاصیت یہ کہ بیمار کر دے۔ اور ایک کی منفعت یہ کہ شفا بخشے۔

پس خدا کی رحمتیں موجود ہیں اور کوئی چیز اسکی عنایت سے خالی نہیں۔ پس انسانکو چاہیئے۔ کہ چشم عبرت کو کھولکر اس واحد لاشریک کی عبادت سے غافل نرہے۔ اور کوئی فکر سوائے فکر عاقبت کی نکرے۔ اسے سعیدہ دنیا میں سب کاموں سے مشکل اپنے نفس کا پہنچانا ہے۔ اور اسکو منہیات سے باز رکھنا ہے۔

قانع ماعال من اقتصد جو کوئی خرچ متوسط رکھے کبھی محتاج نہوگا۔ حدیث ہے زیادہ خواہش نکرنا اور خواہش کا روکنا قناعت ہے۔ اور قناعت کا نتیجہ اطمینان خوشی رضامندی اور شکر گذاری ہے اور جو شان وشوکت نہ جتاویگا۔ وہ قانع ہے

اسے سعیدہ نیک نصیب وہ ہے جو اسکو میسر ہو وہ اس پر قانع ہو اور مشرف بالسلام ہو۔

فرمایا آنحضرتؐ نے۔ اسے درویشوں تہ دل سے درویشی پر راضی رہو تاکہ فقر کا ثواب ملے اور درویش حریص کو ثواب حاصل نہیں اور خدا کے نزدیک بندوں میں بہت دوست وہ ہے۔ جو اس مقدار پر کہ اسکو ملا ہو قناعت کرے۔ اور حق تعالے سے راضی رہے اس روزی میں جو اسکو دیا ہے۔ اور قیامت میں درویش اور تونگر دونوں آرزو کرینگے کاش ہمکو دنیا میں اپنی خوراک سے زیادہ نہ ملا ہوتا۔

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قیامت کے دن حق تعالیٰ فرشتوں سے پوچھے گا۔ میرے خاص اور مقبول بندے کہاں ہیں۔ ملائک کہیں گے وہ کون ہیں۔ حق تعالے فرمائیگا۔ درویشان مومن جو میری بخشش پر راضی تھے۔ ان سب کو جنت میں لیجاؤ۔ وہ جنت میں جاویں گے۔ حالانکہ ابھی اور لوگ حساب دیتے ہونگے ؏ ز نور قناعت برافروز جاں ۞ اگر خواہی از نیک بختی نشاں ۞ اسے درویشوں خوش ہونے کا مقام ہے کہ درویش تونگروں سے پانچسو برس پہلے جنت میں جاوینگے۔ ایک شخص عامر بن عبد قیس سے ملا اور انکو دیکھا کہ روٹی کو سبزی کے ساتھہ کھاتے تھے۔ کہا کیا آپنے اتنے پر قناعت کیا ہے۔ کہا۔ ہاں۔ اور فرمایا کہ بعضے آدمیوں کو دیکھتا ہوں۔ اس کم تر پر قناعت کیے ہوئے ہیں۔ پوچھا وہ کون ہیں۔ فرمایا کہ جو آخرت کو دنیا کے عوض میں خریدتے ہیں۔

حکایت بادشاہ عبدالملک ابن مروان کے دربار میں۔ ایک جادوگر کا لڑکا آیا۔ اور اپنا قصہ اس طرح بیان کیا کہ میرا باپ مجکو قضائے الہی سے بچپن میں چھوڑ کر مر گیا تھا۔ اور میری ماں کے ہاتھہ میں بہت مال آیا تھا اور میری ماں مجھکو بہت چاہتی تھی۔ اور جو میں اپنی ماں سے مانگتا تھا۔ وہ مجکو دیدیتی تھی۔ اور میں جا و بیجا صرف کرتا تھا۔ اور میری ماں ہرگز مجھہ سے نہ پوچھتی تھی کہ کیا کیا تو نے۔ اور جب بہت دن مجھے اسی طرح صرف کرتے گذرے۔ اور میں جوان ہوا۔ میرے دل میں آیا۔ کہ اپنی ماں سے پوچھوں کہ اس قدر مال میرے باپکو کہاں سے ملا۔ میں نے اُس سے دریافت کیا۔ اس نے کہا اسے میرے بیٹے۔ تجکو اس پوچھنے سے کیا مطلب کہا اور عیش کر اور جسقدر تو چاہے تو صرف کر اور حال اس مال کا مت پوچھ۔

کرو عادت کہ کبھی نہ

یہی اچھی بات ہے۔ میں نے بسبب سننے اس کلام کے بہت مبالغہ کیا۔ اور میری ماں مجھے گھر کے اندر لے گئی کہ مال کی افراط وہاں تھی۔ اور یہ دکھا کر کہا یہ سب تیری ہی ملک ہے۔ اور یہ تیری کئی پشت کو کافی ہے تجھکو کیا پرواہ ہے۔ پوچھا سبب اس مال کی دریافت کرتے۔ میں نے کہا۔ مجھکو ضرور بتانا چاہیئے۔ کہ اس قدر مال کیسے جمع ہو سکتا ہے۔ اسنے کہا۔ کہ تیرا باپ ساحر تھا۔ اور یہ تمام مال سحر سے جمع کیا تھا۔ جب یہ بات میں نے سنی اپنے دل میں فکر کیا کہ مال موروثی پر قناعت کرنا بے ہمت لوگوں کا کام ہے۔ مجھکو چاہیئے کہ میں بھی سحر سیکھوں اور جیسا کہ میرے باپ نے اتنا کثیر مال جمع کیا تھا۔ میں بھی اپنی قوت بازو سے جمع کروں۔ اپنی والدہ سے دریافت کیا۔ کہ کوئی خاص شخص میرے باپ کے رفیقوں اور یاروں سے اس ملک میں باقی رہا ہے۔ کہ میرے باپ کے بھیدوں سے واقف ہو۔ اور جو عمل میرے باپ کو معلوم تھے۔ اسکو بھی معلوم ہوں۔ کہا۔ فلاں شخص فلاں نے قصبہ میں رہتا ہے۔ میں نے سامان سفر درست کیا۔ اور اس شخص کے پاس پہنچا۔ اور بنہایت ادب سے سلام کیا۔ اور آگے اس کے پاس بیٹھا۔ اس نے مجھکو نہ پہچانا۔ اور پوچھا کہ کون ہے تو۔ اور کہاں سے آیا ہے۔ کہا میں نے فلاں شخص کا بیٹا ہوں۔ جو دوست تمہارا تھا۔ جب نام میرے باپ کا سنا۔ مجھکو گلے لگایا۔ اور شفقت کی اور اس کے بعد پوچھا کہ کیا حاجت ہے تجھکو۔ اور کس مطلب کے واسطے آیا ہے۔ تیرا باپ اتنا مال چھوڑ گیا ہے۔ کہ کئی پشت تک تیری کافی ہے۔ میں نے کہا واسطے احتیاج مال کے۔ نہیں آیا ہوں۔ واسطے تحصیل علم جادو کے آیا ہوں۔ اسنے کہا کہ اے لڑکے ہرگز یہ خیال مت کر۔ اس میں کچھ فلاح نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ میں تمہارا پیچھا نہ چھوڑوں گا۔ جبتک مجھکو مانند باپ کے جادوگر کامل نہ بنا دو۔ وہ ہر چند نصیحت کرتا۔ میں باز نہیں آتا تھا۔ لاچار ہوکر کہا کہ فلاں روز۔ فلانی گھڑی آ جانا۔ جب وہ دن وہ ساعت آئی میں تیار ہوکر گیا۔ اور اپنا وعدہ کا اس سے چاہا۔ وہ مجھکو قسمیں دیتا تھا۔ اور منع کرتا تھا۔ اور میں اسکا پیچھا نہ چھوڑتا تھا۔ یہانتک کہ لاچار ہوکر کہا کہ آ تجھکو ایک جگہ لے جاتا ہوں۔ لیکن خبردار اسجگہ خدا کا نام نہ لیجو۔ مجھکو ہمراہ لیکر ایک نقب کے اندر جو زمین کے نیچے تھی لے گیا۔ میں نے اپنے خیال میں شمار کیا تو تین سو اور کتنے زینے طے کیے۔ اور ہرگز روشنی آفتاب کی کم نہ ہوتی تھی۔ جب ان زینوں کے نیچے پہنچا دیکھا ہے کہ ہاروت اور ماروت لوہے کی زنجیروں میں بندھے ہوئے لٹک رہے ہیں۔ اور آنکھیں انکی مانند دو بڑی بڑی ڈھالوں کے ہیں۔ اور سینگ پر بڑے چوڑے۔ اور لمبے۔ جسوقت انکی ہولناک صورت پر میری نظر پڑی بے اختیار میری زبان سے نکلا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بمجرد سننے اس کلمہ کے پر دل اپنے ہلانے لگے اور نعرے مارنے شروع کیے۔ یہانتک کے بعد ایک ساعت کے خاموش ہو گئے۔ میں نے امتحان کے واسطے دوسری مرتبہ پھر کہا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پھر انکی یہی حالت ہوئی۔ تیسری مرتبہ پھر کہا یہی حالت پیش آئی خاموش ہوکر کھڑا رہا۔ میری طرف دیکھا۔ اور کہا تو جنس آدم سے ہے۔ کہا میں نے ہاں۔ پھر میں نے اُن سے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے

انہوں نے کہا کہ جسوقت سے ہم عرش کے نیچے سے آئے ہیں۔ اور اس عذاب میں گرفتار ہوئے ہیں کبھی کلمہ کو نہیں سنا۔ اب کہ ہم نے تیری زبان سے یہ کلمہ سنا۔ مقام اصلی اپنا ہمکو یاد آیا۔ بے اختیار ہم نے آہ و نالہ کیا۔ اب کہہ تو کونسی امت میں سے ہے۔ میں نے کہا کہ امت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ آیا محمد مبعوث ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ مبعوث بھی ہو گئے۔ اور وفات بھی پا گئے۔ اور وفات کے بعد انکے خلفا ہوئے۔ اور انہوں نے بھی وفات پائی کہا اب امت انکی تابع ایک شخص کے ہے یا گروہ گروہ ہیں۔ کہا میں نے تابع ایک شخص کے ہیں۔ کہ اسکو بادشاہ کہتے ہیں۔ اس بات سے ناخوش ہوئے۔ پھر پوچھا۔ کہ عمارت اور مکانات بحیرۂ طبریہ تک بن گئے یا نہیں۔ میں نے کہا کہ ابتک آبادی وہاں نہیں ہوئی۔ اس بات سے بھی ناخوش ہوئے۔ پھر پوچھا کہ امت کے لوگ آپس میں نفاق رکھتے ہیں یا اتفاق رکھتے ہیں۔ میں نے کہا کہ نفاق رکھتے ہیں۔ اس بات سے خوش ہوئے۔ اور سکوت کیا کہا میں نے بسبب امت محمدیہ کے تابع ہونے ایک شخص کے۔ کسواسطے ملول اور ناخوش ہوئے تم۔ کہا اصل بات یہ ہے کہ ہم قرب قیامت سے خوش ہوتے اسواسطے کہ عذاب ہمارا دنیا کی مدت تک ہے۔ بعد قیامت کے موقوف ہو جائیگا۔ پھر میں نے کہا کہ مجکو وصیت کرو انہوں نے وصیت کی کہ ہرگز غفلت میں نہ پڑ۔ اور دنیا سے گذر جاتا ہے۔ اور عاقبت درپیش ہے۔ اور جاقانع ہو مشکل طرح بطرح کی درپیش ہے۔ پھر چلا آیا۔ سحر نہ سیکھا۔ حرص طمع انسان میں رکھی ہے۔ اگرچہ پہلے اس شخص نے بھی قناعت کو ترک کر دیا تھا۔ پھر قناعت سیکھنے سے باز آیا۔ اور قانع ہوا۔ اے سعید جسقدر ماسوائے اللہ سے دل لگا دے گا۔ اس قدر حق تعالےٰ سے تیرا دل ٹوٹے گا۔ اور جتنا غیر اللہ سے دل ٹوٹے گا حق تعالےٰ سے نزدیک ہوگا۔ ۵

قناعت بہر حال اولی ترست ؎ قناعت کند ہر کہ نیک اخترست ؎ ابو سلمان ورانی نے کہا ہے۔ ایک نامرادی جو حالت درویشی میں نکلے تونگر کی عبادتِ ہزار سالہ سے بہتر ہے۔ کسی نے بشر حافی رحمۃ اللہ سے کہا میرے واسطے دعا کر کہ کثیر اولاد ہوں۔ اور لاچار ہوں۔ جواب دیا جب تیری عورت کہے کہ روٹی آٹا نہیں۔ اور تو نہ لا سکے اور دل میں درد پیدا ہو۔ اسوقت میرے واسطے دعا کر ایسے وقت میں تیری دعا میری دعا سے بہت بہتر ہوگی۔

اے سعید۔ تو اپنی حالت کا مقابلہ زیادہ خوش حال آدمیوں کی حالت سے نہ کیا کر ہمیشہ آپ سے کمتر لوگوں کے حال پر نظر کر۔ دولت بغیر قناعت کے محتاجی کو دور نہیں کر سکتی۔ مگر قناعت بغیر دولت کے۔ آدمی کو تونگر بنا دیتی ہے۔ تھوڑے مال پر قناعت کرنے سے زیادہ عزت ہے۔ ایک شاگرد نے سقراط سے کہا کہ ہم نے آپکو کبھی غمناک نہیں دیکھا۔ تو اسکو جواب دیا کہ میں ایسی چیز سے دل نہیں لگاتا۔ کہ وہ جو جاتی رہے تو مجھے غم ہو۔

ابکر اور ابو ذر رضی اللہ عنہ بیٹھے لوگوں سے سرگرم گفتگو کر رہے تھے۔ اس حالت میں انکی بیوی آئیں۔

اور بولیں تو یہاں بے فکر بیٹھا ہے قسم خدا کی آج گھر میں خرچ کو نہیں ہے۔ بولے اے عورت ہمارے آگے مشکل پہاڑ ہے۔ اس پر سے وہی پار ہوگا جو سبکسار ہو۔ تب وہ خوش خوش الٹے گئیں۔

س ندارد خر و مند از فقر عار ؛ کہ باشد نبی را ز فقر افتخار ؛

اور جس مومن کو دنیا کی محبت کم ہو اسیقدر محبت خدا کی زیادہ ہوتی ہے۔ اور حبیب دنیا مومن کا قیدخانہ بنا۔ اگر وہ اس قید سے بیزار ہے۔ تو مرتے وقت اس کا دل دنیا کی طرف التفات نکرے گا

س غنی گر بناشی مکن اضطراب ؛ کہ سلطان نخواہد خراج از خراب ؛ بڑا نادان ہے۔ جو حلال اور حرام میں تمیز نہ کرے۔ اور جو حلال سے ملجائے غنیمت جانے۔ قناعت بڑی دولت ہے اور رضا قناعت غنی ہے ؛

قرض حسنہ وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ اگر قرضدار مفلسی میں ہو تو مہلت دو اسکو آسودگی تک۔ افعلوا الخیر لعلکم تفلحون تم آپس میں خیر کرو تاکہ بھلائی پاؤ۔

حکم ہے آپس میں خیر کرو۔ پس قرض دینا بھی امر خیر ہے۔ اور حکم ربی ہے۔ خیر کرنے کا اور جزا اسکی بھلائی ہے۔ اے بھائی کے چاہنے والو قرض دیا کرو۔ اس سعادت کے حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کیا کرو

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ اللہ بتحقیق دوست رکھتا ہے۔ احسان کرنیوالوں کو۔ قرض دینا بھی احسان کرنے میں داخل ہے ؛ حضرت نے فرمایا ہے من اقرض دینارا الی اجل فلہ بکل یوم صدقۃ الی اجلہ فاذا جاء الاجلہ بکل یوم مثل الذی صدقۃ جسنے دیا ایک دینار وعدہ معہود تک پس واسطے اس کے ہر روز صدقہ لکھا جاتا ہے۔ پس جبکہ آیا وہ مقررہ۔ اور ندیا اسنے پس واسطے اس کے مثل صدقہ کے لکھا جاتا ہے۔

(حدیث) اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا۔ مومن آپس کی امداد میں دیوار کی مانند ہیں پشت پناہ ہوتی ہے۔ ایک سے ایک۔ قرض حسنہ دینا بھی مومن کی مدد کرنے میں شامل ہے۔ پس چاہیئے کو قرض دینے میں دریغ نکرے ؛

(حدیث) رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سمحا اذا باع واذا اشتری واذا اقتضی رحم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسپر جو کہ وقت خریدنے کے اور وقت بیچنے کے اور وقت تقاضائے قرض کے نرمی کرے۔

آنحضرت نے فرمایا ہے کہ بہترین وہ شخص ہے۔ کہ کسیکو نفع پہنچائے۔ اور قرض حسنہ دینے سے دوسرونکو نفع پہنچتا ہے۔ اور قرض حسنہ دینے میں اس بات کا احتمال نہیں کہ جسکو دیا گیا ہے وہ بغیر حاجتمند ہے۔ اور حاجتمند کی حاجت روا کرنا صدقہ دینے سے بہتر ہے۔

اور جس نے قرض حسنہ دیا اس نے احکام قرآن شریف پر عمل کیا۔ اور اسکی بلا دور ہوتی ہے۔ اور اسکے لئے جنت لازمی ہے اور راہ پلصراط کی اسپر آسان ہوگی اور قرض دینے میں حق بھائی کا ادا ہوتا ہے

اور اس کے واسطے اجر عظیم ہے۔
حکایت ۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی ہمراہ چند اشخاص کے آیا۔ اور اس آدمی نے اپنی سرگذشت اسطرح بیان کی۔ کہ میں سپاہی کا لڑکا ہوں۔ مکان پر جب بے روزگاری کے سبب تنگی سے گذرنے لگی۔ تو میں گھر سے چلا۔ اور ایک سرائے۔ میں آکر ٹھہرا۔ اس میں ایک بھٹیاری نے آکر کہا میاں مسافر کیا پکواؤ گے۔ اور گھوڑے کے لئے دانہ گھاس منگواؤ گے۔ میں نے کہا کہ ابھی آیا ہوں ٹھیرو۔ وہ چلی گئی۔ جب وہ میرے پاس تیسری دفعہ آئی۔ تو میں نے کہا کہ بی بھٹیاری میرے پاس خرچ ختم ہو گیا ہے۔ اور میں اس کشمکش و پیچ ہوں۔ کہ گھوڑا بیچتا ہوں۔ تو نوکری سواروں میں نہیں ملنے کی۔ اور تلوار بیچتا ہوں تو بے ہتیار ہو جاؤنگا۔ یہ سنکر وہ چلی گئی اور تھوڑی دیر میں آئی۔ اور مجھے دس روپیہ دیئے۔ اور کہا کہ یہ روپیہ میں نے چرخہ کاٹ کر جمع کیا ہے۔ کہ میری اول منزل ہو یعنے مرنے کے کام آوے۔ یہ میری حلال کمائی کا روپیہ ہے۔ تو تم ان روپیوں سے اپنا کام نکالو جب تم وہاں کماکر پھر واپس آؤ تو مجھے دینا۔ میں رہ کر چند یوم پھر وہاں سے چلکر ایک ریاست میں ملازم ہوا۔ اور ملازمت کرتا رہا۔ اور پھر مکان سے خط آیا کہ تمہاری لڑکی جوان ہو گئی ہے جلد آؤ۔ میں جب آیا تو اسی سرائے میں ٹھیرا۔ معلوم ہوا کہ وہ جس نے روپئے دیئے تھے۔ لب دم ہے۔ میں اسکے پاس گیا۔ اور اس نے کہا کہ تم میری اول منزل کر دینا۔ اور اس نے انتقال کیا۔ میں نے قبر اُتارا۔ آدہی رات گذری مجھے خیال آیا کہ وہ ہنڈوی کا کاغذ کہاں ہے۔ جب سارے میں ڈھونڈ چکا تو یہ خیال آیا کہ ہو نہ ہو قبر میں جب میں نے میت کو اتارا ہے وہیں کاغذ ہنڈوی کا گرا ہوگا۔ اسیوقت وہاں سے آنکر قبر کو کھود ڈالا۔ اور اس قبر میں ایک کھڑکی نظر آئی۔ اس جگہ جاکر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک دلکشا باغ ہے۔ اور اس میں ایک تخت پر وہ بھٹیاری بیٹھی ہے۔ اور اس نے مجھ دیکھتے ہی بلا لیا۔ اور میں نے کہا کہ یہ مرتبہ تجھے کیونکر ملا۔ اسنے کہا کہ جو تم کو بغیر جانے قرض حسنہ روپئے دیئے تھے۔ اس کے عیوض میں اللہ نے مجھے بخشا۔ اور کہا کہ یہ اپنی ہنڈوی کا کاغذ لیتے جاؤ۔ اور جلدی چلے جاؤ۔ اتنے عرصہ میں دنیا کا کیا سے کیا حال ہو گیا ہوگا۔ غالباً میں نے تین ساعت اس باغ کی سیر اور اس سے بات کی ہوگی۔ اب جو قبر سے باہر آیا تو دیکھتا ہوں۔ کہ نہ وہ سرائے ہے۔ اور اس سرائے کی جگہ یہ شہر ریواڑی آباد ہے۔ میں ہر ایک سے پوچھتا پھرتا ہوں کہ ایک یہاں سرائے تھی۔ کوئی اس کا پتہ نہیں دیتا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ شاہ صاحب کے پاس جاؤ۔ میں حاضر ہوا ہوں شاہ صاحب نے فرمایا۔ وہاں کی تین ساعت یہاں کے تین سو برس کے برابر ہے۔ تم مکہ شریف چلے جاؤ۔
میرا اس حکایت سے یہ مطلب ہے کہ قرض حسنہ دینے کے سبب سے کیا کچھ مراتب اس بھٹیاری کو ملا ہے۔

جو کوئی قرض حسنہ دیگا۔ اور لوگونکو سود دینے سے بچا دے گا۔ انشا اللہ تعالےٰ ایسا ہی رحم اللہ برتر اس پہ بھی فرمائے گا۔ اور قرض لینے کے وقت نرمی کرے جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اگر ہو قرضدار مفلسی میں تو مہلت دو اسکو آسودگی تک۔ یعنے جبتک اللہ تعالیٰ اسکو دام وغیرہ دے۔ اور اگر معاف کرو اللہ واسطے تو بہتر ہے۔ تمہارے لئے۔ اور حدیث کا مضمون یہ ہے کہ جس شخص نے مہلت دی قرضدار تنگدست کو یا معاف کر دیا اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اسکو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دیگا۔ اور نہ ہوگا اس روز کوئی سایہ سوائے عرش کے سایہ کے اور حدیث میں ہے اگلی امتوں میں سے ایک امتی کے پاس آئے حضرت عزرائیل۔ پس سوال کیا۔ اسکی نیکی سے اسنے کہا۔ میرے پاس کوئی نیکی نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ میں قرضدار کی ساتھ نرمی کرتا تھا۔ اور جس قرضدار کو مقدور نہ ہوتا تھا اسکو مہلت دیتا تھا۔ اور جو لبسبب مفلسی کے اس سے ادا نہ ہو سکتا تھا تو معاف کرتا تھا۔ پس داخل کیا اسکو جنت میں۔

اور حتی المقدور قرض لینے والے کو بھی چاہیئے۔ کہ وعدہ خلافی نکرے جس شخص سے جو وعدہ کرے اسکو وفا کرے۔ اور حدیث میں آیا ہے۔ جو کسی سے لیوے اس ارادے سے کہ ادا کرونگا۔ تو خدا اسپر ادا کرنا آسان کر دیگا۔ اور جو اس ارادے سے لے۔ کہ خرچ کر ڈالوں گا۔ اور ادا نہ کرونگا۔ تو خدا اسپر تنگی ڈالے گا۔ اور وہ برباد ہو جاوے گا۔ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایکدرم قرض حسنہ دیگا۔ اور سود نہ لے گا۔ تو اس کا بہشت میں اولیائے خدا کا سا درجہ ہوگا۔ ادائے قرض کے لئے سات بار صبح و شام پڑھ لیا کرے۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ قرض ادا ہو جائیگا۔ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ۔

کلمہ طیبہ و کلمہ گویان

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ۔ یعنے اسکی طرف صعود کرتے ہیں پاک کلمے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا یعنے ان لوگوں نے کہا صدق دل سے پروردگار ہمارا اللہ ہے۔ پھر اس اعتقاد پر جم گئے اور مداومت کی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی۔

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ کنجیاں آسمانوں اور زمین کی۔ یعنے پروردگار کے قبضہ قدرت میں ہیں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ مراد اس سے کلمہ طیبہ ہے۔

وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى۔ یعنے کلمہ تقوی سے مراد کلمہ طیب ہے یہ قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ۔ یعنے اللہ تعالیٰ ہر شے میں برابری و انتہا احسان کا حکم دیتا ہے تمام کلمہ گویوں کو۔

وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْدًا ۔ یعنے کہو تم قول سدید یعنی پسندیدہ۔ یعنے کلمہ طیبہ پڑہو۔
اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ اللّٰہِ عَہْدًا ۔ یعنے وہی شخص فلاح ونجات پانے والا ہے جس نے خدا کے نزدیک عہد کیا۔ یعنی کلمہ طیبہ پڑہا۔
هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۔ یعنے احسان کا بدلہ احسان ہے۔ کلمہ طیبہ پڑہنے والونکو بہت کچہہ انعام واکرام مرحمت ہونگے۔
اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ۔ یعنی آگاہ ہو اللہ ہی کے لئے ہے دین خالص یعنی کلمہ پڑہنے والوں کے لئے ہے خاص انعام
وَهُدُوْا اِلٰی صِرَاطِ الْحَمِیْدِ ۔ یعنی ہدایت پاگئے صراط حمید کی طرف جنہوں نے کلمہ پڑھ لیا۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔ یعنے حکم ہوا کہ ہماری درگاہ میں دعا کرو کہ خداوندا دکھا راہ ہم کو سیدہی۔ راہ سیدہی کلمہ پڑہنا ہے۔ اور کلمہ پر قائم رہنا۔
اَلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی ۔ یعنے جن لوگوں نے احسان ونیکی کی ہے پیغمبروں کے کہے پر چلے ہیں ان کے لئے جزاے نیک ہے۔ وہ خاص کلمہ گو ہیں۔
وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ ۔ یعنے اور کون نیک قول ہے۔ اس شخص سے جو بلائے خدا کی طرف یعنی کلمہ توحید کیطرف وہ کلمہ طیبہ ہے۔
کوئی کلمہ اس سے بہتر نازل نہیں ہوا۔ یہ وہ کلمہ طیبہ ہے۔ اگر ستر برس کا کافر ایکبار صدق دل سے کہے گا۔ تو بہشتی ہوجاوے گا۔ اور دشمن سے دوست بن جاوے گا۔ دور ہے تو پاس ہوجاوے گا۔ خوار ہے تو عزیز ہوجاوے گا۔ دوزخی ہے تو بہشتی ہوجاوے گا۔ یہ آسمان وزمین اور عرش وکرسی اور لوح وقلم اور ساکنان بحروبر اس کلمہ کی برکت سے قائم ہیں۔ اور فرمایا ہے نبی کریم نے جتبک دنیا میں ایک کلمہ گو ہے قیامت نہیں آئیگی۔ حدیث ابو ہریرۃ میں فرمایا ہے۔ کہ جو کوئی تجکو اس دیوار کے پیچھے ملے۔ اور باوجود اسکے کہ وہ گواہی دیتا ہے صدق دل سے اس بات کی کہ لاالہ الا اللہ تو۔ تو اسکو جنت کی بشارت دے۔ حضرت عمر رضی اللہ نے عرض کیا۔ کہ مجھکو ڈر ہے کہ لوگ اس بشارت اجمالی پر کہیں توکل نہ کر بیٹھیں۔ آپ انکو چھوڑ دیں۔ فرمایا۔ کہ اچھا چھوڑ دو۔ محققین کہتے ہیں۔ کہ مطلب حضرت کا۔ اس بشارت سے یہی تھا۔ کہ انجام توحید خالص یقینی کا جنت ہے۔ گو آغاز میں دخول جنت نہو۔
اور فرمایا جس شخص نے قبول کیا مجہہ سے وہ کلمہ جو میں نے اپنے چچا۔ ابوطالب سے کہا تھا اور انہوں نے اسکو پھیر دیا تھا۔ وہ نجات ہے واسطے اسکے۔ مراد اس کلمہ سے شہادت لاالہ الا اللہ ہے۔ یعنے قائل صادق مخلص اس قول کا انجام کو جنتی ہوگا۔

اے سعید اس کلمہ کی ایک خوبی یہ ہے کہ جو کوئی اپنے اسلام میں محسن ہوتا ہے۔ اسکی ہر نیکی دس گنی اور سات گنی تک لکھی جاتی ہے۔ اور ہر بدی اسکی ایک ہی بدی ٹھہرتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ سے جا ملے۔ یہ خوبی عمل صالح سے حاصل ہوتی ہے۔ اور جو عامل صالح نہیں ہے وہ اس ترقی سے محروم ہے۔

اور فرمایا ہے کہ تازہ کرو تم اپنے ایمانوں کو۔ کہا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کس طرح اپنا ایمان تازہ کریں۔ فرمایا بہت کہا کرو لا الہ الا اللہ۔ زید بن ارقم نے کہا ہے۔ جس نے کہا لا الہ الا اللہ مخلص ہو کر وہ جنت میں جاوے گا۔ پوچھا اخلاص اسکا کیا ہے کہا روکے اسکو یہ کلمہ اللہ کے محارم سے یعنی حرام کی ہوئی چیزوں سے۔ یا اس چیز سے جو کہ اللہ نے اس پر حرام کی ہے۔ اور فرمایا آنحضرت نے کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی پاس اللہ کے نہیں مرتا کوئی بندہ جو گواہی دیتا اس بات کی لا الہ الا اللہ والی رسول اللہ سچے دل سے پھر سیدھا رہتا ہے۔ لیکن وہ جنت میں جاتا ہے۔ مرد سیدھے رہنے سے عمل کرنا ہے۔ اور یہ بھی حدیث دیگر میں آیا ہے۔ جب کہتا ہے بندہ لا الہ الا اللہ کھل جاتے ہیں واسطے اس کے دروازے آسمان کے یہانتک کہ پہنچتا ہے یہ کلمہ عرش تک جبکہ وہ کبائر سے بچا ہوا ہے۔

اور فرمایا آنحضرت نے کیا میں تم کو اس وصیت کی جو نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کی تھی خبر دوں۔ کہا لوگوں نے۔ ہاں فرمایا انہوں نے اپنے فرزند سے یہ کہا تھا۔ میں وصیت کرتا ہوں تجھ کو لا الہ الا اللہ کہنے کی۔ کہ یہ کلمہ اگر ایک پلہ میں رکھا جائے۔ اور سارے آسمان و زمین ایک پلہ میں رکھا جاوے اور سارے آسمان و زمین ایک پلہ میں تو بھی کلمہ بھاری ہوگا۔

قصص الانبیا کامل میں مسطور ہے کہ دوزخ کے انیسوں فرشتوں کو حکم ہوا کہ تم سب دوزخ میں جاؤ انہوں نے عرض کیا کہ اے خدا ہم دوزخ میں آگ کے خوف سے نہیں جا سکتے۔ رب العلمین کا حکم پہنچا حضرت جبرئیل کو جنت سے ایک انگشتری لا کر انکی پیشانی پر مہر کر دی۔ تاکہ دوزخ کی آگ اثر نہ کرے۔ اور اس انگشتری پر یہ کلمہ لکھا ہوا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کلمہ طیبہ کے دو حصہ ہیں۔ ایک لا الہ الا اللہ۔ دوسرا محمد رسول اللہ۔ لا الہ الا اللہ کے معنی ہیں اللہ کے سوا کوئی لائق نہیں۔ کہ اسکی بندگی کیجاوے۔ محمد رسول اللہ کے معنی ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پہلے جز کے یہ معنے ہیں۔ اللہ ایک ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے۔ اور محمد اس کے پیغام پہنچانے والے ہیں۔ اور خوشخبری جنت کی دینے والے۔ اور دوزخ کے عذاب سے ڈرانے والے۔ اور امر و نہی کے احکام پہنچانے والے۔

اَفضل الذِکرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سب سے بہترین ذکر ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔
مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کُلَّ یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَ وَجْہُہٗ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ۔ جو شخص سو مرتبہ کہوے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ روز قیامت کے میدان قیامت میں آویگا۔ منہ اس کا چمکیگا چودہویں رات کے چاند کے مانند قال اللہ تعالےٰ حصنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ اٰمِنَ مِنْ عَذَابِیْ فرمایا حق سبحانہ تعالےٰ نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ میرا قلعہ ہے اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے امن میں داخل ہوا۔ جب حضرت آدم کے قالب میں روح داخل ہوئی۔ اور آپ نے زندہ ہو کر آنکھیں کھولیں سب سے پہلے آنکھ آپکی عرش الٰہی کے پایہ پر پڑی۔ دیکھا کہ ساق عرش پر لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ لکھا ہے (عرض کیا کہ یہ نام کس کا ہے۔ فرمایا تمہارا فرزند میرا رسول ہے)
مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصًا مِّنْ قَلْبِہٖ دَخَلَ الْجَنَّۃَ جو دل سے لا الٰہ الا اللہ کہیگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک پکارنیوالا عرش کے نیچے جہنم سے پکار کر پوچھتا ہے کہ اے جہنم اور اے جہنم کے عذاب تم کس شخص کے لئے پیدا کیئے گئے ہو۔ دوزخ جواب میں کہتی ہے کہ جو لا الٰہ الا اللہ سے انکار کرے۔ اور جو لا الٰہ الا اللہ نہ کہے گا ہم اسپر حرام ہیں۔ جہنم کے سات دروازے ہیں اور سات ہی طبقہ ہیں۔ جسنے سچے دل سے کہا کلمہ شریف وہ توں دروازوں اور ساتوں طبقوں سے محفوظ رہے گا۔
اور فرمایا رسول اللہ نے اے لوگوں لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں پر موت کے وقت کچھ گھبراہٹ نہوگی۔ اور نہ قبر میں وحشت نہ حشر کے دن کوئی بے چینی ہوگی سب مجھے اسوقت گویا یہ بات نظر آرہی ہے لا الٰہ الا اللہ کہنے والے اپنی قبروں سے اُٹھ رہے ہیں۔ اور اپنی قبروں سے خاک جھاڑتے اور یہ کہتے جاتے ہیں۔ شکر ہے۔ اس خدا کا جس نے ساری کلفتیں ہم سے دور کردیں۔ اور کوئی رنج وغم ہمارے پاس نہ رکھا۔ نقل ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام وحیہ کلبی کے لئے۔ اکثر اوقات دعا کیا کرتے تھے۔ اس لئے کہ انکے ایمان لانے سے سات سو کافروں کا ایمان لانا موقوف تھا۔ لیکن آپکی دعا قبول ہوئی کہ خود بخود اسلام کی محبت اور صدق دلیں آئی۔ اور ایمان لانے کے لیے چلے۔ اور اودھر جبرئیل لائے آکے بشارت دی کہ عنقریب وحیہ ایمان لانے کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ پس وہ حاضر ہوا۔ آپ نے اپنے کندھے پر سے چادر اتار کر وحیہ کے لئے زمین پر بچھادی۔ وہ آنکی خوش اخلاقی دیکھ کر رونے لگا۔ آپکی چادر کو زمین سے اٹھا کر بوسہ دیا۔ اور آنکھوں سے لگاکر سر پر رکھ لیا۔ اور بنہایت عاجزی سے عرض کیا۔ کہ یا حضرت مجھے بھی اسلام کے شرائط بتا دیجئے۔ اور کلمہ تعلیم فرما دیجئے۔ فرمایا آپنے

پہلا کلمہ طیبہ پڑھو۔ وحیہ کلمہ پڑھنا۔ اور زار زار رونا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا۔ وحیہ روتے کیوں ہو عرض کیا کہ میں نے گناہ بڑے کیے ہیں۔ آپ جناب باری میں عرض کریں۔ الہی وحیہ کے گناہوں کا کیا کفارہ ہے۔ اگر مجھے قتل بھی کریں۔ تو بھی مجھے بسر و چشم منظور ہے۔ اگر میرا سارا گھر راہ خدا میں لٹا دیں۔ مجھے منظور ہے۔ کسی طرح میرے گناہ معاف ہو جاویں۔ فرمایا۔ کہ وحیہ ایسے کیا گناہ ہیں عرض کیا یا حضرت معصوم صفت میں اپنی قوم کا سردار ہوں۔ میں نے بوجہ عار کے ستر معصوم لڑکیاں اپنے گھر کی زندہ قتل کی ہیں بھلا میرا یہ گناہ کسطرح معاف ہوگا۔ آنحضرت یہ کلام سنکر حیرت میں رہ گئے اور وحیہ کے ظلم پر تعجب کرنے لگے۔ اور دل میں خیال گذرا کہ یہ گناہ کبیرہ کس طرح معاف ہو سکتا ہے ادہر وحیہ خاموش کھڑے روتے تھے۔ ادہر سید الشفعین خاموش حیرت سے انگشت بدنداں تھے کہ حضرت جبرئیل امین تشریف لائے۔ اور فرمایا یا محمد حضرت رب العالمین نے آپکو سلام فرمایا ہے۔ اور ارشاد کیا ہے کہ آپ وحیہ کلبی سے فرماویں حق تعالیٰ نے ایک دفعہ لا الہ الا اللہ کہنے سے ساٹھ برس کا تیرا کفر اور بت پرستی اور ساٹھ برس کے گناہ سارے اور ستر بچیوں کا ذبح کرنا کل کا کل بخشدیا۔ اسلام لانے سے پہلے کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ حکم سنتے ہی جناب رسول مقبول علیہ السلام رونے لگے۔ اور آپکے ساتھ سارا مجمع بھی روتے روتے بیہوش ہو گیا۔ اسی حالت میں آپکے منہ سے نکلا الہی ایک دفعہ یہ کلمہ ایک کافر نے پڑھا۔ ساری عمر کی بت پرستی اور قتل سب گناہ معاف ہو گئے۔ بھلا اگر میری امت کا متقی مسلمان جو ساری عمر اس کلمہ کو پڑھتے پڑھتے مر جائے گا وہ کس طرح بخشا نہ جائیگا۔ وہ ضرور بالضرور بخشدیا جائے گا۔

نقل ہے۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ فلاں آپکا صحابی نزع میں ہے۔ آپ تشریف لائے اور اسکو کلمہ تلقین کرتے تھے۔ مگر زبان انکی گویائی نہ دیتی تھی۔ ناچار کلمہ کی انگلی آسمان کی جانب اٹھائی اور اشارہ سے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کیا۔ اسیوقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا صحابہ نے عرض کیا کہ فدا ہوں ہمارے ماں باپ۔ اسوقت حضور ہنسے کیوں؟ فرمایا کہ جب میں نے اس بیمار کو۔۔۔ کلمہ شہادت پڑھنے کیلئے کہا اور اپنی زبان سے کلمہ نہ پڑھ سکا۔ تو اس نے اشارہ آسمانکی طرف کیا۔ تو ادہر ارحم الراحمین کی سرکار سے ملائک کو ندا ہوئی کہ جب میرے بندے کی زبان بند ہوئی۔ اور وہ کسیکو اپنے کلمہ کا گواہ نہ بنا سکا۔ تب اس نے ہماری طرف رجوع کیا۔ کیونکہ ہم سینوں کے راز سے واقف ہیں۔ اس نے ہمیں اپنے کلمہ کا گواہ بنایا ہے۔ ہم نے اس بندے کو بخشا وہ ہمارا بندہ اور ہم اس کے خدا ہیں۔ کبھی مرتے وقت زبان بند ہو جاتی ہے۔ منہ سے کلمہ نہیں نکلتا۔ لیکن دل میں اسکا اعتقاد صحیح موجود ہے تو امید نجات کی قائم ہے۔

نقل ہے کہ ایک کافر بادشاہ سخت دشمن اسلام تھا۔ اور مسلمانوں کو بہت قتل کرتا تھا۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ لشکر اسلام۔ اس کافر کے لشکر پر غالب آیا۔ اس کافر بادشاہ کو زندہ پکڑ لیا۔ تمام مسلمان اس سے سخت ناراض تھے۔ متفق سب کی رائے ہوئی کہ اسکو تانبے کی دیگ میں بند کیا جائے۔ اور دیگ کا منہ چھالکر نیچے آگ روشن کی گئی۔ جب دیگ گرم ہونے لگی اور اس کافر بادشاہ کو سخت تکلیف پہنچی۔ اسنے اپنے سارے چھوٹے معبودوں کو اپنی مدد کے لئے پکارنا شروع کیا۔ وہاں بھلا کون آتا۔ اور مدد کر سکتا تھا۔ وہ بادشاہ اپنے بتوں سے کہتا کہ میں نے تمہارے لئے ہزاروں مسلمانوں کی جانیں ہلاک کیں کیا آج تم مجھے اپنے اور میرے دشمنوں سے کے پنجے سے چھڑا دو گے۔ وہاں تو پتھر تھے۔ اور پتھر کیا کر سکتا ہے۔ جب کوئی بھی کام نہ آیا تو وہی خالق مخلوق رب معبود کام آیا توفیق الٰہی نے اسکا ہاتھ پکڑا۔ دلیں توحید الٰہی پیدا ہوئی۔ زبان سے لا الٰہ الا اللہ جاری ہوا۔ منہ آسمان کی طرف اٹھا کر کلمہ طیبہ پڑھا۔ وہاں بھلا کیا دیر تھی۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اللہ کے سوا وہ کون ہے جو بیقرار کی آہ وزاری سنے اور ہر قسم کی تکلیف سے اسے بچائے۔ سوائے مولا کے اور کوئی نہیں۔

یوسف علیہ السلام نے اندھیرے کوئیں میں اسے پکارا وہاں وہ موجود تھا۔ یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں اسے پکارا وہاں موجود تھا۔ ایوب رنجور نے صدہا زخموں میں پکارا۔ وہیں موجود تھا۔ موسیٰ کلیم اللہ نے کوہ طور پر پکارا وہاں موجود تھا۔ سیدالکلؐ صاحب لولاک نے ساتوں آسمان سے بھی پکارا وہیں موجود تھا۔ اور اس کافر نے لا الٰہ الا اللہ منہ سے نکالا تھا۔ کہ پہاڑ کی جانب سے ایک آندھی اور ابر نمودار ہوا۔ پہلے بہت زور سے مینہ برسا پھر دیگ کو ہوا نے معلق اٹھا لیا۔ اس نو کلمہ گو کو مع اسکے قید خانہ کے اڑا کر لے چلی اور ایک ایسے کفرستان میں کہ جہاں کوئی فرد و بشر اللہ اللہ کہنا نہ جانتا ہو۔ جب ایک بڑے مجمع کثیر میں آسمان کی جانب سے دیگ نازل ہوئی۔ لوگوں کو تعجب ہوا۔ کہ یہ کیا واقع ہے۔ بڑی مشکل سے اس دیگ کو کھولا۔ اندر سے بادشاہ صحیح وسلامت نکلا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے۔ اور تم کون ہو۔ اور کس طرح سے اس دیگ میں قید ہوئے۔ اور یہاں کیونکر آئے۔ اس بادشاہ نے اپنی سرگذشت بیان کی کہ میں پہلے کافر تھا۔ اور اہل اسلام کو قتل کرنا بڑی عبادت جانتا تھا۔ اتفاق سے ایک مرتبہ مسلمان لوگ مجھ پر غالب آئے انہوں نے اس عذاب و تکلیف سے میرا قتل کرنا چاہا۔ مجھے اس دیگ میں بند کیا۔ پھر اسکے نیچے آگ روشن کی۔ مجھے گرمی و تکلیف زیادہ معلوم ہوئی۔ تو میں نے اپنے طرفدار مددگار بتوں کو بلایا پکارنا شروع کیا۔ کوئی بت معبود میرے کام نہ آیا لاچار میں نے مسلمانوں کے خدا کو پکارا۔ اسنے میری مدد کی اور ایک ابر اور آندھی بھیجکر میری دیگ کو ٹھنڈا کیا اور مجھے انکے ہاتھ سے بچا کے یہاں تمہارے ملک میں پہنچایا۔ سب نے اس واقعہ کو بڑے تعجب سے سنا۔ اور جو سنتا گیا وہ کلمہ طیبہ پڑھتا گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ سارا قصبہ مسلمان ہوگیا۔ اور اس بادشاہ کلمہ طیبہ نے موت سے بچایا اور اسکے ساتھ اور جتنے اس بستی میں تھے سبکو مستحق بہشت کا کر دیا۔ سبحان اللہ۔

نقل ہے کہ مجالس سنیہ میں کہ جب بندہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے۔ تو ایک فرشتہ اس کلمہ کو آسمان پر لیجاتا ہے اور پہلے آسمان تک پہنچاتا ہے کہ دوسرا فرشتہ آسمان سے اترتا ہوا ملتا ہے۔ یہ پوچھتا ہے کہ کہاں جاتے ہو

دنیا سے جانے والا فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں بندہ کا کلمہ لیکر عرش الٰہی تک جاؤنگا۔ تم دنیا میں کہاں جاتے ہو۔ وہ آسمانوں سے آنیوالا فرشتہ کہتا ہے کہ جس بندہ کا کلمہ لیکر آسمان پر جا رہے ہو میں اسکی مغفرت لیکر عرش الٰہی سے آیا ہوں، اور دنیا میں جاتا ہوں سبحان اللہ

حضرت انس رضی روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفات کے پہاڑ پر چڑھے۔ اور میں آپکی خدمت میں حاضر تھا۔ آپنے دوگانہ نماز پڑھی۔ اور قبلہ کیطرف منہ کرکے لا الہ الا اللہ پڑھنا شروع کیا۔ اور آپکی دونوں چشمہای مبارک سے آنسو بہتے تھے۔ یہانتک کہ آپکی ڈاڑھی مبارک سے آنسو بہ گئے اور سینہ اور زانوں سے بہ کر زمین پر ٹپکتے تھے۔ آپکے رونے سے میں بھی روتا تھا۔ ایک گھڑی کے بعد آپ خاموش ہوئے۔ اور میری طرف دیکھکر فرمایا۔ اے یونس رضہ میں تیری آنکھیں تر دیکھتا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ آپکو روتے دیکھکر میں رونے لگا۔ فرمایا کہ خوشخبری اس شخص کے لئے ہے کہ جس کی زبان اللہ کے ذکر میں ہے۔ اور اسکی آنکھوں سے آنسو بہیں حالت ذکر میں۔

اے سعید رونا یا تو شوق کیوجہ سے ہوتا ہے یا خوف کی وجہ سے

حدیث امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے سنا حضرت جبرئیل ع سے کہ وہ خبر دیتے ہیں خدا عزوجل سے کہ حق سبحانہ تعالے نے فرمایا۔ کہ نہیں نازل کیا میں نے کوئی کلمہ لا الہ الا اللہ سے۔ روئے زمین پر اسکی برکت سے قائم ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور پہاڑ اور جنگل اور درخت اور دریا۔ آگاہ ہو یہی کلمہ اخلاص ہے۔ یہی کلمہ شفاعت ہے۔ یہی کلمہ برتر ہے۔ اور یہی کلمہ مغفرت ہے یہی کلمہ بزرگ ہے۔ یہی کلمہ مبارک ہے۔ اگر ایک پلہ میں رکھے جاویں آسمان و زمین اور دوسرے میں یہ کلمہ ہر آئینہ گراں نکلے آسمان و زمین سے۔ جسنے اس کلمہ کو ایک بار کہا بخشدیئے گئے گناہ اسکے اگرچہ گناہ اسکے مثل کف دریا ہوں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر وعظ فرما رہے تھے۔ ایک اعرابی حاضر ہوا۔ اور آکر عرض کی یا رسول اللہ میں گنہگار ہوں۔ اور گناہ بھی بہت رکھتا ہوں۔ آپنے اشارہ بیٹھنے کا فرمایا۔ جب آپکو وعظ سے فراغت ہوئی۔ آپ نے اس اعرابی کو یاد فرمایا۔ وہ حاضر ہوا اور عرض حال کیا۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے گناہ آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر آپنے فرمایا کیا تیرے گناہ بیابان کی ریت سے بھی زیادہ ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر آپنے کہا کہ تیرے گناہ مینہ کی بوندسے بھی زیادہ ہیں۔ اس نے کہا ہاں پھر آپ نے فرمایا کہ تیرے گناہ درختوں کے پتوں سے بھی زیادہ ہیں۔ اسنے کہا ہاں۔ پھر آپنے فرمایا کہ تیرے گناہ خدا کی رحمتوں سے بھی زیادہ ہیں۔ وہ شخص اس کے جواب میں چپ ہو رہا اور رونے لگا۔ آپنے فرمایا کہ کچھ غم نہ کھا یہ کلمہ پڑھ لا الہ الا اللہ۔ خدائے تعالے سب تیرے گناہ بخشدے گا۔ اگرچہ کتنے ہی تیرے گناہ ہوں۔ اور فرمایا جو کوئی رات دن میں یہ کلمہ پڑھتا ہے۔ اور لا کی مد کو کھینچتا ہے۔

حق تعالےٰ اسکے چار ہزار گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور فرمایا جب بندہ یہ کلمہ پڑھتا ہے عرش کو جنبش ہوتی ہے۔ حکم ہوتا ہے اسے عرش سکون اختیار کر وہ عرش عرض کرتا ہے۔ خداوند کلمہ پڑھنے والے کو بخشدے تاکہ میں حالت سکون میں رہوں حق تعالےٰ فرماتا ہے میں نے بخشدیا۔ یہ وہ بزرگ کلمہ ہے کہ اسکی بزرگی کو کوئی نہیں پہنچتا جنت کی کنجی ہے۔ کہ دوزخی بہشتی ہو جاتا ہے پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہر نماز کے بعد دس مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے گا۔ خدا تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں بیس ہزار نیکیاں لکھے گا۔

اور جو کوئی ہر نماز کے بعد سو بار لا الہ الا اللہ پڑھے گا اسکے اور بہشت کے درمیان میں کوئی حجاب نہ ہوگا۔ اور مرتے ہی سیدھا بہشت میں پہنچیگا۔ اور فرمایا کہ جو کوئی رات کو دو سو مرتبہ اور دن کو دو سو مرتبہ یہ کلمہ پڑھیگا تمام فرشتوں اور ساتوں طبق آسمانوں و زمین کے برابر ثواب حق تعالےٰ عنایت فرمائیگا۔ اور فرمایا کہ جو کوئی سوتے میں جاگ اٹھے اور یہ کلمہ پڑھے حق تعالیٰ اسکے نامہ اعمال میں چوبیس ہزار نیکیاں تحریر فرماتا ہے۔ اور جو پکار کر کہے گا۔ کہ اور لوگ بھی سنکر کلمہ پڑھیں تو ساٹھ ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور فرمایا کہ جو کوئی کلمہ کی بہت زیادہ تلاوت کرتا ہے حق تعالےٰ اسپر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص میزان کے پاس کھڑا کیا جاوے گا اور اسکی برائیوں کے ننانوے صندوق میزان میں رکھے جاوینگے۔ کہ ہر ایک کی درازی منتہائے نظر ہوگی۔ اور ایک طرف ایک ذرا سا پرچہ رکھا جاوے گا۔ جسپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوگا۔ اسکے رکھتے ہی یہ پلہ گراں ہو جاوے گا۔ اور خدا تعالےٰ اسکو بخشدے گا۔ اور فرمایا کہ جو کوئی کلمہ طیبہ پڑھے اسکی آنکھ سے رقت قلب سے آنسو نکلے حق تعالےٰ قیامت کو عرش کے نیچے جگہ دیگا۔ اور فرمایا کہ جو کوئی ہر روز تین سو ساٹھ بار کلمہ پڑھے حق تعالےٰ اسکو بخشدیگا۔

اور فرمایا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ اپنی عمر بھر میں کلمہ شریف پڑھے گا۔ بیشک وہ جنتی ہو جاوے گا۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ سے روایت ہے کہ اندھیری پانچ ہیں اور چراغ انکے پانچ۔ محبت دنیا کی اندھیرا ہے اور چراغ اس کا پرہیزگاری۔ اور گناہ اندھیرا ہے اور چراغ اسکا توبہ اور قبر اندھیرا ہے اور چراغ اس کا کلمہ۔ اور آخرت اندھیرا ہے اور چراغ اس کا عمل نیک اور پلصراط اندھیرا ہے اور چراغ اسکا الیقین۔

نقل ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ملک الموت کی پیشانی پر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھدیا ہے جس وقت ملک الموت مومن کی جان قبض کرنے تشریف لاتے ہیں اور مسلمان ملک الموت کی صورت دیکھتا ہے۔ سب سے اول ملک الموت کے ماتھے پر جو کلمہ لا الہ الا اللہ لکھا ہے اسپر نگاہ پڑتی ہے تو اسے پڑھنے لگتا ہے اور اس نے کلمہ ملک الموت کی پیشانی کا لکھا ہوا پڑھا اور حکم ہوا کہ بندہ ہمارا۔ ادھر کلمہ ختم کرنے نہ پائے عین کلمہ پڑھنے کی حالت میں اللہ پر اسکی جان قبض ہو جائے۔ بموجب حکم الٰہی ملک الموت لفظ اللہ پر مومن کی روح قبض کرتے ہیں اور سیدھی روح کو جنت کیطرف لے جاتے ہیں۔ کیونکہ خدا نے اپنے نبی علیہ السلام کی زبان پر فیصلہ کر دیا ہے۔ مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔ جس کا آخری

لا الٰہ الا اللہ ہوا وہ مسلمان جنت میں گیا۔ یہ خدا کی مخفی الطاف و حکمتیں ہیں اسیطرح دجال کے ماتھے پر اہل ایمان کے پہچاننے کے لیئے کفر کا کلمہ لکھدیا تاکہ ہر مسلمان اسکے ماتھے کا لکھا پڑھے اور جان لیوے کہ خدا نخواستہ یہ شخص کافر ہے اسکا مطیع بھی کافر ہوگا۔ یہ خیال کر کے اسکے مکر سے بچ جاوے۔ اس کتبہ کی اصلا خبر نہیں دجال کو اور نیز نہ ملک الموت کو

عجیبہ پیدائش - ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک وقت ہم حاضر تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یکایک جانور نے پھل سبز رنگ کا آپکے سامنے لاکر ڈالا۔ حضور نے اسکو اٹھا لیا۔ اس پھل پہ ایک کیڑا بیٹھا تھا جس پر زرد حرفوں سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

سیر و حلیت ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ سمندر کے کنارے پر تھے۔ کہ ہمارے غلام نے مچھلی پکڑی۔ جب اس مچھلی کو دیکھا۔ مچھلی سفید رنگ کی اور سیاہ حرفوں سے اسکے داہنے کان کے پاس لا الٰہ الا اللہ لکھا ہوا ہے۔ اور بائیں کان کی جانب محمد رسول اللہ رقم ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ شہر خراسان کے قریب ایک بچہ دیکھا۔ جسکے داہنے طرف ماتھے پر لا الٰہ الا اللہ لکھا ہوا تھا۔ اور بائیں جانب پیشانی پر محمد رسول اللہ قدرت کی قلم سے تحریر تھا۔

زرقانی شرح مواہب الدنیہ ابو حمید سقبری فرماتے ہیں۔ ایک جزیرہ میں ایک عظیم الشان درخت تھا۔ جسکے سبز رنگ کے پتے تھے۔ پتوں کے بیچ میں ہر پتہ پر سفید حرفوں سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ حضرت جنید رح کے ایک مرید چلہ کشی کے زمانہ میں جبکہ لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ یکایک کہیں سے ایک پتھر آپ کے سر پر لگا۔ جس کے سبب سے آپکا سر پھوٹ کر خون جاری ہوگیا۔ خون کا قطرہ اسکے سر سے نیچے گرتا تھا۔ فوراً اس قطرے سے لا الٰہ الا اللہ لکھا جاتا تھا۔

ع میرا ہر دم زباں ہو لا الٰہ الا اللہ ٭ و یکدم لب رواں ہو لا الٰہ الا اللہ ٭ حلاوت دل و جان لا الٰہ الا اللہ ٭ جمال حسن بیان لا الٰہ الا اللہ ٭

نقل ہے کہ اندھیرے میں اور تنہائی میں بیٹھکر دل سے بغیر زبان کے جنبش کے۔ لا الٰہ بائیں جانب سے اٹھائے اور داہنے مونڈھے تک لے جاکر الا اللہ کی ضرب دل پر مارے سانس بند کرکے پہلے روز پانچ ہزار بار ہر روز ایک دفعہ بڑھاتا جاوے اور ایک دفعہ پورا کلمہ پڑھے۔ اس طرح ورد ہر روز کرنے سے دل یاد الٰہی میں جاری ہوجائے گا جسے کہتے ہیں۔ دست بکار دل بایار وہ حاصل ہوجاتے گا۔ ایک کلمہ طیبہ کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔ جو طریقہ خاندان چشتیہ کا ہے۔ بعد نماز تہجد رو بقبلہ باوضو بیٹھکر باخلاص دل اعوذ و بسم اللہ۔ اور کوئی درود شریف ایک دفعہ سے لیکر گیارہ بار بشرط طاق عدد اور پورا کلمہ طیبہ معہ صلی اللہ علیہ وسلم تین بار پڑھکر لا الٰہ الا اللہ کو دو سو بار اس طور پڑھے کہ لفظ لا کو دل سے کھینچکر اللہ کے لفظ کو داہنے مونڈھے پر لے جاوے اور خیال کرے کہ غیر اللہ کو دل سے نکال دیا۔ اور بعد کچھ وقفہ ایک دفعہ الا اللہ کو داہنے مونڈھے سے سختی اور قوت کے ساتھ دل پر مارے بخیال اسکے کہ محبت اللہ کی دل میں داخل کی۔ اور پھر چار سو دفعہ الا اللہ کو داہنے مونڈھے

سے سختی اور قوت کے ساتھ دل پر مارے بخیال اسکے کہ محبت اللہ کی میں نے دل میں داخل کی اور اللہ اللہ کو باین طور کہ پہلے صرف ہائے لفظ اللہ پر پیش کہے اور دوسرے لفظ ہائے اللہ پر جزم کہے اور اسی طرح ضرب لگائے کہ اسکو دو ضربی کہتے ہیں۔ اگرچہ ظاہر ہیں یہ بارہ سو دفعہ ہوا لیکن اسکو چھ سو دفعہ سمجھے اور یک ضرب لفظ اللہ کو جزم کے ساتھ ایک سو بار بلا وقفہ لگاتار دوام ضرب کرے یہانتک کہ مشق پہنچائے کہ ایکسو دفعہ کو ایک سانس میں پورا کرے پھر تین بار پورا کلمہ طیبہ مع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پڑھ کر تین بار درود شریف پڑہے اور یہ دعا پڑہے الٰہی اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ وَرِضَائِکَ مَطْلُوْبِیْ تَرَکْتُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ لَکَ اَتْمِمْ عَلَیَّ نِعْمَتَکَ وَاَذِقْنِیْ وَصْلَکَ التَّامَّ۔ الٰہی تو میرا مقصود ہے۔ اور تیری رضا مجھے مطلوب ہے۔ چھوڑا میں نے دنیا اور آخرت کو واسطے تیرے۔ تمام فرما مجھ پر نعمتیں اپنی اور عطا فرما مجھکو وصل تام۔ آمین۔

طریق شغل نفی واثبات

قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی تجویز یہ ہے کہ آنکھ بند کرکے اور تالو سے زبان خوب لگا کر دم کو زیر ناف سے نکال کر دماغ میں ٹھیرائے۔ اور حرف لَا کو ناف سے کھینچکر ام الدماغ تک پہنچائے اور وہاں سے اِلٰہَ کو لطیفہ روحی کیطرف اتار کر اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب دل پر لگائے۔ اور لَا اِلٰہَ سے نفی ماسوی اللہ کا تصور کرے اور لفظ اِلَّا اللّٰہُ سے اثبات ذاتی ملاحظہ کرے مبتدی لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ اور متوسط لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ اور منتہی لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ تصور کرے۔ اور عدد کی انتہا ایکدم میں اکیس بار ہے۔ اگر اس شغل کا اثر کہ بے تعلقی ماسوا کی ہے دل میں پیدا ہو شکر بجا لاوے اور نہیں تو نئے سر سے پھر شروع کرے کہ اثر حاصل ہو۔

آنحضرت نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ مومن لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے حق تعالےٰ فرماتا ہے اے بندے تو نے سچ کہا۔ اے فرشتوں تم گواہ رہو میں نے اسکو بخشدیا۔ اور فرمایا کہ جب بندہ کے منہ سے کلمہ نکلتا ہے تو ساتوں آسمانوں سے گذر کر عرش کے نیچے پہنچتا ہے تو مثل ماہتاب کے ہو جاتا ہے۔ اور دوسری نیکیاں اسکے گرد مثل ستاروں کے ہو جاتی ہیں۔

اور فرمایا کہ جو کوئی سات روز تک برابر کلمہ پڑہے گا حق تعالےٰ اسکو سات چیزیں کرامت فرمائے گا۔ (۱) آسانی سکرات موت (۲) دنیا سے با ایمان انتقال کرے گا۔ (۳) گور کے عذاب سے بچے گا۔ (۴) منکر نکیر کا سوال سہل فرمائے گا (۵) قیامت کے دن نامہ اعمال اسکے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا (۶) نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔ (۷) پلصراط سے مثل برق گذر جائے گا۔ لکھا ہے کہ کلمہ میں چوبیس حروف ہیں رات دن میں چوبیس ساعتیں ہیں جو کوئی رات دن میں ایک دفعہ کہے گا۔ ہر حرف کے بدلے ایک ساعت کا گناہ بخشدیا جائیگا۔ اسی واسطے چاہیئے کہ جب سو کے اٹھے۔ پہلے کلمہ طیبہ پڑھ کر اٹھے۔ اسکی عادت کرلے۔ اور فرمایا کہ کلمہ طیبہ گناہوں کو ایسا جلاتا ہے۔ جیسے تیز آگ سوکھی لکڑی کو جلا دیتی ہے۔

جو کوئی مجلس میں چالیس بار کلمہ پڑہے۔ ستر برس کے گناہ اسکے معاف ہوں۔ اور فرمایا کہ جو شخص اپنی عمر میں ایک لاکھ بار کلمہ پڑھے گا دوزخ کی آگ اسپر حرام ہوگی۔ اور نافع المسلمین میں لکھا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب کوئی مرتا تھا تو فوراً ہم سب ملکر اسکی روح پر ایک لاکھ کلمہ طیبہ پڑھواکر اسکا ثواب بھیجا کرتے تھے۔ اور حالت سکرات اور نزع روح میں بھی کلمہ پڑہتے تھے۔ اور اس سے بھی پڑھواتے تھے۔ تاکہ کلمہ کہتے کہتے اس حالت پر اسکی روح جسم سے پرواز کر جائے۔ اور وہ عذاب قبر اور سوال نکیرین سے باآسانی نجات پائے۔

اے سعید ہر مومن کو ضرور ہے کہ اپنے والدین اور استاد و پیر محسن سب کے واسطے ایک لاکھ بار کلمہ طیبہ پڑھکر یا دوسروں سے پڑھواکر بلاتعین اجرت کھانا اور نقد و دیگر ایصال ثواب کرنا انکی زیادتی عزّ و درجات کا سبب کرے۔

اور پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جمعہ کی شب میں سو مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھیگا بہشت میں اسکو انبیا ولی کا درجہ ملے گا۔ اور مرنے سے پہلے اپنی جگہ بہشت میں دیکھ لیگا۔ اور جو کوئی جمعہ کے دن دو سو مرتبہ کلمہ طیبہ پڑہے۔ ایک مقبول حج کا ثواب اسکے نامۂ اعمال میں ثبت ہو اور فرمایا کہ کلمہ کا ورد اسقدر کرو کہ تم کو لوگ دیوانہ کہنے لگیں اس حالت پر پہنچا قیامت کے دن سب پیغمبر اس کا استقبال کرینگے۔ اور فرمایا کہ جو کوئی وضو کرکے یہ کلمہ پڑہے۔ اللہ تعالےٰ ہر قطرہ کے عوض ایک فرشتہ پیدا کرے۔ قیامت تک وہ کلمہ تسبیح کا ذکر کرے۔ اور ثواب اس کا اس شخص کے نامۂ اعمال میں درج ہوتا رہے۔ اور فرمایا کہ جو کوئی شخص سوتے وقت دو دفعہ کلمہ پڑھے۔ گویا اسنے راہ خدا میں دو بردے آزاد کیئے۔

اور فرمایا۔ میں جاتا ہوں اور تم کو لا الٰہ الا اللہ کی پناہ میں چھوڑتا ہوں جس نے اس کلمہ کی پناہ پکڑی عذاب دوزخ سے نجات پائی۔ اور فرمایا کہ جو کوئی فجر کی نماز کے بعد دس بار کلمہ پڑہے اور ظہر کے بعد بیس بار اور عصر کے بعد تیس بار اور مغرب کے بعد چالیس بار اور عشاء کے بعد پچاس بار اور وتر کے بعد ساٹھ بار۔ پیغمبروں کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔ اور بہشت میں ساٹھ ہزار شہر ایسے عطا ہوں اور ہر شہر میں ساٹھ ساٹھ قصر ہونگے۔

اور نافع المسلمین میں لکھا ہے۔ جب بندہ کلمہ شریف پڑھتا ہے۔ اس سے حق تعالےٰ ایک سبز پرندہ پیدا کرتا ہے۔ کہ پاؤں اور پر اس کے سرخ یاقوت کے ہوتے ہیں۔ عرش کے نیچے جاکر اسکے لئے استغفار ہوتا ہے۔ اور حق تعالےٰ اسکی فریاد کو سنتا ہے اور اس بندہ کے گناہ حق تعالےٰ بخشدیتا ہے

نقل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف خطاب فرمایا۔ کہ اے موسیٰ میرے خالص دوستوں کو جانتے ہو کہ وہ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا خداوند تو ہی عالم و دانا ہے۔ فرمایا کہ امت محمدیہ سے ہونگے۔ اصرع جہاد میں۔ لشکر و فوج میں۔ پہاڑ کی بلندی پر۔ زمین کی پستی میں۔

جنگل وبیابان میں اعلان کے ساتھ بلند آواز سے کہتے ہونگے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر انکی آواز سے کوہ
صحرا ہل جائینگے ۔ جانوران وحشی انس کریں گے ۔ ملائکہ انکی خوش الحانی سے وجد میں آئیں گے ۔ اول دیدار
انکو دکھادوں گا ۔ اور مثل پیغمبروں کے ثواب دوں گا ۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

اللہ شہادت دیتا ہے اس بات کی کہ بیشک سوائے اسکے کوئی معبود نہیں اور کل ملائکہ کل صاحبان علم جو عدل
پر قائم ہیں ۔ انصاف کے ساتھ عقل سلیم سے کام لیتے ہیں وہی کہتے ہیں ۔

دوسرا کلمہ شہادت ۔ فرمایا آنحضرت نے اَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ
لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ یقینی سوائے خدا کے
اور کوئی معبود نہیں ہے وہ یکتا ویگانہ ہے کوئی اسکا شریک نہیں ہے ۔ اور میں گواہی دیتا ہوں اس بات
کی بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بندے اور رسول ہیں ۔ کھولدیتا ہے حق تعالے اسکے لئے آٹھوں
دروازے جنت کے جس دروازے چاہے اس میں داخل ہو ۔ اور فرمایا جو کوئی یہ کلمہ شہادت اخلاص
کے ساتھ میں پڑھتا ہے حق تعالیٰ اس پر دوزخ کی آنچ حرام کرتا ہے ۔ اور فرمایا کہ جو کوئی مرتے وقت
کلمہ شہادت پڑھے تمام گناہ اسکے محو کر دیئے جاتے ہیں ۔ اور فرمایا کہ خدا کے پاس ایک نور کا ستون
ہے ۔ جب کوئی بندہ کلمہ شہادت پڑھتا ہے ۔ تو وہ ستون ہلنے لگتا ہے حق تعالیٰ اسکو فرماتا ہے ۔
اے ستون سکون اختیار کر ۔ وہ عرض کرتا ہے کہ میں ابھی سکون کیونکر اختیار کروں ۔ ابھی کلمہ شہادت پڑھنے
والے کو کیا تو نے بخشا ہے پھر حق تعالے فرماتا ہے ۔ میں نے اسکو بخشدیا ۔ وہ بھی سکون اختیار کرتا
ہے ۔ اور جو بعد وضو کلمہ شہادت پڑھے گا ۔ آٹھوں دروازے بہشت کے اسپر کھل جائینگے ۔ اور فرمایا
کہ جو کوئی سو بار پڑھے اسکے ثواب کی انتہا نہیں ۔ اور فرمایا ۔ کہ جو کوئی کلمہ شہادت صبح کی نماز کے بعد
دس مرتبہ پڑھے ۔ حق تعالیٰ اسکے سارے گناہ بخشدے ۔ اگرچہ گناہ اسکے مثل کف دریا ہوں ۔ اور فرمایا کہ
جو کوئی کلمہ شہادت بازار میں پڑھے ۔ حق تعالے چالیس ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں درج فرماوے
اور چالیس ہزار برائیاں محو کرے ۔ اور چالیس ہزار درجے بلند کرے ۔ اور فرمایا کہ جو کوئی باوضو ایک
مجلس میں سو مرتبہ کلمہ شہادت پڑھے ۔ جو حاجت خدا سے چاہے پوری ہو ۔ اور فرمایا جو کوئی کلمہ
شہادت پڑھے اور انگشت سبابہ جسکو کلمہ کی انگلی کہتے ہیں کھڑی کرے ۔ جب قبر سے اٹھے گا ساری
انگلیاں کلمہ پڑھتی ہونگی ۔ حق تعالیٰ اسکے لئے براق بھیجے گا ۔ کہ اس پر سوار ہو کر عرصات میں حاضر ہو ۔
اور فرمایا ۔ کہ جو کوئی غروب آفتاب کے وقت کلمہ شہادت پڑھے ۔ ایک بردہ آزاد کرنے کا ثواب پاوے گا
ابن عمرؓ کہتے ہیں ۔ کہ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالے ایک شخص کو میری امت میں سے روبرو خلایق
کے دن قیامت کو الگ کر کے بلائیگا ۔ اور اس کے گناہ کے دفتر ننانوے کھولے گا ۔ اور ہر دفتر

منتہائے بصر ہوگا۔ اور پھر فرمائے گا۔ کیا تو کسی چیز کا ان میں سے انکار کرتا ہے۔ کیا میرے کاتبین محافظین نے تجھ پر ظلم کیا ہے وہ کہے گا۔ اے رب نہیں۔ اللہ فرمائیگا تجھکو کچھ عذر ہے وہ کہے گا نہیں۔ ارشاد رب العالمین ہوگا۔ ہاں ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے۔ اور آج کے دن تجھ پر ظلم نہ ہوگا۔ پھر ایک پرچہ کاغذ کا نکالا جاوے گا۔ اس کلمہ شہادت لکھا ہوگا۔ اللہ کہے کہ تو اپنی وزن کی جگہ پر حاضر ہو۔ وہ کہے گا۔ اے رب بھلا اس ٹکڑا سے کاغذ سے کیا ہوگا۔ حکم رب العلا ہوگا۔ کہ تجھ پر ظلم نہ کیا جاوے گا۔ پھر وہ سارے دفتر جس پر اسکے گناہ لکھے ہونگے وہ ایک پلہ میں سب اور ایک پلہ میں یہ کاغذ کلمہ شہادت والا بھاری ہوجاوے گا۔ اللہ تعالٰے کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوتی ہے۔ رواہ الترمذی۔

تیسرا کلمہ تمجید سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ (ترجمہ) یعنے تسبیح پڑھتا ہوں۔ اور حمد کرتا ہوں اللہ کی اور کوئی سوائے خدا کے معبود نہیں ہے۔ اور اللہ تعالٰے بہت بڑا ہے اور نہیں طاقت اور قوت سوائے اللہ کے کسیکو اور اللہ تعالٰی بڑا اور بزرگ ہے

اسکا پڑھنے والا کبھی فقیر نہیں ہوتا پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ جو کوئی دس بار پڑھے گا۔ اسکو رنج و غم نہ ہوگا۔ اور فرمایا کہ جول جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ اسکا خواص ہے کہ ہر رنج و غم کو دور کرتا ہے۔ اور جو کوئی سو بار اسکو پڑھتا ہے۔ سو حاجتیں اسکی پوری ہوتی ہیں۔ انتی عقبی میں اور بیس دنیا میں اور برائیاں اسکی دور کیجاتی ہیں اور بھلائیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور درجے بلند کیئے جاتے ہیں

چوتھا کلمہ توحید حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے۔ اور کہا یا رسول اللہ اپنی امت کو حکم فرمائیے کہ ہر فریضے کے بعد تین بار یہ کلمہ پڑھ لیا کریں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (ترجمہ) نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ اکیلا ہے اور نہیں کوئی شریک اس کا۔ اس ہی باد شاہت ہے اسکی تعریف ہے اور وہ کل چیز پر قادر ہے۔ احق تعالٰے اسکی نماز کو قبول فرمائے اور ہر رکعت کے بدلے انتی برس کی عبادت کا ثواب پاوے۔ اور فرمایا کہ جو بندہ مومن گورستان میں گذر کر اور چوتھا کلمہ توحید پڑھے۔ اور اسکا ثواب قبرستان والوں کو بخشے حق تعالٰی پڑھنے والے کے ہزار نیکیاں لکھے اور ہزار برائیاں دور کرے۔ اور ہزار درجے بلند کرے۔ اور فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کی رات میں چالیس مرتبہ چوتھا کلمہ پڑھے۔ حق تعالٰے اسکو ایک حج کا ثواب عنایت فرماوے۔ اور فرمایا جو کوئی اپنے بستر سے پر آوے۔ اور چوتھا کلمہ پڑھے اسکے تمام گناہ کا کفارہ ہو اگرچہ گناہ اسکے مثل کف دریا ہوں۔ اور فرمایا کہ جو سوتے وقت پڑھے شب بیداری کا ثواب اسکو ملے اور جو سو کر اٹھکر پڑھے ستر برس کی عبادت کا ثواب پاویگا۔ اور فرمایا کہ جو کوئی سورج نکلنے کے وقت

دس بار پڑھے حق تعالےٰ اسکے نامہ اعمال میں بیحد نیکیاں لکھے ؛

پانچواں کلمہ تمجید سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْۢبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ (ترجمہ) پاک ہے وہ اللہ (اس چیز سے کہ شریک ٹھیراؤں میں تیرا کسی چیز کو) اور سب تعریف تیرے لئے ہے ۔ اے بڑی عظمت والے! اور معافی گناہوں کی چاہتا ہوں میں اے رب میرے توبہ کی میں نے طرف تیرے ۔

فرمایا نبی کریم نے جو یہ کلمہ مذکور پڑھیگا ہر کلمہ کے عوض حق تعالےٰ ایک ایک درخت بہشت میں لگائیگا اور اسکے ہر پتے پر ایک ایک فرشتہ پیدا کریگا ۔ اور تسبیح کرے گا ۔ اور اسکا ثواب اس بندے کے نامۂ اعمال میں لکھا جاویگا ۔ اور روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اور عرض کی کہ مجھے دنیا نے چھوڑ دیا ہے اور میں محتاج ہوں میرے لئے کچھ تدبیر فرمائیے ۔ آپ نے فرمایا یہی کلمہ مذکور پڑھا کر ۔ فجر کی نماز سے پہلے سو بار تا کہ خواہ مخواہ تیری طرف دنیا متوجہ ہو ۔

کان

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ مَسْئُوْلًا (ترجمہ) تحقیق کان ۔ آنکھ اور دل ۔ ان تمام سے باز پرس ہوگی ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے لوگوں کی بات چیت سننے کے لئے کان لگا دیئے ۔ قیامت کے دن سیسہ پگھلا کے کان میں ڈالیں گے ۔

بعض باتیں ایسی ہیں کہ انکا اثر دل پر ہوتا ہے ۔ مثل دیکھنے اور سننا بھی بعض اوقات دیکھنے اور کہنے کے برابر ہوتا ہے ۔ اس لئے کان کی حفاظت مثل زبان کے اور آنکھ کے لازم ہے ۔ مثلاً فحش اور غیبت اور راگ اور مزامیر اور عشق کی کہانیاں اور اس زمانہ میں بہتیری طرح کے مزامیر نکلے ہیں جنکے سننے سے دل خطرے اور وسوسے پیدا ہوتے ہیں ۔ اور سننا ہی دل کے خراب کرنے کا ذریعہ ہوجاتا ہے اور سننے کا اثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کو بیکار کردیتا ہے ۔ اور دل میں عبادت کا خیال بھی نہیں رہتا ۔ اور جو بات دل میں کان کے وسیلہ سے جاتی ہے ۔ مثل کھانے کے کہ کوئی کھانا مفید ہے کوئی مضر اور کوئی غذا ہے کوئی زہر قاتل ۔ مگر برا سننا زہریلے کھانے سے زیادہ مضر ہے کیونکہ کھانا تو فضلہ بنکر نکل جاتا ہے اور قے کے ذریعہ سے پیٹ کے باہر نکالدیا جاتا ہے ۔ زہریلا سننا کسی طرح دلکے باہر نہیں ہوتا بہتیرا ناصح نصیحت کرتا ہے ۔ مگر سماعت نہیں ہوتی ۔ اور بات کا اثر بعض عمر بھر رہتا ہے ۔ پس اس سے بدتر کونسی چیز ہوگی ۔ کہا ہے ؎ سناں کا زخم اور تلوار کا زخم تو بھرا ؎ مگر زباں کا زخم ہرا ہی رہا ؎ اور چونکہ سننا بذریعہ کان کے ہوتا ہے ۔ اور ہمیشہ اسکے سبب آدمی بلا میں گرفتار رہتا ہے ۔

کان کی حفاظت

بقول جامی ؎ نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ؎ بسا کیں دولت از گفتار خیزد ؎ پس اگر لکھی باتوں سے کان کی حفاظت کریں تو سب بلاؤں سے محفوظ رہیں ؎ عشق ہے وہ چاہ اسمیں جو گرا ۔ پھر نہیں نکلا کبھی اسکا پتہ ؎ جسطرح برے ذکر برا اثر کرتے ہیں ۔ اچھے ذکر اچھا اثر کرتے ہیں ۔

تو اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ کہنے والا جیسا ہوگا ویسا کہے گا۔ اچھے کی صحبت میں بیٹھو گے تو اچھا سنو گے۔ عطر فروش کے پاس جاؤ گے خوشبوئیں سونگھو گے۔ برے پاس بیٹھے جیا ہے ناگر پان بُرے پاس بیٹھے کٹ دے ناک اور کان۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں۔ پس انسان کو عقل اللہ نے عطا فرمائی ہے جس وہ ہر فعل کی حقیقت اور اسکے انجام کو دیکھتا ہے۔ اور عقل دینی و دنیاوی امور میں رہنمائی کرتی ہے۔ اور بھلی بری بات جو سنتا ہے اس میں تمیز کرتی ہے۔ اور خوشامد اور خود غرضی کے دھوکے سے بچاتی ہے یہی عقل انبیا علیہ السلام کو عطا ہوئی ہے۔ پس ہمکو لازم ہے کہ ہر کہنے والے کے کہنے کو سوچے کہ آیا اس کہنے سے اس کا ذاتی تعلق تو نہیں۔ اور تجھے یہ دھوکا تو نہیں دے رہا ہے۔ بسا اوقات آدمی کا شیطان آدمی ہوتا ہے۔ جو لغویات کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اسے بچو! ان مجلسوں سے دور ہو جاؤ۔ جن میں غزل خوانی۔ مرثیہ خوانی۔ قوالی۔ تماشبینوں کے نقصہ اور ناچ راگ۔ ناٹک وغیرہ ہیں۔

چاہیئے کہ ہم سنیں تو قرآن شریف یا احادیث یا فقہ کے مسائل سنے تا کہ ہمارے اطمینان پائیں اور اچھا اثر پیدا ہو کہ اچھا حشر ہو۔ مجالس وعظ میں جائیں اور وعظ سنیں وہاں جب صحیح کے نصائح سنیں گے تو اللہ پاک عمل کی بھی توفیق دے ہی دیگا۔ اور آدمی کو چاہیئے کہ تہمت کی جگہ سے بچے تاکہ آدمی برا نہ کہیں۔ اور لوگوں کے کان آشنا برائی کے سننے سے نہ ہوں۔ اور لوگوں کے دلوں کو بدگمانی نہ ہو اور زبان کو موقعہ غیبت کرنے کا نہ ملے۔ کیونکہ جو شخص کسی کی معصیت کا سبب ہوتا۔ اس میں آپ بھی شریک ہے اور حضرت عمر رض نے کہا ہے۔ جو شخص تہمت کی جگہ میں بیٹھے۔ جیسے شراب خانہ قمار خانہ اسکو روا نہیں کہ ملامت کرے ایسے شخص کو جو بدگمانی کرے اور جو دوسرے کے ماں باپ کو گالی دیگا وہ اپنے ماں باپ کے لئے گالی سننے کا سبب ہوگا۔ گویا اسنے اپنے ماں باپ کو گالی دی۔

کھانا کم کھانیکے فوائد

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ تم نے اپنی آرزو کو دنیا میں پورا کیا اور انسے نفع اٹھا چکے۔ اس سبب سے عذاب کا بدلہ پاؤ گے۔

(ح) اَدِمُوْا قَرْعَ بَابِ الْجَنَّةِ بِالْجُوْعِ ہمیشہ جنت کا دروازہ کھٹکھٹایا کرو بھوک سے۔

(ح) سَيِّدُ الْعَمَلِ بِالْجُوْعِ۔ بہتر وبرتر کار آخرت میں گرسنگی ہے۔

(ح) اَلْجُوْعُ مُخُّ الْعِبَادَةِ۔ گرسنگی مغز عبادت ہے۔

(ح) لَا صِحَّةَ لِلْمُتَّخِمِ الشَّبْعَانِ مَعَ النَّهَمِ۔ بہت کھانے والے کو ہرگز صحت نہیں۔

(ح) ثُلُثٌ لِلطَّعَامِ ثُلُثٌ لِلشَّرَابِ وَثُلُثٌ لِلذِّكْرِ ثُلُثٌ لِلنَّفْسِ تہائی کھانے کے لئے اور تہائی پانی کے لئے۔ تہائی ذکر کے لئے تہائی نفس کے لئے خالی رکھو۔

اسے سعید! بزرگونکا قول ہے خدا کا دشمن وہ ہے کہ کثرت سے کھائے۔ اور بہت سوئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دلونکو زیادہ کہانے پینے سے مت مار ڈالو۔ کیونکہ دل مثل زراعت کے ہے اور کھیتی زیادہ پانی سے بگڑ جاتی ہے۔ ؎

اندرون از طعام خالی دار۔ تا درو نور معرفت بینی۔

بقول شخصے ؎ نہ چنداں بخور کز دہانت بر آید۔ نہ چنداں کہ از ضعف جانت بر آید۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ کہ جبسے میں مسلمان ہوا ہوں۔ پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔ تاکہ عبادت کی حلاوت حاصل ہو۔ حضرت جعفری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ شکم ایسا عضو ہے۔ کہ اگر بھوکا رہے۔ تو سب عضو گناہ کیطرف سے سیر ہیں۔ اور اگر یہ بھر جائے۔ تو سب عضو گناہ کے بھوکے ہیں۔ اور زیادہ کھانے سے فعل لغویات صادر ہونگے۔ اور زیادہ کھانے سے عقل کم ہوتی ہے۔ اسے سعید اگر آدمی کے پیٹ میں حرام کھانا ہوگا۔ تو قول اور فعل حرام پیدا ہونگے اور ابوسلیمان درانی رضہ نے فرمایا ہے کہ اگر دین و دنیا کے کسی کام میں مصروف ہوجانا چاہتے ہو۔ تو کھانا مت کھاؤ۔ جبتک اس کام کو انجام نہ کرلو۔ کیونکہ کھانے سے عقل زائل ہوجاتی ہے سعدی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے ؎ تہی از حکمتی بعلت آں۔ کہ پری از طعام تا بینی۔ اور بہت کھانے سے عبادت کم ہوتی ہے۔ اسواسطے کہ جب آدمی بہت کھاوے گا۔ تو تمام بدن سست ہوجائیگا اور نیند کا غلبہ ہوگا۔ پھر کتنی ہی کوشش کرے گا۔ عبادت نہ کرسکے گا۔ نیند میں مردے کے مانند پڑا رہے گا۔ اور اگر جبراً عبادت کی بھی تو حلاوت حاصل نہوگی۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے شیطان کو دیکھا کہ اسکے ہاتھ میں پھندے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے۔ شیطان نے کہا کہ یہ شہوتوں کے پھندے ہیں۔ جنکے سبب سے آدمیوں کا شکار کرتا ہوں۔ حضرت یحییٰ نے فرمایا۔ کہ انمیں کوئی ایسا بھی پھندا ہے۔ جس سے مجھکو پھنسا لیوے اس نے کہا نہیں۔ مگر ایکرات آپ زیادہ کھاکر سست ہوگئے تھے۔ اسوقت میں نے نماز سے روک رکھا تھا۔ حضرت یحییٰ نے فرمایا۔ کہ اب ہرگز پیٹ بھر کر نہ کھاؤں گا۔ شیطان نے کہا کہا کہ میں بھی اب کبھی سچ نہ کہوں گا۔ اور کسیکو نصیحت کی بات نہ بتلاؤنگا۔

اسے سعید یہ انکا حال ہے جنہوں نے تمام عمر میں ایک رات زیادہ کھانا کھایا تھا۔ پس لے سعید انکا کیا حال ہوگا۔ کہ جو تمام عمر میں ایک رات بھی بھوکا نہ رہا ہو۔

ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے۔ کہ گرسنہ ہوں تو صبر کروں۔ اور سیر ہوں تو شکر کروں۔ ایک بزرگ کا قول ہے جس روز خدا کے واسطے بھوکا رہا۔ نہر ورد کی تازی حکمت منجانب اللہ مجھ پر نازل ہوئی۔ حکایت۔ نقل ہے کہ دو بزرگ صاحب کرامت بلاکشتی دریا سے عبور کرتے تھے

اتفاقاً ایک مقام پر ٹھیرے۔ ایک نے انکی دعوت کی۔ اور قسم قسم سالن سے اچھا کھانا پکوایا۔ ایک صاحب نے خوب کھایا۔ دوسرے نے کم کھایا۔ جب دریا کے کنارے پہنچے جس نے کم کھایا تھا وہ پانی پر چلا گیا۔ اور جس نے بہت کھایا تھا وہ منہ تکتا روتا چلاتا رہ گیا۔ رات کو اس نے اپنے استاد کو خواب میں دیکھا۔ اور اپنی سب پریشانی کا حال بیان کیا۔ فرمایا کہ تو نہیں جانتا۔ کہ جو کوئی نفس کی تابعداری اور شکم پروری کرتا ہے۔ خواہش دلی سے محروم رہتا ہے۔ اور دولتِ معرفت کو نہیں پاتا۔ اسواسطے کہ جب تو شکم سیر ہوگا۔ تو مثل دیوار بیکار پڑا رہے گا۔ اور نور معرفت سے خالی ہوگا۔ بھوک سے دل نرم ہوتا ہے اور بھوکہ کی حالت میں ذکر سے دل لذت پاتا ہے۔ سیری شکم سے سختی دل پیدا آتی ہے۔ ذکر زبان ہی رہتا ہے دل پر اسکا کچھہ اثر نہیں ہوتا۔

نقل ہے ربیع حتیم سے کہ ایکدن بعد نماز صبح میں واسطے ملاقات رابعہ بصری کے گیا دیکھا کہ نماز پڑھتی ہیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئیں میں نے پوچھا کہ کچھہ بات کروں اتنے میں تسبیح شروع کی۔ میں منتظر رہا۔ کہ بعد فراغ وظیفہ کے کچھ کلام کریں گی۔ اسیطرح روبقبلہ ذکر خدا میں مشغول رہیں۔ کہ نماز پیشیں (یعنی نماز ظہر کا وقت) آگیا۔ نماز ادا کی اور اسی طرح نماز عصر اور مغرب اور عشاء کی پڑھہ کر چار زانوں بیٹھیں۔ یہانتک کہ نماز صبح کی اسی وضو سے پڑھی۔ بعد اشراق اور چاشت کے چاہا کہ تھوڑا سا سو رہیں سر اٹھا کر روئیں۔ اور کہا الہی میں پناہ چاہتی ہوں۔ اس آنکھہ سے کہ بہت سوئے۔ اور اس شکم سے کہ بہت کھائے مجکو یہ سنکر بہت عبرت ہوئی۔ اور میں دم بخود اٹھکر چلا آیا۔ یہ نصیحت ہی کافی ہے کہ یا وجود نہ کھانے کے پناہ مانگ رہی ہیں۔ بہت کھانے اور سونے سے۔ کم کھانے کی عادت اسطرح ڈالے۔ ہر روز ایک لقمہ کم کرے۔ اس طرح ایکنان جب کم ہو جائے تو چند روز اسپر قیام کرے۔ پھر ایک لقمہ کم کرتا ہے۔ اسطرح کرنے سے طاقت بنی رہتی ہے اور کمروزی نہیں ہوتی۔ اور بعض اصحاب نے یہ طریقہ بتایا ہے کہ ایک گیلی لے لے۔ اور جتنی خوراک ہو اس لکڑی سے وزن کرتا رہے۔ وہ ہر دن سوکھتی جائے گی۔ اور کم ہوتی جائے گی۔ اسکے وزن کرنے سے خوراک بھی کم ہوتی جائے گی جب وہ بالکل سوکھہ جائے گی۔ تو دوسری گیلی لکڑی لے۔ اسیطرح کرنے سے کم کھانیکی عادت ہو جائیگی۔ اور طاقت قائم رہے گی۔ اور ابراہیم ثوری تین روز میں ایکبار کھایا کرتے تھے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اکثر چھہ دن تک نہ کھاتے اور سب سے کم درجہ یہ ہے کہ ایکبار کھائے۔ اور جو دو بار کھائے۔ اسراف کرنے والوں میں داخل ہو حضرت صلعم جب صبح کو کھانا کھاتے۔ تو اسدن رات کو نہ کھاتے۔ اور اگر رات کو کھاتے تو اسکی صبح کو نہ کھاتے۔ اور دل میں کسی چیز کے کھانے کی خواہش ہو اور وہ نہ کھائے۔ تو خدا تعالے اسکو خواہش کے چھوڑ دینے کی اصلاح میں بخشدیتا ہے۔ حضرت علی کا قول ہے کہ جو چالیس دن میں

ایک روز بھی گوشت کا ناغہ نکرے گا۔ تو اس کا دل سخت ہوگا۔

حدیث میں آیا ہے۔ کھانے کو ذکر و نماز سے تحلیل کر۔ یعنے کھانا واسطے عبادت کے ہے سفیان ثوری جب پیٹ بھر کے کھاتے تو رات کو نہ سوتے۔ بیدار رہتے اور کہتے کہ جب مویشی کو دانہ چارہ بہت دیتا ہے۔ تو اس سے محنت لیتا ہے۔ نفس کو مطیع کرنے کے لئے گرسنگی سے بڑھ کر کوئی علاج نہیں مقصود گرسنگی نہیں ہے۔ بلکہ نفس کا درست ہونا ہے۔ اتنا کھاوے کہ معدہ بھاری نہ ہو اور معدہ بھاری ہوتا ہے تو عبادت سے باز رہتا ہے انسان کا کمال یہ ہے کہ فرشتوں کی سی خصلت پیدا کرے۔ اور جو سیر ہوگا وہ بھوکوں کو بھول جاوے گا۔ جب گرسنہ ہو دوزخیوں کی بھوک یاد کرے۔ اور جب تشنہ ہو تو اہل محشر کی پیاس یاد کرے۔

نقل ہے۔ یوسف علیہ السلام سے کہا کہ روئے زمین کے خزانے آپکے پاس ہیں۔ پھر کیوں بھوکے رہتے ہو۔ کہا کہ ڈرتا ہوں کہ بھوکوں کو بھول جاؤں۔ جیسے شریر گھوڑے کو مطیع نہیں کر سکتے۔ مگر بھوک سے ایسا ہی نفس کا حال ہے۔ آدمی نفس سرکش کو بھوک سے مغلوب کرے۔ کیونکہ سارے گناہ شہوت سے ہوتے ہیں۔ اور شہوت بھوک سے زائل ہوتی ہے۔ شہوت کا باعث سیری ہے۔ ذوالنون مصری رحمہ اللہ نے کہا ہے۔ کہ میں جب سیری سے کھاتا معصیت کا ارادہ کرتا۔ عائشہ رضہ نے کہا ہے کہ پہلی بدعت جو ہوتی ہے وہ شکم سیری ہے۔ گرسنگی اللہ کے خزانہ کا ایک گوہر ہے۔ کم کھانے سے کم سوتا ہے سیری سے نیند کا غلبہ ہوتا ہے۔ احتلام ایک آفت ہے اور یہ سونے سے ہوتا ہے۔ اور جو آدمی بہت کھاتا ہے۔ اسکا وقت کھانے پکوانے اور رفع حاجت میں صرف ہوتا ہے۔ اور پھر طہارت میں۔ اور دم جو کہ ایک گوہر بیش قیمت ہے مفت برباد ہوتا ہے۔

عمل دافع جوع چالیس روز تک روٹی کے لقمہ پر اسکو پڑھکر کھاوے تو بھوک سے تکلیف نہ ہو اَلْبَاسِطُ

کینہ

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ۔ اختیار کرو معاف کر دینے کو اور حکم کرو اچھی بات کا۔ اور منہ کو موڑ جاہلوں سے۔ اس آیت کی شرح میں یوں لکھا ہے۔ جب غصہ میں بدلہ لینے کی قدرت نہیں ہوتی۔ تو اسکے ضبط کرنے سے اس شخص کی طرف سے دل پر ایک قسم کی گرانی ہو جاتی ہے۔ اسکو حقد یعنے کینہ کہتے ہیں۔

(ح) اَلْمُؤْمِنُ لَيْسَ بِحَقُوْدٍ۔ یعنے مومن کینہ ور نہیں ہوتا۔ (ح) لَا تَبَاغَضُوْا۔ آپس میں بغض نہ رکھو۔ (ح) تَهَادُوْا فَاِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ الضَّغَائِنَ۔ ہدیہ بھیجو آپس میں۔ کہ ہدیہ دور کرتا ہے دشمنی اور دل کے کینوں کو۔

(تشریح حدیث) جب دو مومن اس طرح ملتے ہوں۔ کہ دوسرا اپنے بھائی پر ہتھیار اٹھائے ہوئے

ہو تو وہ دونوں اثارہ جہنم پر ہیں جب ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے۔ تو وہ دونوں
دوزخ میں چلے جاتے ہیں۔ ایک روایت ہے کہ جب دو مسلمان تلوار سے لڑیں۔ تو قاتل اور مقتول
دونوں دوزخ میں جاوینگے۔ کسی نے عرض کیا کہ قاتل تو ٹھیک ہے۔ مگر مقتول کیونکہ دوزخ میں
جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ بھی اسکے قتل کا خواہاں تھا۔ یہ کینے سے ایسا ہوتا ہے۔
(شرح حدیث) آپس میں بغض نہ رکھو۔ اور نہ حسد کرو۔ اور دوستی اور محبت کو قطع نہ کرو اور
اے بندگان خدا بھائی بھائی بنجاؤ۔ کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ تین شب سے زیادہ اپنے بھائی مسلمان
سے ملنا جلنا ترک کرے۔ کینہ کو سینہ سے دور کرنے۔
(ایضاً) فرمایا رسول کریم نے کسی مسلمان کو روا نہیں کہ اپنے بھائی کو تین شب سے زیادہ ترک ملاقات
کرے۔ جب دونوں ملیں وہ اس سے منہ پھیرلے۔ اور وہ اس سے منہ پھیرے۔ ان دونوں اچھا
وہ ہے جو سلام علیک کے ابتدا کرے۔ اور کینہ دل سے دور کرے۔ اور فرمایا ہے کہ تم سے کوئی
شخص بھائی کیطرف اسلحہ یعنے ہتیار سے اشارہ بھی نہ کیا کرے۔ کیا معلوم ہے کہ شیطان تمہارے
ہاتھ کو جھٹکا دے اور تم آگ کے گڑھے میں جا پڑو۔ بسبب کینہ کے جو دل میں ہے۔
اور فرمایا۔ کہ جس شخص کی طرف سے کینہ ہو اس سے میل ملاپ کرے۔ اور اسکا قصور معاف کردے۔ اور
اپنا معاف کرالے۔ اسکے لئے بڑا اجر ہے۔ اور بدی کرنیوالے کے ساتھ احسان کرنا قرب الٰہی کا سبب
اور بہترین خلق یہ ہے کہ کوئی تجھ سے دوستی چھوڑے۔ اور تو اس سے دوستی جوڑے۔ اور جب کوئی تجھے محروم
کرے۔ تو اس سے بخشش سے پیش آوے۔ اور فرمایا کہ جس کسی نے کسی کے ظلم پر بددعا دی وہ اپنا حق
پالیا۔ اور اللہ کے نزدیک وہ عزیز پیارا ہے جو باوجود بدلہ لینے کی طاقت کے معاف کرے۔ کینہ کے دور کرنے
کا علاج یہ ہے کہ سلام کرنے میں پیشقدمی کرے۔ اور مصافحہ کرے اس سے کینہ دور ہوکر اتحاد پیدا ہوتا ہے
اگرچہ پہلے تکلف سے ہی۔ مگر آہستہ آہستہ کینہ رفع ہوجائیگا
اے سعید کینہ اسے کہتے ہیں کہ کسی کی خوشی سے غمگین ہونا۔ اور کسی کے غم سے شاد ہونا۔ اور اگر کسی پر کوئی
بلا نازل ہو تو شاد ہونا۔ علامت کینہ یہ ہے جسکو کینہ ہوگا وہ سلام کرنا چھوڑدیگا۔ اور جب اسکا غلبہ ہوگا۔ تو
جواب سلام بھی نہ دیگا۔ اور حقارت کی نظر سے اسے دیکھیگا۔ اور اسپر زبان درازی کرے گا۔ غیبت اور
دروغ اور بخش سے اسکے بھیدونکو آشکارہ کریگا۔ اور اس کا حق بجالانے میں قصور کرے گا۔ اور اس
کے قرابت والوں سے مروت نہ کریگا۔ اور اپنے قصور سے معافی نہ چاہے گا۔ اور جب قابو پاویگا تو
ماریگا یا ستاویگا۔ اور دوسرونکو ترغیب دیگا۔ کہ مارے۔ اور یہانتک نوبت پہنچے اپنا احسان اس کو
جھڑادے۔ اور اسکے کام میں دلسوزی نہ کرے گا۔ اور اسکے ساتھ نماز میں بھی شریک نہ ہوگا اور
اسکی نشانہ کرے یہ باتیں آدمی کی خرابی اور نقصان کا سبب ہوتی ہیں۔ اللہ تعالٰے اپنے حبیب کے صدقہ سے

کینہ کو سعید کے دل سے دور کر دے۔ **حکایت** ۔ ایک شخص نے شیطان سے دوستی پیدا کی اور پوچھا کہ یار تم کو لوگ کیوں بدنام کرتے ہیں۔ اسنے کہا۔ میرا تو کچھ بھی قصور نہیں ہے صرف کینہ سے لوگ برا کہتے ہیں ؎ برانداختم بیخ شان از بہشت ؛ کنونم بکیں سے نگارند زشت ؛ آؤ یار تم کو ایک تماشہ دکھاؤں مگر خاموش دیکھتے رہیو۔ ایک شہر میں لے گیا۔ اور کہا کہ آج اسکی بربادی کا حکم ہے۔ حلوائی کی دوکان میں چاشنی پک رہی تھی شیطان نے اس میں سے انگلی بھر کر لگادی فوراً مکھیوں کا جمگھٹ ہو گیا چھپکلی نے انکی تاک لگائی۔ حلوائی کی بلی نے چھپکلی پر داؤں لگایا۔ کہ جھپٹا مارے۔ ناگہاں ایک فوج کا سپاہی ادھر سے گذرا۔ اسکے ساتھ نہایت تیز شکاری کتا تھا۔ اسنے جو بلی بیٹھی دیکھی جھٹ اسکو جا دبوچا۔ بلی چاشنی کے کڑہاؤ میں جا گری۔ اور چاشنی میں پھنس گئی۔ حلوائی کو غصہ آگیا۔ کتے کے سر پر ایسا کفچہ مارا وہیں لوٹ کر مر گیا۔ پھر سپاہی کو کہاں تاب تھی۔ بگڑ گیا اور حلوائی کا مارتے مارتے خون کر دیا۔ حلوائیوں نے جمع ہو کر سپاہی پر یورش کی۔ وہ بھی وہیں کھیت رہا۔ لشکر میں جو سپاہی کے قتل ہونے کی خبر پہنچی تو لشکر کے توپ خانہ تمام شہر کو اڑا دیا جب یہ ماجرا گذر چکا۔ تو شیطان اس شخص سے متوجہ ہوا کہ کہو دوست اب اس میں میرا کیا قصور ہے۔ صرف ایک انگلی چاشنی میں نے لگادی تھی۔ باقی بکھیڑا کس نے کیا۔ لیکن کینے والوں کا نام کوئی نہیں لیتا۔ مجھ ہی کو نشانہ بنا رکھا ہے۔ قرآن شریف انسانوں کی تنبیہ کے لئے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب اور قمار بازی کے ذریعہ سے (مکر و کینہ کے جال پھیلا کے) تم میں عداوت پیدا کر دے اور تمکو اللہ کے ذکر سے اور نماز سے باز رکھے۔ تو کیا تم اس سے رک جاؤ گے۔

روضۃ الاصفیا میں ذکر حضرت یحییٰؑ کا اسطرح مذکور ہے جس سے کینہ کرنے والے کی مذمت اور اس کا برا انجام ناظرین کو ظاہر ہو جاویگا۔ کہ حضرت یحییٰ کے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا۔ اور اس کے قبیلہ یعنی بیوی کے باطن نامبارک میں انبیاء و علماء سے بغض و کینہ رہتا تھا۔ اور اسکی ایک بیٹی اگلے خاوند سے نہایت جمیلہ و شکیلہ تھی۔ اور وہ بسبب بڑھاپے کے چاہتی تھی کہ بیٹی کو بادشاہ کے نکاح میں دیوے۔ تاکہ دوسری عورت کا تسلط گھر میں نہو۔ بادشاہ نے اس کا یہ ارادہ دریافت کر کے کہا میں حضرت یحییٰ سے دریافت کروں گا۔ اگر نکاح میرا اسکے ساتھ جائز ہوگا تو کروں گا۔ حضرت یحییٰ سے پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ یہ عقد باطل اور نکاح فاسد ہے۔ بادشاہ نے جورو سے کہا کہ یحییٰ پیغمبر خدا کا ہے۔ وہ اس نکاح سے منع کرتا ہے۔ اس نابکار نے اپنے دل میں حضرت یحییٰؑ سے کینہ پکڑا۔ ایک روز بادشاہ کے پاس حالت مستی میں اپنی بیٹی آراستہ کر کے بھیجا۔ بادشاہ نے گھر اغیار سے خالی پاکر چاہا کہ فعل بد کرے۔ لڑکی نے انکار کیا۔ اور کہا جبتک تو میری حاجت نہ برلاویگا۔ تب تک میں تجھکو قدرت نہ دونگی۔ بادشاہ نے کہا وہ کیا ہے

حضرت یحییٰ کی شہادت کا بیان کینہ کی وجہ سے ہوئی۔

اس نے کہا کہ یحیٰی بن ذکریا ؑ کا قتل ہے۔ بادشاہ تو نشۂ حزروش و شہوت کے جوش سے بیہوش ہی رہا تھا کہا تو مختار ہے۔ اس دختر نے فی الفور حکم بھیجا۔ اور حضرت یحیٰی کا سر مبارک تن نازنین سے جدا کر کے طشت میں رکھکر بادشاہ کی مجلس میں منگوایا۔ تین بار اس سر و ار اصفیا (یحیٰی ؑ) کے حلق سے آواز آئی کہ اے بادشاہ یہ تیری بیٹی ہے۔ تجھ پر حرام ہے۔ قادر ذوالجلال کی قدرت سے زمین اس بادشاہ کو مع دختر کے نگل گئی۔

بیت: علم و ادم تجھسے سوئی کرے ؛ حد سے گذرے تو رسوا کرے ؛

جب وہ معصوم نبی مارا گیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے فارس کے بادشاہ کو بنی اسرائیل پر تسلط کیا۔ کہ اسنے حضرت ذکریا۔ اور حضرت یحیٰی ؑ کے خون کے عیوض میں انکے دماغ کا بھیجا نکالا۔ اور لشکر جرار لیکر تمام ملک شام کو زیر و زبر کیا۔ اور بیت المقدس کے پاس ڈیرہ کیا۔ اور لشکر کے سردار کو حکم دیا۔ کہ اتنے قتل کرو کہ خون کی نہر میرے لشکر تک پہنچے۔ القصہ اس سردار نے تلوار میان سے کھینچی اور سر افشانی یہود کی شروع کی۔ کہتے ہیں کہ یحیٰی علیہ السلام کا خون جسپر وز سے قتل ہوئے تھے۔ جوش میں تھا بند نہوا تھا جب ستّر ہزار یہود قتل ہوتے تب حضرت یحیٰی کے خون کا جوش بند ہوا۔ اور اس سردار کو باقی لوگوں پر رحم آیا۔ مگر بادشاہ نے فرمایا تھا کہ جبتک نہر خون کی نہ پہنچے تب تک قتل سے ہاتھ مت اٹھاؤ۔ پھر اس سردار نے بادشاہ کی تسلی خاطر کے واسطے چار چوپائے ذبح کیے۔ جب نہر خون کی لشکر کو پہنچی۔ تب قتل موقوف ہوا۔ کینہ کا نتیجہ ایسا خراب ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کینہ سے بچائے۔

گریہ

مَنْ بَکٰی بِاشْتِیَاقِ الْمَوْلیٰ فَلَہٗ جَنَّۃُ الْمَاوٰی۔ جو اشتیاق مولیٰ میں روئے اسکے لیے جنت ٹھکانہ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنِیْنَ الْمُذْنِبِیْنَ۔ بالتحقیق اللہ تعالےٰ گنہگاروں کی گریہ و زاری کو پسند کرتا ہے اور انکے گناہ انہیں آنسوؤں کے پانی سے دھلجاتے ہیں۔ اور فرمایا کہ جو کوئی خلوت میں خدا کو یاد کرتا ہے اور روتا ہے۔ وہ قیامت میں عرش کے سایہ تلے ہوگا۔ نقل ہے کہ شیخ بایزید قدس سرہٗ کے عہد میں۔ ایک عورت تھی۔ عبادت بھی کرتی تھی اور اکثر اوقات رویا کرتی تھی۔ شیخ اسکا حال سنکر ایک دن اسکی ملاقات کو گئے۔ اور بکمال شفقت سے فرمایا۔ کہ اے نیک بخت بہت نہ رویا کر کہ رفتہ رفتہ بینائی کو ضرر کرتا ہے۔ اس نے بے اختیار کہا اے شیخ۔ جن آنکھوں کو قیامت کے دن خدا کا دیدار نصیب ہو دنیا میں انکے اندھے ہونے کا کچھ غم نہیں۔ اور جو آنکھیں کہ اس نعمت سے محروم رہیں وہ اس ہی قابل ہیں۔ کہ اندھی ہوجائیں سچ ہے کہ جسمیں جلوہ دیدار دیکھنا ؛ منظور ہی نہیں مجھے بیکار دیکھنا ؛

نقل ہے۔ کہ ابن الصمت ایک بزرگ ہیں انہوں نے ایک دن اپنی عمر کا حساب کیا۔ تو ساٹھ برس ہوئے۔ کہ جسکے اکیس ہزار چھ سو دن ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اگر گناہ ہر روز (ایک فرض کیجیے) تو اکیس ہزار چھ سو گناہ ہوتے ہیں۔ اور اس حساب نہیں کہ ایک دن میں کتنے گناہ صادر ہوئے۔

ہونے لگے۔ یہ کہہ کر اتنا روئے کہ بیہوش ہوگئے۔ اور جان بحق تسلیم کی۔
نقل ہے۔ کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ ؑ سے کہا۔ کہ تم بہت رویا کرتے ہو
اَءَاَ ٰیِستَ مِنْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ۔ یعنے کیا تم رحمت الہی سے ناامید ہوگئے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام
نے جواب دیا۔ کہ تم ہمیشہ خوش و شگفتہ رہتے ہو اَاَمِنْتَ مِنْ مَکْرِ اللّٰہِ۔ یعنے آیا تم خوف خدا سے امن
میں ہوگئے ہو سبحان اللہ کیا خوب سوال وجواب ہیں پس چاہیئے کہ خلق خدا کے ساتھ ہنسی اور خوشی
کے ساتھ پیش آئے۔ اور درگاہ الہی میں گریہ وزاری سے۔
اے سعید۔ جو آنکھ خوف خدا کے ساتھ رویگی۔ وہ دوزخ میں نہیں جلے گی۔ اور جو شخص اپنا گناہ
یاد کرکے روئے گا۔ وہ دوزخ میں نہ جائیگا۔ بیحساب جنت میں جائیگا۔ کوئی قطرہ اشک سے زیادہ
عزیز نہیں۔ جو خوف الہی سے نکلا ہو۔
نقل ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں زرار و نام۔ نہایت فاسق اور بدکار تھا جس دن
اس کا انتقال ہوا۔ اتفاقاً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے گئے۔ اور اسکے کفن دفن میں
شریک ہوئے۔ جب اسکو قبر میں رکھکر قبر کو ہموار کردیا گیا۔ اسوقت اسکی ماں روتی ہوئی آئی۔ اور حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دامن پکڑ کر کہا۔ کہ مجھے میرے لڑکے کا چہرہ دکھا دو میں نے نہیں دیکھا۔ جب نہایت
عاجزی اور خوشامد کی تو آپ نے اجازت دی کہ مٹی کو الگ کرکے اسکو میت کا چہرہ دکھایا جائے
خدا کی شان جب مٹی قبر سے الگ کی تو دیکھتے ہیں کہ اسکے چہرہ کی روشنی سے قبر روشن ہوگئی ہے
یہ حال دیکھکر حضرت ابوبکر متحیر ہوئے۔ اور لوگوں سے اسکا حال دریافت کیا ہر ایک نے فاسق اور
بدکار ہی بتایا۔ الحاصل آپ رات کو سوئے۔ تو خواب میں دیکھا کہ وہ شخص رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے پاس نہایت مزین صورت میں بیٹھا ہے۔ حضور نے ابوبکر سے فرمایا کہ کل تم نے اسکی قبر میں
اسکے چہرہ کی چمک کو دیکھا تھا۔ عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ یہ شخص حالانکہ بہت گنہگار تھا۔ مگر
گناہوں کے خوف سے بہت روتا تھا۔ یہانتک کہ دونوں آنکھیں تر ہوجاتی تھیں۔ اللہ پاک نے اسکے
خوف سے رونے کے سبب سے اسکے سب گناہ معاف کردیئے۔ اور یہ منصب مرحمت فرمایا
نقل ہے۔ کہ آدم علیہ السلام دو برس تک اپنی توبہ کی فکر میں گریہ وزاری کرتے رہے۔ ایکروز کف دست
اپنا پیشانی پر رکھ کر اور سر زانوں میں دیکر مشغول رونے میں تھے۔ کہ ناگاہ جبرئیل ؑ وارد ہوئے
آدم علیہ السلام کی گریہ وزاری کی تاثیر سے جبرئیل علیہ السلام بھی رونے لگے۔ اور جبرئیل ؑ نے پوچھا
کہ اسقدر گریہ وزاری تمہاری کس واسطے ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ خدا تعالےٰ نے
بسبب شامت اس گناہ کے بلندی آسمان سے زمین کی پستی میں ڈالدیا۔ اور نعمت کے گھر سے رنج
وبلا کے گھر میں پہنچایا۔ اور مقام جاوید سے محل فنا میں لایا۔ اور کہا شداید اس مصیبت کے شمار سے

باہر ہیں۔ حضرت جبرئیل نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی حکم ہوا کہ میری نعمتوں کی عطا ہوئی ہیں ایسے یاد کر۔ اول دست قدرت سے تجکو پیدا کیا۔ اور پھر اپنی روح کو تیرے قالب میں پھونکا۔ پھر اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ اور تو نے میری نعمتوں کی قدر نہ کی۔ حضرت آدم نے کہا البتہ تقصیر مجھ سے سرزد ہوئی۔ حکم پہنچا کہ رحمت میری غصہ پر غالب ہے۔ آواز تیری میں نے سنی۔ تضرع وزاری پر رحم کیا۔ اللہ کے یہاں گریہ وزاری مقبول ہے۔ روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ ایک دن میں نے جبرئیل سے پوچھا کبھی میکائیل کو ہنستے نہیں دیکھا۔ اس کا کیا سبب ہے۔ جبرئیل نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ جب سے دوزخ پیدا ہوئی ہے۔ میں کبھی نہیں ہنستا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ۔ ایکدن رسول خدا روتے تھے۔ اتنے میں وحی آئی کہ کیوں روتے ہو گناہ ماضی حال و مستقبل کے سب بخشدیئے اور تمکو بے خوف کر دیا۔ آنحضرت نے عرض کی خداوند تیرے جلال سے بیخوف ہونا نچاہیئے۔ شاید کہ امین کرنا واسطے امتحان کے ہو۔ اور اس سبب سے کسی بلا میں گرفتار ہو جاؤں اس کلام سے معرفت اور خوف الٰہی ثابت ہوتا ہے۔ یحییٰ علیہ السلام اسقدر روتے تھے۔ کہ رخسار و نپر گوشت نہ رہا تھا۔ اور کان کی ہڈیاں صاف معلوم ہوتی تھیں۔ والدہ آپکی نکڑے سفید نمدے کے توم کر لگا دیتی تھیں کہ ہڈیاں نہ معلوم ہوں۔ نقل ہے۔ کہ سلطان ابراہیم ادہم سے۔ کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے جبرئیل علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ انکے ہاتھ میں ایک کاغذ سادہ ہے میں نے پوچھا کہ اس کاغذ میں کیا لکھو گے فرمایا کہ اس دوستوں کا نام لکھونگا۔ میں نے کہا کہ میرا نام بھی لکھیئے گا۔ کہنے لگے تو اللہ کے دوستوں میں شمار نہیں کیا جاتا ہے۔ اور یہ مقام محبت کا ابھی تک تجکو حاصل نہیں ہوا ہے۔ میں بہت رویا۔ اور جناب باری میں بہت عاجزی و گریہ وزاری سے عرض کی کہ خداوند اگرچہ مجھکو مقام تیری محبت کا حاصل نہیں ہوا۔ لیکن تیرے دوستونکو میں دوست رکھتا ہوں۔ پس بعد ایکدم کے جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ حکم الٰہی یوں ہوا ہے۔ کہ اس کاغذ میں اول تیرا نام لکھا جائے۔ یہ درجہ تجکو عاجزی و گریہ وزاری سے حاصل ہوا۔ نقل ہے۔ کہ ایک مرتبہ فتح موصلی روتے تھے۔ اور بجائے آنسوں کے خون جاری تھا۔ کسی نے پوچھا۔ آج خون بجائے آنسو کے کیوں جاری ہے۔ فرمایا۔ ایک مدت تک خوف گناہ سے پانی آنکھوں سے بہایا۔ اب ڈرا کہ مبادہ یہ رونا باخلاص نہ سمجھا جاوے۔ اسواسطے لہو کے آنسوں سے روتا ہوں۔

نقل ہے۔ بن المکندر سے۔ کہ حق تعالےٰ نے جب دوزخ کو پیدا کیا فرشتے رونے لگے۔ اور روتے رہے۔ جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ فرشتوں نے رونا موقوف کیا۔ اور جانا۔ کہ یہ دوزخ اولاد آدم کے لئے بنائی ہے۔

روایت ہے کہ جب ابلیس ملعون ہوا۔ اور میکائیل علیہ السلام اور جبرئیل علیہ السلام مدام رونے لگے۔

حق تعالےٰ نے انسے پوچھا۔ تم کیوں روتے ہو۔ بولے ہم تیرے غصہ سے ڈرتے ہیں۔ فرمایا کہ یہی مناسب ہے بیفکر رہو۔

نقل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا۔ کہ یا رسول اللہ میں حرارت دوزخ سے ڈرتا ہوں۔ آپنے فرمایا کہ اسکو آنسوؤں سے ٹھنڈا کرو۔ کیونکہ جسکی آنکھہ تر رہتی ہے تو اسکا تن دوزخ میں نہیں جلتا ہے۔ **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ حسن بصری کے پاس ایک بزرگ آئے۔ اور عرض کیا کہ میری لڑکی دو برس سے برابر زار زار روتی چلاتی ہے۔ ہرچند منع کرتا ہوں باز نہیں آتی۔ ڈرتا ہوں کہ روتے روتے اندہی نہ ہوجائے۔ آپ قدم رنجہ فرمائیے۔ اور نا سمجھ کو نصیحت اور پند سے سمجھائیے کیا عجب ہے کہ مفید ہوجاوے۔ حضرت حسن بصریؒ اسکے گھر تشریف لے گئے۔ اور اس خود گذشتہ کو سمجہانے لگے۔ کہ کیا بات تجھکو بھائی۔ کونسی چیز تیرے دلمیں سمائی۔ جو تو دن رات روتی چلاتی ہے اور اپنے ماں باپ کو ناحق غم والم رکھتی ہے۔ کہا اے شیخ محبت خدا میرے جی کو بھا گئی۔ دل وجان میں سما گئی اور رونیکا مزا چکھا گئی۔ چشمہ چشم سے ندی نالہ بہا گئی۔ پس اگر دولت دیدار پروردگار بے نصیب کو نصیب ہے تو دونوں آنکھیں یہ اور ایسی دو ہزار اور نثار دیدار لقائے پروردگار ہیں ورنہ ہونا نہ ہونا انکا بیکار۔ نہونا خوشگوار۔ اگرچہ چین ہے۔ تو دولت دیدار جناب باری میں۔ گریہ وزاری میں۔ واللہ کوئی چیز زیادہ مزیدار ذوق دیدار پروردگار سے نہیں اور اشک تر کی لذت نزدیک عاشق کے وصال یار سے کم نہیں ہے۔ بالتضرع باش تا شادان شوی ✽ گریہ کن تا بے دہاں خندان شوی ✽ اے خوشا چشمی کہ آں گریہ اوست ✽ اے ہمایوں دل کہ آں بریان اوست ✽ در پس ہر گریہ آخر خندہ الیست ✽ مرد آخر بین مبارک بندہ الیست ✽

لڑکونکی تربیت

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا بچاؤ اپنی جانونکو اور اولاد کو دوزخ کی آگ سے یہ ضرور تر ہے۔ اے سعید اسبات کی کوشش کر کہ دایہ صالح اور نیک اخلاق ہو اور روزی حلال کی کھانیوالی ہو کیونکہ خوئے بد دایہ کی اور تربیت کرنے والی کی بچہ میں اثر کرتی ہے۔ جب بچہ بات کرنے لگے۔ تو اللہ کا نام سکہانا چاہیئے۔ اور بچہ خدا کی امانت ہے۔ ماں باپ کی سپردگی میں۔ اور بچہ کا دل ایک گوہر ہے مصفا اور وہ مثل ایک زمین پاک کے ہے۔ جو تخم تو اس میں بوئے گا۔ وہ اُگے گا۔ اگر تو نیکی کا بیج بوئے تو دین و دنیا میں نیک بختی کا ثمر حاصل کریگا۔ اور منجانب اللہ استاد و ماں باپ ثواب میں شریک ہیں۔ اللہ نے فرمایا ہے۔ لڑکونکو دوزخ کی آگ سے بچانا ضرور ہے۔ دنیا کی آگ سے بھی زیادہ یہ بات ادب اور نیک اخلاق کے سکھلانے سے ہوگی۔ اور بد صحبت کے بچانے سے اور ساری آفتیں بد صحبت سے ہیں۔ اور اچھے کہانے اور اچھے لباس کی عادت نہ ڈالے۔ کیونکہ عادت پڑجائیگی۔

تو صبر نہیں کر سکے گا۔ اور عمر عزیز کو اسکی تلاش میں کھوئے گا۔ اور جب وہ کسی سے شرمانے لگے۔ تو خوش ہونا چاہئے۔ اسطرف کہ عقل کا نور اس میں جلوہ گر ہوا۔ اور جب وہ اپنے ہاتھ سے کھانے لگے۔ جب ہی سے سکھائیں کہ بسم اللہ پڑھ کر شروع کر اور دائیں ہاتھ سے کھا۔ اور اپنے آگے سے کھا۔ اور دوسروں کے نوالے کیطرف نہ دیکھ۔ اور جب تک خوب چبا نہ لے نہ نگل۔ بعد اسکے دوسرا نوالہ اٹھا۔ کبھی کبھی بغیر سالن کے کھانے تاکہ سالن کا خوگر نہ ہوئے۔ اور بہت کھانے کی مذمت اسکے سامنے کریں کیونکہ بہت کھانا چارپایوں اور احمقوں کا ہے۔ اور جب کھانا کھا چکے سکھائیں کہ کہو الحمد للہ۔ یا کہے کہ شکر ہے اللہ کا۔ اور ادب والے بچہ کی اسکے سامنے تعریف کریں۔ اور سفید لباس کی تعریف کریں۔ کہ سادگی بہت اچھی شے ہے۔ گوٹا کناری بیلیں وغیرہ کی مذمت کریں۔ اور ریشمی اور رنگین لباس کی برائی بتلا دیں۔ اور کہیں۔ آرائش مخصوص عورتوں کے لئے ہے۔ اور اپنے کو سنوارنا مخنثوں کا شیوہ ہے مردوں کو زیبا نہیں اور سچ بولنے کی ہدایت کریں جھوٹ کی مذمت اور جب بچہ نے قرآن شریف پڑھ لیا۔ تو اب مادری زبان میں صلحا کی حکایتیں اور صحابہ کی سیرتیں اور محمد صاحب کے اخلاق سنائیں۔ اور ایسے شعر جس میں عورتوں کا ذکر ہو۔ اور دیوان غزلیں نہ پڑھائیں۔ اور جو لڑکا خوش اخلاق ہو اسکے سامنے اسکی تعریف بیان کریں۔ اور لوگوں کے سامنے اسکی برائیں نہ کریں۔ اور اچھے کاموں کا شوق دلائیں اور اگر خطا کرے تو ایکدو دفعہ انجان بنکر درگذر کریں۔ تاکہ ملامت خوار نہ ہو۔ اور اگر بار بار لوگوں کے دیکھے ہو جائے گا۔ اور علانیہ تقصیر کریگا۔ اور جو عمداً خطا کیا تو خلوت میں سرزنش کریں۔ کہیں خبردار ایسا فعل نکرنا۔ اگر ایسا کروگے تو بدنام ہو جاؤ گے۔ اور تیری قدر و منزلت جاتی رہیگی۔ اور باپ ماں کو چاہئے کہ لڑکے کے سامنے بزرگی سے رہے۔ تاکہ ماں باپ کا ڈر مانے اور دن کو سونے نہ دے۔ دن کے سونے سے سست ہوتا ہے۔ اور انکو کبھی نرم بستر پر نہ سلائے تاکہ جسم قوی ہو اور تمام دن میں ایک گھنٹہ تفریح کا بھی دیں۔ تاکہ دل تنگ نہ ہو۔ اور غبی نہ ہو۔ اور اسکو تعلیم کرو کہ ہر ایک سے تواضع سے پیش آئے۔ اور شیخی نہ مارے۔ اور ہرگز اس بات کی اجازت نہ دیں کہ کسی سے کچھ لیوے۔ یہ اسکی ابتری کا باعث ہے۔ اور اسکو ہدایت کریں کہ لوگوں کے سامنے ناک پاک نکرے۔ اور کسیکی طرف یا کسی کے سامنے۔ یا قبلہ کیطرف پیشاب نکرے۔ اور نہ کسی کی طرف چھینکے۔ اور آداب سے بیٹھے۔ اور ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے نہ رکھے۔ یہ سستی کی علامت ہے اور بے فائدہ دخل در معقولات نہ دے۔ اور بیفائدہ بکواس نہ کرے۔ اور جب کوئی اس سے بات پوچھے۔ جب بولے اور فحش نہ بکنے دیں۔ اور بچپن ہی سے طہارت کی عادت ڈالے۔ اور سات برس کا ہو تو نماز کی عادت ڈالیں۔ اور دس برس کا ہو تو مار کر نماز پڑھائیں۔ اور بتائیں دنیا نہ اید آخرت ہے۔ کیونکہ دنیا نہ ہمیشہ رہنے کی جگہ ہے اور موت تاک میں کہ یکایک آجاتی ہے۔

اور عقلمند وہ ہے کہ دنیا سے زاد آخرت حاصل کرے تا بہشت میں جاوے۔ اور خدا کی خوشنودی حاصل کرے۔ اور ثواب و عقاب کی حقیقت سنائے۔ جب دل ہی سے بچے کو ادب کی پرورش کریں تو یہ باتیں نقش کالحجر ہو جائینگی۔ اور آنحضرت ؐ نے فرمایا ہو کہ بخشش باپ کی بیٹے کے حق میں نیک ادب سکھانے سے بہتر نہیں۔ جبکہ لڑکا پیدا ہو اس کا نام اچھا رکھے۔ اور اسکو علم اور ادب سکھاوے۔ اور جب وہ بالغ ہو جاوے تو اسکا نکاح کر دے۔ تا کہ بعد بلوغ معصیت سے بچا رہے۔ اور جب بچہ قریب سن بلوغ کے پہنچے تو اسکو عاشقانہ غزلیں اور اشعار پڑھنے اور ناول عاشقانہ پڑھنے سے روکے اس سے طبیعت بچہ کی بگڑتی ہے۔ اور جب بچہ ۱۶ برس کا ہو تو اسکا ہاتھ پکڑ کر کہے کہ تجھکو خدا کی سپردگی میں دیتا ہوں دنیا کے فتنہ اور آخرت کے عذاب سے اور ہو سکے تو شادی کر ڈالے کسی شریف القوم عورت سے نکاح کر دے اسیطرح گر لڑکی ہے تو بھی کسی پرہیزگار آدمی سے بیاہ دے۔ اور بہت سا مہر مقرر نہ کرے۔ اور چھوٹے بچہ کو پیار کرنا اور بوسہ دینا سنت ہے۔ آنحضرت ؐ حضرت حسن رضؓ کو بوسہ دیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے حسن رضؓ گر پڑے۔ فی الفور آپ منبر پر سے اترے۔ اور انکو آپ نے اٹھالیا۔

اور ماں باپ کو بچوں کے رونے سے تنگدل نہ ہونا چاہئے۔ یہ تقریر شرعۃ الاسلام میں ہے کہ روتے وقت بچہ حق تعالے کی حمد اور والدین کے لئے دعا و استغفار کرتا ہے۔ اور بعض چیزوں سے واضح ہے کہ فرزند چار مہینہ لا الہ الا اللہ کہا کرتا ہے۔ اور بعد اسکے چار مہینے تک محمد رسول اللہ کہتا رہتا ہے اور بعد اسکے چار مہینے تک اللھم اغفرلی ولوالدی کا ورد کرتا ہے۔ اور کافر کا لڑکا بھی کلمہ پڑھتا ہے۔ لیکن دعا و استغفار کی جگہ لعنۃ اللہ علی والدی کہتا ہے۔ عمل قطع گریہ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا۔ ہرن کی جھلی پر لکھکر بازو پر باندھے۔ بچہ کا رونا بند ہو۔

روایت ہے کہ پیغمبر صاحب ؐ نے فرمایا ہے تَسَمَّوْا بِاسْمِیْ۔ یعنے میرے نام پر نام رکھو۔ جاننا چاہیئے کہ حضرت ؐ کے نام پر نام رکھنا مستحب ہے۔ اکثر روایتوں میں اسکی ترغیب اور بشارت واقع ہے۔ کہ جسکا نام محمد ہوگا۔ رسول خدا ؐ اسکی شفاعت کرینگے۔ اور اسکو بہشت میں لیجاوینگے۔ اور فرمایا نبی ؐ نے۔ تَسَمَّوْا بِاَسْمَآءِ الْاَنْبِیَاءِ۔ یعنے نام رکھو پیغمبروں کے نام پر۔ یہ حضرت ؐ نے بطریق استحباب فرمایا ہے کہ پیغمبر مخلوق میں افضل اور اکمل لوگ ہیں۔ انکے نام سب ناموں سے اشرف و افضل ہوئے۔ جیسے ابراہیم ؑ و اسمٰعیل ؑ۔ یعقوب ؑ و یوسف ؑ وغیرہ۔ اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ مجکو اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ ہرگز نہ عذاب کرونگا جس کا نام تیرے نام پر ہوگا یعنی جسکا نام احمد یا محمد ؐ ہو۔

اور مولانا مولوی عبد الرشید صاحب ؒ بلوی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ غلام جیلانی یا غلام نبی اس میں بو شرک کی آتی ہے۔ اس طرح کے نام نہ رکھے۔ اور ختنہ کرنا بچہ کا سنت ہے۔ اور شعار اسلام سے ہے۔ اگر بچہ توانا ہے تو پیدا ہوتے ساتھ ہی ختنہ کرا ڈالے ورنہ ساتویں دن بھی کر سکتے ہیں

اور ساتویں سال بھی۔ اور چودہ دن کے بعد بھی اور ۲۱ دن کے بعد بھی اور غرض قبل از بلوغ کرڈالے
اے سعید۔ اگر تم اپنی اولاد اور چھوٹوں سے ادب کرانا چاہتے ہو۔ تو اپنے بڑوں کا ادب انکے
سامنے کرو یعنے جو خصلت تم اپنے چھوٹوں میں بھرنا چاہتے ہو تو تم خود نمونہ بنکر انکو دکھاؤ۔
جو لوگ خود بدیاں کرتے ہیں اور اپنے خوردوں کو نیک بننے پر مجبور کرتے ہیں۔ وہ ہرگز کامیاب نہیں ہوتے
دعا کشادگی ذہن۔ اور ترقی علم کی کسی رکابی چینی میں زعفران سے لکھے اور بچے کو پلاوے۔ اللہ پاک
کشادگی ذہن عطا کرے چالیس دن تک بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَخْرِجْنَا مِنْ ظُلُمَاتِ الْوَهْمِ وَافْتَحْ
عَلَيْنَا اَبْوَابَ فَضْلِكَ وَبَيِّنْ عَلَيْنَا خَزَائِنَ رَحْمَتِكَ سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ
الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ۔ دعا نظر بد کی۔ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا
سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ٥ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ پڑھ کر دم کر دے۔

عمل برائے حفظ چیچک جب چیچک کی بیماری ظاہر ہو تو نیلا تاگا لے اور اسپر سورہ رحمٰن پڑھ
اور جتنے بار کہ فبای آلاء ربکما تکذبان پر پہنچے ایک گرہ دے۔
اور اسپر پھونک ڈال اور تاگے کو لڑکے کی گردن میں باندھ دے حق تعالےٰ اسکو بیماری
سے آرام دیگا۔

محبت يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ٥ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ۔ اسدن
فائدہ نکرے گا کسیکو مال نہ اولاد۔ یعنی اس دن نہ اولاد کام آویگی نہ دولت
کام آوے گی۔ مگر جو کوئی آوے خدا تعالےٰ کے پاس ساتھ دل سلامت کے جو اس دل میں دنیا کی
چیز کی محبت نہوے۔ یعنی دنیا کی سب چیزوں سے بھرا ہوئے۔
آنحضرت کی یہ دعا ہے۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَّنْفَعُنِيْ حُبُّهٗ عِنْدَكَ اَللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِيْ مِمَّا اُحِبُّ ... اِلٰى حُبِّكَ
وَاجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔ الہی تیری محبت اور تیرے دوستوں کی دوستی اور محبت
اس چیز کی جو تیری محبت کا سبب ہو روزی کر اور ایسا کر کہ تیری محبت میرے نزدیک ٹھنڈے پانی
سے زیادہ عزیز ہو۔
محبت میلان طبیعت جو ایک خوش آئندہ چیز کی طرف ہو۔ اگر وہ رغبت قوی ہو تو اسکو عشق کہتے
ہیں اے سعید۔ معلوم کر کہ اسلام کے سب علما اس بات پر متفق ہیں کہ خدا کی محبت فرض ہو
اور بندے کا پورا کمال اس بات پر ہو کہ خدا کی محبت اسکے دل پر ایسی غالب ہو کہ اسی میں ڈوب
جائے۔ اگر اتنا کمال نہو بھلا اسقدر ہو کہ دوسری چیزوں کی محبت پر محبت الہی غالب رہے۔
اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ جبتک بندہ خدا اور رسول کو ہر ایک چیز سے زیادہ دوست نہ رکھے۔
اسکا ایمان کامل نہوگا۔ لوگوں نے حضرت سے پوچھا۔ ایمان کیا چیز ہے۔ فرمانے لگے۔

ایمان یہ ہے کہ بندہ خدا اور رسول کو ماسوی اللہ سے زیادہ دوست رکھے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جبتک بندہ خدا اور رسول کو اپنے مال اور اہل وعیال اور تمامی علائق سے زیادہ دوست نہ رکھے وہ مومن نہ ہوگا۔

نقل ہے۔ کہ جب ملک الموت نے ابراہیم خلیل اللہ کی روح کو قبض کرنا چاہا۔ آپنے اس سے پوچھا کہ کبھی تونے دیکھا۔ کہ دوست نے دوست کی جان لی ہے۔ تب وحی نازل ہوئی کہ کبھی تو نے دیکھا ہے کہ کوئی دوست اپنے دوست کے دیدار سے بیزار ہوا ہے۔ یہ بات سنکر ابراہیم خلیل اللہ نے بشوق وذوق فرمایا کہ میری روح قبض کر۔ اور قبض کرنے روح سے پہلے آپکی روح نے اللہ کیطرف پرواز کی۔ فرشتہ بھی آپکی روح کو نہ پاسکے۔ آپکی روح واصل اللہ ہوئی۔

نقل ہے سہیل بن عبداللہ تستری رح سے۔ کہ حق تعالی نے جب محبت کو پیدا کیا۔ چار ہزار برس عرش کے نیچے زار زار نالہ رہی کہ خداوند تعالی تونے ہر چیز کے واسطے ایک مقام مقرر فرمایا ہے مجکو نہیں معلوم کہ میرا مقام کہاں ہے۔ حکم ہوا کہ تیرا مقام میرے عاشقان خاص کا دل ہے۔ اس نے عرض کیا کہ الہی تیرے بندے میرے تحمل کی طاقت نہ رکھ سکیں گے۔ خطاب ہوا کہ وہ میرے بندے ایسے ہیں کہ اگر آسمان بلا وغم انکے سر پر گرے تو بھی راہ طلب سے قدم نہ ہٹا وینگے۔ تو اسی مقام پر موافق ظرف اور حوصلے ہر طالب کے لذت اور حلاوت بخشی ہو۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ کی محبت کا مزا آجاتا ہے۔ اسکو دنیا کی طلب نہیں رہتی۔

نقل ہے۔ کہ ایک عاشق خدا نے پچاس برس عبادت میں صرف کیے ناگاہ مرض بادخوری کا اسکے چہرہ پر اس شدت سے طاری ہوا کہ تمام منہ پر ایک آبلہ ہوگیا۔ اور بسبب مواد فاسد کے کیڑے پڑ گئے۔ کسی نے کہا کہ تم مستجاب الدعوات ہو جناب الہی میں دعا کیوں نہیں کرتے۔ کہ اللہ تعالے نے تم کو اس رنج سے نجات بخشے۔ اسنے کہا کہ خواہش دوست کی یہی ہے۔ کہ میں اسکی بلا پر صبر کروں۔ تاکہ درجہ ایوب علیہ السلام کا ہاتھ آوے۔ اور اسکی نعمت پر صبر کروں۔ کہ مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا حاصل ہو۔

نقل ہے۔ کہ آصف قیس کے پاؤں میں عارضہ جذام سے سخت شدت ہوئی تھی۔ انکے دوستوں نے کہا کہ پاؤں کاٹنا مناسب ہے تاکہ تمام جسم پر سرایت نہ کرے۔ کہنے لگے کہ میرے دوست کے اختیار میں ہے۔ جو اسکی مرضی ہے مجکو وہی قبول ہے۔ مجکو قطع وبرید کا کیا اختیار ہے بعد چند روز کے جب نوبت زانو تک پہنچی اور اٹھنے بیٹھنے سے عاجز ہوئے۔ اور نماز تہجد نوافل کی ادا ہونے لگی۔ ایکدن خوب روئے۔ اور کہا کہ اگر خداوند تو اس سے زیادہ بلا نازل کرے تو میں اسپر بھی راضی ہوں۔ لیکن طاقت ترک عبادت کی نہیں رکھتا ہوں۔ جس پاؤں اور ہاتھ سے۔

عبادت تیری نہ ہو سکے۔ اسکا کاٹ ڈالنا مناسب ہے۔ حاضرین نے کہا کہ اگر آپ فرمائیں تو ہم جراح کو بلائیں۔ اور آپ کچھ دار و بیہوشی کھالیں۔ تاکہ درد کاٹنے کا معلوم نہو۔ تب انہوں نے فرمایا کہ کسی قاری خوش آواز کو بلا کر کچھ آیتیں قرآن شریف کی پڑھواؤ۔ اس حالت میں پاؤں کیا۔ اگر سر کاٹ لوگے۔ تو بھی مطلق خبر نہو گی۔ الغرض ایسا ہی کیا۔ اور انکو ہرگز خبر نہوئی۔ جب ہوش میں آئے تب پاؤں کٹا ہوا ہاتھ میں لیا۔ اور جناب باری میں عرض کی کہ خداوندا جب تو نے چاہا۔ اس پانوکو پیدا کیا۔ اور جب چاہا جدا کر دیا۔ میں دونوں حال میں شکر کرتا ہوں۔ الٰہی یہ وہ پاؤں ہے کہ روز قیامت کے گواہی دے گا۔ کہ کبھی ایک قدم تیری راہ کے خلاف نہیں چلا۔

نقل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی۔ کہ بار خدایا ایک دوست اپنا مجھکو دکھا۔ الہام ہوا کہ کوہ طور پر جا۔ وہاں اس سے ملاقات ہوگی۔ موسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے۔ ایک شخص کو دیکھا کہ تمام جسم اس کا زخمی ہے ہاتھ نہ لائق پکڑنے کے نہ پاؤں قابل چلنے کے نہ آنکھوں میں بینائی نہ زبان میں گویائی ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے کان نزدیک لے جاکر سنا کہ شکر الٰہی کرتا ہے۔ پوچھا کہ شکر کس نعمت پر کرتا ہے کہ بدن میں ایک عضو تیرا درست نہیں۔ اسنے کہا کہ دو نعمتوں کا شکر کرتا ہوں ایک یہ کہ زبان شکر گذاری پر جاری ہے۔ دوسرے یہ کہ معرفت الٰہی ہر دم دلکو حاصل ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے۔ کہا کہ کتنی مدت سے تو اس تکلیف میں مبتلا ہے۔ اسنے کہا کہ سو برس سے پوچھا کہ اس عرصہ کبھی کچھ خواہش بھی ہوئی ہے۔ کہا دو چیز کی۔ ایک یہ کہ موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ پانی ٹھنڈا پیوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ خوش ہو کہ دونوں مرادیں تیری حاصل ہوئیں۔ موسیٰؑ میں ہوں اور ٹھنڈا پانی تیرے لئے لاتا ہوں۔ یہ کہکر۔ حضرت موسیٰؑ پانی کی تلاش میں تشریف لے گئے۔ حق تعالےٰ نے عزرائیلؑ کو حکم اسکی روح قبض کرنیکا فرمایا۔ جب اس بزرگ نے انتقال کیا تو جنگل کے جانوروں نے انکو چیر پھاڑ کر برابر کر دیا۔ اور گوشت کھا گئے۔ حضرت موسےٰ جب پانی لائے تو یہ حال دیکھکر بہت روئے۔ اور جناب باری میں عرض کی۔ کہ اے بے نیاز دوست اپنے دوستوں سے یہی معاملہ کرتے ہیں۔ خطاب ہوا کہ اے موسیٰؑ ممکن نہیں کہ جو ہماری محبت رکھے اور دنیا میں اپنی مراد چاہے۔

نقل ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام مناجات کے لئے جاتے تھے۔ ایک شخص نے سر رہ گھر بنایا تھا اور وہاں عبادت کرتا تھا۔ جب انکو دیکھا۔ پوچھا اے موسیٰؑ کہاں جاتے ہو۔ کہا واسطے مناجات کے جناب باری میں گوشہ تنہائی کی طرف جاتا ہوں۔ التماس کی کہ ایک حاجت میری بھی ہے۔ جناب الٰہی میں عرض کرنا۔ حضرت موسیٰؑ نے پوچھا۔ کیا حاجت ہے؟ کہا یہ کہ اے کارساز بیکساں تھوڑی سی محبت اپنی میرے دلکو بھی عنایت ہو۔ جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لیگئے۔ اور

حاجت اپنی جناب کبریائی سے چاہی۔ پھرنے کے وقت الہام ہوا کہ اے موسیٰؑ حاجت میرے بندہ کی بھول گیا
کہا۔ الٰہی تو دانا تر ہے۔ فرمایا۔ تجھ سے آگے میں حاجت اسکی بر لایا۔ جب موسیٰ علیہ السلام آئے اسکو مکان پر
نہ پایا۔ مناجات کی الٰہی یہ تیرا بندہ کیا ہوا۔ فرمایا تجھ سے بھاگ گیا۔ عرض کیا خداوند مجھ سے کیوں متنفر ہوا
جو مجھکو دوست رکھتا ہے۔ اور میں اسکو دوست رکھتا ہوں۔ پھر وہ کسی سے نہیں ملتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے
فرمایا۔ اے کارساز اسکی زیارت مجھکو نصیب کر۔ حکم ہوا کہ فلانے پہاڑ پر جا وہاں جاکر کیا دیکھتے ہیں کہ اپنے
آپ کو پہاڑ سے گرایا ہے اور جس پتھر پر وہ گرا ہے۔ اور اسکی چوٹ سے اسکا عضو عضو ٹکڑے ٹکڑے
ہو گیا ہے۔ اور پہاڑ کے نیچے پڑا ہے۔ حضرت موسیٰؑ اس کیفیت کو دیکھ کر حیران ہوئے۔ اور جناب باری سے
التماس کی۔ کہ اس میں کیا بھید ہے۔ الہام ہوا کہ اے موسیٰؑ جس قدر عشق اور محبت میری اسکے دل میں سمائی
تھی اگر برابر ذرہ کے اس میں سے اس پہاڑ پر ڈالوں۔ تو یہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑ جائے۔ اور برداشت
اسکی نہ کر سکے۔ اے موسیٰؑ ہم اپنے عاشقوں کے ساتھ دنیا میں ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں۔ اب دیکھ کہ
عاقبت میں اسکے واسطے کیا کچھ مہیا کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جب نگاہ کی تو دیکھا کہ گنبد یاقوت سرخ
ستر حصہ دنیا سے بڑا نظر پڑا اور طرح طرح کے نقش نگار سے آراستہ۔ یہ شخص ایک تخت مرصع پر بیٹھا
ہے۔ اور حوریں اور غلمان ہاتھ باندھے روبرو کھڑے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ متحیر ہوئے۔ فرمان ہوا کہ
اے موسیٰؑ اسکے واسطے فقط یہی نہیں ہے۔ دیدار بھی میرا ہر دم اسکو حاصل ہے۔

نقل ہے کہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا۔ کہ زمین پر پڑا ہے۔ اور ہزاروں بھڑیں
اس پر لپٹی ہیں۔ اور گوشت اسکا توڑ توڑ کے جاتی ہیں۔ اور زبان شوق سے اللہ اللہ کہتا ہے۔ میں نے
ایک شخص سے پوچھا کہ کتنی مدت سے یہ شخص اسطرح پڑا ہے۔ کہا چالیس برس سے۔ اسکا یہی حال ہے
میں نے سر اسکا اپنے زانو پر رکھ کر چاہا کہ کچھ کہوں۔ ہنوز میں بات نہ کرنے پایا تھا کہ آنکھ کھول کر
سر اپنا زمین پر رکھ دیا۔ اور کہنے لگا کہ تو کون ہے۔ کہ مجھ میں اور میرے دوست میں تفرقہ انداز ہوا۔
مجھکو اسکی یاد سے غافل کیا۔ اے عزیز دوست خدا کے ایسے ہوتے ہیں۔ کہ یکدم یاد اسکی سے
غافل نہیں رہتے۔

اے سعید۔ انسان کو چاہیئے کہ دنیا کے علائق کو قطع کرے۔ یعنی غیر اللہ کی محبت کو دل سے نکالے
کیونکہ دو محبتیں ایک دل میں نہیں ہوتیں۔ چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے کمالات اور اوصاف یاد کرے۔ اور
سوچے تاکہ خالق کی محبت پیدا ہو۔

نقل ہے۔ کہ حسن بصری کے زمانہ میں ایک شخص حمالی شراب کی کرتا تھا۔ ایک دن گھڑا شراب کا
کسی کے واسطے لیے جاتا تھا۔ ناگاہ نگاہ ایک لڑکی پر جو اپنے کوٹھے پر تھی پڑی۔ اور اسپر فریفتہ ہو گیا
جب اس لڑکی نے دیکھا کہ اس شخص کا دل ہاتھ سے گیا۔ بخوف اپنی رسوائی کے دایہ سے کہا کہ اس شخص کو

فریب دیکر یہاں سے ٹالدے۔ اور اسکی تسلی کے لئے وعدہ جھوٹا سچا کردو۔ دایہ نے اس شخص سے آکر کہا کہ اے دیوانے۔ یہ لڑکی حاکم شہر کی بیٹی ہے۔ اگر تو اسکی ملاقات چاہتا ہے تو ایک پہاڑ کے غار میں بیٹھ اپنے کو زاہد و عابد مشہور کر کہ شہر کے لوگ تیری طرف رجوع کریں۔ اور شہرت تیری حاکم تک پہنچے۔ اور اسکی ماں حاکم سے التماس کریگی۔ کہ لڑکی خداپرست اور فقیر دوست ہے مناسب ہے کہ نکاح اس لڑکی کا اس زاہد سے کیا جائے۔ یہ شخص یہ بات سنکر بہت خوش ہوا۔ اور کپڑے رنگوائے۔ اور نزدیک اس شہر کے پہاڑ تھا وہاں جا بیٹھا۔ اور کئی دن کے بعد شہر میں مشہور ہوا۔ کہ فلانے پہاڑ پر ایک فقیر بیٹھا ہے۔ اور مخلوق سے کنارہ کر کے گوشہ تنہائی اختیار کیا ہے۔ اکثر شہر کے لوگوں نے رجوع کیا۔ اس عرصہ میں خداوند حقیقی نے۔ فرشتوں کو ندا کی کہ دیکھو۔ اس میرے بندے نے ایک عورت کے حسن و جمال پر شیفتہ ہو کر عشق مجازی میں مبتلا ہو کر میرے دوستوں کی صورت بنائی ہے۔ اب میں اسکا عشق مجازی عشق حقیقی سے مبدل کرتا ہوں۔ پس رحمت الٰہی اسکے حال پر متوجہ ہوئی۔ کہ لڑکی تو کیا اپنی جان و تن کی پرواہ نہ رہی اور روح مجرد ہو کر واصل ان الٰہی سے ہوگیا۔

عشق مجازی سے عشق حقیقی تک پہنچ گئی

اے سعید۔ جب کسی کو جمال حضرت الوہیت اسے نظر آنے لگے۔ تو دنیا کی اچھی چیزیں اسکی نظر میں بیقدر ہوجاتی ہیں۔ کیسے سے کیسا ہی دریا لہریں مارتا ہوا اور ابلتا ہوا چشمہ اور جھرتا ہوا جھرنا۔ جو اپنی چادر کو سونتک گرا رہا ہو اگرچہ خوش منظر ہو اور سرسبز دھانوں کا کھیت جو اپنی سبزی کے سبب سے آنکھوں میں کھبا جاتا ہو سب اسکی آنکھ میں حقیر ہو جاتا ہے۔ اور دنیا کے حسین سے حسین کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ سچ ہے۔ جو خالق کا ہوگیا اسے مخلوق سے کیا کام۔

روایت ہے۔ کہ ایک رات مجنوں تنہائی میں پروردگار عالم سے عرض کرنے لگا۔ خداوند تو نے لیلیٰ کی محبت میرے دل میں ڈالکر کیوں مجھے مجنوں کر دیا۔ اسی محبت کی وجہ سے میں نہایت درد و غم کھاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آیا۔ اے مجنوں اس محبت میں تجھے اسلئے مبتلا کیا۔ کہ تو اس محبت کی وجہ سے۔ جو رات کو جاگتا ہے اور یارب یارب کرتا ہے۔ مجھے یہ تیری گریہ وزاری اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ لیلیٰ کا کام نہیں ہے بلکہ میرا ہی کام ہے۔ کیونکہ لیلیٰ کے اندر جو کچھ خوبصورتی تجھے محسوس ہو رہی ہے۔ وہ بھی تو میری ہی دی ہوئی ہے ؎ کہ بچشمان دل مبین جز دوست ؛ ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست ؛ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو کچھ کہ لیلیٰ میں نظر آتا ہے وہ میرا ہی پرتو ہے ؎ گر بچشم دیدہ ہست رسا ؛ جلوۂ یار بیں ہر جا ؛ اور حافظ شیرازی کا شعر ہے ؎ حسن خویش از روے خوبان آشکارہ کردۂ ؛ پس زچشم عاشقاں خود را تماشا کردۂ ؛

نقل ہے۔ کہ جب نمرود نے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو منجنیق میں بٹھا کر آگ میں ڈالا۔ فرشتوں نے آہ و نالہ کر کے جناب باری میں عرض کیا کہ الٰہی دوست کو دشمن کے ہاتھ سے آگ میں جھونکتا ہے۔

ہم کو حکم کر کہ اسوقت تیرے دوست کی مدد کریں۔ خطاب ہوا کہ میرا دوست تمہاری مدد نہیں چاہتا۔
تم بمنزلہ دربان کے ہو۔ اور وہ میرا غلام خاص ہے۔ جو راز و اسرار کہ غلاموں سے کہے جاتے ہیں۔
دربانوں کو کیا خبر۔ فرشتے ادب سے چپ رہے۔ اور فرشتوں نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا۔ کہ ہم نے واسطے
مدد ابراہیمؑ کے جناب الہی سے اجازت چاہی۔ ہمکو حکم نہ ہوا۔ تم فرشتے مقرب اور خاص ہو۔ تم اجازت
مانگو۔ حضرت جبرئیل نے دعا کی۔ حکم ہوا کہ جاؤ اور میری قدرت کا تماشہ دیکھو حضرت جبرئیل آئے
اور ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں دیکھ کر رونے لگے۔ حضرت ابراہیمؑ نے انکو دیکھ کر ہنس دیا۔
جبرئیل نے کہا۔ السَّلام علیک یا خلیل اللّٰہ۔ انکو ذکر الہی سے فرصت جواب کی نہ تھی انگشت شہادت کو
آگ کی طرف اشارہ کیا۔ ہر شعلۂ آگ زبان فصیح سے جواب سلام کا کہنے لگا۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا اے
خلیل اللّٰہ میرے چھ سو پر ہیں۔ اور ہر ایک مشرق سے مغرب تک پہنچا ہے۔ اگر کہیے تو آپ کو آگ
سے نکال لوں۔ فرمایا۔ کہ تم میرے اور دوست کے درمیان دخل نہ دو۔ جبرئیل نے کہا کہ اگر مجھ سے
مدد لینا منظور نہیں ہے۔ تو جناب کبریا سے مدد مانگو۔ فرمایا کہ وہ خود حاضر و ناظر ہے۔ کہنے کی کیا
ضرورت ہے۔ حضرت جبرئیلؑ نے بہت اصرار کیا۔ تب آپ نے فرمایا کہ مدد کس لئے مانگو۔
جان ایک مستعار ہے۔ دل لگانا اسے حاصل ہے۔ اور نفس دشمن ہے۔ دشمن کے واسطے مدد مانگنا
کب روا ہے۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ آسمان دنیا پر جا کر تماشا دیکھو۔ میں اپنے دوست کی کیسے مدد
کرتا ہوں۔ اور کس طرح سے بچاتا ہوں۔ اور کیسا لباس سلامتی پہناتا ہوں۔ پس آگ کو حکم ہوا کہ خبردار
حرارت تیری میرے دوست کے بدن پر نہ پہنچے۔ اور لوہے کی بیڑی جلا دے۔ اور دوست کے بدن پر
اسکا اثر نہ پہنچے۔ گلزار ہو جائے آیۂ کریمہ۔ قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ۔ پھر
ہاتف غیبی نے آواز دی۔ اے خلیل اللّٰہ آگ کی طرف نگاہ کر آگ کیسی بہار دکھا رہی ہے۔

محرم

[1] وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ یعنے ان لوگوں کو مردہ نہ کہو۔ جو اللّٰہ کی راہ میں شہید ہوئے
ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم کو شعور نہیں تم نہیں سمجھتے۔

(ح) طُوْبٰی لِمَنْ مَاتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَطُوْبٰی لِمَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ یعنی بہت خوش نصیبی
کی بات ہے۔ جو اللّٰہ کی راہ میں مرا اور بڑی خوش نصیبی ہے۔ جو اللّٰہ کی راہ میں قتل ہوا۔ اے سعید شہدا
اپنے شرف بزرگی کے سبب سے زندہ ہیں۔ انکا دنیا میں بھی نام ہے اور اپنے رب کے پاس زندہ ہیں
اس کی فضیلت میں یہ حدیث ہے جس راوی عثمانؓ ہیں۔ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمِ فَمَنْ اَكْرَمَ اللّٰهُ
بِالْجَنَّةِ وَنَجَاةً مِّنَ النَّارِ۔ یعنی کہ محرم اللّٰہ کا مہینہ ہے۔ اسکی بزرگی کرو پس جس نے اسکی بزرگی
کی اللّٰہ تعالےٰ اسکو جنت میں بزرگ قدر کریگا۔ اور آتش دوزخ سے نجات پا دیگا۔

[1] ناظرین کو واضح ہو کہ اس رسالہ میں ہر بیان پہلے آیت قرآن اور پھر حدیث سے شروع کیا ہے۔ یہی التزام یہاں بھی رکھا گیا ہے اگرچہ حدیث کو بہت آگے کے مضمون سے ربط ہے۔

اے سعید اس مہینے کا اکرام یہ ہے کہ گناہ سے ہاتھ کھینچو یعنی خدا کی عبادت میں کمربستہ رہو۔ رات کو قیام کرو دن کو روزہ رکھو۔ اور پیغمبر صاحبؐ نے فرمایا ہے مَنْ صَامَ عَشَرَ اَیَّامٍ مِنْ اَوَّلِ الْمُحَرَّمِ فَكَاَنَّمَا عَبَدَ اللّٰهَ عَشَرَةَ اٰلَافِ سَنَةٍ قَامَ لَيَالِهَا وَصَامَ نَهَارَهَا - یعنے جس نے دس روزے محرم کے پہلے دہے کے رکھے اس کے لئے ایسا ثواب ہے۔ گویا اسنے دس ہزار برس ایسی خدا کی بندگی کی کہ دن کو روزہ رکھا۔ اور رات کو قیام کیا۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص یہ چاہیے کہ مجھ پر دوزخ کی آگ حرام کر دیجاوے اسکو چاہیے کہ محرم کے روزے رکھے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ روزہ اس ماہ کا پہلی تاریخ محرم ہے۔ اور دس تاریخ کا اور پچھلا۔ یعنے ۲۹ یا ۳۰ جو شخص یہ تین روزے رکھے اور راتوں کو جاگے تیس ہزار برس کی عبادت اسکے نامۂ اعمال میں لکھی جاویگی۔ پلصراط پر سے گذرنا آسان ہوگا۔ چہرہ اسکا قیامت کے دن مثل چودہویں رات کے چاند کے ہوگا۔ اللہ تعالےٰ نے اس مہینہ کو مقدم کر کے برگزید کیا ہے۔ اور پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے کہ ایک روزہ اس ماہ کا سال کی عبادت سے زیادہ ہے۔

اور فرمایا کہ جو محرم کی جمعہ کی رات عبادت کرے۔ گویا۔ اس نے شب قدر کو پایا۔

کتاب ریاض حسینی میں روایت حضرت عائشہ رضہ منقول ہے۔ کہ جو شخص پڑھے اول شب محرم میں آٹھ رکعت نماز اور ہر رکعت میں دس بار سورۂ اخلاص شفاعت ہوا سکی اور اسکے گھر والوں کی۔ اگرچہ واجب ہوئی ہو اُن پر آگ۔

اور کتاب الاوراد میں منقول ہے کہ جو کوئی اول روز محرم میں پڑھے۔ دو رکعت نفل اور بعد سلام کے ہاتھ اٹھا کر تین بار کہے۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ وَتَجَاوَزْ عَنِّیْ وَاحْفَظْنِیْ مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ - وہ تمام سال محفوظ رہے سب آفتوں سے۔

اور شیخ بہاء الدین نے لکھا ہے کہ جو کوئی محرم کی اول شب میں پڑھے چھ رکعت میں گیارہ بار سورۂ اخلاص۔ اور بعد ہر سلام کے کہے۔ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ تو ثواب عظیم پاوے۔ جو کوئی شب عاشورہ میں سو رکعت نماز ہر رکعت میں سورۂ اخلاص تین بار اور بعد فراغت کے ستر بار کلمۂ تمجید پڑھے گناہ اس کے بخشے جاویں۔ اگرچہ ریگ بیابان سے زیادہ ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا ہے۔ کہ جو شب عاشورہ میں قریب صبح کے چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں آیۃ الکرسی اور سورہ اخلاص تین تین بار اور بعد فراغت کے۔ سورہ اخلاص سو بار پڑھے۔ سب گناہ بخشے جاویں۔ اور بہشت میں نعمتیں بے انتہا حاصل ہوں۔ اور جو کوئی شب عاشورہ آٹھ رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں پچیس بار سورہ اخلاص اور بعد فراغت کے ستر بار درود شریف اور استغفار پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اسکے دل و زبان پر چشمے حکمت جاری فرماوے اور اسکی مغفرت کرے۔ اور جو دو رکعت نماز پڑھے۔ اور ہر رکعت میں پانچ بار سورۂ اخلاص اور بعد سلام

کے ستر بار کلمہ تمجید پڑھے اللہ تعالیٰ اسکی قبر کو نور سے معمور فرماوے قیامت تک۔ ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ جو کوئی عاشورہ کا روزہ رکھے۔ اسکو تمام کتب سماوی کے حرف کے بدلے نیکیاں ملیں۔ اور ہزار شہیدوں کا ثواب پاوے۔ اور یہ بھی آیا ہے۔ کہ جو کوئی عاشورہ کا روزہ رکھے خدا تعالیٰ اسکے پچھلے سال کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

اور جو کوئی عاشورہ کا روزہ رکھیگا وہ اپنے روزے قضا شدہ اور صدقہ فوت شدہ کو اس میں پاویگا۔ اور جو نیک کام کریگا وہ شب قدر کا ثواب پاویگا اور جو کوئی اسدن اپنے اعضا کو برائی سے بچاویگا۔ حق تعالیٰ اسکے جوارہ کو دوزخ سے بچاویگا۔ اور جو کوئی اسدن خدا تعالیٰ کے خوف سے روئیگا۔ تمام گناہوں سے پاک کیا جاویگا۔ اور عابدوں کی عبادت اسے نصیب کیجاویگی۔ اور جو شخص اپنے بھائی مسلمان سے مصافحہ کریگا۔ فرشتے اس سے مصافحہ کرینگے۔ اور جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی قدر کریگا۔ اس کے لئے قبر میں جنت کی کھڑکی کھولے گا۔

اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ صَامَ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ لَمْ تَمَسَّہُ النَّارُ اَبَدًا یعنے جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا۔ اسکو دوزخ کی آگ مس نہ کریگی۔ اور جو کوئی عاشورہ کے دن چار رکعت نماز ادا کرے۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پچاس بار پڑھے۔ حق تعالیٰ اسکے پچاس سال کے گناہ معاف کرے۔

اور پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے۔ جو کوئی دس آیتیں قرآن کی اسدن تلاوت کرے تمام سال قرآن خوانی کا ثواب پاوے۔ اور اسروز ہر نیکی کا ثواب ہزار نیکیوں کے برابر ملیگا۔ اور جو کوئی اسروز غسل کرے ہر قطرہ پانی کے بدلے ایک سال کی عبادت کا ثواب پاوے۔ اور گناہ سے ایسا پاک ہو کہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ اور خدا تعالیٰ تمام زحمتوں سے محفوظ رکھے۔

اور جو کوئی اسروز چار رکعت پڑھے۔ اور بعد فاتحہ کے سورہ اخلاص پندرہ بار پڑھے۔ اور اسکا ثواب حضرت حسین رضی اللہ عنہا کی روح طیبہ کو پہنچاوے۔ قیامت کو آپ اسکی شفاعت کرینگے۔

حدیث کا ترجمہ ہے۔ کہ جو کوئی عاشورہ کے دن یتیم کے سر پر ہاتھ پھیریگا ہر بال کے عوض اسکے لئے جنت میں ایکدرجہ بڑھایا جاویگا۔ اور ہاتھ پھیرنا پیار سے مراد ہے۔ اور پیار کرکے کچھہ دیا بھی جاوے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جو کوئی عاشورہ کے دن یتیم کے سر کو چرب کرے۔ تیل ڈالے اللہ تعالیٰ اسکو گناہوں سے بچاوے۔ اور جو شخص عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال میں کھانے کی فراخی کریگا۔ اور خدا تعالیٰ تمام سال اسکے گھر میں رزق کی فراخی کریگا۔ اور جو ایسی فراخی کرے کہ اپنے ہمسائے کے لوگوں کو بھی اور فقیروں کو بھی دے حق تعالیٰ قیامت کے دن پیاس سے بچاویگا۔ اور اس دن پیاس سے زیادہ کچھہ تکلیف نہ ہوگی۔

اور جو شخص عاشورہ کے دن یتیم کے ہاتھ میں کچھ دیوے وہ اپنے مرتے وقت بہشت کی بشارت پاوے۔ اور جو شخص دو دشمنوں میں صلح کرے گا۔ حق تعالیٰ اسکے لئے جنت کو واجب کریگا۔
حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی عاشورہ کے دن مسلمانوں کے گورستانوں کی زیارت کرے گا۔ حق تعالیٰ اسپر پلصراط سے گذرنا آسان کریگا۔ کچھ کھانا پکوا کر اسکا ثواب حسین اور شہدا۔ کی ارواح طیبہ کو پہنچاوے۔ تاکہ وہ قیامت کے دن شفاعت کریں۔ بعضے یہ بھی کہتے ہیں کہ امراطرح بطرح کے کھانے پکوا کر تقسیم کرتے تھے۔ اور فقرا ست بخاسات طرح کا غلہ پکاتے تھے یہی سنت بنائی ہیں۔ جو کہ کھچڑا پکاتے ہیں۔ کیونکہ حضرت کی رغبت فقرا کی طرف تھی۔ غرض اسدن جو کچھ آئے خیرات کرے۔ اور روزہ رکھے۔ اور کلمہ کلام ٹرے بیبیوں۔ بیواؤں اور یتیم بچوں کو دیوے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اور جو شخص اس دعا کو محرم کی ابتدائی تاریخوں میں پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ اس شخص نے اپنی بقیہ عمر میں مجھسے امن حاصل کرلیا۔ اور خدا تعالےٰ اس بندے کی حفاظت کے لئے دو فرشتہ مقرر کرتا ہے۔ جو اس بندے کی شیطان اور اسکے اعوان سے حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْاَبَدُ یٰحَیُّ الْقَدِیْمُ الْاَوَّلُ وَ عَلٰی فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ وَکَرَمِ جُوْدِکَ الْمُعَوَّلُ وَھٰذَا عَامٌ جَدِیْدٌ قَدْ اَقْبَلَ نَسْاَلُکَ الْعِصْمَۃَ فِیْہِ مِنَ الشَّیْطَانِ وَاَوْلِیَائِہٖ وَالْعَوْنَ عَلٰی ھٰذِہِ النَّفْسِ الْاَمَّارَۃِ بِالسُّوْٓءِ وَالْاِشْتِغَالِ بِمَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ زُلْفٰی یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ؛ جو اس دعا کو تین مرتبہ آخری ذالحجہ یا شروع محرم میں پڑھتا ہے تو شیطان اس سے مایوس ہو کر کہتا ہے میرے ایک سال کی محنت۔ اس شخص نے ایک گھڑی برباد کردی یہ دونوں دعائیں رسالہ نفحات نبویہ سے نقل کی ہیں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ مَا عَمِلْتُ فِی السَّنَۃِ مِمَّا نَھَیْتَنِیْ عَنْہُ وَلَمْ تَرْضَہٗ وَنَسِیْتُہٗ وَلَمْ تَنْسَہٗ وَحَلُمْتَ عَلَیَّ بَعْدَ قُدْرَتِکَ عَلٰی عُقُوْبَتِیْ وَدَعَوْتَنِیْ اِلَی التَّوْبَۃِ مِنْ بَعْدِ جُرْاَتِیْ عَلٰی مَعْصِیَتِکَ فَاِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ فَاغْفِرْ لِیْ وَمَا عَمِلْتُ فِیْھَا مِمَّا تَرْضَاہُ وَوَعَدْتَنِیْ عَلَیْہِ الثَّوَابَ فَاَسْاَلُکَ اَنْ تَتَقَبَّلَہٗ مِنِّیْ وَلَا تَقْطَعْ رَجَائِیْ مِنْکَ یَا کَرِیْمُ ؛

تمہید شہادت جاننا چاہیئے کہ جو کمالات اور خوبیاں جدا جدا کل انبیا علیہم السّلام میں تھیں وہ سب ہمارے پیغمبر صاحب میں موجود تھیں ؎ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔ اور کسی نے یہ بیت لکھی ہے ؎ جدا جدا جو کمالات انبیا میں تھے ؛ وہ جد شاہ شہیدان کربلا میں تھے ؛ مگر ایک کمال شہادت آپ میں باقی رہ گیا تھا۔ اور اس کے حاصل نہ ہونے میں یہ مصلحت تھی کہ اگر آنحضرت بنفس نفیس شہید ہوتے۔ تو شوکت اسلام جاتی رہتی اور عوام کے نزدیک دین میں وقعت نہ رہتی۔ یا اگر جسطرح بعضے خلفا شہید ہوے تھے۔ پوشیدہ شہید ہوتے

تو وہ شہادت کامل نہ تھی۔ کیونکہ شہادت کاملہ یہ ہے کہ آدمی مارا جائے مسافرت و مشقت میں اور اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹی جائیں اور اسکی آنکھوں کے سامنے عزیز و اقارب یار دوست سب قتل کیے جائیں۔ اور مال و اسباب اسکا لوٹا جائے۔ اور بیبیاں اور یتیم بچے قید میں گرفتار ہوں۔ اور یہ سب مصیبتیں اللہ ہی کے واسطے ہوں۔ کچھ دنیا کا لگاؤ نہ ہو۔ پس حکمت الٰہی نے خواہش کی کہ یہ بڑا کمال بھی بعد وفات رسول اللہ و انقضائے ایام خلافت کے ذریعہ آپ کو حاصل ہو جائے اور جسکو آپ بمنزلہ بیٹوں کے سمجھتے ہوں۔ تاکہ ملجائے انکا حال حضرت کے حال میں۔ اور داخل ہو انکا کمال حضرت کے کمال میں۔ چنانچہ گذرنے ایام خلافت کے عنایت الٰہی متوجہ ہوئی۔ اس کمال کے الحاق یہانتک کہ نائب بنایا حضرت حسنین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور دونوں کو آئینے بنائے پر تو کمال محمدی کے تاکمال شہادت کا ان رسول نما آئینوں میں مشاہدہ ہو۔ اور چونکہ شہادت کی دو قسمیں ہیں شہادت پوشیدہ اور شہادت ظاہرہ۔ لہذا دونوں شہادتیں تقسیم ہوئی ہیں دونوں صاحبزادوں یعنے۔ مخصوص ہوئی شہادت پوشیدہ بڑے صاحبزادے حسن مجتبیٰ پر اور شہادت ظاہرہ مخصوص ہوئی چھوٹے صاحبزادے امام حسین سید شہداء کے لیئے۔ پس اول قسم شہادت پوشیدہ چونکہ امر مخفی تھا نہ قبل از وقت اسکا مذکور وحی میں ہوا۔ اور کسی طرح یہانتک کہ بعد وقوع شہادت بھی شبہ رہا کیونکہ یہ حرکت ایک حرم خاص سے واقع ہوئی تھی۔ جو علائق محبت سے سمجھی جاتی تھی نہ عداوت سے۔ اسیواسطے کہ اس شہادت کی بنا پوشیدگی پر تھی۔ رسول اللہ نے اور حضرت علی رضؓ نے اسکی خبر دی تھی۔ اور نہ کسی دوسرے نے۔ لیکن قسم دوسری شہادت کی شہرت پر مبنی تھی۔ اس لئے قبل واقعہ بذریعہ وحی اسکا مذکور ہوا۔ اور مقام شہادت کا پتہ اور نام معلوم ہوا۔ یعنی ابتدائے ۱ھ؁ و انتہائے ۶۱ھ؁ پھر اس کا شہرہ بہت ہوا۔ اور حضرت امیر المومنین علی رضؓ نے سفر صفین میں برملا اسکا ذکر کیا۔ بعد واقعہ بھی کثرت سے شہرہ ہوا۔ چنانچہ مٹی خون ہو گئی اور آسمان سے خون برسا۔ اور آواز غیبی سے یعنی اذکار تاسف اور حسرت کے سنے گئے اور جنات روئے۔ اور امام کی لاش مبارک گرد نگہبانی کے واسطے درندے جانور پھر لیئے اور قاتلوں کے نتھنوں میں سانپ گھسے۔ علی ہذا القیاس اور بھی شہرت کے اسباب تھے۔

بیان شہادت صغرہ یعنی جناب امام حسن علیہ السلام۔ؔ[1] یہ واقعہ اس طرح سے ہوا کہ آپکی حرم جعدہ بنت اشعث بن قیس نے باغوائے یزید شقی بن معاویہ آپکو زہر دیا اور یزید پلید نے۔ اس حرکت نامعقول پر اس عورت سے نکاح کا وعدہ کیا تھا۔ اسیوجہ سے وہ مرتکب اس فعل ناشائستہ کی ہوئی۔ پھر زہر دینے کے بعد امام حسن چالیس دن بیمار رہے۔ بعد اسکے آپ نے انتقال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

[1] چونکہ ماہ محرم میں واقعہ شہادت کا واقع ہوا تھا۔ ماہ محرم کے بیان میں مختصر طور سے لکھ دیا گیا ہے۔

پھر اس فعل بد کی مرتکب نے یزید کو حسب وعدہ پیغام بھیجا۔ کہ ایفائے عہد کرے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ میں راضی نہ تھا۔ اسبات پر کہ تو امام حسن کے پاس رہے۔ اب بھلا اپنی جان کے واسطے کیونکر راضی ہونگا۔ پس وہ کمبخت ان لوگوں میں شمار ہوئی جو خسر الدنیا والآخرہ میں شمار کیئے جاتے ہیں۔ یعنی دین و دنیا دونوں خراب کیئے۔

روایت ہے کہ حضرت امام حسن کی علالت میں بباعث تیزی زہر کے آپ کا جگر اور آنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اسہال لینے دستوں کے ساتھ نکلتے تھے۔ اور قریب سفر آخرت امام حسین نے دریافت کیا۔ کہ اے برادر معظم آپ کے پاس آب کون تھا۔ جس نے یہ حرکت کی۔ آپنے فرمایا کیا تم قصاص لینا چاہتے ہو۔ امام حسین نے جواب دیا کہ ہاں۔ فرمایا کہ اگر وہی ہے جو میرا قاتل جس پر میرا گمان ہے تو اللہ سخت بدلہ لینے والا انتقام لینے والا ہے۔ اور اگر وہ قاتل نہیں ہے۔ جس پر مجھے شک ہے تو میں نہیں چاہتا کہ تم بے گناہ کو میرے واسطے مارو۔ اور آپنے فرمایا مجھ کو بہت بار زہر دیا گیا۔ لیکن ایسا سخت کبھی نہ تھا۔ لکھا کہ اسوقت آپکی عمر شریف کچھ دن کم سات سینتالیس برس کی تھی۔ اور پیدائش آپکی بموجب روایت صحیح ہے کہ پندرھویں شعبان ۳ھ میں ہوئی۔ اور بعض روایت میں ہے کہ آپ رمضان المبارک میں پیدا ہوئے تھے۔

بیان شہادت کبریٰ یعنی امام حسین علیہ السلام

روایت ہو کہ ۶۰ھ میں جب یزید پلید شہر دمشق کا مالک اور بادشاہ ہوا تو اسنے بیعت کے واسطے۔ سب ملکوں میں نامے لکھے۔ اور ولید بن عقبہ حاکم مدینہ کو لکھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے بیعت لے۔ امام حسین نے بسبب اسکے کہ یزید مرد فاسق و فاجر و شرابی تھا۔ اسکی بیعت سے انکار کیا۔ تاکہ دین میں خرابی نہ پیدا ہو۔ اور چوتھی تاریخ ماہ شعبان کو مدینہ طیبہ سے بجانب مکہ کوچ فرمایا۔ جب یہ خبر کوفے میں پہنچی تو وہاں کے چند گروہوں نے بالاتفاق حضرت امام حسین علیہ السلام کو بمبالغہ تمام الکلام لکھا۔ کہ آپ تشریف لاکر ہمارے یہاں ٹھیریں۔ ہم آپکی مدد کو جان و دل سے حاضر ہیں۔ اسی مضمون کے پے در پے ڈیڑھ سو خط آپکے نام آئے۔ اسپر امام عالی مقام نے اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو کوفے کی طرف روانہ کیا۔ اور سبھونکو انکی موافقت کے لئے لکھا امام مسلم کوفہ میں پہنچے۔ مختار بن عبید کے یہاں مقیم ہوئے۔ اسوقت حضرت مسلم کے ہاتھ پر حضرت امام حسین کی بیعت بارہ ہزار آدمیوں سے زیادہ نے کی۔ جب یہ خبر مشتہر ہوئی۔ نعمان بن بشیر صحابی نے جو کوفے کے حاکم تھے۔ یہ حال سنکر لوگونکو ڈرایا۔ اس بیعت سے دھمکایا۔ اور حقیقتاً کسی سے تعرض نہ کیا۔ مگر جب یہ خبر آنے مسلم و بیعت امام و غفلت نعمان کی یزید پلید کو پہنچائی تو یزید نے نعمان کو موقوف کر کے۔ اسکی جگہ عبید اللہ بن زیاد و اسپنے بصرہ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔

عبید اللہ بن زیاد حجازیوں کے لباس میں بصرہ سے کوفہ کو جنگل کیطرف سے راتکے وقت کوفہ پہنچا۔ اور اپنے تئیں امام حسین مشہور رکیا۔ چونکہ اندھیری رات تھی کوفیوں نے اسے امام حسین جانا۔ اور سلام کرکے اسکے آگے چلے۔ اور سب کہتے تھے۔ کہ خوب آئے آپ۔ اے فرزند رسول اللہ تبارک ہو آپ کا تشریف لانا۔ وہ مردود خاموش رہا۔ تاکہ کوئی پہچان نہ سکے جتیٰ کہ دار العمارت میں داخل ہوگیا۔ جب صبح ہوئی تو ابن زیاد نے لوگونکو جمع کیا۔ اور انکے روبرو اپنی حکومت کی سند پڑھکر یزید کی مخالفت سے سبکو ڈرایا اور بہت دھمکایا۔ یہانتک کہ مسلم بن عقیل کی جماعت میں حیلے اور تدبیر سے تفرقہ ڈالا۔ پس مسلم ہانی بن عروہ کے مکان میں چھپ رہے۔ عبید اللہ نے محمد بن اشعث کو تھوڑی سی فوج کے ساتھ۔ ہانی کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا۔ روسائے کوفہ کو ایک محل میں قید کیا۔ جب یہ خبر مسلم کو معلوم ہوئی تو انہوں نے اپنے گروہ کو پکارا۔ اور انکے بلانے پر چالیس ہزار آدمی جمع ہوگئے۔ اور سبھوں نے اس محل کو جہیں کوفے کے رئیس قید تھے گھیر لیا۔ تب عبید اللہ بن زیاد نے مقید رئیسوں کو حکم دیا کہ اپنے لوگونکو سمجھائیں۔ اور مسلم کی رفاقت سے منحرف کریں چنانچہ انکے سمجھانے سے۔ منافقین متفرق ہوگئے۔

منقول ہے کہ جب حضرت مسلم نے کوفہ کی مسجد میں فرض مغرب کی نیت باندھی تو آپکے ساتھ پانسو آدمی تھے اور جب سلام پھیرا۔ ایک بھی ان میں سے موجود نہ تھا۔ حضرت مسلم اکیلے رہ گئے تو جائے امن کی تلاش میں ہوئے۔ جتیٰ کہ ایک عورت کے گھر پر انکا گذر ہوا جسکا نام طوعہ تھا۔ پیاس کی شدت میں آپ نے اس سے پانی مانگا۔ اس ضعیفہ نے پانی پلایا۔ اور سعادت جان کر اپنے گھر میں ٹھیرایا۔ قضائے کار اس کے کمبخت بیٹے نے محمد بن اشعث کو خبر دی۔ اور اسنے عبید اللہ بن زیاد سے یہ حال کہا۔ پس اسنے عمر بن حریث کو توال کوفہ اور محمد بن اشعث کو۔ حضرت مسلم کے گرفتار کرنے کے واسطے بھیجا۔ انہوں نے جاکر طوعہ کا گھر گھیر لیا۔ اور چاہا کہ جناب مسلم کو گرفتار کرلیں۔ اسوقت حضرت مسلم گھر سے باہر نکل آئے۔ اور ضرب شمشیر سے اکثر کو زخمی کیا۔ اور بعضونکو جہنم پہنچایا۔ ابن اشعث نے دیکھا۔ کہ بنی ہاشم سے مقابلہ دشوار ہے حضرت مسلم کو امان دیکر انکو مع دونوں صاحبزادوں کے۔ ابن زیاد کے پاس لے گیا۔ اس شقی نے ملاقات سے پہلے سپاہیونکو حکم دیرکھا تھا۔ کہ جب مسلم دروازے میں داخل ہوں۔ انکا سر کاٹ لینا۔ چنانچہ دروازے کے دونوں طرف لوگ تلوار کھینچے ہوئے کھڑے ہوئے تھے۔ کہ حضرت مسلم۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ۔ پڑھتے ہوئے آئے دروازے میں قدم رکھا تھا۔ کہ معًا ان لعینونکے ہاتھ سے جام شہادت نوش فرمایا۔ بعدہٗ محمد و ابراہیم آپکے صاحبزادونکو شہید کیا۔ اور ہانی کو سولی دی۔ اور ان کے سرونکو نیزوں پر رکھ کر دربدر کوفے میں پھرایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ واقعہ تیسری ذی الحجہ ۶۰ھ میں ہوا۔

روایت ہو کہ جسدن کوفے میں حضرت مسلم شہید ہوئے۔ اسیدن تیسری ذی الحجہ کو جناب امام حسین علیہ السلام

مکے سے کوفہ کیطرف روانہ ہوئے۔ اور اس سے پہلے حضرت مسلم نے جناب امام حسین کو بتاکید لکھ بھیجا تھا
کہ یہاں سب لوگ قدم میمنت لزوم حضور کے منتظر ہیں۔ جلد تشریف لائیے۔ اسی بنا پر آپ روانہ ہو گئے
ہر چند اصحاب آپکو منع کرتے رہے۔ مگر یہ نہیں جانتے تھے۔ کہ اسی سفر میں جام شہادت نوش فرمائینگے
روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بیاسی آدمیوں کے ہمراہ کوچ فرمایا۔ ناگاہ رستہ میں خبر شہادت
مسلم سمع مبارک میں پہنچی۔ آپنے اپنے بھائی کا یہ واقعہ سنکر سخت افسوس کیا۔ اور قصد فرمایا۔ کہ اسی
مقام سے واپس ہوں۔ مگر حضرت مسلم کے وارث بھائیوں نے جب یہ ماجرا سنا تو کہا واللہ ہم نہیں
پھر سکتے جبتک مسلم کا بدلہ نہ لیں۔ یا مارے نہ جائیں یہ سنکر امام علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ پھر تمہارے بعد ہماری
زندگی میں کچھ لطف نہیں۔ یہ فرماکر عراق کیطرف چلے۔ جب کوفہ دو منزل رہ گیا۔ تو حر بن یزید ریاحی مع ہزار
سوار بن زیاد کے آکر مقابل ہوا۔ اور عرض کی۔ کہ امام مجھکو ابن زیاد نے آپکے پاس بھیجا ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ
اسکے پاس آپکو لے چلوں۔ واللہ میں مجبور ہوں۔ کہ آپکو چھوڑ نہیں سکتا۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اپنی خوشی
سے اسطرف نہیں آیا۔ بلکہ باشندگان کوفہ کے بہت سے خط میری طلب میں آئے ہیں۔ پس اگر تم اپنی بیعت
اقرار پر قائم رہو تو میں کوفہ چلوں۔ حر نے کہا قسم ہے خدا کی مجھے ان خطوط اور پیغاموں کی مطلق خبر نہیں۔ اور نہ
میں آپ کو بغیر لے چلے پھر سکتا ہوں۔ اسواسطے کہ عبید اللہ بن زیاد کی آپکے اسیر کر لانے کی تاکید شدید ہے
غرض دیر تک اس میں گفتگو رہی۔ آخر امام علیہ السلام کھفے کی راہ سے ٹڑکر دوسری تاریخ محرم ۶۱ھ کو
ارض کربلا میں پہنچکر قیام فرما ہوئے۔ اور حر بھی معہ اپنے لشکر کے روبرو قیام پذیر ہوا۔
ترجمہ طبری وغیرہ میں لکھا ہے کہ جب امام علیہ السلام کربلا میں پہنچے۔ حر نے بطریق خیر خواہی عرض کی کہ عبید اللہ
بن زیاد کی فوجیں متواتر پہنچتی جاتی ہیں۔ آپ شباشب کہیں تشریف لے جائیں۔ چنانچہ حضرت امام حسین
علیہ السلام نے کوچ کر کے تمام شب قطع مسافت کی۔ دریافت فرمایا تو وہی زمین کربلا موجود تھی۔
بعض روایتوں میں ہے کہ اسیطرح سات رات برابر اتفاق ہوا۔ آخر کو یہ نوبت ہوئی کہ اونٹوں کو مارتے تھے
اور وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتے تھے۔ اور جہاں میخ گاڑتے تھے۔ یا درخت سے لکڑی توڑتے تھے خون تازہ
جاری ہو جاتا تھا۔ تب فرمایا۔ کہ معلوم ہوا کہ جگہ وعدے کی اور شہید ہمارا یہی ہے۔ اسی راتکو آپنے
خواب دیکھا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کی جماعت کے ساتھ تشریف لاتے ہیں
کہ اے حسین بیٹے معلوم ہے کہ دشمن تیرے قتل کے درپے ہیں۔ یہ لوگ قیامت کو شفاعت سے
محروم رہینگے۔ اور قریب ہے کہ تجھے درجہ شہادت نصیب ہو۔ فردوس تیرے لئے آراستہ ہے
اور والدین تیرے منتظر ہیں۔ اسکے بعد آپ نے امام کے سینہ پر ہاتھ رکھا۔ اور فرمایا کہ۔ اللّٰھم
اعط الحسین صبراً واجراً۔ یعنے۔ یا خدا یا حسین کو صبر اور اجر دونوں عطا فرما۔ روایت ہے کہ
ابن زیاد نے [illegible] امام [illegible] کو بھیجا۔ کہ آپ یزید کی بیعت کر لیجئے۔ آپ نے اس خط کو۔

پڑھ کر ہاتھ سے ڈال دیا۔ اور فرمایا۔ مَالَهٗ عِنْدِیْ جَوَابٌ۔ یعنے میرے پاس اسکا کچھ جواب نہیں
قاصد نے جب جاکر ابن زیاد سے یہ حال بیان کیا تو وہ مردود فرط غضب سے بھڑک اٹھا۔ اور فوجیں تیار
کر کے انکا سپہ سالار عمر بن سعید کو بنایا۔ عمر بن سعید ملک رے کا حاکم تھا۔ اسنے اس خدمت سے فی الجملہ پہلو
تہی کی۔ تو ابن زیاد نے کہا کہ یا تو لڑنے کو جا۔ یا حکومت رے سے دست بردار ہو کے گھر میں بیٹھ رہ۔ اس
بدبخت ازلی نے حکومت رے کی اختیار کی۔ اور امام علیہ السلام سے لڑنے کو فوج لیکر داخل کربلا ہوا۔
اور ابن زیاد بے تعداد فوجیں بھیجتا گیا۔ یہانتک کہ عمر بن سعد کے پاس بائیس ہزار سوار و پیادے جمع ہو گئے
ابن سعد نے مع لشکر کربلا میں پہنچکر فرات کے سامنے ڈیرہ کیا۔ اور امام حسین علیہ السلام کے لشکر کو پانی پی
نے سے مانع ہوا۔ یہانتک کہ پیاس کی شدت سے اہل بیت اطہار پر عرصہ زندگانی کا تنگ ہوا۔ اسوقت
یزید ہمدانی امام صاحب سے اجازت لیکر عمر بن سعد کے پاس گیا۔ کہ وائے اس اسلام پر کہ کتے اور سور تو
فرات کا پانی پئیں اور زن و فرزند اہل بیت ساقی کوثر کو اس سے مانع آئے۔ اور انکے قتل پر کمر باندھے
ابن سعد نے کہا کہ یہ سچ ہے۔ مگر حکومت رے کی مجھ سے چھوڑی نہیں جاتی۔ الحق سچ ہے ؎ گلیم بخت
کسی را کہ بافتند سیاہ ۔ بآب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد ۔ کہتے ہیں کہ جب شدت تشنگی سے کسیکو بات
کرنے کی طاقت نہ رہی۔ اور اہلبیت کا حال غیر ہوا تو۔ امام نے حضرت عباس علیہ السلام کو پانی لانے کے
واسطے بھیجا۔ لیکن یزیدیوں نے پانی نہ دیا۔ اور حضرت عباس کو زخمی کیا۔ عمر سعد کے ساتھی اکثر وہی تھے
جنہوں نے خطوط بھیجے تھے۔ اور امام مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ جب لشکر عمر بن سعد نے امام کے خیمے میں
پانی نہ جانے دیا۔ تب آپ نے اسکو لکھا۔ کہ تین کام میں ایک کام کر۔ یا مجھے چھوڑ دے۔ یا یزید کے پاس
بھیجدے۔ یا مکہ پہنچا دے۔ ابن سعد نے یہ باتیں ابن زیاد کو لکھ بھیجیں۔ اس کمبخت نے ابن سعد کو دھمکایا
لکھا کہ اگر امام حسین بیعت یزید کی کریں تو بہتر ہے ورنہ تو بے توقف قتل کر ڈال کیونکہ میں نے تجھے لڑنے
کو بھیجا ہے۔ نہ صلح کرنے کو۔ اور اگر تو نے ذرا بھی سستی کی تو اپنی جگہ دوسرے کو پہنچا ہوا جان۔
ابن سعد نے یہ خط دیکھتے ہی اپنے لشکر کو طیار کیا۔ اور امام علیہ السلام سے کہلا بھیجا۔ کہ میں نے ترحم
چاہا۔ مگر آپ نے یزید کی بیعت نہ کی۔ آپ لڑائی کے لئے آمادہ ہو جیئے۔ جب امام علیہ السلام کو
یقین ہو گیا۔ کہ یہ لوگ بغیر لڑے نہیں رہینگے۔ تو آپنے اصحاب کو حکم دیا۔ کہ لشکر کے گرد ایک خندق
کھودی جائے۔ پس وہ خندق تیار ہوئی۔ اس میں ایک دروازہ آمد و رفت کے لئے رکھا گیا۔ اور
خندق میں آگ لگا دی۔ تاکہ کوئی شقی وہانتک نہ جا سکے۔ الغرض دسویں محرم الحرام کو۔ علی الصباح
آپنے نماز صبح ادا کی۔ ادہر ابن سعد نے لشکر تیار کیا۔ ادھر سید الشہدا نماز پڑھکر فارغ ہوئے۔ اور
بے قصوری اپنی بیان فرمائی۔ پھر سبب مقابلہ کا پوچھا۔ جب کسی سے سوائے سرکشی کے کچھ
جواب نہ ملا۔ ناچار مقابلہ کا ارادہ کیا۔ اسوقت سب اعزہ اور رفقا نے عرض کیا کہ یا امام۔ جبتک ہم ہیں

سے ایک بھی ہے۔ آپکو مقابلہ کے لئے نہ جانے دینگے۔ پس ایک ایک نے نکلکر مقابلہ کرنا شروع کیا۔ اور فوج اشقیا سے جو مقابل آیا۔ اسکو تہ تیغ کیا۔ ان مردوں نے دیکھا کہ یہ سب جان نثار کرنے پر آمادہ ہیں ایک پر دس دس ملعون تیر برسانے لگے۔ یہانتک کہ امام کے لشکر سے جو جاتا تھا۔ زندہ پھر کر نہیں آتا تھا۔ جب یہ نوبت پہنچی کہ پچاس آدمیوں سے زیادہ شہید ہو چکے۔ تب امام حسین نے ازراہ قطع محبت کے کہا۔ کہ کوئی ایسا ہو کہ خدا کے واسطے ہماری مدد کو پہنچے۔ یہ آپکا فرمانا۔ ازراہ بزدلی کے نہ تھا۔ بلکہ اسواسطے تھا کہ کون ان اشقیا میں سے سعید بننا چاہتا ہے۔ ہماری مدد کرے۔ اور کہا کہ کوئی ایسا ہے کہ خدا کے لئے حرم رسول اللہ کو بچالے۔ یہ فرمانا اسوجہ سے تھا کہ دعوی اسلام کا کرتے ہیں۔ پس تاگہاں حر بن یزید ریاحی جنکا ذکر آگے ہو چکا ہے گھوڑا بڑھا کر امام علیہ السلام کے آگے آئے۔ اور عرض کیا۔ کہ اے فرزند رسول اللہ سب سے پہلے میں ہی آپ سے لڑنے نکلا تھا۔ اور اسوقت آپکے حضور میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ مخالفین اور آپکے اعداء کا مقابلہ کرکے۔ اپنی جان آپ پر تصدق کروں۔ شاید اس جان نثاری سے۔ آپکے جد امجد کی شفاعت روز قیامت مجھے نصیب ہو۔ یہ کہکر لشکر اشقیا پر حملہ کیا۔ اور خوب بہادری سے لڑکر آخر کار گروہ بے دین کے ہاتھ سے مع اپنے بھائی اور بیٹے اور غلام کے شہید ہوا۔ سبحان اللہ۔ عنایت ایزدی نے حر کو چاہ ذلالت سے نکالکر بطفیل رفاقت امام حسین علیہ السلام اوج عزت پر پہنچایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

روایت ہے کہ جب سب عزہ و رفقا آپکے یہانتک کہ صاحبزادے۔ اور بھائی بھی شہید ہو چکے اور آپ تنہا رہ گئے۔ خود اعداء کے مقابلہ میں آئے۔ اور شمشیر برہنہ لے کر یہانتک اشقیا بے دین کو قتل کیا۔ کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ تب نابکاروں نے۔ اس نونہال گلشن مصطفوی پر تیر و نیزہ برسانا شروع کیا۔ اور آپ کا جسم اطہر زخموں سے چور ہو گیا۔ شمر ذی الجوشن سکونی جہنمی نے خیمۂ اطہر کیطرف بڑھنے کا قصد کیا۔ یہ دیکھ امام علیہ السلام نے للکارا۔ کہ برا ہو تمہارا۔ گروہ شیاطین میں تم سے لڑتا ہوں بیبیاں تو نہیں لڑتیں۔ تم کو گھر والوں سے کیا کام یہ سنکر شمر نے لوگوں کو منع کیا۔ اور کہا کہ انہی سے سمجھ لو۔ پس ظالموں نے نرغا کیا۔ امام تنہا مظلوم پر تیر اور نیزے لیکر حتی کہ ایک شقی کا تیر تالوے مبارک سے پار ہو گیا۔ اور امام علیہ السلام گھوڑے سے گر پڑے۔ اس حال میں شمر نامرد نے چہرۂ انور پر تلوار ماری۔ اور سنان بن انس نخعی نے نیزہ مارا۔ اگرچہ امام علیہ السلام کے قتل میں بہت سے کفار شریک تھے۔ لیکن پرواز روح اقدس کا شمر کی تلوار سے اور سنان کے نیزہ سے ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

روایت ہے کہ بعد شہادت خورشید امامت کے سر مبارک کو تن اقدس سے خولی پر یزید پلید نے جدا کیا۔ اور خسر الدنیا والآخرۃ ہوا۔ روایت ہے کہ بعد شہادت کے اشقیہ خیمۂ اہل بیت میں

داخل ہوئے اور سب بیبیوں اور بارہ لڑکوں کو کہ بنی ہاشم سے تھے قید کرلیا۔ بعد اس کے ابن سعد بدنہاد اور شمر بد اختر کے حکم سے امام علیہ السّلام کی نعش اطہر گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندی گئی۔ اور سر مبارک بشیر بن مالک و خولی بن یزید کے ساتھ ابن زیاد کے پاس روانہ ہوا۔

روایت ہے کہ جب اشقیا نے خیمہ اطہر لوٹ لیا۔ تو شمر کی نظر امام زین العابدین بیمار پر پڑی اور چاہا کہ انھیں بھی شہید کرے۔ کہ ایک شخص نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا کہ اے ناشدنی کافر کے لڑکے کو بھی نہیں مارتے ہیں۔ اور یہ مسلمان اور بیمار ہیں۔ شمر نے کہا۔ کہ ابن زیاد کا حکم ہے کہ کوئی لڑکا آل عبا کا باقی نہ رہے۔ اُسنے کہا کہ تو سب کو ابن زیاد کے پاس بھیجدے۔ وہ جو چاہے گا کریگا۔ غرضکہ شمر نے بیبیوں کو بے پردہ اونٹوں پر سوار کیا۔ اور امام سجّاد کو ایک ونٹ پر ڈالکر کوفے کو روانہ کیا۔ اور دس کے جو لوگ مارے گئے تھے۔ انکو دفن کیا۔ لیکن شہدا کی نعشیں تین دن تک ویسی ہی پڑی رہیں۔ تیسرے دن موضع غاضر کے لوگوں نے امام کے جسد اطہر کو ایک قبر میں دفن کیا۔ اور باقی گنج شہدا کو ایک اور جگہ۔

اسمار گرامی جو کہ اقارب و اعزہ۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ درجۂ شہادت کو پہنچے۔

۵) بیٹے حضرت علی مرتضیٰ کے۔ جنکے نام یہ ہیں۔ عثمانؓ۔ عباسؓ۔ محمدؓ۔ عبداللہؓ۔ جعفرؓ
۴) بیٹے حضرت امام علیہ السّلام کے جنکے نام یہ ہیں۔ قاسمؓ۔ عبداللہؓ۔ عمرؓ۔ ابوبکرؓ۔
۲) بیٹے حضرت امام حسین علیہ السلام کے جنکے نام یہ ہیں۔ علی اکبرؓ۔ عبداللہ یعنی علی اصغر۔
۲) بیٹے جعفر طیار کے۔ عبداللہ اور عبدالرحمٰن۔
۳) بیٹے عقیل بن ابی طالب کے جن کا نام حضرت مسلم۔ جو حضرت امام حسینؓ کے کربلا میں تشریف لانے سے پیشتر شہید ہوئے۔ مع دونوں صاحبزادوں کے۔ اور ایک کا نام ابراہیم۔
۱۔ سید الشہدا حسین رضی اللہ عنہ۔

مرثیہ شہادت امام حسین علیہ السّلام۔ از دیوان ظفر۔

باندھی کمر ہے شہ نے شہادت کیواسطے
اے مجرمی شفاعت امت کے واسطے

سر کاٹا اس جناب ہدایت مآب کا
بلوا کے گمرہوں نے ہدایت کے واسطے

زین العباد آبروئے دو جہان ہے
در یتیم بحر امامت کے واسطے

جاتا ہے ہائے دہوپ میں پیاسا برہنہ پا
کوئی نہیں ہے جائے اقامت کے واسطے

کرتے تھے آب خنجر و شمشیر سے وضو
شبیر قتل گاہ میں عبادت کے واسطے

روح نبیؐ و روح علیؓ روح فاطمہؓ
ہے لاشہ شہ کے گرد حفاظت کیواسطے

شبیر سے یہ عرض کی حُر نے کہ یا امام　　آیا ہوں یہ غلام بھی خدمت کے واسطے
گر حکم ہو تو پہلے ہوں میں آپ پر فدا　　حاضر ہے جان تک مری حضرت کے واسطے
اے دل غم حسین میں شور آبۂ سرشک　　شربت ہو تشنگیٔ قیامت کے واسطے
رکھو ظفر یہ لطف و عنایت کی تم نظر　　شاہا جناب شاہِ ولایت کے واسطے
مت کھو بیٹھے اپنی دولت ایمان و دین یقین　　دنیا کی چند روز کی ثروت کے واسطے

متقی

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَعِیْمٍ ۔ جو ڈر والے ہیں باغوں میں اور نعمت میں۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ در حقیقت تم میں زیادہ عزت والا نزدیک اللہ کے وہی ہے۔ جو زیادہ متقی ہے۔ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔ جس نے اللہ پر تقوی کیا۔ کریگا اللہ تعالیٰ واسطے اسکے نکلنے کی جگہ رزق کی۔ اور دیگا۔ اسکو ایسی جگہ سے کہ وہ نہ جانے اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَھَرٍ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ۔ خدا سے ڈرنے والے باغوں اور نہروں میں اس بادشاہ کے پاس رہیں گے۔ جو زور آور مقدور والا ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ اے لوگو ہم نے سب کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا کیا۔ اور پھر تمہارے گروہ اور کنبے پیدا کیے۔ تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کرو ورنہ اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے۔ جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ خوب آگاہ اور خبردار ہے۔ اے سعید۔ متقی وہ ہے کہ ممنوعات و شبہات سے بچے اور امور الٰہی بجا لاوے تقوی۔ یعنے پرہیزگاری کے کئی مرتبے ہیں۔ اول شرک خفی و جلی سے بچنا۔ شرک جلی ہے۔ زبان سے اقرار توحید کرکے دلکو غیر اللہ میں مشغول رکھنا۔ مگر عوام کا شرک خفی خواص کے حق میں شرک جلی ہے۔ دوم حرام۔ اور شبہ کی چیزوں سے الگ رہنا۔ سوم جمیع ماسوی اللہ سے پرہیز کرنا۔ لیکن شرک خفی و جلی کے مراتب الگ ہیں (ع) نزدیکاں را بیش بود حیرانی۔ جو خدا کے خوف سے شرک نہیں کرتے موت کے وقت فرشتے یہ کہتے ہیں۔ کہ تم عذاب آخرت سے نہ ڈرو۔ اور دنیا کی مال و اولاد کا غم نہ کھاؤ۔ اور بشارت بہشت سے خوش ہو جاؤ۔

نقل ہے کہ بخارہ میں ایک بزرگ کو بہتا ہوا سیب ملا۔ یہ خیال کرکے کہ پانی میں گل جائیگا کھا لیا۔ کھانے کے بعد خیال آیا کہ خبر نہیں کسکا ہے مالک سے معاف کرالوں۔ اس ہی سمت کو چلے تو ایک درخت سیب کا دیکھا۔ باغبان سے جا کر کہا۔ کہ میں نے ایک سیب کھا لیا ہے۔ معاف کر دیجئے۔ اسنے کہا داروغہ باغ کا دوسرے باغ میں ہے۔ اس سے ملے تو اسنے کہا

مجھے معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ وہ ایک بزرگ کی ملکیت ہے۔ اور وہ بلخ میں ہے۔ سوچے بلخ
کا جانا آسان ہے دوزخ کے جانے سے بلخ کو روانہ ہوئے۔ اور مالک باغ کو تلاش کرکے عرض حال
کیا۔ وہ یہ حال معلوم کرکے متعجب ہوا۔ کہ اتنی تکلیف کو گوارا کیا۔ اسکا ہاتھ پکڑ کے اپنے گھر لایا۔ اور بہت تعظیم
سے پیش آیا۔ اور کھانا لاکر حاضر کیا۔ انہوں نے کہا کہ جبتک سیب کو نہ بخشوگے کھانا نہیں کھاؤنگا۔ کہا مالک
اس باغ کی میری دختر ہے۔ بہت اصرار کے بعد کھانا کھایا۔ پھر اسنے اپنی گھر والی سے ذکر کیا۔ اور سب حال
بیان کرکے کہا۔ کہ میں نے عہد کیا تھا کہ اس لڑکی کا نکاح کسی مرد صالح نیکوکار سے کرونگا۔ اس سے بہتر اور کوئی
کہاں سے ملیگا۔ مناسب ہے اس لڑکی کا عقد اس شخص سے کردوں۔ اسکی عورت نے کہا کہ ہم سے
متمول اس شہر میں دوسرا نہیں۔ اور لڑکی بھی حسن و جمال میں شہرہ آفاق ہے۔ سب لوگ طعنہ دینگے۔ کہ اسنے
اپنی لڑکی ایک فقیر مسافر کے حوالے کردی۔ سوداگر نے کہا۔ کہ میں اپنے عہد کو نہ چھوڑوں گا۔ اور اس جیسا آدمی
کہاں میسر آئیگا۔ یہ کہکر باہر آیا۔ اور ان سے کہا۔ لڑکی کہتی ہے۔ کہ میں اس شرط سے معاف کرتی ہوں۔ کہ وہ
شخص میرے ساتھ نکاح کرے۔ نہیں تو معاف نکرونگی۔ اور سنو کہ اس لڑکی میں چار عیب ہیں۔ ایک یہ کہ اندھی
ہے۔ دوسرے یہ کہ بہری ہے۔ تیسرے یہ کہ ہاتھوں لنجی اور پاؤں سے لولی ہے۔ یہ بزرگ اس حال
کو سنکر اپنے دل میں سوچے کہ بہرکیف اس عذاب میں گرفتار رہوتا۔ عذاب دوزخ سے ہزار درجے بہتر ہے
قبول کرلیا۔ بمنت اس سے کہا۔ کہ وہ سیب بخشدے تو مجھے قبول ہے۔ وہ مالدار انکا ہاتھ پکڑ کر گھر میں لے گیا
اور قاضی جی کو بلا کر اپنی لڑکی کا عقد انکے ساتھ کردیا۔ جب یکجا ہوئے تو دیکھا کہ لڑکی آنکھ کان ہاتھ پاؤں سے۔
تندرست اور حسن و جمال میں بے مثال ہے۔ متحیر ہوئے اور سر جھکا کر بیٹھ رہے۔ تب اس لڑکی کی ماں نے پوچھا
کہ کیوں ملول بیٹھے ہو۔ وہ بولے کہ تم کو راست گو سمجھتا تھا۔ اور جھوٹ بولنے سے زیادہ کوئی بات بری
نہیں۔ اس لڑکی کو خلاف تمہارے قول کے دیکھتا ہوں۔ کہ سب طرح سے صحیح و سالم ہے۔ اسکی ماں
نے کہا کہ جو کچھ اسکے باپ نے کہا تھا۔ وہ سب صحیح ہے۔ وہ جھوٹ نہیں بولے۔ یہ سن لو کہ ہماری لڑکی
واقع میں آنکھوں سے اندھی ہے۔ یعنی کسی نامحرم کو نہیں دیکھتی۔ اور کانوں سے بہری ہے۔ یعنی کلام ناحق
اور لغو نہیں سنتی۔ اور ہاتھوں سے لنجی ہے۔ کہ کسی چیز ناروا کو ہاتھ نہیں لگاتی۔ اور پاؤں سے لولی ہے
کہ ناروا بات کیطرف نہیں چلتی۔ یہ بزرگ اس باتکو سنکر بہت خوش ہوئے۔ اور دو رکعت نماز شکریہ
ادا کی۔ اور آواز غیب سے آئی۔ اے فقیر تو نے جو اسقدر محنت اور سفر کی تکلیف اٹھائی ہے۔
ہماری خوشنودی کے واسطے۔ یہ اسکا عوض دنیا میں تجھکو دیا۔ اور آخرت میں بہت کچھ تجھکو ملیگا۔ خداوند
صدقہ اپنے حبیب کا اس سعید کو بھی متقی کردے۔ آمین۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ۔ اللہ متقی کو
دوست رکھتا ہے۔ اور ارشاد ہے وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ۔ تقوی کا لباس اچھا ہے
نقل ہے کہ ایک دفعہ دریائے نیل خشک ہوگیا۔ (یہ زمانہ حضرت عمر فاروق کا تھا) ہمیشہ چڑھا کرتا تھا

اس سے آبپاشی ہوتی تھی۔ اس دفعہ طغیانی پر نہ ہوا عمرو ابن عاص یا عبداللہ بن عمرو بن العاص مصر کے عامل تھے لوگوں نے آکر عرض کیا آپ نے فرمایا کبھی پہلے بھی ایسا ہوا ہے۔ تو تم نے کیا کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ جب ایسا ہوتا تھا۔ تو ہم ایک جوان حسین لڑکی بھینٹ دیتے تھے۔ اس سے وہ جاری ہوجاتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جاہلیت کی رسم کبھی نہ ہوگی۔ میں خلیفہ کو لکھتا ہوں۔ انہوں نے حضرت عمر کو لکھا۔ حضرت عمر نے نیل کے نام ایک نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا۔ اے نیل اگر تو خدا کے حکم سے جاری ہو تو کسی شیطان کے تصرف سے بند ہونے کے کیا معنی۔ اور اگر یہ نہیں ہے۔ تو ہم کو تیری کچھ پروا نہیں۔ خدا تعالیٰ ہمارا رزاق ہے۔ آپکے اس لکھنے پر مخالفین ہنستے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ دریا پر بھی حکومت کرتے ہیں۔ آپکو شبہ بھی نہ ہوا کہ ایسا نہ ہوا تو عزت کرکری ہوگی۔ حضرت عمرو بن العاص اس رقعہ کو ڈنکے کی چوٹ لیکر چلے اور مخالفین کا گروہ وہ بھی آپکے پیچھے چلا۔ ہنستے تھے اور کہتے تھے۔ کہ اس رقعہ سے۔ اور دریائے نیل کے جوش سے کیا نسبت۔ مگر وہ رقعہ دریائے نیل میں ڈالنا تھا۔ کہ دریا کو جوش آیا۔ اور لبریز ہوکر چلنے لگا۔ یہ ان اصحاب کا تقویٰ تھا۔ کہ جسکی بدولت دریا کی بھینٹ کی رسم جاتی رہی۔ اور اسدن سے آجتک دریائی نیل اپنی طغیانی سے جاری ہے۔ یہ لوگ تھے متقی۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ جو پرہیزگار ہوتے ہیں۔ اور جو نیک کردار ہوتے ہیں۔ نقل ہے۔ کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب مسلمان حملہ کرتے کرتے رومیوں کے محل تک جا پہنچے۔ اور باوجودیکہ رومیوں نے تمام شہر کے بند توڑ ڈالے تھے حملہ آور آگے ہی بڑھتے گئے۔ تو رومیوں نے انکی یہ جواں مردی دیکھکر صلح پر آمادگی ظاہر کی۔ اور اسلامی سفیر طلب کیا۔ چنانچہ معاذ بن جبل بحیثیت سفیر رومیوں کے پاس گئے۔ یہ رومیوں کے لشکر میں پہنچے۔ تو دیکھا کہ خیمہ میں زریں فرش بچھا ہوا ہے۔ آپ وہیں ٹھیر گئے۔ ایک عیسائی نے آکر کہا۔ کہ آپ دربار میں تشریف لے چلیئے۔ آپ گھوڑا میں تھامے لیتا ہوں۔ معاذ کی بزرگی و تقدس کا عام چرچہ تھا۔ اور دشمن بھی اس سے ناواقف نہ تھے۔ اسلئے وہ آپکی عزت افزائی کرنا چاہتے تھے۔ اور ان کا اسطرح باہر کھڑا رہنا انہیں پسند نہ تھا۔ مگر معاذ نے کہا کہ میں اس فرش پر بیٹھنا نہیں چاہتا۔ جو غریبوں کا حق چھین کر بنایا گیا ہو۔ یہ کہکر آپ زمین پر بیٹھ گئے۔ یہ آپکا تقویٰ تھا۔ رومیوں نے افسوس کے لہجہ میں کہا کہ ہم آپکی عزت کرنا چاہتے تھے۔ مگر افسوس آپکو اپنی عزت کا خیال نہیں۔ معاذ نے تلخ لہجہ میں گھٹنوں کے بل کھڑے ہوکر کہا۔ کہ جسکو تم عزت سمجھتے ہو۔ اسکی مجکو پروا نہیں۔ اگر زمین پر بیٹھنا غلاموں کا شیوہ ہے۔ تو مجھ سے بڑھکر کون ہوسکتا ہے۔ عیسائی انکی بے پروائی۔ اور آزادمنش ہونے پر انگشت بدنداں تھے۔ ان میں سے ایک نے پوچھا مسلمانوں میں تم سے بڑھکر کوئی اور بھی ہے۔ معاذ نے جواب دیا معاذ اللہ میں تو ان سب میں بدتر اور ناکارہ ہوں۔ انہوں نے کہا تمہارا اسطرف

آنے سے کیا مطلب ہے۔ الی سینا تم سے قریب ہے۔ فارس کا بادشاہ مرچکا ہے اور سلطنت عورت
کی ہے۔ اسکو چھوڑ کر تم ادھر آئے ہو حالانکہ ہمارا بادشاہ زبردست ہے۔ اور ہم تعداد میں آسمان
کے ستاروں اور زمین کے ذروں کے برابر ہیں۔ معاذ نے کہا کہ ہماری پہلی خواہش یہ ہے کہ تم
مسلمان ہو جاؤ۔ اگر تم ایسا کرو تو تم ہمارے بھائی ہو۔ اور تمھارے حقوق برابر ہونگے۔ اگر یہ
نہیں تو جزیہ دینا ہوگا۔ اگر اس سے بھی انکار ہے۔ تو پھر آگے تلوار ہے۔ مانا کہ تم تعداد میں
آسمان کے ستاروں کے برابر ہو۔ لیکن ہمیں قلت و کثرت کی پروا نہیں۔ اگر خدا چاہے تو تھوڑوں
کو بہت پر فتح دے سکتا ہے۔ تم کہتے ہو کہ ہمارا بادشاہ زبردست ہے۔ تمہیں اپنے شہنشاہ پر ناز
ہے کہ جس کے اختیار میں تمہاری جان ہے۔ اور مال ہے۔ لیکن ہم نے جس شخص کو تمہاری اصطلاح
کے مطابق بادشاہ بنا رکھا ہے۔ اگر وہ بادشاہ زنا کرے۔ تو دُرّے لگائے جائیں۔ چوری کرے
تو ہاتھ کاٹا جائے۔ وہ پردہ میں نہیں بیٹھتا۔ اپنے کو ہم سے برتر نہیں سمجھتا۔ مال و دولت پر کوئی ترجیح
نہیں۔ یہ لوگ تھے متقی۔ ان ہی کی شان میں۔ حدیث قدسی میں آیا ہے۔ لَا یَسْتَغْنِیْ اَرْضِیْ وَ
لَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسْتَغْنِیْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ الْمُتَّقِیْ۔ یعنے زمین و آسمان میں میرے رہنے
کی گنجائش نہیں۔ لیکن میں اپنے بندۂ پرہیزگار کے دل میں رہ سکتا ہوں۔ اور حدیث میں یہ بھی ہے
کہ میں ٹوٹے ہوئے دلوں میں رہتا ہوں۔ جو بطریق ذوق و شوق روتا ہے۔ تو آسمانوں کے
فرشتوں میں اضطراب واقع ہو جاتا ہے۔ بلکہ عرش الٰہی بھی کانپ جاتا ہے۔

مزامیر و راگ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ لوگوں کیا تم اس خیال میں مگن ہو رہے ہو کہ ہم نے
تمہیں بیکار پیدا کیا ہے۔ لہو الحدیث سے مراد۔ راگ۔ بربط۔ ستار۔ طنبور۔ وغیرہ کا بجانا
مراد ہے۔ اور یہ تمام چیزیں اس نص کی وجہ سے قطعاً حرام ہیں۔ اور جو شخص انہیں حلال
سمجھیگا۔ وہ بلاشبہ کافر ہو جاویگا۔ اور گناہ سمجھ کر سنے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور ثواب سمجھکر
سنے گا تو آگے کہنے کی بات نہیں ہے (یعنے کافر ہویگا)

حکایت۔ نظام الدین قدس سرہ واسطے عیادت مولانا شاہ نور الدین صاحب کے تشریف
لے گئے۔ آپ نے فرمایا میں ایسے بدعتی کی عیادت قبول نہیں کرتا ہوں۔ شاہ نظام الدین
صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ میں سماع سے توبہ کرکے آیا ہوں۔ تو آپ نے نہایت
تعظیم سے آپ سے ملاقات کی۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ شاہ نظام الدین اپنے سماع سننے کو
گناہ جانتے تھے۔ اب جو کوئی اسکو ثواب سمجھکر سنتا ہے۔ وہ گناہ گار ہوتا ہے۔ اور قرآن
شریف میں ہے۔ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ۔ یعنی اللہ منع کرتا ہے بیہودہ باتوں اور خلاف شرع سے

مزامیر بجانی نہیں تو کیا ہے۔

(ح) اَلْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ - یعنی راگ دلیں نفاق اوگاتا ہے جیسا کہ بارش سبزیکو اوگاتی ہے۔ راگ قوالی حرام ہیں جسکی بجاآوری میں ہمارے زمانہ کے صوفی نہایت ہی اہتمام سے کام لیتے ہیں۔ اسکی طرف جانیکا تصد نہ کرنا چاہیئے۔

(ح) لَعَنَ اللّٰهُ الْمُغَنِّيَ وَالْمُغَنّٰى لَهٗ۔ یعنے گانیوالے پر اور جس کے لئے گایا گیا دونوں پر لعنت اسکو روایت کرتے ہیں طبرانی اور بغدادی۔

(ح) عَنِ الْغِنَاءِ وَالْاِسْتِمَاعِ اِلَى الْغِنَاءِ۔ آنحضرت نے گانے اور اسکو کان لگا کر سننے سے منع فرمایا ہے۔

(ح) اِذْهَبَ الْاِسْلَامَ اللَّهْوُ اَبَاطِيْلُ الْغِنَاءِ۔ اسلام کی رونق کو کھیل کود باطل غنا نے برباد کرڈالا۔ راوی اسکے حضرت عمر فاروق اعظم ہیں

(ح) اَلْغِنَاءُ وَالْاِسْتِمَاعُ اِلَيْهِ مَعْصِيَةٌ خالی گانا ہی گانا۔ اوراس سے کان لگا کر سننا دونوں گناہ ہیں۔

(ح) مَنْ اَبَاحَ الْغِنَاءَ يَكُوْنُ فَاسِقًا۔ جو شخص گانے کو مباح خیال کرے وہ فاسق ہے۔ کتاب الاختیار میں ہے۔

(ح) التغنی والصفیق وَاسْتِمَاعُهَا كُلُّ ذٰلِكَ حَرَامٌ وَمُسْتَحِلُّهُمَا كَافِرٌ۔ گانا تالیاں بجانا اوران دونوں کا سننا حرام اور انکو حلال خیال کرنے والا کافر ہے۔

(ح) اِسْتِمَاعُ الْمَلَاهِيْ وَالْجُلُوْسُ عَلَيْهَا وَضَرْبُ الْمَزَامِيْرِ وَالرَّقْصُ كُلُّهَا حَرَامٌ مُسْتَحِلُّهَا كَافِرٌ۔ کھیل کود کو کان لگا کر سننا۔ اور وہاں بیٹھنا۔ مزامیر بجانا۔ چنانچہ یہ سب حرام ہیں۔ اور انکا حلال سمجھنے والا کافر ہے۔ گانا تمام دینوں میں حرام ہے۔ اور سخت گناہ ہے۔ بغیر اسلام کا ذکر نہیں ہے۔

امام غزالیؒ نے فرمایا ہے۔ گانیوالی عورت خوبصورت ہو یا بدصورت ہو اس سے سماع مباح نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ عورت کیسی ہی ہو اسپر نظر ڈالنا حرام ہے۔ اور اگر کوئی عورت پردہ کی آڑ میں گائے۔ اور اسکی آواز کے جادو سے عشق و زنا کا خوف نہو تو سماع مباح ورنہ حرام ہے

اگر راگ کے ساتھ باجے بانسلی وغیرہ ہو اس حالت میں سماع حرام ہے۔

دف طبل کے ساتھ سماع حرام نہیں۔ حاجیوں اور غازیوں کا طبل بجانا روا ہے۔

مخنثوں اور رنڈیوں اور بھانڈوں کا طبلہ حرام ہے۔

وہ شعر جن میں زلف و خال یا حسن و جمال یا فراق یا وصال کا ذکر ہو۔ اس کا پڑھنا اور سننا۔

مختصر فتویٰ امام غزالیؒ [illegible]

حرام نہیں۔ یہ ان شخصوں کا جنکی نفسانی خواہش ابھرے نہیں۔ ہاں اگر کوئی کسی نا محرم عورت یا لونڈی کو چاہتا ہو۔ اور ایسے اشعار پڑھے یا سنتے وقت اسکا خیال جما رہے۔ تو یہ حرام ہے۔ ایسے جو انکو جنہیں زلف وخال کے سننے سے خواہش نفسانی ابھرے۔ انہیں حرام ہے۔ وہ سننے والا جوان اور مغلوب شہوت۔ خدا کی محبت سے ناواقف ہو۔ اس حالت میں سماع حرام ہے۔ اور سماع کو ہمیشہ کا شغل بنا لیا جائے اور گانیوالا اپنا پیشہ ٹھیرائے ایسی حالت میں سماع حرام ہے۔
نقل ہے۔ کہ حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی قدس سرہ نے مرید علی حلاج نے سماع کی اجازت چاہی۔ شیخ مذکور نے فرمایا۔ کہ تین دن تک کچھ نہ کھا پھر عمدہ عمدہ کھانے تیرے سامنے لائے جائیں۔ اس حالت میں اگر تو کھانیکو چھوڑ کر سماع کی جانب رغبت کرے تو یہ سماع خواہش برحق ہے۔ اور تجھے سماع کا اختیار ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا۔ کہ اگر خواہش نفس امارہ موجود ہے تو پیر کو واجب ہے کہ مرید کو سماع سے منع کرے اور جو خواہش امارہ موجود نہیں۔ پس جو اسطرح سماع سنے اسے منع نہ کرنا چاہیے۔

صوفیوں کا قول ہے کہ خوش آوازی دل میں ایک حرکت اور شوق پیدا کر دیتی ہے۔ جس طرح آگ پھونکنے سے اور بھڑکتی ہے۔ اب جس کے دل میں شوق رب غفور ہے تو سماع اسکو مضر نہیں۔ بلکہ ضرور ہے۔

سماع کا حکم دل سے ہے۔ اور جو دل میں نہ ہو۔ سماع اسے پیدا نہیں کرتا۔ بلکہ جو کچھ دل میں ہوتا ہے اسکو حرکت دیتا ہے۔ پس جس شخص کے دل میں ایسی چیز ہے۔ جو شرع میں محبوب ہے۔ تو اسکا قوی ہونا مطلوب ہے۔

وہ سرود جسکے سننے سے رونا آوے۔ اور غم زیادہ ہو اس میں ثواب حاصل ہے اور جسکا دل برائی اور بھلائی سے خالی ہے۔ یعنی نہ اسکو عشق خدا ہے نہ کسی عورت اور لڑکے سے تعلق ہے گاہ بگاہ تفریح کے طور پر سنتا ہے۔ اسکے لئے سماع مباح ہے۔ دل میں بری صفت ہونے کی مثال یہ ہے۔ کہ کسی کے دل میں کسی نامحرم عورت۔ یا لونڈی کی محبت ہو۔ اور اسکی دھن میں مشغول سماع ہو یہ حرام ہے۔ لیکن اگر کسیکو اپنی بیوی کے ساتھ۔ یا شرعی لونڈی کے ساتھ عشق ہے تو سماع مباح ہے۔ اچھی صفت ہونے کی یہ مثال ہے۔ مثلاً کعبہ کی صفت میں اشعار گائے جائیں تا کہ خانۂ خدا کے شوق کو دل میں جنبش ہو۔ ان کا راگ سننا باعث ثواب ہے۔ ایسے ہی غازیوں کا سرود بھی قریب اس ہی کے ہے۔ کہ خدا کی محبت میں ہتھیلی پر جان رکھنے کی آرزو رکھتے ہیں۔ سماع دل میں آگ لگا دیتا ہے۔ اور تمام دلکی کدورتوں کو دفع کرتا ہے۔ وہ حرارت جو سماع سے حاصل ہوتی ہے۔ بہت سی ریاضتوں سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

حالت سماع میں صوفی کو عالم دنیا کی مطلق خبر نہیں ہوتی ۔
باینہمہ امام غزالی نے لکھا ہے ۔ کہ عورت یا لڑکے مرد سے ہرگز نہ سنے ۔ اگرچہ سننے والیکا دل خدا کے کام میں مستغرق ہو ۔ سماع حرام ہے ۔ اور جسے زیادہ چھان بین منظور ہے احیاء العلوم کو دیکھے ۔ اس زمانہ میں گانے بجانے کے حق میں زنان عوام الناس واقوام غیر پردہ دار کا تو کیا ذکر ہے بلکہ پردہ نشینان عورات خاندان شرافت نشان نے طوائف وڈومنیوں کو مات دیکر درجہ اول میں پاس کیا ہے ۔ راگ رنگ باجے گرامو فون تو کوئی معیوب گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا ہے ۔ بلکہ کہہ دیتے ہیں ۔ ارے میاں اس سے تو بیاہ شادی کی رونق ہے ۔ اور یہ نہ ہو تو خوشی معلوم ہی کیسے ہو ۔ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق دے ۔ توبہ کی ۔ بہت برے عیب ہم میں پڑ گئے ہیں عمدۃ النصائح میں ہے ۔ کہ اگر کسی نے کہا گانیوالی نے خوب گایا ۔ بجایا ۔ وہ کافر ہو جائیگا ۔ کیونکہ استحساناً امر حرام ہے سو ہو شیطان دشمن اولاد آدم ؑ سکھاتا ہے وہی راہ جہنم ؑ کیسکو بت پرستی ہے سکھاتا ؑ کسی کو وہ قبروں پہ جھکاتا ؑ غرض اللہ سے دونوں کو روکا ؑ پھسلا کر راہ جا خندق میں جھونکا ؑ

منافق { يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۔ یعنے منافق زبان سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو دلوں میں نہیں ہوتیں صرف زبانی خرچ کرتے ہیں اور دل اسکے بہرہ ور نہیں ہوتے ۔ اور زبان سے دل کا موافق نہ ہونا منافقوں کا کام ہے ۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ ۔ شقی دوزخ میں ہوں گے ۔ اور سعید جنت میں ؑ

(ح) جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنَافِقِيْنَ وَ اغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۔ یعنی کفار اور منافقین سے جہاد کرو اور انپر سختی کرو ۔ اے سعید ۔ منافق وہ جو دین کو دنیا پر فدا کرتا ہے ۔ منافق معصیت کرتا ہے ۔ اور ہنستا ہے ۔ اور منافق اسکو بھی کہتے ہیں کہ ایک بات دوسرے سے کہے ۔ کہیں تیرا خیر خواہ ہوں ۔ اور ہو نہیں ۔ چاہیے کہ جب کسی سے ایک بات سنے خاموش ہو جائے ۔ جو لوگ علانیہ شرع شریف کے برخلاف چلتے ہیں ۔ منافق سے بھی بدتر ہیں ۔ کیا وہ دوزخ سے نہیں ڈرتے ۔ اور منافق سب سے امید وار رہتا ہے ۔ اور خدا سے مایوس ۔ اور سمجھتا ہے کہ نیت واسطے کھانے اور پہننے کے ہے ۔ سعدی نے کہا ہے سو خوب ودن برا نے زلیتن وذکر کردن است ؑ تو معتقد کہ زلیتن از بہر خوردن است ؑ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۔ سرکشی کرتے ہیں اوپر نفاق کے ؑ

اے سعید ۔ جو کوئی کسی کے مقدمہ میں دونوں طرف باتیں ملا ملا کر دونوں فریق کو غصہ میں لاکے

وہ منافق سے بھی بدتر ہے۔ بعض آدمی گواہوں کو توڑ لیتے ہیں۔ اور جو گواہ ہوکر فریق ثانی سے ملکر کسی کا مقدمہ بگاڑے گا۔ اسکو منافقوں کا عذاب ہوگا۔

شب معراج میں آنحضرت نے ایک گروہ کو دیکھا۔ الٹے ہوا میں لٹکے ہوئے ہیں۔ اور فرشتے بدشکل آگ کے گرزوں سے انکو مارتے ہیں۔ آپنے پوچھا حضرت جبرئیل علیہ السلام سے انہوں نے کہا کہ یہ منافق ہیں۔ خواجہ حضرت حسن بصری نے کہا ہے۔ اگر مجھے یقیناً معلوم ہوکہ مجھ میں نفاق نہیں۔ تو مجھے دولت دنیا سے یہ بات عزیز ہوگی۔ اور حسن بصری نے کہا ہے کہ جب آدمی کا ظاہر ایک و باطن دوسرا اور دل و زبان مختلف ہوں یہی نفاق کی علامت ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزیں ہیں جس کسی میں ایک ان میں سے پائی جاوے وہ منافق ہے۔ اگرچہ نماز پڑھے اور روضہ رکھے۔ ایک یہ کہ جھوٹ بات کہتا ہو۔ دوسرے یہ کہ وعدہ خلافی کرتا ہو۔ تیسرے یہ کہ امانت میں خیانت کرتا ہو۔ اور جو کوئی شخص اپنے واسطے خفا ہو۔ اور خدا کے واسطے خاموش اس ہی کو نفاق کہتے ہیں۔ آنحضرتؐ کے وقت میں جو نفاق کرتے تھے وہ اندھے ہوئے۔ اور کوئی کوڑہی۔ اور کسی کے پیپ پڑی۔ بعضے حضرتؐ کیوقت میں منافق تھے۔ اور دل سے یہود سے ملتے تھے۔ اور بعضے یہود تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔ جنکی نسبت قرآن شریف میں وارد ہے۔ کہ یہ لوگ جاسوسی کے لئے آتے ہیں۔ کہ تمہارے دین میں سے کچھ عیب چنکر لیجاویں۔ اپنے سرداروں کے پاس جو یہاں نہیں آتے۔ اور فی الحقیقت دین میں عیب کہاں ہے۔ بات کو غلط تقریر کرکے ہنر کو عیب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ کو آگاہی دی۔ پھر انکی عورتیں اسنے الگ ہوگئیں اور حضرتؐ اور مسلمان ان سے کلام نہیں کرتے تھے۔ پھر انہوں نے اپنے جرم کا اقرار کیا۔ اور انکو ادب دینے کو پچاس دن ڈھیل میں رکھا۔ اور جب انکے دل خوب پشیمان ہوئے تب معافی کی آئتیں نازل ہوئیں۔ اور انکی خطا معاف ہوئی۔

نقل ہے۔ کہ کوئی شخص غلام فروخت کرتا تھا۔ اور یہ کہتا تھا کہ اس میں کوئی عیب نہیں مگر صاحب نفاق ہے اور فتنہ انگیز ہے۔ ایک شخص بیوقوف شامت کا مارا خریدا۔ اور کہا کہ کیا مضائقہ ہے اور اسکو خرید کر اپنے گھر لے گیا۔ وہ رہتا رہا۔ ایک روز غلام مالک کی عورت سے بولا کہ تیرا شوہر تجھکو نہیں چاہتا۔ وہ کنیز مول لینے کو کہہ رہا ہے۔ اور اگر تو اپنے خاوند کے داڑھی کے بال استرے سے صاف کرکے مجھے لادے۔ تو میں ایک منتر پڑھونگا۔ کہ وہ تیرا مطیع ہوجائیگا اور خاوند سے کہا کہ تیری عورت نے ایک مرد سے تعلق پیدا کیا ہے۔ وہ تجھے موقع پاکر مار ڈالے گی۔ مرد نے مکر سے یہ ظاہر کیا کہ سو رہا ہے۔ اور ناکس عورت نے سوتا جانکر اپنے خاوند

داڑھی کے بال مونڈنے شروع کیئے۔ مرد نے فوراً آگا پیچھا نہ سوچا۔ اور حال جستجو نہ کی اور
عورت کو طیش میں آکر مار ڈالا۔ عورت کے ورثا نے اونچ نیچ نہ سوچی اور معاملہ کی تحقیق نہ کی اور
اس مرد کو مار ڈالا۔ غرض یہ کہ یہ ایسا فعل بد ہے۔ کہ اس سے جو کچھ نہ ہو جاوے کم ہے۔ یہ ایسی
بری عادت ہے۔ منافقوں کی مثال ایسی ہے۔ جیسے شیطان کہ پہلے تو انسان سے یہ کہتا ہے کہ تو
کافر ہو جا۔ اور جب وہ کافر ہو جاتا ہے۔ تو یہ کہدیتا ہے۔ کہ میں تجھ سے الگ ہوں۔ اور میں خدا سے
ڈرتا ہوں۔ وَاِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا كُسَالٰى ۔ یعنے بے رغبتی اور بد دلی کے
ساتھ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اگرچہ ظاہر حرکات و سکنات میں مومن و منافق کی نماز روزہ اور
حج و زکوٰۃ یکساں معلوم ہوتی ہیں۔ مگر باطن میں فرق عظیم ہے۔ مومن خالص نیت سے عبادت الٰہی
میں جانبازی کرتا ہے۔ اس لئے میدان حشر میں پلصراط سے اترا جائیگا۔ اور منافق دوزخ میں
جائیگا۔ کیونکہ منافق مومن کے ساتھ جنگ و عناد کی نیت سے نماز میں شریک ہوتا ہے۔ تاکہ
بہکا بہکا کر مسلمانوں میں فساد اور انکی عبادتوں میں خلل ڈالے۔ یا نماز کی حرکات و سکنات کی
متعلق کوئی عیب نکالے ہنسی اڑائے۔ یا اہل اسلام میں لڑائی کرا دے۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِی
النَّارِ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ ۔ شقی دوزخ میں ہونگے (منافق) اور سعید جنت میں

حکایت۔ روایت ہے کہ زید بن حارثہ ایک منافق کے ہمراہ مکہ سے طرف طائف کے گئے پس
جسوقت پہنچے ایک جنگل میں منافق نے کہا یہاں آ اور آرام کر۔ پس دونوں اس جنگل میں داخل ہوئے
اور سو گئے۔ پھر منافق نے اٹھا انکو خوب مضبوط باندھ لیا۔ اور اس بات کا ارادہ کیا کہ انکو مار ڈالوں
زید بن حارثہ نے کہا کہ کس واسطے مجھکو مارتا ہے۔ تو اس منافق نے کہا کہ تو محمد کو دوست رکھتا ہے
میں تجھکو اور اسکو دشمن رکھتا ہوں۔ پس کہا زید بن حارثہ نے۔ اے رحمٰن فریاد کو پہنچ میری۔ پھر
منافق نے ایک آواز غیب سے سنی۔ کہ ہلاکت ہو تجھکو۔ مت قتل کر اسکو۔ وہ منافق چونکتا ہوا اور
دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا۔ پس دوبارہ ارادہ ان کے مارنے کا کیا۔ پھر ایک آواز غیب سے سنی
کہ کوئی کہتا ہے۔ مت قتل کر اسکو۔ پھر دیکھا کہ اس جگہ کوئی موجود نہ تھا۔ پس تیسری بار ارادہ کیا
پھر اس سے بھی نزدیک کی آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے۔ مت قتل کر اس کو۔ اور ناگاہ ایک سوار
ظاہر ہوا کہ اسکے پاس ایک نیزہ ہے۔ پس اس سوار نے ایک ضرب اسکے ماری کہ مر گیا۔ اور
زید بن حارثہ کو کھول دیا۔ اور کہا کہ مجھکو نہیں پہچانا۔ میں جبرئیل ہوں۔ جسوقت دعا کی تو نے میں
ساتویں آسمان پر تھا۔ پس اللہ تعالے نے فرمایا۔ کہ پہنچ تو پاس میرے بندے کے۔ اور دوسری
دفعہ میں آسمان پچھلے پر تھا۔ اور تیسری دفعہ میں منافق کے پاس پہنچ گیا۔

قرآن شریف میں تیرہ آیتیں منافق کے لئے آئی ہیں۔ سورہ بقر میں شروع میں ہیں۔

ان میں سے ایک یہ بھی ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ یعنے انکے لئے عذاب ہے درد دینے والا بسبب اسکے کہ جھوٹ کہتے ہیں۔ اسواسطے قرآن مجید کی تکذیب کرتے تھے۔ بغیر دلیل کے۔ بلکہ باوجود ظاہر ہونے دلیلوں صدق اسکے کے اور اعجاز اسکے کے انکار سے دست بردار نہیں ہوتے ہیں۔ اور اپنے کو مومن متقی ظاہر کرتے ہیں۔ اور حال یہ ہے کہ زبانی خرچ کے سوا کچھ اثر نہیں رکھتے۔ اور نفاق کی کئی قسمیں ہیں۔ اعلیٰ اور کامل تو یہ ہے۔ کہ ایمان اپنا ظاہر کرے۔ اور باطن میں منکر ہو۔ اور وہ کہ ظاہر میں بھی متردد دونوں طرف کفر کی جانب بھی ہو۔ اور دونوں میں اس کا وقار نہ ہو۔ اور وہ کہ ظاہر تو مسلمان ہو اور کثرت گناہوں سے اور زبانی برائیوں سے اور محبت دنیا سے اور جمع ہونے اخلاق مذمومہ کے ایمان اس کا چھپ جاوے اور آخرت کے نقصان کو دنیا کے نقصان سے بُرا نہ جانتا ہو۔ ایسے کا ایمان ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

مراقبہ

إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا۔ بیشک اللہ ہے ہر چیز کا نگہبان اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اَلْإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ۔ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ عَنْ غَيْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِيْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ۔ تین بار یا سات بار تکرار کرے۔ اور گیارہ بار استغفار اور گیارہ بار درود شریف پڑھ کر چار زانو بیٹھے۔ اور دو اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے۔ اور جو انگلی اسکے پاس ہے اس سے رگ کیماس کو کہ بائیں زانو کے اندر ہے محکم پکڑے اور کمر سیدھی رکھے۔ پھر دلجمعی سے نہایت تعظیم سے خوش الحانی سے ذکر شروع کرے بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کے باخلاص تمام تین بار کلمہ طیبہ اور ایک بار کلمہ شہادت پڑھ کر سر کو قلب کیطرف کہ زیر پستان چپ اقاصد دو انگشت کے واقع ہے جھکا کر کلمہ لا کو قوت اور سختی سے دل کے اندر سے کھینچے اور آلہ کے داہنے مونڈھے پر لیجا کر سر کو پشت کی جانب مائل کرکے تصور کرے۔ کہ غیر اللہ دلیں سے نکالکر پشت کے پیچھے ڈالدیا۔ اور دم کو چھوڑ کر لفظ الا اللہ کو زور اور سختی سے دل پر ضرب مارے اور تصور کرتے کہ عشق اور نور الٰہی کو دل میں داخل کیا۔ اسی طرح اس نفی و اثبات کو فکر اور ملاحظہ اور واسطے کے ساتھ دو سو بار کہے اور اس ذکر میں نو بار لا الہ الا اللہ اور دسویں بار محمد رسول اللہ کہے۔ بعد اسکے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے۔ لیکن مبتدی کلمہ لا الہ میں لا معبود اور متوسط لا مقصود اور منتہی لا موجود ملاحظہ کرے۔ اسکے بعد لمحہ دو لمحہ مراقب ہو کے تصور کرے کہ فیضان الٰہی عرش سے میرے سینہ میں آتا ہے۔ اور یہ ورد تہجد کی نماز کے بعد کرے۔ تو زیادہ بہتر ہے۔ پھر دو زانو بیٹھے۔ اور کمر سیدھی کرے اور سر کو داہنے

مونڈھے پر لیجا کر لفظ لا الٰہ کو زور اور سختی سے دل پر ضرب کرے اور اسکو چار سو بار و مادم کرے پھر بطور سابق تین بار کلمۂ طیبہ اور ایک بار کلمۂ شہادت کہے۔ اور لمحہ دو لمحہ مراقب رہے۔ پھر ذکر اسم ذات اللہ اللہ کرے۔ اسطرح سے کہ اول حرف ہائے لفظ اللہ کو پیش اور دوسرے ہائے لفظ کو ساکن کرے۔ یعنے جزم دے۔ اور آنکھیں بند کرے۔ اور سر کو داہنے مونڈھے پر لاکر لفظ مبارک اللہ اللہ کی دونوں ضرب جہرا اور قوت سے دل پر مارے۔ اس ذکر اسم ذات دو ضربی کو چھ سو بار دما دم کرے۔ دسویں گیارہویں بار اللہ حاضری۔ اللہ ناظری۔ اللہ معی مع ملاحظہ مضمون کے کہتا رہے تا کہ کیفیت اور لذت ذکر کی۔ اور دفعہ غفلت و خواب حاصل ہو۔ بعد اسکے بطور سابق تین بار کلمۂ طیبہ اور ایک بار کلمۂ شہادت کہے۔ پھر ایک ضربی۔ اسی طرح سر کو داہنے مونڈھے کی طرف کم کرکے لفظ مبارک اللہ کو دل پر سو بار دمادم ضرب کرے۔ بعدہٗ کلمۂ طیبہ تین بار۔ اور کلمۂ شہادت ایک بار کہکر درود شریف اور استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھے دعا مانگے۔ اور مناجات کرے۔

نفی اور اثبات کو حبس دم کرتے ہیں۔ یہ کہ آنکھیں بند کرکے زبان کو تالو سے لگالے۔ اول دم کو ناف سے کھینچکر دل میں قرار دے۔ پھر اسی طرح کلمۂ لا الٰہ کو۔ دل سے نکال کر اور داہنے مونڈھے پر لے جاکر الا اللہ کی ضرب دل پر مارے۔ اسیطرح اول روز دس دم ہر دم میں تین تین بار مشغول ہو۔ پھر ہر روز درجہ درجہ ایک ایک بار زیادہ کرتا رہے۔ تا حرارت باطن پیدا ہوکر تمام بدن میں سرایت کرے۔ اور خطرہ دفع ہوکر ذکر تمام اعضا میں جاری ہو۔ اور محبت اور عشق الٰہی ظہور کرے۔ اور یہ شغل بہت کھا کر نہ کرے۔ کیونکہ معدہ پر ہوگا تو الکساہٹ ہوگی۔ اور کاہلی ہوگی۔ اور ذکر سرایت نہ کرے گا۔ اور زیادہ بھوکا ہوکر کرے گے تو جسم لاغر ہو جائیگا۔ اور تالو سے زبان لگاکر ہر وقت تصور کلمہ کا کیا کرے۔ تا پختہ ہوکر بے تکلف جاری ہو جاوے۔ اور پورا بھی کلمہ کہتا رہا کرے۔ اور ہر وقت لو اس سے لگائے رہے۔ اور جانے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے اگرچہ میں بسبب آلودگی کے اسکو دیکھ نہیں سکتا ؎

حکایت۔ نقل ہے کہ کسی پیر کا ایک مرید تھا۔ دوسرے مریدوں کی نسبت پیر زیادہ اسکو چاہتا تھا۔ دوسرے مریدونکو اس بات سے غیرت آئی۔ تب امتحان کی خاطر مرشد نے ایک ایک پرندہ ہر ایک کو دے کے کہا۔ کہ ایسی جگہ میں کہ جہاں نہ دیکھے انکو ذبح کرو۔ ہر ایک مرید نے خالی جگہ میں جاکر ذبح کیا۔ اور وہ لائق مرید اس پرندکو زندہ لاکے کہنے لگا۔ مجھے ایسی جگہ نہ ملی جہاں کوئی ناظر نہ ہو حق تعالےٰ ہر کہیں دیکھتا ہے۔ تب پیر دوسرے مریدوں سے بولا کہ اے یار و تم دیکھو کہ یہ کس منصب کا شخص ہے مدام مشاہدے میں رہتا کہ دوسرے دونکی طرف التفات نہیں کرتا

حکایت۔ شبلی علیہ الرحمۃ ابحیار نوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے۔ اور انکو مراقبہ میں دیکھا۔

کہ اس تسکین بیٹھا ہے کہ اسکے بدن کے بال [illegible] شبلی رح نے کہا یہ مراقبہ تو نے کس سے سیکھا۔ کہا بلی سے۔ کیونکہ چوہے کے بل پر اسکے انتظار میں اس سے زیادہ اسکو ساکن دیکھتا ہوں۔

طریق شغل ہر بن مو سے جاری ہونیکا۔ چاہیئے کہ سالک کو کہ ایک حجرہ تاریک میں داخل ہو۔ اسلئے کہ شور و غل سے دور ہو۔ اور درود و استغفار اور اعوذ و بسم اللہ پڑھے۔ اور یہ دعا بحضور قلب و تصور معنی کرکے تکرار کرے دعا یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ نُوْرًا۔ بعدہٗ بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر یا لیٹ کر بہر صورت جسطرح ہو بدن اپنے کو بے اختیار سبک کرے۔ اور مثل مردے کے اپنے کو شمار کرے اور از سر تا قدم بہر بن موئے وجود و تن بجمیع ہمت متوجہ ہوئے۔ اور جسوقت سانس اوپر کھینچے اسم ذات یعنی اللہ۔ اور جب سانس اندر سے باہر لاوے پس ہر سانس کے نیچے کھینچے۔ یا اوپر اللہ ہو جاری رہے۔ اور اس شغل میں اتنا مستغرق ہو کہ شعور اپنا نہ رہے۔ اور ملاحظہ معنی ہو القیوم کا کرے۔ اللہ کی مدد سے تھوڑے عرصہ میں ذکر اللہ ہر بن مو سے جاری ہوگا۔ اور اس شغل میں مشغول ہونا شرط ہے۔ اور ہمت شرط ہے۔ کوشش بلیغ کرے۔ اور ورد ہمیشہ رکھے۔ **بیان اسم ذات زبانی۔** طالب کو چاہیئے کہ باوجود ذکر پاس انفاس کے اسم ذات کو زبانی ہر روز چوبیس ہزار بار کہے کہ اوسط مرتبہ ہے۔ (کہ آدمی رات دن میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے) اور اگر اسقدر نہ ہو سکے تو چھ ہزار سے کم کہ ادنیٰ مرتبہ ہے نہ کرے۔

طریق شغل اسم ذات۔ کا یہ بھی ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے دل سے جسقدر ہو سکے رات دن تصور کیا کرے۔ تا پختہ ہو کر بے تکلف جاری ہو جاوے۔ **طریقہ مراقبے** کا یہ ہے کہ دو زانو نماز کی طرح سر جھکا کر بیٹھے۔ اور دل کو غیر اللہ سے خالی کرکے حق سبحانہ تعالے کی حضور میں حاضر رکھے۔

اول اعوذ باللہ و بسم اللہ پڑھے۔ تین بار اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی زبان سے تکرار کرکے پھر مراقب ہو کر انکے معنے کا دل میں ملاحظہ کرے۔ اور تصور کرے یعنی جانے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ حاضر و ناظر میرے پاس ہے۔ اس جاننے میں اسقدر خوض کرے۔ اور مستغرق ہو کہ شعور غیر حق کا نہ رہے یہانتک کہ اپنی بھی خبر نہ رہے۔ صوفیہ کرام کے نزدیک اگر ایک آن بھی اس سے غافل ہو تو مراقبہ نہوگا۔

مراقبہ دوسرا۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ نور الٰہی کو ہر زمان و مکان میں موجود جانئے۔ جیساکہ وجود ہستی اسکا ہر جگہ ثابت ہے ملاحظہ کرے۔ اور مستغرق ہو جاوے۔ اللہ بس

نظم مردان نفس ہوا شکستند ۔ از ننگ و بد زمانہ رستند ۔ در بحر فنا چو غوطہ خوردند ۔ جز حق [illegible] کردند ۔

موت اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ جب حکم الٰہی آویگا۔ پھر وہ کسی طرح نہ ٹلے گا۔ کاش تم بھی جان لو۔ وَكُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۔ وَكُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔ ہر شے کو فنا ہے۔ اور ہر نفس کو ذائقہ موت کا چکھنا ہے۔ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ

اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ ۔ ان کا چھٹکارا نہیں موت سے آنًا فانًا آجائیگی موت جب اسکا وقت آجائیگا۔
وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰى اِذَا جَاءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۔ اور وہی اپنے بندوں پر غالب ہے۔ برتر ہے ۔ اور وہی تمہاری۔ حفاظت کے لئے دو فرشتے بھیجتے ہوتے ہیں۔ یہانتک کہ جب تم میں سے کسی کی موت آپہنچتی ہے اسکی روح ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے قبض کر لیتے ہیں۔ اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے ۔
(ح) زُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ ۔ یعنے قبریں دیکھنے سے موت یاد آتی ہے۔ اس لئے انکی زیارت کرنی چاہیئے ۔ (ح) اَلْمَوْتُ جِسْرٌ يُوْصِلُ الْحَبِيْبَ ۔ موت ایک پل ہے۔ (اس سے پار ہوئے) اور اپنے دوست سے مل گئے ۔ (ح) اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ يَنْقَلِبُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ ۔ اللہ کے دوست مرتے نہیں ۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جاتے ہیں۔
(ح) اِنَّ الْمَوْتَ رَاحَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۔ موت راحت ہے خاص مومنین کے لئے۔
ترجمہ حدیث ۔ جو آدمی عالم کے مرنے پر غم نہ کرے ۔ وہ منافق ہے۔ منافق ہے ۔ منافق ۔ تین دفعہ تکرار کی رسول اللہ نے ۔
جب کسی عالم کا انتقال ہوتا ہے۔ آسمان و زمین کے درمیان جو فرشتے ہیں ستر روز غم کرتی ہیں۔ **نقل ہے** ۔ کہ ایک رات کسی شخص خواب میں دیکھا ۔ کہ گویا میں ایک وسیع میدان میں ہوں یکایک ایک شیر نہایت ہولناک صورت کا مجھے پکڑنے کے لئے میرے پیچھے دوڑا ۔ میں شیر کے خوف سے بھاگا ۔ جہاں اور جسطرف میں جاتا ہوں ۔ وہ شیر میرے پیچھے ہے ۔ کہیں مجھے پناہ نہ ملی مگر سامنے مجھے کنواں نظر آیا ۔ جسکے کنارے ایک درخت تھا ۔ اور اسکی شاخیں کنوئیں کے اندر لٹکی ہوئی تھیں فرماتے ہیں کہ وہ شیر کے خوف سے جلدی سے درخت کی ٹہنیاں پکڑ کر کنوئیں کے اندر لٹک گیا۔ مگر وہ شیر میری تلاش میں کنوئیں کے پاس میرے سر پر کھڑا ہو گیا ۔ لیکن وہاں مجھے کسیقدر شیر کے خوف سے امن ہوا ۔ مگر جسوقت میں نے اپنے نیچے کیطرف کنوئیں کی تہ میں نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہاں ایک عظیم الشان اژدہا منہ کھولے میرے نیچے گرنے اور لقمہ کرنے کا منتظر کھڑا نظر آیا۔ اوپر شیر ہے نیچے اژدھا ۔ کیا کروں ۔ خیر درخت کی ٹہنیاں پکڑے ہوئے لٹکتا رہا ۔ مگر وہاں بھی خیریت نظر نہ آئی ۔ جن شاخوں کو میں نے پکڑ رکھا تھا ۔ انکو دو چوہے سفید اور سیاہ بڑے بڑے چوہوں کی صورت کے ان شاخوں کو اپنے تیز دانتوں سے کاٹ رہے ہیں ۔ جو ابھی شاخوں کو درخت سے الگ کر دینگے ۔ الٰہی کیا کروں اوپر شیر ہے ۔ اندر اژدہا ٹہنیوں کو چوہے کاٹ چکے ہیں ۔ یہ خواب ہولناک دیکھ کر بیدار ہو گئے ۔ صبح کو ایک بزرگ کے سامنے اس خواب کو بیان فرمایا ۔ فرمایا کہ سارا جہان اس مصیبت میں مبتلا ہے ۔ وہ شیر موت کا فرشتہ ہے ۔ وہ درخت تیری زندگانی کا درخت ہے

اور وہ دو سفید و سیاہ جانور جو درخت کو قطع کر رہے ہیں وہ رات دن ہے جنکے گذر نے سے ہر ایک شخص کی عمر کا درخت فنا ہو جاتا ہے۔ اور وہ اژدہا جو ہر وقت منہ کھولے بیٹھا ہے کہ کب کوئی مرے اور میں اسکا لقمہ کروں۔ وہ قبر ہے۔

حکایت۔ ایک شخص اپنے صغیر بچہ کو بدھ کی رات کو دیکھتا ہے۔ کہ وہ ہائے ہائے کرتا ہے اور سوتا نہیں۔ باپ نے بچہ سے پوچھا۔ کیا آج تیرے کہیں درد ہے۔ جو تو نہیں سوتا بچہ نے کہا میرے کہیں درد تو نہیں۔ مگر مجھے یہ غم ہے۔ کہ کل جمعرات کا دن ہے کل مجھ سے میرے استاد آٹھ دن کا پڑھا ہوا سبق سنیں گے۔ پھر دیکھئے میں یاد سناتا ہوں یا بھولا۔ اگر بھول گیا تو پھر دیکھئے میں کسقدر پیٹتا ہوں۔ اس سے مجھے نیند نہیں آتی۔ باپ نے بچے سے یہ بات سنکر کہا۔ کہ ہائے معصوم بچہ اپنے استاد کے پٹنے سے اتنا ڈرتا۔ اور روتا اور رات بھر جاگتا ہے۔ مگر ہم نالائق مولا کے سامنے جانے خدا کی حضوری اور پیشی سے کچھ نہیں ڈرتے۔ برابر موت سے غافل ہو کر پڑے سوتے ہیں۔ ایک بچہ کل ایک ہفتہ کی پڑھائی۔ سات دن کے پڑھے ہوے کی پڑتال سے غمگین ہے۔ مگر ہم ساری عمر کی پڑتال سے اور پڑتال بھی خدا سے قہار و جبار کے سامنے قیامت کے میدان سے کچھ نہیں ڈرتے۔ اے سعید ہم ایسے سوتے ہیں کہ صبح کی نماز کو بھی نہیں اٹھتے۔

نقل ہے۔ ایام مرض میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاج کے لئے ایک طبیب کو بلا کر دکھایا۔ طبیب نے بہت غور سے آپکو دیکھکر کہا۔ کہ مریض کسی کے عاشق ہیں۔ اور انکا محبوب ان سے جدا ہے اسکے غم میں یہ بیمار ہوئے ہیں۔ انکا علاج دیدار یار کے سوا اور کچھ نہیں ہے جہانتک ہوسکے جلدی انکے محبوب کو انہیں دکھا دو۔ ورنہ بہت جلدی مرجائیں گے۔ لوگ یہ بات سنکر رو دئے۔ افسوس کہ ابھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان سے تشریف لے گئے۔ آنحضرت کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا تھا کہ خواہ آپ دنیا میں رہیں یا۔ اللہ کے پاس جائیں مگر آپنے وصال مولیٰ کو پسند فرمایا۔

نقل ہے۔ کہ ایک دن حضرت علیؓ نے خطبہ فرمایا۔ اسمیں یہ بھی فرمایا۔ کہ لوگو نکو آج رات کو میں نے جناب رسول اللہ کو خواب میں دیکھا۔ اور یہ عرض کیا۔ کہ آپکی امت سے سخت تکلیف پہنچی ہے۔ یہ سنکر فرمایا کہ اچھا اسوقت جو کچھ دعا مانگو گے قبول ہوگی۔ کہا کہ الہی مجھے تو ان لوگوں سے بہتر لوگ دیدے اور انکو مجھ سے بدتر حاکم۔ صبح کو یہ خواب بیان کیا۔ دوسرے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حسب عادت اندھیرے سے صبح کی نماز کو تشریف لے چلے۔ راستہ میں یعنی مسجد و مکان کے درمیان ملعون ابن ملجم اپنی زہر بھری تلوار کیکر بیٹھ گیا۔ جسوقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابن ملجم کے قریب آئے فوراً ابن ملجم نے سامنے سے اٹھکر آپ کے تلوار ماری اور آپنے تلوار کا شدید زخم کھا کر ایک نعرہ مارا اور فرمایا۔ لوگوں خدا کی قسم میں اپنی مراد کو پہنچا۔ اے مولا وہ کیسے لوگ تھے جنکے نزدیک تیری راہ میں جان

دنیا اعلیٰ درجہ کی مراد کو پہنچا تھا۔ یہ مرجانا زندہ ہونا سمجھتے تھے۔ اور بڑے نابکار تھے وہ لوگ جو عورتوں کی ناپاک جگہ دیکھنے کے لئے بزرگوں کو قتل کر کے خوش ہوتے تھے۔ اے اللہ تیری وہ قدرت ہے تو نے ابوجہل سے کافر اور سید المرسلین سے سید الانبیا کو ایک ہی جگہ پالا۔ ایک کو آفتاب بنایا دوسرے کو جہنم کا کوئلہ۔ حضرت علی رضہ نے فرمایا۔ میرے قاتل کی خاطر داری کرو۔ جیسے مہمان کی مدارت کرتے ہیں۔ غرضکہ آپکا وصال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نقل ہے۔ کہ ایک روز داؤد علیہ السلام جلد جلد جا رہے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ آج اتنی جلدی کیوں جاتے ہو۔ بولے کہ ایک لشکر شہر کے باہر میرا منتظر ہے۔ جبتک میں نہ جاؤں گا۔ وہ نہ اٹھیں گے اسنے کہا کہ ہمکو تو کوئی نظر نہیں پڑتا۔ کیا تم دیوانے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں گورستان کے مردوں کو کہتا ہوں۔ اور اے سعید۔ جو خدا کی بھیجی ہوئی مصیبت کو نعمت سمجھیگا۔ تو اللہ اسپر جاندکنی موت کو آسان کر دے گا۔

حکایت۔ ایکدن حضرت دانیال علیہ السلام جنگل میں چلے جاتے تھے۔ آپ کو ایک گنبد نظر آیا۔ اور آواز آئی۔ اے دانیال ادہر آؤ۔ حضرت دانیال۔ اس گنبد کے پاس گئے۔ معلوم ہوا کسی مقبرہ کا گنبد ہے۔ جب آپ مقبرے کے اندر تشریف لے گئے۔ تو ایک لمبی چوڑی تلوار مردہ کے پہلو میں رکھی دیکھی۔ اور یہ عبارت اسپر لکھی دیکھی۔ کہ میں قوم عاد سے ایک بادشاہ ہوں۔ خدا نے تیرہ سو سال کی عمر عطا فرمائی بارہ ہزار میں نے شادیاں کی آٹھ ہزار بیٹے ہوئے۔ بے تعداد مجھے خزانے عطا کئے گئے اسقدر نعمتیں لیکر بھی میرے نفس نے خدا کا شکر نہ کیا۔ الٹا کفر کرنا شروع کیا۔ اور خدائی دعوی کرنے لگا۔ خدا نے ایک پیغمبر کو میری ہدایت کے لئے بھیجا۔ ہرچند انہوں نے سمجھایا۔ مگر میں نے کچھہ نہ سنا۔ انجام کار وہ پیغمبر مجھے بددعا دیکر چلے گئے۔ حق تعالی نے مجھہ پر اور میرے ملک پر قحط مسلط کیا۔ جب میرے ملک میں کچھہ پیدا نہ ہوا۔ تب میں نے دوسرے ملکوں میں حکم بھیجا۔ کہ ہر ایک قسم کا غلہ اور میوہ میرے ملک میں بھیجا جاوے۔ بموجب میرے حکم کے ہر ایک قسم کا غلہ میرے ملک میں آنے لگا۔ جسوقت وہ میوہ یا غلہ میرے شہر کی حد میں داخل ہوتا تو فوراً مٹی بن جاتا۔ اور وہ ساری محنت بیکار جاتی۔ اور دانہ کوئی مجھے نصیب نہ ہوتا اسطرح سات دن گذر گئے۔ میرے قلعے سے سارے حوالی موالی۔ بیویاں بچے سب بھاگ گئے۔ میں ہی تنہا قلعہ میں رہ گیا۔ سوائے فاقہ کے میری کوئی غذا نہ تھی۔ ایک دن میں نہایت مجبور تھا۔ فاقہ کی تکلیف میں قلعہ کے دروازہ پر آیا۔ وہاں ایک شخص آیا۔ جس کے ہاتھہ میں کچھہ غلہ کے دانے تھے۔ جنکو وہ کھاتا جاتا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ ایک بڑا برتن بھرا ہوا موتیوں کا مجھہ سے لے لے۔ اور یہ دانے آنا ج کے مجھے دیدے۔ مگر اس نے نہ سنا۔ اور جلدی سے ان دانوں کو کھاکر میرے سامنے سے چلا گیا۔ انجام یہ ہوا۔ کہ اس فاقہ کی تکلیف سے مرگیا۔ یہ میری سرگذشت ہے۔ جو شخص میرا حال سنے

وہ کبھی دنیا کے فریب میں نہ آوے۔

اے سعید۔ جائے غور ہے۔ کہ تیرہ سو سال کی عمر۔ تیرہ سو سال کی بادشاہت بارہ ہزار بیبیاں آٹھ ہزار بیٹے بیشمار خزانے کچھ بھی کام نہ آئے۔ اور کس برتہ پر دنیا میں دل لگائے۔ اور موت سے غافل رہے۔ اے سعید دنیا کے دھوکے میں آکر خدا کی یاد سے غافل نہ ہو۔ موت کسی کو نہ چھوڑیگی۔ امیر ہو یا غریب گدا ہو یا بادشاہ۔ فاسق ہو یا خدا۔ اے سعید موت ایلوے سے زیادہ تلخ ضرور ہے۔ ویدار ربی بغیر موت کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ **حکایت** کعب الاخبار میں لکھا ہے کہ ایکدن حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو شام کے جنگل میں ایک سر بوسیدہ کی ہڈی ملی۔ جناب باری میں التماس کی۔ اسکو زندہ کر مجھ سے باتیں کرے تب عیسٰی کو حکم ہوا کہ کلام کر جواب ملیگا۔ عیسٰی علیہ السّلام نے کہا۔ مرد تھا یا عورت۔ سخی تھا یا بخیل۔ اور تیرا نام کیا تھا۔ سر بوسیدہ نے کہا۔ میں مرد تھا بادشاہ سخی میرا نام جمجاہ شاہ اور کئی بادشاہ میرے زیر فرمان تھے۔ اور ہر روز ہزار فقیر محتاج کو میں ہزار دینار دیتا۔ اور ہر روز بھوکوں کو کھانا کھلاتا۔ اور ہر روز ننگوں کو کپڑا پہناتا۔ مگر خداوند عزوجل کو نہ جانتا تھا۔ بت پرستی کرتا تھا۔ حقیقت میں سر بوسیدہ سے پھر پوچھا۔ تیرے مرنے کو آج کتنا عرصہ ہوا اور کس حال میں تو مرا۔ ملک الموت کی شکل۔ اور ہیبت تو نے دیکھی وہ کیسی تھی بیان کر۔ کہا مجھکو آج مجھکو مرے سو برس ہوئے۔ یکایک بیمار ہوا۔ ہزار طبیب میرے نوکر تھے کسی کی دوا نے فائدہ نہ کیا۔ بیہوشی ہو گئی۔ اور اس حالت سکرات میں۔ میں نے ایک آواز سنی کہ روح جمجاہ کی قبض کر کے دوزخ میں لیجاؤ۔ پھر ایک لمحہ کے بعد ملک الموت مہیب شکل بھیانک ایسا کہ سر اس کا آسمان پر اور پاؤں تحت الثریٰ میں میرے سامنے آکھڑا ہوا۔ اور کئی منہ اسکے تھے۔ میں نے دیکھا اور مارے ڈر کے اس سے بہت زاری کی۔ نہ سنا۔ پھر عیسٰی علیہ السلام نے پوچھا۔ کہ سکرات تم پر کیسی گذری تھی۔ اسنے کہا۔ میں نے حضرت عزرائیل کو دیکھا۔ کئی فرشتے انکے ساتھ ہیں کسی کے ہاتھ میں چھری اور تلوار اور کسی کے ہاتھ میں شعلۂ آتش لے کر آئے۔ اور میرے بدن پر ڈالدیئے۔ مجھکو ایسا معلوم ہوا کہ ایسی زیادہ تیز آتش نہوگی۔ کہ ذرہ اس میں سے زمین پر گرے تو ساری زمین کو جلا کر خاک کر دے۔ تمام بدن کا رگ وریشہ پکڑ کر جان تن سے کھینچنے لگی۔ میں نے ان سے کہا اے فرشتوں مجکو چھوڑ دو اور میری جان کے بدلے۔ میری سب دولت لیلو۔ ایک طمانچہ میرے مارا اور کہا حق تعالےٰ نے بعوض گناہ کافروں سے مال لیتا ہے۔ ؟ نہیں لیتا میں نے۔ کہا۔ مجھے چھوڑ دو۔ فرزند خدا کی راہ میں قربان کرونگا۔ کہا خدا تعالےٰ رشوت نہیں لیتا۔ اے پیغمبر خدا جان نکلنے میں مجھ پر ایسی تکلیف گذری۔ کہ مجھ پر ہزار شمشیر ماریں۔ جان میری قبض کر کے لے گئے بعد اسکے مجھ کفن پہنا کر قبرستان میں لے گئے اور منکر نکیر جو دنیا میں میرے ساتھ تھے آئے۔ مجھ سے کہنے لگے۔ کہ جو تم نے دنیا میں برا بھلا۔ نیکی بدی کی تھی۔ لکھو۔ اور مزا اس کا چکھو۔

لاچاری ناچار میں نے کفن کا کاغذ بنا کر۔ اعمالنامہ اپنا بدست خود لکھا۔ فلاں روز فلاں گھڑی کام میں نے کیا تھا۔ جو کرکے بھولا تھا۔ وہ یاد آگیا۔ منکر نکیر بصورت زشت میرے پاس آئے۔ انکو دیکھکر میرے ہوش جاتے رہے میں نے ایسا کسی کو دیکھا نہیں تھا۔ انکے آنے جانے میں زمین شگاف ہو جاتی تھی۔ اس ہیبت اور ہیئت سے مجھے قبر کے اندر بٹھا گئے۔ دریافت کرنے لگے کہ من ربک یعنی تیرا کون خدا ہے۔ میں نے کہا کہ تم خدا ہو۔ یہ سنتے ہی گرز آہنی سے مجکو مارنے لگے۔ اور انکی ہیبت اور دھمک سے تحت الثری ہلگئی۔ پھر پوچھا۔ کہ تیرا دین کونسا ہے۔ یہ سنکر میرے عقل و ہوش جاتے رہے۔ زبان بند ہوگئی۔ پھر دوبارہ پوچھا۔ اسے در وغگو تیرا خدا کون ہے۔ میں نے کہا تم ہو۔ پھر انہوں نے ایک گرز آتشی مجھ پر مارا۔ میں واحسرتا کرتا رہا۔ اور کہتا تھا کہ کاش پیدا نہ ہوتا۔ تو اچھا تھا۔ کہاں جاؤں اور کس سے فریاد کروں۔ کوئی سنتا نہ تھا۔ (مگر خدا رحمٰن ورحیم ہے) اور ہزار برس کی بادشاہی۔ اور دنیا کی خوشی اس گور کے عذاب وسوال وجواب سے مجھے تلخ تھی۔ اور کہا خدا کا غضب اسپر موجود خدا کی نعمت یاد سے۔ اور غیر کو پوجے۔ پھر بعد ایک لحظہ کے مشرق و مغرب کی زمین آکے مجکو دبانے لگی۔ ایسا کہ تمام بدن کی ہڈیاں درہم و برہم کر ٹوٹنے لگیں۔ پھر زمین نے کہا کہ اسے دشمن خدا۔ تو میری پشت پر تھا۔ اور کفر کرتا تھا۔ اب تو میرے پیٹ کے اندر آیا۔ اب قسم خدا کی تجھ سے حق اللہ کا بجھونگی۔ اور پھر دو فرشتے آئے سیاہ پوش خشمناک۔ ایسا کسی کو میں نے نہیں دیکھا۔ مجھکو یہاں سے عرش کے نزدیک لے گئے۔ مجکو بھروسہ ہوا کہ میں خدا کی رحمت کی جگہ آیا۔ اتنے میں عرش کے کنارے سے ایک آواز آئی۔ کہ شقی کو دوزخ میں بھیجو۔ عرش کے پاس چار کرسیاں جواہر کی ہیں۔ ایک ابراہیم خلیل اللہ۔ دوسری موسیٰ کلیم اللہ۔ تیسری پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور چوتھی پر ایک مرد خشمناک بیٹھا زنجیر اسکے پاس موجود ہے۔ نام اسکا مالک۔ جو میں مجھکو انکے پاس لے گئے۔ اس نے مجکو دیکھتے ہی ایک جھڑکی دی۔ میرے تمام بدن پر لرزہ آگیا۔ وہ بولا اس کمبخت کو اس لوہے کی زنجیر سے باندھ کر رکھو۔ مجھکو قید شدید میں رکھا۔ پھر میرے بدن سے کھال نکالکر سانپ بچھو کے منہ میں اور دوزخ کے اندر ڈال رکھا۔ اے حضرت اگر اس زنجیر کا ایک حلقہ زمین پر آجائے تو تمام خلائق روے زمین ہلاک ہو جائے۔ اور میری زبان پر مہر کردی۔ کچھ بات نہیں کرسکتا تھا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے جیحاہ آتش دوزخ کیسی تھی۔ وہ بیان کر۔ اس نے کہا۔ اے پیغمبر خدا دوزخ کے درجات سات ہیں۔ ہاویہ۔ سعیر۔ سقر۔ جہنم۔ لظی۔ حطمہ۔ یہ سب کے نیچے سب ہے۔ اسے پیغمبر خدا۔ اگر آپ اہل دوزخ کو دیکھتے تو کہتے۔ انپر خدا کا غضب ہے۔ کہ انکے نیچے اوپر۔ داہنے بائیں۔ آگے پیچھے شعلہ آگ ہے اللہ بعد کے پیاسے لوگ جل رہے ہیں۔

وہاں کھانا پینا اور سایہ نہیں ہمیشہ سوائے غم کے خوشی اور راحت ندارد ہے۔ منہ انکا مانند سیاہ انگارے کے۔ اور ہمیشہ گریہ و زاری میں رہتے ہیں۔ اور توبہ وہاں قبول نہیں۔ اور ہر لحظہ آواز آتی ہے۔ اے اہل دوزخ۔ تمہارا طعام ہمیشہ آتش دوزخ ہے۔ تم ایندھن دوزخ کے ہو۔ جلتے رہو پھر ہمکو وہاں سے ایک درخت کے پاس دوزخ کے اندر لے گئے۔ اسکا نام شجر زقوم ہے پس میں نے وہاں کھانیکو مانگا۔ وہ درخت جس کو ہندی میں سینڈھ اور تھوہر کہتے ہیں۔ اسے کھانے کو دیا۔ حلق بند ہوگیا۔ نہ وہ نیچے اترتا ہے نہ اوپر آتا ہے۔ مارے درد و سوزش کے میں چلاتا رہا کہ مجکو پانی ملے۔ لقمہ حلق سے اترے۔ تب قدح بھر کے گرم پانی جہنم سے لادیا۔ جب میں نے اس کو پیا۔ گوشت پوست ہڈی تک جلکے خاک ہوگئی۔ زاں بعد ایک جھڑکی کی آواز آئی۔ ایسی کہ جملہ گوشت پوست ہڈی رگیں جیسی تھیں ویسی ہوگئیں جسم بنگیا۔ اور پھر پاؤں کے تلوے سے سر تک میرے آگ لگ گئی۔ جلتا رہا اور فریاد کرتا رہا۔ کہ اے قوم مجھ کو کوئی چیز پہننے کو دو۔ کہ آتش دوزخ سے امان پاؤں۔ تلوے آگ دوزخ سے میرے جل رہے ہیں۔ پھر مجکو نعلین آتشی لاکر پہنادی۔ اور کہا کہ اے بدبخت۔ جزا عمل کی چکھتو۔ اب سوا عذاب کے اور کچھ نہیں ملیگا۔ کیونکہ دنیا میں عمل بد کیا تھا۔ اور خدا کو نہیں مانا تھا۔ اور اسکے عذاب سے نہیں ڈرا تھا۔ اسنے خالق سے شرم نہ کی۔ اور اسکی عبادت نہ کی۔ اور اسکی نعمت کا شکر بھی نہیں بجالایا تھا۔ پس طپش نعلین سے میرا مغز کان اور ناک سے نکل پڑا۔ اے روح اللہ میرے کھانے کی چیز سوا آگ اور دود و تھوہر کے اور کچھ نہ تھی۔ پھر وہاں سے مجکو ایک پہاڑ پر فرشتہ لے گیا۔ اس پہاڑ کا نام سکرات ہے۔ لمبائی اسکی تین ہزار برس کی راہ۔ اور اس میں ستر چاہ آتشی تھے۔ اور اس میں سانپ و بچھو تھے جب دانت نکالتے تو انکے دانت کی کٹ کٹاہٹ کی آواز سو برس کی راہ تک جاتی تھی۔ جب کسیکو کاٹتا۔ تو وہ خاک ہوجاتا۔ اگر اسکے دانت کے زہر کا ایک قطرہ زمین پہ گرجائے تو زمین جلکر راکھ ہوجاوے۔ ہر روز تین سو مرتبہ سکرات ہوتی ہے۔ پھر مجکو وہاں سے۔ ایک چشمہ میں لے جاکر ڈالدیا جہنم میں دوزخیوں کے پاس جا پہنچا۔ اور اس چشمہ کی لمبائی سو برس کی راہ تک جاتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔ اس چشمہ کا کیا نام ہے۔ کہا اسکو غضبناک کہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ غضبناک رہتا ہے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام نے سنا بہت روئے۔ اور بیہوش اٹھکے جاتے رہے۔ کہا۔ اس چشمہ کا کیا عذاب تمپر گذرا۔ بیان کرو۔ کہا جب میں نے پاؤں اس چشمہ میں رکھا۔ ہفتاد اعضا جسم کے جل گئے۔ مالک دوزخ نے ایک جھڑکی دی اس چشمہ میں گر پڑا۔ یا روح اللہ عذاب اس چشمہ کا۔ عذاب اکبر ہے۔ ایسا کہ ہڈیاں جلکر خاک ہوگئیں۔ اور اول جو عذاب گذرا۔ وہ اصغر تھا۔ اگر اس عذاب کی کیفیت سو برس بیان

کیوں تو بیاں نہو۔ پھر مجھکو اس چشمہ سے نکالکر ایک چاہ میں ڈالدیا۔ ایسا لمبا چاہ ہے۔ کہ اسکی ہزار
برس کی راہ ہے۔ اسکو بیت الاحزان کہتے ہیں۔ پھر مجھکو ایک تابوت میں رکھا۔ کہ طول اسکا تین
کوس کا ہے۔ اور جو شیطان نے مجھکو دنیا کے اندر خدا کی راہ سے بھٹکا کر گمراہ کیا تھا۔ اور غرور
میں ڈالا تھا۔ مجھ پر مؤکل کیا۔ آج چار برس سے اس تابوت کے اندر ہوں۔ اسوقت ایک آواز آئی
کہ جمجاہ کو آج دنیا میں بر سر راہ عیسیٰ علیہ السلام کے ڈالدو۔ کیونکہ اس نے کچھ ثواب کا کام
کیا تھا۔ دنیا میں بہت غلام اور لونڈی آزاد کئے تھے۔ اور بھوکوں کو کھانا کھلایا۔ اور پیاسے کو
پانی پلایا تھا۔ اور ننگوں کو کپڑا دیا تھا۔ اور غریب غربا پر مہربانی کی تھی۔ اور مسافروں کی خبر گیری کی تھی
اور روز ازل میں سے لکھا ہے کہ جمجاہ کو عذاب آخرت سے رہا کر کے دنیا میں بھیجدونگا۔ یہ کہنا میں نے
سُنا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے جمجاہ سے پوچھا۔ تم کس قوم سے ہو۔ وہ بولا میں قوم الیاس نبی کی
ہوں۔ تب عیسیٰ ع نے فرمایا۔ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ اور خدا سے کیا چاہتے ہو۔ جمجاہ نے کہا
یا نبی اللہ تم کو خدا کی قسم مجھ بیچارہ گناہ گار کے لئے آپ دعا کریں۔ مجھکو اللہ اس عذاب سے
نجات بخشے۔ زندہ کر کے پھر دنیا میں بھیجدے۔ میں اسکی بندگی کروں گا۔ اور اسی سے مدد چاہونگا
تب عیسیٰ علیہ السلام نے اسکے حق میں اللہ سے دعا مانگی۔ خدایا تو بیشک سب سے مانند سب بادشاہوں
کا بادشاہ ہے۔ اور تو سب کا پیدا کنندہ اور مارنے والا سب کی فریاد سننے والا ہے۔
میری دعا قبول کر کے اس بیچارہ جمجاہ کو زندہ کر تاکہ دنیا میں تیری عبادت کرے۔ اور حق عبودیت
تیرا بجا لاوے۔ حق تعالےٰ نے فرمایا۔ اے عیسیٰ میں نے روز ازل میں لکھا ہے کہ تیری دعا
سے جمجاہ کو زندہ کر کے پھر دنیا میں بھیجونگا۔ اسکی توبہ قبول کرونگا۔ عذاب سے خلاصی دونگا۔
کہ دنیا میں وہ سخی اور دوستدار فقیر و مسکین کا تھا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کلام سنکر شکر
خدا ادا کیا۔ اور خوش ہو کر جمجاہ کی ہڈیوں پر کہا۔ اے ہڈیوں گوشت پوست پراگندہ ہوئے
ہوئے خدا کے حکم سے جمع ہو۔ تب خدا کے حکم سے اسیوقت جتنی ہڈیاں اور گوشت پوست جمجاہ
کے تھیں۔ ہیئت اصلی پر جسم مرکب بن گیا۔ اور زندہ ہو کر یہ کلمہ کہا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد
ان عیسیٰ رسول اللہ۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ خدا واحد ہے۔ اور عیسیٰ رسول اللہ برحق ہیں۔ اور
بہشت اور دوزخ اور بعث و نشر سچ ہے۔ پھر جمجاہ نے دنیا میں انتی بار زندگی کی۔ اور خدا کی
عبادت میں سرگرم رہتا دنیا کا کام نہیں کرتے۔ آخر سجادہ مسلمانی پر رکھ کر شربت موت کا پیا
اور خدائے کریم و رحیم نے فضل و کرم سے گناہ اسکا عفو کر کے جنت عطا فرمائی۔
(یہی وہ ہیں جنہوں نے جنت اور دوزخ دونوں کا مشاہدہ کیا) انہ غفور رحیم۔ فقط
مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے۔ کہ جسوقت بندہ مومن با ایمان مرتا ہے۔ فرشتے رحمت کے۔

نازل ہوتے ہیں۔ کفن اور خوشبو جنت سے لاتے ہیں وہاں کے سامنے بیٹھتے ہیں۔ بعد اس کے۔ ملک الموت سامنے آکر بیٹھتا ہے۔ اور کہتا ہے نفس پاک نکل اور چل طرف رحمت خدا۔ لاتے ہیں کہ بس روح جسم سے نکلتی ہے۔ پھر اس روح کو آسمان پر لے جاتے ہیں۔ پھر فرشتے کہتے ہیں کہ یہ کس کی روح ہے۔ کہ تمام آسمان معطر ہوگیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میت کو قبر میں اتارتے ہیں۔ قبر کہتی ہے تیرا بھلا ہو مجھے بھول گیا تھا۔ میں اندھیری جگہ اور تنہائی کا مکان ہوں اگر مردہ نیکی کرنے والا ہو تو۔ کوئی اسکی طرف سے جواب دیتا ہے۔ اے قبر تو کیا کہتی ہے۔ یہ شخص صالح تھا۔ جو کوئی کام کرنے کا تھا۔ اور جو نہیں کرنے کا تھا۔ قبر کہتی ہے۔ ایسا تھا تو میں گلشن ہوجاؤنگی۔ تب اسکا مکان نور ہوجاتا ہے۔ پہلے سے جو مرگئے ہیں کہتے ہیں۔ تو ہم سے کیوں عبرت نہیں لی۔ کہ ہمارے اعمال موقوف ہو گئے۔ اور تو نے مہلت پائی تھی۔ جو کام ہم سے نہیں بن آئے۔ تو نے کیوں نہ کیئے حدیث میں آیا ہے کہ جب نیک بندے کو گور میں اتارتے ہیں اسکے نیک اعمال اسکو گھیر لیتے ہیں اور بچاتے ہیں۔ جب عذاب کے فرشتے پاؤنکی طرف سے آتے ہیں نماز سامنے آکر کہتی ہے آنے نہ دونگی۔ یہ شخص حق تعالےٰ کے واسطے نماز میں بہت قیام کیا کرتا تھا۔ جب سر کیطرف سے آتے ہیں روزہ کہتا ہے آنے نہ دونگا۔ یہ شخص دنیا میں بہت بھوکھ اور پیاس سہارتا رہا ہے۔ اور جب بدن کیطرف سے آتے ہیں۔ حج اور جہاد کہتے ہیں ہم آنے نہ دینگے۔ کیونکہ اسنے تن پر بہت محنت اٹھائی ہے۔ اور جب ہاتھ کیطرف سے آتے ہیں۔ خیرات کہتی ہے اسے عذاب نہ دو کیونکہ اسنے ہاتھ سے صدقہ دیا ہے۔ تب فرشتے کہتے ہیں تجھے مبارک ہو۔ پس رحمت کے فرشتے آتے ہیں۔ اور اسکی قبر میں بہشت کا فرش لا کے بچھاتے ہیں اور گور کو اسپر کشادہ کرتے ہیں جہانتک نظر جاوے اور بہشت کی ایک قندیل لاتے ہیں۔ روز قیامت تک اسکے نور میں رہتا ہے۔ اور جو جنازہ کے ساتھ آئے ہوں۔ سنتا ہے۔ اور کوئی اس سے بات نہیں کرتا۔ مگر قبر بولتی ہے۔ کیا میری ہول اور تنگی کی خبر لوگ بارہا نہ کہتے تھے۔ میرے واسطے تو نے کیا تیاری کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص موت کو بہت یاد کریگا۔ اور توشۂ آخرت کے سامان میں مشغول رہے گا۔ بعد مرنے کے اپنی قبر کو باغ پائیگا باغہائے جنت سے۔ اور وہاں ایک چہرہ نورانی نظر آئیگا۔ چاند سے زیادہ خوبصورت اور مشک سے زیادہ معطر یہ شخص پوچھے گا۔ کہ تو کون ہے۔ وہ کہیگا میں تیرا نیک اعمال ہوں۔ اور اخلاق حمیدہ دروازہ آسمان کا کھولدیتے ہیں۔ اسطرح ساتوں آسمان پر لے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اس میرے بندے کا نام علیین میں لکھو اور لیجاؤ اسکی روح کو اسکے بدن میں۔ پھر اس سے سوال و جواب ہوتا ہے۔ پھر کہتے ہیں کیا جانتا ہے۔ اس شخص کو کہ تم میں پیدا ہوا تھا۔ ہدایت کیواسطے وہ کہتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کیونکر جانا۔ وہ کہتا ہے۔

کتاب اللہ رب انہوں نے پہنچائی۔ اور سنائی میں نے اسکی تصدیق کی۔ پھر آسمان سے ایک آواز آتی ہے۔ کہ سچ کہتا ہے میرا بندہ۔ اور ایک دروازہ بہشت کا اسکی قبر کیطرف کھول دو۔ کہ ہوا خوش بہشت کی اسکی قبر میں آیا کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آخرت کے سفر کی بہت سی منزلیں ہیں۔ انمیں سے منزل اول قبر ہے اگر یہ منزل آسانی سے کٹی تو سب منزلیں آسان ہوجاتی ہیں۔ اور اگر اول منزل دشوار ہو گئی تو اور سب بھی دشوار ہوجاتی ہیں۔

(ترجمہ حدیث)۔ روایت ہے حضرت عائشہ رضؓ سے۔ کہا آپ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب سے آپنے مجھ سے ذکر منکر نکیر کی آواز اور قبر کے دبانے کا حال فرمایا ہے۔ کوئی چیز مجکو نافع نہیں ہوتی۔ آپنے فرمایا اے عائشہ منکر نکیر کی آواز اہل ایمان کے کان میں ایسی ہوگی جیسے سرمہ آنکھ میں لذت بخش ہوتا ہے۔ اور قبر کا دبانا مومن کے حق میں ایسا راحت بخش ہوگا۔ جیسے ماں مشفقہ سے اسکا بیٹا درد سر کی شکایت کرے۔ اور وہ اسکے سر کو نرم نرم دبائے۔ مگر خرابی انکے لئے ہے۔ جو احکام کے بارہ میں شک رکھتے ہیں۔ وہ قبر میں دبائے جائیں گے۔

روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حضرت عزرائیلؑ آئے۔ اور قبض روح کا ارادہ کیا۔ آپ نے پوچھا کہ مجکو کہاں لئے جاتے ہو۔ انہوں نے کہا میں آپکو اے دوست جو سراسر مکر و فریب ہے دار سرور کیطرف سے جاتا ہوں۔ اور دار محنت سے دار نعمت کیطرف لئے جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے پہلے دکھلا دو جب چلتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا یہ ہو نہیں سکتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے انکار کیا۔ حضرت عزرائیل نے کہا میں آپکو زبردستی لے جاؤنگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آگیا۔ اور ایک طمانچہ مارا ان کی آنکھ باہر گئی آپ لوٹ گئے۔ اور رب العزت سے فریاد کی۔ حکم ہوا ہمارے شفاخانہ حقیقی سے دوا لو اور آنکھ میں لگاؤ۔ شفا پاؤ گے اور دوبارہ جاؤ اور ہمارا حکم نامہ لے جاؤ۔ اور یہ کہو اَخَّرْتُكَ إِلَى مَوْلَاكَ إِلَى مَنْ هَوَاكَ۔ چنانچہ حضرت عزرائیل پھر آئے اور کلمات کہے۔ آپ یہ کلمات سنکر وجد میں آگئے۔ اور فرمانے لگے جلدی کرو جلدی کرو۔ کہ میں تو اسکے دیدار کا مشتاق ہوں۔

لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی وفات کا وقت قریب آیا۔ اور عزرائیل علیہ السلام آئے۔ اور اوپر تمام ساکنان بہشت کو حکم ہوا کہ ہمارے خلیل اللہ کے استقبال کو جاؤ۔ آپ نہایت ملول ہوئے اور ایک نعرہ مارا۔ حضرت عزرائیل بولے۔ اے خلیل اللہ یہ تو مژدہ وصال ہے۔ نہ جائے رنج و ملال۔ آپنے فرمایا۔ اے اخی مجکو خلیل کہا جائے۔ اور میرے لینے کے لئے اغیار کو بھیجا جائے میں اس سبب سے شکستہ خاطر ہوں۔ فَتَجَلَّى رَبُّهُ۔ اسکے رب نے جلوہ دکھا دیا۔ پس لقائے دوست سے مشرف ہوتے ہی۔ آپکی روح معشوق حقیقی کیطرف پرواز کر گئی حضرت عزرائیل حیرت میں رہ گئے۔ پھر آپ اور فرشتے اڑ گئے۔ مگر انکی پرواز کو نہیں پہونچ سکے۔ ہر بار ندا آتی تھی

وَصَلَ الحَبِیبُ اِلیٰ الحَبِیبِ۔ حبیب اپنے حبیب کے پاس پہنچ گیا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو لڑکا معصوم فوت ہو جاتا ہے۔ قیامت کے دن دروازہ بہشت کا پکڑ کر کھڑا ہو جاویگا۔ کہ خداوند جبتک میرے ماں باپ بہشت میں نہ جالیں دوسرا کوئی نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماوینگے۔ کہ مجکو ان سے حساب کرنا ہے۔ تب وہ لڑکا کہے گا۔ الٰہی میرا بھی تجھ سے حساب ہے۔ حکم ہوگا تو مجھ سے کیا حساب رکھتا ہے۔ وہ عرض کریگا۔ کہ الٰہی تو رحیم و کریم ہے۔ اگر تجھ سے عرض حساب کروں کس سے کہوں۔ اول یہ کہ تو مجکو گوشہ عدم سے صحرائے وجود میں لایا۔ اور نو مہینے ماں کے پیٹ میں قید رکھا پھر بہزار تکلیف پیدا کیا۔ ہنوز میں نے شاخ زندگی سے ثمرہ جوانی کا نہ کھایا۔ اور کچھ لطف زیست کا نہ اٹھایا۔ کہ حضرت عزرائیل نے راہ عدم دکھائی۔ باوجود اس عاجزی کے میں تجھ سے راضی ہوں۔ تو بے نیاز اور بندہ نواز ہے اگر میری التماس سے میرے ماں باپ بخشدے نہایت ذرہ پروری ہے اسوقت اللہ تعالیٰ دو فرشتے انکے ماں باپ کیصورت انکے پاس بھیجیگا۔ تب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بتقضائے کمال شفقت اور امت نوازی کے بہشت کے دروازے پر تشریف لائیں گے۔ اور فرمائیں گے۔ اے لڑکے یہ تیرے ماں باپ ہیں۔ وہ کہیگا یا رسول اللہ میں نہیں جانتا۔ آپ فرمائیں گے کہ انکو سونگھ بوئے پدر و مادری کی شفقت سے جب وہ سونگھے گا۔ چلائیگا۔ الٰہی یہ میرے ماں باپ نہیں پوچھا جائیگا یہ تو نے کیونکر جانا۔ کہے گا۔ بوئے شفقت پدری سے۔ پس جہنم سے نکلوا کر جنت میں لے جائیگا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور تم سے ملکر رہیگی۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ لذتوں کی توڑنے والی چیز موت کا کثرت سے ذکر کرنا ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حشر کے دن شہدا کے ساتھ اور کوئی بھی اٹھے گا۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں وہ شخص جو رات دن میں بیس مرتبہ موت کو یاد کریگا۔ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ موت کے برابر کوئی واعظ نہیں ہے۔ یعنی نصیحت کرنیکو موت ہی کافی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے دو واعظ چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک واعظ ساکت یعنی موت اور دوسرا واعظ ناطق یعنے قرآن مجید۔

موت بڑی ہولناک چیز ہے۔ اور موت کے بعد کے واقعات اس سے زیادہ خوفناک ہیں۔ اور دنیا سے نفرت اسوقت ہوگی جبکہ موت کا فکر اور خیال ہوگا۔ کہ عنقریب ہم پر کیا آفت آنیوالی ہے۔ یاد کرو کہ کتنے ہمارے دوست آشنا عزیز و اقارب کہاں گئے۔ ہمیں بھی اس دنیا سے ایک دن جانا ضروری ہے۔

جس شے کے آنیکا کوئی وقت مقرر نہیں اسکی فکر تو ہر وقت ہی ہونی چاہیئے۔ پس اپنی امید و نپر خاک ڈالو اور آرزوؤں کے گھوڑے دوڑاو نہیں۔ یعنے آرزوؤنکو بڑھنے نہ دو۔ خدا جانے گھنٹہ بھر بعد میں کیا ہوتا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی قسم کھا کر فرمایا ہے۔ کہ نوالہ منہ میں رکھتا ہوں۔ اور یقین نہیں

رکھتا کہ حلق سے نیچے اترے گا۔ ممکن ہے کہ نوالہ کھاتے ہی اچھو پڑ جائے۔ پھندا لگ جائے۔ اور دم نکل جائے۔ لوگو! تم کو عقل ہو تو آپ کو مردوں میں شمار کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔ جو کچھ کہ وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ ضرور آنیوالا ہے۔ اور جو آنیوالا ہے۔ وہ بہت قریب ہے۔ اگر تم کو جنت میں جانے کی خواہش ہے تو دنیا کی بیہودہ امیدوں کو کم کرو۔ اور موت کو پیش نظر رکھو۔ اور اللہ سے شرماؤ۔ جیسا کہ شرمانے کا حق ہے۔ انشاء اللہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے

کشف قبور۔ اول اکیس بار یَا رَبُّ کہوے۔ اور بطرف آسمان یَا رُوْحُ اور بقبر یَا رُوْحُ اور بدل یَا رُوْحَ الرُّوْحِ ضرب کرے۔ حال میت معلوم ہوئے علانیہ خواب میں۔ دیگر نزدیک قبر پر بیٹھے اول فاتحہ میت پر پڑھے اسکے بعد آسمان کیطرف اِکْشِفْ لِیْ یَا نُوْرُ پھر دل پر ضرب کرنے اِکْشِفْ یَا نُوْرُ بعد میں قبر پر ضرب کرے عَنْ حَالِہٖ و متوجہ بقلب ہوئے۔

نقل ہے۔ کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ صاحبہ کا انتقال ہوا اپنا پیرہن انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنایا۔ اور قبر میں انکے برابر لیٹ کر ایک ہاتھ اوپر لب گور پر رکھا۔ اور دوسرا ہاتھ اوپر لب گور پر رکھا۔ تھوڑی دیر اسیطرح رہے۔ بعد کو باہر تشریف لائے۔ ابوبکر رض نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے جو انکے ساتھ کیا وہ کسی کے ساتھ نہ کیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ بہت حقوق انکے میری گردن پر تھے۔ انہوں نے بہت میرے ناز اٹھائے۔ اور میرے کہنے سے ایمان لائیں۔ اور ایمان لانے پر ابوطالب مجھ سے خفا ہو گئے۔ یہ اسواسطے کیا عذاب گور نہ ہو یہانتک اللہ نے بخشدیا۔ تب میں باہر چلا آیا۔ کہا یا رسول اللہ گور کا ملنا سب کے لئے ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں یہ سنکر۔ رونے کا شور صحابہ میں ہوا۔ اور چاروں طرف سے رونے کی آواز آنے لگی۔ اور عرض کیا کہ اے سردار عالم ہر شخص کی قبر میں آپ نہیں جاوینگے۔ اور ہر شخص کو اپنا پیرہن نہیں پہنا دینگے۔ ہمارا کیا حال ہوگا۔ سب کے سب غمگین تھے۔ اور کھانا پینا چھوڑ دیا۔ حضرت جبرائیل نے خداوند جلیل کا حکم پہنچایا۔ اور فرمایا۔ اے احمدؐ کیوں بندوں کو غمناک کر دیا۔ اور انکے دل کیوں شکستہ کر دیئے۔ اگر تو نے فاطمہؓ کو پیراہن اپنا پہنایا اور اور انکو ہم حلہ پہنا دینگے۔ اور اگر تو اپنی دایہ کے ساتھ قبر میں آیا تو ہماری رحمت انکی مونس ہوگی۔ اپنی امت کو فرماؤ کہ اگر رات میں چار رکعت نماز پڑھیں پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد اسی دفعہ سورہ اخلاص پڑھیں اور دوسری رکعت میں ساٹھ بار اور تیسری رکعت میں چالیس بار اور چوتھی رکعت میں بیس بار۔ اے محمد صلعم جو کوئی یہ نماز پڑھیگا حق تعالے اسکو عذاب قبر اور بھینچنے قبر سے محفوظ رکھے۔ صحابہ وغیرہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ دعا کیجیئے کہ حق تعالی آپکی امت پر عذاب قبر کو آسان فرمائے۔ جبرائیل علیہ السلام آئے۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ اللہ تعالے نے آپکی امت کے لئے ایک ہدیہ بھیجا ہے۔ کہ جو کوئی جمعہ کی رات میں دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار۔ اور اذا زلزلت الارض

تین بار پڑھے۔ تو حق تعالیٰ اسکو عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ اور جو کوئی ہر روز ایک ساٹھ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اسکو عذاب قبر اور عذاب کیڑوں سے محفوظ رکھے۔ قبر کے عذابوں میں سے ایک عذاب یہ ہے صورت مسخ کرکے سر اسکا گدھے کا سا۔ اور صورت اسکی سور کی مانند ہوگی۔ یا اللہ تیری پناہ ۔ جو کوئی ہر نماز کے بعد اسکو پڑھ لیا کرے۔ وہ دنیا سے انشاء اللہ تعالیٰ با ایمان اٹھے۔ اور خاتمہ بخیر ہوگا۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

نماز جنازہ ۔ مرد مسلمان کو غسل دینا۔ اسکی تجہیز و تکفین کرنی اور اسکی نماز پڑھنی فرض کفایہ ہے۔ یعنی چند آدمی یہ کام کرلیں گے۔ تو سب سے فرض اتر جائیگا۔ ورنہ سب کے سب گنہگار ہونگے۔ جب کوئی شخص نزع کیحالت میں ہو اسکا منہ قبلہ کیطرف کردینا چاہیئے۔ اور اسکے پاس بیٹھکر کلمہ باآواز پڑھنا چاہیئے۔ تاکہ وہ بھی پڑھے۔ اس سے یہ کہنا نہ چاہیئے کہ تم پڑھو۔ مبادہ گھبراہٹ میں وہ انکار کردے۔ مرنے کے بعد غسل و کفن دیکر نماز جنازہ اسطرح پڑھیں کہ تکبیر کہکر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور باندھ لیں پھر سبحانک اللھم پڑھیں۔ مگر ولا الٰہ غیرک سے پہلے وجل ثناءک زیادہ کریں پھر تکبیر کہکر درود شریف پڑھیں۔ پھر تکبیر کہکر یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا۔ اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔

ترجمہ۔ الٰہی بخشدے ہمارے زندوں کو اور مردوں کو۔ اور حاضر و غائبوں کو اور چھوٹوں اور بڑوں کو اور مردوں اور عورتوں کو۔ یا اللہ تو ہم میں سے جسکو زندہ رکھے اسکو اسلام پر زندہ رکھ۔ اور جسکو ہم سے وفات دے۔ تو اسکو ایمان کے ساتھ اٹھا۔ اور مردہ **بچہ نابالغ** ہو تو یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔ ترجمہ اے اللہ اسکو ہمارے واسطے منزل پر آگے پہنچنے والا بنا۔ اور اسکو ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ بنا اور اسکو ہمارے لئے شفاعت کرنے والا اور شفاعت قبول کیا ہوا بنا ۔ اگر میت لڑکی کی ہے تو اسکے لئے یہ دعا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً

یہ دعا پڑھکر پھر تکبیر کہیں۔ اور سلام پھیر دیں۔ ہاتھ صرف اوّل تکبیر میں اٹھائے جاتے ہیں باقی میں سینہ پر ہیں زبان سے تکبیر کہدیتے ہیں اور اشارہ کردیتے ہیں ؎ ملک دنیا سراسر فانی ہے ۔ وہم باطل یہ زندگانی ہے ۔ کوئی دنیا میں خوبصورت ہو ۔ گرچہ حور و پری کی صورت ہو ۔ موت اس کا سنگار توڑے ہے ۔ جب وہ توڑے تو کون جوڑے ہے ۔ گل و گلزار پر ہے گرچہ بہار ۔ اسکے درپے ہے پر خزاں کا خار ۔ نہ رہا آہ یوسف کنعاں ۔ مرگئے اور لاکھوں ہی خوباں ۔ نہ کسیکی بہار ہے باقی ۔ نہ محافل نہ مطرب و ساقی ۔ اٹھ گئے یار یادگار رہے ۔ جان اس غم میں بیقرار رہے ۔ غم جدائی کا سخت تر ہے وصال ۔ کس سے ہووے بیان اسکا حال

نماز جنازہ

نماز بچہ نابالغ

نماز لڑکی

نفاق } لَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ۔ آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو نام رکھو۔ لَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ۔ یعنے ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کیا کرو۔ کیا تم میں کا کوئی شخص اس بات کو پسند کرے گا۔ کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ اسکو تو تم ضرور ہی ناپسند کرو گے (غیبت کا بیان دیکھو) لَا تَقَاطَعُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا۔ یعنے آپس میں قطع محبت نہ کرو۔ اور نہ ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے برا کہو یعنی غیبت نہ کرو۔ اور نہ آپس میں عداوت رکھو۔ اور نہ حسد کرو۔ بلکہ خدا کے بندے آپس میں بھائی بنکر رہو۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔ یعنے مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ۔ یعنے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ پھر کیا حق اخوت اسی کا نام ہے کہ سب آپس میں لڑتے جھگڑتے اور مرتے کٹتے رہیں۔ حق اخوت تو یہ ہے کہ ایک دوسرے سے محبت اور نرمی کا برتاؤ کرو۔ کسی سے ایسا سخت کلمہ نہ کہا جاوے کہ جس سے اسے رنج پہنچے۔ اگر کوئی مشورہ طلب امر ہو تو۔ وہ ہر ایک کے مشورہ سے ہونا چاہیئے۔ اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اگر ہماری رائے غلطی پر ہوگی تو اصلاح ہو جائیگی۔ اور اس سے نفاق دور ہوگا۔ فرمان اللہ تعالیٰ کا ہو۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا اور مضبوط پکڑو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو اس طور کہ باہم متفق ہی ہو اور باہم نااتفاقی نہ کرو۔ شاید ہی کوئی خاندان ایسا ہوگا جو اس بلائے نفاق سے محفوظ ہو۔ جہاں اس کا قدم آیا۔ آرام چین اور اتفاق و مصالحت سب نے کنارہ کیا۔ مگر عام طور پر تو ہر شخص ہی اس بلا میں مبتلا نظر آتا ہے۔ ویسے اتفاق جیسا کہ چاہیئے بہت کم نظر آتا ہے۔ یہاں تک کہ حقیقی بہن بھائی میں بھی اکثر نااتفاقی دیکھی جاتی ہے۔ گو بظاہر مل گئے۔ اور ہنس بول بھی لیا۔ مگر جب دل مکدر ہے تو یہ اوپر کا ہنس بول لینا۔ اتفاق ہرگز نہیں کہا جا سکتا۔ اور یہ سواد آخر کار ایک نہ ایک روز ضرور ہی پھوٹ کر رہیگا پس نااتفاقی جسقدر بری شے ہے۔ اسیقدر یہ وبائے عام کیطرح ہر جگہ کثرت سے پھیلی ہوئی ہے۔ اتفاق ہی ایک ایسی شے ہے۔ کہ اسکے ذریعہ مشکل سے مشکل اور اہم سے اہم کام بھی آسان ہو جاتے ہیں۔ اور جہاں یہ نہو وہاں ذرا ذرا سے کاموں کا بھی انجام دینا پہاڑ ہو جاتا ہے۔ خدا نے ہماری ضرورتیں ایک دوسرے سے وابستہ رکھی ہیں۔ قریب قریب ہمارے ہر کام میں دوسروں کی مدد کی ضرورت ہے۔ خیال کیجیئے تو کوئی کام بغیر دوسروں کی تھوڑی بہت مدد کے ہم تنہا نہیں کر سکتے۔ تقریباً ہر ایک کام میں ہم دوسروں کی مدد کے طلبگار رہتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ ہمیں آئندہ کونسی ضرورت یا مصیبت پیش آنیوالی ہے۔ اور کس مدد کی ضرورت ہوگی۔ اس لئے اگر ہم ہر ایک سے متفق نہ رہیں گے

اور ہر ایک سے حسنِ اخلاق سے پیش نہ آئیں گے تو لوگوں کے دلوں میں ہماری جگہ اور عزت و وقعت نہ ہوگی۔ اور اس حالت میں لوگ بروقت مدد ہمارے مددگار بھی نہیں ہو سکتے۔ ؎
بشر کو چاہیئے ملتا رہے سب سے زمانہ میں ٭ کسی دن کام یہ صاحب سلامت آہی جاتی ہے
اتفاق میں جو راحت اور خوشی ہوتی ہے۔ وہ نااتفاقی کی حالت میں ہرگز نہیں ہو سکتی۔ جن دو دلوں میں اتفاق ہوتا ہے۔ انکی زندگی کیسی خوشی و آرام و راحت سے بسر ہوتی ہے۔ اور برخلاف اسکے نااتفاقی میں ہزاروں مصیبتوں کا سامنا ہوتا ہے۔ اصلی خوشی کبھی نصیب ہی نہیں ہوتی۔ ذرا ذرا سی باتوں میں آئے دن جھگڑے۔ اور فسادقائم ہوتے رہتے ہیں۔ جن سے زندگی تلخ اور جنجال معلوم ہونے لگتا ہے۔ اور اس حالت میں کسی خوشی میں بھی کوئی لطف نہیں آتا۔
آپس کے طعنے وغیرہ یہ بھی نفاق کا نتیجہ ہے۔ ہمیں ہر ایک سے خواہ وہ اپنے عزیز ہوں یا غیر محبت اور اخلاق حسنہ کے ساتھ برتاؤ کرنا چاہیئے۔ اور ہمیشہ شیریں کلامی سے پیش آنا چاہیئے۔ تاکہ۔ لوگوں کے دلوں میں بھی ہماری عزت و وقعت اور محبت پیدا ہو۔ زبان شیریں ملک گیری۔ زبان ٹیڑھی ملک بانکا۔ ہمیں اصلی خوشی و راحت جب ہی مل سکتی ہے۔ جب سب ہم سے خوش نظر آئیں ورنہ چاہے کتنا ہی آرام خوشی ہو سب ہیچ ہے۔ نفاق لڑائی جھگڑے۔ اور فساد شر کی باتوں سے ہمیشہ علیحدہ رہنا چاہیئے۔ نفاق میں بجز اسکے کہ دوسروں کو۔ اور خود اپنے کو بھی رنج ہو تکلیف پہنچے۔ اور گنہگار بھی ہوں۔ اور کچھ حاصل نہیں ہوتا ہمیشہ یہی کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جو دوسرے ونکو برا معلوم ہو۔ اور نہ ہماری زبان سے کوئی ایسی بات نکلنے پائے جو کہ لوگونکے دل پر برا اثر ہو۔ ؎ جِرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامٌ ٭ وَلَا يُلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ
یعنے برچھی کا زخم تو بھر جاتا ہے۔ مگر زبان کا زخم کبھی نہیں بھرتا ٭ اگر اوروں کی طرف سے کوئی ایسی بات ہو بھی جائے۔ کہ جس سے آپس میں نفاق پیدا ہو۔ تو چشم پوشی کرنی چاہیئے۔ اور ہمیں صبر و تحمل کرنا چاہیئے۔ اور حتی الامکان اسکے انسداد کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ نہیں کہ خود بھی کشیدگی کرلی جائے۔ اس سے رفع شر ہرگز نہیں ہوسکتا۔ بلکہ فساد بڑھتا جائیگا۔ اور گرہ نفاق اور بھی مضبوط اور مستحکم ہوتی جائیگی۔ اگرچہ غصہ کے وقت تحمل اور غصہ کا روکنا۔ بہت مشکل امر ہے۔ مگر اس قول کو کبھی بھولنا نہیں چاہیے (ع) صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد ٭ اور ہمیں تو شرعاً بھی تین روز سے زیادہ ترک گفتگو کی اجازت ہی نہیں دی گئی۔ لَا يَحِلُّ لِلْمُسْلِمِ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُصِدُّ هٰذَا وَيُصِدُّ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِىْ يَبْدَءُ بِالسَّلَامِ۔ یعنے یہ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ علیحدہ رہے۔ کہ جب دونوں ملیں تو وہ اس سے منہ پھیر لیتا ہے۔ اور وہ اس سے منہ پھیر لیتا ہے۔ اور دونوں میں کا بہتر

وہی شخص ہے جو سلام کے ساتھ بولنے کی ابتدا کرے۔
اے سعید۔ ہم نے نفاق مول لیکر حکومت کی باگ دوسروں کے ہاتھ میں دیدی اسی سبب سے ایک فرنگی کا قول ہے۔ ہمیں ہندوستان کے میووں میں پھوٹ بہت پسند ہے۔

نماز } وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ جو لوگ اپنی نماز کی نگہبانی رکھنے والے ہیں وہ جنتوں میں بزرگی دیئے گئے ہیں یعنی بہشت کی نعمتوں سے سرفراز بہرہ مند ہونگے۔ وَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ۔ یعنے خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو نماز اول وقت مستحب میں ادا نہیں کرتے آخری وقت مکروہ میں پڑھتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ویل دوزخ میں ایک وادی ہے اور وادی گڑھی کو کہتے ہیں، اس وادی سے تمام دوزخی ہر روز سات دفعہ پناہ مانگتے ہیں۔ کہ اس وادی کی حرارت وگرمی ہمکو نہ پہنچے۔ غرض وہ وادی جو اول وقت مستحب میں نہیں پڑھتے آخری وقت ادا کرتے ہیں۔ انکے واسطے ہے۔ اور جو نماز اصلا نہیں پڑھتے انکا حال کیا ہوگا۔ خدا تعالےٰ سب مسلمانوں کو نماز کی توفیق دے۔ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ تحقیق نماز بدیوں اور گناہوں کے کاموں کو دور کرتی ہے حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ۔ محافظت کرو سب نمازوں کی عموماً اور میان والی نماز کی خصوصاً۔ درمیان والی نماز عصر ہے۔ کہ دن ورات کے درمیان ہے اسکی تاکید زیادہ ہے۔ اور اسواسطے تاکید زیادہ ہے۔ کہ اسوقت میں دنیا کا شغل زیادہ ہوتا ہے۔ اور کھڑے ہوا کرو اللہ کے سامنے عاجز بنے ہوئے۔ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولَٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ نیک کاموں میں دوڑتے ہیں (نماز کے لئے) اور یہ لوگ شائستہ لوگوں میں سے ہیں۔ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا۔ آفتاب ڈھلنے کے بعد سے۔ رات کے اندھیرے ہونے تک نماز ادا کیا کیجئے۔ اور صبح کی نماز بھی بیشک صبح کی نماز فرشتوں کے حاضر ہونے کا وقت ہے۔ اس آیت سے مفسرین نے پانچوں وقت کی نماز ثابت کی ہے۔ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا۔ مومنین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہیئے۔ اور خود بھی اسکے پابند رہیئے۔ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ۔ اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہ ہے۔ جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ اور پرہیزگار وہی ہے۔ جو (صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو)۔ اللہ خوب جاننے والا۔ پورا خبردار ہے۔
وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ۔ اے محمد آپ نماز کی پابندی رکھیئے۔ دن کے دونوں سرے پر (یعنی اول وقت میں اور آخر وقت اور رات کے کچھ حصوں میں سے یعنی

صبح کیوقت و مغرب کے وقت اور عشاں کیوقت نماز پڑھو۔

(۷) یَحْفَظُکَ اللّٰہُ یَحْفَظُکَ الصَّلٰوۃَ۔ اگر تو نماز کی حفاظت کریگا۔ اللہ تیری حفاظت کریگا۔ طُوْلُ الْقُنُوْتِ فِي الصَّلٰوۃِ تُخَفِّفُ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ۔ لمبا قیام کرنا نماز میں موت کی سختی کو دور کرتا ہے۔ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلٰوۃُ۔ جنت کی کنجی نماز میں ہے۔ طُوْلُ الْقِیَامِ اَمَانٌ عَلَی الصِّرَاطِ۔ نماز میں قیام طول طویل کرنا باعث ہوتا ہے پلصراط پر آسانی سے گذر جانے کا۔ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ مَنْ اَقَامَھَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ۔ نماز دین کا ستون ہے۔ پس جس نے قائم کیا نماز کو پس قائم کیا اپنے دین کے ستون کو۔ اور جس نے ترک کیا نماز کو پس خراب کیا اپنے دین کے ستون کو۔

لِکُلِّ شَیْءٍ عَلَمٌ، وَعَلَمُ الْاِیْمَانِ اَلصَّلٰوۃُ ہر چیز کے لئے نشانی ہے۔ اور نشانی ایمان کی ادا کرنا نماز کا ہے۔

اِنَّ اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ۔ بندہ سجدے کی حالت میں اپنے اللہ کو بہت نزدیک ہوتا ہے وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِيْ فِي الصَّلٰوۃِ۔ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ نماز سے زیادہ کسی فرض کی تاکید نہیں ہے۔ زکوٰۃ غنی اور آزاد پر واجب ہے اور حج بھی غنی اور آزاد پر واجب ہے لیکن نماز غلام آزاد و تونگر۔ فقیر۔ مسافر۔ مقیم۔ صحیح۔ مریض۔ سب پر فرض ہے۔ اور قیامت میں اول نماز کی پرسش ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ بعد توحید کے اول نماز کا ہی حساب قیامت میں بندہ سے ہوگا۔ پہلے فرض نماز کا شمار ہوگا۔ اگر کم ہوں تو واجب سے بھرتی کیجاویگی۔ اسپر اگر کمی رہیگی تو سنتوں سے بھرتی کیجاویگی۔ پھر اگر کمی ہوگی تو نوافل سے بھرتی کیجاویگی مگر اسمیں شرط یہ ہو کہ نیت کرے نوافل اور سنن میں کہ اس واسطے پورے ہونے فرائض کے پڑھتا ہوں۔ تاکہ قیامت میں اسکے فرض پورے ہوجائیں۔ اگر فرض پورے ہوجاوینگے تو سنن بچ رہیں گے۔ اور روزہ نفل میں بھی فرض کی قضا کی نیت کرے تو گر روزے میں کمی ہوگی۔ تو ادا ہوجائیگی۔ کیونکہ اعمال نیتوں پر ہوتے ہیں۔ کیونکہ فرض اصل ہے اور نوافل فرع ہے۔ اور حق تعالیٰ فرماتا ہے میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔ اور یاد رکھو نماز میں شروع سے آخر تک اخلاص اور حضور قلب قائم رکھو۔ جو الفاظ زبان سے کہتے ہو یا جو کام اعضا سے کرتے ہو۔ انکا اثر دل میں بھی ہو اور وقت کھڑے ہونے نماز میں نہ صرف قبلہ کیطرف منہ کرے بلکہ دلکو بھی سب چیزوں سے پھیر کر اسکی طرف پھیرے۔ اسواسطے ظاہر کے افعال باعث باطن کے افعال ہیں۔ اور مقصود بالذات افعال باطنی ہیں۔ پس جیسے کہ منہ جبتک اور طرف نہ پھیریگا۔ قبلہ کیطرف متوجہ نہوگا۔ ایسے ہی دلکو جبتک ماسویٰ سے خالی نہ کریگا۔ اسکی طرف کیونکر متوجہ ہوگا۔ اور ایسا یقین کرلے۔ کہ اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن۔ میرے کو دیکھ رہا ہے۔ اور ادنیٰ درجہ ہے اس سے کمتی نہیں۔ جیسے کسی بزرگ کے روبرو لحاظ کے مارے ادہر ادہر نہیں دیکھتا ہے۔ اور اسکی حیا اور توقیر دلمیں بیٹھی ہوئی ہوتی ہے۔ بعد اسکے ارادہ کرے اسبات کا کہ میں نماز پڑھتا ہوں۔ واسطے بجالانے حکم اسکے کے اور اسکے ثواب کی امید رکھے۔ اور اسکے عذاب کا خوف کرے۔ اور یہ بھی خیال کرے کہ وقت مناجات کا ہم اور کہے کہ مالک سے مناجات کروں کہ گناہوں میں سرشار رہوں۔ اور اسوقت لائق ہے کہ شرمندگی کے مارے

عرق پیشانی پر آجاوے۔ اور رگیں گردن کی پھڑکنے لگیں۔ اور خوف کے مارے رنگ چہرے کا زرد ہو جاوے اور نماز
میں دونوں ہاتھ اٹھانا۔ حق تعالٰے اور بندہ کے درمیان سے پردہ اٹھانے کا اشارہ ہے۔ اور بعد نیت کے ہاتھ اوپر
کو اٹھاوے۔ اور دونوں ہاتھوں کے اٹھانے سے اشارہ اس طرف ہے کہ رخصت کرتا ہوں دونوں جہان کو اور ہاتھ کو
اٹھا کر اللہ اکبر کہے۔ اور مراد اللہ اکبر سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی ذات ہے۔ کہ تمام ان چیزوں سے جو اس نے پیدا کیا ہے۔ اللہ اکبر
کے یہ معنی ہیں۔ اللہ بڑا ہے اور منزہ ہے۔ اس بات سے کہ عقل اور فہم خلق کی اسکی طرف پہنچے اللہ بڑا ہے۔ اس بات سے
کہ بندے سے حق بندگی اسکا ادا کر سکے۔ اور زبان و دل موافق ہوں ایسا نہ ہو دل کاذب بنا دے۔ پس جس وقت مصلّی نے
اللہ اکبر کہا۔ عقل آہی کے ادراک کرنے سے عاجز ہوئی۔ اللہ اکبر کے ساتھ کیوں ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں تاکہ قول و
فعل دونوں مطابق ہو جائیں۔ زبان سے اللہ اکبر کہکر خدا کی بلند شان بیان کی۔ پھر دونوں ہاتھ اوپر کی طرف اٹھا
کر اسکے عالی شان و عالی مکان کو اشارہ سے بتایا۔ یعنے وہ مولیٰ عالی شان و عالی مکان ہے۔ سبحانک اللّٰہم کہے
اس مقام میں تجلی انوار جلال آہی کی ہوئی۔ بعد اسکے تسبیح سے طرف تحمید کے انتقال کرے۔ اور بحمدک و تبارک اسمک
کہے اور اس مقام میں انوار ازلی و ابدی منکشف ہو اس واسطے کہ تبارک اسمک اشارہ ہے طرف دوام کے اور دوام کا تعلق
ہے ساتھ ازل و ابد کے۔ اور بعد اسکے کہے تعالیٰ جدک۔ اس میں اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ صفتیں جلال و
کمال اسکی منحصر کسی حد معین میں نہیں۔ پھر لا الٰہ غیرک کہے۔ اسمیں اشارہ طرف اس بات کے ہے کہ حقیقی صفتیں جلال و کمال
کی ہیں۔ اسی کے واسطے ثابت ہیں غیر کے واسطے نہیں۔ بعد اسکے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہے یعنے کہ شیطان میرا
دشمن ہے۔ اللہ تعالٰے میرا دل اسکی طرف سے پھیر دے۔ اور شیطان حسد کرتا ہے کہ یہ شخص سجدہ کرنے کیلئے مستعد ہے
اور میں بسبب ایک سجدہ نکرنے کے ملعون ہو گیا۔ اور پناہ اسوجہ سے اللہ کے ساتھ پکڑے۔ کہ جس چیز کو شیطان چاہتا ہے
اسکو چھوڑ دے۔ اور جس چیز کو اللہ طلب کرتا ہے بجا لاوے۔ پس چاہیئے دل سے متوجہ ہو کر اعوذ پڑھے۔ اور شیطان کو
بچنے کے لئے اللہ کے قلعہ میں آوے۔ اور قلعہ اسکا لا الٰہ الا اللہ ہے اسواسطے کہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے لا الٰہ الا
اللہ حصنی فمن دخل حصنی امن من عذابی۔ اور اللہ کے قلعہ میں وہی شخص رہنے والا ہے۔ جو کہ اللہ کے سوا کسی کو
معبود اپنا نہ ٹھیرا دے۔ بعد اسکے بسم اللہ پڑھے اور اسکے پڑھنے کے وقت یہ سمجھے کہ تمام چیزیں اللہ تعالٰے کی ذات
کے سبب سے ہیں۔ اور چیزیں اللہ ہی کی طرف سے ہوئی ہیں مستحق حمد کا بھی وہی ہے۔ الحمد للہ پڑھے۔ اور اسکے معنے ہیں
کہ شکر اللہ کے واسطے ہے۔ اور نعمتیں اسکی طرف سے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ سب تعریف واسطے اللہ کے
پروردگار عالموں کا۔ آخرت کا علم اس سے نکلتا ہے جیسا کہ دوسری جگہ آیا ہے۔ و آخر دعوٰھم ان الحمد للہ رب
العلمین۔ یعنے عالم آخرت کا علم بندہ کو حاصل ہو گیا۔ اور جس وقت۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یعنے بخشش کرنیوالا مہربان
کہا اسکے ساتھ ملاحظہ عالم جمال رحمت اور فضل اور احسان کا ہو گیا۔ اور جس وقت مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ یعنے مالک
ہے قیامت کے دن کا۔ تو اس سے عالم جلال اور ہول اسکے کا تصور ہو گیا۔ اور جس وقت اِیَّاكَ نَعْبُدُ۔ یعنے خاص
تیری عبادت کرتے ہیں ہم عالم شریعت پیش نظر ہوا اور جس وقت وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ یعنے خاص تجھی سے مدد چاہتے ہیں

ہیں ہم کہا۔ گویا طریقت کا راستہ معلوم ہوا۔ اور جسوقت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ کہا۔ یعنی دکھا ہمکو راہ سیدھی گویا حقیقت کیطرف عقل نے سیر کی اور جسوقت صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہا۔ یعنے راہ انکی جن پر انعام کیا تو نے گویا درجہ صالحین اور اہل کرامت کے اور مثل انبیا اور صدیق اور شہدا کے ظاہر ہوے اور جسوقت غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کہا۔ یعنے سوا انکے کہ غصہ کیا ہے۔ تو نے گویا مشاہدہ ہوگیا۔ مرتبہ فساق کے اور جس وقت وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہا۔ یعنی اوپر انکے اور راہ گمراہ ہوئے۔ تو گویا کافروں اور منافقوں کے درجے ذہن میں آئے۔ یہ ساتوں آیتیں معہ اعوذ کے کنجیاں آٹھوں بہشت کے دروازوں کی ہوگئیں۔ اور نمازی کے واسطے آٹھوں دروازے جنت کے کھل گئے۔ اور جسوقت احوال و مراتب بڑے بڑے منکشف ہوئے۔ اسکے دل میں عظمت خالق کی ٹھہر گئی۔ اور گویا ایسا خوف اسکی عظمت کا اسکے دل میں سمایا۔ کہ تاب کھڑے رہنے کی نہ رہی اور پشت اسکی جھک گئی۔ اور اپنے کو ذلیل اور عاجز سمجھ کر کبریائی اسکی بیان کرنے کے واسطے اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جاوے اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہے اور اس جگہ بار بار عظمت سے اسکو یاد کرے۔ تاکہ بسبب تکرار کرنے کے عظمت اسکی دل میں قرار پکڑے۔ بعد اسکے سر اپنا رکوع سے اٹھا کر اُمیدوار اسکی رحمت کا ہو۔ اور اپنی اُمید محکم کرنے کرنے کے واسطے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے۔ یعنی سن لیا اللہ نے۔ جس شخص نے اسکی حمد کی مراد یہ ہے کہ اس نے شکر اسکا قبول کیا۔ اور اس میں نکتہ یہ ہے کہ اس جگہ کو مصلی نے اپنی حمد کا خاص کر کے ذکر نہ کیا۔ بلکہ سب حمد کرنیوالوں کا ذکر کیا ہے۔ اسواسطے جو مسلمان اپنے بھائی کے واسطے دعا مانگے اللہ تعالے وہ چیز اسکے مانگنے والے کو عطا کرتا ہے۔ لَا يَزَالُ اللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الرَّجُلِ مَادَامَ الرَّجُلُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ۔ یعنے ہمیشہ رہتا ہے بیچ مدد آدمی کے جبتک کہ آدمی بیچ مدد بھائی مسلمان اپنے کے ہے۔ اور بعد اسکے سجدہ میں گرے اور یہ عالی درجہ عاجزی کا ہے۔ اسواسطے کہ جو اشرف و بزرگ عضو آدمی کا بدن میں ہے اسکو خاک پر کہ سب سے ذلیل ہے رکھدیا۔ اور اس جگہ بھی بنہایت عظمت اللہ تعالے کی بیان کرے۔ یعنی سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہے اور اپنے کو یہ سمجھے اور خیال کرے کہ اسی زمین سے پیدا ہوا ہوں اور اسی میں پھر مجکو جانا ہے بعضی روایت میں آیا ہے کہ ایک فرشتہ عرش کے نیچے کہ نام اس کا حزقیل ہے۔ اللہ تعالے نے اسکو امر کیا اڑ تو تیس ہزار برس وہ اڑا پھر تیس ہزار برس تک اڑا لیکن ایک کنارے عرش سے دوسرے کنارے تک نہ پہنچا۔ اسوقت فرشتہ نے کہا۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى۔ بعد اسکے سر سجدہ سے اٹھا کر دوبارہ تواضع بجا لاوے۔ اور سجدہ میں گرے اور سمجھے اول اسکے کوئی نہیں اور پیچھے اسکے کوئی نہیں اور اسیطرح باقی نماز ادا کرے۔

اللہ تعالے فرماتا ہے۔ جب بندہ الحمد للہ رب العلمین کہتا ہے۔ تو مولی فرماتا ہے۔ کہ بندہ نے میری تعریف کی۔ جب الرحمن الرحیم۔ کہتا ہے تو فرماتا ہے۔ کہ بندہ نے میری ثنا کی۔ جب بندہ مالک یوم الدین کہتا ہے تو مولی فرماتا ہے۔ کہ بندہ نے میری بزرگی بیان کی۔ جب ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے تو مولی فرماتا ہے کہ میرا بندہ جو کچھ مانگے میں وہی دونگا۔ اسیطرح جب بندہ اہدنا الصراط المستقیم آخر تک کہتا ہے

حاشیہ: یعنی ابتدا سے آخر تک پھر نماز اسیطرح پڑھتا رہے

حکم ہوتا ہے بندے کی دعا قبول ہوئی اور جو کچھ مانگتا ہے وہ دیا جاویگا۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ دروازہ کنجی ذکر کی ہے۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ کنجی دروازہ شکر کا ہے اور اَلرَّحِیْمِ۔ کنجی دروازہ رجا اور امید کی ہے اور مٰالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ کنجی دروازہ اخلاص کی ہے۔ اور اخلاص پیدا ہوتا ہے معرفت ربوبیت سے اور اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کنجی دروازہ دعا کی اور تضرع کی ہے۔ اور صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ کنجی دروازہ اُنسیت کی ہے۔ اور اقتدا کرنے کے ساتھ ارواح طیبہ کے اور طلب کرنے نزول برکتوں کے کہ بسبب اسکے سالک کو۔ اور طرف جانے سے امن حاصل ہوتا ہے اور موافق مضمون آیت کے۔ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ کلمہ آٹھویں کو کہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ ان ساتوں آیتوں کے ساتھ ملایا جاوے۔ آٹھ کنجیاں روحانیہ واسطے آٹھ دروازوں بہشت کے حاصل ہوئیں۔ انہی آیتوں سے نام اسکا قرآن عظیم ہے۔

نقل ہے کہ جنت میں ایک ندی کے کنارے ایک درخت ہے اسکے اوپر ایک پرندہ جانور کا نام تحیات ہے اس درخت کا نام طیبات ہے جس وقت بندہ نماز میں اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ پڑھتا ہے وہ وہ پرندہ اس درخت سے اتر کر اس نہر میں غوطہ مار کے نکلتا ہے اور اپنے پروں کو جھاڑتا ہے۔ پس جو جو قطرے اسکے پروں سے گرتے ہیں۔ اسکی گنتی کے برابر حق تعالےٰ ایک ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ وہ فرشتے اس نمازی کے واسطے قیامت تک مغفرت مانگتے ہیں۔

حضرت حذیفہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ پیاری حالت بندہ کی اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ بندہ سجدہ میں پڑا ہو اور اسکا منہ خدا کے سامنے خاک پر دھرا ہو۔ جب آدمی سجدہ کرتا ہے۔ تو شیطان روتا ہوا بھاگتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ افسوس انسان کو سجدہ کا حکم ہوا۔ اسنے سجدہ کر لیا۔ اور جنت خرید لی۔ مجھے سجدہ کا حکم ہوا میں نے انکار کیا جہنم کو مول لے لیا۔ آدم کی پیدائش کے بعد سجدہ کی ابتدا ملائک سے ہوئی۔ اور ملائک نے آدم کو سجدہ حکم الٰہی سے کیا۔ اور رحمت الٰہی کے مستحق ہوئے۔ اور انتہا سجدے کی انسان پر ہوگی ہے۔

معنی مفصل چند کلمات التحیات۔ کہ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔ یہ وہ فقرات ہیں۔ جو ہر مسلمان مرد وعورت ہر دو رکعت کے بعد نماز میں پڑھتا ہے۔ جو شخص دن رات میں چالیس رکعت نماز ادا کرتا ہے۔ وہ ان فقرات کو بیس مرتبہ پڑھتا ہے۔ تین رکعت نماز میں بھی یہ کلمات دو مرتبہ پڑھے جاتے ہیں۔ فرائض۔ سنن۔ نوافل۔ سب میں انکا پڑھا جانا ضروری ہے۔ قرآن شریف میں اور احادیث میں نماز کو سنوار کر اور سمجھ کر پڑھنے کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ حتی کہ سوچ سمجھ کر نہ پڑھنے والوں کی نماز

نماز ہی نہیں کہلاتی۔ اور نہ اسکو قبولیت کا درجہ عطا کیا جاتا ہے۔ طوطے کیطرح الفاظ کا رٹتے رہنا۔ اور حقیقت سے بے خبر ہونا مفید نہیں ہے۔ اور نہ یہ خدا اور اسکے رسول کی منشا ہے۔ غرض قرآن شریف اور آنحضرت کے قول و فعل میں غور کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کے واسطے نماز کے مطالب خوب اچھی طرح سے ذہن نشین ہونے لازمی رکھے گئے ہیں۔ پس انسانکو لازم ہے کہ نماز کے مطالب اور معانی کے سمجھنے کی کوشش کرے ؛

تَحِیَّة - عربی میں کسی کی تعریف۔ مدح۔ ستائش۔ بڑائی۔ اور اسکی مہربانیوں اور انعامات کے بیان کرنے میں اور اسکی شکر گذاری کیواسطے اسکے حسن احسان کو یاد کرکے۔ اسکے گرویدہ ہونے کے بیانکو کہتے ہیں۔ اور بعض نے قولی عبادت بھی اس کا ترجمہ کیا ہے۔

عِبَادَت - فرماں برداری اور تعظیم کا نام ہے اسواسطے زبان سے جو کچھ عبادت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اُسکا نام تحیتہ ہے۔ چونکہ کل انعامات اور فیوض کا سچا اور حقیقی سرچشمہ اللہ تعالےٰ ہی ہے اور بجز اسکے خاص فضل کے ہم دنیا و مافیہا کے کل سامان آرام و آسائش سے متمتع نہیں ہوسکتے اسلئے صرف اسی کی حمد و ستائش کے گیت گانے اور اسکی فرمانبرداری کو سب پر مقدم کرنا چاہیے۔ دیکھو اگر کوئی ہمارا محسن ہمیں ایک اعلیٰ درجہ کی عمدہ اور نفیس پوشاک دے۔ مگر اللہ کا فضل شامل حال نہو اور ہمیں سخت محرقہ تپ ہو تو وہ لباس ہمارے کس کام آسکتا ہے۔ اور اگر ہمارے سامنے اعلیٰ سے اعلیٰ مرغن کھانے قسم قسم کے رکھے جائیں مگر ہم کو قے کا مرض لاحق ہو تو ہم ان کھانوں کی لذت کیسے اٹھا سکتے ہیں۔

غرض غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آسایش و آرام کے کل سامانوں کے مادے پیدا کرنا بھی جسطرح اللہ ہی کا کام ہے اسیطرح انسے متمتع ہونا اور ہونا بھی محض اللہ ہی کے فضل پر موقوف ہے۔ صحت عطا کرنا۔ ذائقہ بخشنا۔ قوت ہاضمہ کا بحال رکھنا سب اللہ کے فضل پر موقوف ہے۔ اسلئے حکم ہوا ہے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔ تحدیث نعمت کرنا۔ اور خدا کے انعامات کا شکریہ ادا کرنا زیادہ انعامات کا باعث ہوتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ ۔ پس اسطرح سے تحدیث نعما اور عطایائے آلہی اور شکر کا اظہار زبان سے کرنے کا نام تحیتہ۔ صَلٰوۃ ۔ اس تعظیم اور عبادت کا نام ہے۔ جو زبان دل اور اعضا کے اتفاق سے ادا کیا جاوے۔ کیونکہ ایک منافق کی نماز جو ریا اور دکھاوے کی غرض سے ادا کی گئی ہو نماز نہیں ہو نماز بھی ایک تعظیم ہے جسکا تعلق بدن سے ہے۔ بدن کا بڑا حصہ دل اور دماغ ہیں۔ چونکہ نماز کے الفاظ ادا کرتے ہیں۔ اور دل و دماغ اسکے مطالب و معانی میں غور کرکے توجہ الی اللہ کرتے ہیں اور ظاہری اعضا ہاتھ پاؤں وغیرہ ظاہری حرکات تعظیم کے ادا کرنے میں شریک ہوتے ہیں اور ان سبکے مجموعہ کا نام بدن یا جسم ہے۔ اسلئے بدنی عبادت کا نام صلوٰۃ ہے۔ دل و دماغ خدا کی بزرگی اور حق سبحانہ کی عظمت کا جوش پیدا کرتے ہیں۔ بذریعہ اسکے انعامات اور حسن احسان

میں غور کرنے کے اور پھر اس جوش کا اثر زبان پر یوں ظاہر ہوتا ہے۔ کہ زبان کلمات تعریف و ستایش کہنی شروع کر دیتی ہے۔ اور پھر اس کا اعضاء اور ظاہری جوارح پر پڑتا ہے۔ اور ادب و تعظیم کے لئے کمر بستہ ہونا رکوع کرنا سجود کرنا وغیرہ ظاہری حرکات تعظیم بجا لاتے ہیں۔ پھر یہ اثر اسی جگہ محدود نہیں رہتا بلکہ انسان کے مال پر بھی اثر پڑتا ہے۔ اور اسی طرح سے انسان اپنے ستریا اور طیب مالونکو خدا کی رضا جوئی اور خوشنودی کے واسطے بیدر یغ خرچ کرتا ہے۔ اور مال کو بھی اپنے دل و دماغ زبان اور ظاہری اعضاء کے ساتھ شامل و متفق کر کے عبادت آلہی میں لگا دیتا ہے تو اسکا نام ہے الطّیّبات جسکو بالفاظ دیگر یوں بیان کیا گیا ہے۔ مالی عبادت اور یہ بھی صرف اللہ جلشانہٗ کا حق ہے۔ غرض۔ التحیات۔ الصلوٰۃ الطیبات۔ تینوں طرح کی عبادت اللہ جلشانہٗ ہی کا حق ہے۔ کسی قسم کی عبادت میں اسکا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالےٰ اس بات سے غنی ہے۔ کہ کوئی اس کا شریک اور ساجھی ہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ قاعدہ کی بات ہے کہ ہر محسن اور مربی کی محبت کا جوش انسان کے دل میں فطرتاً پیدا ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہم پر کیسے کیسے احسان ہیں۔ وہی ہیں جنکے ذریعہ ہم نے خدا کو جانا۔ اور پہچانا۔ اور مانا۔ وہی ہیں جنکے ذریعہ سے ہمیں خدا کی اوامر و نواہی اور اسکی خوشنودی حاصل کرنے کی راہیں بذریعہ قرآن شریف معلوم ہوئیں۔ وہی ہیں جن کے ذریعہ سے خدا کی عبادت کا اعلیٰ سے اعلیٰ طریقہ اذان۔ اور نماز ہمیں میسر ہوا۔ اور وہی ہیں جنکے ذریعے سے ہم اعلیٰ اعلیٰ مدارج تک ترقی کر سکتے ہیں حتیٰ کے خدا سے مکالمہ و مخاطبہ ہو سکتا ہے۔ وہی ہیں جنکے ذریعہ سے لاالہ الااللہ کی پوری حقیقت ہم پر منکشف ہوئی۔ اور وہی ہیں جو خدا نمائی کا اعلیٰ ذریعہ ہیں۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر اتنے احسانات و انعامات ہیں۔ کہ ممکن تھا کہ جسطرح اور قومیں اپنے محسنوں اور نبیوں کو بوجہ انکے انعامات کثیرہ کے غلطی کے بجائے اسکے کہ انکو خدا نمائی اور خدا شناسی کا ایک آلہ سمجھتے انہی کو خدا بنا لیا۔ اور توحید سکھانے والے لوگوں کو واحد و لیگانہ مان لیا۔ اور انکی تعلیمات کو۔ جو کہ نہایت خالص اور معبودیت سے بھری ہوئی تھیں۔ بھول کر شرک کر دیا۔ اور انہی کو معبود و یقین کر لیا ہم مسلمان بھی ممکن تھا کہ ایسا کر بیٹھتے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اس امت مرحومہ پر رحم کرتے اور خطرناک ابتلا سے بچانے کی غرض سے محمداً عبدہٗ و رسولہٗ کا فقرہ ہمیشہ کے واسطے توحید آلہی لا الہ الا اللہ کا جزو بنا کر مسلمانونکو ہمیشہ کے لئے شرک سے بچا لیا۔

بلکہ اسی باریک حکمت کے لئے آنحضرت ﷺ کی قبر بھی مدینہ منورہ میں بنوائی۔ مکہ معظمہ میں نہیں رکھی کیونکہ اگر مکہ معظمہ میں آپکی قبر ہوتی تو ممکن تھا کہ کسی کے دل میں خیال پرستش آ جاتا۔ یا کم از کم دشمن اور مخالف ہی اس بات کا اعتراض کرتے۔ مگر اب مدینہ میں قبر ہونے سے جو لوگ مکہ معظمہ میں جانب شمال سے جانب جنوب منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔ تو انکی پیٹھ آنحضرتؐ کی قبر کی طرف ہوتی ہے۔ اسطرح سے اللہ تعالےٰ نے

قیامت تک لے لئے یہ ایک راہ آپکی قبر کے نہ پوجا جانے۔ اور مسلمانوں کے شرک میں مبتلا ہونے کے واسطے بند کر دی۔ غرض اسی طرح سے جن باتوں میں اس بات کا وہم و گمان بھی ہو سکتا تھا۔ کہ کوئی انسان آپکو خدا بنا لے گا۔ یا آپکے شریک فی الذات یا صفات ہونے کا گمان بھی جن باتوں سے ممکن تھا۔ انکا خود اللہ تعالیٰ نے اسلام کی سچی اور پاک تعلیم میں ایسا بندوبست کر دیا کہ یہ ممکن بھی نہیں کہ کوئی مسلمان اس امر کا مرتکب ہو۔ مگر چونکہ محسن سے محبت کرنا۔ اور گرویدۂ احسان ہونا۔ انسانی فطرت کا تقاضہ تھا۔ اسواسطے ایک راہ کھولدی کہ ہم آپکے لئے دعا کیا کریں۔ اور اسطرح سے آنحضرتؐ کے مدارج میں ترقی ہوا کرے۔ چنانچہ ہر مسلمان نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کا پاک تحیہ پیش کرتا ہے۔ اور دور و دل سے گذرہو کر گویا کہ آپکے احسانات اور مہربانیوں کے خیال سے آپکی ایسی محبت پیدا کر لیتا ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے سامنے موجود ہیں۔ آپ کے حسن احسانات کے نقشے اور مہربانیوں سے آپکا وجود حاضر کی طرح سامنے لاکر مخاطب کے رنگ میں دعا کرتا ہے۔ السلام علیک ایہا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ۔

بَرَكَةٌ۔ عربی میں تلاب کو کہتے ہیں۔ اس نشیب کا نام ہے۔ جہاں ادہر اودہر کا پانی جمع ہو جاتا ہے۔ مبارک بھی اسی سے نکلا ہے۔ اور برکت بھی اسی میں سے ہے۔ مطلب یہ کہ آنحضرتؐ کی امت میں ہمیشہ کچھ ایسے پاک لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو آنحضرتؐ کے اصلی و حقیقی مذہب اور تعلیم توحید کو قائم کرتے اور شرک و بدعات کا جو کبھی امتداد زمانہ کیوجہ سے اسلام میں راہ پائیں جائیں انکا قلع قمع کرتے رہیں گے۔ اور یہ ضروری ہے۔ آپکی سچی تعلیم و تربیت کا نمونہ ہمیشہ بعض ایسے لوگوں سے ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ جو امت مرحومہ میں ہر زمانہ میں موجود ہوا کریں۔ چنانچہ قرآن شریف میں بڑی صراحت سے اس بات کو الفاظ ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (پارہ ۱۸ رکوع ۱۳)۔ اسطرح سے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔ کہنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپکے دین کے سچے خادموں جو صحابہ۔ اولیاء اصفیاء اتقیاء اور ابدال کے رنگ میں آئے اور قیامت تک آتے رہیں گے۔ اُنکے واسطے بھی بوجہ اُنکے حسن خدمات کے جنکی وجہ سے۔ انہوں نے بعد رسول کریمؐ ہمپر بہت بڑے بھاری احسانات اور انعامات کیئے۔ اُنکے واسطے بھی دعا کرے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جو کوئی اس گروہ پاک کی مخالفت کرے گا۔ اور اُنکو عزت کی نظر سے نہ دیکھے گا۔ اور اُنکے احکام اور فیصلوں کی پرواہ نہ کریگا۔ تو وہ فاسق ہوگا۔ بلکہ وہانتک جہانتک تعظیم الٰہی۔ اور تعظیم کتاب اللہ اور تعظیم رسول اللہؐ اجازت دیتی ہو اس گروہ کا۔

ادب اور عزت کرنی ۔ اور اس خیال پاک کے حق میں دعائیں کرنے کا حکم قرآن شریف سے ثابت ہے ۔ چنانچہ آیت ذیل میں ۔ اس مضمون کو یوں ادا کیا ہے ۔ وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (پارہ ۲۸ سورکوع ۴) ۔ غرض اپنے پہلے بزرگوں اور خادمان اسلام و شریعت محمدیہ کے واسطے دعائیں کرنا ۔ اور انکی طرف سے کوئی بغض و کینہ غل وغش دل میں نہ رکھنا یہ بھی ایمان کی سلامتی کا ایک نشان ہے ۔ پس انسانکو مرنج اور مرنجان ہونا چاہیئے ۔ اور خدا کی باریک باریک حکمتوں اور قدرتوں پر ایمان لانا چاہیئے ۔ اور کسی سے بھی بغض وکینہ دل میں رکھنا نہ چاہیئے ۔ خدا کی شان ستاری سے ہمیشہ فائدہ اٹھاتے رہنا چاہیئے ۔ کیونکہ ممکن ہے کہ جنکو تمہاری نظریں برا اور بد خیال کرتی ہیں ۔ اسے توبہ کی توفیق ملجائے ۔ اَفْرَحُ اللّٰهِ مِنْ تَوْبَةِ الْعَبْدِ ۔ خدا اپنے بندوں کی توبہ سے خوش ہوتا ہے ۔ اس سے بھی بڑھ کر جس کسی ویران اور بھیانک وسیع جنگل میں سامان خورونوش ختم ہوجائے اور اس لیئے اسے ہلاکت کا اندیشہ ہو ۔ مگر پھر اسے سامان میسر آجاوے ۔ جس طرح وہ شخص خوش ہوگا ۔ اس سے بھی کہیں بڑھ کر خدا اپنے بندہ کی توبہ سے خوش ہوتا ہے ۔ پس کسی کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو خدا نکتہ نواز بھی ہے ۔ اور نکتہ گیر بھی ۔ ممکن ہے جسے تم حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو ۔ اُسے توبہ کی توفیق ملجاوے ۔ اور دوسرا اپنے کبر کیوجہ سے راندہ درگاہ اور ہلاک ہوجاوے ۔ بعض بدیاں حبط اعمال کا موجب ہوجاتی ہیں ۔ اور بعض اعمال جہنم میں لیجاتے ہیں ۔ تمام صالحین کے واسطے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے انکے احسانات اسلام اور مسلمانوں پر بہت کثرت سے ہیں ۔ غدر کا مقام ہے ۔ کہ انہوں نے یہ دین ۔ اور یہ کتاب یہ سنت یہ نماز اور یہ روزہ ہم تک پہنچانے کے واسطے کس طرح اپنی جانیں خرچ کردیں ۔ خون ۔ پانی کیطرح بہا دیئے ۔ اپنے نفسوں پر آرام اور نیند حرام کرلی ۔ کتنے بڑے بڑے سفر پیادہ اس مشکلات کے زمانہ میں کئے ۔ ایک ایک حدیث تحقیقات اور اسکے راوی کے منہ سے سننے کے واسطے سیکڑوں کوسوں کے ناقابل گذار اور دشوار دور دراز سفر انہوں نے کئے ۔ پس انکے احسانات انکی مساعی جمیلہ کوششوں اور محنتوں اور جانفشانیوں کو نظر کے سامنے رکھکر انکے واسطے دردمند دل سے تڑپ تڑپ کر دعائیں کرو ۔ اگر انکی ایسی محنتیں اور کوششیں نہ ہوتیں ۔ اور وہ بھی ہماری طرح سست اور کاہل ہوتے تو غور کرو کیا اسلام موجودہ حالت میں ہوسکتا تھا ۔ اور ہم مسلمان کہلانے کے مستحق ہوسکتے تھے ۔ ہرگز نہیں ۔ پس انکے واسطے دعائیں کرنا ۔ اور نماز میں انکے حقوق ادا کرنے کا جزو ہونا بھی لازمی اور ضروری تھا ۔ بلکہ از بس ضروری تھا ۔ کیونکہ ۔ مَنْ لَّمْ یَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْكُرِ اللّٰهَ ۔ خلاصہ یہ کہ حق تعالےٰ سبحانہ کی عبادت کرنیوالا ۔ اور اسکے مقابلہ میں کسی دوسرے کی پرواہ نہ کرنے والا ہونا اور پھر نبوت اور کتب پر ایمان لانے والا بننا چاہیئے ۔

اکثر تفسیروں میں لکھا ہے کہ جب ہر ایک قوم بت پرست۔ آتش پرست۔ عیسٰی پرست۔ عزیز پرست۔ عجائب پرست۔ اپنے اپنے معبودوں کے ساتھ جہنم میں پہنچ چکے گی۔ مگر صرف خدا پرست لوگ محشر کے میدان میں کھڑے رہ جاویں گے۔ ارشاد عالی ہوگا۔ ہر ایک قوم اپنے خدا کے ساتھ گئی۔ تم کس کے انتظار میں ٹھہرے ہو۔ یہ لوگ عرض کرینگے۔ حضور ہم اپنے خدا اور معبود برحق کے انتظار میں کھڑے ہیں ہم ساری عمر اسی جگہ کھڑے رہیں گے۔ جبتک اپنے مولیٰ کا دیدار نہ دیکھ لیں گے۔ ارشاد ہوگا تم اپنے رب کی کچھ شناخت اور پہچان رکھتے ہو۔ عرض کرینگے ہم ضرور اپنے رب کو جانتے اور پہچانتے ہیں۔ حکم ہوگا حضرت جبرائیل کو انکے سامنے آؤ۔ حضرت جبرائیل نہایت روشن چہرہ لیکر لوگوں کے سامنے آئیں گے۔ سب کے سب الٹے قدموں ہٹیں گے۔ اور نعوذ باللہ نعوذ باللہ منہ سے نکالیں گے۔ اسکے بعد خاص تجلی آلہی نظر آئیگی۔ سب کے سب سجدہ میں گر پڑینگے۔ اور کچھ حالت اور کیفیت ہوگی۔ وہ اللہ خوب جانتا ہے۔ ساری عمر غائبانہ سجدے کیے تھے۔ آج حضوری کا سجدہ نصیب ہوا۔ اے اللہ سعید کو بھی حضوری کا سجدہ نصیب ہو جائے تیرے کرم و فضل سے پس سجدہ وہ عبادت ہے۔ جسکی ابتدا ملائک سے تھی۔ اور خاتمہ انسان کریگا اور جب خاص الخاص سجدہ اللہ کو کرکے ہمیشہ کے لئے سجدہ معاف کرائے گا۔

بخاری شریف میں روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مثال نماز کی مثل نہر کے ہے جو ہر مسلمان کے گھر کے آگے جاری ہے۔ پھر جو شخص یہ پانچ نمازیں پڑھیگا۔ گویا اسنے پانچ دفعہ نہر میں غسل کیا۔ جسطرح روز پانچ دفعہ نہانے والے کے بدن پر میل باقی نہ رہے گا اسیطرح نماز پڑھنے والے کے گناہ باقی نہ رہیں گے۔ جس نے پنجگانہ نماز کی حفاظت کی۔ رب العالمین پانچ باتیں اسکے کریگا۔ اول موت کی سختی سے بچائیگا۔ دوسرے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ تیسرے حشر کیدن نہایت امن کے ساتھ رہیگا۔ نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں ملیگا۔ چوتھے پلصراط پر بجلی کیطرح گذر جائیگا۔ پانچویں جنت میں بلا حساب داخل ہوگا۔ لوگو قیامت میں تم اپنے رب کی زیارت سے مشرف کیے جاؤ گے۔ لیکن دیدار آلہی کے حاصل کرنے کا مجرب عمل صبح کی نماز ہے۔ اسے کبھی نہ چھوڑنا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جنت میں رات ہوگی نہ دن ایسا نورانی وقت ہوگا۔ جیسے دنیا میں صبح کا وقت۔ اسوقت کی نماز بالخاصہ دیدار کی دوا ہے۔ جب دیدار کا مشابہ وقت ہیں نماز اور حاضری کے لئے ملا تو ضرور ہے کہ اسکے صلہ میں دیدار اور اصلی حاضری بھی ملیگی جسطرح نمازی بے نمازی لوگوں کو سوتا چھوڑ کر مسجد میں گئے۔ عبادت آلہی بجالائے۔ قیامت کے دن ان لوگوں کو روتا چھوڑ کر جنت میں جائیں اور دیدار آلہی سے مشرف ہوں گے۔ جب حضرت آدم جنت سے دنیا میں آئے۔ تورات کیصورت دیکھ کر ڈرے۔ ساری رات خوف سے روتے رہے۔ جب صبح ہوئی آپکی وحشت دفع ہوئی۔ آپنے اسکے شکریہ میں دو رکعت پڑھیں۔ حق تعالےٰ نے اس اُمت پر وہی دو رکعتیں فرض کردیں۔ تاکہ آدمی پہلی گھاٹی

قبر کی اندھیری سے نجات پائے ۔ خالق دنیا بنایا ہو نور نظر نماز اندھیر تھا جہاں میں ہوتی اگر نماز
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگو تم اپنے گناہوں کی آگ میں جلتے ہو۔ مگر جب تم نے صبح کی نماز
پڑھ لی تو وہ آگ بجھ گئی۔ پھر صبح سے ظہر تک تم اپنے گناہوں کی آگ جلاتے ہو۔ اور اسمیں خود جلتے رہتے ہو
مگر ظہر کی نماز سے وہ آگ گناہونکی بجھ جاتی ہے۔ پھر ظہر سے عصر تک تمہارے گناہونکی آگ تیز ہوتی ہے۔ اور
تمہیں جلاتی ہو۔ جب تم عصر کی نماز پڑھتے ہو۔ وہ آگ بجھ جاتی ہے۔ مغرب تک گناہونکی آگ بہت تیزی سے
جلتی ہے۔ جب تم مغرب کی نماز پڑھتے ہو۔ وہ آگ نماز کے سبب سے گل ہوجاتی ہے۔ پھر مغرب سے عشاء تک جب
گناہونکی آگ بھڑکائی جاتی ہے۔ جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے ہو۔ وہ آگ بجھ جاتی ہے۔ تم پاک صاف ہوکر
سوتے ہو۔ ارشاد فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جب نماز کا وقت آتا ہے تو رب العزت ایک
فرشتہ سے ندا کرتا ہے۔ اے لوگو اٹھو جو آگ تم نے گناہونکی جلائی ہے۔ اسپر پانی ڈالو لوگ اٹھتے وضو کرتے
نماز پڑھتے ہیں۔ اس نماز کے سبب سے سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔
روایت ہو کہ جب خدا کا بندہ نماز کے لئے تیار ہوکر اللہ اکبر کہتا ہے۔ تو بیگناہ اس طرح ہوجاتا ہے
جیسے کہ ابھی پیدا ہوا ہے۔ جسوقت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہتا ہو۔ اسکے بدن کے بال کے شمار
کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ جسوقت سورۃ الحمد پڑھتا ہے۔ گویا حج و عمرہ بجالاتا ہے۔ یعنی اسکا ثواب حاصل
کرتا ہے۔ جسوقت رکوع کرتا ہے۔ گویا اپنے بدن کے وزن کے برابر سونا چاندی خدا کی راہ میں دیتا
ہے۔ جسوقت سبحان ربی العظیم کہتا ہو۔ جو کتابیں خدا کے پاس سے نازل ہوئی ہیں۔ گویا وہ سب پڑھتا
ہے۔ جسوقت سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہو حق تعالے رحمت کی نظر سے اسکی طرف دیکھتا ہے۔ جسوقت سجدہ کرتا
ہے۔ انسان اور جنات کی گنتی کے برابر نیکیاں خدا تعالی بخشتا ہے جسوقت سبحان ربی الاعلی کہتا ہو بقدر ہر ایک
سورۃ اور آیت کے گویا سو غلام خدا کی راہ میں آزاد کئے۔ جسوقت التحیات پڑھتا ہے۔ تمام صبر کرنے
کا ثواب اور اجر پاتا ہے۔ جسوقت سلام پھیرتا ہے جنت کے تمام دروازے اسکے واسطے کھل جاتے ہیں۔
جس دروازے سے چاہیگا بہشت میں داخل ہوگا۔
نقل ہے۔ علقمہ بن اسود سے کہ جو لطف نماز میں عامر بن قیس کو حاصل تھا ایسا کسی کو دیکھا نہ سنا
بارہا شیطان علیہ اللعنت بصورت کالے سانپ کے مسجد میں آیا۔ اور سب نمازی ڈر کر بھاگ گئے لیکن
عامر بن قیس ویسے ہی مشغول رہے۔ اور جنبش بھی نہ کی۔ پھر وہ خبیث عاجز ہوکر جھک مار کر انکے کرتے
میں گھسکے گریبان سے سر نکالتا۔ اور انکو ڈراتا۔ تب بھی آپکو خیال نہوتا کہ کیا ہے۔ اور کون جھک
مارتا ہے۔ آپ بدستور ویسے ہی عبادت الٰہی میں مشغول رہتے۔ آخر کو وہ ملعون ناچار ہوکر چلا جاتا
کسی نے کہا حضرت۔ آپ اس کالے سانپ سے نہیں ڈرتے۔ فرمایا ہم سوائے خدا کے کسی سے
نہیں ڈرتے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔

حکایت ۔ نقل ہو کہ حضرت ابوبکر کتانی رح کی وہ بڑے اولیائے کامل سے تھے ۔ ایک مرتبہ چادر اوڑھے ہوئے نماز پڑھتے تھے ۔ اور بندگی خدا میں بجنو تھے ۔ چور انکی چادر اتار کر لیگیا ۔ اور بازار میں دلال کو بیچنے کو دیتا تھا ۔ کہ ناگاہ ہاتھ وہیں خشک ہوگیا ۔ ہر چند ہلاتا تھا ہاتھ جنبش نکرتا تھا یہ حال ورزاری اسکی دیکھ کر سب بازاری جمع ہوگئے ۔ اور دست تاسف ملتے ہوئے ۔ اس سے پوچھنے لگے کہ او پریشان حال تیرا کیا حال ہو یہ تجھہ پر کیا وبال ہے ۔ ناچار ہو کر اُسنے سب حقیقت چوری کی بیان کی ۔ سبنے کہا برائے خدا تو اس خدا والیکی خدمت میں جلد جا ۔ اور چادر لیجا ۔ اور اپنا قصور معاف کرا چور دوڑا گیا ۔ دیکھا تو حضور بدستور عبادت میں مشغول ہیں چپکے سے جیسے چادر اتاری تھی ویسی ہی اوڑھادی ۔ اور ایک طرف سودب بیٹھ گیا ۔ بعد فراغ نماز کے انکے پیروں پر گر پڑا ۔ اور ہاتھ جوڑکر کہا کہ یہ میرا قصور معاف کیجئے ۔ فرمایا تو نے کیا قصور کیا ہے جو معاف کراتا ہے ۔ تب اُسنے وہ واردات بیان کی فرمایا واللہ مجکو ہرگز معلوم نہیں کہ کب تو نے چادر چرائی اور کب پھر اڑھائی پھر دعا کی الٰہی اسنے چادر میری پھیردی ۔ تو بھی اسکا ہاتھ پھیردے ۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسی وقت ہاتھ اس کا اچھا ہوگیا ۔

جو یہ آیت بکثرت پڑھا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اچھی نماز پڑھنے لگیگا ۔ اور وسوسے شیطانی دور ہوجائینگے رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ۔ **حکایت** ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام دریا کے کنارے کھڑے ہوئے تھے دیکھا کہ نور کا ایک پرندہ کیچڑ میں غوطہ کھا کر نکلا اور پانی میں نہایا تو اول کے حسن وصورت پر آیا ۔ اسی طرح پانچ دفعہ کیا ۔ حضرت عیسیٰؑ اسکو دیکھ کر متعجب ہوئے ۔ اتنے میں جبرائیلؑ اترے اور کہا اے عیسیٰؑ حق تعالیٰ نے اس پرند کو ۔ اس شخص کی مثال کیا ہو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے پانچو وقت نماز ادا کرتا ہے پرندے کے اوپر جو کچھ کیچڑ ہے ۔ وہ گناہوں کے مانند ہے ۔ اسکا نہانا پانچوں وقت کی نماز فضیلت اور ثواب کے مانند ہے ۔ یعنی پانچوں وقت کی نماز تمام گناہوں سے پاک کرتی ہے نماز کی فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہیں ۔ ایکدن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجمع صحابہ میں تشریف رکھتے تھے ۔ کہ ایک بلند ار گنوار آیا ۔ پہلے اُسنے نماز پڑھی ۔ مگر بہت جلدی اور خراب پڑھی ۔ حضورؐ نے فرمایا اے شخص تو پھر نماز پڑھ تیری نماز نہیں ہوئی ۔ غرض تین دفعہ اس نے نماز کو دہرایا ۔ مگر پڑھی خراب ۔ ناچار حضورؐ سے عرض کیا میں اس سے زیادہ اچھی نہیں پڑھ سکتا ۔ حضرت آپ مجھے تعلیم فرمائیں ۔ یہ سنکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے وضو کرو ۔ پھر روبقبلہ کھڑے ہوجاؤ ۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ لو ۔ جیسا کہ مروج ہے ۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الخ اسکے بعد جہاں سے تمہیں یاد ہو قرآن مجید پڑھو پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے ۔ رکوع میں چلے جاؤ سبحان ربی العظیم کہتے ہوئے ۔ رکوع میں اتنی دیر ٹھیرو کہ کمر کی سب ہڈیا جوڑ جوڑ سیدھا ہوجائے ۔ پھر رکوع سے اسطرح سیدھے

کھڑے ہو جاؤ کہ کر کے سارے جوڑ قائم ہو جائیں پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں جاؤ۔ اچھی طرح اطمینان سے سجدہ کرو۔ پھر سجدے سے اٹھکر سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ اور باقی ماندہ رکعتیں بھی اسیطرح پڑھو دو زانو بیٹھ کر التحیات پڑھو اور درود شریف پھر سلام پھیرو۔ جب تم اس طرح اپنی نماز پڑھو گے اسوقت ادا ہو گی اور اگر اسطرح سے کچھ کم کرو گے۔ تمہاری نماز ناقص ہیگی کامل نہو گی۔ یہ نماز عوام الناس کی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہو۔ حضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس زمین پر نماز پڑہی جاتی ہے۔ وہ ٹکڑا زمین کا اپنی چاروں طرف والی زمین کے سامنے فخر کرتا ہے۔ اور نہایت خوش ہو کر اس نعمت کا اظہار کرتا ہے۔ پھر اسیطرح یہ زمین کا ٹکڑا جہاں نماز پڑہی گئی یہاں سے لیکر ساتویں زمین تک اپنے پاس والی زمین پر فخر کرتا چلا جاتا ہے۔ اس زمین سے لیکر ساتویں زمین تک یہ ٹکڑا معزز اور مکرم ہو جاتا ہے۔ زمین زمین تو سب برابر ہو نماز سے یہ بات پیدا ہو گئی ہے۔

اے سعید۔ غور کر جس زمین کے ٹکڑے پر نماز پڑہی گئی۔ وہ ایسا برکت والا ہوا تو اصل نمازی آدمی جسکے سبب زمین متبرک ہوئی وہ کسقدر مبارک ہو جاویگا۔

(ح) صحت اور تندرستی میں جو شخص نماز نہ پڑہتے گا حق تعالےٰ اسکی طرف نظر رحمت سے نہ دیکھیگا۔ اور اسکو سخت عذاب ہو گا۔ مگر یہ کہ توبہ کرے اور کبھی نماز نہ چھوڑے اور جو نماز ادا نہیں کی ہے۔ اسکو ادا کرے تب حق تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرے گا۔ **نقل ہے**۔ کہ جبوقت نماز کا وقت ہوتا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا رنگ زرد ہو جاتا اور متغیر ہو جاتا۔ لوگ پوچھتے یا امیر المومنین یہ کیا ہے۔ آپ فرماتے یہ وہ امانت کے اٹھانیکا وقت ہے کہ حق تعالیٰ نے تمام آسمان و زمین اور پہاڑ و نکو اس امانت کے اٹھانیکا حکم فرمایا تھا۔ پس آسمان و زمین اور پہاڑ سب ڈرے اور مارے خوف کے عرض کیا۔ کہ ہم سے اٹھانا اس امانت کا نہو سکیگا۔ انسان نے اس امانت کو اپنے سر پر اٹھالیا۔ ڈرتا ہوں کہ وہ امانت اچھی طرح ادا ہوتی ہے یا نہیں اس ڈر سے میرا رنگ متغیر ہوتا ہے۔

حکایت۔ ایک شخص ایک عورت پر عاشق ہوا۔ اس عورت کا مرد مسجد کا امام تھا۔ اس عورت سے اپنا عشق ظاہر کیا۔ اس نے کہا میرے شوہر کے پیچھے چالیس دن بلا ناغہ نماز پڑھا کرے۔ تو میں اپنے نفس کو تیرے تئیں بخشتی ہوں۔ اسنے موافق اسکے کہنے کے چالیس روز اسکے مرد کے پیچھے نماز پڑہی۔ بعد ازاں اس کو عورت نے بلایا۔ اس نے قبول نہ کیا۔ اور کہا میں نے توبہ کی۔ یہ کیفیت اپنے مرد سے کہی اس مرد نے کہا اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ

(ح) امام رازی لکھتے ہیں کہ فجر کی نماز حضرت آدم علیہ السّلام۔ اور ظہر کی نماز حضرت داؤد علیہ السّلام اور عصر کی نماز حضرت سلیمان۔ اور مغرب کی نماز حضرت یعقوب علیہ السلام۔ اور عشاء کی نماز حضرت یونس علیہ السلام ادا کرتے تھے۔ پانچوں وقت کی نماز کو ہمارے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور انکی امت کیواسطے حق تعالیٰ نے مقرر اور فرض کیا۔ تو تمام نیکی و ثواب اور اجر ان سب کا حاصل ہوا۔ اور ہمارے پیغمبر

اور انکی امت کی بزرگی و تعظیم زیادہ ہوئی۔ ان نمازوں کو جیسا کہ اسکے سجود اور رکوع کا حق ہے ویسا ادا کریگا۔ تو خدا کی حفظ و امان میں رہیگا۔ اور حق تعالے اپنے فضل و کرم سے اسکو سابقوں اور پیغمبروں کے ساتھ جنت میں داخل کریگا۔ **روایت**۔ عبد اللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ جسوقت بندہ نماز کے لئے تیار ہوکر اللہ اکبر کہتا ہے تو جیسا کہ اپنے ماں کے شکم سے پیدا ہوا ہے۔ ہو جاتا ہے یعنی گناہوں سے پاک جسوقت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہتا ہے اسکے بدن کے ہر ایک بال کے شمار کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ جسوقت سورہ الحمد پڑھتا ہے گویا حج اور عمرہ بجا لاتا ہے اس کا ثواب حاصل کرتا ہے۔ جسوقت رکوع کرتا ہے۔ گویا اپنے بدن کے برابر سونا چاندی خدا کی راہ میں دیتا ہے۔ جسوقت سبحان ربی العظیم کہتا ہے۔ جو کتابیں خدا کے نزدیک سے نازل ہوئی ہیں۔ گویا سب پڑھتا ہے۔ جسوقت سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہے حق تعالے رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ جسوقت سجدہ کرتا ہے۔ انسان اور جنات کی گنتی کے موافق نیکیاں خدا تعالی بخشتا ہے۔ جسوقت سبحان ربی الاعلیٰ کہتا ہے بقدر ہر ایک سورۃ اور آیت کے گویا سو غلام خدا کی راہ میں آزاد کیئے۔ جسوقت التحیات پڑھتا تمام صبر کرنیوالوں کا ثواب و اجر پاتا ہے۔ جسوقت سلام پھیرتا ہے۔ جنت کے تمام دروازے اسکے واسطے کھل جاتے ہیں۔ جس دروازے سے چاہیگا بہشت میں داخل ہوگا۔ منقول ہے۔ کہ جسوقت مسلمان خدا کے واسطے سجدہ کرتا ہے حق تعالے اس کا درجہ بلند کرتا ہے۔ اے بندہ نمازی اگر تو دیکھ لے کہ تیرے سامنے کون ہے۔ اور کس سے باتیں کر رہا ہے۔ تو واللہ قیامت تک نماز کا سلام نہ پھیریگا۔ نماز ہی میں رہتے رہتے مرجائے اور کبھی بس نہ کرے۔ منقول ہے کہ عورت جب نماز پڑھ کر اپنے مرد کے حق میں دعا کرتی ہے۔ وہ نماز مقبول ہوتی ہے۔ (از رواجر ہندی)

حضرت ابن عباس نابینا ہونے کی حالت میں ایک لڑکا اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔ جو نماز کے وقت آپکی لکڑی پکڑ کر مسجد تک لاتا۔ اور آپکو روبقبلہ سیدھا کھڑا کر دیتا۔ ایکدن وہ بچہ نہ آیا۔ نماز کے وقت اسے پکارا وہ حاضر نہ تھا آپ نے نماز کے شوق میں بیچین ہوکر جناب الٰہی میں دعا کی۔ یہ نابینا ہونا مجھے قیامت میں رسوا نکرے۔ مجھے قیامت کی رسوائی سے بچالے۔ فوراً آپکی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ آپ اپنے آپ مسجد میں چلے گئے۔ پھر ایسا ہوتا کہ جب نماز کا وقت ہوتا آپکی آنکھیں روشن ہوتیں۔ جب نماز سے فارغ ہو کر اپنے گھر میں جاتے تو پھر نابینا ہو جاتے ہر روز یہی حال ہوتا۔ **حکایت**۔ عامر بن قیس رحؒ ایک بار سانپوں کے جنگل میں پہنچے۔ اور نماز پڑھنا شروع کیا۔ جب سورج ڈوبنے کے قریب پہنچا۔ تو ایک عابد نصرانی انکے پاس آیا۔ اور کہا کہ آپ کون ہیں۔ کہا میں مسافر ہوں۔ بولا رات کو میرے مکان پر رہنا کہ جنگل سانپوں کا ہے۔ تم کو انسے ایذا پہنچیگی۔ اور مکان لوہے کا بہت مضبوط ہے۔ کہا میں خلاف مذہب کی پناہ نہ لونگا۔ وہ مجبور ہو کر چلا گیا۔ اور اپنا مکان بند کر کے سو رہا۔ جب آدھی رات ہوئی بیدار ہوا اور چھت پر سے دیکھا۔ کہ حضرت عامر نماز میں مصروف ہیں۔ اور ایک شیر گرد انکے پہرے والے سپاہی کی طرح ٹہلتا ہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے بشیر سے کہا کہ تجکو کچھ کہنا ہو تو کہہ ورنہ رخصت ہو۔ تا حق خلل انداز نہ ہو وہ سلام کر کے دم ہلاتا ہوا چلا گیا۔ نصرانی عابد یہ دیکھ کر حیران ہو گیا۔ اور کہا آپ کیا مذہب رکھتے ہیں۔

کہا میں ایک گنہگار مسلمان ہوں۔ کہا سبحان اللہ گنا ہگار اس مذہب ایسے ہیں تو اچھے کیسے ہونگے بس مشرف بالسلام ہوا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک دن کعبہ کے پاس نماز میں مشغول تھے۔ جب آپ سجدے میں گئے کسی دشمن نے آپکے پیر کی دو انگلیاں اور دوسرے پیر کی پانچ انگلیاں کاٹ ڈالیں اصلا خبر نہیں ہوئی اسی طرح محو رہے۔ اے سعید افسوس ہے تجھکو اگر تیرے بغل پیٹ وغیرہ کاٹتا ہے۔ اس ذلیل جانور کے کاٹنے سے خدا کو بھول جاتے ہیں۔ ہائے افسوس مسلمان ہوکر نماز میں یاد آہیں ہو کر ادھر سے غافل کر دے۔ دیکھو مسلم بن لیسار نماز پڑھتے تھے۔ اور مسجد ایک کونے سے گرنے اور ڈھنے لگی۔ مگر آپ کو اصلا خبر نہ ہوئی۔ کسی طرح نماز میں فرق نہ آیا سبحان اللہ مردان خدا ایسے ہوتے ہیں۔ الہ العالمین ہمیں بھی انکی اتباع نصیب کر دے آمین۔ **حکایت**۔ ایک عورت صالحہ نے گھر کا تنور روشن کیا۔ اور پھر نماز کی نیت باندھی خیال یہ تھا کہ نماز پڑھ کر روٹی پکا لونگی۔ اس عورت کا دودھ پیتا بچہ گھر میں کھیلتا پھرتا تھا۔ شیطان لعین آیا۔ اور بچے کو تنور کے قریب پہنچا کر ماں کے پاس آیا۔ اور یہ کہا۔ دیکھ تیرا بچہ تنور کے پاس چلا گیا۔ نماز توڑ دے اور بچے کو سنبھال لے۔ ایسا نہو کہ وہ گر کر جلجائے۔ عورت نے اصلا خیال نہ کیا۔ بدستور اسیطرح نماز میں مشغول رہی شیطان کو بہت غصہ ہوا۔ اور بہت جلد بچے کو اٹھا کر بھڑکتے تنور میں پھینک دیا۔ اب عورت سے کہا تو نماز پڑھ رہی ہے جا۔ آپ کا بچہ تنور میں گر گیا جلدی دوڑ۔ شاید ابھی نیم جان سکتا ہو الجائے۔ اے عورت تو نماز پھر بھی پڑھ سکتی ہے۔ مگر بچہ مر گیا تو پھر نصیب نہ ہوگا۔ اتنا کچھ شیطان نے کہا۔ مگر اُس عورت کو ذرہ برابر نماز میں کوئی لغزش کی پیدا نہ ہوئی۔ اسیطرح محو ہوکر نماز بدستور پڑھتی رہی۔ شیطان عورت کی ثابت قدمی دیکھ کر چل پھنکا چلا گیا۔ جب وہ عورت نماز سے فارغ ہوئی۔ نہایت اطمینان کے ساتھ تنور کے پاس آئی۔ دیکھا کہ بچہ تنور میں زندہ بیٹھا ہے۔ آگ بھڑک رہی ہے بچہ انگاروں سے کھیل رہا ہے۔ ایک انگارا اپنے اٹھا کر منہ میں کر لیا ہے۔ وہ انگارا ٹھنڈا یا قوت بنگیا ہے۔ سچ ہے۔ جو اللہ کا ہوگیا۔ سب کچھ اسکا ہوگیا۔ یہ عورت بھی مردوں سے فوقیت لے گئی۔ بہتر وہ جو خدا کی مرضی پہ چلے۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہے۔

خالق نے کیا بنائی ہے جو نور نظر نماز ⁂ اندھیر تھا جہاں میں نہ ہوتی اگر نماز ⁂ پڑھتے ہیں خوف حق سے جو با چشم تر نماز ⁂ انکی لحد میں ہوگی بجھا دیگی نار سقر نماز
سوئینگے قبر میں بھی بے خوف جو یہاں ⁂ پڑھتے ہیں نیند چھوڑ کے وقت سحر نماز ⁂ رہتا ہے فکر جنکو نماز و نکار آمدن ⁂ گویا وہ پڑھتے رہتے ہیں آٹھوں پہر نماز
تکبیر و رافوان لوگا نو میں پہنچ چکی ⁂ باقی رہی فقط تیری ہی بے خبر نماز ⁂ مرتا ہے لیتا تو تم ادا نماز ⁂ پڑھتے ہو کیا جنازہ نا پاکیز نماز
انکو لیو بنائیں گے یہ گھر بہشت میں ⁂ دنیا میں جنکو ولیں بناتی ہے گھر نماز ⁂ حاضر تو ہو نماز میں کھولکر ای فقیر ⁂ کچھ بھی سمجھ کہ تو ہی کہاں اور کہاں ہے نماز

اے سعید۔ جب نماز ہر ایک عمل سے افضل ہے۔ تو ضروری بات ہے کہ اسکا ترک کرنا بھی زیادہ خراب تر بد عمل ہوگا۔ حدیث شریف میں آیا ہے نماز کا چھوڑنا کفر ہے۔ نماز کے چھوڑنے والیکو عالم برزخ میں جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا عذاب ہوتے دیکھا ہے۔ ایکدن صبح کی نماز کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ لوگو رات کو میرے پاس دو فرشتے آئے۔ اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ رستہ میں میں نے دیکھا کہ ایک

شخص زمین پر لیٹا ہوا ہے۔ اور ایک دوسرا شخص ہاتھ میں پتھر لئے کھڑا ہے۔ پھر وزن سے اس پتھر کو اس لیٹنے والے کے سر پر مارتا ہے۔ پتھر دور نکلجاتا ہے سر چور چور ہو جاتا ہے۔ یہ شخص اپنے پتھر کو لے نے گیا ہے۔ کہ اس شخص کا سر پھر ثابت ہوا۔ آتے ہی پھر دوبارہ پتھر مارتا ہے کہ سر چور چور ہوگیا۔ اسطرح کئے جاتا ہے۔ میں نے ان فرشتوں سے پوچھا یہ کون ایسا گنہگار ہے جس کا سر کچلا جاتا ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ یہ فرض نماز چھوڑ کر سو جاتا۔ نماز نہیں پڑھتا تھا۔

دنیا میں مال حاصل کرنے کے جائز طریقہ چار ہیں۔ بادشاہت ریاست یا نوکری۔ عہدہ وزارت وغیرہ یا پیشے زراعت صنعت دستکاری اور تجارت پس جو شخص ریاست کے سبب نماز سے غافل رہا۔ اس کا حشر فرعون کے ساتھ ہوگا۔ جو شخص نوکری عہدہ ملازمت کے سبب نماز چھوڑ بیٹھا۔ وہ ہامان وزیر کے ساتھ ہوگا۔ جو شخص دستکاری پیشہ کے سبب نماز سے غافل رہا وہ قارون کے ساتھ ہوگا۔ کیونکہ قارون دستکار تھا۔ جو شخص تجارت زراعت کے سبب نماز چھوڑے گا۔ وہ ابی خلف سوداگر کے ساتھ دوزخ میں جائیگا۔

جو شخص دنیا میں ریاست سلطنت میں مشغول رہ کر نماز سے غافل رہا ہوگا۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالے کے سامنے نماز چھوڑنے کا عذر کریگا۔ کہ الٰہی تو نے مجھے سلطنت دی تھی اسکے سبب سے میں نماز سے غافل ہا حکم ہوگا کہ حضرت سلیمانؑ کو حاضر کرو۔ جب یہ حاضر ہونگے۔ فرمائیگا کہ دیکھو یہ بھی تو بادشاہ تھے۔ انکی بادشاہت نے انہیں نماز سے کیوں نہیں روکا۔ کسی بادشاہت سے نماز نہیں رکتی۔ بلکہ خود غافل تھا۔ ملائک لے چلو جہنم میں ڈالو۔ اگر کوئی اپنی بیماری کا عذر کرے گا۔ تو حضرت ایوبؑ بلائے جائیں گے۔ اور اس طرح حکم ہوگا۔ اور اگر کوئی اولاد کی پرورش کا عذر کرے گا۔ حضرت یعقوبؑ کو بلایا جائیگا۔ اور پھر یہی حکم ہوگا۔ اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے ظلم یا مرد اپنے آقا کے ظلم وستم کا عذر کرے گا۔ بی بی آسیہ فرعون کی بی بی کو کہا جائے گا۔ بلاؤ جب وہ حاضر ہونگے تو ارشاد ہوگا۔ کہ تیرا خاوند یا بادشاہ زیادہ ظالم نماز سے روکنے والا تھا یا یہ اس بیوی کا خاوند فرعون زیادہ ظالم تھا ظلم کسی کو روکتا تو آسیہ کو ضرور روکتا۔ اے بے نماز یہ خاوند کا یا حاکم کا عذر غلط ہے۔ تو خود اپنے اللہ کی عبادت سے غافل تھا۔ اسلئے تو نے نماز نہ پڑھی۔ ملائک لے جاؤ دوزخ میں ڈالو

روایت ہے کہ جو کوئی ایکوقت کی نماز عمداً چھوڑے گا۔ اس ایک نماز کے لئے تین حقبہ دوزخ میں عذاب پاوے گا۔ اسی ہزار برس کو حقبہ کہتے ہیں۔ تین حقبو نکے دو لاکھ چالیس برس ہوئے۔ ایکوقت کی نماز کے واسطے دو لاکھ چالیس ہزار برس دوزخ میں جلتا ہے۔ خواہ مرد خواہ عورت افسوس انکے حال پر ہے۔ جو عمر بھر نماز نہیں پڑھتے۔ انکو لاکھوں برس دوزخ میں جلنا ہے۔ اسباب میں خوب فکر کرو اور توبہ کر کے جلد نماز پر قائم ہو جاؤ۔ اور چھوٹی ہوئی نماز کو ادا کرو۔ جب حق تعالے تمہاری توبہ قبول کریگا۔

منقول ہے کہ قیامت کے روز گنہگاروں کا منہ کالا ہوگا۔ اس میں بے نمازیوں کا زیادہ کالا ہوگا۔ روایت ہو کہ جہنم میں ایک وادی اسکا نام لملم ہے۔ اسمیں سانپ بچھو بھرے ہوئے ہیں۔ ہر ایک سانپ کی درازی

ایک مہینہ کی راہ ہے بچھو بھی اسیطرح ہیں۔ سب بے نماز کو کاٹتے ہیں۔ انکے ایک دفعہ کاٹنے کا زہر ستر برس تک جوش کریگا۔ بعد اسکے جسد سے تمام گوشت ہڈی سے جدا جدا ہوکر گرپڑے گا۔

عمل شوق نماز۔ شب پنجشنبہ میں نصف شب کیوقت اٹھکر وضو کرکے دو رکعت پڑہے اور آیت۔ قُلْ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ سے تکبیر تک شیشہ کے برتن میں زعفران وگلاب سے لکھکر اور برتن کو پانی دہوکر پھر ان آیت کو اس پانی پر پڑھکر بعد نماز صبح اس پانی پر الم نشرح دم کرکے دعا کرے کہ یہ سستی جاتی رہے۔ اور بیتاب کام ہونگا۔ اور نماز کا شوق ہوجاوے پانی پی لے دے۔ انشاء اللہ تعالےٰ مقصود حاصل ہوگا

نماز ذاکرین۔ جو شخص اس نماز کو پڑہے گا۔ حق تعالےٰ قیامت کے دن ذاکروں میں لکھا جائیگا اور جو حاجت چاہے گا روا ہوگی۔ اور بیحد ثواب پاویگا۔ ترکیب یہ ہے چار رکعت کی نیت کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پندرہ بار پڑھکر تین بار لا الہ الا اللہ کہے اور قومہ وجلسہ رکوع وسجود میں یہ درود زائد کرے پانچ پانچ دفعہ پڑہے۔ ذکر کردہ اور بعد سلام کے تین سو ساٹھ بار کہے لا الہ الا اللہ یہ نماز کبھی کبھی ضرور پڑہے۔ اور عمر بھر میں ایک دفعہ ضرور پڑھے۔

قضا شدہ نمازوں کی کفارہ کے لئے چار رکعت پڑہے۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار سورہ کوثر پندرہ بار بعد سلام کے کلمہ تمجید اور درود شریف اور استغفار سو سو بار پڑہے۔ یہ نماز دس دس برس کی نمازوں کی کفارہ کا ثواب رکھتی ہے۔ یہ نماز شروع ماہ کے جمعہ کو پڑہے۔ تو زیادہ اولی ہے۔ اور اصل کفارہ نماز کا ایکوقت کے بدلے دو سیر گیہوں ہیں۔ اور وتر کی نماز کا کفارہ مثل ایک وقت کی نماز ہے یعنی فرض پر کفارہ اور وتر پر۔

نقل ہے کہ حضرت سے کوئی اس دعا کو پڑہے اسکی نماز فوت شدہ کا کفارہ ہوجاویگا مگر آیندہ ترک نماز نہ کرے۔ غرضکہ بسیار ثواب ہے۔ اس دعا کے پڑہنے کا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین بین اول الدنیا الی فنائہا ومن الاول والآخرہ الی لقائہا۔ الحمد اللہ علی واستغفر اللہ من کل ذنب واتوب لیہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

بعد نماز فجر کے جو کوئی سات مرتبہ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ پڑہے۔ اور اگر اسروز مرے گا اللہ اسکو بچا دیگا۔ آتش دوزخ سے اور جو مغرب کے وقت یا عشا کی نماز کے بعد پڑہے۔ اس راتکو مرے تو بھی آتش دوزخ سے نجات پاویگا

بعد نماز فجر کے سو مرتبہ ہر روز لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ پڑہے عقبیٰ کے عذاب سے نجات اور دنیا میں کشایش رزق کی حاصل ہو۔ اور بعد نماز ظہر کے پانچسو بار حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ پڑہے اگر فرصت کم ہو تو بچیس مرتبہ ضرور پڑہے۔

اور بعد نماز عصر تسبیح فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پڑہے۔ کہ واسطے کشایش امور دینی اور دنیوی کے بہت فائدہ

مسند ہے اور حضرت نے اپنی صاحبزادی کی تعلیم فرمائی تھی اور وہ تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر۔ اور بعد نماز مغرب کے سو بار کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے اور بعد نماز عشاء کے سو بار درود شریف پڑھے درود کی بہت قسمیں ہیں ایک قسم اختیار کرلے۔

بعد ہر نماز کے آیۃ الکرسی ایکبار اور ہر چار قل ایک ایکبار پڑھنا نجات دیتا ہے دوزخ سے ایک نماز سے دوسری نماز تک نگاہ رہنے والا اگر اس درمیان میں مریگا جنتی ہوگا۔

جو نماز میں سلام پھیرنے سے پہلے پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

نماز تراویح۔ رمضان المبارک میں سنت ہے کہ بیس رکعت نماز تراویح امام کے ساتھ بعد فرض عشاء اور وتر سے پہلے جماعت سے پڑھیں اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیریں اور ہر چار رکعت کے بعد جتنی دیر میں یک وگانہ ادا ہو اتنی دیر تک بیٹھیں۔ اور بیٹھے بیٹھے یہ دعا پڑھیں سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ۔ اور بعد ختم تراویح نماز وتر جماعت سے صرف رمضان شریف میں جائز ہے۔ تراویح رمضان بھر میں ایک بار کلام مجید سن لینا مسنون ہے۔ تراویح کی نیت وہی ہے جو اور نوافل و سنتوں کی ہے۔ نماز عیدین سال میں دو عیدیں ہوتی ہیں ایک رمضان کے بعد اسکو عید الفطر (فطر کے معنی ہیں روزہ کھولنا چونکہ یہ عید روزے ختم ہونے پر ہوتی ہے اسلئے اسکا نام رکھا گیا) کہتے ہیں۔ اور دوسری کو بقر عید۔ نماز عید سے پہلے غسل کرنا۔ مسواک کرنا اچھے کپڑے پہننا۔ خوشبو لگانا مستحب ہے۔ عیدگاہ کیطرف تکبیر اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہتے ہوئے جانا چاہیئے عید الفطر میں آہستہ کہو بقر عید کے روز آواز سے عید فطر میں نماز سے پہلے کچھ کھا کر جانا چاہیئے اور بقر عید میں نماز سے آکر کھانا چاہیئے جب آفتاب بقدر ایک نیزہ بلند ہو اسوقت عید کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے اور دوپہر تک رہتا ہے لیکن بقر عید کی نماز عید الفطر کی نماز سے کچھ سویرے پڑھنی چاہیئے تاکہ قربانی کیلئے کافی وقت مل سکے نماز عید دو رکعتیں جماعت سے پڑھنی چاہئیں۔ اول رکعت میں تکبیر تحریمہ اور ثنا کے بعد تین تکبیریں کہے ہر تکبیر میں اللہ اکبر کہنے کے بعد دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دے باندھے نہیں۔ اسکے بعد دونوں ہاتھ باندھ لے۔ ہاتھ باندھ کر امام فاتحہ اور سورۃ پڑھکر رکوع کرے اور دوسری رکعت میں فاتحہ اور سورۃ کے بعد تین تکبیریں کہنی چاہئیں۔ ان تکبیروں میں بھی ہاتھ نہ باندھنا چاہیئے چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع میں جاوے۔ یہ چھ تکبیریں عید کی واجب ہیں۔ عید کی نماز کی نیت یہ ہے اُرِیْدُ اَنْ اُصَلِّیَ صَلٰوۃَ الْعِیْدِ (نیت کرتا ہوں میں نماز عید کی) اصطلاحات نماز۔ تکبیر تحریمہ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اللہ سب سے زیادہ بزرگ ہے۔ ثنا سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ۔ اے خدا تو تمام نقائص سے پاک ہے ہم تیری حمد کرتے ہیں تیرا نام برکت والا ہے تو بڑی عظمت اللہ ہے (تیری بزرگی بڑی ہے) بجز تیرے کوئی۔

نماز تراویح

نماز عیدین

اصطلاحات نماز

پرستش کے قابل نہیں۔ تعوذ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ ہم خدا کے وسیلے سے راندے گئے شیطان سے پناہ مانگتے ہیں۔ تسمیہ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میں خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو مہربان ہے بڑا رحم والا۔ تسمیع۔ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ۔ خدا تعالیٰ نے اسکی بات سن لی جس نے اسکی ثنا و تعریف کی۔ تحمید۔ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ۔ اے ہمارے پروردگار تیرے ہی لئے تعریف ہے۔ رکوع گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر جھکنا اور یہ دعا پڑھنا سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ۔ میرا بزرگ پروردگار تمام برائیوں سے پاک ہے۔ سجدہ۔ ماتھا یعنی پیشانی اور ناک کو زمین سے لگا دینا اور ہاتھوں کو کانوں کے پاس رکھنا۔ اور یہ پڑھنا۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی میرا پروردگار برتر سب برائیوں سے پاک ہے۔ تشہد۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ تمام تحفے اور رحمتیں اور پاکیزہ چیزیں خدا کے لئے ہیں۔ اے نبی آپ پر سلام اور خدا کی رحمت اور اسکی برکتیں ہوں۔ ہم پہ سلام اور خدا کے تمام نیک بندوں پر بھی میں اسکی گواہی دیتا ہوں۔ کہ سوائے خدا کے کوئی پرستش کے قابل نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بندے اور پیغمبر ہیں۔ درود شریف۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اے خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی اولاد پر رحمت کر جیسے کہ تو نے حضرت ابراہیم اور انکی اولاد پر رحمت کی بیشک تو تعریف کیا گیا۔ اور بزرگ ہے۔ اے خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی اولاد پر برکت کر۔ جیسے تو نے حضرت ابراہیم اور انکی اولاد پر برکت کی بیشک تو تعریف کیا گیا ہے۔ دعا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ دعا بعد سلام نماز۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ دعا حضرت فاطمہ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار۔ دعائے قنوت۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ۔ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ۔ اے خدا ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھی سے بخشش کے خواستگار ہیں تجھ پر ایمان لاتے ہیں تجھ پر توکل کرتے ہیں۔ تیری اچھی تعریف کرتے ہیں تیرے شکر گذار ہیں۔ تیری ناشکری نہیں کرتے۔ اور علیحدہ ہوتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اسکو جو تیری نافرمانی کرتی ہیں۔ اے خدا تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ تیری ہی نماز پڑھتے ہیں تجھی کو سجدہ کرتے ہیں۔ تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور دوڑتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں۔ تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں اور عذاب کافر تک ملنیوالا ہے

فرائض نماز نماز میں فرض تیرہ ہیں ۶ نماز میں شروع کرنے سے پہلے انکو نماز کے شرائط کہتے ہیں اور ۷ نماز کے اندر ہیں انکو نماز کے ارکان کہتے ہیں **شرائط** (۱) بدن کا پاک ہونا (۲) کپڑوں کا پاک ہونا (۳) جہاں نماز پڑھی جاوے اسجگہ کا پاک ہونا (۴) ناف سے زانو تک بدن کا ڈھکنا (۵) قبلہ کیطرف منہ کرنا (۶) نماز کی نیت کرنا۔ اگر فرض ہو تو یہ نیت عربی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ فَرْضَ الْوَقْتِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔ جب فرض با جماعت امام کے پیچھے ادا کرے۔ تو فرض الوقت کے بعد یہ الفاظ بھی کہے متابعًا لھذا الامام۔ یعنی اس امام کے پیچھے یا اللہ میں اسوقت کے فرض ادا کرتا ہوں۔ تو میرے لئے اسکو آسان کردے۔ اور اسکو میری طرف سے قبول فرما۔ اگر وتر ہو تو یہ نیت کرے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْوِتْرَ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ سنت یا نفل ہو تو یہ نیت کافی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الصَّلٰوۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ اردو میں نیت اسطرح کرتے ہیں۔ نیت کرتا ہوں دو رکعت یا چار رکعت نماز فرض یا سنت یا نفل واسطے اللہ کے۔ منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔ **ارکان نماز** (۱) نماز کے شروع میں اللہ اکبر کہنا۔ اسکو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔ (پہلے بھی لکھ چکے ہیں) (۲) کھڑا ہونا اسکو قیام کہتے ہیں (۳) قرأت یعنی کچھ قرآن مجید پڑھنا (۴) رکوع (۵) سجدہ (۶) قعدہ اخیرہ یعنی نماز کے آخر میں بیٹھنا (۷) قصداً نماز ختم کرنا۔ **شرائط نماز کے مسئلے** (۱) اگر زخم سے ہر وقت خون وغیرہ نکلتا ہو یا ہر وقت نکسیر چلتی ہو یا پیشاب کے قطرے آتے ہوں تو اسصورت میں نماز ترک کرنی چاہیئے نماز کے وقت وضو کرکے پڑھ لینی چاہیئے۔ (۲) مرد کا ستر ناف کے نیچے سے زانو تک ہے اور زانو بھی ستر میں داخل ہے۔ اور عورت کے لئے سوا دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور منہ کے تمام بدن ستر ہے اور اگر ستر کے حصہ میں سے چوتھائی کھل جائیگا نماز فاسد ہو جائیگی۔ (۳) اگر کپڑے پاک نہوں۔ اور انکے دھونیکا بھی کچھ سامان نہو تو ناپاک کپڑوں ہی سے نماز پڑھ لے نماز کو ترک نہ کرے (۴) اگر نمازی ایسی جگہ ہو کہ قبلہ معلوم نہو سکے یا شب کی تاریکی ہو یا کوئی آدمی نہ ملے جس سے قبلہ کا رخ پوچھے تو ایسے وقت میں سوچے کہ قبلہ کس طرف ہوگا جسطرف اسکا دل شہادت دے اسیطرف نماز پڑھ لے اور ریل میں بھیڑ ہو تو جسطرف موقعہ ملے اسطرف منہ کرکے نماز ادا کرے خواہ قبلہ کیطرف ہو یا غیر طرف ہو نماز ادا ہو جائے اسکی قضا نہیں آئیگی۔ **ارکان نماز کے مسئلے** (۱) اگر نمازی کسی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کے فرض و واجب نماز ادا کرے اور نفل نماز بیٹھ کے ہمیشہ جائز ہے اور اولی کھڑے ہو کے پڑھنا ہے (۲) قرأت میں کم از کم ایک بڑی آیت یا چھوٹی تین آیتیں ہونی چاہئیں (۳) قعدہ میں اسقدر بیٹھنا فرض ہے جتنی دیر میں التحیات پڑھ سکے۔ **واجبات نماز**۔ نماز کے واجبات یہ ہیں (۱) الحمد پڑھنی (۲) الحمد کے بعد کوئی سورۃ یا ایک بڑی آیۃ یا تین چھوٹی تین آیتیں پڑھنی (۳) تمام ارکان نماز کو ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا اسکو تعدیل ارکان کہتے ہیں۔ (۴) چار رکعتی یا سہ رکعتی نماز میں دو رکعت کے بعد بیٹھنا اسکو قعدہ اولی کہتے ہیں (۵) دونوں قعدوں میں قعدہ اولی ہو یا قعدہ آخیرہ التحیات پڑھنا (۶) جمعہ و مغرب و عشا اور صبح کی نماز میں امام قرأت کو آواز سے پڑھنا جو شخص تنہا نماز پڑھے اسکو اختیار ہے کہ ان وقتوں میں قرأت آہستہ پڑھے یا آواز سے (۷) ظہر و عصر میں قرأت کو آہستہ پڑھنا (۸) جو فرض ادا ہوں جیسے بار بار ہر رکعت میں آتے ہیں انکو ترتیب [illegible]

رکعتوں میں قرأت پڑھنا آخر نماز میں سلام پھیرنا۔ یہ فرض و واجبات عموماً سب نمازوں کے لئے ہیں علاوہ وتروں کی تیسری رکعت
میں دعائے قنوت کا پڑھنا بھی واجب ہے۔ اور نیز عیدین یعنی عید الفطر اور عید الضحیٰ (بقرعید) میں چھ بار اللہ اکبر کہنا واجب ہے یعنی پہلی رکعت میں
قرأت سے پہلے تین بار اور دوسری رکعت کے بعد تین بار۔ **نماز کی سنتیں**۔ نماز کی سنتیں مؤکدہ بارہ ہیں (۱) رفع یدین
یعنی نماز کے شروع میں دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا اس طرح کہ انگوٹھا کانوں کی لو سے ملا دو اور انگلیاں نہ بہت کشادہ
ہوں نہ بند (۲) دونوں ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا اس طرح کہ ناف کے نیچے داہنی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھ کر داہنے ہاتھ سے
بائیں کو پکڑیں (۳) نماز کے شروع میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ
وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھنا اس کو ثنا کہتے ہیں (۴) ثنا کے بعد اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم پڑھنا اس کو تعوذ کہتے ہیں۔
(۵) ہر رکعت کے شروع میں بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا (۶) الحمد کے بعد آمین آہستہ کہنا (۷) ایک رکن سے دوسرے
رکن کی طرف جاتے وقت اللّٰہ اکبر کہنا۔ اس کو تکبیرات انتقالات کہتے ہیں (۸) رکوع میں سبحان ربی العظیم تین بار یا پانچ
یا سات بار کہنا (۹) رکوع سے کھڑے ہو کر امام کو سمع اللّٰہ لمن حمدہ کہنا۔ اس کو تسمیع کہتے ہیں اور مقتدی کو ربنا لک الحمد اور
تنہا نماز پڑھنے والے کو فقط سمع اللّٰہ یا دونوں کہنا (۱۰) سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ تین یا پانچ یا سات بار نو یا گیارہ بار کہنا۔
التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا (۱۲) درود شریف کے بعد کوئی دعا پڑھنا۔ **مفسدات نماز**۔ ان ذیل سے نماز فاسد
ہو جاتی ہے (۱) بات کرنا اگرچہ بھول کر ہو یا نیند میں (۲) درد یا مصیبت کی وجہ سے آواز سے رونا۔ اگر خدا کے ڈر سے روئیگا
تو نماز نہ جاویگی (۳) اپنے امام کے سوا کوئی اور قرآن پڑھتا ہو تو اس کو بتانا اپنے امام کو بتانا سنت ہے تو نماز فاسد نہیں ہوتی
(۴) نماز میں کچھ کھانا پینا (۵) بہت سا کام وہ ہے جو دونوں ہاتھوں سے کیا جاتا ہے یا جس کو دیکھ کر لوگ سمجھیں کہ یہ شخص نماز
میں نہیں ہے ان امور میں کا نماز میں کرنا مکروہ ہے ان امور سے نماز کا ثواب کم ہوتا ہے۔
مکروہات نماز۔ (۱) چادر یا رضائی کو سر یا کندھے پر اس طرح ڈالنا کہ اس کے کنارے لٹکے رہیں یا کوٹ اور لبادہ
کو بغیر آستین میں ہاتھ ڈالے سر سے اوڑھنا (۲) مٹی کو پیشانی سے صاف کرنا حالت نماز میں (۳) کپڑے کو مٹی
سے بچانے کے لئے سمیٹنا یا اٹھانا۔ (۴) ننگے سر نماز پڑھنی (۵) پیشانی کے سامنے سے بلا ضرورت کنکری یا مٹی کو
ہٹانا۔ البتہ اگر سجدہ نہ ہو سکے تو ہٹانا درست ہے (۶) انگلیوں کو نماز میں چٹخانا (۷) نماز میں داہنے بائیں طرف یا آسمان کی
طرف دیکھنا (۸) نماز میں انگڑائی یا جمائی لینا (۹) سجدے کے وقت دونوں بازوؤں کو زمین پر بچھا دینا یا پیٹ کو ران
سے ملانا (۱۰) بلا ضرورت کھانسنا۔ اگر کھانسی نہ رک سکے تو مضائقہ نہیں (۱۱) پیشاب یا پاخانہ کی ضرورت کی حالت
میں نماز مکروہ ہے اس لئے فارغ ہو کر اطمینان کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے۔
اذان و دعا۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ فجر کی اذان میں یہ کلمے اضافہ کرے۔
اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

دعا بعد اذان اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ؕ

اقامت۔ اقامت کے بھی یہی کلمات ہیں صرف حی علی الفلاح کے بعد قد قامت الصلوٰۃ دوبار زیادہ ہے جب اذان سنے تو ادسے متوجہ ہوکر اسکا جواب اسطرح دے کہ جو الفاظ موذن کی زبان سے نکلیں اسکو آہستہ آہستہ خود بھی کہتا جائے۔ جب وہ حی علی الصلوٰۃ کہے تو یہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ یعنی نہیں ہے توانائی اور قوت مگر خدا کی مدد سے اور جب حی علی الفلاح کہے تو یہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کہے۔ **اوقات نماز و رکعات** فجر کا وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک و ظہر کا وقت ڈھل جانے کے بعد سے شروع ہوکر ہر چیز کا سایہ دوچند ہونے تک رہتا ہے۔ دوچند سایہ سے مراد اصلی سایہ کے علاوہ ہے سایہ اصلی وہ ہے جو عین زوال کے وقت ہوتا ہے۔ ظہر کے وقت کے بعد سے عصر کا وقت شروع ہوکر غروب آفتاب تک رہتا ہے۔ لیکن آفتاب زرد ہونیکے بعد مکروہ وقت رہتا ہے۔ مغرب کا وقت غروب آفتاب کے بعد شفق کے غروب ہونے تک رہتا ہے۔ اور عشار کا وقت غروب شفق سے صبح تک ہے۔ لیکن نصف رات کے بعد وقت مکروہ ہے۔ وتر کا وقت عشا کی نماز کے بعد سے صبح تک ہے عیدین کا وقت آفتاب کے بقدر ایک بالش بلند ہوجانے کے بعد سے زوال تک **فجر** کی دو رکعت سنت اور دو فرض ہیں **ظہر** کی چار رکعت فرض سے پہلے چار رکعت سنت۔ اور بعد دو سنت ہیں **عصر** کے صرف چار رکعت فرض ہیں۔ ہاں فرض سے پہلے چار سنت بھی ہیں۔ اسکے پڑھنے والوں کی جانکنی میں سہولت ہوگی۔ **مغرب** کی تین رکعت فرض ہیں اور پھر دو رکعت سنت **عشار** کے چار رکعت فرض اور پھر دو رکعت سنت اور تین وتر ہیں اور عشا کے فرض سے پہلے چار سنت بھی ہیں۔ پڑھو تو ثواب ہے نہ پڑھو تو عذاب نہیں۔ واضح ہو کہ وتر کی تین رکعت واجب ہیں تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے جو اوپر تحریر ہے۔ جب تم کو نماز کے فرائض اور واجبات معلوم ہوگئے تو اب سمجھ لو کہ اگر ارکان نماز میں سے کوئی رکن جانکر یا بھولے سے ترک کروگے۔ یا واجبات نماز میں سے کوئی واجب جانکر ترک کروگے تو نماز باطل ہوجائیگی۔ اسکو پھر پڑھنا چاہیئے۔ لیکن اگر کوئی واجب بھولے سے ترک ہوجائیگا تو پھر سجدۂ سہو کرنا ہوگا۔ مثلاً (۱) نماز کا رکن اپنے موقعہ سے ہٹ جائے (۲) کوئی واجب ترک ہوجائے مثلاً قعدہ اولیٰ میں نہ بیٹھے۔ (۳) قرأت آواز کی جگہ آہستہ پڑھے (۴) کوئی رکن بڑھ جائے۔ مثلاً دو رکوع کرے یا تین سجدے۔ سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ قعدہ آخیر میں التحیات پڑھکر ایک سلام پھیرے۔ اسکے بعد دو سجدے کرے التحیات پڑھے اور درود وغیرہ پڑھکر دونوں طرف حسب معمول سلام پھیرے۔ واضح ہو کہ اژدہام کثیر کیوجہ سے نماز میں گڑبڑ ہونے کا اندیشہ ہے۔

مسافر کی نماز۔ جو شخص تین منزل کا قصد کرکے گھر سے نکلے وہ مسافر سمجھا جاتا ہے۔ اپنی بستی سے نکلتے ہی احکام سفر ہوجاتے ہیں چار رکعت والی نماز دو رکعت پڑھی جاتی ہے۔ اسے قصر کہتے ہیں۔ تین منزل سے ۴۸ کوس اور بعض علمار کے نزدیک ۴۸ میل مراد ہے۔ پندرہ دن کے قیام پر پوری نماز پڑھنی چاہیئے

سجدہ سہو

اور جو شخص اپنے وطن میں ہو اسکو مقیم کہتے ہیں۔ اور تین رکعتی فرض بدستور پڑھے جاتے ہیں۔ سفر میں سنت موکدہ کا حکم یہ ہے کہ جب اطمینان ہو پڑھے۔ خوف اور بے اطمینانی میں نہ پڑھے۔ اگر مسافر امامت کرے اور مقتدی مقیم ہوں تو امام کو چاہیئے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اور مقتدی سلام نہ پھیریں اپنی چاروں رکعتیں پوری کریں۔ اور مقتدی ثانی دو رکعتوں میں قرأت نہیں پڑھیں گے۔ بلکہ بقدر الحمد پڑھنے کے خاموش کھڑے رہیں گے۔ رکوع میں صرف ربنا لک الحمد کہیں گے۔ اگر امام مقیم ہو اور مقتدی مسافر تو مقتدی چاروں رکعتیں امام کے ساتھ پوری کریں۔ **نماز جماعت**۔ جماعت سے نماز پڑھنی سنت موکدہ ہے۔ امامت کے لئے سب سے بہتر وہ شخص ہے۔ جو ان نمازیوں میں علم دین کا سب سے زیادہ واقف ہو۔ اسکے بعد وہ شخص ہے جو سب سے اچھا قرآن صحیح پڑھتا ہو۔ اسکے بعد جو سب سے پرہیزگار ہو۔ پھر وہ جو عمر میں دوسروں سے بڑا ہو۔ اگر امام بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے اور مقتدی کھڑے ہو کر اسکے پیچھے نماز پڑھیں تو درست ہے اور یہ بھی درست ہے کہ عذر کی وجہ سے تیمم سے نماز پڑھاتا ہو اور مقتدی باوضو نماز پڑھتے ہوں۔ جماعت میں امور ذیل مکروہ ہیں (۱) امام کا فاسق ہونا۔ فاسق اسکو کہتے ہیں جس نے کوئی کبیرہ گناہ کیا ہو۔ یا گناہ صغیرہ کو ہمیشہ کرتا ہو (۲) اگر صف میں کھڑے ہونے کی گنجائش ہو تو سب سے الگ ہو کر تنہا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے (۳) صف کو ٹیڑھی کرنا مکروہ ہے۔ سب نمازیوں کو چاہیئے کہ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں۔ اور صف کو خوب سیدھی کرلیں اور بیچ میں جگہ خالی نہ چھوڑیں۔ جیسا کہ دہلی میں بعض روز سایہ والانوں میں کھڑے ہوتے ہیں اور صف کے پیچھے صحن بیچ خالی رہتا ہے یہ بھی زیبا نہیں۔ بلا عذر دھوپ کا خیال نہیں اگر کوئی شخص بیمار ہو کر کھڑا نہ ہو سکے۔ یا نماز میں بیمار ہو جائے۔ اور کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہے۔ تو اسکو چاہیئے کہ بیٹھ کے نماز پڑھے۔ اور بیٹھے بیٹھے رکوع سجدہ کرے۔ اگر رکوع اور سجدہ کی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر نماز پڑھتا اور اشارہ سے ہی رکوع سجود کرے۔ لیٹنے کی حالت میں پاؤں قبلہ کی جانب ہوں تاکہ منہ قبلہ کی جانب ہو۔ اگر ایسا بیمار ہو کہ اشارہ بھی نہ کر سکے تو نماز کو تا صحت موقوف رکھے۔ اچھے ہونے پر قضا ادا کرے۔

نوحہ

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ الخ (ترجمہ) اور البتہ ضرور آزمائیں گے ہم تمکو ساتھ کسی چیز کے ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان مالوں سے اور جانوں سے اور پھلوں سے۔ النوحۃ من عمل الجاہلیۃ۔ نوحہ کرنا جاہلیت کا کام ہے۔ اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جس عورت کو اسکے خاوند کی یا اولاد کی مصیبت پہنچے اور وہ نوحہ کرے تو قبر میں دوزخ کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں جن سے سانپ بچھو اور کیڑے نکلیں گے اور ملک الموت کہتا ہے کہ خدا کا اس پر غضب ہے تو یہ کافر ہوا اور خدا کے حکم بغیر میں نہیں آتا۔ النائحۃ تجاء یوم القیامۃ تنبح کما ینبح الکلب قیامت میں نوحہ کرنیوالے آئیں گے کتے کی طرح روتے ہوئے۔ الندبۃ والنوح من الکفر والکافر مع صاحبہ فی النار۔ چلا کر رونا کفر ہے۔ اور کافر دوزخ میں ہونگے۔ من ناح عند المصیبت کتب اسمہ من المنافقین۔ جو نوحہ کرے مصیبت میں نام اسکا منافقوں میں لکھا جاوے اے سعید۔ آواز سے بینات کے ساتھ رونا نوحہ کہلاتا ہے۔ خواہ کسی کے مرنے پر ہو کوئی درد

مصیبت ہوئے ہائے ہائے کرکے رونا بیانات کے ساتھ طریقہ کافروں کا ہے اور جو اسطریقہ پر عمل کرے وہ کافر ہی اور کافروں کے لئے دوزخ ہے اور یہ باعث اللہ اور رسول کے خلاف منشا ہے اور اسیطرح اونا قضا و قدر کی مشیت پر نا راضی کا اظہار ہے ۔ قیامت کیدن نوحہ کرنیوالے قبر سے اٹھیں گے بال پریشان اور منہ پر ہوائیاں اڑی ہونگی ۔ اور واحسرتا کہتے ہونگے اور جو رو رو کے سر کو پیٹے گا جو رسم ہنود کی ہے اللہ کی اسپر لعنت ہی ۔ اور فرمایا رسول اللہ نے اللہ کی لعنت ہو اس پر جو کہ شادی کے موقع پر ناچ باجہ کرتے ہیں اور مرنے پر نوحہ کرتے ہیں اور جو مصیبت میں لباس پھاڑتے ہیں اور بالونکو نوچتے ہیں ۔ اور رخسار و نپر طمانچہ مارتے ہیں خدا تعالیٰ انپر نظر رحمت کی نہیں کرتا ۔ انکی حالت نہ زندگانی اور نہ بعد مرنے کے ۔ مصیبت پر صبر کرنے کی فضیلت صبر کے بیان میں دیکھو ۔ اور مصیبت پر صبر کرنے کے نو درجہ ثواب کے ہیں اور حلال نہیں کسی عورت کو کہ بال کھڑی کھولے اور گھڑی بند کرے ۔ اس حالت میں کہ وہ نوحہ کرتی ہو اور اپنے سر کے بالونکو نوچے جو ایسا کرے اسپر اللہ کی لعنت اور اسکے فرشتونکی اور اسکے پیغمبروں کی ۔ اور ایک حدیث کا مضمون ہے ۔ نوحہ کرنیوالے کے جتنے اسکے سر کے بال ہیں اتنے ہی داغ دینگے ۔ اسکے ہفت اندام پر قیامت کیدن ۔ ناظرین اس شہر دہلی میں کسبیاں محرم میں تعزیے کے آگے برہنہ سر ہوکر ماتم کرتی ہیں کہ کبھی سر پر ہاتھ لے جاتی ہیں اور کبھی سینے پر اور مرد سینہ کوبی کرتے ہیں ہاتھونکے علاوہ زنجیر دلنے یہ باعث اور زیادہ عذاب کا ہی ۔ طرفہ ماجرا یہ ہی کہ نیت ثواب کی رکھتے ہیں اللہ ہدایت دے اور مکر شیطان سے بچاوے اور ہیجڑونکا یہ دستور ہے کہ ننگے سر ہوکے اور بال کھولے سر کے بالوں سے ماتم کرتے ہیں اور بالونکو زمین سے جھلاتے ہیں اوندھے ہو ہو کے ۔ اللہ انکو ہدایت دے ۔ اور مکر شیطان سے بچاوے اور آنحضرت نے فرمایا ہے ۔ کہ جو مصیبت میں نوحہ کرتا ہے یا آوازسے چلاتا ہے تو اسکے نامہ اعمال میں سو برس کے گناہ لکھتے ہیں ۔ اور اگر صبر کرتا ہے تو سو برس کی عبادت لکھتے ہیں اور اگر توبہ نہیں کرتا ہے تو شیطان کے ساتھ دوزخ میں جاویگا ۔ اور آنحضرت نے فرمایا ہی ۔ عورت نوحہ کرنیوالی بہشت کی بو نہ سونگھے گی ۔ نوحہ کرنے کا گناہ مثل قتل کرنے مومن کے ہے ۔ اور اسکی قبر میں روشنی نہیں ہوگی ۔ اور حساب اسپر سخت ہوتا ہے اور چلنا پلصراط پر مشکل ہوتا ہی ۔ اور جو مصیبت پر صبر کرتا ہے خداوند تعالیٰ خوش ہوتا ہے ۔ اور گناہ اسکے خدا بخشدیتا ہے ۔ اور فرشتے اسکے لئے دعا کرتے رحمت کرتے ہیں اور دو ہزار درخت اللہ اسکو بہشت میں عطا کریگا ۔ اور خداوند تعالیٰ نے دوزخ کی آگ اسپر حرام فرماتا ہی اور وہ ثواب صبر ایوب کا پاویگا ۔

نیت | وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَهٗ الخ

یعنے مت دھتکار و اے محمد انکو جو پکارتے ہیں (اچھی نیت سے) اپنے رب کو صبح و شام (یعنی ہر وقت) چاہتے ہیں خاص ذات باری تعالیٰ کو اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ یعنے بیشک خداوند کریم تمہاری صورتوں اور عملونکی طرف نگاہ نہیں کرتا بلکہ تمہاری نیتوں اور دلونکو دیکھتا ہے ہر عمل میں خدا بندے کی نیت دیکھتا ہو اسلئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حق تعالیٰ تمہاری صورت اور کاموں کو نہیں دیکھتا ۔ بلکہ دل اور نیت کو دیکھتا ہو اور دلکو اسلئے دیکھتا ہے کہ دل نیت کی جگہ ہے ۔ علماء نے کہا ہی کہ

پہلے عمل کی نیت سیکھو بعد میں عمل ۔ ایک شخص نے کسی عالم سے کہا کہ مجھے ایسا عمل سکھا دو جس سے رات دن اسمیں مشغول رہوں اور کبھی نیکی سے خالی نہ رہوں کہا ہمیشہ نیکی کی نیت کیا کرو ۔ حدیث شریف میں آیا ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ یعنی اعمال کا اعتبار تو نیت ہی سے ہے ۔ ابوہریرہ رض نے کہا ہے کہ لوگوں کو قیامت میں انکی نیت پر حشر کرینگے ۔ اور حسن بصری رح نے کہا ہے کہ بہشت دائمی چند روز کے عمل سے آدمی کو حاصل نہوگی بلکہ اچھی نیت سے ۔ اور جو شخص قرض لیوے اس نیت سے کہ پھر نہ دیوے تو وہ چور ہے اور جو کوئی نکاح کرے اور مہر نہ دینے کی نیت رکھے تو وہ زانی ہے ۔ اور جو خدا کی توحید بلند کرنے کی نیت سے لڑیگا وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے حکایت بنی اسرائیل میں ایک شخص بالو کے ٹیلے پر تھا اور وہ زمانہ قحط کا تھا ۔ کہنے لگا اتنے گیہوں ہوتے تو فقیر مسکین کو دیتا اس زمانہ کے رسول پر وحی نازل کی کہ اسکو کہہ کہ تیرا صدقہ قبول کیا اور اتنا ثواب دیا کہ تجھکو اتنے گیہوں ہوتے اور تو صدقہ دیتا ۔ اور فرمایا ہے بندہ بہت نیک کام کرتا ہے ۔ فرشتے اسکو آسمان پر لیجاتے ہیں ۔ خدا تعالی فرماتا ہے آج عملوں کو اسکے نامۂ اعمال سے محو کرو کیونکہ میرے واسطے نہیں کیا ۔ اور فلاں فلاں کام لکھو فرشتے کہیں گے الہی اس بندہ نے وہ کام نہیں کیا تب حق تعالی فرمائے گا اسنے دل میں اس کام کی نیت کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے دو شخص ہیں ان میں ایک مال رکھتا ہے اور اسکو اللہ کے حکم کے بموجب خرچ کرتا ہے اور دوسرا شخص تمنا سے کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اسکو راہ خدا میں صرف کرتا دونوں کو برابر ثواب ملیگا ۔ اے سعید معلوم کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مومن کی نیت اسکے عمل سے بہتر ہے وجہ یہ ہے کہ طاعت تن سے ہے اور نیت دل سے ان میں جو دل سے علاقہ رکھتی وہ بہتر ہے ۔ دل اصل ہے اور تن اسکا تابع اور حق تعالی نے کہا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں گذرے خواہ اسکو ظاہر کرو یا نکرو خدا کے پاس اسکا حساب ہوگا اور کان و دل سے سوال کرینگے اور فرمایا ہے لغو قسم کھانے میں زبان ماخوذ نہیں ہوگی بلکہ ارادہ کے سبب سے دل ماخوذ ہوگا ۔ اور سب علما اسپر متفق ہیں کہ کبر اور نفاق اور خود پسندی و ریا پر مواخذا ہوگا یہ سب دل کے اعمال ہیں ۔ اے سعید فرمان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے دیکھو رحمت ہمپر ہمارے رب کی ہے کہ میری امت میں حق تعالی دل کے برے خیالات کو معاف کرتا ہے اور امت محمدیہ پر اللہ تعالی نے اپنا کرم کیا ہے کہ گناہ کا قصد معاف فرمایا ہے اور نیت حسنہ پر ایک نیکی کا ثواب ملیگا اور نیکی کرنے پر دس اور بعضوں نے سو تک کہا ہے ۔ اور جو شخص مسجد میں اس نیت سے جاوے کہ اللہ کا ذکر کرے یا سنے تو وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنیوالے کی مثال ہے ۔ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے بندے سے ہر ایک عمل سے سوال کرینگے حتی کہ سرمہ جو آنکھوں میں لگایا ہو یا ایک ڈھیلا جو ہاتھ سے ملا ہو یا ہاتھ جو کسی برادر دین کے کپڑے میں مس کیا ہو ۔ مباحات کا علم طویل ہے اسکا سیکھنا ضرور ہے مثلاً خوشبو لگانا مباح ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی اسکو جمعہ کے دن لگا دے اور اسکا ارادہ تفاخر ہو تو نہ لگا دے ۔ یا ریا مقصود ہو یا یہ مطلب ہو کہ بیگانی عورتوں کا دل خوشبو کیطرف مائل ہو تو نہ لگا دے اور خوشبو لگانے میں نیتیں اسطرح ہوتی ہیں کہ خانہ خدا کی تکریم و تعظیم کا ارادہ کرے اور چاہیئے کہ نزدیک بیٹھنے والے خوشبو سے راحت حاصل کریں ۔ اور بدبو اپنے نزدیک سے دفع کرے تا دماغ پاک ہو کر ذکر و فکر پر قادر ہو ایسی پاک نیتیں اس شخص سے ہونگی جو ہمیشہ نیک کام کے خیال میں رہا کرتا ہے یہ تینوں نیتیں تقرب درگاہ کا سبب ہونگی اور بزرگان سلف کا یہی حال تھا کہ وہ کھانا کھانے اور بیت الخلا میں جانے اور عورت سے صحبت کرنے میں ایسی نیت کرتے تھے جو خیر کا سبب ہے ۔ جب آدمی کا خیر کا قصد کرتا ہے تو اسکو ثواب

حاصل ہوتا ہو۔ مثلاً عورت کی صحبت سے اولاد کا ارادہ کرے تا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت زیادہ ہو۔ اور یہ کہ اپنی عورت کی راحت کرے اور آپکو اور اسکو گناہ سے بچاوے کی نیت کرے۔ اے سعید بندہ خاص وہ ہو کہ اسکا ہر ایک کام خدا کے واسطے ہو بہشت کی آرزو اور دوزخ کے ڈر سے نہ ہو۔ اور اسکی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص اپنے معشوق کو دیکھتا ہو معشوق ہی کے واسطے دیکھتا ہو نہ اس لئے کہ معشوق اسکو سیم و زر دیوے وہ سیم و زر کی خاطر اسے دیکھو گا اس کا محبوب سیم و زر ہے۔ پس جو کوئی ایسا ہو کہ جمال و جلال الٰہی کی فکر میں رہیگا۔ اور مناجات بات چیت میں کریگا۔ اور اگر تن سے طاعت کرے تو اسواسطے کریگا کہ اپنے محبوب کی فرمانبرداری کو دوست رکھتا ہو۔ اور چاہتا ہو کہ اپنے بدن کو بھی ریاضت میں رکھو اور درگاہ کبریائی بندگی میں حتی المقدور لگاوے تا اسکے دل کو جمال الٰہی کے دیکھنے سے باز نہ رکھے اور یہ شخص معصیت سے اس لیے دست بردار ہوگا کہ شہوت کی پیروی مشاہدہ جمال الٰہی کے لذت سے مانع ہوتی ہے فی الحقیقت عارف کامل یہی ہو۔ اے سعید معلوم کر تمام الاعمال بالنیات سے کوئی خیال کرے کہ معصیت بھی اچھی نیت سے طاعت ہو جاوے یہ بات غلط ہو بلکہ نیت خیر کو معصیت میں دخل نہیں۔ لیکن بری نیت بدکام کو بدتر کرتی ہے اور اسکی مثال یہ ہو کہ کوئی شخص کسی کا دل خوش کرنے کے ارادہ سے غیبت کرے اور مال حرام سے مسجد اور مسافرخانہ اور مدرسہ بناوے اور یوں کہے کہ میری نیت بخیر ہو اور اتنا نہیں جانتا کہ بدی سے نیکی کا قصد کرنا خود بدی ہو اگر اس علم کے بدی جانتا ہو تو بھی فاسق ہوگا۔ اور اگر سمجھے کہ وہ نیکی ہے تو بھی گنہگار ہوگا۔

وضو کا بیان و مسواک کرنا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو جسوقت کہ ارادہ کرو تم طرف کھڑے ہونے نماز کے پس دھو تم منہ اپنو کو اور ہاتھوں اپنو کو کہنیوں تک اور مسح کرو تم سروں اپنے کو اور دھو تم پاؤں اپنے کو ٹخنوں تک۔ مَنْ تَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ كَانَ يَخْرُجُ مِنَ الْخَطِيئَةِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔ جو شخص پنجگانہ نماز کیواسطے اچھی طرح وضو کرے اور احتیاط کے ساتھ وہ گناہ سے ایسا پاک ہوئے کہ گویا اسی روز اپنی ماں سے پیدا ہوا ہے۔ مَنْ نَامَ مَعَ وُضُوءٍ فَأَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فِي اللَّيْلِ فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ شَهِيدٌ۔ جو شخص باوضو سوئے اور اسی شب میں مرجائے نزدیک اللہ تعالیٰ کے وہ شہید ہے۔ النَّائِمُ الطَّاهِرُ كَالصَّائِمِ الْقَائِمِ۔ جو رات کو پاک سوئے وہ مانند اس شخص کے ہو جو دن میں روزہ رکھے اور رات کو عبادت کیلئے قائم ہوئے۔ الْوُضُوءُ عَلَى الْوُضُوءِ نُورٌ عَلَى نُورٍ۔ باوضو ہو کر وضو کرنا نور علی نور ہے۔ مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طُهْرٍ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ۔ جو شخص باوضو ہو اور تازہ وضو کرے اللہ تعالیٰ لکھواوے اسکے لیے دس نیکیاں۔ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوءَ لَهُ وَلَا وُضُوءَ لِمَنْ لَا يَذْكُرُ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ۔ بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی اور نہیں ہوتا وضو جبتک کہ شروع میں نہ کہے بسم اللہ العلی العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ بے وضو کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔ جبتک کہ وضو نہ کرے۔ الطُّهُورُ نِصْفُ شَطْرِ الْإِيمَانِ۔ پاکی لصف لباس ہو ایمان کا۔ **حکایت**۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس آئے اور انکے ساتھ سونے کا تخت تھا۔ اسکے چاروں پائے روپے کے تھے۔ اور یاقوت و موتی سے جڑاؤ مرصع کیے ہوئے

سندس و استبرق کا فرش اسپر تھا۔ مکہ معظمہ کے میدان کی زمین میں اس تخت کو لاکر رکھا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اور تخت پر بیٹھایا جبرائیل علیہ السلام کے چار پیر تھے۔ ایک پر موتی کا۔ ایک یاقوت کا۔ ایک پر لعل۔ ایک پر نور کا ہر ایک کے درمیان پانچسو برس کی راہ تھی۔ اور انکے سر پر دو جھنڈے تھے ایک آفتاب کے رنگ کا دوسرا چاند کے رنگ پیریا قوت و جواہر سے جڑا و مشک کا فور سے لبریز ہوئے تھے۔ اور انکے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے۔ پس جبرائیل نے پنجہ پر کو زمین پر مارا۔ تب ایک پانی کا چشمہ ظاہر ہوا۔ اسمیں جبرائیل علیہ السلام نے وضو کیا اور تمام اعضائے وضو کو تین تین دفعہ دہو یا پھر کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِیًّا یَا مُحَمَّدُ۔ یعنے گواہی دیتا ہوں میں اسبات کی نہیں ہو کوئی معبود مگر اللہ درحالیکہ ایک ہو وہ نہیں ہو کوئی اسکا شریک اور تحقیق تو رسول اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہو تجہکو نبی اور پیغمبر کرکے یا محمد اٹھو اور کرو تم وضو جیسا میں نے کیا۔ تب پیغمبر نے جبرائیل ہوئے مانند وضو کیا۔ جبرائیل نے کہا۔ اے محمد تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے اول اور آخر کے گناہ تمام معاف اور مغفرت کئے اسیطرح تمہاری امت میں سے جو وضو کریگا۔ اسکے قدیم و جدید و ظاہر و پوشیدہ عمداً و سہواً جو گناہ کئے ہونگے حق تعالیٰ مغفرت کریگا۔ اور اسکا گوشت اور خون دوزخ پر حرام ہوگا۔ جب وضو کا مرتبہ ایسا ہو تو تحقیق معلوم ہوا کہ نماز کا مرتبہ اس سے زیادہ ہے۔ جیسا بزرگوں نے کہا ہو کہ بھوکا کھانے اور پیاسا پانی سے سیر ہوتا ہے اور بیمار اور اولیاء اللہ نماز و وضو سے آسودہ ہوتے ہیں کیونکہ تحقیق نماز دلکو راحت دیتی ہے اور تمام غم و مصیبت کو دور کرتی ہے اسیواسطے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو کہ نماز کی حفاظت اور احتیاط نہیں کرتا ہو اسکے لیئے نور نہوگا نقل ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ وضو کرنا شروع کرتا ہے۔ تمام نہیں کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکے اول آخر کے تمام گناہ بخشدیتا ہے۔

دوسرا روایت جسوقت مسلمان وضو کرتا ہو۔ اسکے کان اور آنکھ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کے گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے۔ اور اگر باوضو بیٹھے تو تمام گناہ عفو ہو کر بیٹھتا ہے۔ دین کے عالموں اور شرع کے واقفوں نے کہا ہو کہ تمام وقت وضو کے ساتھ رہنا سنت ہو۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہو کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے جسکا وضو ٹوٹے وہ اسی وقت وضو کرے۔ تو تحقیق اسپر رحمت ہوتی ہے۔ اور بعد وضو کے دو رکعت نماز پڑہے تو ثواب بہت پاوے اور جسکا وضو جاتا رہے اور وضو کرے اور نماز پڑہے۔ اور دعا مانگے تو میں اس دعا کو قبول کرونگا۔ فرمایا۔ آنحضرت نے انس بن مالک کو ہمیشہ وضو سے رہ کیونکہ ملک الموت جسوقت بندے کی روح قبض کرتا ہے وہ بندہ اسوقت وضو سے ہوتا ہے تو اسکو شہید کا ثواب ملتا ہے۔ **حکایت**۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کے ملک کی طرف ایک قاصد کو ایک راہب کے پاس غضب و غصہ سے روانہ فرمایا اور اس رسول یعنی قاصد نے شام کو پہنچکر اس راہب کے بتخانہ کے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ اس راہب نے ایک ساعت کے بعد دروازہ کھولا۔ اس قاصد نے راہب سے پوچھا۔ کس لئے دیر اور درنگی سے دروازہ کھولا۔ کہا اسنے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حق تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ جسوقت تو کسی بادشاہ سے خوف کرے اسوقت تو وضو کر اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی وضو کا حکم کر پس جو شخص

وضو کریگا جس چیز سے خوف اور ڈر رکھتا ہو اس سے خدا کی حفظ و امان میں رہیگا اسواسطے میں نے بھی خوف کر کے اور پھر سب لوگوں نے وضو کیا۔ اس سبب سے دروازہ کھولنے میں دیر ہوئی۔ منقول ہو کہ موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد باریتعالیٰ ہوا۔ اے موسیٰ ہمیشہ وضو کے ساتھ رہ جس وقت بیوضو رہیگا اسوقت اگر بلا اور مصیبت تجکو پہنچے گی تو کسی کو ملامت نہ کر اپنے نفس کو ملامت کر کیونکہ بیوضو رہنے کے سبب سے بلا و مصیبت پہونچتی ہے۔ با وضو رہنے میں دو فوائد ہیں ہر ایک فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں۔ دوسرے تکبیر اولیٰ اس سے فوت نہیں ہو سکتی۔

وضو کی دعائیں - یہ دعائیں وظائف النبی اور مشکوٰۃ شریف سے نقل کی گئی ہیں۔ قبل وضو پڑہے بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ پھر وضو میں ہاتھ دہونے کیوقت پڑہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ۔ اور کلی کرتے وقت یہ پڑہے۔ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ اور ناک میں پانی دیتے وقت یہ پڑہے۔ اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَۃَ النَّارِ۔ اور منہ دہوتے وقت یہ پڑہے۔ اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ۔ اور داہنے ہاتھ دہوتے وقت یہ پڑہے۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔ اور بائیں ہاتھ دہوتے وقت یہ پڑہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ۔ اور سر کا مسح کرتے وقت یہ پڑہے۔ اَللّٰھُمَّ حَرِّمْ شَعْرِیْ وَبَشَرِیْ عَلَی النَّارِ وَاَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِکَ اور کانوں کا مسح کرنے کیوقت یہ پڑہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ اور گردن کا مسح کرتے وقت یہ پڑہے۔ اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ۔ اور داہنے پاؤں کے دہونے کیوقت یہ پڑہے۔ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ۔ بائیں پاؤں کے دہوتے وقت یہ پڑہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَّتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ اور فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی پورا کیسے وضو اور بعد وضو یہ پڑہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ۔ نظم جناب مولنا و بالفضل اولٰنا مولوی محمد حسین صاحب مرحوم تخلص بہ فقیر۔ مداح بشیر و نذیر علیہ الرحمۃ اللہ القدیر ؎

تسکین دل ہو راحت جانی وضو میں ہے ؎ نور نظر ہو نور نہانی وضو میں ہے ؎ جسکے سبب بحال ہے ہمیشہ کی زندگی

آب حیات ہے یہ جو پانی وضو میں ہو ؎ سبز اس سے ہو چمن ہر نماز کا ؎ ہمکو نوید باغ جنانی وضو میں ہے ؎

روشن جبین وضو سے ہو روشن ہیں ہاتھ پاؤں ؎ روشن نماز یونکی نشانی وضو میں ہے ؎ دہوتا ہو دل سے داغ گناہ ہوسکے

اے فقیر ؎ مسنون یہ جو کہ زبانی وضو میں ہے ؎ **فضیلت مسواک** اَلصَّلٰوۃُ بِالتَّخْلِیْلِ وَالسِّوَاکِ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِیْنَ صَلٰوۃً مِنْ غَیْرِ التَّخْلِیْلِ وَالسِّوَاکِ نماز ساتھ خلال اور مسواک کے زیادہ فضیلت رکھتی ہے ستر نماز دلسے جو بغیر خلال اور مسواک کے ادا کیجائے۔ تَسَوَّکُوْا فَاِنَّ السِّوَاکَ مَطْیَبَۃٌ لِّلْفَمِ وَمَرْضَاتٌ لِّلرَّبِّ تم مسواک کرو اس سے منہ خوشبودار ہوتا ہے اور مرض دفع ہوتے ہیں۔

ثَلٰثَۃُ اَشْیَاءٍ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ الْغُسْلُ وَالسِّوَاکُ وَمَسُّ الطِّیْبِ تین چیزیں دن جمعہ کے واجب ہیں۔ ہر مسلمان کو غسل کرنا اور مسواک کرنی اور خوشبو لگانا یعنی عطر ملنا۔

صَلوٰۃٌ بِالسِّوَاکِ اَفْضَلُ مِنْ خَمْسٍ وَسَبْعِیْنَ صَلوٰۃً بِغَیْرِ السِّوَاکِ۔ نماز مسواک کے ساتھ بہتر ہے پچھتر نماز سے جو کہ بغیر مسواک پڑھی ہو۔ اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ مجکو وصیت کی جبرائیل علیہ السلام نے واسطے کرنے مسواک کے یہانتک کہ خواہش کی میں نے کہ اپنے دانتوں کو چھیلا کروں۔ (ترجمہ حدیث) اپنے منہ کو پاک کرو مسواک سے اسلئے کہ وہ راہ گذر ہے قرآن مجید کا۔ (ترجمہ حدیث) اللہ کی رحمت ہو جیوا پر جو کہ وقت وضو اور وقت کھانا کھانے کے خلال کرتے ہیں۔ یعنی بعد کھانا کھانے کے خلال کرتے ہیں میری اُمت سے۔ (ترجمہ حدیث) چھ چیزیں سنت پیغمبر دنکی ہیں۔ بردباری۔ حیا۔ اور مسواک کرنا۔ اور خوشبو لگانا یعنی عطر ملنا۔ عورتوں کو بہت نکاح میں لانا۔ اور حجامت کرنا۔ یعنے پچھنے لگانا۔

وفا بیوفا} وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اور نیچے جھکا بازو اپنے یعنے مہربانی کر اسکے واسطے جو تابعداری کرتا ہے تیری ایمان لانے والوں سے۔ مہربانی کر جو تجھ پر مہربانی کرتا ہے۔ یعنی وفا کر۔ وفا داروں پر سعدی نے کہا ہے

دلا در وفا باش ثابت قدم ٭ کہ بے سکہ رائج نباشد درم ٭ ز راہ وفا گر نپیچی عناں ٭
شوی دوست اندر دل دشمناں ٭ مگردان ز کوی وفا روی دل ٭ کہ در روی جاناں نباشی خجل ٭
منہ پا سے بیرون نہ کوی وفا ٭ کہ از دوستان نیز دجفا ٭ جدائی ز احباب کردن خطا ست ٭
بریدن زیاران خلاف وفاست ٭ **حکایت**۔ روایت ہے کہ رحمتہ روجہ حضرت ایوب علیہ السلام پوتی حضرت یوسف علیہ السلام تھیں۔ اور حسن میں بھی حصہ اپنے دادا یوسف علیہ السلام سے لئے ہوئے تھیں۔ نہایت حسین و جمال تھیں۔ اِن سے بارہ بطن میں چوبیس بچے ہوئے۔ یعنی ہر بطن میں دو۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی۔ آپکی وفاداری اظہر من الشمس ہے۔ آپ نے اپنے خاوند کا ساتھ جبکہ آپکے جمیع مویشی اور اولاد خدا کی آزمائش میں مرگئی۔ اور حضرت ایوب کے بدن میں کھجلی ہو گئی ناخن گر گئے۔ لکڑی اور لوہے سے کھجلاتے تھے۔ اور بدن میں سے بدبو آنے لگی۔ شہر والوں نے نکالدیا۔ مگر آپ نے انکا ساتھ نہ چھوڑا۔ اور آپ ہی کی خدمتگذار رہیں۔ بی بی رحمتہ ایکدن کہیں جا رہی تھیں شیطان نے آگے آکر کہا کہ تو مجھے جانتی ہے میں زمین کا معبود ہوں۔ ایوب آسمانی معبود کی پرستش کرتے ہیں میں نے انہیں غضب سے اس حال پہنچایا۔ مجکو ایک بار سجدہ کر لے تو تندرست ہو جائے۔ پھر ایک بچہ بکری دیکھ کہا کہ اسے میرے نام پر ذبح کر دینا۔ بی بی رحمتہ آئیں تو وہ واقعہ بیان کیا۔ آپنے فرمایا۔ اے بی بی رحمت یہ دشمنِ خدا شیطان تھا۔ بتا یہ سب مال و عیال کس کا دیا تھا۔ بی بی رحمتہ نے کہا اللہ کا دیا تھا۔ فرمایا کہ اب یہ بتاؤ کہ اس عیش و نعمت میں کتنے دن گذرے۔ بولیں اسی برس۔ فرمایا کہ رحمت مصیبت میں کتنا زمانہ ہوا۔ عرض کیا کہ سات برس فرمایا کہ رحمت تو نے حضرت رحمٰن رحیم کے حق میں انصاف نہ کیا

بھلا اتنی برس تو صبر کیا ہوتا۔ اور بہت غصہ ہوکر قسمیہ فرمایا کہ سو کوڑے ماروں گا جب حضرت ایوب علیہ السلام اچھے
ہوئے اور چاہا کہ اپنی قسم پوری کریں تو اللہ پاک نے بی بی رحمتہ کی سفارش کی اور کہا کہ جھاڑو کا مٹھا ایک دفعہ آپکے
جسم اطہر سے چھوا دو تمہاری قسم پوری ہوجائیگی۔ وفاداری کا سبب تھا کہ خداوند تعالی آپکا سفارش ہو سبحان
اللہ وفا بہت اچھی خصلت ہے۔ **حکایت** شاہپور بادشاہ ساسانی کے عہد میں درمیان دجلہ و فرات کے
ایک شہر تھا حضر یہ شہر چند دوسرے شہروں کے ساتھ امیر ضیزن کے تحت حکومت میں تھا۔ ضیزن نے بہت سپاہ فراہم
کرکے اور ایک مضبوط و مستحکم قلعہ قائم کرکے خود مختار بادشاہ ہونے کا علم جہانداری بلند کیا۔ اور خراج دینے سے انکار
کیا۔ شاہپور کو جو یہ خبر پہنچی کہ امیر ضیزن باغی ہوگیا۔ سپاہ جرار لیکر دوڑا۔ لشکر ضیزن تاب مقابلہ نہ لاکر قلعہ بند
ہوگیا۔ شاہپور نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ قلعہ کو ضیزن نے مستحکم بنایا تھا۔ اور بہت سے سامان رسد وغیرہ کے قلعہ
میں فراہم کر رکھے تھے۔ شاہپور قلعہ والوں کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ مگر محاصرہ کیے رہا۔ امیر ضیزن کی ایک لڑکی تھی جو
حسن و جمال میں مشہور روزگار تھی۔ اثنائے محاصرہ میں وہ ایک روز قلعہ کے اوپر چڑھکر ہر طرف کا نظارہ کرنے لگی
حالت نظارہ میں اسکی نظر شاہپور کی وجیہہ جمیل صورت پر جا پڑی۔ آنکھوں کا قصور تھا جو چھری دل پر چل گئی۔ اور
اب شاہزادی ضیزن کی لاڈلی ناکتخدا بیٹی شاہپور کے دام محبت اور عشق کے سلاسل میں گرفتار تھی۔ اس ہی لئے پردہ مرد
اور عورت دونوں کے لیے عام حکم ہو کہ کسی نامحرم کو نہ دیکھے۔ دوسرے روز شاہپور کی خدمت میں خفیہ پیام بھیجا۔ کہ
اگر بادشاہ مجکو اپنی حرم بنانے کا وعدہ کرے تو قلعہ بسہولیت فتح کرا دوں کیسا قول ہو۔ عورت رہے آپ سے۔
نہیں جائے سگے باپ سے۔ شاہپور اس غیبی لطیفہ سے بہت خوش ہوا۔ فوراً نکاح کا وعدہ کرلیا۔ قاصد فائز المرام واپس
گیا۔ آدھی رات کیوقت منتظر تھا۔ کچھ سپاہی قلعہ کے دروازے کے ادھر ادھر مخفی طور پر پھر رہے تھے کہ یکایک
قلعہ کا دروازہ کھلا۔ پھر کیا تھا شاہپوری فوج قلعہ کے اندر تھی چشم زدن میں قلعہ فتح ہوگیا اور امیر ضیزن قتل
کیا گیا۔ دوسرے روز شاہپور نے امیر ضیزن کی جمیلہ بیٹی کو اپنے حرم میں داخل کیا۔ اور اس رات کو شاہپور نے
دوسرا قلعہ بکارت فتح کیا۔ لیکن باوجود ہر طرح کے عیش و عشرت اور سامان راحت کے ضیزن کی بیٹی نے کراہ کراہ کر
رات کاٹی۔ صبح کو خدمتیوں نے جو احتیاط کے ساتھ بستر کو دیکھا۔ کہ آخر شاہزادی کس وجہ سے رات بھر کراہتی رہی۔ تو بستر
پر دو پھول کی پتیاں مرجھائی ہوئی جو کسیقدر خشک تھیں نکلیں۔ رفتہ رفتہ یہ عجیب نزاکت واقعہ شاہپور کے بھی گوش
زد ہوا۔ شاہپور کو سخت حیرت ہوئی۔ اٹھکر شاہزادی کے نزدیک آیا۔ اس سے پوچھا۔ کہ اے ناز آفریں آخر تیرے باپ
نے کس آرام اور کیسی آسائش میں رکھا جو پھول کی پتی تیرے نازک جسم پر کانٹے کا کام کرتی ہے عذرا شاہزادی
نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت میری غذا بکری کی نلی کا گودا اور قند مکرر تھی۔ یاقوت سال دستر خوان پر رکھا جاتا تھا
اور سونے کے لئے سبز تازہ پھول بچھائے جاتے تھے۔ یہ سنکر شاہپور نے حیرت کی انگلی غضب کے دانتوں میں دبائی۔ پھر کہا
کہ کمبخت شہوت پرست لڑکی جب لیے مہربان ناز بردار باپ کے ساتھ تو نے ایسی بدسلوکی بیوفائی کی جو گناہ کبیرہ
ہے۔ اگر تجھ سے وفا کی امید رکھی جائے تو سراسر نادانی ہے۔ اسیوقت شاہپور نے حکم دیا کہ اس شاہزادی کے دونوں

لیتیں تیری نگاہ سے کیا ویں باندھو اور آتش بیدار ہو کر بیوفائی کا مزہ۔ **ای سعید** بیوفائی بہت ناپاک خصلت ہے
اہل عقل خوب سمجھتے ہیں لیکن اپنی اور اپنے خیر خواہوں کے ساتھ بیوفائی کرتے نہیں جو کہ تمام غیروں کے ساتھ کیسے وفا کریگا۔
خسر الدنیا والآخرہ میں داخل ہوئی۔ **ای سعید** عورت کا خاصہ ہے کہ وہ دنیاوی سامان کی طرف رجوع ہوتی ہے
لہذا بی بی مریم کی خاطر اللہ نے سونے کی ہنڈیاں بھی۔ وہ ہر مائین اور انکی سب لادو کو زندہ کیا اور سب مویشیاں اور
سامان میں دن دگنی رات چوگنی ترقی کی۔ بیٹے بیٹی کی بیوفائی کا یہ اثر ہوا کہ شاہ شیریں بھی مقتول ہوئے اور انکی فوج بھی کام آئی
اور شاہ شیریں لیٹی تو بھی ان سے علیحدہ ہو گئی۔ یہ بہت بُری خصلت ہے بیوفائی۔ اللہ اس سے سبکو بچائے
اور وفادار سب کو بنائے ۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ مرحوم صاحب نظر نعمت از بے پسندیدہ تر نہ دوست وفادار
کمر بستہ کہ تا اشتری بہ کنی جہد کش۔

وقت فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ۔ پس جب فارغ ہو تو پس محنت کر عبادت میں
اور طرف رب اپنے کے پس رغبت کر۔ یہ حضرت کریم کی طرف اشارہ ہے کہ جب تبلیغ کے کام سے فرصت پاؤ تو
اللہ کی عبادت کی طرف رجوع کرو۔ حکم عام ہے کہ جب معاش کے کام سے فرصت پاؤ تو عبادت الٰہی میں مصروف ہو۔ یہ نہیں خاص اشارہ
ہے کہ لغویات میں مصروف نہو جو کہ اکثر لوگ میں ان کے رہتے ہیں۔ جیسے تاش کھیلنا۔ سکوب تحیثر۔ تاش۔ گنجفہ۔ شطرنج وغیرہ۔ وہ حدیث تمہاری
نظر سے گذری ہوگی کہ قیامت کو ہر بندے کے آگے رات دن کے ۲۴ صندوق رکھے جاوینگے اور انکے کھولنے کا حکم ہوگا جب
کھولے گا۔ تو کوئی نور سے پُر ہوگا۔ کوئی آگ سے۔ اور کوئی خالی ہوگا۔ فرمان ہوگا کہ جس ساعت میں تو نے نیک کام کیا ہو اس
ساعت کا صندوق تو نور سے بھرا ہوا ہے۔ اور جس ساعت میں بُرے کام کئے وہ آگ سے پُر ہیں۔ اور جس ساعت کو بیکار
گذارا ہے وہ خالی ہے۔ **ای سعید** احتیاط نفس سے غافل نہ ہو۔ غافل از احتیاط نفس یک نفس مباش بہ شاید ہمیں
نفس نفس واپسیں بود ؛ **اے سعید** اسلام میں وقت ہر کام کے مقرر ہیں۔ مثلاً اوقات نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ
وقت شادی وغیرہ وغیرہ۔ انسان کو اپنے وقت کی از حد قدر کرنی چاہیئے۔ جو لوگ اپنے وقت کی قدر نہیں کرتے اور اسکو یونہی
برباد کر دیتے ہیں وہ آخر میں ضرور پچھتاتے ہیں۔ مثل مشہور ہے۔ پھر کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ غنیمت وقت کو جو لوگ دنیا میں
سمجھتے ہیں وہ باقبال ہوتے ہیں۔ بے نصیب انکو کہتے ہیں۔ وقت کی جب گھڑی نکل جاتی ہے پھر نہیں ہاتھ آتی ہے کیا وقت پھر ہاتھ
آتا نہیں ؛ سدا دور دوراں دکھاتا نہیں ؛ اگر کوئی کام ہم کرنا چاہتے ہیں۔ تو اسکو ایکدم شروع کر دینا چاہیئے خاص کر نیک کام۔
(رع) در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ؛ جو کام ہم صبح کر سکتے ہیں۔ اسکو شام پر ہرگز نہ ڈالنا چاہیئے سستی و کاہلی انسان
کی ایک سخت دشمن ہے اس موذی دشمن سے جو بچ گیا۔ اُسنے دولت و عزت حکومت اسکو عوض میں پائی۔ دنیا میں اسکی تعریف
ہی تعریف ہوتی رہی۔ صبح جلد اُٹھو اور رات کو وقت پر آرام لیتے اور اپنا وقت اچھے کاموں میں صرف کرتے ہو تو اسکی قدر تو
ہیں کاہل و سست لوگ حق کہ ایسے دشمن ہو جاتے ہیں کہ انکے پاس پھٹکنے بھی نہیں دیتے ہیں شستی انکا ہم بھی معنیں معاری معلوم ہوتا ہے
بیکاری کے وقت بھی مشکل سے گذرتا ہے جو لوگ یونہی فضول تو نہیں وقت ضایع کرتے ہیں یا بستر پر پڑے پڑے انگڑائیاں لیا کرتے
ہیں انکا کوئی کام وقت پر نہیں ہوتا۔ اگر سفر درپیش ہو تو جیتا وقتیں ٹرینیں اسٹیشن پر دیر میں پہنچنے کے باعث نکل

مسافری بن نہیں پڑتی۔ غرضکہ اسطرح ہر کام میں انکے خلل آتا رہتا ہے۔ جب انکا تمام آخرتیاری قسمت پر لگا کر یہ لوگ ہاتھ پر ہاتھ دھرے اپنی جگہ بیٹھے رہتے ہیں زندگی انہیں اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ کاہل و دولتمند اپنے پیسے کی قدر نہیں کرتے جبتک کہ وہ انکے ہاتھ سے نکل نہ جائے اور یہی حال انکے وقت کا ہوتا ہے۔ وہ اپنے وقت کے ہزاروں گھنٹے یونہی برباد کردیتے ہیں کسیکا قول ہے۔ کہی بات پھر باز نہیں آتی۔ تیر جستہ کمان میں واپس نہیں آتا ہے۔ دودھ پستان سے نکلکر پھر باز نہیں آتا ہے گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا ہے۔ جب مانہ کا نشیب فراز انہیں اس خواب غفلت سے جگا دیتا ہے پھر وہ اپنی زندگی کے باقی رہے ہوئے وقت کو اچھی طرح کام میں لانا چاہتے ہیں۔ سو وقت پر ایک قطرہ خوب ہے ابر خروش ہنگام کا جب کھیت جل گیا برسا تو کس کام کا۔ لیکن افسوس ایک مدت تک کاہلی کے غلام بنے رہنے کے باعث وہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہو نہیں سکتے۔ جیسے طالب علم تمام سال پھر یونہی کھیل کر گذار دیتے ہیں اور چند یوم پہلے امتحان کے جان کھپا کے محنت کرتے تو وہ کامیابی کا منہ دیکھ سکتا ہے۔ بنسبت اسکے جس نے ہر وقت کی قدر کی ہو۔

حکایت۔ کسی تالاب میں تین مچھلیاں تھیں۔ اور ایکطرف نالہ سے بڑے دریا کا راستہ تھا۔ اس تالاب پر دو شکاریوں کا گذر ہوا۔ انہوں نے تاڑ لیا کہ اسمیں مچھلیاں ہیں۔ کہا کل جال ڈالکر پکڑینگے۔ جو مچھلی اپنا کام قبل از وقت کرتی تھی وہ جو تتوں محنت و مشقت سے اس تالاب سے نکلکر دریا میں جا پہنچی اور جو وقت کے وقت کام کرتی تھی اسنے جب شکاریونکو دیکھا اپنے کو مردہ ظاہر کرکے پانی پر تیرنے لگی۔ شکاریوں نے اسے مردہ سمجھ کر نکال دیا۔ تیسری جو قبل از وقت نہ بر وقت کام کرتی تھی وہ شکاریونکے جال میں پھنس گئی۔ یہی حال انکا ہے جو قیمتی وقت بیکار ضائع کرتے ہیں۔ انکو بجز افسوس کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ کھوئی ہوئی دولت پھر بھی ہاتھ آسکتی ہے۔ بھولا ہوا علم پھر بھی حاصل ہوسکتا ہے۔ لیکن گیا ہوا وقت ہمارے ہاتھ سے ہمیشہ کے لئے چلا جاتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ وقت کی قدر کرنے والے کیا کیا کام دکھا رہے ہیں۔ آخر وہ بھی آدمی ہیں۔

حکایت۔ ایکدفعہ کسی کارخانہ کا منصرم ولایت میں پانچ منٹ دیر سے اپنے دفتر میں گیا۔ مالک کارخانہ نے دیر سے جانے کا سبب دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ منصرم کی گھڑی پانچ منٹ پیچھے تھی۔ مالک کارخانہ نے کہا کہ آپکو اپنی گھڑی ایکدم بدلدینا چاہیئے۔ ورنہ مجھے آپکو بدلنا ہوگا۔ دیکھئے ولایت والونکو اپنے وقت کے ایک منٹ کا کتنا خیال ہے۔ اور ہم ہیں کہ ہزاروں گھنٹہ یونہی برباد کردیتے ہیں۔ اور ہم کو ذرا بھی غم نہیں ہوتا۔

غالباً اس دنیا میں سب سے پہلا سبق جو بچے کے لئے ہوسکتا ہے۔ وہ پابندی اوقات کا ہے۔ لیکن ہندی میں اسکے خلاف سبق دیا جاتا ہے۔ ماں کا سب سے پہلا کام ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اپنے بچے کے دودھ کے اوقات مقرر کردے اسکے خلاف وہ کبھی دودھ دے۔ بچہ بھی رفتہ رفتہ انہیں اوقات کا عادی بنجائیگا۔ جسکے فوائد کا اندازہ وہ اپنی آئندہ زندگی میں کرسکتا ہے۔ علاوہ ازیں وقت مقررہ پر دودھ دینے سے بچے کی صحت اچھی رہتی ہے اور ہاضمہ بگڑنے نہیں پاتا۔ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ایک حکایت لکھتے ہیں۔ کہ کوئی بادشاہ تھا کہ ملک گیری کے لئے اسنے سپاہ روانہ کی تھی۔ اور جب وہ ملک سپاہ نے فتح کرلیا۔ تو کسی نے آکر اسکی خوشخبری سنائی تو اسوقت

یا دشاہ سے کہا ہے امید بستہ بر آمد ہو سے چہ فائدہ زانکہ ؎ امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید ت ؎

ایک سیاح لکھتا ہے کہ ایکوقت میں جہاز میں سوار تھا۔ کہ یکایک جہاز طوفان میں آگیا اور ہم سب پریشان ہو کر توبہ و استغفار کرنے لگے اور اسی جہاز میں دو انگلش بھی سوار تھے۔ مگر وہ باطمینان اخبار بینی میں مصروف تھے۔ میں نے انسے کہا کہ آپ اسوقت بھی اخبار بینی میں مصروف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا کام ہے کہ معلومات کا ذخیرہ حاصل کرتے ہیں ہماری زندگی کا کوئی منٹ اس سے خالی نہ رہنا چاہئیے جو زندگی ہے وہ معلومات حاصل کرنے میں رہے تا آخیر دم تاہے لوگ ہیں پابند اوقات۔

سنا ہے کہ غدر کے ایام میں جب کہ سپاہی میسر نہیں آتے تھے تو حافظ امیرلدین عرف امام صاحب محدثی جو کہ خوشنویس خط نسخ کے تھے پانی سے بجائے سیاہی کے مشق کرتے تھے۔ اب بھی انکے یہاں پانی سے مشق کرنا رائج ہے اپنا وقت اس شغل میں گذارتے تھے۔ یہ پابند وقت کے تھے۔ آخری بادشاہ خاندان مغلیہ جبکہ نظربند ہو گئے تو کوئلے سے دیوار پر شعر و اشعار لکھتے رہتے۔ غرضکہ اپنے شغل سے باز نہ آتے۔ اسی طرح ایک شاعر کی لڑکی نے عین رخصتی کے وقت دنیائے فانی سے رحلت کی انہوں نے نظم میں اس مضمون کو ادا کیا ہے۔ کہ سب کچھ میں نے دیا تھا۔ مگر کفن نہیں دیا تھا۔ وہ بھی لیکر نکلی ؎

ایک خوشنویس کے تذکرہ میں ہے۔ کہ انکی رحلت کے دن بھی مشق کی وصلی سیاہ کی۔ اس پابندی سے سلف کے لوگ اپنی اوقات کے پابند رہے ہیں۔ اے سعید تجکو بھی پابندی اوقات ضروری ہے۔ خوش نصیب نیکے جو پابند صوم صلوٰۃ ہیں۔ **ہدایت** مَن یَّھدِی اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ جسکو ہدایت اللہ نے دی پس نہیں کوئی گمراہ کرنے والا اس کا۔ اور فرمایا۔ وَاللّٰہُ یَھدِی مَن یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّستَقِیمٍ۔ اللہ ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے راہ راست بتلا دیتا ہے سعدی نے کہا ہے کہ نگہدار مارا زراہ خطا ؎ خطا در گذار و صوابم نما ؎

فرمایا نبی کریم نے۔ لَا یَزَالُ مِن اُمَّتِی اُمَّۃٌ قَائِمَۃٌ بِاَمرِ اللّٰہِ لَا یَضُرُّھُم مَن خَذَلَھُم وَلَا مَن خَالَفَھُم حَتّٰی یَاتِیَ اَمرُ اللّٰہِ وَھُم عَلٰی ذٰلِکَ۔ ہمیشہ رہیگا امت میری سے ایک گروہ قائم ساتھ حکم اللہ کے نہیں ضرر کریگا۔ انکو وہ شخص کہ ترک کرے مددگاری انکی اور نہ وہ شخص کہ مخالفت کرے انکی یہانتک کہ آوے خدا کا اور وہ اوپر اسی کاراستے کے ہونگے ہدایت کے۔

اے سعید۔ طلب صادق ہونی چاہیئے۔ اور بے طلب صادق اور عشق حقیقی کے کوئی رہنمائی نہیں لیتا اور یہ ظاہر ہے۔ اگر عشق و طلب صادق ہو تو خدا رہنمائی کریگا۔ اور نہ مرشد۔ اور اگرچہ خدا تعالے ہر شخص کی ہدایت کے لئے بہت کافی ہے۔ مگر اسنے بیچ میں واسطہ ہدایت کا پیغمبروں کا رکھا ہے اور پیغمبروں کو بھی بلا واسطہ یعنی اپنے ہی آپ انپر الہام کر سکتا تھا۔ مگر ایسا نہیں کیا۔ بیچ میں جبرئیل امین کو لا رکھا ہے واسطے ہدایات کے اگرچہ خدا وند تعالےٰ میں یہ قدرت تھی کہ وہ بدون جبرائیل کے آنحضرت پر کلام مجید نازل کرتا۔ اور بغیر آنحضرت کے خدا کی قدرت سے ممکن تھا۔ کہ سب لوگوں کو ہدایت کر دیتا۔ مگر چونکہ عالم اسباب میں سبب اور وسیلہ کی ضرورت ہے۔ اس وجہ سے اسنے رسول کے درمیان جبرئیل کا واسطہ قرار دیا

اسیطرح رسول اللہ سے بہتر کوئی اور ذریعہ خدا اور اسکے بندوں کے تعلقات وسیع کرنیکا نہ تھا۔ کیونکہ رسول باعتبار بشریت بندوں سے متعلق اور بلحاظ روحانیت خدا سے واصل اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے ہماری ہدایت کا ذریعہ رکھا ہے۔ اور وہ ذریعہ اسکی عالم ربانی کے ذریعہ سے قیامت تک قائم رہے گا۔ اے سعید۔ جو کوئی رہنمائی کرتا ہو کسیکو اچھی بات کی۔ تو اسکو بھی ثواب ویسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ نیز اونکو ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے کسی سے کسیکو کچھ دلوا دیا۔ یا کسی کو ظالم کے ظلم سے بچا لیا۔ یا خلاف شرع باتوں سے باز رکھا یا کسی کا قصور کسی سے معاف کرا دیا۔ تو اسکو بھی ایسا ہی ثواب ہوگا۔ جیسا اسکے کرنے والے کو ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صحابہ سے کہ میرے پاس لوگ حاجتوں کے طلب کر کے لئے آتے ہیں اور سوال کرتے ہیں اور تم میرے پاس ہوتے ہو پس سفارش کیا کرو تا ثواب پاؤ۔ بڑا ناداں ہے کہ جسکی ذراسی زبان ہلانے سے کسی کی حاجت رفع ہو۔ اور وہ خاموش رہے۔

ہمبستری

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ۔ یعنے عورتیں تمہاری کھیتی ہیں۔ جنسے تم اولاد حاصل کرتے ہو۔ پس اپنی کھیتی میں جسطرح چاہو آمدرفت کرو۔ ان سے جیسے چاہو۔ مساس کرو۔ بوس وکنار کرو۔ محبت آمیز باتیں کرو۔ رغبت کیوقت جماع کرو۔ مگر یہ تمام فعل ایسے طریق سے کرو کہ ہر ایک حرکت آئندہ کیواسطے ہر قسم کی خیر وبرکت کا باعث ہو۔ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔ عورتوں کے ساتھ ایسے طریق سے معاشرت کرو۔ جو فطرتی عقل اور نیک تقاضوں کے موافق ہو۔ عورت بھی مرد کے لئے ایک کھیتی ہے جیسا کہ اوپر لکھا ہے۔ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ مرد کا نطفہ بجائے تخم کے ہے رحم اور انثیین بجائے زمین کے۔ مناسب وقت پر جماع کرنا مناسب موسم کی کاشت ہے یعنے عورت جب حیض ونفاس سے طہارت حاصل کرلے۔ اسوقت جماع کرنا مناسب موسم کی کاشت ہے۔ اور ایام حمل کی نگرانی مابعد کی نگہداشت ہے۔ پس جسقدر یہ تمام اجزا کامل اور صحیح ہونگے اسی قدر نسل عمدہ ہوگی اور مرد وعورت میں باہم گہری محبت اور الفت رہے اور انکی صحت اعلیٰ درجہ پر ہو اور اخلاقی اور دماغی اور روحانی حالت عمدگی اور بہتری پر رہے تو اولاد حسین وجمیل اور صحیح القویٰ۔ کامل الفطرت اور مبارک پیدا ہوگی۔ برعکس اسکے جسقدر ان میں باہم تنفر اور مخالفت ہو جسقدر انکی صحت خراب ہو۔ اخلاقی ودماغی روحانی حالت ابتر اور فاسد ہو اسیقدر اولاد بدصورت کریہ منظر ناقص القویٰ۔ بد اطوار اور بدبخت پیدا ہوگی جبکہ بچہ شکم مادر میں ہو ایسی حالت میں عورت کی نگہداشت کرنی چاہیئے۔ اسکی پرداخت بچہ کی پرداخت ہے۔ ورنہ بچہ دائم المرض ہوگا۔ اور ہمیشہ از وقت گرجائے گا۔

اور ارشاد نبی کریم ہے خیارکم خیارکم لِنِسَائِھِم ۔ یعنے تم میں نیک لوگ وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ نیک ہیں
یعنی انکے ساتھ ہمیشہ محبت و شفقت رحم اور موافقت سے بسر اوقات کرتے ہیں۔ اور ظالمانہ عورت کیساتھ
کسی قسم کی زبردستی یا بیجا جرأت ظاہر نہیں کرتے اور اور ہر عورت کے لئے تاکید فرمائی کہ ہر حالت میں
مرد کے ساتھ تابعدار ہو کر رہیں۔ تمام رشتہ داروں اور مخلوق کی نسبت اپنے خاوند کی سب سے زیادہ
عزت و ادب کریں جب مرد اپنی شہوت پوری کرنے کے لئے بلاوے تو فوراً بلا کسی عذر معقول کے حاضر
ہوجائیں۔ اور فرمایا آنحضرت نے اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِھَا الْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ ۔ دنیا ایک عارضی
عیش و آرام کا سامان ہے۔ اور اسکے تمام سامان میں نیک عورت سب سے بڑھ کر عیش ہے۔ یہ بھی یاد
رکھنا چاہیئے۔ کہ تمام خانگی امن لذت جماع۔ خوبی اولاد اور صحت مرد و عورت اسی ایک مسئلہ پر مبنی ہے
کہ عورت ہر طرح مرد کی فرمانبردار رہے۔ اور طبی مسئلہ ہے کہ جماع ہمیشہ ایسے وقت میں کیا جائے جبکہ
دونوں کو پوری خواہش اور رغبت ہو۔ اور دونوں کی جسمانی۔ اخلاقی۔ دماغی اور روحانی حالت اعلیٰ درجہ پر
قائم ہو۔ دراصل نیک اور فرمانبردار عورت کے برابر دنیا میں کوئی لذت اور عیش نہیں۔ چنانچہ ارشاد
نبی ہے۔ لَا رَھْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَامِ ۔ الغرض جوان مرد کا مجرد رہنا در از خواہشوں یا شیطانوں کے
درمیان کھڑا ہونا ہے۔ کہ وہ ضرور اسکو تباہ کریگا۔ مجرد آدمی ان پاک انسانی جذبات اور اخلاق کی
تکمیل سے بھی بے بہرہ رہجاتا ہے۔ جو باپ دادا اور نانا وغیرہ بننے کی حالت میں حاصل ہوتا ہے۔
عمدہ لباس عمدہ خوراک عمدہ مکانات و عمدہ باغات وغیرہ انسان کے لئے دنیا میں باعث اطمینان اور
فرحت ہوتے ہیں۔ مگر ایسی صورت میں نیک عورت اور نیک اولاد کا ہونا نہایت ضروری ہے ورنہ
تمام سامان ماتم اور اداسی کا سماں ہوجاتا ہے۔ اور اگر جائز طریقوں سے استعمال کیا جائے۔ تو
کمال خوبی میں شمار ہوتا ہے۔ یہی قوت شہوت کا مآل ہے۔ اسکو دراصل باطل سمجھنا اور عمداً ہلاک
کرنا سخت غلطی ہے۔ اگر بیہودہ طور پر برے طریقوں۔ مثلاً جلق۔ زنا۔ لواطت۔ وغیرہ میں استعمال
کیجائے تو سخت ظلم اور گناہ ہے۔ اگر معروف طریقوں سے کام میں لایا جائے۔ تو اعلیٰ درجہ کی شائستگی
اور نیکی ہے۔

ہمبستری سے مقصود اولاد اور بچنا بیماریوں اور مکروہات ناشائستہ سے ہے چنانچہ ہمارے
آقائے نامدار نے فرمایا ہے اَلْمَرْءَۃُ لِنِصْفِ الْاِیْمَانِ ۔ اور عورتیں جوان مرد کے واسطے ایک
حفاظت مکر شیطان ہیں۔ یہ قرآن مجید میں نکاح کرنے کا حکم۔ اور اگر کوئی شخص افلاس کیوجہ
سے عورت کے اخراجات برداشت کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ تو اسکے لئے صبر کرنے اور
روزہ رکھنے کا حکم ہے۔ اور عورتوں کو مرد کا لباس اور مرد کو عورت کا لباس فرمایا گیا ہے۔ اسمیں کوئی
شبہ نہیں۔ کہ عورت اعلیٰ درجہ کا سامان اور دنیائی دولت میں سے ہے۔ اس لئے اسکو پردہ میں

رکھنا مناسب ہے۔ نفس کی شہوانی خواہشیں اس سے پوری ہوتی ہیں سلسلہ اولاد کا اس سے جاری ہوتا ہے۔ اور عورت سے صحت جسمانی و دماغی ہے۔

یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ اگر کوئی عضو کچھ عرصہ کے لئے بیکار پڑا رہے تو رفتہ رفتہ خراب ہو کر بیکار ہو جاتا ہے۔ جیسے اہل ہنود کے ہاں۔ کوئی ہاتھ کو سکھا لیتا ہے۔ کوئی پیر کو پھر وہ حس و حرکت نہیں کر سکتا۔ یہی حال اعضائے ولادت کا ہے۔ یعنی اگر کوئی خدا ترس مرد یا عورت عدم موجودگی تزوج کیوجہ سے انکو بیکار رکھے تو آخرکار یہ عضو ضعیف اور بیکار ہو جاتا ہے۔ اور اسکے زوال کے ساتھ دیگر اعضائے جسمانی و دماغی بھی فتور پذیر ہو جاتے ہیں۔ قوائے عقلیہ ناقص ہو جاتے ہیں بجائے مردی اور ہمت کی بجائے بزدلی اور کاہلی آجاتی ہے۔ اور قوت فکر اور غور میں فتور واقع ہو کر انسان مخبوط الحواس اور سادہ لوح بنجاتا ہے۔ اور منی جیسا بے بہا تخم ہیجان اور بیکار ہو جاتا ہے۔ اس لئے بیواؤں کا نکاح کرنا ضروری ہے۔

اے سعید یاد رکھ حیض کی حالت میں جماع کرنا سخت اندیشہ ناک ہے مضر صحت ہے جب خون بند ہو کر سفیدی کا آنا بھی موقوف ہو جائے اسکے بعد ہمبستری کرنا جائز ہے۔ شہوت صادق اور کاذب میں امتیاز کرنا ایک نہایت ضروری امر ہے۔ شہوت کاذب کی یہ پہچان ہے۔ اول تو اس میں اصلی شہوت کے برابر جوش و قیام نہیں ہوتا۔ بلکہ ضعیف اور ناپائدار ہوتی ہے۔ اعضائے مخصوصہ کو استادگی اور حرکت پورے زور کے ساتھ حاصل نہیں ہوتی۔ دوم۔ یہ خود بخود برانگیختہ نہیں ہوتی عضو خاص کو کھجلانے یا ملنے سے پیدا ہوتی ہے۔ یا عورت کے پاس جانے سے۔

واضح ہو کہ اصل جماع کے لئے بہترین وقت اور حالت وہ ہے جبکہ مرد اور عورت دونوں پوری صحت کی حالت میں ہوں۔ تمام جسمانی و دماغی قوائے صحیح و سالم اور ہر قسم کے فساد و ضعف سے پاک ہوں کھانے کے بعد اسقدر وقت گذر چکا ہو کہ معدہ کا فعل ہاضمہ قریب الاختتام ہو یعنی کھانے کے بعد قریباً تین گھنٹہ یا زیادہ وقت گذر چکا ہو۔ شہوت خود بخود تیزی اور جولانی پر آئے۔ پہلے دیر تک عورت کے ساتھ بوس و کنار کیا جائے۔ بلکہ عورت ضروریات اور پیشاب سے فارغ ہو اور مرد بعد ہمبستری کے پیشاب کرے اور محبت آمیز باتوں سے تالیف قلوب کامل طور پر حاصل کیجائے قوت شہوت اس سے مستثنیٰ نہیں۔ ایک جوان صحیح القویٰ اوسطاً۔ ایک یا دو دفعہ ہفتہ میں مجامعت کر سکتا ہے اکثر کے لئے۔ ایک دفعہ اور بعض کے لئے ایک دفعہ مہینے میں کافی ہوتا ہے۔ اور بعض کے لئے ہفتہ میں ایک دفعہ اور بعد ہمبستری کے دونوں کچھ کھا لیا کریں۔ یا دودھ پی لیں۔ اس سے طاقت بنی رہتی ہے۔ یہ حکیم محمود خان کا قول ہے۔ حدیث ہے۔ اَلْجُمُعَۃُ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ مُحْتَلِمٍ۔ جمعہ کا غسل واجب[1] ہے۔ ہر مسلمان بالغ کو۔ اور جمعرات کے دن اپنی بیوی سے مجامعت کرے۔

---

[1] واجب یعنی ضروری کے ہیں۔

تاکہ وہ غسل کا متقاضی ہو اور دونوں ثواب کے مستحق ہوں اور حضرت نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص جمعرات کو اپنی بیوی سے مجامعت کرتا ہے اسکو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (اور جمعہ کو غسل کرنا ہوتا ہے) ۔ پس جو شخص امور بالا متذکرہ سے تجاوز کرتا ہے۔ وہ عموماً شہوت صادق پر عمل نہیں کرتا ہے ۔بلکہ شہوت کاذب ہی حالت میں مصروف ہو کر اپنے نہایت بیش قیمت مادہ رجولیت کو ضائع کرتا رہتا ہے۔ اور آخر کار اس بے اعتدالی کا نتیجہ اسکو بھگتنا پڑتا ہے مشاہدہ سے یہ امر ظاہر ہے کہ تمام نباتات ایک موسم میں پھل لاتے ہیں اور ایک موسم میں آرام کرتے ہیں اور زمین بھی ایک وقت سبزی اپنے اندر سے اگاتی ہے۔ اور ایکوقت ضرور آرام کرتی ہے۔ تمام حیوانات کیطرف غور کرو کہ وہ ایک سال میں یا مہینہ میں کتنی دفعہ جفتی کرتے ہیں اور کسقدر عرصہ اس فعل سے بالکل علیحدہ اور بے خیال رہ کر اپنے اعضاء مخصوصہ کو آرام دیتے ہیں۔ اے نادانوں کیا تم اپنے اعضا کی نسبت۔ یہ خیال کرتے ہو۔ کہ وہ دن رات جماع کے لئے مستعد رہے۔ اور کبھی اسکو مہلت اور آرام کی ضرورت نہ پڑے ۔اس خیال کو پورا کرنے کے لئے معجونیں اور کشتہ کھاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ اکثر اوقات یہ ہوتا ہے۔ کہ خود کشتہ ہو جاتے ہو (ع) این خیال است و محال است و جنون ۔ تمام حیوانات اپنی فطرتی عقل سے کام لیتے ہیں جبتک خود بخود شہوت انپر غالب نہیں ہوتی۔ از خود جفتی کا ارادہ نہیں کرتے۔ اور کسی قسم کی بیہودہ حرکات سے اس مادہ لذت و بقائے نوع کو خراب نہیں کرتے ۔مگر انسان نے افسوس ہے کہ اپنے فطرتی عقل سے کام نہ لیا۔

پھر خاوند کے لئے خاص محبت اور شفقت کے ساتھ عورت کے رکھنے اور پرورش کرنے کا حکم ہے ۔یہی مسئلہ تمام حسن معاشرت کی بنیاد ہے ۔چنانچہ اس بارہ میں قرآن شریف اس طرح ارشاد فرماتا ہے ۔۔ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاۗءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَھُمْ عَلٰي بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۔ یعنے مرد عورتوں کے محافظ اور سردار ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالے نے خاص خاص قوائے میں بعض مردوں کو بعض عورتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور وہ اپنے مال عورتوں کی پرورش میں صرف کرتے ہیں۔ پس چونکہ مرد عورتوں پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اور انکی پرورش کرتے ہیں۔ اس لئے نیک بخت وہی بیبیاں ہیں جو اپنے خاوندوں کی تابعدار ہیں۔ اور پس پردہ انکے مال و متاع کی حفاظت کرتی ہیں ۔ اور اس چیز کی حفاظت کرتی ہیں جسکی حفاظت کا خدا نے حکم دیا ہے ۔ اور ایک حدیث میں وارد ہے۔ کہ کسی کو دوسرے شخص کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا۔ تو عورت کے لئے یہ حکم کرتا۔ کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔

اسلام میں سجدہ کرنا۔ اپنی انتہا درجہ کی ذلت اور دوسرے اعلیٰ درجے کی عظمت ظاہر کرتا ہے
اپنی ساری قوتوں اور طاقتوں سے اسکے آگے جھک جانا ہوتا ہے۔ اس لئے سوائے
ذات باری کے اور کسی کے واسطے سجدہ جائز نہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ عورت کے تابعداری
اور خدمت گذاری اپنے خاوند کے لئے واجب ہے دوسرے کسی شخص کے لئے حاجت نہیں

ہمدردی وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ۔ جمعہ۔ عیدین۔ زکوٰۃ۔ و حج کے فرض اوا کرنے میں بھی یہی اسرار
و بھید ہے۔ کہ آپس میں ہمدردی اور اخوت پیدا ہو تاکہ اسلام وحدت کی صورت میں نظر
آوے۔ اور ایک ہی جسم دکھائی دے جیسے ایک عضو میں درد ہونے سے تمام بدن میں تکلیف
درد ہو اور خوشی ہونے سے تمام بدن پھولا نہ سمائے۔

اے سعید۔ ہمدردی اگرچہ ایک چھوٹا سا لفظ ہے۔ مگر معنے اسکے بڑے وسیع ہیں۔ یہ وہ
جوہر لطیف ہے جس نے انسان کو بہائم پر فضیلت دیکر اشرف المخلوقات کے بلند مراتب پر پہنچایا
خداوند ارض و سما نے انسان کو دنیا میں اپنے ہم جنسوں سے ہمدردی کرنے کے واسطے پیدا
کیا۔ اور جس انسان کے دل میں بنی نوع کی محبت اور قومی درد کی بو نہیں۔ اسے قرآن شریف
نے پتھر سے بدتر فرمایا ہے۔ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ
فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ۔ بعضے پتھر ایسے بھی ہیں۔ کہ انسے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں۔ جن سے دوسروں
کو فائدہ پہنچتا رہتا ہے۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان کو بھی کم از کم ایسا تو
ہونا چاہیئے کہ وہ اوروں کو نفع پہنچاوے۔ جیسا کہ پتھروں سے نہریں چشمے نکلتے ہیں۔ حیف ہو اس
اولاد آدم پر جس سے کسی کو نفع نہ پہونچے ؎ بے فیض اگر یوسف ثانی ہے تو کیا ہے۔ جو بندہ نوازی
کرے جاں اسپہ فدا ہے۔ اور شاعر نے کہا ہے ؎ درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو۔ ورنہ
طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں۔ صانع عالم نے شروع سے ہی ننھے بچے کے
دل میں ہمدردی کا بیج بو دیا ہے۔ سب سے اول وہ اپنی والدہ سے محبت کرنی سیکھتا ہے۔ سچ
اور پھر جوں جوں عقل سلیم بڑھتی جاتی ہے۔ اسکی ہمدردی اور محبت بھی وسیع ہوتی جا
مثلاً۔ اسکو اپنی سگی بہنوں۔ بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر رفتہ
رفتہ شہر اور وطن سے ہو جاتی ہے۔ اس سے آگے چلکر۔ اس میں ایک اور ہمدردی کا احساس
پیدا ہوتا ہے۔ جس کا تعلق مذہب سے ہے۔ بعض اوقات یہ جوش اور محبت یہانتک بڑھ جاتی
ہے۔ کہ اسکی خاطر عزیز سے عزیز جانیں قربان اور فدا کر دی جاتی ہیں۔ ہر ایک مذہب ہمدردی کا
سبق دیتا ہے۔ مگر سب سے زیادہ فخر اس امر میں مذہب اسلام کو ہے۔ جسکی نظیر اور کوئی

مذہب پیش نہیں کرسکتا۔ بعض اوقات تو اسلامی معرکہ آرائیوں اور جنگوں میں یہانتک اسکا ظہور دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص جانکنی کی نازک حالت میں پانی کے واسطے پکار رہا ہے۔ اور جب پانی اسکے سامنے پیش کیا گیا۔ اور اسنے دوسرے بھائی کی آواز پانی مانگنے کی سنی تو ایک قطرہ دوسرے بھائی کی ضرورت پر ترجیح دیکر (جیسا کہ ہم شہادت میں لکھ چکے ہیں) اسکو پاس پانی لے جانے کے لئے اشارہ کیا۔ سبحان اللہ۔ ان مقدس ذات کی قوت قدسی میں کیا ہی غضب کا اثر تھا۔ جس نے انسانوں کو پیروں کی طرح سخت دل نے کھرا کیا۔ اسنے اور سب پچھہ ایثار کرنے کے آمادہ کر دیا تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو یہانتک نفوس خدا کے ساتھ ہمدردی تھی کہ شب و روز بدرگاہ قاضی الحاجات یہی دعا اور التجا تھی کہ یا رب العالمین انکو راہ راست دکھا اور ہدایت دے۔ جب کفار مشرکین پیام توحید کی طرف متوجہ نہ ہوتے تو آنحضرت یہانتک غم و الم کرتے کہ مرنے کی نوبت پہونچ جاتی اور رفتہ رفتہ بارگاہ رب العزت سے اسلی کے پیغام اور وحی آتی اے محمد تو ان بد نصیب آدمیوں کے صراط مستقیم سے بھٹکنے کا غم کرتا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہیں خود کشی نہ کر بیٹھے۔ اس پاک باطن محسن اور ہمدرد مخلوق نے اپنے وجود مبارک اور تعلیم ہی جامع اخوت تھی جس نے عرب کے وحشی اور خونخوار باشندوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔ اور فرمایا ؎

تفاوت نہ اپنے پرائے میں سمجھو کہ کافی ہے پیوند اسلام تم کو۔ اور ہم کو حکم ہے شفقت خلق اللہ و تعظیم امر اللہ۔ یہ کامل انسان اور کامل ایمان دار تو نہیں بنتا جب تک کہ بنی نوع کی ہمدردی پیدا نہو۔ سعدی نے فرمایا ہے ؎ بنی آدم اعضائے یک دیگر اند کہ در آفرینش ز یک جوہر اند۔

یاری و دوستی رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ۔ حضرت کے اصحاب رحیم تھے۔ آپس میں الفت رکھتے تھے۔ یہ جامع ہے۔ غمخواری کی سب قسموں کو جب ثابت ہوگا تو سب حق ادا ہونگے اور نہیں تو نہیں۔ یُحِبُّہُمۡ وَ یُحِبُّوۡنَہٗ۔ اللہ انکو دوست رکھتا ہے اور وہ اسکو دوست رکھتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ مَوۡلٰىکُمۡ نِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَ نِعۡمَ النَّصِیۡرُ۔ اللہ تمہارا رفیق ہے اور بہت اچھا رفیق ہے۔ اور بہت اچھا مددگار ہے۔

اے سعید حقوق یارانہ یہ بھی ہے کہ ساتھ یار کے عیبوں سے عافل ہو۔ غائب میں اگر اسے راہ میں دیکھے۔ یا کسی کام میں پایا ہو تو نہ پوچھے کہ کہاں تھا۔ شاید کہ وہ ایسے کام میں ہو کہ اسکے ظاہر کرنے سے حجاب کرتا ہو اور رنجیدہ ہوتا ہے جو باعث ہو اسکی گناہگاری کا اور کسی سے اسکے بھید ظاہر نہ کرے یہ علامت بدخلقی کی ہے۔ اور دوستی نکتہ عیب ظاہر کرنے سے دور ہے۔ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیب کسی کا اسکے منہ پر نہیں کہا

آیا ایک شخص زعفرانی کپڑے پہنے ہوئے آنحضرت کے روبرو ۔ بعد اسکے آپنے فرمایا کہ اسکو کہدینا
کہ یہ رنگ کپڑے سے دور کرے تو بہتر ہے ۔ اور اگر کسی سے عیب یار کا سنا ہووے ۔ تو اسکے منہ پر آنکر نہ
کہے ۔ کہ حقیقت میں آپ عیب کرتا ہے ۔ اور اگر کسی سے اسکی تعریف سنے تو اس سے کہدے ۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایثار کرتے تھے ۔ یعنی ترجیح دیتے تھے اپنے صحابہ کو چیزوں میں اپنے پر اور
حقوق یارانہ سے یہ ہے کہ مال سے دوستوں کی مدد کرے ۔ اور علماء کرام کا قول ہے کہ جب تو نے حاجت
اپنی کسی یار کے آگے کہی اور سعی نہ کی اسنے تیری حاجت روائی میں ۔ تو کہا اس پر چار تکبیریں جیسے کہ
جنازہ کی نماز میں کہتے ہیں (یعنے وہ مردہ ہے لائق دوستی کے نہیں)

حکایت ۔ ایک شخص ابو ہریرہ کے پاس آیا اور کہا ۔ کہ میں چاہتا ہوں ۔ کہ تم سے یارانہ کروں
واسطے خدا کے آپنے کہا کہ نہیں کر سکتا تو کہ حقوق یارانہ کے مشکل ہیں ۔ کہا اس شخص نے کہ کیا ہیں ۔ کہا
یہ کوئی چیز زیادہ نہو عزیز دوست سے کہا ۔ اسنے بخدا میں ابھی اس مرتبہ کو نہیں پہنچا ۔ منقول ہے کہ ایک بادشاہ
نے واسطے قتل کرنے ۔ ایک جماعت صوفیہ کے حکم کیا ۔ اور ان میں شیخ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ
بھی تھے ۔ جلاد نے چاہا کہ تلوار چلاوے شیخ ابوالحسن آگے آئے اور کہا کہ پہلے مجکو مار کہ دوست رکھتا
ہوں ۔ کہ ایثار کروں اپنے بھائیوں کو ساتھ زندہ رہنے کے ۔ جب یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو سب کو چھوڑ دیا
اور لکھا ہے کہ اگلے بزرگوں نے ۔ کہ جب کوئی یار کہے کہ اپنے مال میں سے کچھہ دے ۔ اور وہ مال والا
پوچھے کہ کتنا مال چاہتا ہے ۔ وہ لائق دوستی کے نہیں یعنے چاہیئے تھا کہ سب مال آگے لاکے رکھ
دیتا ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مثال دو بھائیوں کا مانند دو ہاتھوں کے ہے ۔ کہ دھوتا ہے
ایک دوسرے کو ۔ غرض یہ ہے کہ ہر ایک مددگار دوسرے کا ہو ۔ اور آپس میں شریک منافع ہیں
اور کم درجہ یاری کا یہ ہے ۔ کہ جو حاجت سے زائد ہو اسکی اس سے مدد کرے ۔ اور چاہیئے کہ
انتظار سوال نہ کرے ۔ اور چاہیئے کہ اسکو شریک اپنا کرے اور آدھا بانٹ دے ۔ اور یہ مرتبہ
اوسط کا ہے اور اعلیٰ مرتبہ یہ ہے ۔ کہ شیوہ ایثار کا اختیار کرے ۔ یعنے اسکی حاجت مقدم رکھے ۔
اپنی حاجت پر اور یہ مرتبہ صدیقوں کا ہے ۔ جیسا کہ آنحضرت سے یار غار نے کیا ۔ اور پوچھا ۔ آنحضرت
نے کیا چھوڑا تو صدیق نے عرض کیا ۔ اللہ و رسول یعنی (لیئے اللہ اور کا رسول بس ہے) سیپارہ
۱۰ سورہ توبہ رکوع ۵) اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الخ ۔ اگر تم رسول اللہ
کی مدد نہ کرو تو اللہ آپکی مدد اسوقت کر چکا ہے ۔ جبکہ آپکو کافروں نے جلاوطن کر دیا تھا
جبکہ دو آدمیوں میں ایک آپ تھے ۔ جسوقت کے دونوں غار میں تھے ۔ جبکہ آپنے ہمراہی سے
فرمایا تھا کہ تو دیکھہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے ۔

منقول ہے کہ جب مدینے والوں کے اسلام کا حال نبوت کے مہاجرین کو پہنچا تو بہت لوگ حبش سے

مدینہ کیطرف متوجہ ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے بھی اجازت رخصت چاہی کہ مدینہ کیطرف ہجرت
کرجائیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کرو شاید ہماری تمہاری رفاقت ہو۔
حضرت ابوبکر صدیق خوش ہوئے۔ اور دو اونٹ لیکر پالنا شروع کئے کہ جلد تیار ہو جائیں۔
اور جب اصحاب کو جماعت اہل مکہ سے تکلیفات بہت پہنچیں اور ایذا قریش کی حد سے زیادہ گذری
مروی ہے کہ قریب قریب اصحاب حضرت کی اجازت سے مدینے کو ہجرت کر گئے۔ بعد اسکے حضرت
عمر بھی بیس جوان لیکر مدینے کو گئے۔ قریش کے ناقدروں نے دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اصحاب کو ہجرت کا موقع ملا انکو تردد پیدا ہو گیا کہ ایسا نہ ہو کہ محمد بھی انکے ساتھ جا ملیں۔ سب نے
دارالندوہ میں جو انکی نشست گاہ تھی مصلحت کی۔ شیطان بھی بوڑھے آدمی کی شکل بنکر آیا
اور دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ قریش نے پوچھا کہ تو کون ہے۔ بولا کہ میں شیخ ہوں قبیلہ نجد سے۔
تمہارے ارادے سے واقف ہوکر آیا ہوں۔ کہ اس مقدمہ میں تمہاری مدد کروں یہ
لوگ اسکے ممنون ہوئے۔ وہ ملعون شیخ مجلس بنکر بیٹھا۔ ہر ایک شخص کی خاطر میں جو صلاح
گذرتی تھی وہ شیخ کے حضور میں بیان کرتے تھے۔ ایک نے کہا کہ پیغمبر کو قید کردو۔
دوسرے نے کہا کہ اس ملک سے نکالدو۔ شیخ نجدی نے یہ دونوں تجویزیں ناپسند کیں۔ ابوجہل
ملعون بولا۔ کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک نوجوان منتخب کیا جاوے۔ اور یہ سب ملکر حضرت کو
خوابگاہ میں قتل کردیں۔ بنی ہاشم سب قبیلوں کا مقابلہ نکرسکیں گے۔ اور ناچار ہوکر خونبہا
لینے پر راضی ہو جاویں گے۔ پیر نجدی نے یہ صلاح بہت پسند کی اور اسپر سب کا اتفاق ہو گیا
حضور کے پاس حضرت جبرئیل نازل ہوئے۔ اور اس واقعہ سے آپکو آگاہ کردیا ساتھ ہی بتلایا
کہ اپنی جگہ علی مرتضیٰ شیر خدا کو سلادو اور خود مدینہ روانہ ہو جاؤ۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ ادہر کافر
آپکے مکان کو گھیر کے گھات میں بیٹھے اور موقعہ کا انتظار کرنے لگے۔ صبح کے نزدیک شیخ نجدی انکے پاس
آیا۔ اور کہا کیا ارادہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ موقعہ کی تاک میں ہیں۔ اسنے کہا محمد تو صاف نکل گئے۔
اور تمہاری آنکھوں میں خاک ڈال گئے۔ کافر یہ سنکر گھر میں گئے۔ آپکی خوابگاہ میں حضرت علی
کو سوتا پایا۔ پوچھا۔ محمد کہاں ہیں۔ انہوں نے کہا۔ میں نہیں جانتا وہاں سے پشیمان ہوکر واپس گئے
اور ہر طرف اطراف میں تلاش کرنے لگے اب رسول اللہ کا حال سنئے کہ آپ حضرت
صدیق کے مکان پر پہونچے۔ ابوبکر نے دو اونٹ پہلے ہی سے تیار کر رکھے تھے۔ ایک
اونٹ آپکو دیا۔ دوسرا اپنے لئے رکھا۔ صاحبزادیوں نے توشہ راہ تیار کیا۔ باندھنے
کو کوئی چیز نہ تھی۔ اسماء بنت ابی بکر نے اپنا ازار بند نکالکر باندھا حضرت نے انکا خطاب
ذات النطاقین رکھا۔ پھر عبداللہ بن اریقط کو جو ایک ہوشیار رہبر تھا۔ مدینے تک پہنچانے

کے لئے نوکر رکھا۔ اور اس سے کہا تین دن کے بعد غار ثور پر اونٹ لیکر حاضر ہونا یہ انتظام کرکے آپ غار ثور میں تشریف لے گئے۔ عبداللہ بن ابی بکر تمام دن کی قریش کی خبریں راتکو جاکر آپسے عرض کر دیتے تھے۔ آپ دوشنبہ کے دن ۲۰ صفر کو غار ثور پر تشریف لے گئے تھے۔ پہلے ابوبکر صدیق نے اندر جاکر غار کو صاف اور اسکے تمام سوراخ اپنے کپڑے پھاڑکر بند کئے پھر حضور تشریف لیگئے۔ ایک سوراخ بوجہ کپڑا نہ ہونے کے باقی رہ گیا تھا۔ وہاں آپ نے اپنا انگوٹھا لگا دیا۔ اندر سے سانپ نے کاٹا۔ حضور انور کو معلوم ہوا تو لعاب دہن مبارک کا لگا دیا۔ اور فوراً آرام ہوگیا۔ مکڑی کو الہام ہوا۔ اسنے دہن غار پر جالا تنا۔ اور ایک جنگلی کبوتر نے آکر انڈے دیدیئے۔ دوسرے دن صبح کو کفار نے تلاش شروع کی۔ اور قائف کو جو نشان قدم پہچاننے میں بڑا ماہر تھا۔ ہمراہ لیکر روانہ ہوئے۔ اسنے نشان قدیم کا کھوج لگاکر غار کے منہ پر لاکر کھڑا کر دیا۔ اور کہا کہ یہاں سے کوئی آگے نہیں گیا ہے۔ مگر کفار کو مکڑی کا جالا۔ اور کبوتر کے انڈے دیکھ کر یقین نہ آیا اور واپس چلے آئے۔ حضور انکے شر وفساد سے محفوظ رہے۔ تین دن کے بعد صدیق اکبر کا غلام عامر بن بہیرہ اور عبداللہ اریقط اونٹ لیکر آگئے۔ اور سوار ہوکر مدینہ کو روانہ ہوئے۔ دوسرے دن قدید کی منزل میں ام معبد کے خیمہ پر گذر ہوا وہاں مقام کیا۔ یہ بی بی سخاوت میں مشہور زمانہ تھی۔ مگر بسبب قحط سالی نہایت تنگی میں مبتلا تھی۔ مہمانوں نے گوشت اور خرما طلب کیا۔ اسنے معذرت کی۔ حضور نے خیمہ میں اسکی ایک بکری لاغر کھڑی دیکھی۔ فرمایا۔ اس میں کچھ دودھ ہے۔ اسنے کہا یہ تو اپنی جان سے مر رہی ہے۔ حضور نے دست مبارک اسکے تھنوں پر پھیرا۔ فی الفور بحکم خدا تھن ابھر آئے۔ حاضرین نے سیر ہوکر دودھ پیا۔ اور ایک بڑا برتن بھر کر ام معبد کو دیا وہاں سے آگے روانہ ہوئے۔ آپکی روانگی کے بعد اسکا خاوند آیا دودھ دیکھکر بڑا متعجب ہوا عورت نے حقیقت حال بیان کی۔ اسنے آپکا حلیہ مبارک دریافت کیا۔ ام معبد نے بتایا تو۔ اس نے کہا وہی پیغمبر بنی ہاشم کے ہیں۔ افسوس میں نہ ہوا کہ انکی خدمت نصیب ہوتی۔ کفار قریش نے اشتہار دیا تھا کہ جو کوئی محمد رسول اللہ اور صدیق اکبر کو پکڑ کر لائے گا۔ سو سو اونٹ انعام دیئے جائینگے۔ ان اطراف میں سراقہ بن مالک ایک مشہور بہادر شخص تھا۔ اسکو یہ خبر معلوم ہوئی۔ تو بہت للچایا۔ اس اثنا میں کسی نے اس سے آکر کہا کہ دو شخص اس وضع کے اونٹ پر سوار مدینہ کیطرف جارہے ہیں۔ سراقہ یہ سنکر فوراً اپنے گھر میں آیا۔ لونڈی سے کہا کہ میرا گھوڑا لا۔ اور خود ہتیار لگاکر سوار ہوا۔ سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا۔ حضور تک جا پہنچا۔ اور حملہ کا ارادہ کیا۔ گھوڑا اسکا اسکے بل گر پڑا پھر سنبھل کر سوار ہوا اور آپکے قریب جا پہنچا۔ حضور نے یہ دعا پڑھی۔ اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا شَرَّہٗ بِمَا شِئْتَ

فی الفور اسکے گھوڑے کے آگے کے دونوں پاؤں زمین میں میخ کیطرح گڑ گئے۔ اور خود اندھا زمین پر گر پڑا۔ چلانے لگا کہ یا محمد یہ اثر تمہاری دعا کا ہے۔ لہٰذا میری مشکل آسان کرو۔ آپنے دعا کی۔ آلہٰی یہ سچا ہے تو اسکو رہائی دیجئیے۔ فی الفور گھوڑے کے پاؤں زمین سے نکل آئے۔ سراقہ نے کچھ سامان بطور نذر پیش کیا۔ آپنے قبول نہ کیا۔ اور فرمایا۔ ہم کو اسکی حاجت نہیں۔ تو واپس جا اور ہمارا حال کسی سے مت کہنا۔ اسنے منظور کیا۔ واپسی میں جو لوگ اسکو ملے۔ ان سے کہا کہ محمد اسطرف نہیں گئے۔ مدینہ والوں کو آپکے روانہ ہونیکی اطلاع پہلے ہی سے ہو گئی تھی۔ ہر روز مسلمان آپکے استقبال کو نکلتے تھے۔ اور دن چڑھے واپس جاتے تھے۔ آج۔ آپ کا انتظار کرکے واپس ہوئے تھے ایک یہودی نے اپنی چھت پر سے آپکو دیکھ لیا۔ اور پکار کر چلایا کہ حضور آ گئے۔ تمام مسلمان خود اختیار ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور ایک غل غلا ہو گیا۔ ہر ایک چاہتا تھا کہ میرے مکان پر اتریں۔

آپ ۱۲ تاریخ ربیع الاول کو سعد بن خثیمہ کے مکان پر جو عبد المطلب کی ماں کے قبیلہ سے تھے فروکش ہوئے۔ ۱۴ روز محلہ قبا میں قیام کیا۔ اور وہاں ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ حضرت علی تین روز بعد آئے۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ آپ اسکے مکان پر ٹھیریں۔ آپنے فرمایا۔ مہار اونٹ کی چھوڑ دو۔ جہاں وہ بیٹھے گا وہیں قیام ہوگا وہ اونٹ حضرت ابو ایوب کے مکان کے قریب بیٹھ گیا۔ یہاں ایک میدان تھا۔ پوچھا یہ کس کی ملکیت ہے معلوم ہوا دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی ہے لوگوں نے عرض کیا ہم ان بچوں کو قیمت دیدینگے اور بہت کم قیمت پر ہاتھ آجائیگا۔ آپنے منظور نہ کیا بموجب ارشاد ابوبکر صدیق نے دس مثقال طلا دیکر خرید اسپر اصحاب نے ملکر اپنے ہاتھ سے مسجد تیار کی۔ اسکے بعد حضور نے زید بن حارثہ اور ابو رافع کو پانسو درم خرچ راہ دیکر اپنے اہل و عیال کو مکہ سے مدینہ میں بلالیا۔ حضرت ابوبکر صدیق کے صاحبزادے عبد اللہ اپنے تمام متعلقین کو لیکر مدینہ میں آ گئے۔ اے مسلمانوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کی یاری اور دوستی پر نظر کرو اور اس سے سبق حاصل کرو۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ خدا کیواسطے دوستی رکھنے والے جب آپس میں ملتے ہیں تو انکے گناہ ایسے جھڑتے ہیں۔ جیسے خزاں میں درخت سے پتے۔ مولانا راقم دہلوی نے کیا خوب نظم لکھی ہے وہ یہ ہے

جماعت مسجد میں میں نے دیکھا ۔ اک شہد کی مکھیوں کا چھتا ۔ اس چھتے میں گھر بنے ہوئے ہیں ۔ ہر گھر میں ہے قدرتی تماشا
بیٹھی ہیں سب مکھیاں سلیقے سے ۔ یا [illegible] ۔ مصروف ہیں ایک کام میں سب ۔ ہو ایک گھرانا ایک ملجا
حیرت ہوئی دیکھ کر یہ منظر ۔ اسکا سبب پوچھا ۔ [illegible] ۔ کیوں ان میں اتفاق ایسا
کہنے لگی ۔ [illegible] تعلیم ۔ اسلام کا [illegible] ۔ اگر اپنی [illegible] ۔ وہ زہر بھی تو شہد ہو جائے

حکیم لقمان کا قول ہے۔ جس سے دوستی کا ارادہ ہے اُسے غصہ دلا کر آزما۔ اگر اسنے انصاف ہاتھ سے نہیں دیا۔ اور حق سے نہ گذرا دوستی کے قابل ہے۔ ورنہ اس سے دوری بہتر۔ اور کہا ہے کہ بدگمانی کی عادت نہ ڈال کہ دوستوں سے ہاتھ دھو بیٹھیگا۔

حکایت۔ نقل ہے کہ اتفاقاً ایک شخص بہت قرضدار ہوگیا۔ ہرچند ادا کرنے کی تدبیر کی لیکن ادا نہ ہو سکا قرض خواہ اسکی آبرو کے خواہاں ہوئے۔ جب جان سے عاجز آیا اور کہیں ٹھکانا نہ لگا۔ ناچار ہو کر ایک دوست کے پاس گیا وہ محبت اور خاطر اور تواضع سے پیش آیا اور حال پوچھنے لگا۔ کہ ان دنوں کیسی گذرتی ہے۔ کہا کیا کہوں بہرحال شکر ہے مگر آجکل چار سو درم قرضہ کی بہت فکر ہے کہ قرضخواہ راتدن چین نہیں لینے دیتے۔ جان سے عاجز ہو کر تمہیں دوست جانکر آیا ہوں کہ خانہ دوستاں بروب و در دشمناں مکوب۔ مثل مشہور ہے۔ وہ سنتے ہی عرق ندامت میں غرق ہوگیا۔ جی جان سے کھو گیا۔ غیرت کھا کے اندر اٹھ کر گیا۔ جلدی چار سو درم لے آیا۔ کہا جائیے اور قرض خواہوں سے اپنا پیچھا چھڑا ئیے۔ پھر گھر میں جا کر زار زار رونے لگا۔ اسکی عورت نے کہا۔ خیر ہے۔ کیوں روتے ہو۔ جائے شکر گذاری جناب باری ہے۔ نہ مقام گریہ و زاری کہ دوست جانی کی حاجت تم سے روا ہوئی۔ پس اب تم کو غم درہم ہے۔ یا غم ہمدم ہے۔ برائے خدا سچ بتائے۔ اور اس غمدیدہ کو غم سے چھڑائیے۔ کہا۔ اے عورت نادان غم درہم بندہ درہم کو رلاتا ہے۔ اور طالب دنیا کو بیقرار کرتا ہے۔ بلکہ میں اسواسطے روتا ہوں۔ کہ میں اُسکے حال سے ایسا کیوں غافل رہا۔ جو اس بلا میں مبتلا ہو کر حاجتمند ہوا اور فقیروں کی طرح میرے پاس آیا۔ تب میں نے اسکو اس بلا سے چھڑایا۔ پس کچھ حق دوستی ادا نہ ہوا۔ بلکہ محتاجوں کا سا دینا ہوا۔ حقیقت میں اسکی نہ تھی۔ پس ایسی غفلت کی زندگی پر لعنت ہے۔ جو میں چین اڑاؤں اور دوست بے چین رہیں۔ حقیقت میں سچے دوست وہ ہیں۔ کہ ہر حال میں خیال دوست رکھتے ہیں۔ حتی المقدور دوست کو دکھ درد کی ہوا نہیں لگنے دیتے۔ اور بدلے کی امید نہیں رکھتے۔ کہ یہ سوداگری ہے نہ دوستی اور اگر کوئی عیدت کو اس غرض سے دوست رکھتا ہے۔ کہ تباہی کار سے بچا دے۔ یا اس غرض سے کہ اس سے کوئی لڑکا پیدا ہو تو اسکے لئے دعا کرے۔ یا اسکے نیک عمل ہونے سے سمجھے کہ میری مغفرت ہو جاوے۔ یہ سب نیکی ہیں۔ لیکن بزرگتر اور عظیم تر درجہ یہ ہے۔ کہ جس کسی کو دوست رکھو۔ اس سے طمع دینی اور دنیوی کچھ نہ ہو۔ بلکہ صرف اس غرض سے محبت ہو کہ وہ خدا کا مطیع ہے۔ اور خدا کا مخلوق ہے۔ یہ دوستی خدا کی ہوگی۔ اور ثواب اس میں حاصل ہوگا۔

یاری و دوستی - قائم رکھنے یا نئی پیدا کرنے کے لئے یہ آیات شریف چالیس روز لیے نماز عشا یا بعد نماز صبح ایکبار تلاوت کرے - انشاء اللہ کامیابی حاصل ہو -

اگر حاکم تند مزاج ہو - اور ہر وقت غصہ کرتا ہو تو ان آیات کو چالیس یوم پڑھکر وہ مہربان ہو - اگر قیاماشی روزگار ہو - اور کسی حاکم کے ہاتھ میں نوکریاں ہوں تو اسکو مہربان کرنے کے لئے اسی طرح عمل کرے -

اگر میاں بیوی میں ناچاقی رہتی ہو - اسکو پڑھے - مزید محبت ہوکر سلوک کے ساتھ انشاء اللہ زندگی بسر ہو - کسی ناجائز امر کے لئے اسکو نہ پڑھے ؞

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ ۔ فلاں بنت فلاں کا دل میرے نے اپنی محبت میں پکڑ لیا - یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ فلانی کے سر کو میرے سودائے محبت سے بھر دے - بحق قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ یُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ بَلٰی مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ ، فلاں بنت فلاں کی دونوں آنکھیں محبت کے ساتھ مجھے تکتی رہیں بحق هٰذِهِ الْاَسْمَآءِ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَؤُا قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ ، فلاں بنت فلاں کے دونوں کان میری ہی بات محبت کے ساتھ سنتی رہیں ۔ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَخْشَ اللّٰهَ وَیَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ عَادَیْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً وَاللّٰهُ قَدِیْرٌ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ ، فلاں بنت فلاں کی دونوں لب اور دندان اور زبان غایت درجہ محبت سے میری خواہش کے موافق رہیں ۔ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَیْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ

یوسف حتی تکون حرضا او تکون من الھالکین اھدنا الصراط المستقیم
یا رب یا رب یا رب (فلاں بنت فلاں کے دست و پا و دل و سینہ محبت کے ساتھ میرے
حوالہ کردے) فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا
من حولک فاعف عنھم واستغفر لھم وشاورھم فی الامر فاذا
عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین بحق کھیعص وطہ وطسم
وحم عسق وق والقرآن المجید ن والقلم وما یسطرون ( )
دل و جان اور ہفت اندام فلاں بنت فلاں کا محبت اور دوستی سے میں نے پکڑ لیا۔
بحق والقیت علیک محبۃ منی ولتصنع علی عینی اذ تمشی اختک فتقول
من یکفلہ فرجعناک الی امک کی تقر عینھا ولا تحزن اللھم بحق جبرئیل
ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل اللھم بحق توریت موسیٰ وانجیل
عیسیٰ وزبور داؤد وفرقان محمد رسول اللہ نبیاء وسلم اجمعین
صراط الذین انعمت علیھم فلاں بنت فلاں کا دل و جان و ہفت اندام
محبت سے میں نے پکڑ لیا) بحق آدم و حوا و ھابیل و شیث و ادریس
و نوح و ابراھیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب و یوشع و یوسف
و ھود و شعیب و موسیٰ و ھارون و خضر و الیاس و ذوالقرنین
و یونس و ادمیال و دانیال و عزیر و عیسیٰ و شمعون و جرجیس
و حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام یا رب یا رب یا رب ( )
فلاں کے دل کو مجھ پر مہربان کردے یا معشر الجن والانس ان استطعتم
ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون
الا بسلطان فبای آلاء ربکما تکذبان والے فرشتوں والے پریوں
میری بات سنو اور مطیع رہو اور میرا فرمان لے جاؤ اور فلاں بنت فلاں کے دل میں
میری محبت بسا دو اور بسبب برکت ان آیات کلام المجید کے شفیع لاتا ہوں
میں فلاں کا دل و جان اور ہفت اندام فلاں کی محبت کے لئے میں نے پکڑ لیا۔
بحق واصلحنا لہ زوجہ انھم کانوا یسارعون فی الخیرات و
یدعوننا رغبا ورھبا وکانوا لنا خاشعین والف بین قلوبھم و
لکن اللہ الف بینھم انہ عزیز حکیم ومن الناس من یتخذ من
دون اللہ اندادا یحبونھم کحب اللہ والذین آمنوا اشد

حبا للہ هو الذی ایدک بنصرہ و بالمؤمنین و الف بین قلوبهم
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم
و اللہ غفور رحیم یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا قد شغفها
حبا انا لنرها فی ضلل مبین () فلاں کی دل و جان کو دل و جان کو
فلاں کی محبت کے واسطے میں نے پکڑ لیا اور دل و جان کا آخر محمد رسول اللہ
هذین غیر المغضوب علیهم یا رب یا رب یا رب () فلاں بنت
فلاں کی دونوں پاؤں کو محبت سے میری خواہش کے موافق چلا دو بحق فاذا
برق البصر و خسف القمر و جمع الشمس و القمر فان تعفوا و تصفحوا
[illegible] اللہ غفور رحیم حب الشهوت من النساء و البنین
و القناطیر [illegible] من الذهب و الفضة و الخیل المسومة و الانعام
و الحرث [illegible] الدنیا و اللہ عندہ حسن المآب
فلا جناح علیهما ان [illegible] بینهما صلحا و الصلح خیر و انه علی ذلک لشهید
و انه لحب الخیر لشدید و لا الضالین آمین یا رب یا رب یا رب ()
فلاں بنت فلاں کی جان و دل اور محبت تمام کو فلاں بنت فلاں کی محبت
کے واسطے پکڑ لیا میں بنام خداوند یا رب العلمین و ان یکاد الذین لقد
جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین
رءوف رحیم فان تولوا فقل حسبی اللہ لا اله الا هو علیه توکلت و هو رب
العرش العظیم فقال انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی حتی توارت بالحجاب
فلاں بنت فلاں کی تین سو ساٹھ رگ اور چار سو چالیس استخواں فلاں بنت
فلاں کے مہر و محبت کے لیے میں نے پکڑ لیے بنام خداوند عز و جل و بنام حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم () و بحق حرمت بیت الحرام و الرکن و المقام
اور بحرمت حطیم و حجر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فلاں کے سر سے لیکر پاؤں تک مہر و محبت میں نے پکڑ لیا بحق قال عفریت من الجن انا آتیک
به قبل ان تقوم من مقامک و انی علیه لقوی امین و لقد فتنا سلیمان و القینا
علی کرسیه جسدا ثم اناب یا معشر الجن و الانس ان استطعتم ان تنفذوا
من اقطار السموات و الارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان و کفی باللہ حسیبا نصیرا
و کفی باللہ وکیلا و کفی اللہ المؤمنین القتال و کان اللہ قویا عزیزا یا رب یا رب

یَا رَبِّ یَا اَللّٰہُ یَا رَحِیْمُ یَا رَحْمٰنُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ (۱) بحرمت داؤد علیہ السلام اور اون کی زبور کے جس طرح لوہے کو ان کے ہاتھ میں موم کیا تھا تو نے موم کر دے یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ فلاں کی جان و دل کو اس طرح مجھ پر نرم کر دے (۲) یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ (۳) بحرمت اس نام کے حضرت سلیمان کی انگوٹھی پر لکھا تھا اس کی برکت سے تو نے جن و انس کو مسخر اور مطیع کر لیا تھا اس طرح فلاں کے دل کو میرے عشق میں کر دے (۴) یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ بحرمت و عظمت اس نام کے کہ قرآن مجید میں لکھا ہے یَا شَافِیَ الْمُضْطَرِّ ۴ تو نے افضل مخلوقات سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی طرف پھیر دیا ہے یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ (۵) فلاں کے دل کو میرے عشق و محبت اور الفت میں مجھ پر مہربان کر ایسا کہ ایک لمحہ بھر قرار نہ پکڑے (۶) یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ بحرمت و برکت سید المرسلین و شفیع المذنبین و خاتم النبیین و حبیب رب العالمین و یک و سی چار یار کبار بزرگوار و سید الشہداء و معصوم و جمیع مشائخ عظام بحرمت و برکت میری یہ حاجتیں دنیاوی پوری کر یَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۝

تمت

(نوٹ) عربی الفاظ کو نہایت تصحیح کے ساتھ پڑھیئے ورنہ عمل نہ ہوگا
(عبد الحمید خاں)

